بے نظیر حکومت کا عروج و زوال

پروفیسر غفور احمد

القمر انٹر پرائزز
رحمان مارکیٹ
اردو بازار: لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے نظیر حکومت کا عروج و زوال

بے نظیر حکومت کا عروج و زوال

پروفیسر غفور احمد

القمر انٹر پرائزز
رحمان مارکیٹ
اُردو بازار: لاہور

خوبصورت، معیاری کتابیں



القمر انٹرپرائزز
اہتمام: محمد سعید اللہ صدیقی

اشاعت اول : 2001ء
تعداد : ایک ہزار
مطبع : زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور
قیمت : 350 روپے

فہرست ابواب

ابتدائیہ

باب: ۱	ملکی سیاست ایک نئے مرحلے میں	۲۳
باب: ۲	سیاسی جماعتیں	۲۹
باب: ۳	احتساب قبل از انتخاب	۳۹
باب: ۴	انتخابی سرگرمیاں	۵۷
باب: ۵	فیصلہ کا دن	۹۹
باب: ۶	قائد ایوان کا خطاب	۱۲۳
باب: ۷	صدارتی انتخاب	۱۳۵
باب: ۸	بے نظیر کا ابتدائی دور حکومت	۱۵۱
باب: ۹	سرحد اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد	۱۸۱
باب: ۱۰	ملک کی داخلی صورت حال	۲۰۳
باب: ۱۱	بے نظیر حکومت کی ناکامیوں کا آغاز	۲۱۵
باب: ۱۲	قومی اسمبلی میں بدنظمی	۲۸۳
باب: ۱۳	بدامنی اور ہنگامے	۲۹۳
باب: ۱۴	ایم کیو ایم اور حکومت کے درمیان رسہ کشی	۳۰۷
باب: ۱۵	سندھ میں گرینڈ آپریشن	۳۵۱
باب: ۱۶	ایم کیو ایم اعتراف جرم کرتی ہے	۳۷۵
باب: ۱۷	سندھ آتش فشاں کے دہانے پر	۴۰۵
باب: ۱۸	بے نظیر بھٹو زوال کی طرف	۵۲۷
باب: ۱۹	جماعت اسلامی دھرنا مہم اور حکومت	۶۰۱
باب: ۲۰	اور اسمبلی ٹوٹ گئی	۶۱۹
باب: ۲۱	بے نظیر حکومت عدالت میں	۶۳۵

(**نوٹ**: تفصیلی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

ابتدائیہ

طویل آزمائش، ابتلا اور قید و بند کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد گیارہ سال میں پہلی مرتبہ جماعتی بنیادوں پر ہونے والے نومبر 1988ء کے انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے بے نظیر بھٹو 2 دسمبر 1988ء کو ملک کی پہلی خاتون وزیراعظم بن گئیں۔ لیکن اقتدار میں آنے کے بعد وہ ایک مختلف شخصیت بن گئیں۔ عوامی بہبود کے امور پر توجہ دینے کے بجائے ہر ادارے سے محاذ آرائی شروع کر دی۔ ان کی حکومت بہت جلد غیر مقبول اور غیر متوازن ہو گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس وقت کے صدر غلام اسحٰق خان نے بدعنوانی، کرپشن، اقرباء پروری، عدلیہ کی تضحیک، صوبائی خودمختاری میں بے جا مداخلت اور آئین و قانون کی خلاف ورزی کرنے کے سنگین الزامات لگا کر پیر 6 اگست 1990ء کو وزیراعظم بے نظیر اور ان کی کابینہ کو برطرف کر دیا اس وقت یہ خیال تھا کہ ان کی اس طرح برطرفی کے ساتھ بے نظیر کا سیاسی کیریئر بھی ختم ہو گیا اور اب وہ آئندہ کبھی بھی دوبارہ اقتدار میں نہیں آسکتیں۔

بے نظیر حکومت کی قبل از وقت برطرفی کے بعد 24 اکتوبر 1990ء کو ہونے والے انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد نے زبردست کامیابی حاصل کی جبکہ پیپلز پارٹی شکست سے دوچار ہوئی۔ بے نظیر کے سیاسی زوال کے بعد پاکستان مسلم لیگ کے صدر میاں محمد نواز شریف آئی جے آئی کے پلیٹ فارم سے ایک متفقہ، مقبول، مستحکم اور پُرکشش قومی سیاسی رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔ 6 نومبر 1990ء کو نواز شریف نے وزارت عظمیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔ ملک میں پہلی بار مرکز اور چاروں صوبوں میں اتحاد کی مضبوط حکومتیں قائم ہو گئیں۔ عوام خوش تھے کہ ایک مدت کے بعد نواز شریف کی صورت میں انہیں ایک بہتر حکمران میسر آیا ہے۔ لوگوں کو ان سے بڑی توقعات وابستہ تھیں۔

لیکن اقتدار میں آنے کے بعد وہ بھی اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکے۔ حقائق کو فراموش کر کے نتائج اور انجام سے بے خبر ہو کر نواز شریف سابقہ حکمرانوں کی آمرانہ روش پر چل

پڑے۔ وہ بھی اس دھن میں لگ گئے کہ مملکت کے کلی اختیارات صرف ان ہی کے ہاتھوں میں مرتکز ہوں۔ اسی لگن میں اپنی پارٹی کو نظر انداز اور اسلامی جمہوری اتحاد کو چلتا کر دیا۔ صوبائی حکومتوں سے اپنے تعلقات کو کشیدہ کر لیا اور صدر مملکت سے بھی شدید محاذ آرائی مول لے لی۔ عوام میں ان کی مقبولیت ناراضگی اور مایوسی میں تبدیل ہو گئی۔

نتیجہ ظاہر تھا۔ صدر غلام اسحٰق خان نے 18 اپریل 1993ء کو نواز شریف حکومت اور ان کی کابینہ کو یہ کہتے ہوئے برطرف کر دیا کہ ان کی حکومت سے ملک کی سلامتی اور یکجہتی کو خطرات لاحق ہو گئے تھے اور وہ ملک کو بدترین اقتصادی بحران سے نجات دلانے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔

لیکن 26 مئی 1993ء کو سپریم کورٹ نے قومی اسمبلی اور نواز شریف حکومت کو بحال کر دیا۔ اس طرح نواز شریف ایسے پہلے سربراہ حکومت بن گئے جو عدالتی حکم کی بنا پر اپنے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اس منفرد اور زریں موقع کا فائدہ اٹھانے کے بجائے نواز شریف نے اسے بھی ضائع کر دیا۔ وہ اپنی سابقہ روش پر ہی قائم رہے۔ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں سے محاذ آرائی میں مزید شدت آ گئی۔ ایمل کانسی کی گرفتاری کے لئے بلوچستان کی صوبائی حکومت کو اعتماد میں لئے بغیر کوئٹہ شہر کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ صدر کے ساتھ بھی محاذ آرائی ترک نہیں کی حالانکہ ان کے عہدہ کی مدت ختم ہونے میں صرف چند ماہ ہی باقی تھے اور اس طرح صدر مملکت حکومت کے لئے کوئی خطرہ نہیں بن سکتے تھے۔

نواز شریف نے اپنے ساتھیوں اور حلیف جماعتوں سے تو محاذ آرائی مول لے لی۔ لیکن وہ اپنی حریف جماعت پیپلز پارٹی اور اس کی سربراہ سے بہتر تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ بدعنوان عناصر کا بے لاگ احتساب کرنے کا وعدہ بھلا بیٹھے۔ بے نظیر بھٹو کو خارجہ کمیٹی کا چیئرپرسن نامزد کر کے انہیں حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ عطا کر دیا۔ وہ صدر کے اختیارات میں کمی کرنے کے لئے آئینی ترمیم منظور کرانے میں پیپلز پارٹی کا تعاون طلب کرتے رہے۔ ایک مرتبہ پھر خلاف توقع بے نظیر بھٹو نے سیاسی میدان میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ متحدہ اپوزیشن نے انہیں اپنا لیڈر بنا لیا۔ نواز شریف نے بے نظیر کو مذاکرات کرنے اور ورکنگ ڈنر کی دعوت دی لیکن بے نظیر نے ان کی دعوت مسترد کر کے فوری طور پر انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا۔ نواز شریف حکومت کو گرانے کے لئے بے نظیر نے لانگ مارچ کرنے اور اسلام آباد کا گھیراؤ کرنے کی دھمکیاں دیں۔ ملک ایک مرتبہ پھر انتشار، بدنظمی اور افراتفری کا شکار ہو گیا۔ ان حالات میں فوج نے بے نظیر کو اپوزیشن لیڈر تسلیم کرتے ہوئے ان سے بات چیت کی۔ بری فوج کے سربراہ جنرل وحید کی صدر غلام اسحٰق خان اور وزیراعظم نواز شریف کے درمیان شٹل ڈپلومیسی کے نتیجہ میں نواز شریف نے 18 جولائی 1993ء کو قومی اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس دے دی۔ صدر بھی اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ عالمی بینک کے سابق ڈائریکٹر معین قریشی کو نگراں وزیراعظم

بنانے پر نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔

معین قریشی امریکہ سے اسلام آباد پہنچ گئے اور 18 جولائی کو رات گئے انہوں نے نگراں وزیراعظم کی حیثیت سے حلف اٹھالیا۔ ملکی سیاست میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگیا۔ معین قریشی نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات 6 اکتوبر کو اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 10 اکتوبر کو ہوں گے۔ تین سال مکمل ہونے سے قبل ہی ملک میں انتخابی سرگرمیاں پھر شروع ہوگئیں۔

پاکستان مسلم لیگ کے صدر میاں نواز شریف نے کامیاب انتخابی مہم چلانے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے طوفانی دورے کر کے مسلم لیگ کے حق میں رائے عامہ ہموار کی ہر ممکن کوشش کی۔ ان کا کہنا تھا کہ میں نے ملک بچانے کے لئے اپنا اقتدار قربان کر دیا۔ ان کے جلسے، جلوسوں اور ریلیوں میں عوام بھرپور طور پر شرکت کرتے تھے۔ اہم افراد کی مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرنے سے بھی انہیں تقویت ملی۔ عبدالحمید جتوئی اپنے ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ پیرپگاڑا اور سپاہ صحابہ نے نواز شریف کی حمایت کا اعلان کیا لیکن اس سب کے باوجود اس وقت حالات اکتوبر 1990ء سے بہت مختلف تھے۔ پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ اور چٹھہ گروپ میں منقسم ہوچکی تھی۔ اسلامی جمہوری اتحاد توڑا جاچکا تھا اس طرح جماعت اسلامی جس نے سابقہ الیکشن میں مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا تھا اب علیحدہ ہوچکی تھی۔ مسلم لیگ کے بعض رہنماؤں نے انتخابی مہم کے دوران مسلم لیگ اور جماعت اسلامی کے ساتھ دوبارہ مفاہمت کرانے کی کوشش کی جو بار آور ثابت نہیں ہوسکی۔

بے نظیر بھٹو نے بھی پیپلزپارٹی کے پلیٹ فارم سے اپنی انتخابی مہم پورے زور و شور کے ساتھ چلائی۔ انہوں نے چٹھہ لیگ کے ساتھ سیاسی اتحاد کر لیا۔ عوام میں غیر معمولی پذیرائی حاصل ہونے سے اندازہ ہونے لگا کہ پیپلزپارٹی اور بے نظیر نے اپنا کھویا ہوا سیاسی مقام دوبارہ حاصل کر لیا ہے۔ بیگم نصرت بھٹو اور مرتضیٰ بھٹو کی مخالفت سے بھی بے نظیر کی حمایت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑا۔ بے نظیر کا اصل ہدف نواز شریف تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ولی خاں، اجمل خٹک، جی ایم سید، اچکزئی اور الطاف حسین سے دوستی کرنے والے نواز شریف عوام دوست نہیں ہو سکتے۔ بے نظیر کو اپنی انتخابی کامیابی کا پختہ یقین تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اکتوبر 1993ء کے الیکشن میں غریبوں، مزدوروں، محنت کشوں اور سچ کی فتح ہوگی۔

جماعت اسلامی ان انتخابات میں پاکستان اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم میں حصہ لے رہی تھی۔ قاضی حسین احمد نے ملک بھر میں فرنٹ کے حق میں زبردست انتخابی مم چلائی۔ اپنی مسلسل کوشش اور انتھک جدوجہد سے انہوں نے تھوڑے عرصے میں فرنٹ کو پورے ملک میں متعارف کرا دیا۔ فرنٹ کے جلسے، جلوسوں اور ریلیوں میں عوام کی شرکت کسی طرح بھی مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی سے کم نہیں تھی۔ قاضی حسین احمد کا کہنا تھا کہ عوام نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ آنے والا دور اسلامک فرنٹ کا ہے۔ کوشش کے باوجود فرنٹ اور

دوسری دینی جماعتوں کے درمیان کوئی مفاہمت نہیں ہوسکی۔ اثر و رسوخ رکھنے والے افراد نے بھی فرنٹ میں شمولیت اختیار کرنے سے گریز کیا۔ اس کے باوجود فرنٹ کی کامیاب انتخابی مہم اور عوام کی زبردست اور پرجوش شمولیت سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے انتخابات میں نمایاں کامیابی حاصل ہوسکے گی۔

ایم کیو ایم (الطاف) نے اپنے کارکنوں کی رہائی، مقدمات کی واپسی اور انتخابات میں ایک ہفتے کے التوا کے مطالبات منظور نہ ہونے پر انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ صدر وسیم سجاد، اعلیٰ فوجی حکام اور سیاسی رہنماؤں کی اپیلوں کے باوجود وہ اپنے فیصلے پر قائم رہے اور 16 اکتوبر کو قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ نہیں لیا لیکن پھر انہیں غلطی کا احساس ہوگیا اور بغیر کسی اپیل کے 10 اکتوبر کو صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لے لیا۔

دینی جماعتوں کے دو اتحادوں اسلامی جمہوری محاذ (نورانی، فضل الرحمٰن اتحاد) اور متحدہ دینی محاذ (سمیع الحق کی سربراہی میں 24 جماعتوں کا اتحاد) نے انتخابات میں حصہ لیا۔ جبکہ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے یہ کہتے ہوئے انتخابات سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کر دیا کہ دینی جماعتوں کے ووٹ تقسیم ہونے کا فائدہ پیپلز پارٹی کو پہنچے گا۔

6 اکتوبر 1993ء کو قومی اسمبلی کے انتخابات مکمل ہوگئے۔ صرف چالیس فیصد ووٹروں نے اپنے ووٹ کا حق استعمال کیا جبکہ 1990ء میں یہ شرح 45 فیصد تھی۔ چالیس جماعتوں نے الیکشن میں حصہ لیا۔ ان میں سے 26 جماعتیں کوئی ایک نشست بھی حاصل نہیں کر سکیں۔ پیپلز پارٹی 89 نشستیں حاصل کر کے سب سے بڑی پارٹی بن کر ابھری۔ اس کے مقابلہ میں مسلم لیگ 73 نشستوں پر کامیاب ہوسکی حالانکہ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں اسے مجموعی طور پر تقریباً تین لاکھ سے زائد ووٹ ملے تھے۔ کوئی پارٹی ایوان میں واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکی۔

پاکستان اسلامک فرنٹ نے قومی اسمبلی کے لئے 105 امیدوار کھڑے کئے تھے جن میں سے صرف تین کامیاب ہوسکے حالانکہ فرنٹ کی انتخابی مہم کامیاب جماعتوں کے ہم پلہ تھی۔ اس ناقابل یقین نتیجہ کی اصل وجہ یہ بن گئی کہ الیکشن کے آخری مراحل میں پیپلز پارٹی مخالف ووٹروں نے ووٹوں کو تقسیم ہونے سے بچانے کے لئے اپنا وزن مسلم لیگ کے پلڑے میں ڈال دیا۔ نواز شریف نے جماعت اسلامی کے ان بعض اہم افراد کا خصوصی شکریہ ادا کیا جنہوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ سیاسی جنگ میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ پھر بھی ووٹ تقسیم ہونے کی وجہ سے پیپلز پارٹی، مسلم لیگ کے مقابلہ میں دس نشستوں پر کامیاب ہوگئی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ قوم نے مجبوراً چوروں اور ڈاکوؤں کو ووٹ دیا کیونکہ انہیں ہماری کامیابی کا یقین نہیں تھا۔ ہم نے انتخاب ہارا ہے میدان نہیں ہارا۔ فرنٹ صوبائی انتخابات میں حصہ لے گا۔

قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد دوسرا اہم مرحلہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کا تھا۔ پیپلز پارٹی کو مسلم لیگ پر صرف سولہ نشستوں کی برتری حاصل تھی اگر نواز شریف اس موقع پر

بھی حکمت سے کام لیتے ہوئے چٹھہ لیگ اور فرنٹ سے اپنی تلخیاں دور کر لیتے تو اے این پی اور آزاد ممبران کی حمایت کے ساتھ مسلم لیگ اور حلیف جماعتیں آسانی کے ساتھ ان عہدوں پر اپنے امیدواروں کو کامیاب کرا سکتی تھیں۔ لیکن نواز شریف اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ بے نظیر نے دوڑ دھوپ کر کے مزید تیس ارکان کی حمایت حاصل کر لی۔ اس طرح پیپلز پارٹی کے امیدوار یوسف رضا گیلانی سپیکر اور ظفر علی شاہ ڈپٹی سپیکر منتخب کر لئے گئے۔ اس طرح بے نظیر کے لئے دوسری مرتبہ ملک کا وزیر اعظم بننے کی راہ ہموار ہو گئی۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ تھا کہ قومی اسمبلی نے 121 ووٹ دے کر بے نظیر کو قائد ایوان منتخب کر لیا۔ سب سے پہلے بھارتی وزیر اعظم نرسیما راؤ نے بے نظیر کو مبارکباد کا پیغام بھیجا۔ 27 اکتوبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے قومی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔ انہیں 122 ووٹ ملے جبکہ ان کے مقابلہ میں نواز شریف کو 72 ووٹ ملے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم میدان خالی نہیں چھوڑیں گے اور بے نظیر کو من مانی کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

قومی اسمبلی میں میدان ہارنے کے بعد دوسرا اہم ترین معرکہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کا تھا۔ جہاں مسلم لیگ سب سے بڑی پارٹی ہے۔ پیپلز پارٹی کی 94 نشستوں کے مقابلہ میں اس کے پاس 106 نشستیں ہیں لیکن نواز شریف یہاں بھی شکست کھا گئے۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار حنیف رامے 130 ووٹ لے کر سپیکر اور منظور موہل 131 ووٹ لے کر ڈپٹی سپیکر منتخب ہو گئے۔ مسلم لیگ کے امیدواروں کو 107 اور 105 ووٹ ملے۔

بے نظیر بھٹو نے پنجاب میں مسلم لیگ کو حکومت بنانے سے روکنے کے لئے چٹھہ لیگ کے میاں منظور وٹو کو صوبہ کا وزیر اعلیٰ کرا لیا حالانکہ 240 کے ایوان میں اس کے ممبران کی تعداد صرف 18 یعنی 8 فیصد سے بھی کم ہے۔ بے نظیر ہر قیمت پر 1988ء کی اس صورتحال سے بچنا چاہتی تھیں جب مرکز میں وہ وزیر اعظم تھیں اور پنجاب میں نواز شریف وزیر اعلیٰ تھے، بے نظیر کی حکمت عملی کامیاب ہو گئی اور نواز شریف کو پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ گیا۔ اپنی اس ناکامی پر تو وہ قاضی حسین احمد کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتے۔

صوبہ سندھ میں پیپلز پارٹی نے سو کے ایوان میں 57 نشستیں لے کر واضح اکثریت حاصل کر لی ہے۔ پھر بھی شہری علاقوں کی 26 نشستیں ایم کیو ایم کے پاس ہیں۔ اس لئے پیپلز پارٹی نے ایم کیو ایم کو صوبائی حکومت میں شرکت کی دعوت دی۔ ایم کیو ایم نے قومی اسمبلی کی سندھ کے شہری علاقوں پر مشتمل 15 نشستوں پر دوبارہ الیکشن کرانے، صوبائی گورنر کی تقرری میں باہمی رضا مندی، وفاق میں ایک وزارت، سندھ میں ڈپٹی سپیکر، بلدیات، محنت اور صحت کی وزارتیں مانگیں اور مطالبہ کیا کہ ان کے کارکنوں پر قائم مقدمات واپس لئے جائیں۔ حکومت نے صوبہ میں دو وزارتیں ایم کیو ایم کی پسند کی اور دو اپنی پسند کی دینے کی پیش کش کی۔ دونوں کے درمیان مذاکرات ناکام ہو گئے۔ ایم کیو ایم نے اپوزیشن میں بیٹھنے کا فیصلہ کر لیا اور مسلم لیگ کے

ساتھ مل کر متحدہ اپوزیشن تشکیل دینے کی کوشش شروع کر دی۔ ایم کیو ایم نے پھر سیاسی بصیرت اور ہوش مندی کا ثبوت دیا۔ اس کے طرز عمل سے یہ خدشہ لاحق ہوگیا کہ سندھ کے شہری علاقے امن و امان سے محروم ہو کر بدامنی کی آگ میں جلتے رہیں گے اور خود ایم کیو ایم بھی پہلے کی طرح مصائب کے دلدل میں پھنسی رہے گی۔

صرف صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے امیدوار صابر شاہ اے این پی اور آزاد ممبران کے تعاون سے 48 ووٹ لے کر وزیراعلیٰ منتخب کر لئے گئے۔ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے آفتاب شیرپاؤ کو 29 ووٹ ملے۔ بلوچستان میں پیپلز پارٹی اور جمہوری وطن پارٹی کے امیدوار کو ہرا کر ذوالفقار مگسی وزیراعلیٰ بن گئے۔ ان کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے نہیں ہے۔

گزشتہ تین سال کے عرصے میں میاں نواز شریف کی قیادت میں پاکستان مسلم لیگ پورے ملک کی حکمرانی سے سمٹ کر صرف صوبہ سرحد تک محدود ہوگئی۔

اگلا اہم معرکہ صدارتی انتخاب کا تھا جسے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین منتخب کرتے ہیں۔ ارکان کی تعداد کے لحاظ سے مسلم لیگی امیدوار کی کامیابی کے روشن امکانات تھے۔ اسی لئے مسلم لیگ کے امیدوار وسیم سجاد نے مہم کے دوران کہا کہ وہ یقینی طور پر کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ انہیں پیپلز پارٹی کے امیدوار فاروق لغاری کے مقابلہ میں 22 ووٹوں کی اکثریت حاصل ہوگئی ہے۔ بے نظیر اور آصف زرداری نے اپنے امیدوار کی کامیابی کے لئے رات دن ایک کر دیا۔ ان کی اور خود فاروق لغاری کی کوششوں کے نتیجہ میں ایم کیو ایم نے لغاری کی غیر مشروط حمایت کا اعلان کر دیا حالانکہ صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ نے اپنے امیدواروں کو ایم کیو ایم کے حق میں دستبردا کرا دیا تھا۔ نواز شریف کی ناقص حکمت عملی کی وجہ سے فاروق لغاری 274 ووٹ لے کر پاکستان کے صدر منتخب ہوگئے۔ وسیم سجاد صرف 168 ووٹ حاصل کر سکے۔ 18 مسلم لیگی ارکان پارلیمنٹ نے بھی لغاری کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کیا۔ نواز شریف نے بے نظیر پر ہارس ٹریڈنگ کا الزام عائد کیا۔ بے نظیر اس لحاظ سے بہت خوش اور مطمئن تھیں کہ ان کی پارٹی کے صدر حکومت کے کاموں میں کوئی مداخلت یا گرفت نہیں کریں گے۔ کامیابی حاصل کرنے کے بعد خود صدر لغاری نے بھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ وہ غیر مداخلت پسند صدر کا کردار ادا کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ صدر کو اسمبلی توڑنے کا اختیار نہیں ہونا چاہئے۔ صدر لغاری نے ذوالفقار علی بھٹو اور شاہنواز بھٹو کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی۔

2 دسمبر کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات میں پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت نے دھاندلی کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ لاہور میں آٹھ صوبائی نشستوں میں سے چھ پر پیپلز پارٹی کامیاب قرار دی گئی۔ جبکہ مسلم لیگ کے حصے میں صرف ایک نشست آئی حالانکہ دو ماہ قبل اکتوبر کے الیکشن میں مسلم لیگ کو پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں تقریباً سولہ لاکھ ووٹوں اور بارہ

نشستوں کی برتری حاصل تھی۔ ایسا انتخابی شعبدہ تو کسی "بے نظیر" دھاندلی کے ذریعہ ہی رونما ہو سکتا ہے۔

ہر محاذ پر کامیابی حاصل کرنے کے بعد بے نظیر کے تیور بدلنا شروع ہوگئے۔ امریکہ کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ اپنا ایٹمی پروگرام منجمد رکھیں گے۔ گو 20 اکتوبر کو انہوں نے اپنے پہلے قومی خطاب میں کہا تھا کہ میری حکومت جوہری پروگرام کی حفاظت کرے گی۔ بے نظیر کے اس اعلان کے بعد کلنٹن انتظامیہ نے پاکستان کی امداد بحال کرنے کی سفارش کر دی۔ نواز شریف نے کہا کہ قوم بے نظیر کو ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر نے پوری قوم کو اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔

وزیراعظم بے نظیر کی مرضی کے خلاف 3 نومبر کو میر مرتضیٰ بھٹو کراچی پہنچ گئے۔ جہاز سے اترتے ہی انہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ 5 دسمبر کو پیپلز پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ نے بیگم نصرت بھٹو کو معزول کر کے بے نظیر کو پارٹی کا چیئرپرسن منتخب کر لیا۔ اس طرح بے نظیر نے ثابت کر دیا کہ وہ جماعتی اور ریاستی امور میں کسی کی شرکت برداشت نہیں کر سکتیں۔ بیگم بھٹو نے ایک پریس کانفرنس میں روتے ہوئے کہا کہ اب میری اور بے نظیر کی راہیں الگ ہو چکی ہیں۔ میں اب بھی پارٹی کی سربراہ ہوں، مرتضیٰ کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہے۔

2 مارچ کو سینٹ کی نصف نشستوں کے انتخابات مکمل ہوگئے۔ کل 37 نشستوں میں سے پیپلز پارٹی 19، مسلم لیگ 17 اور دیگر جماعتوں کے گیارہ امیدوار کامیاب ہوگئے۔ مسلم لیگ نے صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کو ایک نشست دینے کا وعدہ کیا تھا، جسے پورا نہیں کیا گیا۔

21 مارچ کو مسلم لیگ کے امیدوار وسیم سجاد جماعت اسلامی سمیت آٹھ جماعتوں کی تائید سے 48 ووٹ حاصل کر کے سینٹ کے چیئرمین منتخب ہوگئے۔ پیپلز پارٹی کے حمایت یافتہ امیدوار منظور گچلی 33 ووٹ لے کر ہار گئے۔ گچلی کا تعلق جمہوری وطن پارٹی سے ہے۔ اپنی جماعت کی اجازت کے بغیر پیپلز پارٹی کی ایما پر انہوں نے انتخاب میں حصہ لیا۔ یہ ہارس ٹریڈنگ کی بدترین صورت تھی۔ جمہوری وطن پارٹی نے ڈسپلن کی خلاف ورزی پر گچلی کو پارٹی سے خارج کر دیا۔

انتخابی مراحل کی تکمیل کے بعد وزیراعظم بے نظیر نے اپنی ترجیحات تبدیل کر لیں۔ اب ان کا اولین ہدف صوبہ سرحد میں مسلم لیگ اور اے این پی کی حکومت کو زیر کر کے اپنی حکومت قائم کرنا بن گیا۔ پیپلز پارٹی نے سرحد کی اسمبلی میں وزیراعلیٰ صابر شاہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی۔ وفاقی حکومت اسے کامیاب بنانے میں متحرک ہوگئی۔ 25 فروری کو صدر نے سرحد میں گورنر راج قائم کر دیا۔ اس دوران ممبران اسمبلی کی وفاداریاں تبدیل کرائی گئیں پھر گورنر راج کی مدت ختم ہونے پر صابر شاہ سے کہا گیا کہ وہ اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ حکومت کی کامیاب ہارس ٹریڈنگ کے نتیجہ میں 24 اپریل 1994ء کو مسلم لیگ

اور اے این پی کے ممبران کی عدم موجودگی میں پیپلز پارٹی کے آفتاب شیر پاؤ 42 ووٹ لے کر وزیر اعلیٰ منتخب کر لئے گئے جبکہ گزشتہ انتخابات میں اسے صرف 22 نشستیں ملی تھیں۔

یہ معرکہ سر کرنے کے بعد آصف زرداری نے بلوچستان پہنچ کر وہاں بھی مگسی حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے تگ و دو شروع کر دی۔ اپنے دورہ کے اختتام پر انہوں نے خوشخبری سنائی کہ صوبہ بلوچستان میں بھی جلد ہی پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ جبکہ اکتوبر 93ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی نے چالیس میں سے صرف تین نشستوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ صوبائی خود مختاری میں مداخلت اور خیانت کا ارتکاب کر کے حکومت نے خود اپنے زوال کی بنیاد ڈال دی۔

صوبہ سندھ میں اپنی مضبوط حکومت کے قیام کے باوجود پیپلز پارٹی امن و امان قائم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ثابت ہوگئی۔ حکمران جماعت اور ایم کیو ایم کے درمیان ٹکراؤ اور اختلافات کے باعث سندھ فسادات، قتل و غارت گری، احتجاج، ہڑتالوں، گھیراؤ، گرفتاریوں، پولیس تحویل میں اموات اور ماورائے عدالت قتل کی وارداتوں کا گڑھ بن گیا۔ فوج بھی حالات کو سنبھالنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ پیپلز پارٹی اور شہری آبادی نے ایم کیو ایم کی حمایت کی لیکن ان دونوں نے سندھ کو تباہی، بربادی اور خون خرابے کے تحفے دیئے۔ سندھ تعصبات کی آگ میں جلتا رہا، روشن اور آباد بستیاں تاریک اور ویران ہوگئیں پھر بھی وفاقی اور صوبائی حکومت نے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے جبر، تشدد، طاقت کا استعمال اور غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدامات کے ذریعے حالات کو قابو میں لانے کی ناکام کوشش کر کے ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیا۔

جمہوری اقدار کی دعویدار وزیر اعظم بے نظیر اپوزیشن سے متعلق ممبران پارلیمنٹ کو بھی برداشت کرنے کی روا دار نہیں تھی۔ مختلف الزامات میں ملوث کر کے اپوزیشن کے اہم رہنماؤں چودھری شجاعت، شیخ رشید، اور نواز کھوکھر وغیرہ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے اجلاسوں کے موقعوں پر حکومت کو ہدایت دی کہ اسیر ممبران کو شرکت کے لئے لایا جائے۔ لیکن حکومت نے ان کی ہدایات پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اسیر ممبران اس مقصد کے لئے عدالتوں سے رجوع کریں۔ خود پیپلز پارٹی سے متعلق سپیکر یوسف رضا گیلانی اس درجہ زچ ہوگئے کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر حکومت نے ان کی ہدایت پر عمل نہیں کیا تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ وفاقی حکومت نے اس طرح سینٹ کے چیئرمین اور قومی اسمبلی کے سپیکر دونوں نے محاذ آرائی مول لے لی۔

پیپلز پارٹی مختلف اداروں کے درمیان توازن برقرار رکھنے اور شہریوں کو انصاف فراہم کرنے والے اہم ترین ادارے عدلیہ کو بھی آئینی آزادی اور خود مختاری دینے پر آمادہ نہیں

تھی۔ اس لئے جلد ہی حکومت اور عدلیہ کے درمیان بھی کشمکش کا آغاز ہوگیا۔ سپریم کورٹ کے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے فیصلے کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت نے پیپلز پارٹی سے وابستہ افراد کو ہائی کورٹ میں ایڈیشنل جج مقرر کر دیا۔ عدلیہ سے رجوع کئے بغیر سرکاری افسران کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کے طور پر نامزد کر دیا۔ اپوزیشن نے احتجاج کیا کہ حکومت "جیالے" جج مقرر کر کے عدلیہ کو کٹھ پتلی بنانا چاہتی ہے۔ سپریم کورٹ نے 24 جنوری 95ء کو اپنے فیصلے میں حکومت کو دوبارہ تاکید کی کہ 23 مارچ 96ء تک عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ لیکن اس فیصلہ پر عمل کرنے کے بجائے جنوری 96ء میں سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ناصر اسلم زاہد کا بطور سزا فیڈرل شریعت کورٹ میں تبادلہ کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ میں مستقل ججوں کے بجائے ایڈہاک جج مقرر کئے تاکہ حکومت اپنی مرضی کے مطابق انہیں ہٹا بھی سکے۔ ان حالات میں سپریم کورٹ نے 20 مارچ 1996ء کو یہ تاریخی فیصلہ صادر کیا کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر مملکت چیف جسٹس کے مشورہ کا پابند ہے۔ صدر کے ترجمان نے کہا کہ یہ فیصلہ ملک اور قوم کے بہترین مفاد میں ہے جبکہ وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ عدالت عظمیٰ نے یہ فیصلہ غصہ میں کیا ہے۔ عدلیہ کو منی آئین بنانے کا حق نہیں۔ پیپلز پارٹی کے بعض ارکان نے اس فیصلہ پر اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ متعلقہ ججوں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلایا جائے۔ بے نظیر نے خود بھی عدلیہ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ ماضی میں ہر آمر کے ہاتھوں آئین کے خاتمے کو جائز قرار دیتی رہی ہے۔ صدر لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کو بار بار مشورہ دیا کہ وہ عدلیہ سے محاذ آرائی مول نہ لیں اور اس کے فیصلہ پر عملدرآمد کریں۔ لیکن بے نظیر نے ان کے مشورہ کو قبول نہ کر کے عدلیہ اور صدر دونوں سے محاذ آرائی مول لے لی۔ صدر لغاری نے بے نظیر کے رویہ سے بددل ہو کر ججوں کی تقرری کے بارے میں ایک ریفرنس سپریم کورٹ میں 21 ستمبر 96ء کو داخل کر دیا جو صدر کی جانب سے حکومت کے ساتھ ان کی ناراضگی کا بھرپور اور واضح اظہار تھا۔

اپنے انتخابی وعدوں کی تکمیل اور عوامی بہبود کے امور پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے وزیراعظم بے نظیر اپنے اختیارات کو وسعت دینے کے لئے ہر ادارے کے خلاف صف آرا ہو رہی تھیں۔ افواج پاکستان بھی ان کی زد میں آگئی۔ بغیر کسی ضرورت اور جواز کے بے نظیر نے 3 جنوری 95ء کو کہا کہ فوج کی حکمرانی کے دن ختم ہوگئے۔ اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ بھارت کے ساتھ ہمارے تعلقات بحال ہو جائیں تو دفاعی اخراجات میں کمی کر کے وہ فنڈز عوام کی بہبود پر صرف کئے جائیں گے۔ یہ محاذ آرائی شروع کرتے وقت کم از کم بے نظیر کو تو فوج کی قوت کے بارے میں کوئی شبہ لاحق نہیں ہونا چاہئے تھا۔ بری فوج کے سربراہ جنرل وحید کی ریٹائرمنٹ کے بعد بے نظیر چاہتی تھیں کہ جنرل نصیر اختر کو آئندہ سربراہ مقرر کیا جائے جبکہ صدر لغاری کا اصرار تھا کہ سنیارٹی کے لحاظ سے جنرل جہانگیر کرامت کو یہ عہدہ دیا جائے۔ یہ

معاملہ صدر اور وزیراعظم کے درمیان اختلاف کا سبب بنا رہا۔ صدر اپنی بات منوانے میں کامیاب ہوگئے اور جنرل جہانگیر کرامت کو نیا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ لندن کے ایک جریدے نے پاکستان کے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ فوج بے نظیر سے خوش نہیں ہے۔ اس لئے قبل از وقت انتخابات کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔

وزیراعظم بے نظیر کے دور حکومت میں عوام کوئی سکھ، چین اور امن حاصل کرنے کے بجائے کرپشن، لوٹ مار، بے روزگاری، بدامنی اور بدعنوانی کا شکار ہوگئے۔ حکومت عوام کی مشکلات اور مسائل سے لاعلم تھی۔ پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی میں جون 94ء میں اپنا پہلا بجٹ پیش کرتے ہوئے 28 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگا دیئے۔ پورا ملک اس پر سراپا احتجاج بن گیا۔ نواز شریف اس موقع کے منتظر تھے، انہوں نے کہا کہ بے نظیر اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ حکومت کے خاتمے کے لئے جہاد فرض ہوگیا ہے۔ انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک چلانے اور اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کا اعلان کیا۔ نواز شریف کی قیادت میں پورے ملک میں احتجاجی جلسے، جلوسوں اور ریلیوں کا اہتمام کیا گیا جن میں بے نظیر حکومت کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے قومی اسمبلی میں بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی کئی بار کوشش کی جو کامیاب نہ ہوسکی۔ حالانکہ قومی اسمبلی میں بے نظیر کو محض دس بارہ ممبران کی اکثریت حاصل تھی۔ قومی اسمبلی کے اندر اور باہر اپوزیشن کی تحریک بے نظیر کے لئے کوئی خطرہ ثابت نہیں ہوسکی۔ بے نظیر اپنی اصلاح کرنے کے بجائے آمرانہ ہتھکنڈوں میں زیادہ جری ہوگئیں۔

فاروق لغاری کو صدر منتخب کرانے میں بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری نے انتھک دوڑ دھوپ کی تھی۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ فاروق لغاری ان کے ممنون احسان رہیں گے اور کسی حال میں بھی حکومت کی کوئی گرفت نہیں کریں گے اور نہ ہی حکومت کو برطرف کرنے کا اپنا آئینی حق استعمال کریں گے۔ صدر لغاری ابتدا میں حکومت کی تعریف کرتے رہے اور ہر موقع پر اس کا دفاع بھی کیا۔ لیکن بے نظیر حکومت نے ہر جائز حد کو پامال کر کے صدر لغاری کو بھی اپنا رویہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ جون 1994ء میں پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل کے جواں سال بیٹے کے قتل کئے جانے پر پہلی مرتبہ صدر نے امن و امان کی بحالی میں حکومت کی ناکامی پر اپنی برہمی کا اظہار کیا لیکن اس کا نوٹس لینے کے بجائے آصف زرداری نے کہا کہ صدر ہمارے اپنے آدمی ہیں۔ ہمیں ان کی جانب سے کوئی خدشہ نہیں۔

بے نظیر بھٹو نے اپنے ساتھیوں اور حلیف جماعتوں کے ساتھ بھی تعلقات کشیدہ کر لئے۔ چٹھہ لیگ کے ساتھ ان کی مخالفت اس درجہ بڑھ گئی کہ حامد ناصر چٹھہ نے نواز شریف کے ساتھ اتحاد کرنے کا عندیہ دے دیا۔ نواز شریف کی یہ سیاسی غلطی تھی کہ انہوں نے اس پیشکش کا فائدہ نہیں اٹھایا ورنہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کو حکومت سے خارج کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ

بے نظیر کے اہم ساتھیوں اور اہم رہنماؤں نوابزادہ نصر اللہ خاں، جتوئی اور بلخ شیر مزاری نے بھی صدر لغاری سے ملاقات کر کے وزیراعظم کے رویہ کے بارے میں شکایات کیں۔

بے نظیر حکومت عوام میں تیزی کے ساتھ غیر مقبول ہونا شروع ہوگئی۔ اپوزیشن کی احتجاجی تحریک پورے ملک میں زور پکڑتی جا رہی تھی۔ فوج اور عدلیہ ان کے طرزعمل سے ناخوش تھی لیکن اس کے باوجود بے نظیر نے اپنی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ ان پر مقتدر اداروں کو کمزور کر کے اپنی آمریت مسلط کرنے کی دھن سوار تھی۔ حد تو یہ ہے کہ صدر لغاری اور وزیراعظم کے درمیان بھی یگانگت اور ہم آہنگی کے بجائے اختلافات میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ پورا ملک افواہوں کی زد میں تھا لیکن بے نظیر نتائج سے بے خبر تھیں۔

نوبت یہاں تک پہنچی کہ جنوری 95ء کے آغاز میں صدر لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کو پے در پے پانچ خطوط ارسال کئے جن میں حکومت کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا تھا۔ پھر صدر لغاری نے بدعنوانی میں ملوث بعض وفاقی وزراء اور اعلیٰ حکام کی ایک فہرست بھی وزیراعظم کے حوالے کر کے مطالبہ کیا کہ انہیں برطرف کیا جائے۔ جنوری کے اواخر میں صدر نے بالکل صاف طور پر کہا کہ جو حکومت عوام کو تعلیم، روٹی، کپڑا، مکان اور صحت کی سہولتیں فراہم نہ کرسکے اسے اقتدار میں رہنے کا حق نہیں۔ لیکن بے نظیر نے صدر سے اختلافات کرتے ہوئے کہا کہ عوام مطمئن اور ملک کے حالات تسلی بخش ہیں۔

سال گزشتہ پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کے موقع پر صدر لغاری نے حکومت کی کارکردگی پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس کا دفاع کیا تھا لیکن اب اکتوبر 95ء میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے حکومت پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی معاشی، انتظامی، سیاسی اور داخلہ پالیسی ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ عوام مہنگائی سے نالاں ہیں، بدعنوانی کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ قانون سازی کی رفتار سست ہے۔ اہم قومی اداروں کو اونے پونے داموں پر فروخت کیا جا رہا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے اخراجات پر کنٹرول کرے اور انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

لیکن وزیراعظم بے نظیر نے صدر کی تنقید کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ صدر لغاری ہمارے گروپ کے "بندے" ہیں۔ وہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرسکتے۔ صدر نے اس کے جواب میں کہا کہ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں، عوام ناکام حکمرانوں کو کان سے پکڑ کر باہر نکال سکتے ہیں۔

اخبارات میں یہ خبریں آنے لگیں کہ ایوان صدر میں حکومت کی بدعنوانیوں کے دستاویزی ثبوت جمع کئے جا رہے ہیں۔ صدر لغاری اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کی برطرفی کے لئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں ہیں۔

بے نظیر بھٹو نے صدر کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کرنے کے بجائے

نواز شریف اور اپوزیشن سے اپیل کی کہ وہ صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار کو ختم کرنے کی خاطر آئین میں ترمیم منظور کرانے میں حکومت کا ساتھ دیں۔ ایسی ہی مضحکہ خیز کوشش نواز شریف نے بھی اپنے اقتدار کے آخری دنوں میں اس وقت کی اپوزیشن لیڈر بے نظیر سے بھی کی تھی۔

نواز شریف اور دوسرے تمام اپوزیشن لیڈروں اور جماعتوں نے صدر لغاری پر یہ زور دینا شروع کر دیا کہ وہ ملک و ملت کے وسیع تر مفاد میں اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کو رخصت کر دیں۔

حکومت کی زمینی حقائق اور عوامی مصائب سے لاعلمی کا عالم یہ تھا کہ اس نے آئندہ سال کے لئے جون 95ء میں قومی اسمبلی میں پیش کئے جانے والے بجٹ میں 41 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگا دیئے۔ اس نے جلتی پر تیل کا کام کیا، پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ 23 جون کو بجٹ کے خلاف ملک گیر پہیہ جام ہڑتال ہوئی۔ اپوزیشن نے بطور احتجاج قومی اسمبلی کے اجلاسوں کا بائیکاٹ کر دیا لیکن حکومت خودکشی پر تلی ہوئی تھی۔ اس نے عوام، تاجروں، صنعت کاروں، اپوزیشن جماعتوں اور ممبران اسمبلی کے احتجاج سے صرف نظر کرتے ہوئے اپوزیشن کی عدم موجودگی میں صرف ایک گھنٹے کے اندر بجٹ کو منظور کر کے اپنے زوال کو دعوت دے دی۔

بے نظیر حکومت کے غیر جمہوری، غیر آئینی اور ملکی سالمیت اور بقاء کے خلاف اقدامات نے جماعت اسلامی کو بھی حکومت مخالف تحریک چلانے پر مجبور کر دیا۔ قاضی حسین احمد کی اپیل پر جماعت اسلامی نے 24 جون 96ء کو حکومت کی رکاوٹوں کے باوجود راولپنڈی اور اسلام آباد میں زبردست احتجاجی مظاہرے کئے اور دھرنہ دیا، ملک گیر گرفتاریوں، رکاوٹوں، لاٹھی چارج، شیلنگ اور فائرنگ کے باوجود کامیاب ترین مظاہروں نے حکومت کی چولیں ہلا دی اور جماعت نے پورے ملک میں اپنی تنظیمی قوت کا لوہا منوا لیا۔

اس دوران یہ اشارے بھی ملنے لگے کہ امریکی انتظامیہ بھی بے نظیر حکومت سے مطمئن نہیں ہے۔ جولائی میں پاکستان میں متعین امریکی سفیر نے اسلام آباد میں نواز شریف سے ایک طویل ملاقات کر کے ملکی حالات پر تبادلہ خیال کیا جسے معنی خیز قرار دیا گیا۔ آئی ایم ایف نے 80 ملین ڈالر کا قرضہ روک لیا۔ ستمبر میں عالمی بینک کے نائب صدر شاہد برکی نے بینک کے صدر کو یہ پیغام ارسال کیا کہ وہ پاکستان کا اپنا مجوزہ دورہ منسوخ کر دیں کیونکہ بے نظیر حکومت ڈگمگا رہی ہے۔

صدر لغاری بے نظیر حکومت سے اس درجہ مایوس ہو چکے تھے کہ انہوں نے اگست 96ء میں سٹیٹ بینک کے گورنر کو براہ راست ہدایت دی کہ وہ مالیاتی ڈسپلن قائم کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے سینٹ کے چیئرمین اور قومی اسمبلی کے سپیکر کو بھی ہدایات جاری کیں کہ وہ ایک غیر جانبدار احتسابی کمیشن کے قیام کی تجویز ایوان میں پیش

کریں کیونکہ قوم کرپشن سے تنگ آچکی ہے اور اس کا سدباب ضروری ہوگیا ہے۔ وزیراعظم نے اس کی سخت ترین مخالفت کی اور کہا کہ صدر کو ایسی ہدایات دینے کا کوئی آئینی حق حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی سے کہا کہ وہ ایوان میں کسی ایسی تجویز کو زیر غور نہ لائیں لیکن دونوں نے وزیراعظم کے مشورہ کو رد کرتے ہوئے احتسابی کمیشن کے قیام کی تجویز ایوان میں پیش کردی۔ صدر لغاری نے ان حالات میں پہلی مرتبہ بالکل صاف طور پر کہہ دیا کہ میں نے ضروری خیال کیا تو حکومت کی برطرفی کے اپنے حق کو استعمال کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔

20 ستمبر کو کراچی میں میر مرتضیٰ بھٹو اپنے گھر کے سامنے پولیس کے ہاتھوں ہلاک ہوگئے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوگیا کہ ریاستی امور پر بے نظیر کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ اور اب حالات ان کے قابو سے باہر ہوچکے ہیں۔

تبدیلی کا عمل تیز ہوگیا۔ ایوان صدر سیاسی ملاقاتوں کا مرکز بن گیا۔ فاٹا کے ارکان پارلیمنٹ نے صدر لغاری سے ملاقات کرکے ان سے کہا کہ قوم بڑھتے ہوئے کرپشن سے تنگ آچکی ہے۔ 26 ستمبر کو نواز شریف نے بھی صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل ملاقات کرکے ملک کی نازک صورتحال پر تبادلہ خیال کیا حالانکہ اس سے قبل وہ صدر لغاری کی سخت ترین مخالفت کرتے رہے تھے۔ قاضی حسین احمد نے بھی صدر سے ملاقات کرکے اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ کیا۔ صدر نے اپنے عزم کا دوبارہ اظہار کیا کہ اگر ملکی مفادات کا تقاضا ہوا تو وہ اسمبلی توڑ دیں گے۔ آصف زرداری نے کہا کہ صدر اسمبلی توڑنے کا خیال ترک کردیں آخر انہیں خود بھی یہیں سیاست کرنی ہے۔ وزیر داخلہ نصیر بابر نے اس سے بھی آگے بڑھ کر کہا کہ اسمبلی توڑ کر صدر لغاری، ضیاء الحق اور غلام اسحٰق خاں کی فہرست میں شامل ہونے سے بچیں۔

صدر لغاری سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کے بجائے ایک مرتبہ پھر وزیراعظم بے نظیر نے نواز شریف کے ساتھ سیاسی سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی۔ بے نظیر نے نواز شریف کو پیغام ارسال کیا کہ حکومت مارچ 97ء میں الیکشن کرانے پر آمادہ ہے۔ وہ بات چیت کے ذریعے اس کی تفصیلات طے کرلیں۔ جواب ظاہر تھا نواز شریف نے یہ پیش کش مسترد کردی اور کہا کہ آئندہ الیکشن 1997ء میں نہیں بلکہ 96ء میں ہوں گے۔

17 اکتوبر کو صدر لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کے نام اپنے خط میں ان کی اس بارے میں توجہ مبذول کرائی کہ بعض وفاقی وزراء اور حکومتی ارکان آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انتظامی امور میں بے جا مداخلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وزیراعظم انہیں ایسا کرنے سے روکیں۔ لیکن وزیراعظم نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ بی بی سی نے اپنی نشریات میں کہا کہ واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صدر اسمبلی توڑنے کا فیصلہ کرچکے ہیں اب انہیں مناسب موقع کا انتظار ہے۔

20 اکتوبر کو صدر کو اطلاع دیئے بغیر حکومت نے کرپشن کے خاتمے کے لئے آئین کا پندرھواں ترمیمی بل قومی اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا۔ جبکہ اسے اس بل کی منظوری کے لئے پارلیمنٹ میں مطلوبہ اکثریت حاصل نہیں تھی۔ صدر کو مشتعل کرنے کا یہ حکومتی اقدام فہم و فراست سے عاری تھا۔ اپوزیشن نے اس بل کو ایک ڈھونگ قرار دیا۔ صدارتی ذرائع نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر حکومت خود کرپشن کی تمام حدود پار کر چکی ہے۔

قاضی حسین احمد نے اعلان کیا تھا کہ جماعت اسلامی 27 اکتوبر کو اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پرامن دھرنا دے گی۔ لیکن حکومت نے پھر دھمکی دی کہ جماعت کے افراد کو اسلام آباد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ایوان صدر میں صدر لغاری کی موجودگی میں قاضی صاحب نے نصیر بابر کو یقین دہانی کرائی کہ یہ مظاہرہ بالکل پرامن ہوگا۔ اس کے باوجود نصیر بابر نے کہا کہ پارلیمنٹ کے سامنے کسی مظاہرہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ صدر لغاری نے نصیر بابر سے کسی دوسرے مقام پر مظاہرہ کرنے کی اجازت دینے کی تجویز کی لیکن اس کو بھی رد کرتے ہوئے نصیر بابر نے کہا کہ مظاہرین اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حکومت نے اپنے اس غرور، کبر اور تمکنت کا یہ مظاہرہ ایک ایسے وقت کیا جب اس کا اپنا چل چلاؤ اور اسلام آباد سے رخصتی قریب ہی نظر آ رہی تھی۔ جماعت اسلامی نے ایک مرتبہ پھر اپنی تنظیمی صلاحیت کا لوہا منوا لیا۔ ملک گیر گرفتاریوں ریاستی تشدد، لاٹھی چارج، شیلنگ، فائرنگ اور چار کارکنوں کی شہادت کے باوجود جماعت کے کارکنان تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دھرنا دینے میں کامیاب ہوگئے۔ حکومتی مشینری ان کے عزم اور جذبہ کے سامنے ڈھیر ہوگئی اور یہ مظاہرہ حکومت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگیا۔

اگست 90ء میں اپنی حکومت کی پہلی برطرفی کے بعد بے نظیر نے اعتراف کیا تھا کہ اپنے دور حکومت میں ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ فوج اور صدر کے ساتھ ہم نے افہام و تفہیم سے کام نہیں لیا۔ ہماری صفوں میں تجربہ کار افراد کی کمی اس کا سبب تھی۔ مجھے اگر دوبارہ اقتدار مل گیا تو میں ایسی غلطیوں کا اعادہ نہیں کروں گی۔ توقعات کے خلاف بے نظیر کو جلد ہی اکتوبر 93ء میں دوسری مرتبہ اقتدار پھر حاصل ہوگیا۔ لیکن اب تجربہ کار بے نظیر نے سابقہ غلطیوں کو زیادہ شدت کے ساتھ دہرایا۔ ہر ایک سے زبردست محاذ آرائی مول لے لی۔ اصلاح کے ہر مشورہ کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اپنی پارٹی کے صدر لغاری کو ان کے عہدہ کے شایان شان مقام دینے کے بجائے ہر کرپشن اور آئینی خلاف ورزی میں انہیں اپنی حکومت کے ڈھال کے طور استعمال کرنے کی کوشش کی۔ جب پانی سر سے اونچا ہوگیا تو 3 نومبر 96ء کو بہت تاخیر کے ساتھ بے نظیر نے اعتراف کیا انہوں نے فوج، عدلیہ اور صدر سب کی مخالفت مول لے لی۔ اس آخری گھڑی میں بے نظیر نے 3 نومبر ہی کو صدر لغاری کے ساتھ ایک طویل ملاقات کی جس میں دونوں کے درمیان کوئی مفاہمت نہیں ہو سکی اور جو بدمزگی پر ختم ہوئی۔

فیصلے کے لئے جس مناسب وقت کا انتظار تھا، وہ آگیا۔ 3 نومبر 1996ء کو دو بجے رات صدر فاروق لغاری نے بے نظیر حکومت برطرف کر کے قومی اسمبلی توڑ دی۔ اس طرح اسمبلی توڑنے کے لئے آئین کی آٹھویں ترمیم چوتھی مرتبہ استعمال کی گئی۔ یہ حکم صادر ہوتے ہی فوج تیزی کے ساتھ حرکت میں آگئی۔ اس نے وزیراعظم ہاؤس اور حساس مقامات کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ملک معراج خالد نگراں وزیراعظم بنا دیئے گئے۔ معزول وزیر بے نظیر نے کہا کہ صدر لغاری نے ان سے وعدہ خلافی کی ہے۔ وہ امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن صدر کے اس اقدام کا پورے ملک میں زبردست خیرمقدم کیا گیا۔ بے نظیر کے اقتدار کا جو سورج پوری آب و تاب کے ساتھ اکتوبر 93ء میں طلوع ہوا تھا، حکومت کی کوتاہیوں، بداعمالیوں اور کرپشن کے باعث تین سال چودہ دن بعد ندامت اور شرمندگی کے داغ سمیٹے ہوئے نومبر 96ء میں غروب ہوگیا۔ عروج و زوال کی اس داستان میں ان حکمرانوں کے لئے بڑا سامان عبرت ہے جو اقتدار میں آتے ہی حکومت کے نشہ میں چور ہو کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں اور عبرت ناک انجام سے غافل ہو کر عدل و انصاف، خدا ترسی اور راستی کے بجائے ظلم، زیادتی، کرپشن اور آمریت کی راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

بے نظیر حکومت کی برطرفی کے بعد صدر لغاری اور نگراں وزیراعظم ملک معراج خالد نے بار بار حتمی وعدے کئے کہ آئندہ الیکشن سے قبل بدعنوان اور کرپٹ عناصر کا سختی کے ساتھ بے لاگ، بے رحمانہ اور شفاف احتساب کیا جائے گا۔ مجرموں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں گی، لوٹی ہوئی دولت کی پائی پائی وصول کی جائے گی۔ انتخابی قوانین اور قواعد میں ضروری ترامیم کی جائیں گی تاکہ پہلے کی طرح آئندہ الیکشن میں بھی اسی جیسے بدعنوان اور کرپٹ افراد ناجائز ذرائع، دولت اور اثر و رسوخ استعمال کر کے اسمبلیوں میں نہ پہنچ سکیں۔ عبوری مدت میں صدر لغاری بلاشرکت غیرے ملک کے حکمران تھے۔ ملک کو آئندہ کسی بحران سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کا یہ فرض تھا کہ بے لاگ احتساب اور منصفانہ انتخابات کے اپنے وعدوں کی تکمیل میں وہ کسی کوتاہی کا ثبوت نہ دیں۔ کلی اختیارات کے حامل صدر لغاری کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ وعدہ خلافی اور کوتاہی سرزد ہونے پر ان کو بھی سابقہ حکمرانوں کی طرح کسی عبرت ناک انجام سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ عوام کی تو یہ دلی تمنا اور خواہش ہے کہ آٹھ سال کی مدت میں ہونے والے اب یہ چوتھے انتخابات ملک کو سیاسی استحکام دے سکیں اور ان کے نتیجہ میں ایک خدا ترس، عوام دوست اور محب وطن حکومت قائم ہوسکے تاکہ پاکستان بحرانوں کی دلدل سے نکل کر اپنی منزل کی طرف گامزن ہوسکے۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!

غفور احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب 1

ملکی سیاست ایک نئے مرحلے میں

جولائی 1993ء میں رُونما ہونے والی سیاسی تبدیلیاں سابقہ اندازوں اور توقعات کے برعکس تھیں۔ اکتوبر 1990ء کے الیکشن میں اسلامی جمہوری اتحاد نے بھاری اکثریت سے کامیاب ہو کر مرکز اور صوبوں میں اپنی مضبوط حکومتیں قائم کرلی تھیں۔ سینٹ میں بھی اسے اکثریت حاصل تھی۔ اتحاد کے صدر اور ملک کے وزیراعظم کی حیثیت سے نواز شریف ایک اہم سیاسی رہنما اور مقبول سربراہ حکومت کی حیثیت سے اُبھرے تھے۔ آئینی لحاظ سے وہ نومبر 1995ء تک اقتدار میں رہنے کے حقدار تھے لیکن اغلب گمان یہ تھا کہ وہ آئندہ بھی انتخاب میں کامیابی حاصل کر کے اس عہدہ پر برقرار رہ سکیں گے۔ لیکن اپنے ناقص طرزِ عمل کے باعث وہ جلد ہی بحرانوں میں گھر گئے۔ اقتدار میں آکر اپنے انتخابی وعدوں کو فراموش کر دیا۔ اتحاد کا شیرازہ بکھیر دیا۔ مسلم لیگ خود بھی دو حصّوں میں بٹ گئی۔ حلیف جماعتوں کے ساتھ ان کے تعلقات کشیدہ ہوگئے۔ صوبائی حکومتوں کو بھی اپنا باغی بنالیا۔ صدر مملکت کے ساتھ محاذ آرائی مول لے لی۔ حالات اس درجہ بگڑ گئے کہ تین ماہ بعد ہی صدر نے 18 اپریل 94ء کو قومی اسمبلی توڑ کر نواز شریف حکومت کو برطرف کر دیا لیکن 35 دن بعد 26 مئی کو سپریم کورٹ نے صدارتی فرمان کو کالعدم قرار دے کر قومی اسمبلی اور وفاقی کابینہ کو بحال کر دیا۔ لیکن اس کامیابی کے بعد بھی نواز شریف کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ صدر اور صوبائی حکومتوں کے ساتھ ان کی محاذ آرائی جاری رہی جس کے نتیجے میں نواز شریف حکومت پھر اسلام آباد میں محصور ہو کر رہ گئی۔ متحدہ اپوزیشن نے اس صورتِ حال کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور دھمکی دی کہ اگر حکومت کو فوری

طور پر رخصت نہیں کیا گیا تو وہ اسلام آباد کی طرف مارچ کر کے دارالخلافہ کا محاصرہ کرلیں گے۔ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے اپوزیشن کے ساتھ تعاون کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس صورتِ حال میں بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے صدر غلام اسحٰق خاں، وزیراعظم نواز شریف اور اپوزیشن لیڈر بے نظیر بھٹو کے ساتھ شٹل ڈپلومیسی شروع کی۔ باہمی گفت و شنید کے نتیجے میں بحران پر قابو پانے کے لیے درج ذیل طریق کار پر اتفاق رائے ہو گیا:

(1) وزیراعظم نواز شریف صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کی ہدایت دیں گے۔

(2) صدر غلام اسحٰق اور وزیراعظم دونوں اپنے عہدوں سے دستبردار ہو جائیں گے۔

(3) قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے نئے انتخابات کرائے جائیں گے۔

(4) سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھال لیں گے۔

(5) معین قریشی کو نگران وزیراعظم مقرر کیا جائے گا۔ اور

(6) چاروں صوبوں میں موجودہ گورنروں اور وزرائے اعلیٰ کی جگہ غیر سیاسی اور غیر جانبدار افراد کو مقرر کیا جائے گا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق 18 جولائی 93ء کو نواز شریف نے صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کی ہدایت دی۔ صدر نے اسی دن اسمبلی توڑ دی۔ 19 جولائی کو غلام اسحٰق خاں نے قومی اسمبلی کے اسپیکر کو تحریر کیا کہ ملکی بحران پر قابو پانے کے لیے میں رضاکارانہ طور پر اپنے عہدہ سے مستعفی ہو رہا ہوں۔ اپنی ریٹائرمنٹ سے قبل چار ماہ کی رخصت کے عرصے میں تنخواہ اور مراعات وصول کرنے کا حقدار ہوں۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ جب ملک کے دو اعلیٰ ترین عہدیدار صدر اور وزیراعظم ایک ہی دن اپنے عہدوں سے الگ ہوئے ہوں۔

غلام اسحٰق خاں نے کہا کہ میری تمام خدمات کو فراموش کر دیا گیا۔ میں نے کبھی کوئی دباؤ قبول نہیں کیا۔ بحران کے حل کے لیے میں نے آئین کے تحت ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ بارآور ثابت نہ ہو سکیں۔ تاریخ خود تعین کرے گی کہ بحران کا ذمہ دار کون ہے۔ نواز شریف کو وزیراعظم بنا کر میں نے سب سے بڑی غلطی کی تھی، انہیں ہٹا کر اس کی تلافی کر دی۔

نواز شریف نے کہا کہ کرسی چھوڑنے کا فیصلہ کسی دباؤ یا مجبوری کا نتیجہ نہیں۔ میرا سینہ رازوں سے بھرا ہوا ہے، اگر آشکار کر دوں تو عوام سازشیوں پر یلغار کر دیں۔ غلام اسحٰق خاں نے صوبائی حکومتوں کو میرے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ نواز شریف دشمنی میں انہوں نے قومی مفادات کو بھی داؤ پر لگا دیا۔

مسلم لیگی حلقے غیر مطمئن تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد میاں صاحب کو قومی اسمبلی توڑنے سے انکار کر دینا چاہیے تھا۔ عبدالمجید ملک نے، جو صدر اور وزیراعظم کے درمیان رابطوں پر مامور تھے، مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کے سامنے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ صورت حال اس لیے پیش آئی کہ 14 اپریل کو جب نواز شریف سخت دباؤ

میں تھے، وہ صدر کے پاس گئے۔ انہیں پانچ سال کے لیے دوبارہ صدر بنانے اور 8 ویں ترمیم کا معاملہ پس پشت ڈالنے کی تجویز پیش کی، لیکن غلام اسحٰق نے اسے مسترد کر دیا۔ ان حالات میں الیکشن کرانا ناگزیر ہو گیا تھا۔ ہماری حکمت عملی یہ تھی کہ الیکشن سے قبل مخالفین کی تعداد کم سے کم کی جائے۔ بے نظیر کو نواز شریف کے سامنے ون ٹو ون پوزیشن پر لایا جا سکے۔ چاروں صوبوں میں ہماری مخالف حکومتیں تھیں۔ یہ بساط اُلٹے جانے سے ہمارا تو صرف ایک آدمی (نواز شریف) گیا لیکن دوسری جانب صدر، چاروں صوبوں کے گورنر اور وزرائے اعلیٰ یعنی 9 افراد اقتدار سے محروم ہوئے۔ اب غلام اسحٰق، منظور وٹو اور چٹھہ کی پشت پر نہیں ہوں گے اور نہ ہی صدر کے اشاروں پر کام کرنے والی صوبائی حکومتیں ہوں گی۔ اس طرح ہمارے مخالفین کا الیکشن جیتنا آسان نہیں ہو گا۔ لیکن مجید ملک نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ جو 9 اہم افراد ابتداء میں نواز شریف کے زبردست حامی تھے، وہ آخر ان کے مخالف کیوں بن گئے۔ مسلم لیگی رہنماؤں کا اصرار تھا کہ ہمیں اپنی غلطیوں کا ادراک اور احساس کرنا چاہیے، ان کا کہنا تھا کہ اسلامی جمہوری اتحاد کی تشکیل نو کی جائے۔

قائم مقام صدر

19 جولائی کو وسیم سجاد قائم مقام صدر بن گئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلح افواج نے بحران حل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، اب قومی اسمبلی کے انتخابات 6 اکتوبر کو اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 9 اکتوبر کو ہوں گے۔

نگران وزیراعظم

اسی روز معین قریشی نے نگران وزیراعظم کے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔ انہوں نے کہا کہ نگران کابینہ غیر سیاسی اور مختصر ہو گی۔ کابینہ کے ارکان انتخابات میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ انتخابات ہماری اولین ترجیح ہیں۔ انتخابی اصلاحات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔ فرقہ پرستی اور گروہ بندی سنگین ترین مسائل ہیں۔ معاشی صورت حال بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

23 جولائی کو عبدالستار، نثار میمن، سید بابر علی، احمد فاروق، فتح خاں بندیال اور لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد شفیق پر مشتمل چھ رکنی وفاقی کابینہ نے حلف اٹھا لیا۔ نثار میمن کا تعلق کراچی سے ہے۔ بابر علی، سیدہ عابدہ حسین کے ماموں ہیں اور احمد فاروق، غلام فاروق کے صاحبزادے ہیں۔ کابینہ سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ ہم عوام کو اپنے نمائندے منتخب

کرنے کا حق دلا کر رہیں گے۔ یکم اگست کو وفاقی کابینہ میں تین مزید وزراء جسٹس عبدالشکور سلام، لیفٹیننٹ جنرل (ر) رحمدل بھٹی اور علی خاں جونیجو کا اضافہ ہوگیا۔ عمران خان کو بھی کابینہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ میں فی الوقت کینسر ہسپتال کی تعمیر پر اپنی توجہ مرکوز رکھنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد یعقوب کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ وہ بیس سال تک آئی۔ ایم۔ ایف واشنگٹن میں خدمات انجام دے چکے ہیں۔

صوبائی حکومتیں

صوبہ پنجاب

19 جولائی کو گورنر چوہدری الطاف حسین کے مستعفی ہونے کے بعد لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمد اقبال نے پنجاب کے گورنر کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف اٹھالیا۔ اسی روز شیخ منظور الٰہی نے نگران وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف اٹھالیا۔ 26 جولائی کو 8 رکنی نگران کابینہ نے حلف اٹھالیا۔ پنجاب اسمبلی پہلے ہی 28 جون کو وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر توڑی جاچکی تھی۔

صوبہ سندھ

وزیر اعلیٰ سید مظفر حسین شاہ کی ہدایت پر صوبائی اسمبلی توڑ دی گئی۔ حکیم محمد سعید نے گورنر کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف اٹھالیا جبکہ ریٹائرڈ جسٹس سید علی مدد شاہ نے نگران وزیر اعلیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھالیا۔

صوبہ سرحد

میجر جنرل (ر) خورشید علی خاں نے گورنر کے عہدہ کا حلف اٹھایا اور پبلک سروس کمیشن صوبہ سرحد کے چیئرمین مفتی محمد عباس نے نگران وزیر اعلیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھایا۔

صوبہ بلوچستان

وزیر اعلیٰ نواب ذوالفقار علی مگسی کی ہدایت پر بلوچستان اسمبلی بھی توڑ دی گئی۔ 19 جولائی کو بریگیڈیئر (ر) سردار عبدالرحیم درانی نے گورنر اور میر محمد نصیر مینگل نے نگران وزیر اعلیٰ

کے عہدوں کے حلف اٹھائے۔ 29 جولائی کو بلوچستان کے تمام بلدیاتی اداروں کو معطل کر کے انہیں ڈپٹی کمشنر اور پولیٹیکل ایجنٹ کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

مسلح افواج کا اجلاس

20 جولائی کو مسلح افواج کے سربراہوں کے اجلاس میں جنرل وحید کی شٹل ڈپلومیسی کی تعریف کی گئی۔ جنرل وحید نے کہا کہ فوج نے ملک کو ایک بڑے بحران سے بچالیا۔ اجلاس کے بعد فوجی ترجمان نے کہا کہ منصفانہ انتخابات کرانے کے لیے فوج اپنا کردار ادا کرے گی۔ سندھ آپریشن انتخابات تک جاری رہے گا۔

بیرونی رد عمل

22 جولائی کو پاکستان میں امریکہ کے سفیر جان۔ سی۔ مانجو نے کہا کہ میرا ملک پاکستان کے سیاسی بحران کے حل پر خوش ہے۔ ہم پاکستان کے استحکام کے خواہاں ہیں۔ ہم انتخابات کے نتیجے میں بننے والی حکومت سے تعاون کریں گے۔ امریکہ پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت پر یقین نہیں رکھتا۔

امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے بھی پاکستان میں سیاسی تبدیلیوں کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ملک مارشل لاء کے خطرہ سے بچ گیا۔ ترجمان نے کہا کہ امید ہے کہ اکتوبر کے انتخابات منصفانہ ہوں گے۔ امریکی انتظامیہ نے عبوری حکومت کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ امریکہ نے خصوصی تعلیم، بہبود آبادی، صنعت اور ماحولیات کے اہم شعبوں میں امداد بحال کر دی۔ آئی۔ ایم۔ ایف بھی پاکستان کو 30 ارب کی امداد دینے پر رضامند ہو گیا۔

انتخابی مہم

قائم مقام صدر

قائم مقام صدر وسیم سجاد نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں۔ میں غیر جانبدار رہوں گا۔ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات وقت پر ہوں گے اور انہیں ملتوی نہیں کیا جائے گا۔ انتخابات کو شفاف بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیے جائیں گے۔ امن و امان کو یقینی بنانے کے لیے فوج اپنا کردار ادا کرے گی۔

نگران وزیر اعظم

معین قریشی نے کہا کہ ہماری کسی فریق سے دشمنی یا دوستی نہیں۔ ہم کسی کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دیں گے اور نہ ہی کسی کو انتخابی نتائج تہہ و بالا کرنے کی اجازت دی جائے گی۔
معین قریشی کی صدارت میں ہونے والی بین الصوبائی کانفرنس میں، جس میں چاروں صوبوں کے گورنروں اور وزرائے اعلیٰ نے شرکت کی، فیصلہ کیا گیا کہ شناختی کارڈ کی شرط برقرار رکھی جائے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو ریڈیو اور ٹی۔وی پر یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ حکومت قطعی طور پر غیر جانبدار رہے۔ منصفانہ انتخابات کے لیے فوج کا تعاون حاصل کیا جائے۔ قومی اور صوبائی انتخابات ایک ہی دن کرانے کا فیصلہ الیکشن کمیشن پر چھوڑ دیا جائے۔ بلدیاتی ادارے توڑنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

الیکشن کمیشن

قائم مقام صدر وسیم سجاد نے لاہور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس ریاض احمد اور پشاور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس بشیر خان جہانگیری کو الیکشن کمیشن کا رکن مقرر کر دیا۔ جنرل عبدالوحید نے چیف الیکشن کمشنر مسٹر جسٹس (ر) نعیم احمد کو انتخابات کو منصفانہ بنانے اور رائے دہندگان کو پُرامن ماحول میں حق رائے دہی کا موقع فراہم کرنے میں فوج کے تعاون کا یقین دلایا۔

روپے کی قدر میں کمی

22 جولائی کو نگران حکومت نے ڈالر کے مقابلہ میں روپے کی قیمت میں 9 فی صد کی ریکارڈ کمی کر دی۔ سیاسی جماعتوں نے اس پر شدید تنقید کی اور کہا کہ حکومت نے عالمی بینک کے دباؤ میں آکر یہ قدم اٹھا کر اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے۔ وزیر خزانہ سید بابر علی نے کسی بیرونی دباؤ کی تردید کی۔ پاکستانی کرنسی کی قیمت میں کمی کے باوجود برآمدات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا لیکن درآمدات کے بڑھ جانے سے توازنِ ادائیگی مزید خراب ہوگیا۔
27 جولائی کو نگران وفاقی حکومت نے پیلی گاڑیوں اور ٹریکٹروں کی درآمد پر پابندی لگا دی۔ مالیاتی اداروں سے نادہندگان کی فہرستیں طلب کرلیں۔ سرکاری ذرائع نے کہا کہ ٹیکس چوروں اور قرضے معاف کرانے والوں کو نااہل قرار دیا جا سکتا ہے۔

باب 2

سیاسی جماعتیں

پاکستان مسلم لیگ

مسلم لیگ کے صدر نواز شریف نے 18 جولائی ہی سے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ مخالفین نے سوچا کہ نواز شریف کو کمزور نہ کر سکے تو ملک کو کمزور کر دیا جائے۔ مجھے کام کرنے سے روک دیا گیا۔ ہر چیز اپنی جگہ درست تھی۔ عوام میں کوئی اضطراب نہیں تھا تو پھر بحران کیسا؟ اب میں فیصلہ کن تبدیلی کے لیے عوام کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ مجھے دو تہائی اکثریت سے کامیاب کرائیں۔ پاکستان اور جمہوریت کے دشمنوں سے کھلی جنگ ہوگی۔ دھوکہ باز اور ابن الوقت افراد کے لیے ہماری صفوں میں کوئی جگہ نہیں۔

19 جولائی کو نواز شریف نے وزیراعظم ہاؤس میں معین قریشی سے ملاقات کر کے مختلف امور پر گفتگو کی۔ مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے تین نکاتی انتخابی حکمت عملی تیار کر لی۔ پہلے یہ کہ سابق صدر کو اصل ہدف بنایا جائے۔ دوسرے بے نظیر کی پالیسیوں پر نکتہ چینی کی جائے اور تیسرے یہ کہ دو تہائی اکثریت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بھی طے پایا کہ مستقل مزاجی کے ساتھ ہماری حکومت کا ساتھ دینے والے سابق ممبرانِ اسمبلی کو پارٹی ٹکٹ دیئے جائیں۔

22 جولائی کو لاہور آمد پر نواز شریف کا زبردست استقبال کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کسی جماعت سے اتحاد کرنے کا فیصلہ مجلس عاملہ کرے گی۔

نواز شریف کا استقبال کرنے والے مسلم لیگی کارکنوں نے لاہور ایئرپورٹ پر مولانا شاہ احمد نورانی کو دیکھ کر ان کے خلاف نعرے لگائے اور ان کی کار پر پتھراؤ کیا۔ غلام حیدر وائیں قریب کھڑے یہ تماشا دیکھتے رہے۔ سیاسی رہنماؤں نے اس حملے کی مذمت کی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ پہلے پیپلز پارٹی نے علماء کی پگڑی اچھالی تھی اب مسلم لیگ سے یہ کام لیا جا رہا ہے۔

نواز شریف نے ممتاز صحافی مشاہد حسین کو مسلم لیگ کا مرکزی سیکرٹری اطلاعات مقرر کر دیا۔ 24 جولائی کو مسلم لیگ نے انتخابات کے لیے امیدواروں سے درخواستیں طلب کر لیں اور انتخابی اتحاد کے لیے راجہ ظفرالحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کر دی۔ طے پایا کہ نواز شریف 14 اگست کو کراچی میں مزار قائداعظم سے انتخابی مہم کا باقاعدہ آغاز کریں گے۔

قاضی حسین احمد سے ملاقات

24 جولائی کو راجہ ظفرالحق نے جماعت کے مرکزی دفتر منصورہ، لاہور میں قاضی صاحب سے انتخابی اتحاد کے لیے مذاکرات کیے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ماضی میں ہمیں نواز شریف سے تعاون کا تلخ تجربہ ہوا ہے۔ انہوں نے اتحاد کے منشور پر عمل نہیں کیا۔ ملک دشمنوں، نظریہ پاکستان کے مخالفین اور علیحدگی پسندوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ وہ قابلِ اعتماد شخصیت نہیں۔ مذاکرات ناکام ہو گئے لیکن پھر بھی راجہ ظفرالحق نے کہا کہ بات چیت آئندہ بھی جاری رہے گی۔

25 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ ہم خیال جماعتوں سے مل کر انتخابات میں حصہ لیں گے۔ الطاف حسین سے بات چیت مکمل ہو گئی ہے۔ سرحد میں عوامی نیشنل پارٹی، بلوچستان میں بلوچستان نیشنل موومنٹ اور پختون خواہ ملی عوامی پارٹی سے مفاہمت طے پا گئی ہے۔ جماعت اسلامی سے مذاکرات روک دیئے گئے ہیں۔ ہماری جیت دیوار پر لکھی نظر آ رہی ہے۔ میری جنگ اس پارٹی سے ہے جس نے ملک توڑا، نظام اور ادارے تباہ کر دیئے اور جو بیرونِ ملک سے ہدایات لیتی ہے۔ میں اس قابل نفرت پارٹی کو موت سے ہمکنار کر دوں گا۔ غلام اسحٰق کی سازش میں شریک ہو کر بے نظیر نے جمہوریت دشمنی کا کردار ادا کیا ہے۔ ہم پورے نظام میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ دو تہائی اکثریت سے کامیابی حاصل کر کے صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار کو ختم کر دیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ میں اپنی انتخابی مہم شروع کرنے سے قبل سعودی عرب کا دورہ کروں گا۔ شاہ فہد نے انہیں سعودی عرب کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے۔

26 جولائی کو نواز شریف کی صدارت میں ہونے والے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں طے پایا کہ کسی انتخابی اتحاد میں شامل ہونے کے بجائے مسلم لیگ اپنے منشور اور انتخابی نشان کے تحت الیکشن میں حصہ لے۔ تاہم دوسری جماعتوں اور گروپوں کے ساتھ تعاون ہو سکتا ہے۔ حلیف جماعتوں کے ساتھ انتخابی تعاون بدستور قائم رہے گا۔

28 جولائی کو حامد ناصر چٹھہ کی صدارت میں ہونے والے مسلم لیگ (چٹھہ گروپ) کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں طے پایا کہ نواز گروپ سے اختلافات ختم کر کے مشترکہ امیدوار کھڑے کیے جائیں۔ اجلاس میں ظفراللہ جمالی کی سربراہی میں سینیٹر بشارت الٰہی، حاجی محمد جاوید اور شہاب الدین حسینی پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی جو نواز شریف سے ملاقات کر کے

اختلافات کے خاتمے کے لیے باضابطہ گفت و شنید کرے گی۔ چٹھہ گروپ کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خاں نے کہا کہ مسلم لیگ کے اتحاد میں نواز شریف کی سوچ رُکاوٹ ہے۔

29 جولائی کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمارے ترقیاتی اقدامات کو آئی۔ ایم۔ ایف اور عالمی بینک نے بھی سراہا تھا۔ ہم اتحادوں کے چکر میں نہیں پڑیں گے۔ اس بارے میں ہمارا تجربہ اچھا نہیں۔ ہم خیال جماعتوں اور گروپوں سے ایڈجسٹمنٹ ہوسکتی ہے۔ ہماری خدمات اور تاریخی اقدامات کے پیش نظر عوام ہمیں بھرپور مینڈیٹ دیں گے۔ 30 جولائی کو پیر پگارا اور نواز شریف کے درمیان اتحاد کے بارے میں بات چیت ہوئی۔

پاکستان پیپلز پارٹی

6 اگست 1990ء کو جب صدر غلام اسحٰق خاں نے ایک طویل چارج شیٹ لگا کر قومی اسمبلی توڑ کر بے نظیر حکومت کو برطرف کیا اس وقت سیاسی مبصرین کا خیال تھا کہ اب پیپلز پارٹی اور بے نظیر کا سیاسی مستقبل تاریک ہوگیا ہے۔ 6 نومبر 90ء کو انہوں نے بھاری اکثریت حاصل کرنے کے بعد وزیراعظم کے عہدہ کا حلف اٹھایا۔ سیاسی حالات نواز شریف کے حق میں اور بے نظیر کے خلاف تھے لیکن نواز شریف اس منصب کا حق ادا کرنے میں ناکام رہے۔ عاجلانہ فیصلوں، بلامشورہ اقدامات اور ہرسو محاذ آرائی نے ان کو جلد ہی یک و تنہا کردیا۔ بے نظیر بھٹو کو دوبارہ سیاسی میدان میں آنے کا موقع بہت جلد فراہم ہوگیا۔ انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین غلام اسحٰق خاں اور نواز شریف کے باہمی اختلافات اور مرکز اور صوبوں کے درمیان کشیدہ تعلقات کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ وہ اپنی سیاسی حکمت عملی سے اقتدار کے جڑواں ستونوں صدر اور وزیراعظم کو ایک ساتھ گرانے میں جلد کامیاب ہوگئیں۔ بے نظیر ہاری بازی جیت گئیں۔ "گو بابا گو" کا مطالبہ بھی پورا ہوا اور ساتھ ہی نواز شریف حکومت بھی گئی۔ پیپلز پارٹی کے بددل اور مایوس کارکنوں کے حوصلے بلند ہوگئے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم چہروں کے بجائے نظام بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہم انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد قومی مفاہمت کے نئے دور کا آغاز کریں گے۔

18 جولائی کو بے نظیر نے ملک کے عوام کو خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے کٹھن اور طویل مراحل میں ان کا ساتھ دے کر جعلی اسمبلیوں سے نجات حاصل کرلی۔ بے نظیر نے وسیع تر اتحاد کے لیے سیاسی جماعتوں سے رابطے شروع کردیئے۔ وہ جنرل وحید سے بھی ملاقات کر چکی تھیں۔ 19 جولائی کو بے نظیر نے ایوانِ صدر میں قائم مقام صدر وسیم سجاد سے ملاقات کی۔ اسی روز امریکی ٹی۔وی اور بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ برسراقتدار آکر ہم ایٹمی مسئلہ پر امریکہ سے اپنے اختلافات دُور کرلیں گے۔

20 جولائی کو سابق صدر غلام اسحٰق خاں نے بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور آئندہ صدارتی انتخابات کے حوالے سے انہیں اپنا وعدہ یاد دلایا۔ بے نظیر نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اپنے وعدہ پر قائم ہیں اور وہی پیپلز پارٹی اور اے۔ این۔ پی کے مشترکہ صدارتی امیدوار ہوں گے۔ حیرت ہے کہ غلام اسحٰق خاں جیسے تجربہ کار شخص کو بے نظیر کے وعدوں پر یقین ہے۔ کیا یہ ساری اکھاڑ پچھاڑ محض اس لیے تھی کہ وہ کرسی صدارت پر دوبارہ بھی متمکن ہوسکیں۔

25 جولائی کو اپنی پارٹی کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف اب ماضی کا حصہ بن چکے ہیں۔ آخری فتح روپے کی نہیں عوام کی ہوگی۔ اب ہم پھر اقتدار میں آئیں گے۔ ہمارا اصل مقابلہ علاقائی اور مذہبی جماعتوں سے ہوگا۔ ہم اسلام پر مولویوں کی اجارہ داری ختم کردیں گے۔ پیپلز پارٹی صاف ستھری سیاسی قوتوں کے تعاون سے انتخابات میں حصہ لے گی۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ سندھ میں ہماری جماعت این۔ پی۔ پی پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر مشترکہ امیدوار کھڑے کرے گی۔ اس وقت محب وطن جماعتوں کا اتحاد ضروری ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے معتدل گروپ سے اتحاد کی بات جاری ہے۔ ہم نظام تبدیل کرنے کے خواہاں ہیں، کرپٹ نظام دیانت دار افراد کو بھی کرپٹ کر دیتا ہے۔ ایسی آئینی تبدیلی کی ضرورت ہے کہ وزیراعظم اپنی مدت پوری کرسکے۔

خورشید قصوری کا استعفیٰ

27 جولائی کو پاکستان ڈیموکریٹک الائنس کے سیکرٹری جنرل میاں خورشید قصوری نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اتحاد برقرار رکھنے کی بڑی کوشش کی لیکن اندرونی اختلافات ختم کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ میرے استعفے کے بعد پی۔ ڈی۔ اے عملاً ٹوٹ گیا۔ اکتوبر 90ء کے انتخابات میں پیپلز پارٹی نے پی۔ ڈی۔ اے کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا تھا۔

27 جولائی کو بلاول ہاؤس میں مختلف وفود سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف نے آمریت کی گود میں جنم لیا، اب وہ اقتدار کو چھو بھی نہیں سکتے۔ آصف زرداری نے بھی کہا کہ نواز شریف کو دوبارہ اقتدار میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ انہیں منشیات کے اسمگلروں کی حمایت حاصل ہے۔ مفرور ملزم ایوب آفریدی نے نواز شریف کی انتخابی مہم میں سرمائے کی فراہمی کا یقین دلایا ہے۔ حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ نواز شریف نے ملکی وسائل تو خود ہتھیا لیے اور مسائل قوم کے لیے چھوڑ دیئے۔ ہم سابقہ لوٹ مار کا حساب لیں گے۔ چٹھہ بھی مسلم لیگ کے اتحاد سے مایوس ہوگئے۔

بے نظیر بھٹو نے نگران وزیراعظم پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن کرائے جائیں۔ شناختی کارڈ کی پابندی ختم کر

دی جائے۔ اسمگلنگ کی رقوم کے انتخابات میں استعمال پر پابندی لگائی جائے۔ بلدیاتی ادارے بھی توڑ دیئے جائیں۔

نواز شریف نے کہا کہ منشیات کی کمائی سے انتخابات لڑنے کی رسم بے نظیر نے ڈالی ہے۔ ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔ وہ ہم پر اس کا الزام لگا کر گندی انتخابی مہم چلا رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی الیکشن سے فرار کی راہ تلاش کر رہی ہے۔ ہم اسے انتخابی دنگل میں شکست دیں گے۔ میں نگران حکومت سے مطمئن ہوں، اگر ایک ہی دن انتخابات کرانا ممکن ہو تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔ حکومت پیپلز پارٹی کے جائز مطالبات تسلیم کر لے اور اسے الیکشن سے بھاگنے کا موقع نہ دے۔ انتخابی قوانین میں فی الحال کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ شناختی کارڈ کی پابندی برقرار رکھی جائے اور بلدیاتی ادارے نہ توڑے جائیں۔

جماعت اسلامی پاکستان

اکتوبر 93ء کے الیکشن کے بارے میں جماعت اسلامی نے فیصلہ کیا کہ وہ ان میں اپنے نام کے بجائے پاکستان اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم سے حصہ لے گی۔ 24 مئی کو ایک قومی کنونشن میں فرنٹ باقاعدہ طور پر تشکیل پا چکا تھا اور قاضی حسین احمد اس کے صدر منتخب ہو گئے تھے۔ فرنٹ کی تشکیل میں بنیادی خیال یہ تھا کہ جماعت سے باہر ملک میں ایک بڑی تعداد میں ایسے اہل، دیانت دار اور باحیثیت افراد موجود ہیں جو جماعت کو اچھا سمجھنے کے باوجود اس میں شرکت اختیار نہیں کرتے۔ ایسے افراد فرنٹ میں شرکت پر آمادہ ہو جائیں گے جہاں انہیں مناسب مقام اور منصب بھی مل سکے گا اور وہ اپنی شہرت، اثر و رسوخ اور فرنٹ کے تعاون سے الیکشن میں کامیابی بھی حاصل کر سکیں گے۔ فرنٹ ایک علیحدہ تنظیم ہونے کے باوجود جماعت کی نگرانی اور رہنمائی میں اپنے فرائض انجام دے گا۔ جماعتی حلقوں میں اس بارے میں پوری طرح یکسوئی نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی طویل بحث و تمحیص کے بعد مجلس عاملہ نے اپنے 24 مئی 93ء کے اجلاس میں اس کی منظوری دے دی۔ قاضی صاحب نے بتایا کہ نواز شریف کی طرف سے حال ہی میں چودھری شجاعت، چودھری نثار، راجہ ظفرالحق، اعجاز الحق، جاوید ہاشمی اور خاقان عباسی نے ان سے ملاقاتیں کی ہیں۔ ان کے علاوہ چٹھہ، منظور وٹو، ملک اللہ یار، نصراللہ دریشک بھی مل چکے ہیں۔ امیر جماعت نے کہا کہ لوگ فرنٹ کے ساتھ آئیں گے۔ اس پلیٹ فارم پر سب کو جمع کیا جا سکتا ہے۔

فرنٹ کی تشکیل کے وقت خیال تھا کہ سپریم کورٹ سے بحالی کے بعد نواز شریف حکومت اپنی آئینی مدت پوری کر سکے گی۔ آئندہ انتخابات کا مرحلہ اڑھائی سال بعد آئے گا لیکن

18 جولائی کو نواز شریف نے قومی اسمبلی توڑنے کی ہدایت دے دی اور اس طرح انتخابات فوراً ہی سر پر آگئے اور فرنٹ کو تیاری کا پورا موقع نہیں مل سکا۔

19 جولائی کو جماعت کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں آئندہ انتخابات میں فرنٹ کے پلیٹ فارم سے حصہ لینے کی توثیق کر دی۔ نائب امیر چودھری رحمت الٰہی کی نگرانی میں ایک الیکشن سیل قائم کر دیا گیا۔ اجلاس میں انتخابات کو منصفانہ بنانے کے لیے مناسب طریقہ انتخاب اختیار کرنے، آئین کی دفعات 62 اور 63 کی پابندی کرنے، شناختی کارڈ کو لازمی قرار دینے، آزاد امیدواری کے طریقے کو ختم کرنے، ممبران اسمبلی کو ترقیاتی فنڈ دینے پر پابندی عائد کرنے اور ہارس ٹریڈنگ کے سدباب کے لیے مناسب قانون سازی کرنے کے مطالبات پیش کیے۔

جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے 26 جولائی کے اجلاس میں اس عزم کا اظہار کیا کہ فرنٹ ملک بھر کے عوام کو اپنے پلیٹ فارم پر منظم کر کے قوم کو مخلص، دیانت دار اور متبادل قیادت فراہم کرے گا تاکہ رشوت خوروں، مفاد پرستوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور موقع پرستوں سے نجات حاصل کی جا سکے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں قومی مفادات کو نظر انداز کر چکے ہیں اور امریکہ کی خوشنودی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ نواز شریف نے دینی ووٹ لے کر ملک دشمنوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ وہ قابل اعتماد نہیں، نہ ہی ان میں پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کی صلاحیت ہے، اس لیے ان کے ساتھ کسی تعاون کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم محب وطن عوام اور دینی جماعتوں کو ساتھ لے کر فرنٹ کے پلیٹ فارم سے الیکشن لڑیں گے۔

27 جولائی کو بادشاہی مسجد لاہور میں فرنٹ کی تنظیمی کمیٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ فرنٹ کسی جماعت سے انتخابی اتحاد نہیں کرے گا۔ البتہ باہمی تعاون اور مفاہمت کے لیے مسلم لیگ سمیت تمام جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کے دروازے کھلے ہیں۔ جے۔ یو۔ آئی، جے۔ یو۔ پی اور جمعیت اہلحدیث سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے۔ ہم نواز شریف اور بے نظیر کو آزما چکے ہیں۔ انہیں مزید موقع نہیں دیا جا سکتا۔ ایٹمی پروگرام ملک کی اہم دفاعی ضرورت ہے۔ کشمیر پاکستان کے لیے موت و حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ کمیٹی کے ارکان نے قاضی صاحب کی قیادت میں بادشاہی مسجد میں خصوصی دعا مانگی اور مفکر اسلام علامہ اقبال کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔

28 جولائی کو قاضی صاحب اور متحدہ دینی محاذ کے مرکزی رہنما قاضی عبداللطیف کے درمیان انتخابات میں باہمی تعاون کے سلسلے میں کامیاب مذاکرات ہوئے۔ طے پایا کہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گی۔

30 جولائی کو قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف کسی مشورے کے قائل نہیں۔ بے نظیر

کو اقتدار کے بغیر چین نہیں۔ یہ دونوں اب اقتدار میں نہیں آسکتے۔ عوام دونوں سے تنگ ہو کر متبادل قیادت کے متلاشی ہیں۔ فرنٹ ہی متبادل قیادت ہے۔ قوم کو مایوسی کی دلدل سے نکالنے کا وقت آگیا۔ ہم ایک ماہ میں قوم کو متحد کر کے خواہشات کو حقیقت میں بدل دیں گے۔

اسلامی جمہوری محاذ

21 جولائی کو مولانا نورانی نے کہا کہ اسلامی جمہوری محاذ آئندہ انتخابات میں دینی قوتوں سے اتحاد کرے گا۔ جماعت اسلامی اور جمعیت اہلحدیث نے بھی ہم سے رابطہ کیا ہے۔ ان سے مذاکرات جاری ہیں۔ نواز حکومت کے خاتمے سے ثابت ہوگیا کہ بحران حقیقی تھا۔ توقع ہے کہ فوج آئندہ بھی سیاسی استحکام کے لیے اپنا کردار ادا کرے گی۔ نواز شریف اور پیپلزپارٹی سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ نواز شریف نے اسلام کے نام پر دھوکہ دیا لیکن محاذ کے دوسرے رہنما مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم کسی جماعت سے اتحاد نہیں کریں گے البتہ مختلف اتحادوں اور جماعتوں سے نشستوں کے سلسلے میں تعاون ہوسکتا ہے۔ ہم مولانا سمیع الحق کے ساتھ بھی مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ مولانا نیازی کو نواز شریف کا ساتھ چھوڑنا ہوگا۔

عوامی نیشنل پارٹی

21 جولائی کو پارٹی کے سربراہ اجمل خٹک نے کہا کہ نواز شریف دو تہائی اکثریت سے کامیاب ہو کر ایسے قومی رہنما کی حیثیت سے ابھریں گے جو حقیقی انقلاب کا داعی ہوگا۔ قاضی صاحب اسلام، پاکستان اور جمہوریت کے لیے نواز شریف کا ساتھ دیں۔

نیشنل پیپلزپارٹی

23 جولائی کو این۔ پی۔ پی کے سربراہ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ بلند بانگ دعوے کرنے والے نواز شریف نے اسمبلی توڑ دی اور ڈکٹیشن بھی لے لیا۔ میں ہاریوں میں زمین کی تقسیم کا حامی ہوں لیکن ڈرامہ بازی کا حامی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ لاکھوں جعلی شناختی کارڈ بنوائے جا چکے ہیں۔

میر مرتضیٰ بھٹو

26 جولائی کو اخباری اطلاعات کے مطابق میر مرتضیٰ بھٹو اپنی سولہ سالہ جلاوطنی ترک کر

کے پاکستان واپسی پر غور کر رہے ہیں۔ مرتضیٰ کو اپنی والدہ نصرت بھٹو کی حمایت حاصل ہے۔ سندھ کے دیہی علاقوں میں ممتاز بھٹو اور مرتضیٰ مل کر انتخابات لڑ سکتے ہیں۔ 1988ء کے انتخابات میں ٹکٹوں کی تقسیم کے معاملہ پر آصف زرداری اور مرتضیٰ کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے اور اب اس کشیدگی میں اس درجہ اضافہ ہوگیا ہے کہ مفاہمت کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ مرتضیٰ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ زرداری کے نامزد کردہ تمام امیدواروں کا مقابلہ کریں گے۔ زرداری نے اگر لیاری سے انتخاب لڑا تو مرتضیٰ خود ان کا مقابلہ کریں گے۔ ان کے حامیوں کا کہنا ہے کہ مرتضیٰ کو الیکشن میں حصہ لینے سے روکنے کے لیے پیپلزپارٹی فوج سے درخواست کر سکتی ہے کہ وہ وطن واپس نہ آسکیں۔ زرداری نے کہا کہ میر مرتضیٰ بھٹو کے انتخاب لڑنے کی باتیں مخالفین پھیلا رہے ہیں۔

عمران خان

فاتح ورلڈ کپ عمران خان کے بارے میں بھی یہ قیاس آرائی کی جارہی تھی کہ وہ سیاست میں آنے کے لیے پر تول رہے ہیں لیکن 30 جولائی کو انہوں نے کہا کہ ان کا سیاست میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ میرا نصب العین کینسر ہسپتال کی تعمیر ہے۔ بعض افراد مجھے زبردستی سیاست میں گھسیٹ کر اور میرے کاندھے پر بندوق رکھ کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ میں نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں حالانکہ اس سے قبل 24 جولائی کو ایوانِ صنعت و تجارت لاہور کی ایک تقریب میں انہوں نے لوگوں سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ بے نظیر دوغلی سیاست کر رہی ہیں۔ ان کی حکومت آصف زرداری کی وجہ سے ختم ہوئی۔

مہاجر قومی موومنٹ

20 جولائی کو سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کی رابطہ کمیٹی کے پانچ رکنی وفد نے سندھ کے نگران وزیراعلیٰ سید مدد علی شاہ سے ملاقات کر کے کہا کہ ہم انتخابات میں حصہ لیں گے۔ ہم نے پہلے بھی ظلم و تشدد برداشت کیا ہے اور آئندہ دس سال بھی ظلم سہنے کی سکت رکھتے ہیں۔ 22 جولائی کو وفد نے قائم مقام صدر وسیم سجاد سے ملاقات کر کے انہیں سندھ کے شہری علاقوں کے مسائل سے آگاہ کیا۔ 24 جولائی کو وفد نے گورنر سندھ حکیم محمد سعید سے ملاقات کی۔ بعد میں گورنر نے وفد کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم کیو ایم کا ایک وفد لاہور کے لیے روانہ ہوگیا جہاں وہ نواز شریف سے ملاقات کر کے الطاف حسین کا ایک پیغام پہنچائے گا اور آئندہ انتخابات میں اتحاد کے لیے بات چیت کرے گا۔

بیرونی تجزیے

"ٹائم" میگزین نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ پیپلزپارٹی کو 37 سے 39 فی صد تک ووٹ مل سکتے ہیں۔ بے نظیر کی پارٹی منظم ہے۔ نواز شریف کو اقتصادی پالیسیوں کے سبب مقبولیت حاصل ہے۔

"نیوز ویک" کے سیاسی تجزیہ نگاروں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ نواز شریف کی مسلم لیگ پیپلزپارٹی کے مقابلہ میں زیادہ متحد نہیں۔ پیپلزپارٹی فتح سے ہمکنار ہو سکتی ہے اور بے نظیر ایک مرتبہ پھر ملک کی وزیراعظم بن سکتی ہیں، البتہ نواز شریف کی اقتصادی پالیسیوں نے انہیں تاجر برادری اور عام ووٹرز میں مقبول بنا دیا ہے۔

فاطمہ جناح کا صد سالہ جشنِ ولادت

31 جولائی کو لاہور میں جشنِ ولادت کے حوالے سے منعقد ہونے والی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے "نوائے وقت" کے مدیرِ اعلیٰ مجید نظامی نے کہا کہ فاطمہ جناح کے مقابلہ میں ایوب خاں کا ساتھ دینے والے آج تک شرمندہ ہیں۔ سابق صدر غلام اسحٰق خاں، سابق وزیراعظم نواز شریف اور سابق اپوزیشن لیڈر بے نظیر بھٹو نے قومی مفادات کو فراموش کر کے اقتدار کی جنگ لڑی۔ ان پر عدالت میں مقدمہ چلنا چاہیے۔ امریکہ سے درآمد نگران وزیراعظم ہمارے اعمال کی سزا ہے۔ یہ خطرناک وقت ہے۔ آئندہ الیکشن میں لوگ ان امیدواروں کو ووٹ دیں جو پاکستان کو بچا لیں۔



باب 3

احتساب قبل از انتخاب

یکم اگست 93ء کو لاہور ہائی کورٹ نے ایم۔ ڈی۔ طاہر ایڈووکیٹ کی یہ درخواست ابتدائی سماعت میں ہی رد کر دی کہ انتخابات نواز شریف اور بے نظیر کے احتساب کے بعد کرائے جائیں کیونکہ ان دو بڑی پارٹیوں کے احتساب کی خاطر قوم الیکشن میں چند ماہ کی تاخیر برداشت کر سکتی ہے۔ فاضل عدالت نے کہا کہ اس طرح انتخابات غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو جائیں گے جو ملک کے مفاد میں نہیں ہو گا۔

نگران حکومت

یکم اگست کو واشنگٹن سے واپس آ کر معین قریشی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یہ خوشخبری دی کہ عالمی بنک اور آئی۔ ایم۔ ایف سے پاکستان کو بہت جلدی بڑی امداد ملے گی۔ سیاسی کشیدگی سے ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ بھاری قرضے ہڑپ کرنے والوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

6 اگست کو معین قریشی نے امریکی سفیر جان۔ سی۔ مانجو سے ایک اہم ملاقات کی۔ کشمیر اور ایٹمی مسئلہ پر تبادلہ خیال کیا۔ امریکی سفیر نے کہا کہ اگر پاکستان اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک کر دے تو پریسلر ترمیم ختم کر کے اُس کی امداد بحال کر دی جائے گی۔ امریکی سفیر نے یہ مطالبہ نگران وزیراعظم سے کیا جنہیں کوئی مینڈیٹ حاصل نہیں اور جن کا واحد کام ملک میں انتخابات کرانا ہے۔

7 اگست کو امریکی صدر بل کلنٹن نے معین قریشی کے نام اپنے پیغام میں اس بات پر اپنی

خوشی کا اظہار کیا کہ اختلافات سیاسی ڈھانچے کے اندر طے پا گئے ہیں اور کہا کہ اکتوبر کے انتخابات پاکستان میں جمہوریت کے مستقبل کے لیے نہایت اہم ثابت ہوں گے۔

وفاقی کابینہ کا اجلاس

9 اگست کو معین قریشی نے وفاقی کابینہ کے اجلاس میں کہا کہ بیرونی جارحیت سے بچاؤ کا واحد راستہ ایٹمی صلاحیت ہے۔ پریسلر ترمیم نے پاکستان کو کمزور کیا ہے، امریکہ اس پر نظر ثانی کرے۔ نگران حکومت مسئلہ کشمیر پر کوئی سودے بازی نہیں کرے گی۔ تحریک آزادی کو کچلا نہیں جا سکتا، کشمیر جلد آزاد ہو گا۔ مٹھی بھر افراد ملک کو لوٹ رہے ہیں۔ قومی خزانہ لوٹنے والوں اور ریونیو کی چوری میں ملوث افراد کے خلاف سخت اقدامات کئے جائیں۔

لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے اسلام آباد میں اپنے صوابدیدی کوٹے سے مختلف افراد کو پلاٹ دینے پر سابق وزرائے اعظم بے نظیر بھٹو، غلام مصطفیٰ جتوئی اور نواز شریف کو ہدایت دی کہ وہ ذاتی طور پر یا اپنے وکلاء کے ذریعے اس بارے میں تحریری وضاحت پیش کریں۔

سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ سندھ مظفر شاہ نے سیاسی بنیادوں پر 261 پلاٹ الاٹ کئے۔ اپنی حکومت کے خاتمے سے دو دن قبل 17 جولائی 1993ء کو ایک ہی دن میں ایک سو سے زائد رہائشی پلاٹ الاٹ کئے۔ پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر خورشید مارکر نے کہا کہ صرف کراچی میں ایک ارب روپے کی بجلی ہر سال چوری کر لی جاتی ہے۔ سابق وفاقی اور صوبائی وزراء اور سینٹ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے سینکڑوں سابق ارکان کے ذمے کروڑوں روپے کے ٹیلی فون بل واجب الادا ہیں۔

بلدیاتی ادارے

15 اگست کو پنجاب حکومت نے صوبے بھر کے بلدیاتی ادارے توڑ کر اُن میں سرکاری حکام کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا اور اُن کے تمام فنڈز منجمد کر دیئے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے اس غیر قانونی اور غیر آئینی اقدام سے اُس کی غیر جانبداری مشکوک ہو گئی۔ ہم برسر اقتدار آ کر 24 گھنٹے کے اندر بلدیاتی ادارے بحال کرا دیں گے۔ بلدیاتی اداروں کے بعض عہدیداران نے حکومت کے اس اقدام کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔

قومی خطاب

19 اگست کو نگران وزیراعظم نے اپنے قومی خطاب میں اقتصادی اصلاحات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ زرعی آمدنی پر ٹیکس لگا دیا جائے گا۔ گندم اور گھی کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ نجکاری کا عمل جاری رہے گا۔ ییلو کیب، تعمیروطن پروگرام اور بھاری سرمائے دار منصوبے ختم کر دیئے گئے ہیں۔ وزارتوں اور محکموں کی تعداد میں کمی ہوگی۔ بعض سفارت خانے بند کر دیئے جائیں گے۔ اسٹیٹ بنک سرکاری دباؤ سے آزاد ہوگا۔ گریڈ ایک سے دس تک کے سرکاری اور نجی شعبہ کے ملازمین کی ماہانہ تنخواہوں میں سو روپے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ کرپٹ افسران، ٹیکس نادہندگان، یوٹیلٹی بل نہ جمع کرانے والوں، صارفین کو دھوکہ دینے والوں اور منشیات کے اسمگلروں کو سزائیں دیں گے۔ آئی۔ ایم۔ ایف اور عالمی بنک سے امداد ملے گی۔ انتخابات مقررہ تاریخ پر ہوں گے۔

عالمی بنک نے معین قریشی کے اقتصادی پروگرام کی تعریف کی۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ ان فیصلوں میں نگران حکومت کو فوج کی حمایت حاصل ہے۔ بے نظیر نے اقتصادی پیکج کی حمایت کی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اس کے ذمہ دار نواز شریف اور بے نظیر ہیں۔ الیکشن ملتوی کئے گئے تو پھر تحریک چلائیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آئی۔ ایم۔ ایف کو ملک چلانے کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ اقتصادی پیکج مکمل بجٹ ہے۔ اس سے افراط زر میں 20 فیصد سے زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ نگران حکومت اپنے اختیارات سے تجاوز کر رہی ہے۔

20 اگست کو حکومت نے پٹرولیم کی مصنوعات، بجلی اور گیس کے نرخوں میں 20 فیصد تک اضافہ کر دیا ہے۔ مختلف سیاسی رہنماؤں نے پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف ردعمل ظاہر کیا۔ کراچی میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ ٹرانسپورٹ بھی بند رہی۔ نگران حکومت کے خلاف یہ پہلا عوامی احتجاج تھا۔

21 اگست کو واشنگٹن میں عالمی بنک کے ترجمان نے کہا کہ معین قریشی کی اقتصادی اصلاحات سخت ہیں لیکن یہ ملک کے مفاد میں ضروری تھیں۔ بنک نے پاکستان کو 70 کروڑ ڈالر کا قرضہ دے دیا۔

21 اگست کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ میری اقتصادی پالیسیوں پر نواز شریف اور بے نظیر کو کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ پاک امریکہ تعلقات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

23 اگست کو معین قریشی نے ییلو کیب اسکیم میں گھپلوں کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ یہ

گاڑیاں جعلی کاغذات پر حاصل کر کے بااثر افراد کے ہاتھوں فروخت کی گئی ہیں۔ بدعنوان بنک افسران بھی اس میں ملوث ہیں۔

23 اگست کو وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ منشیات کے کاروبار میں ملوث افراد کو سزائے موت دی جائے۔ سرکاری طور پر بتایا گیا کہ حکومت نے منشیات کے دھندے میں ملوث افراد اور قرضے واپس نہ کرنے والی اہم شخصیات کی فہرستیں تیار کرلی ہیں۔ اُن کے خلاف علیحدہ علیحدہ تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اُنہیں نہ صرف نااہل قرار دیا جائے گا بلکہ اُن کے تمام اثاثے بھی ضبط کر لیے جائیں گے۔ بعض منشیات فروشوں کو امریکہ کی ایجنسی کے حوالے کیا جانے کا امکان بھی ہے۔

25 اگست کو وزیر خزانہ بابر علی نے کہا کہ سیاست دانوں اور تاجروں نے 62 ملین روپے کے قرضے واپس نہیں کئے یا پھر معاف کرا لیے۔ نادہندگان کی مکمل فہرست چند روز میں الیکشن کمیشن کو مہیا کر دیں گے۔ اُنہوں نے عوام کو اُن کے ناموں سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نادہندگان کی فہرستیں سیاسی جماعتوں کو بھی مہیا نہیں کی جائیں گی۔

نادہندگان کی فہرست کا اجراء

27 اگست کو وفاقی حکومت نے مالیاتی اداروں کے حسابات کی رازداری کے قانون کو ختم کر کے ہزاروں قرض نادہندگان کی فہرست جاری کر دی۔ مارچ 1985ء کے بعد قرض معاف کرانے والوں اور جون 1993ء تک قرض واپس نہ کرنے والوں پر 40 ارب روپے واجب الادا ہیں۔ فہرست میں بے نظیر، نصرت بھٹو، چوہدری شجاعت، پرویز الٰہی، شہباز شریف، گوہر ایوب، الطاف حسین، لیاقت جتوئی، ظفر جمالی، عطا مری، پروین مری، نفیس صدیقی، سلمیٰ احمد مرتضیٰ پویا، اسلام الدین شیخ، اعجاز جتوئی، نصیر اے شیخ اور انور سیف اللہ کے نام شامل ہیں۔ 143 کوآپریٹو سوسائٹیز پانچ بنکوں اور 8 مالیاتی داروں نے نادہندگان کی فہرستیں جاری نہیں کیں۔ قائم مقام صدر نے ایک آرڈی ننس جاری کیا جس کے مطابق نادہندگان کو 13 ستمبر تک قرض ادا کرنے کی مہلت دے دی گئی۔ قومی اسمبلی کے امیدواروں کی آخری فہرست 14 ستمبر کو جاری ہوئی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ فہرست سے بے نظیر اور اُن کے ساتھیوں کے چہرے بے نقاب ہوگئے۔ اُنہوں نے فہرست میں اپنے ساتھیوں کے ناموں کی موجودگی کی کوئی وضاحت نہیں کی۔ بے نظیر نے کہا کہ میرا اور نصرت بھٹو کا نام سازش کے تحت فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ فہرست میں نام قائد تحریک کا نہیں بلکہ کسی اور الطاف حسین کا ہے۔

سابق صدر

11 اگست کو سابق صدر غلام اسحٰق خان نے ایوان صدر خالی کر دیا اور وہ مستقل رہائش کے لیے پشاور روانہ ہوگئے۔ قائم مقام صدر وسیم سجاد اور اُن کی اہلیہ نے انہیں خدا حافظ کہا۔

18 اگست کو ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے غلام اسحٰق خان نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم کی اقتدار سے علیحدگی اور عام انتخابات کا فیصلہ فوج کے دباؤ میں آ کر نہیں کیا گیا۔ 8ویں ترمیم میری ایجاد نہیں۔ یہ مجھے ورثے میں ملی تھیں۔ میں نہ تو اس ترمیم کی وجہ سے صدر بنا اور نہ ہی اس کے تحت میں نے کوئی مراعات لیں۔ لوٹوں کی سیاست نواز شریف کی ایجاد ہے۔ اُن کے دور میں بدعنوانی، اقربا پروری اور رشوت ستانی اپنے عروج پر تھیں۔ ان کے باعث عالمی برادری میں ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچا۔ میرے دامادوں پر الزامات لگانے والے نواز شریف کے اپنے رشتہ دار منشیات کے کاروبار میں ملوث ہیں۔ ملک میں منافقت کی سیاست چل رہی ہے۔ قوم خوب جانتی ہے کہ پیپلز پارٹی سے سمجھوتے کس نے کیے۔ آصف زرداری کی ضمانت منظور کرانے کے بعد اُسے لندن کس نے بھجوایا۔ بے نظیر کو خارجہ اُمور کی کمیٹی کی سربراہی کس نے سونپی۔ بچی کی پیدائش پر بے نظیر کو گلدستے کس نے ارسال کیے۔ صدارتی اُمیدوار بننے کے بارے میں میری ابھی پیپلز پارٹی سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی ہے انتخابات کے بعد ہی اس بارے میں کچھ کہا جاسکے گا۔ بے نظیر نے بھی کہا کہ سیاسی بحران کے دوران غلام اسحٰق خان سے صرف انتخابات پر مفاہمت ہوئی تھی۔

انتخابی مہم

پاکستان مسلم لیگ

یکم اگست کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمارے دور میں تیزی کے ساتھ ترقی ہو رہی تھی۔ پیپلز پارٹی نے غلام اسحٰق کے ساتھ ساز باز کر کے جمہوریت کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس طرح میرے ساتھ نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف سازش کی۔ اس مرتبہ ہم اتحاد کے چکر میں نہیں پڑیں گے اور انشاء اللہ دو تہائی اکثریت سے کامیاب ہوں گے۔

اعجاز الحق کا اعلان

3 اگست کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے کارکنوں سے خطاب کرتے

ہوئے اعجاز الحق نے کہا کہ نواز گروپ دو تہائی اکثریت حاصل کر لے گا اگر بے نظیر وزیراعظم بن گئیں تو میں ملک چھوڑ دوں گا۔

مسلم لیگ سے علیحدگی

9 اگست کو پنجاب کے سابق وزیر خزانہ مخدوم شاہ محمود قریشی نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت دکھی دل کے ساتھ مسلم لیگ سے علیحدہ ہو رہا ہوں۔ ہم نے ہر مرحلہ میں نیک نیتی، جرأت اور خلوص کے ساتھ نواز شریف کا ساتھ دیا۔ مجھے نظر انداز کر کے پارلیمانی بورڈ میں دوسرے لوگوں کو لیا گیا۔

10 اگست کو ایک عربی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی کوئی سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک خاندان کی اطاعت کی بنیاد پر قائم ایک گروہ ہے۔ اس خاندان سے اختلاف کرنے والے کو فوراً سزا دی جاتی ہے۔

اس دوران مسلم لیگ کے دوسری جماعتوں سے اتحاد اور اشتراک اور اتحاد کے لیے مذاکرات ہوتے رہے۔ صوبہ سرحد میں نواز گروپ کا اے۔ این۔ پی کے ساتھ انتخابی معاہدہ طے پا گیا۔ پشاور سے صوبائی اسمبلی کی تمام آٹھ نشستیں اے۔ این۔ پی کو دے دی گئیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ نواز شریف اور اُن کے اتحادی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل کریں گے۔ ممتاز بھٹو کے ساتھ بھی مذاکرات نہ ہوئے۔ تحریک استقلال کے ساتھ انتخابی اتحاد کرنے پر اصولی اتفاق ہو گیا۔ شہباز شریف نے کہا کہ مسلم لیگ اصغر خان کے مقابلہ میں کوئی اُمیدوار کھڑا نہیں کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ سندھ میں پیر پگاڑا کے تعاون سے الیکشن لڑیں گے۔ سندھ مسلم لیگ کے صدر غوث علی شاہ نے 11 اگست کو کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے دونوں گروپوں سے ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ جماعت اسلامی سمیت دوسری جماعتوں سے بھی مفاہمت کے دروازے کھلے ہیں۔ جماعت اسلامی کے بغیر بھی ہم اپنی انتخابی مہم موثر طور پر چلا سکتے ہیں۔ سیاست میں کوئی حرف آخر نہیں ہوتا۔

نواز شریف کی کراچی آمد

14 اگست کو جب نواز شریف کراچی پہنچے تو مسلم لیگ اور اُس کی آٹھ اتحادی جماعتوں کی اپیل پر ایئرپورٹ پر اُن کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ایک بڑے جلوس کے ہمراہ وہ 9 گھنٹے میں ایئرپورٹ سے مزار قائد پہنچے۔ جلوس کے اختتام پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے اصول سیاست دان بے نظیر نے غلام اسحٰق کے قدموں میں بیٹھ کر ہمارے

خلاف سازشیں کیں۔ میں نے غلام اسحٰق سے کہا کہ وہ صوبوں کو مرکز کے خلاف لڑانے کی سازشیں بند کر دیں۔ اُن کے اس سے انکار پر میں نے اُن سے سوال کیا کہ پھر بے نظیر کو لانگ مارچ کے لیے پنجاب حکومت سے دس کروڑ روپے کس نے دلوائے؟ بے نظیر کو نواز حکومت کے خاتمے کے لیے اسلام آباد پر چڑھائی کرنے کی دعوت کس نے دی؟ وزرائے اعلیٰ منظور وٹو، مظفر شاہ اور میر افضل کس کی شہ پر مرکز کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ اُن کے سازشوں سے باز نہ آنے کی وجہ سے میں نے نئے انتخابات کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح غلام اسحٰق اور دوسرے کرپٹ بیوروکریٹ جو ملک کی ترقی میں بڑی رکاوٹ تھے، اُن کو میں نے دور کر دیا۔ دوسری بڑی رکاوٹ پیپلز پارٹی کی ہے، وہ الیکشن کے ذریعے دور ہو جائے گی۔ میں قرآن و سنت کو ملک کا بالاتر قانون بنانا چاہتا تھا لیکن بعض اراکین اسمبلی اس میں رکاوٹ تھے۔

جنرل ضیاء الحق کی برسی

17 اگست کو فیصل مسجد اسلام آباد میں سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور سانحہ بہاولپور کے دیگر شہداء کی پانچویں برسی منائی گئی۔ افغانستان کے وزیراعظم انجینئر گلبدین حکمت یار، آزاد کشمیر کے وزیراعظم سردار عبدالقیوم، اعجاز الحق اور ڈاکٹر انوار الحق نے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ ضیاء الحق کے ادھورے مشن کو ہم پورا کریں گے۔ اعجاز الحق نے مطالبہ کیا کہ نگران حکومت جسٹس شفیع الرحمٰن کی رپورٹ شائع کرے۔

20 اگست کو پیر پگارا نے کہا کہ نواز گروپ نے ٹکٹوں کی تقسیم پر ہماری ڈیمانڈ پوری نہیں کی۔ اس لیے فنکشنل مسلم لیگ اور پاکستان مسلم لیگ میں انتخابی اتحاد ناکام ہو گیا۔

25 اگست کو نواز شریف نے کہا کہ ہم سیاست کے میدان سے بے نظیر کا بستر اس طرح گول کر دیں گے کہ وہ سیاست کا نام تک بھول جائیں گی۔ الذوالفقار پیپلز پارٹی کی ذیلی تنظیم ہے۔ 6 اکتوبر کا سورج سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے والوں کے لیے موت کا پیغام لے کر طلوع ہو گا۔

انتخابی منشور

25 اگست کو مسلم لیگ نے اپنا انتخابی منشور جاری کر دیا۔ منشور میں کہا گیا کہ پارلیمنٹ کی بالادستی کے خلاف تمام ترامیم ختم کر دی جائیں گی۔ ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کیا جائے گا۔ صنعتی انقلاب اور دفاعی پیداوار کو توسیع دی جائے گی۔ مظالم کا شکار خواتین کو قانونی امداد اور سماجی مشوروں کے لیے ادارے قائم کیے جائیں گے۔ محنت کشوں کی کم از کم تنخواہ تین ہزار

روپے ہوگی۔ پیلی بائیسکل اسکیم شروع کی جائے گی۔ ذہین طلبہ کے لیے امداد کے لیے بھی اسکیم جاری کی جائے گی۔

بی۔بی۔سی نے منشور پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس میں اسلامی نظام کے قیام پر زور نہیں دیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے مسلم لیگ ایک سوشل ڈیمو کریٹک جماعت دکھائی دیتی ہے۔

اتحاد کے لیے مذاکرات

25 اگست کو مسلم لیگ کے رہنما راجہ ظفرالحق نے اسلام آباد میں قاضی احمد سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور مسلم لیگ اور پاکستان اسلامک فرنٹ کے درمیان انتخابی اتحاد کے لیے کوشش کا اعادہ کیا۔ لیکن یہ ملاقات کامیاب ثابت نہیں ہو سکی۔ 27 اگست کو غوث علی شاہ نے جماعت اسلامی کے نائب امیر مولانا جان محمد عباسی اور مجھ سے ملاقات کی۔ اُن کا کہنا تھا کہ وہ فرنٹ کے ساتھ مفاہمت کے بارے میں اب بھی پرُامید ہیں۔

29 اگست کو لاہور میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے درمیان تصادم میں 16 افراد زخمی ہوگئے۔ اُسی روز نواز شریف اپنے اہل خانہ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب روانہ ہوگئے۔

پاکستان پیپلز پارٹی

یکم اگست کو اپنے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف اور اُن کے حواری عوام کے سیلاب کو نہیں روک سکتے۔ نواز شریف نے میرے مقابلہ میں الیکشن لڑا تو اُن کی ضمانت ضبط ہو جائے گی۔ مفاد پرستوں کی جڑیں کٹ چکی ہیں۔ ہم نے عوام کے حقوق کی حفاظت کرنا سیکھا ہے۔ ہم ایسا نظام لانا چاہتے ہیں جس میں سرکاری ملازمین اور پولیس اہلکار عوام کی تذلیل نہ کر سکیں۔ اہل افراد کو ٹکٹ دیئے جائیں گے۔ پیپلز پارٹی کسی جماعت سے انتخابی اتحاد نہیں کرے گی۔ سکرنڈ میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آصف زرداری نے کہا کہ انتخابات میں عوام بڑے بڑے بت گرا کر پیپلز پارٹی کو کامیاب بنائیں گے۔ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے ہماری کھلی جنگ ہے۔

2 اگست کو بے نظیر نے کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس شہر کی تباہی میں لسانی تنظیموں کا ہاتھ ہے۔ لسانی سیاست ترک نہ کی گئی تو مسائل میں مزید اضافہ ہوگا۔ سندھ کے شہری علاقوں میں لسانی گروہوں سے وابستہ افراد قومی سوچ رکھنے والی پارٹی میں

شمولیت اختیار کر لیں۔ غرض اور قرض کی سیاست نے ملک کو تباہ کیا ہے۔ سابق حکومت نے ملک کو اقتصادی بحران سے دوچار کیا۔ ییلو کیب اسکیم نے ملک کو چھ ارب روپے کا مقروض کر دیا۔ نواز شریف کو نہ تو اسلام سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی عوام سے کوئی ہمدردی۔ انہوں نے محنت کشوں سے روزگار چھین کر انہیں بے آسرا کر دیا۔ ہم اقتدار میں آ کر نئی آسامیاں پیدا کریں گے۔ اور عوام کی حکمرانی بحال کریں گے۔ ہم وسیع تر انتخابی اتحاد بنانا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بارہ سو کروڑ والے اسلامک فرنٹ سے مل جائیں لیکن پھر بارہ کروڑ عوام بارہ سو کروڑ والوں کو شکست دیں گے۔

انتخابی تعاون

5 اگست کو پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنماؤں فاروق لغاری اور طارق رحیم نے لاہور میں قاضی حسین احمد سے ملاقات کر کے انتخابی تعاون کے لیے مذاکرات کئے لیکن یہ مذاکرات ناکام ہوگئے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد نہیں ہو سکتا۔ البتہ پیپلز پارٹی والے اسلامک فرنٹ میں شامل ہونا چاہیں تو ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی دینی جماعتوں سے اپنی سیاست اور پروگرام کی قیمت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گی، مگر ہم اُن کی مخالفت بھی نہیں کریں گے۔ بعض اُمور اور نشستوں پر ان سے مفاہمت کے امکانات روشن ہیں۔

مولانا کوثر نیازی کی شمولیت

8 اگست کو مولانا کوثر نیازی نے پیپلز پارٹی میں دوبارہ شمولیت اختیار کر لی اور کہا کہ میں پارٹی کا سپاہی بن کر بھٹو شہید کے مشن کو پورا کروں گا۔ بے نظیر بھٹو نے اُن کے اس فیصلے کو خوش آئند قرار دیا۔

مخدوم خلیق الزماں نے بھی بلاول ہاؤس میں آصف زرداری سے ملاقات کر کے دوبارہ پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر دیا، اور پارٹی کی قیادت پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔

پیپلز پارٹی کے عہدیدار کا قتل

16 اگست کو لاہور میں پیپلز پارٹی کے صوبائی اسمبلی کی نشست کے اُمیدوار اور زونل صدر ملک ظفر علی کو دو موٹر سائیکل سواروں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اُن کے بھائی ملک شمس علی زخمی ہو گئے۔ ملک شمس علی نے ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی کہ اُن کے بھائی کے قتل میں

نواز شریف اور اُن کے ساتھی بریگیڈیئر (ر) امتیاز علی ملوث ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ملک ظفر کا قتل پیپلز پارٹی پر شب خون مارنے کے مترادف ہے۔ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے لاہور میں مسلم لیگ کے دفاتر پر حملے کیے۔ نواز شریف نے ملک ظفر کے قتل پر اپنے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور کہا: اُن کے قتل کو سیاسی رنگ دے کر انتخابات کے التواء کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ 18 اگست کو ملک ظفر کے قتل کا سراغ مل گیا جس کے بعد نواز شریف اور امتیاز علی کو قتل کے مقدمہ سے خارج کر دیا گیا۔

19 اگست کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ نواز شریف اور ضیاء الحق کے حامی بدامنی پھیلا کر انتخابات ملتوی کرانے کی سازش کر رہے ہیں۔

24 اگست کو بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف نجکاری کے ذریعے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔

بے نظیر نے اعترف کیا کہ اُنھوں نے اپنے 20 ماہ کے دور حکومت میں ارکان اسمبلی، سیاسی کارکنوں اور اعلیٰ افسران کو 544 پلاٹ الاٹ کیے۔ 500 پلاٹ دینا میرا حق تھا۔ میں نے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔

پاکستان اسلامک فرنٹ

یکم اگست کو قاضی حسین احمد نے ملتان میں کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں ہی نظام حکومت چلانے کے اہل نہیں۔ مڈ ٹرم الیکشن کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں کے بجائے ایک نئی قیادت سامنے لائی جائے اور یہ قیادت فرنٹ قوم کو فراہم کرے گا۔ قرآن و سنت کی بالادستی قائم کر کے فرنٹ ملک کو مضبوط اسلامی فلاحی مملکت بنائے گا۔ لاہور میں علماء اکیڈمی کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ اربوں روپے کے قرضے ہڑپ کرنے والوں سے قوم کا پیسہ چھین کر مالی بحران ختم کریں گے۔ قرضوں پر سود ختم کر دیا جائے گا۔ قوم و ملک کو آزمائے ہوئے لوگوں سے بچانا ضروری ہے۔ سید منور حسن نے کہا کہ فرنٹ اور دینی جماعتوں کا اتحاد مراعات یافتہ طبقہ اور یہودی نواز حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ غیر ملکی مہرے اب عوام کو مزید دھوکہ نہیں دے سکیں گے۔

اتحاد کے لیے مذاکرات

یکم اگست کو پشاور میں قاضی صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن کے درمیان دو گھنٹے تک بات چیت ہوئی۔ قاضی صاحب کا موقف تھا کہ مذہبی جماعتیں انتخابات میں متحد ہو کر عوام کے

پاس جائیں لیکن یہ مذاکرات نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ اس بارے میں جماعت اسلامی نے بہت تاخیر کردی۔

2 اگست کو پشاور میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے فرنٹ کے معاشی پروگرام کا اعلان کر دیا۔ ملکی وسائل مراعات یافتہ طبقہ سے لے کر مظلوموں اور غریبوں میں تقسیم کرنا، کاشتکاروں کے مسائل ختم کرنا، تعلیم، پانی، صاف ستھرے ماحول اور ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بنانا، زرعی اصلاحات کو عملاً نافذ کرنا، ناجائز قابضین سے زمین لے کر حقداروں میں تقسیم کرنا، رشوت ستانی اور کرپشن کا خاتمہ، احتساب کے عمل کا موثر آغاز، بے روزگاروں کو روزگار دینا، سود کی لعنت کا خاتمہ، زرعی دواؤں اور کھاد کی قیمت میں کمی اور کچی آبادیوں کے مکینوں سہولتوں کی فراہمی پروگرام کے اہم نکات ہیں۔ بابا، بی بی اور بابو کے بغیر نظام لانا ہوگا۔ فرنٹ "نئی قیادت لاؤ، ملک بچاؤ" مہم شروع کرے گا۔ مقامی سطح پر نیک نام اُمیدواروں سے ایڈجسٹمنٹ ہو سکتی ہے۔

5 اگست کو قاضی صاحب نے سرگودھا میں کہا کہ ہم نے فرنٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ قوم ملک کو سازشوں سے بچانے کے لیے فرنٹ کا ساتھ دے۔ نواز شریف کا دور ترقی کا نہیں بلکہ تنزلی کا دور تھا۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی سے ہمارا اتحاد نہیں ہو سکتا۔

7 اگست کو قاضی صاحب نے سیالکوٹ میں کہا کہ نواز شریف نے اقتدار میں آکر اسلام کو خیرباد کہہ دیا۔ آئی۔ جے۔ آئی کے منشور پر عمل کرنے، اسلامی نظام نافذ کرنے اور سود کا خاتمہ کرنے کے اپنے وعدوں سے منحرف ہوگئے۔

9 اگست کو قاضی صاحب نے لاہور میں کہا کہ سابق حکمرانوں نے قومی مفادات کے لیے کچھ نہیں کیا۔ نواز شریف اور بے نظیر کے پاس کوئی پروگرام نہیں۔ نواز شریف نے اپنے سیاسی مستقبل سے مایوس ہو کر پنجاب کارڈ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ ولی خاں، بزنجو اور الطاف گروپ کے اتحادی بن گئے ہیں جس سے علیحدگی پسندوں کو تقویت ملے گی۔ بے نظیر سیکولر نظریات کا پرچار کر کے اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ قرار دے رہی ہیں۔ ہم نے ایسی حکمت عملی تیار کی ہے جس سے وقتی کے بجائے بحران کا مستقل خاتمہ ہو جائے گا۔ ہمارے کارکن یک سو ہیں۔ وہ بڑی اور چھوٹی برائی کے چکر سے نکل آئے ہیں۔

11 اگست کو قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف پیپلز پارٹی کے فطری حلیف ہیں۔ کشمیر، ایٹمی پروگرام اور امریکہ کی غلامی میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے قوم فرنٹ کا ساتھ دے۔

12 اگست کو اسلامک فرنٹ اور اسلامی جمہوری محاذ کے درمیان نشستوں کی تقسیم کے بارے میں مفاہمت کے لیے کراچی میں بات چیت کا پھر آغاز ہوگیا۔

فرنٹ کا پہلا جلسہ عام

13 اگست کو نشتر پارک کراچی میں فرنٹ کے پہلے عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی پورے عالم اسلام کا دھڑکتا ہوا دل ہے۔ کراچی پُرامن اور خوشحال ہو گا تو ہمارے خطے میں خوشحالی آئے گی۔ ہم نے تحریکیں چلائیں ہیں۔ ہمیں ان کا تجربہ ہے۔ اپنی انتخابی مہم چلانے کے لیے دو مہینے کی مدت ہمارے لیے کافی ہے۔ انہوں نے لوگوں سے عہد لیا کہ وہ اسلامی انقلاب برپا کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر ایک مہینے میں اسلامی انقلاب برپا کریں گے۔ ہم 14 اگست 1993ء کو انگریز کی باقیات اور سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام سے نجات حاصل کر کے ایک نئے طریقے سے یوم آزادی منانا چاہتے ہیں۔ میں ظالمانہ نظام کو چیلنج کروں گا۔ پولیس اور انتظامیہ کا دماغ درست کر دیں گے۔ محنت کش آج سے پولیس کو بھتہ دینا بند کر دیں۔ کشمیریوں کی مدد پاکستان کا فرض ہے، دہشت گردی نہیں۔ نواز شریف اور بے نظیر نے اس معاملہ میں سرد مہری برتی۔ ہمارے نوجوان بارہ ہزار فٹ پہاڑیوں کی چوٹیاں عبور کر کے کشمیر میں شہید ہوئے ہیں۔ ہم امریکہ کے دباؤ میں آ کر ایٹمی پروگرام اور کشمیر سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ نواز شریف اور بے نظیر آمرانہ نظام چاہتے ہیں۔ انہیں برسر اقتدار لایا گیا تو قومی اسمبلی چھ ماہ سے زائد نہیں چل سکے گی۔ بے نظیر، آصف زرداری، نواز شریف، چوہدری شجاعت اور دیگر افراد نے اربوں روپے کے قرضے معاف کرا لیے۔ ہم اُن میں سے ایک ایک پائی وصول کریں گے۔ نواز شریف اپنی نااہلی کا اعتراف کرتے ہوئے آئندہ انتخابات میں اپنی کامیابی کا خواب دیکھنا چھوڑ دیں۔ اگر وہ واقعی پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو اسلامک فرنٹ کی قیادت تلے آ جائیں۔ ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے۔ متحدہ دینی محاذ سے ہمارا معاہدہ ہو گیا ہے۔ اس اتحاد میں ہم مولانا نورانی اور مولانا فضل الرحمٰن کو بھی ملائیں گے بشرطیکہ وہ پیپلز پارٹی کا ساتھ چھوڑ کر آئیں۔

قاضی حسین احمد کی گرفتاری

14 اگست کو قاضی صاحب ہزاروں افراد کے ہمراہ لاہور کے مضافاتی علاقے بھیسن میں سابق رکن صوبائی اسمبلی محمد اکرم بٹ اور اُس کے ساتھیوں کے مظالم کا نشانہ بننے کے بعد گاؤں بدر کے جانے والے بارہ خاندانوں کو اُن کے گھروں میں دوبارہ آباد کرانے کے لیے وہاں جانا چاہتے تھے کہ پولیس نے رکاوٹیں کھڑی کر کے جلوس کا راستہ روک دیا اور قاضی صاحب، لیاقت بلوچ، میاں محمد عثمان، پاسبان کے صدر محمد علی درانی میجر جنرل (ر) تجمل حسین ملک اور مولانا عبدالمالک سمیت تقریباً دو سو افراد کو گرفتار کر لیا۔ سات گھنٹے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ رہائی

کے بعد قاضی صاحب ہزاروں افراد کے جلوس کے ہمراہ دوبارہ بھیسن گئے اور مظلوم خاندانوں کو اُن کے گھروں میں دوبارہ آباد کر دیا۔ فرط جذبات سے لوگ رو پڑے۔ اس موقع پر قاضی صاحب نے کہا کہ غریبوں اور مظلوموں کی حمایت کے لیے میں نے اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا ہے۔ میری آرزو ہے کہ کسی ظالم کی گولی میرے سینے میں لگے اور میرے خون سے یہ ملک گل و گلزار ہو جائے اور اسلامی نقلاب کا راستہ ہموار ہو۔ کراچی سے خیبر تک ظلم کے خاتمہ کا وقت قریب ہے۔ نگران وزیراعظم نے قاضی صاحب سے معذرت کی اور کہا کہ گرفتاری کا واقعہ نہ ہوتا تو اچھا تھا۔

22 اگست کو ٹنڈو بہاؤ الدین میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ امپورٹڈ وزیراعظم کو نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے قبول کیا تھا۔ کل تک ولی ببرک اور ولی نجیب بھائی بھائی کے نعرے لگتے تھے اور آج ولی نواز بھائی بھائی کے نعرے لگ رہے ہیں۔ امریکہ پاکستان میں مستحکم حکومت کا قیام نہیں چاہتا۔ غریب آدمی کے لیے دو وقت کی روٹی کا حصول بھی مشکل بنا دیا گیا ہے۔ عوام نے فرنٹ کو کامیاب بنایا تو ہم اُنھیں ظلم کے خاتمے، باعزت روزگار اور کشمیر کی آزادی کے تحفے دیں گے۔ پاکستان میں الجزائر جیسے حالات نہیں۔ انتخابات کے بعد فوج ہمارا ساتھ دے گی۔

23 اگست کو اسلام آباد میں اعلان کیا گیا کہ اسلامک فرنٹ اور جمہوری محاذ کے درمیان طے پا گیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف امیدوار کھڑے نہیں کریں گے۔ محاذ آرائی سے گریز کیا جائے گا۔ اسمبلی میں بھی تعاون جاری رہے گا۔

29 اگست کو قاضی صاحب نے مردان میں کہا کہ ہمارا دامن بدعنوانیوں سے پاک ہے۔ ہم نعرہ بازی کے بجائے عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ قوم بے نظیر اور نواز شریف کے اقتدار کا عذاب جھیل چکی ہے۔ عوام قرضوں کی سیاست کرنے والوں کو ناکام بنا دیں گے۔ اسلامک فرنٹ ہی اب قوم کی امیدوں کو مرکز ہے۔ 29 اگست کو قاضی صاحب نے لاہور میں کہا کہ اگر حکومت نے 2 ستمبر تک اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ واپس نہ لیا تو 2 ستمبر سے ملک گیر احتجاج شروع کیا جائے گا۔

کور کمانڈر سے ملاقات

8 اگست کو سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک وفد نے کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل محمد نصیر اختر سے کور کمانڈر ہیڈ کوارٹرز میں ملاقات کی۔ آپریشن کلین اپ شروع ہونے کے بعد گزشتہ ایک سال میں دونوں کے درمیان یہ پہلا براہ راست رابطہ تھا۔ وفد نے ملاقات کے دوران سندھ کی صورت حال پر اپنی تجاویز پیش کیں۔ عسکری ذرائع نے بتایا کہ

دونوں کے درمیان بداعتمادی کے خاتمے کی یہ ابتدائی کڑی ہے۔

سندھ کے نگران وزیر اعلیٰ علی مدد شاہ نے اسلام آباد میں جنرل وحید سے ملاقات کر کے آپریشن کلین اپ کے بارے میں بات چیت کی۔ انہوں نے نگران وزیراعظم سے بھی ملاقات کر کے درخواست کی کہ فوج کو سندھ سے واپس نہ بلایا جائے۔

15 اگست کو سینیٹر اشتیاق اظہر، آفتاب شیخ اور شعیب بخاری پر مشتمل ایم۔ کیو۔ ایم کے تین رکنی وفد نے جنرل نصیر اختر سے دوسری مرتبہ ملاقات کر کے امن و امان برقرار رکھنے کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ اسی دن وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ مجھے پاکستان واپس آنے کی اجازت ملنا چاہئے۔ جبر، اسلحہ اور فوج کے ذریعے لوگوں کے نظریات تبدیل نہیں کئے جا سکتے۔ ہم انتخابات میں بھرپور حصہ لیں گے۔ ابھی ہمارا کسی سے انتخابی اتحاد نہیں ہوا ہے۔

19 اگست کو حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد نے کہا کہ نگران حکومت نے اہم آسامیوں سے مہاجروں کو ہٹا دیا ہے۔ جس کے خلاف ہم احتجاجی تحریک شروع کریں گے۔ ہم انتخابات میں حصہ لیں گے لیکن ہم الطاف حسین کے ساتھ نہیں مل سکتے۔

پہلا انتخابی جلسہ

20 اگست کو 14 ماہ بعد جناح گراؤنڈ میں، ایم۔ کیو۔ ایم نے اپنے پہلے انتخابی جلسہ میں اپنی بھرپور قوت کا مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ طویل آپریشن کلین اپ کے باوجود اُس کی حمایت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اس موقع پر اپنے ریکارڈ شدہ پیغام میں الطاف حسین نے کہا کہ ہم جمہوریت، قانون اور انصاف کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم امن پسند جماعت ہے۔ فوج کا ہم دل سے احترام کرتے ہیں۔ ہمارے خلاف آپریشن ختم کیا جائے۔ جلسہ میں مطالبہ کیا گیا کہ الطاف حسین سمیت تمام رہنماؤں اور کارکنوں پر قائم مقدمات واپس لیے جائیں۔ اسلحہ کے منسوخ لائسنس بحال کئے جائیں، محصورین کو واپس لایا جائے اور ایم۔ کیو۔ ایم پر غیر اعلانیہ پابندی ختم کی جائے۔ سرکاری رپورٹوں کے مطابق الطاف حسین کے خلاف 35 سے زائد مقدمات درج ہیں۔ 28 اگست کو الطاف حسین نے کہا کہ پاکستان واپس جانے کے لیے میں اپنے ساتھیوں کے سگنل کا منتظر ہوں۔ اُن کا اصرار ہے کہ موجودہ حالات میں میرا واپس آنا مناسب نہیں۔ سندھ کے گورنر حکیم سعید نے کہا کہ الطاف حسین نے مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ الیکشن سے قبل پاکستان واپس نہیں آئیں گے تاکہ حالات خراب نہ ہوں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو انتخابات میں بھرپور حصہ لینا چاہئے۔ اس کے لیے انہیں مناسب مواقع دیئے جائیں گے۔

نیشنل پیپلز پارٹی

22 اگست کو این۔ پی۔ پی کے سربراہ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے ہم سے جو وعدے کیے تھے، اُن سے وہ اب مکر گئی ہے۔ اس لیے ہم پی۔ پی کے ساتھ اپنا اتحاد ختم کر رہے ہیں۔ اب سندھ میں ہم اُس کے خلاف ون۔ ٹو۔ ون امیدوار کھڑے کریں گے۔ پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنے کے لیے نواز شریف کے ساتھ بھی اتحاد ہو سکتا ہے۔ ہم پیر پگارا سمیت انتخابی اتحاد کے لیے پیپلز پارٹی کے مخالف قوتوں سے رابطہ کریں گے۔ پیپلز پارٹی نے اپنا عہد پورا نہیں کیا۔ میں اپنے بیٹوں کو بھی وصیت کر جاؤں گا کہ پیپلز پارٹی پر کبھی اعتماد نہ کرنا۔

اسلامی جمہوری محاذ

7 اگست کو محاذ کے سربراہ مولانا نورانی نے کہا کہ انتخابات میں رحمانی اور شیطانی قوتوں کے درمیان مقابلہ ہوگا۔ مغربی اور استعماری قوتیں دینی جماعتوں کے اتحاد میں اپنا سازشی کردار ادا کر رہی ہے۔ 15 اگست کو جیوے پاکستان کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ عوام نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ یہ دونوں امریکی نمائندے ہیں۔ نواز شریف نے کراچی اور حیدر آباد میں نفرت پیدا کی۔ اُن کا وقت ختم ہو چکا اب وہ دوبارہ بر سر اقتدار نہیں آسکتے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے مانسہرہ میں کہا کہ جمہوری محاذ موثر قوت بن کر ابھرے گا۔ دینی جماعتوں کو ایک دوسرے کے خلاف اُمیدوار کھڑے کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ روایتی چہرے دوبارہ منتخب ہوگئے تو بحران جاری رہے گا۔

فنکشنل مسلم لیگ

11 اگست کو پیر پگارا نے اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہم محض خانہ پری کے لیے الیکشن لڑ رہے ہیں۔ انتخابات سے مسائل کم نہیں ہوں گے بلکہ بڑھ جائیں گے۔ ماضی میں جیالوں کا ساتھ فرشتوں نے دیا تھا۔ اب سندھ میں وفاقی اور صوبائی حکومتیں اور الیکشن کمیشن پیپلز پارٹی کی حمایت کر رہے ہیں۔ آئندہ اُس مسلم لیگ کی حکومت ہوگی جس کا میں ممبر ہوں گا۔
16 اگست کو نواز شریف نے سید غوث علی شاہ، عبدالستار لالیکا اور غلام حیدر وائیں کے ہمراہ پیر پگارا سے ملاقات کر کے انتخابی اتحاد کے بارے میں مذاکرات کیے۔ پیر پگارا نے کہا کہ ہماری کوشش ہوگی کہ پیپلز پارٹی سے ون ٹو ون مقابلہ ہوا۔ ملک میں پیپلز پارٹی کا کوئی مستقبل نہیں۔

مرزا اسلم بیگ کی سیاست میں آمد

21 اگست کو اسلام آباد میں ایک ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بری فوج کے سابق سربراہ مرزا اسلم بیگ نے عملی سیاست میں حصہ لینے کا باقاعدہ اعلان کرتے ہوئے کہا کہ میں نظریہ اور تحریک پاکستان کو بنیاد بنا کر ملک کی حقیقی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی نظام کا نفاذ ناگزیر ہے۔ ہم انتخابات میں ہم خیال اُمیدواروں کی حمایت کریں گے۔ امریکہ سے بلاوجہ ٹکر لینا مناسب نہیں۔ دنیا کا کوئی ملک امریکہ کو چیلنج نہیں کر سکتا۔

میر مرتضیٰ بھٹو کی واپسی

7 اگست کو پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بیگم نصرت بھٹو نے لندن سے کراچی پہنچنے پر کہا کہ مرتضیٰ بھٹو پاکستان واپس آ کر صوبائی اسمبلی کی 14 نشستوں سے انتخاب لڑیں گے۔ اُن کی انتخابی مہم میں خود چلاؤں گی۔ بے نظیر اور مرتضیٰ کو باہم لڑانے کی سازش کامیاب نہیں ہوگی۔ مرتضیٰ اور زرداری دونوں میرے بیٹے ہیں۔ مرتضیٰ پیپلز پارٹی کو مضبوط بنائیں گے۔ نواز شریف کو اپنی شکست کا یقین ہو چکا ہے۔

8 اگست کو نصرت بھٹو نے اسلام آباد میں کہا کہ میں مرتضیٰ کی حامی ہوں۔ بے نظیر اپنے بھائی کی واپسی کے معاملہ کو ٹال رہی ہیں۔ اُن کے اس بیان سے سندھ کی سیاسی فضا میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ آصف زرداری کے سندھ کا وزیر اعلیٰ بننے کا منصوبہ ناکام ہوتا نظر آنے لگا۔ لاہور میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے مرتضیٰ کے حق میں نعرے لگائے لیکن بیگم نصرت بھٹو نے کہا کہ مرتضیٰ کا نام لے کر پارٹی میں انتشار پھیلانے والے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

10 اگست کو مرتضیٰ بھٹو نے دمشق سے فون پر اپنے ایک دوست سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ایک خاص مقام سے میرے خلاف پروپیگنڈہ کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں میں الیکشن میں حصہ نہ لوں۔ میں نے انتخابات میں بھرپور حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ پیپلز پارٹی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے ہاتھوں یرغمال بن چکی ہے۔ وہ اپنے کام سے کام رکھے اور مجھے اپنی سیاست کرنے دے۔ میرا واپسی کا فیصلہ اٹل ہے۔ خواہ ایک اور بھٹو کو پھانسی لگ جائے۔ میرے دہشت گرد یا حریت پسند ہونے کا فیصلہ عوام کریں گے۔ بے نظیر سے میرے اختلافات ہیں، لیکن پیپلز پارٹی کو ہائی جیک کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ میر مرتضیٰ کا پیپلز پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ ان سیاسی نظریات مختلف ہیں۔ وہ اگر پاکستان کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اسلحہ کی سیاست ترک کر کے پُرامن سیاست

کرنا ہوگی۔ وہ اگر بھائی کی حیثیت سے پاکستان آئیں گے تو مجھے سے زیادہ اور کس کو خوشی ہوسکتی ہے۔ اُنہیں اپنے اوپر لگائے الزمات کو دور کرنا ہوگا۔ میرا مقابلہ مرتضیٰ سے نہیں بلکہ ضیاء کی باقیات سے ہے۔ الذوالفقار تنظیم کی تشکیل کے بعد ہمارے اور ان کے راستے جُدا ہوگئے ہیں۔ وہ اگر پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کریں تو مجھے خوشی ہوگی۔ نصرت بھٹو نے کہا کہ مرتضیٰ کا الذوالفقار تنظیم سے کوئی تعلق نہیں۔

15 اگست کو بیگم نصرت بھٹو نے اسلام آباد میں قائم مقام صدر وسیم سجاد اور جنرل وحید سے ملاقاتیں کر کے مرتضیٰ کو عام معافی دینے کی استدعا کی۔ جنرل وحید نے کہا کہ فوج کا مرتضیٰ کے خلاف مقدمات سے کوئی تعلق نہیں۔ وزیر اعظم فیصلے میں بااختیار ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں نگران وزیراعظم سے بھی بات کی۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ مرتضیٰ اپنی بہن کا دایاں بازو بننے کے لیے پاکستان آ رہا ہے۔ بہن بھائی کے درمیان اختلافات کی خبریں بے بنیاد ہیں۔

وائس آف امریکہ نے کہا کہ مرتضیٰ کی واپسی بھٹو خاندان میں شکست و ریخت کی علامت ہے۔ اس بارے میں نصرت بھٹو اور بے نظیر میں شدید اختلافات ہیں۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ مرتضیٰ کی واپسی کے لیے حکام سے مذاکرات چل رہے ہیں۔ اُن کو عام معافی دے دی جائے گی۔ بعض ذرائع نے کہا کہ زیادہ تر نشستوں پر پیپلز پارٹی اور میر مرتضیٰ کے اُمیدوں کے درمیان براہ راست مقابلہ ہوگا۔

17 اگست کو عبدالحفیظ پیرزادہ نے کہا کہ میر مرتضیٰ نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ سزا غیر حاضری کی وجہ سے ملی۔ جس عدالت نے سزا دی ہے، وہ اُسے کالعدم بھی کر سکتی ہے۔ اُن کا مقدمہ لڑنے کے لیے مجھ سے کہا گیا تو میں انکار نہیں کروں گا۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ مرتضیٰ بھٹو عنقریب پاکستان آنے والے ہیں۔ ممتاز بھٹو نے کہا کہ مرتضیٰ کی انتخابی مہم کے لیے میں خود کام کروں گا۔

21 اگست کو بیگم بھٹو نے لاڑکانہ میں مرتضیٰ کا شناختی کارڈ وصول کر لیا۔ ووٹروں کی فہرست میں اُن کے نام کی درستگی کی درخواست دے دی گئی۔ المرتضیٰ کو اُن کا مرکزی الیکشن آفس قرار دے دیا گیا۔ مرتضیٰ کے کاغذات نامزدگی دستخطوں کے لیے دمشق روانہ کر دیئے گئے۔

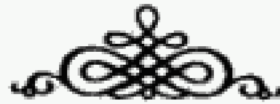
22 اگست کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ میں پیپلز پارٹی کے غلط اصولوں کے خلاف ہوں۔ میں انتخابات سے قبل پاکستان جا کر قومی اور صوبائی اسمبلی کی متعدد نشستوں پر انتخابات میں حصہ لوں گا۔ ایک روزنامہ کو ٹیلی فون پر انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ بلاول ہاؤس سے میرے خلاف افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ بھٹو کی پارٹی کے اصل وارث عوام ہیں۔ اس پر کسی فرد واحد کی اجارہ داری نہیں ہونا چاہیے۔ شادی سے قبل آصف زرداری نے وعدہ کیا تھا کہ وہ پارٹی کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کریں

گے۔ سندھ کو بچانے کے لیے مسائل حل کرنا ہوں گے۔ پیسے کی گندی سیاست کا خاتمہ ضروری ہے۔

غنوئ بھٹو کی آمد

27 اگست کو صبح مرتضیٰ کی اہلیہ غنوئ بھٹو اپنے تین سالہ بیٹے ذوالفقار علی بھٹو جونیئر کے ہمراہ دمشق سے کراچی پہنچ گئیں۔ جہاں اُن کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ مرتضیٰ بھٹو نے قومی اسمبلی کی دو اور صوبائی اسمبلی کی چار نشستوں پر کاغذات نامزدگی داخل کرائے۔

29 اگست کو مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ اگر جام صادق، مصطفیٰ کھر اور پختون رہنماؤں کو معافی دی جاسکتی ہے تو مجھے کیوں نہیں دی جاسکتی۔ میں ہر حال میں پاکستان آؤں گا اور اپنی تمام نشستوں پر کامیاب ہو کر سندھ کا وزیراعلیٰ بنوں گا۔ سندھ کے گورنر حکیم سعید نے کہا کہ مرتضیٰ کو ابھی واپس نہیں آنا چاہئے۔ وہ واپس آئے تو اُنہیں مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا۔



باب 4

انتخابی سرگرمیاں

الیکشن پروگرام

5 اگست کو اپنے چار روزہ اجلاس کے بعد الیکشن کمیشن نے انتخابی پروگرام کا اعلان کر دیا۔ کمیشن کے سیکرٹری نے اخباری نمائندوں کو اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ قومی اسمبلی کے لیے اخراجات کی مد دس لاکھ اور صوبائی اسمبلی کے لیے چھ لاکھ روپے ہوگی۔ پولنگ صبح ساڑھے سات بجے سے شام ساڑھے پانچ بجے تک ہوگی۔ پولنگ اسٹیشنوں پر گنتی کا کام مکمل ہونے کے فوراً بعد نتائج کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جعلی ووٹروں کو موقع پر سزا سنائی جائے گی۔ الیکشن ڈیوٹی پر فوجی افسران کو سرسری سماعت کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ انتخابات عدلیہ کرائے گی۔ فوج کی نگران ٹیمیں پولنگ اسٹیشنوں کی اچانک چیکنگ کریں گے۔ شناختی کارڈ کی پابندی برقرار رہے گی۔ فلور کراسنگ ختم کرنے کے لیے آرڈی نینس نافذ کیا جائے گا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن کرانے، متناسب نمائندگی اور ایک ہی حلقہ سے انتخاب لڑنے کی تجاویز منظور نہیں کی گئیں۔ انتخابی مہم کے دوران بینرز، جہازی پوسٹرز، عوامی مقامات اور عمارتوں پر پارٹی پرچم آویزاں کرنے پر پابندی ہوگی۔

قائم مقام صدر وسیم سجاد نے کہا کہ فوج نے انتخابات کو منصفانہ بنانے کے لیے ایک جامع پروگرام مرتب کر لیا ہے۔ ڈیڑھ لاکھ فوجی الیکشن کے دوران فرائض انجام دیں گے۔ انتخابات ایک دن کے لیے بھی ملتوی نہیں کیے جائیں گے۔

بری فوج کے سربراہ جنرل وحید نے کہا کہ انتخابات کے انعقاد کو قومی فریضہ سمجھتے ہوئے خوشگوار فضا میں یقینی بنایا جائے گا۔ ہم داخلی اور خارجی خطرات سے عوام کو مکمل تحفظ فراہم

کریں گے۔ آئندہ حکومت اپنی پانچ سالہ آئینی مدت پوری کرے گی اور کسی بھی مرحلہ پر آئندہ وہ کردار ادا نہیں کرنا پڑے گا جس کی ادائیگی جون میں ناگزیر ہو گئی تھی۔ فوج نے سفارش کی کہ اہم سیاسی اُمور میں سیاسی جماعتوں کو اعتقاد میں لیا جائے۔ مقدمات اور منشیات کی تجارت میں ملوث افراد کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ آزاد سیاسی سرگرمیوں کے لیے سندھ میں فوج بیرکوں میں واپس جانا شروع ہو گئی۔ لیکن حکومت نے وضاحت کی کہ آپریشن کلین اپ جاری رہے گا۔ سندھ میں سول آرمڈ فورسز ذمہ داریاں سنبھال لیں گی۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ الیکشن کمیشن کی تحقیقاتی ٹیموں نے اندرون سندھ 20 ہزار سے زائد جعلی ووٹوں کا اندراج منسوخ کرایا ہے۔

آرڈی نینس کا اجرا

19 اگست کو صدر وسیم سجاد نے ایک آرڈی نینس جاری کر دیا جس کے تحت قومی اسمبلی کے اُمیدواروں کے لیے انتخابی اخراجات کی زیادہ سے زیادہ حد دس لاکھ روپے اور صوبائی اسمبلیوں کے اُمیدواروں کے لیے چھ لاکھ روپے مقرر کی گئی۔ آئندہ انتخابات میں حصہ لینے والے تمام اُمیدواروں کو اس بات کا بھی پابند بنایا گیا کہ وہ اپنے کاغذات نامزدگی کے ساتھ ایک ایسا حلف نامہ بھی داخل کریں کہ وہ خود اُن کی اہلیہ یا خاوند، یا اُن کے زیر کفالت افراد یا کوئی ایسا کاروبار جس میں اُن کے اکثریتی حصص ہوں، کسی بنک، مالیاتی ادارے یا کوآپریٹو سوسائٹی کے نادہندگان نہیں ہیں۔ نیز اگر کوئی قرضے معاف کرائے گئے ہوں تو حلف نامہ میں ان کی تفصیلات بھی ظاہر کی جائیں۔

شناختی کارڈ

پیپلز پارٹی نے شناختی کارڈ کی شرط کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا تھا، لیکن 21 اگست کو شناختی کارڈ کی پابندی کے خلاف حکم امتناعی جاری کرنے کی درخواست عدالت نے مسترد کر دی۔

انتخابی عمل کا آغاز

الیکشن کمیشن نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کے لیے کاغذات نامزدگی 23 اگست سے 29 اگست تک اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے 24 اگست سے 30 اگست تک وصول کئے جائیں گے۔ قومی اسمبلی کے انتخابات 6 اکتوبر اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 9 اکتوبر کو ہوں گے۔ الیکشن کمیشن نے سیاسی جماعتوں کے سڑکوں، گلیوں اور چوکوں پر جلسے کرنے یا ریلیاں منعقد کرنے پر

پابندی عائد کر دی۔ کوئی اُمیدوار کسی دوسرے کو کافر یا غدار نہیں کہے گا۔ اور نہ ہی جنس کی بنیاد پر پروپیگنڈہ کیا جائے گا۔ اُمیدواروں کا آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کی شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے۔ ان کی تلخیص درج ذیل ہے۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک صدارتی فرمان کے ذریعے 1985ء میں اس آرٹیکل میں ان شرائط کا اضافہ کر دیا:

وہ اچھے کریکٹر کا حامل ہو، امانت دار اور دیانت دار ہو۔ مصرفانہ زندگی بسر نہ کرتا ہوں۔ کسی اخلاقی جرم میں سزا یافتہ نہ ہو۔ جھوٹی گواہی دینے کا مرتکب نہ ہوا ہو اور یہ کہ وہ تشکیل پاکستان کے بعد ملکی سلامتی کے خلاف سرگرداں یا نظریہ پاکستان کی مخالفت کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ ان عومی شرائط کے علاوہ مسلم امیدواروں کے لیے یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی کی شہرت نہ رکھتا ہو۔ وہ اسلامی تعلیمات کا ضروری علم رکھتا ہو۔ اسلامی فرائض کا پابند ہو اور بڑے گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔

آرٹیکل63

اس آرٹیکل کے مطابق کوئی ایسا شخص پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہونے یا منتخب ہونے کے بعد اپنی رکنیت بحال رکھنے کا اہل نہیں ہوگا۔ اگر کسی مجاز عدالت کی طرف سے اُسے فاتر العقل قرار دیا گیا ہو۔ وہ غیر برات یافتہ دیوالیہ ہو۔ وہ پاکستان کا شہری نہ رہے یا کسی بیرونی ریاست کی شہریت حاصل کر لے یا سرکاری ملازمت میں ہو۔ مذکورہ صدارتی فرمان کے ذریعے اس میں یہ اضافہ کیا گیا۔

وہ ایسے خیالات پھیلا رہا ہو یا ایسے کام کر رہا ہو جو پاکستان کے نظریہ سلامتی اور سالمیت کے خلاف ہوں۔ جو اچھے اخلاق، امن عامہ اور عدلیہ کی آزادی کے خلاف ہوں یا جو عدلیہ یا افواج پاکستان کی نیک نامی کو متاثر کرتے ہوں۔ جو ایسے جرم کا ارتکاب کر چکا ہو جو چیف الیکشن کمشنر کی رائے میں اخلاقی بے راہ روی کی تعریف میں آتا ہوں۔ جسے کم از کم دو سال کی سزا سنائی جا چکی ہو اور اُس کی رہائی پر پانچ سال کا عرصہ نہ بیت چکا ہو۔ جسے سرکاری ملازمت سے بدعنوانی کے باعث برطرف کیا گیا ہو اور برطرفی پر پانچ سال مکمل نہ ہوئے ہوں۔ جسے سرکاری ملازمت سے علیحدہ یا جبری طور پر ریٹائر کیا گیا ہو اور اُس کی علیحدگی یا برطرفی پر تین سال نہ گزرے ہوں۔

مسلمان نمائندوں کی اہلیت کے بارے میں اسلامی احکامات اور تعلیمات پر کاربند ہونے، فرائض کی پابندی کرنے اور کبیرہ گناہوں سے بچنے سے متعلق جو اضافے کئے گئے ہیں، نہ تو اُن کو معروف آئینی زبان میں درج کیا گیا ہے اور نہ ہی متعلقہ قوانین میں کوئی ایسی تبدیلی کی گئی جو

ان پر عملدرآمد کو یقینی بنا سکے۔ انہیں ریٹرننگ آفیسر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا جہاں کسی نمائندے کو مطلوبہ معیار پر پورا نہ اُترنے کو ثابت کر کے نااہل قرار دلوانا تقریباً امر محال ہے۔ ان اضافوں کا مقصد ان پر عمل کرانے کو یقینی بنانے سے زیادہ حکومت کی جانب سے ایک نیک خواہش کا اظہار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ 1985ء میں ان اضافوں کے بعد جتنے انتخابات ہوئے ہیں، آرٹیکل 62 اور 63 کی اضافی شرائط پر عمل نہیں ہوا۔

29 اگست کو صوبہ سرحد کی حکومت نے پارلیمنٹ کے سابق تین مجران حاجی ایوب آفریدی، حاجی نذر گل اور حاجی کریم سمیت بارہ افراد کو منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کے باعث انتخابات میں حصہ لینے کا نااہل قرار دے دیا۔ امریکی حکومت نے آفریدی کو امریکہ روانہ کرنے کا مطالبہ کر دیا تاکہ اُن پر وہاں مقدمہ چلایا جا سکے۔ پیر 30 اگست کو انتخابات کا پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے کاغذات نامزدگی داخل کرا دیئے گئے۔ ان کی جانچ پڑتال کے بعد اُمیدواروں کی آخری فہرستیں وسط ستمبر میں جاری کی جائیں گی۔

بدامنی کے واقعات

اگست کی پہلی تاریخ ہی کو مزار قائد کے قریب کار سواروں کی فائرنگ سے چار افراد ہلاک اور ایک پولیس افسر سمیت دو شدید زخمی ہوگئے۔ پولیس کی موجودگی میں جو کھڑی تماشا دیکھتی رہی، حملہ آور فرار ہوگئے۔ ہلاک شدگان کا تعلق حقیقی سے بتایا گیا ہے۔ 3 اگست کو لاہور ہائی کورٹ، ریلوے کے دفتر اور رینجرز کے ہیڈ کوارٹرز میں دس دس منٹ کے وقفے سے بموں کے دھماکے ہوئے۔ روسی ساخت کے بموں کو ریموٹ کنٹرول سے داغا گیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ بموں کے ان دھماکوں میں ایک پڑوسی ملک ملوث ہے، یہ بدامنی پھیلا کر اور بحران پیدا کر کے انتخابات کا التواء چاہتا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف مایوس ہو کر یہ کارروائیاں کروا رہے ہیں کیونکہ اکتوبر کے الیکشن میں شکست اُن کا مقدر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ الیکشن نہ ہو سکیں۔ نواز شریف نے کہا کہ عوام ملک اور جمہوریت کے دشمنوں کو اچھی طرح پہچان چکے ہیں۔ بموں کے دھماکے کرا کے وہ کھل کر سامنے آگئے۔ انہیں عوام کے غیظ و غضب کا نشانہ بننا پڑے گا۔

31 اگست کو لاہور کے بارونق علاقے چوبرجی کے قریب عید میلاد النبی کے روز نماز فجر کے وقت جامع مسجد احسان میں نماز کی ادائیگی کے بعد دعا مانگتے ہوئے نمازیوں پر نامعلوم ملزمان نے کلاشنکوف سے اندھا دھند فائرنگ کر کے امام مسجد حافظ قاری محمد شیر اور جنرل ضیاء الحق کے بھانجے حاجی عبدالرزاق سمیت 9 نمازیوں کو شہید اور 20 کو زخمی کر دیا۔ دہشت گرد واردات کے بعد موٹر سائیکل پر فرار ہوگئے۔ اسی روز کراچی میں بھی جامع مسجد باب الرحمت، دفتر ختم

نبوت، جامعہ العلوم نبوری ٹاؤن اور سبیل والی مسجد پر بھی حملے کئے گئے۔

نگران وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ افراتفری پھیلانے، انتشار پیدا کرنے اور ریلوے نظام کو درہم برہم کرنے، نگران حکومت کے تعمیراتی اقدامات کو سبوتاژ کرنے کی غرض سے غیر ملکی ایجنٹ ملک میں داخل ہوگئے۔ تخریب کاروں اور دہشت گردوں سے آہنی ہاتھ سے نمٹا جائے گا۔ میں مجرموں کو عبرت ناک سزائیں دوں گا۔

ستمبر1993ء انتخابی مہم کی گہما گہمی کا مہینہ تھا۔ اس مہینہ کے وسط تک کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال، ان کے منظور یا مسترد ہونے کے خلاف اپیلیں اور کاغذات نامزدگی واپس لینے کے مراحل سے گزر کر قومی اسمبلی کے لئے امیدواروں کی آخری فہرست 14 ستمبر کو اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے امیدواروں کی آخری فہرست 15 ستمبر کو شائع ہوگئی۔ انتخابات میں حصہ لینے والی جماعتیں اور افراد پوری طرح اپنی مہم میں سرگرم عمل ہوگئے۔

پاکستان مسلم لیگ

2 ستمبر لاہور میں جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بی بی بابا گھ جوڑ نے ملک کا خزانہ خالی کردیا۔ بڑے نادہندگان میں پیپلز پارٹی کی قیادت سرفہرست ہے۔ بے نظیر سب سے زیادہ بے اصول سیاست دان ہیں۔

3 ستمبر کو ایک سعودی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں کہ بے نظیر کے تعلقات یہودی لابی کے ساتھ ہیں۔ ہم پھر اقتدار میں آئیں گے۔ مسلم لیگ اپنا صدارتی امیدوار نامزد کرے گی۔ میں سب کچھ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کر رہا ہوں۔

صوبہ سندھ میں مہم

4 ستمبر کو نواز شریف نے دادو سے سندھ میں اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا۔ مونجو دڑو ایئر پورٹ پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ لوگ "میرا ساتھی، تیرا ساتھی نواز شریف" اور "امن کس نے بحال کیا، نواز شریف نے" کے نعرے لگا رہے تھے۔ دادو میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمیں عوامی تائید حاصل ہے۔ ہم مرکز اور چاروں صوبوں میں اپنی حکومتیں بنائیں گے۔ بے نظیر حکومت کرنے کی اہل نہیں۔ عبدالحمید جتوئی نے اپنے آبائی گاؤں میں نواز شریف کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔ اس موقع پر حمید جتوئی اپنے بیٹوں لیاقت جتوئی اور اعجاز جتوئی اور ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔

خواتین یونیورسٹی

9 ستمبر کو کراچی میں خواتین کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہم کراچی میں خواتین یونیورسٹی اور گرلز کالج قائم کریں گے۔ روزگار، قرضوں اور ییلو کیب میں خواتین کا کوٹہ مقرر کیا جائے گا۔

10 ستمبر کو بدین اور سکھر میں نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے روٹی، کپڑا، مکان کا نعرہ لگا کر عوام کو گولی، کفن اور جیل کے تحفے دیئے۔ بے نظیر عوام کو بھیڑ بکریاں سمجھتی ہیں لیکن ان کی حفاظت کے لئے اب شیر میدان میں آگیا ہے۔ ہم بدین میں آئل ریفائنری قائم کریں گے۔ 90ء میں عوام نے بے نظیر کو اقتدار سے نکالا تھا۔ اور 6 اکتوبر کو ہم انہیں سیاست سے نکال دیں گے۔

دو تہائی اکثریت ہمیں ملی تو عوام جو کہیں گے ہم انہیں دیں گے۔ مجھے وزیراعظم بننے کا شوق نہیں۔ اگر دو تہائی اکثریت نہ ملی تو سوچوں گا کہ وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالوں یا نہیں۔

11 ستمبر کو نواز شریف نے میرپور خاص میں کہا کہ ایم کیو ایم کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کا پورا حق ملنا چاہئے۔ اے این پی اور اس کے قائدین محب وطن ہیں۔

بیگم عابدہ کی اپیل مسترد

عابدہ حسین اپریل 93ء تک امریکہ میں پاکستانی سفیر کے عہدہ پر کام کر رہی تھیں۔ جھنگ سے قومی اسمبلی کے لئے ان کے کاغذات نامزدگی ریٹرننگ آفیسر اور الیکشن ٹربونل نے اس بنیاد پر مسترد کر دیئے تھے کہ سرکاری ملازمت کو ترک کئے ہوئے ابھی دو سال کا عرصہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ بیگم عابدہ نے اس فیصلہ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جو لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ نے مسترد کر دی۔ مسلم لیگ نے جھنگ سے ان کی والدہ بیگم کشور عابدہ حسین کو پارٹی ٹکٹ جاری کر دیا۔

19 ستمبر کو نواز شریف نے مری میں کہا کہ پیپلز پارٹی کی فرعونیت کے خاتمہ کرنے کے لئے نواز شریف میدان میں اترا ہے۔ پیپلز پارٹی اقتدار میں آکر ساری روٹیاں خود کھا گئی۔ جن غریبوں کو اس کے دور حکومت میں بولنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ وہ آج 16,16 ایکڑ زمین کے مالک ہیں۔ تمام لوٹے بے نظیر کی پارٹی میں جا رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی پھل دار نہیں بلکہ ایک دیمک زدہ درخت ہے۔ یہ اس کے آخری الیکشن ہوں گے۔ اسے اپنے گھر کی لڑائیوں سے فرصت نہیں۔

20 ستمبر کو بہاولپور میں کہا کہ بے نظیر آنکھیں کھول کر دیکھیں اب پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان نواز شریف کا ہے۔ عوام کا یہ جم غفیر اس بات کی دلیل ہے کہ عوام نے ہمارے حق میں

فیصلہ دے دیا ہے۔ فتح مسلم لیگ کی ہوگی۔ 21 ستمبر کو فورٹ عباس، ساہیوال اور چشتیاں میں جلوس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام اسلام کے نام پر ووٹ مانگنے والوں سے ہوشیار رہیں۔ یہودی لابی اسلامی ووٹ تقسیم کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ قاضی حسین احمد اس جماعت کے امیر ہیں جس نے پاکستان بننے کی مخالفت کی۔ اب اسلامک فرنٹ پیپلز پارٹی سے مل کر ملک توڑنا چاہتا ہے۔

مسلم لیگ (جونیجو) گروپ

23 ستمبر کو چودھری شجاعت نے کہا کو جونیجو لیگ کے ساتھ ہمارا اصولی اختلاف ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے اتحاد کی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ 24 ستمبر کو جونیجو گروپ کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خاں نے کہا کہ نواز شریف نے مسلم لیگ کو دشمنوں کے ہاتھوں فروخت کر کے جونیجو کو غم سے مار دیا۔ نواز شریف مسلم لیگ کو تباہ کرنے کے بجائے اے این پی، جئے سندھ یا ایم کیو ایم میں شامل ہو جائیں۔

26 ستمبر کو نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ میں اسلام کے قلعہ کو مضبوط بنانے کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ مسلم لیگ اقتدار میں آ کر اسلامی نظام نافذ کرے گی۔ علماء کرام ملک دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنا دیں۔ اگر انتخابات میں ہمارے مخالفین کامیاب ہوگئے تو قاضی حسین احمد جیسی سوچ رکھنے والے علماء ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

26 ستمبر کو مجلس عمل علماء اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں منعقد ہونے والی علماء و مشائخ کانفرنس میں مسلم لیگ اور نواز شریف کی حمایت و تائید اور مسلم لیگی امیدواروں کا ساتھ دینے کا اعلان کیا گیا۔

27 ستمبر کو نواز شریف نے ایبٹ آباد میں کہا کہ بابا بی گڑھ جوڑ نے میرے خلاف نہیں بلکہ ملک کے خلاف سازش کی تھی۔ ان کا جرم ناقابل معافی ہے۔ ہم غلام اسحاق خاں کے خلاف خصوصی عدالت میں سازش کا مقدمہ چلائیں گے۔

غلام حیدر وائیں کا قتل

بدھ 29 ستمبر کو سابق وزیر اعلیٰ پنجاب، مسلم لیگ پنجاب کے صدر اور قومی اسمبلی کے امیدوار غلام حیدر وائیں کو میاں چنوں کے راستہ میں کلاشنکوف کا برسٹ مار کر قتل کر دیا گیا۔ وہ اپنی انتخابی مہم کے سلسلے میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ پجیرو جیپ میں سفر کر رہے تھے کہ صبح ساڑھے دس بجے ان کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی۔ وائیں موقع پر جاں بحق ہو گئے جبکہ ان

کے تین ساتھی اور ڈرائیور زخمی ہوگئے۔ 30 ستمبر کو میونسپل سٹیڈیم میاں چنوں میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نواز شریف، شہباز شریف اور پرویز الٰہی، مرحوم کی چارپائی سے لگ کر روتے رہے۔ آہوں اور سسکیوں کے ساتھ انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ وائیں کا قتل سیاسی ہے۔ جمہوریت دشمنوں کا مکروہ چہرہ سامنے آگیا۔ قاضی حسین احمد، بے نظیر، ولی خاں، چٹھہ، نصرت بھٹو، جتوئی، ساجد نقوی، الطاف حسین، فضل الرحمان اور دوسرے رہنماؤں نے ان کے قتل پر اظہار تعزیت کیا۔

قائم مقام وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ وائیں کے قتل کا مقصد انتخابی مہم کو سبوتاژ کرنا ہے۔ قاتلوں کو گرفتار کرکے فوری سماعت کی عدالت میں مقدمہ چلا کر انہیں عبرت ناک سزا دی جائے گی۔ الیکشن ملتوی نہیں ہوں گے۔ معین قریشی نے اپنا سعودی عرب کا دورہ منسوخ کردیا۔

قاضی جواب دیں

29 ستمبر کو روزنامہ "جنگ" لاہور کے صفحہ اول پر تین افراد کی جانب سے ایک بڑا اشتہار شائع کرایا گیا جس میں قاضی حسین پر نواز شریف سے اسلام کی خدمت کے لئے دس کروڑ روپے وصول کرنے اور مزید دس کروڑ طلب کرنے کا الزام لگایا گیا۔ اشتہار کی فوٹو کاپی مقابل کے صفحہ پر ہے۔ قاضی حسین نے مشتہرین پر دروغ گوئی اور ہتک عزت کا دعویٰ عدالت میں دائر کردیا۔ نواز شریف نے اس اشتہار سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف کرائے کے آدمیوں سے مجھ پر الزامات لگوا رہے ہیں اگر ان کے پاس میرے خلاف کوئی ایک ثبوت بھی موجود ہے تو اسے پیش کریں۔

کراچی کا جلسہ عام

30 ستمبر کو نشتر پارک کراچی میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک دشمنوں کے سرپرست اعلیٰ غلام اسحاق کی چھٹی ہوچکی ہے۔ میں اقتدار میں آوں یا نہ آوں پاکستان کے دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ بھارتی ایجنٹوں کا دور ہمیشہ کے لئے ختم کردوں گا۔ عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ مجھے وزارت عظمیٰ کا نہیں ملک کی خدمت کا شوق ہے۔ پاکستان کی امداد بے نظیر نے بند کرائی تھی۔ انہوں نے ایٹمی پروگرام کا تحفظ بھی نہیں کیا۔ میں تمام محصورین کو پاکستان واپس لاؤں گا۔ لیاری کو پیرس بنا دیں گے۔ ییلو کارڈ سکیم شروع ہوگی۔ نواز شریف کی جلسہ گاہ میں آمد پر سینکڑوں کبوتر اور غبارے فضا میں چھوڑے گئے۔ جلسہ

قاضی حسین احمد

جواب دیں

کیا یہ درست ہے کہ وزیرِاعظم نواز شریف نے آپ سے نفاذِ اسلام کے سلسلے میں مشورہ مانگا تو آپ نے کہا کہ دس کروڑ روپے کی رقم آپ کو دے دی جائے تاکہ اسلام کی خدمت کا فرض انجام دیں؟

کیا یہ درست ہے کہ نواز شریف نے آپ کو

100,000,000

روپے دے دیئے تھے؟

کیا یہ درست ہے کہ آپ نے اسلام کی خدمت کے نام پر دوبارہ بیس کروڑ روپے طلب کیے؟

کیا یہ درست ہے کہ آپ سے پہلے دیئے گئے دس کروڑ روپے کا حساب مانگا گیا تو آپ اور [illegible] کے ساتھی بگڑ گئے؟

پاکستان کے تمام وسائل کا قبضہ مانگنے سے پہلے

قوم سے ان 100,000,000 روپوں کا حساب دیں؟

اِن الزامات کو غلط ثابت کریں

یا

ملک کی جس عدالت میں چاہیں ہم پر مقدمہ چلائیں

محمد جمیل خان مدیر صوت الحق، توصیف احمد مجتبٰی سیکرٹری نشر و اشاعت

مولانا نیک محمد، سابق امیر جماعت اسلامی، ماڈل ٹاؤن

گاہ میں "شیر آگیا میدان میں، ہو جمالو" کے نعرے لگتے رہے۔

30 ستمبر کو "الیکشن آور" پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ 1947ء پاکستان بنانے کا وقت تھا تو آج پاکستان بچانے کا وقت ہے۔ ووٹ تقسیم ہوئے تو پاکستان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ میں سیاست کو سازش سے پاک کرنے اور سندھ کو بے نظیر کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے میدان میں آیا ہوں۔ ڈھائی ہزار افراد سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔ مسلم لیگ اقتدار میں آئے گی تو کراچی کے گھروں میں چراغ جلیں گے۔

نواز شریف نے رات و دن ایک کر کے اپنی انتخابی مہم چلائی۔ لیکن اب بھی ماضی کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے لئے ان کی جانب سے کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا گیا۔ انہوں نے اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ غور نہیں کیا کہ وہ کیا وجوہات تھیں جن کے باعث نومبر 90 میں دو تہائی کی اکثریت سے کامیابی حاصل کر کے مرکز اور صوبوں میں مضبوط حکومتیں قائم کرنے کے بعد وہ جولائی 93ء میں قومی اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس دینے پر مجبور ہوگئے۔ مسلم لیگ کو متحد رکھنے، اسے فعال بنانے اور منظم کرنے کے بجائے آخر کن حالات میں وہ پھر دھڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ اسلامی جمہوری اتحاد جس کے پلیٹ فارم سے وہ برسراقتدار آئے تھے، اس کا شیرازہ بکھیر کر اور اسلامی ووٹروں کو تقسیم کر کے انہوں نے کیا حاصل کیا۔ نومبر 90ء میں برسراقتدار آنے کے بعد انہوں نے یہ اعلان کرنا کیوں ضروری خیال کیا کہ وہ انتہا پرست اور قدامت پسند نہیں جبکہ اب وہ پھر اپنی الیکشن مہم میں اسلام کے شیدائی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ ٹکٹوں کی تقسیم کے مسئلہ پر مسلم لیگی حلقوں میں عدم اطمینان پایا جاتا ہے۔ نواز شریف کا یہ طرز عمل پیپلز پارٹی کو جو ان کے مطابق ہمیشہ کے لئے اپنی سیاسی موت مر چکی ہے۔ پھر ایک نئی زندگی فراہم کرنے کا سبب بن رہا ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی

یکم ستمبر کو بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں اپنے منشور کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہماری پارٹی اقتدار میں آ کر "ضلعی حکومت" کا نظام متعارف کرائے گی جس سے عوامی مسائل کے حل میں مدد ملے گی۔ نئے سوشل کنٹریکٹ کے نفاذ سے ملک میں جاگیرداری کا مکمل صفایا ہو جائے گا۔ زیر سماعت مقدمات کو جلد نمٹایا جائے گا۔ صدر، وزیراعظم اور پارلیمنٹ کے درمیان اختیارات کی تقسیم نو کی جائے گی۔ صدر سے اسمبلی توڑنے کا اختیار واپس لیا جائے گا۔ وفاق، صوبوں اور بلدیاتی اداروں کے درمیان اختیارات کا نیا توازن تخلیق کیا جائے گا۔ لسٹ سسٹم متعارف کرایا جائے گا۔ فلور کراسنگ پر اسمبلی کی رکنیت ختم کر دی جائے گی۔ ووٹ ڈالنے کے لئے شناختی کارڈ کی پابندی ختم کر دی جائے گی۔ سینٹ اور اسمبلیوں کی مدت کم کر کے چار سال

کر دی جائے گی۔ گورنروں کی تقرری وزیراعظم اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کے مشورہ سے کی جائے گی۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں اور گورنروں کی تقرری کے سلسلے میں صدر کا مشورہ لازمی نہیں ہوگا۔ ہر رکن اسمبلی کو اپنے اثاثوں کے گوشوارے پیش کرنا لازمی ہوں گے۔

5 ستمبر کو عمر کوٹ میں ایک بڑے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ سندھ ہمارا قلعہ ہے۔ ایک سو نواز شریف مل کر بھی اسے فتح نہیں کر سکتے۔ 6 اکتوبر کو لوٹوں پر تیروں کی بارش ہوگی۔ لوٹے اور لٹیرے تباہ ہو جائیں گے۔ ہم ٹھٹھہ میں بندرگاہیں بنائیں گے، کسانوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ عدالتیں قائم کی جائیں گے، ہمارا مقابلہ ضیاء کی باقیات سے ہے۔ صنعت کار، جاگیردار اور زمیندار پیپلز پارٹی کو شکست دینے کے لئے نواز شریف سے مل گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والے دن میں خواب دیکھ رہے ہیں۔ کوئی قوت ہمیں اقتدار میں آنے سے نہیں روک سکتی۔

کراچی کا جلسہ عام

10 ستمبر کو نشتر پارک میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں صنعتکاروں کو اغوا کر کے ان سے تاوان وصول کیا گیا۔ اسی شہر میں میجر کلیم کو اغوا کیا گیا۔ اسے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔ یہاں دہشت گردوں کے ہاتھوں کوئی بھی محفوظ نہ تھا۔ پہلے لوگ روزگار کے لئے کراچی آتے تھے اب جان بچانے کے لئے کراچی سے باہر جا رہے ہیں۔ کراچی ویران ہو چکا ہے۔ یہاں خون کی ہولی کھیلی گئی، کئی لوگوں کو ایم کیو ایم سے جذباتی لگاؤ ہے لیکن دوبار ووٹ دینے سے اس نے کراچی اور حیدر آباد کو کیا دیا۔ نواز شریف اور الطاف حسین نے اس شہر کو کچھ نہیں دیا۔ کراچی یتیم اور بیمار ہو چکا ہے۔ یہ شہر ایم کیو ایم، جماعت اسلامی یا نواز شریف کا نہیں پیپلز پارٹی کا ہے۔ کراچی زندہ رہے گا۔ ہم اس کی خوشیاں لوٹائیں گے، ہم سیاسی حل کے لئے اقدامات کریں گے۔ عوام ہمیں ووٹ دے کر قائد کے شہر منی پاکستان کو بچائیں، ہمارے نوجوانوں کو وفاقی سوچ رکھنے کی پاداش میں زندہ جلایا گیا، ہماری کامیابی مصیبتوں کی شکست ہوگی۔ میں کسی سے ڈرنے والی نہیں۔ بی بی عائشہ اور بی بی حدیجہ کی کنیز ہیں۔ پیپلز پارٹی کی کامیابی کا فیصلہ عرش پر ہو چکا ہے۔ ہم دو تہائی اکثریت حاصل کریں گے۔ پنجاب میں بھی نواز شریف کے خلاف حکومت قائم ہوگی۔ جلسہ "چاروں صوبوں کی زنجیر، بے نظیر، بے نظیر" کے پرجوش نعروں سے گونجتا رہا۔

جلسہ شروع ہونے سے قبل میر مرتضیٰ کے حامیوں نے ڈیڑھ گھنٹے تک سٹیج پر قبضہ جمائے رکھا۔ پولیس نے صورتحال پر قابو پایا۔ بے نظیر کی تقریر کے دوران کچھ لوگ میر مرتضیٰ کی ایک بڑی تصویر لے کر سٹیج کے سامنے آ گئے۔ بے نظیر نے اپنی تقریر روک کر کہا کہ یہ

تصویر سامنے سے ہٹاؤ۔ یہ تصویر ہماری نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنا علیحدہ جلسہ کریں لیکن لوگ آپ کو نہیں ملیں گے۔

پیر آف مانکی شریف کی حمایت

13 ستمبر کو جمیعت مشائخ اسلام کے صدر پیر آف مانکی شریف نے پیپلز پارٹی کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ اسلامک فرنٹ اور متحدہ دینی محاذ محض ووٹ حاصل کرنے کے لئے اسلام کا نام استعمال کر رہے ہیں۔

پیپلز پارٹی کی پہلی کامیابی

13 ستمبر کو پیپلز پارٹی کے امیدوار مخدوم محمد امین فہیم قومی اسمبلی کے حلقہ 167 سے بلا مقابلہ کامیاب قرار دے دیئے گئے۔ ان کے مقابلے میں مسلم لیگ (نواز) کے امیدوار سید شہاب دین شاہ حسینی، پیپلز پارٹی کے متبادل امیدوار میریار محمد اور ایم کیو ایم (الطاف حسین) کے امیدوار محمد انور اور محمد طفیل راجپوت اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے کر مقابلہ سے دستبردار ہوگئے۔ پیپلز پارٹی نے اسے اپنی تاریخی کامیابی قرار دیا۔

سندھ اسمبلی کے دو امیدوار مخدوم محمد امین فہیم اور نادر مگسی بھی بلامقابلہ کامیاب ہوگئے۔

15 ستمبر کو بے نظیر نے کہا کہ بیت المال کو ذاتی مصارف کے لئے استعمال کرنے والے اللہ کے بھی مجرم ہیں۔ نواز شریف پیپلز پارٹی کی کامیابی سے خوفزدہ ہیں۔ ہم سیاست کے نام پر تجارت کرنے والوں کا محاسبہ کریں گے۔ 17 ستمبر کو کراچی میں کہا کہ ہم اسلام کو چند افراد کے حصار سے نکالنا چاہتے ہیں۔ ہم غریب عوام کا مقدر تبدیل کر دیں گے اور ایسی تبدیلیاں لائیں گے کہ وزیراعظم اپنی آئینی مدت پوری کر سکے۔

19 ستمبر کو مولانا کوثر نیازی نے پشاور میں کہا کہ 6 اکتوبر کو بھٹو کی پھانسی کا انتقام لیا جائے گا۔ نواز شریف کریانہ کی دکان چلا سکتے ہیں، ملک نہیں چلا سکتے۔ نواز شریف کے روپ میں مغل شہزادہ حکومت کرتا رہا ہے۔ بھارت اور اسرائیل کی انٹیلی جنس ایجنسیاں "را" اور "خاد" وہ کام نہ کر سکیں جو نواز شریف نے کر دکھایا۔

جتوئی اور ممتاز بھٹو کی رائے

24 ستمبر کو غلام مصطفیٰ جتوئی نے سکھر میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز

پارٹی ناقابل اعتماد ہے۔ مطلب نکلتے ہی اپنے ساتھیوں سے آنکھیں پھیر لیتی ہے اور عوام کو بھی دھوکہ دیتی ہے۔ پیپلز پارٹی کے ووٹ بنک پر اب نواز شریف نے قبضہ کر لیا ہے۔ سندھ کے عوام پیپلز پارٹی کے ساتھ نہیں رہے۔ آصف زرداری نے جواب میں کہا کہ پیپلز پارٹی کی حمایت کے بغیر جتوئی قومی اسمبلی تو کجا بلدیہ کے کونسلر کا انتخاب بھی نہیں جیت سکتے۔ بے نظیر نے کہا کہ جتوئی کو اپنی نیت کا پھل مل گیا۔ ہم انہیں بارہ نشستیں دے رہے تھے۔ انہوں نے میرا استقبال بھی نہیں کیا۔

ممتاز بھٹو نے لاڑکانہ میں کہا کہ پیپلز پارٹی کے پاس نہ تو ملک چلانے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے کی اہلیت۔ بے نظیر کو اپنے آبائی حلقہ میں بھی شکست نظر آ رہی ہے۔

24 ستمبر کو بے نظیر نے سانگھڑ میں کہا کہ نواز شریف دور حکومت میں پاکستان پر دہشت گردی کا الزام لگنے سے ہم نے بچایا۔ جی ایم سید، ولی خاں اور حمیدہ کھوڑو کا ساتھ دینے والے ملک کے دوست کس طرح ہو سکتے ہیں۔ نواز شریف کی اکثریت کا بھرم پنجاب میں بھی کھل جائے گا۔ ہمیں کم از کم سو اور نواز شریف کو زیادہ سے زیادہ پچیس نشستیں ملیں گی۔ آئندہ حکومت ہم بنائیں گے اور اقتدار میں آ کر منشیات کا داغ دھو ڈالیں گے۔

پیپلز پارٹی چٹھہ لیگ اتحاد

25 ستمبر کو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (جونیجو) نے ساتھ کر پاکستان ڈیموکریٹک فرنٹ کے نام سے ایک نیا اتحاد قائم کر لیا۔ دونوں پارٹیوں کے درمیان تحریری معاہدہ طے پا گیا۔ دونوں جماعتیں اپنے اپنے انتخابی نشانات پر الیکشن لڑیں گی۔ ایک دوسرے کے امیدوار کی مکمل حمایت کریں گی، حکومت سازی اور دیگر معاملات کا فیصلہ مشترکہ طور پر کیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور چٹھہ لیگ کا اتحاد نواز شریف کو عبرت ناک شکست دے گا۔

25 ستمبر کو بے نظیر نے چنیوٹ کے جلسے میں کہا کہ نواز شریف کے حساب اور شکست کا دن قریب آ رہا ہے۔ تیرہ سال تک انہوں نے صرف اقتدار کی سیاست لڑی ہے۔ نواز شریف کو بیت المال اور مال غنیمت کا فرق معلوم نہیں۔ انہوں نے یتیموں، بیواؤں اور مزدوروں کی رقوم ہڑپ کیں، غریب ہاریوں کو اصلاحات کے نام پر دھوکہ دیا، قوم نے ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ عوام شیر کی کھال میں گیدڑ کو تیر مار مار کر بھگا دیں گے اور تیر کے نشان پر مہر لگا کر ملک لوٹنے والوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیں گے۔ 26 ستمبر کو بھلوال میں کہا کہ نواز شریف نے سمگلروں اور منشیات فروشوں سے بارہ ارب روپے اکٹھے کیے ہیں۔

چیف الیکشن کمشنر سے تحریری شکایت

26 ستمبر کو پیپلز پارٹی کے ترجمان شفقت محمود نے چیف الیکشن کمشنر کے نام ایک مراسلہ ارسال کیا جس میں کہا گیا کہ نواز شریف نے چنیوٹ کی قومی اسمبلی کے حلقہ کے لئے شیخ قیصر نامی امیدوار کو تین کروڑ روپے کے عوض پارٹی ٹکٹ دیا ہے۔ اس معاملہ کی فوری تحقیقات کرائی جائے۔ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شفقت محمود نے کہا کہ حکومت کے خاتمے والے دن اجمل خٹک کو 78 پلاٹ دیئے گئے۔

27 ستمبر کو بے نظیر نے گوجرانوالہ کے جلسہ عام میں کہا کہ نواز شریف ایک تاجر ہیں۔ وہ ملک کی سالمیت اور ہر مسئلہ کو دولت کی ترازو میں تولنے کے عادی ہیں اور سیاست کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ مسلم لیگی امیدواروں کی بڑی تعداد انگریزی میں اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتی وہ قوم کی نمائندگی کس طرح کریں گے۔

لیاقت باغ کا جلسہ عام

30 ستمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ وہ کیا لڑائی لڑیں گے جن کے سر پر ولی خان کی ٹوپی، بغل میں جی ایم سید اور گلے میں اچکزئی کی چادر ہے۔ سارے ملک دشمن نواز شریف کے ساتھ ہیں۔ وہ بیت المال اور خزانہ سب کچھ کھا گئے۔ اب ان کا سورج غروب ہوگا اور فتح کا تاج عوام کے سر پر رکھا جائے گا۔

30 ستمبر کو بے نظیر نے قائم مقام صدر وسیم سجاد، قائم مقام وزیراعظم معین قریشی اور امریکی سفیر سے اہم ملاقاتیں کیں۔

پاکستان اسلامک فرنٹ

2 ستمبر کو وزیراعظم کے اقتصادی پیکج اور مہنگائی کے خلاف اسلامک فرنٹ کی اپیل پر ملک بھر میں ہڑتال ہوئی۔ جلسے، جلوس اور مظاہرے ہوئے۔ کاروباری مراکز، تعلیمی ادارے اور ٹرانسپورٹ بند رہی۔ شہری زندگی مفلوج ہوگئی۔ راولپنڈی، لاہور اور فیصل آباد میں پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے شیل پھینکے، سینکڑوں افراد زخمی ہوگئے، بڑی تعداد میں مظاہرین اور فرنٹ کے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔

قاضی صاحب نے کہا کہ کامیاب ہڑتال نے ثابت کر دیا ہے کہ قوم بیدار ہو چکی ہے۔ انہوں نے ہڑتال کو کامیاب بنانے میں تاجروں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم انکم ٹیکس کے ظالمانہ

نظام کو ختم کر دیں گے۔ مہنگائی کا خاتمہ کر دیں گے۔ محروم لوگوں کے لئے خزانہ کا منہ کھول دیں گے۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں کا خیال ہے کہ عزت اور دولت امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب مراکش، تاجکستان اور قازقستان اٹھ کھڑے ہوں گے۔ 6 اکتوبر کو ظلم اور عدل کے درمیان مقابلہ ہوگا۔ عوام ظلم کے علمبرداروں کو مسترد کر دیں گے۔

پیپلز پارٹی کے رہنما قائم علی شاہ نے کہا کہ ہڑتال عام آدمی کے دل کی آواز ہے۔ مہنگائی کی انتہا ہوگئی۔ وائس آف امریکہ نے بھی ہڑتال کو کامیاب قرار دیا۔ وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ یہ وقت محاذ آرائی اور ہڑتال کا نہیں۔

6 ستمبر کو موچی دروازہ لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ ہم نے ایک مہینہ میں ثابت کر دیا کہ عوام نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ آئندہ پندرہ دنوں میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ اب اصل سیاسی قوت اسلامک فرنٹ ہے۔ ہم ملکی دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیں گے۔ عوام اگر پاکستان کو فلاحی مملکت بنانا چاہتے ہیں تو انہیں ہمارے ساتھ شامل ہونا ہوگا۔ انتخابات میں اصل مقابلہ اسلامی تحریک اور یہودی لابی کے درمیان ہوگا۔ اسرائیل کو تسلیم کیا گیا تو ہم جان پر کھیل جائیں گے۔

7 ستمبر کو سکھر میں دفاع پاکستان ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف کی مخالفت میں پیپلز پارٹی کی کامیابی کا پروپیگنڈا دینی قوتوں کو مخمصہ میں ڈالنے کا حربہ ہے۔ نواز شریف اور بے نظیر ایک ہی کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں۔ ان سے اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم ماضی کی غلطی نہیں دہرائیں گے۔ اسلامک فرنٹ ہی واحد قوت ہے جو پاکستان اور اس کے عوام کو منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے۔ ملک لوٹنے والوں کو عوام اپنے ووٹ سے مار بھگائیں گے۔ قرضوں اور پلاٹوں کے ذریعے عوام کو لوٹنے والوں کو جیل میں ڈال کر ایک ایک پیسہ وصول کیا جائے گا۔ بحران سے نکلنے کے لئے لٹیروں اور لوٹوں کی ناؤ کو ڈبو دینا ضروری ہے۔ ہم قومی خزانہ لوٹنے والوں کو دوبارہ اقتدار میں نہیں آنے دیں گے۔ فرنٹ مہنگائی، رشوت، بے روزگاری اور ظلم و زیادتی کا خاتمہ کرے گا۔

شہباز شریف کی ملاقات

11 ستمبر کو میاں شہباز شریف نے جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد سے ملاقات کر کے مسلم لیگ اور اسلامک فرنٹ کے درمیان مفاہمت کے بارے میں بات چیت کی۔
13 ستمبر کو لاہور میں مسلم لیگ کے میاں محمد اظہر اور شہباز شریف اور فرنٹ کے رانا اللہ داد خاں اور احسان اللہ وقاص کے درمیان مذاکرات ہوئے لیکن اتفاق رائے نہ ہونے کے باعث یہ دور بھی ناکام ہوگیا۔

نوید فتح کانفرنس

11 ستمبر کو راولا کوٹ میں نوید فتح کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ بھارت کا غرور خاک میں مل چکا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں جہاد مکمل فتح تک جاری رہے گا۔
13 ستمبر کو قاضی صاحب نے سمبڑیال اور ڈسکہ میں کہا کہ نواز شریف سے کسی بھی صورت میں کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ تیروں اور شیروں کا دور ختم ہو گیا۔ ہم قوم کو وی آئی پی ڈاکوؤں سے نجات دلائیں گے۔
14 ستمبر کو قاضی صاحب نے گوجرانوالہ میں کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ایک دوسرے کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آخر کار ان دونوں کا گٹھ جوڑ ہو جائے گا۔ نواز شریف نے بے نظیر اور بیگم نصرت بھٹو کے مقابلے میں اپنا کوئی امیدوار کھڑا نہیں کیا جبکہ اسلامک فرنٹ پیپلز پارٹی کے خلاف الیکشن لڑ رہا ہے، فرنٹ عوام کے دل کی آواز ہے۔

کراچی میں استقبال

16 ستمبر کو لاہور سے کراچی آنے پر قاضی صاحب کا ایئرپورٹ پر فقید المثال استقبال کیا گیا۔ استقبال کرنے والوں میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان سب شامل تھے۔ فضا "اللہ اکبر، آجا قاضی، چھا جا قاضی، جیت جا قاضی" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ انہوں نے ایئرپورٹ پر استقبال کے لئے آنے والی خواتین سے مختصر خطاب کیا۔ قاضی صاحب ایک فلوٹ پر سوار ہوئے جسے خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ جلوس کے شرکاء کاروں، ٹرکوں، موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں پر سوار تھے۔ گدھا گاڑیوں کی بھی ایک بڑی تعداد جلوس میں شامل تھی۔ کچھ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار تھے۔ ایک چھوٹے طیارے کے ذریعے قاضی صاحب اور استقبالی ہجوم پر پھولوں کی منوں پتیاں نچھاور کی گئیں۔ شرکاء نے نماز مغرب شارع فیصل پر ادا کی۔
جلوس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ فرنٹ برسر اقتدار آ کر چاروں گورنر ہاؤسوں کو خواتین یونیورسٹی میں تبدیل کر دے گا۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں ایک استاد اور آقا کے شاگرد ہیں۔ دونوں سرمایہ دارانہ نظام کے نقیب ہیں، دونوں میں امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔

ٹی وی پر تقریر

17 ستمبر کو پاکستان ٹیلی ویژن کے "الیکشن آور" پروگرام میں اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ملک کو اہل اور دیانت دار قیادت دینے کے لئے غریب اور متوسط طبقے کو حکمران دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس کو میوزیم اور افسران کے بنگلوں کو مراکز صحت میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ چور اور ڈاکو جنگلوں میں نہیں بلکہ اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہیں۔ کیا عوام پھر ان ہی لوگوں کو ووٹ دیں گے جنہوں نے بحران پیدا کیا ہے۔

18 ستمبر کو ساہیوال میں جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں سامراجی قوتوں کی کاسہ لیسی کر رہے ہیں۔

20 ستمبر کو مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خاں، لیہ اور فتح پور میں بڑے عوامی جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ صرف تین خاندانوں نواز شریف، شجاعت اور منشاء نے گٹھ جوڑ کر کے قوم کا 130 ارب روپیہ لوٹا ہے۔ عوام قومی خزانہ لوٹنے والوں کو مسترد کر دیں اور لٹیروں کو اقتدار میں دوبارہ نہ آنے دیں۔ سرمایہ داری اور جاگیرداری سے نجات حاصل کرنے کے لئے نواز شریف کو شکست دی جائے۔ فرنٹ نے سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کو پاکستان کی سرزمین سے ہمیشہ کے لئے رخصت کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ مسلم لیگ یا پیپلز پارٹی کسی کو اکثریت حاصل نہیں ہوگی۔ مسئلہ کشمیر پر ہم امریکہ کو ثالث نہیں بننے دیں گے۔ 21 ستمبر کو میانوالی، بھکر، خوشاب اور لاہور میں کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ نواز شریف اور بے نظیر صیہونی اور برہمنی سامراج کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے ہیں۔ انہوں نے بیت المقدس پر اسرائیل کے ناجائز قبضے کو تسلیم کر کے اب کشمیر کا سودا کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ عوام اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ان دونوں جماعتوں نے اپنے دور حکومت میں جمہوری اداروں کو نقصان پہنچایا۔ دونوں نے عدلیہ کی توہین کی۔ ان سے جمہوریت کے استحکام کی توقع رکھنا خود کو دھوکہ دینا ہے۔ دونوں قومی دولت لوٹنے کی ایک بار پھر تیاری کر رہے ہیں۔ غریب عوام پر انصاف کے دروازے کھولنے کے لئے ہم میدان میں آگئے ہیں۔ مجسم برائیوں سے کسی سطح پر تعاون نہیں ہو سکتا۔

21 ستمبر کو سید منور حسن نے لاہور میں کہا کہ 6 اکتوبر کو کاغذی شیر چڑیا گھر کی زینت بن جائے گا۔ نواز شریف تو خود سرحدی گاندھی کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں جنہوں نے آج تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ ہمارا دامن نواز شریف اور بے نظیر کے برعکس بالکل بے داغ ہے اور ہماری حب الوطنی سے پورا عالم واقف ہے۔ 23 ستمبر کو قاضی صاحب نے فیصل آباد میں کہا کہ دینی قوتوں نے لادینی قوتوں کا راستہ روکنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون

کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پشاور میں کہا کہ عظیم اسلامی انقلاب کے لئے اسلامک فرنٹ میدان میں آ گیا ہے۔ جنگل کے ڈاکو کا علاج ہو سکتا ہے لیکن اسمبلی کے ڈاکو کا نہیں۔ شیر درندگی کی، تیر سفاکی اور فرنٹ کا انتخابی نشان "کار" خوشحالی کی علامت ہے۔

حکومت، ایم کیو ایم مذاکرات

11 ستمبر کو اسلام آباد میں حکومت اور ایم کیو ایم کے مابین ہونے والے مذاکرات ناکام ہو گئے۔ حکومت نے الطاف حسین کے خلاف مقدمات واپس لینے سے انکار کر دیا۔ البتہ حکومت نے عندیہ دیا کہ اگر ایم کیو ایم خود کو قومی سطح پر منظم کرے تو اس کی سیاسی سرگرمیوں میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ الطاف حسین نے لندن سے اپنے بیان میں کہا کہ اگر حق پرستوں کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا گیا تو عوام الیکشن کے نتائج مسترد کر دیں گے۔

الطاف حسین کا خطاب

17 ستمبر کو جناح گراؤنڈ عزیز آباد میں ایک بڑے جلسے سے فون کے ذریعے اپنے مواصلاتی خطاب میں الطاف حسین نے کہا کہ ہمارا پاکستان کے علاوہ کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں۔ ہم فوج کا احترام کرتے ہیں اور مہاجر عوام فوج کے شانہ بشانہ ملک کا دفاع کریں گے۔ ہم چند خاندانوں کی نہیں اسلام اور انصاف کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ پندرہ ماہ سے ہمارے رہنماؤں، کارکنوں اور ہمدردوں پر جو ظلم ڈھائے گئے ہیں اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو ریاستی طاقت ہمیں کبھی کا ختم کر چکی ہوتی۔ لیکن حق پر ہونے کی وجہ سے ہم پہلے سے زیادہ مضبوط ہوئے ہیں۔ ایم کیو ایم سندھ سے نکل کر اب پنجاب، سرحد اور بلوچستان تک پہنچ گئی ہے۔ میں بدلہ لینے کے بجائے اب معاف کرنے کی بات کرتا ہوں۔ میں انہیں معاف کرتا ہوں جنہوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کیں، ہمارے کارکنوں کے گھر لوٹے، ساتھیوں کو شہید کیا، زخمی کیا اور معذور بنایا۔ حکومت ایم کیو ایم کے ایک جماعت کی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لینے میں رکاوٹ نہ ڈالے۔

اس موقع پر سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ دہشت گردی کے واقعات میں آج ہی ہمارے 293 کارکنان حقیقی کے ہاتھوں زخمی ہوئے ہیں۔ جبکہ حقیقی کا کہنا تھا کہ ان کے کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

آفاق کی پریس کانفرنس

22 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آفاق احمد نے کہا کہ اگر حکومت

نے اپنی جانبدارانہ پالیسی تبدیل نہ کی تو ہم انتخابات کا بائیکاٹ کر کے اس کے پسندیدہ دہشت گردوں کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیں گے۔ سنجیدہ عناصر بتائیں کہ کیا الطاف گروپ نے مہاجروں کے مسائل حل کئے ہیں۔

24 ستمبر کو کراچی، حیدر آباد اور میرپور خاص میں الطاف حسین نے ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مہاجروں کو تقسیم کرنے کی ہر سازش ناکام بنا دی جائے گی۔ حق پرستی کی تحریک کو ظلم سے نہیں روکا جا سکتا۔ ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے خلاف مقدمات واپس لئے جائیں۔ محصورین کی واپسی کے مطالبہ سے ہم دستبردار نہیں ہوسکتے۔

اسی روز بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے انکشاف کیا کہ گزشتہ تین ماہ میں ہمارے اور فوج کے درمیان مذاکرات کے کئی دور ہوچکے ہیں۔ فوج نے اپنے رویہ میں مثبت تبدیلی پیدا کی ہے۔ پہلے ہمارے اور فوج کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہو پاتا تھا۔ ایم کیو ایم غیر مشروط طور پر قومی دھارے میں شامل ہو رہی ہے۔

26 ستمبر کو الطاف اور آفاق گروپ کے درمیان مسلح محاذ آرائی ہوئی۔ متحدہ کے علاقوں میں کراچی، کورنگی، لانڈھی، لیاقت آباد اور لائنز ایریا میں رات گئے تک فائرنگ کا سلسلہ چلتا رہا۔ حقیقی کا ایک کارکن ہلاک ہوگیا۔ آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی کو مہاجروں کے حق میں آواز بلند کرنے کی سزا دی جا رہی ہے۔ لانڈھی کے ایسے علاقے میں جو حقیقی کے زیر اثر ہے، الطاف گروپ کے انتخابی دفتر کے افتتاح کے موقع پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی جس سے بھگدڑ مچ گئی۔ چھتوں سے بھی فائرنگ کی گئی۔ الطاف گروپ کے امیدواروں نے اپنی مشترکہ پریس کانفرنس میں حق پرست امیدواروں و تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ انتظامیہ اپنے تمام دعوؤں کے باوجود یہ تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ اگر دہشت گردوں کے منہ کو لگام نہ دی گئی تو منصفانہ انتخابات کے تمام دعوے جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔ فوج حقیقی کے دہشت گردوں کو لگام دے۔ میں جابر حکمرانوں کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔ مجھے نہ تو کرسی کی خواہش ہے اور نہ ہی میں صدر یا وزیراعظم بننا چاہتا ہوں۔ میں ڈاکوؤں اور لٹیروں کا خاتمہ چاہتا ہوں۔ ہم پر مظالم کے باوجود میری اپیل کی وجہ سے قوم نے کسی ردعمل کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔

27 ستمبر کو الٰہی بخش کالونی میں الطاف گروپ کا ایک جلسہ فوج کی حفاظت میں ہوا۔ فوج نے اس جلسہ کی خاطر سٹیڈیم خالی کرایا۔ کراچی میں مختلف مقامات پر انتخابی جلسوں سے ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ اگر ہمیں چھ ماہ کے لئے اقتدار مل جائے تو سکولوں اور ہسپتالوں کا جال بچھا دیں گے۔ دھونس اور دھاندلی کے ذریعے حکومت نہیں کی جا سکتی۔

اسلامی جمہوری محاذ

جمعیت علماء پاکستان (نورانی گروپ) اور جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمان گروپ) پر مشتمل محاذ جو اپریل 92 میں تشکیل پایا تھا انتخابی میدان میں سرگرم عمل ہوگیا۔ محاذ کے سربراہ شاہ احمد نورانی نے 3 ستمبر کو ڈیرہ اسماعیل خاں میں کہا کہ امریکہ پاکستان میں دینی قوتوں کے اتحاد کو ناکام بنانا چاہتا ہے۔ لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دینی جماعتوں کے امیدوار ایک دوسرے کا مقابلہ نہیں کریں گے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ پوری قوم متحد ہوکر امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ کرے۔ سابقہ حکومت شریعت کی بالادستی سے انکار کی وجہ سے اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔ 21 ستمبر کو مولانا نورانی نے کراچی میں کہا کہ دینی جماعتوں کے ووٹ تقسیم کرنے کی سازش کامیاب نہیں ہوگی۔ پیپلز پارٹی نے روٹی، کپڑا، مکان اور نواز شریف نے اسلام کے نام پر دھوکہ دیا۔ دھوکہ دینے والے اور ملکی معیشت کو تباہ کرنے والے عوام کی نمائندگی کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے ملک کی دولت کو لوٹا ہے۔ عوام نے جمہوریت اور حقوق کا نعرہ لگانے والوں کا اصل روپ دیکھ لیا۔

مشترکہ جلسہ

24 ستمبر کو اسلامی جمہوری محاذ اور اسلامک فرنٹ کا ایک مشترکہ جلسہ نشتر پارک کراچی میں منعقد ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نورانی نے کہا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ ہم صلیبی قوتوں کو اس میں دراڑیں ڈالنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ملک کو امریکہ کے پاس گروی رکھ دیا گیا ہے۔ دفاع اور معیشت بھی امریکہ کے سپرد کی جا رہی ہے۔ عوام کا فیصلہ پاکستان کو ناقابل تسخیر بنا سکتا ہے۔ محمود غزنوی کا جذبہ رکھنے والوں کو برسر اقتدار لایا جائے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ امریکہ نے اسلامی تحریکوں کو روکنے کی کوشش کی تو ہم اس کا خاتمہ کردیں گے۔ دنیا کا مستقبل اسلام کے علاوہ کسی دوسرے نظام سے وابستہ نہیں۔ شاہ فرید الحق نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ معین قریشی کو نگران وزیراعظم بنا کر پاکستانیوں پر عدم اعتماد کیا گیا۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر پھر دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ فرنٹ کے سید منور حسن نے کہا کہ شہر کراچی اسلام کے نام پر پھر متحد ہو رہا ہے۔ دینی قوتیں یکجا ہوگئی ہیں۔ عوام ایٹم بم بنانے والوں کو ووٹ دیں گے۔

نشتر پارک کا یہ جلسہ اسلامی جمہوری محاذ کا سب سے بڑا جلسہ تھا۔ دو بڑی دینی جماعتوں کے قائدین نے تو اوپری سطح پر اتفاق رائے کرکے ایک انتخابی محاذ تشکیل دے لیا لیکن اس کے باوجود نچلی سطح پر ان دونوں جماعتوں کے حامیوں کے درمیان برسہا برس کے شدید اختلاف دور

ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ یہ جلسہ بھی اس اختلاف کا مظہر تھا۔ جے یو پی کے حامی مولانا نورانی کے حق میں اور جے یو آئی سے وابستہ افراد مولانا فضل الرحمان کے حق میں نعرے بلند کرتے رہے۔

انتخاب سے دستبرداری

جے یو پی (نورانی) کے مرکزی رہنما جنرل (ر) کے ایم اظہر نے قومی اسمبلی کے حلقہ قصور سے اپنی دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ سمگلروں، رسہ گیروں اور منشیات فروشوں کی موجودگی میں الیکشن کا پورا عمل لاحاصل ہے۔ عوام کو ایسے انتخابات سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا۔

پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بھی ایک پریس کانفرنس میں الیکشن سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ طریقہ انتخاب ناقص ہے۔ دینی جماعتوں کے درمیان اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے ووٹ تقسیم ہو جائیں گے جس کا فائدہ بے نظیر کو پہنچے گا۔

فنکشنل مسلم لیگ

12 ستمبر کو پارٹی کے سربراہ پیر پگاڑا نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب ضرور آئے گا۔ جو جتنا زیادہ سزا یافتہ ہے، پیپلز پارٹی میں اس کا رتبہ اتنا ہی بلند ہے۔

نئی سیاسی جماعت

12 ستمبر کو فوج کے سابق سربراہ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ نے کراچی میں میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے اپنی نئی سیاسی جماعت کا اعلان کر دیا۔ اور کہا کہ پارٹی کا مقصد عوام کے بنیادی حقوق حاصل کرنا ہو گا۔ اسلم بیگ نے کہا کہ وہ سندھ میں رہنے والی مختلف قومیتوں کے درمیان اختلاف دور کرانے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے ایم کیو ایم سے کہا کہ وہ قومی دھارے میں شامل ہو کر سیاست کرے۔

میر مرتضیٰ بھٹو

3 ستمبر کو ٹیلی فون پر ایک پاکستانی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ میں

عنقریب واپس آکر اپنی دھرتی پر مقدمات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بیگم نصرت بھٹو کو پارٹی کے امور سے بے دخل کرایا گیا ہے۔ میری واپسی بے نظیر کے خلاف اعلان جنگ نہیں ہے۔ میں ان کی قیادت میں اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے تیار ہوں۔ نواز شریف، جتوئی اور الطاف حسین سب مل کر بھی پیپلز پارٹی کو شکست نہیں دے سکتے۔ شاہنواز کے قتل میں اسرائیلی ایجنسی "موساد" ملوث تھی۔ بے نظیر نہیں چاہتیں کہ میں پاکستان واپس آؤں۔ بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ واپس آئیں لیکن ہم ان کے لئے کوئی نشست خالی نہیں کر سکتے۔

منشور کا اجراء

3 ستمبر کو سبک مجید نے کراچی میں مرتضیٰ بھٹو کا انتخابی منشور جاری کر دیا جس میں کہا گیا کہ عوام کے بنیادی حقوق روٹی، کپڑا، مکان اور مفت طبی امداد کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا اور پاکستان میں حقیقی جمہوری معاشرہ تشکیل دیا جائے گا۔ تشدد اور نا انصافی کے خاتمے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے، ٹیکس چوری کو جرم قرار دیا جائے گا، آٹھویں ترمیم سمیت آئین سے تمام غیر جمہوری شقوں کو ختم کر دیا جائے گا۔

سندھ کا وزیر اعلیٰ

7 ستمبر کو بیگم بھٹو نے ٹھٹھہ میں کہا کہ میری خواہش ہے کہ مرتضیٰ کو سندھ کا وزیر اعلیٰ بنایا جائے۔ یہ فیصلہ کرنے کے لئے میں نے قائم علی شاہ کو پارٹی کا اجلاس بلانے کی ہدایت کی ہے۔ میں بے نظیر اور مرتضیٰ میں مفاہمت کرانے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن ابھی تک بہن بھائی کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہو سکا ہے۔

7 ستمبر کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ کبھی بھی سندھ کے وزیر اعلیٰ نہیں بن سکتے۔ نہ انھوں نے ہم سے ٹکٹ مانگا اور نہ ہی ہم نے انہیں ٹکٹ دیا۔ پیپلز پارٹی مرتضیٰ کے لئے نشستیں خالی نہیں چھوڑے گی۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر کوئی اور ہی حکومت بنا لے گا۔ پیپلز پارٹی نہ کسی کی وراثت ہے اور نہ ہی اسے بھرے ہوئے پستولوں سے ہائی جیک کیا جا سکتا ہے۔ مرتضیٰ نے نواز شریف یا پیر پگاڑا کے خلاف نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں کاغذات نامزدگی داخل کرائے ہیں۔ وہ میرے بھائی ہیں لیکن سیاست الگ چیز ہے۔ میں اصولوں اور غریبوں کی سیاست کرتی ہوں۔ میں بلیک میل نہیں ہوں گی۔ پیپلز پارٹی کے اصل وارث عوام ہیں۔ فوجی عدالتوں نے مرتضیٰ کو چودہ، چودہ سال کی سزائیں دی تھیں۔

ہم نے اپنے دور حکومت میں یہ سزائیں معاف کیں ورنہ انہیں جیل جانا پڑتا۔ سندھ کو فتح کرنے کے نواز شریف کے خواب کبھی پورے نہیں ہوں گے۔

میر مرتضیٰ نے کہا کہ سیاست میں آنے کے بعد میں نے کبھی گولی کی زبان استعمال نہیں۔ پیپلز پارٹی کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ ہاریوں میں زمین تقسیم کرنے کی بات تو کرتی ہے لیکن ٹکٹ زمینداروں کو دیتی ہے۔ آصف زرداری میرے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کر کے مجھے ذلیل کرتے ہیں اور خود بھی ذلیل ہوتے ہیں۔ مرتضیٰ نے فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ میرے والد کی موت پر جشن منانے والوں کے ہاتھوں میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ ہیں۔ مجھے لڑائی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ حالانکہ میں اپنی بہن کا خیر خواہ ہوں اور انہیں وزیر اعظم دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں سندھ کا وزیر اعلیٰ بننا نہیں چاہتا۔ ماضی میں سندھ کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ میری ترجیحات میں سندھ کے مسائل کے حل کو اولیت حاصل ہے۔

13 ستمبر کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بیگم بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے مرتضیٰ کو دہشت گرد قرار دیا اس لئے اس نے پارٹی ٹکٹ کے لئے درخواست نہیں دی۔ پیپلز پارٹی مرتضیٰ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسے سب سے بڑا چیلنج خود بھٹو خاندان کے اندر سے درپیش ہے۔ لیاری میں خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بیگم بھٹو نے کہا کہ میر مرتضیٰ بھٹو شہید کے اصل وارث ہیں۔ لیاری نے ہر مشکل وقت میں بھٹو خاندان کا ساتھ دیا ہے۔ اگر وزارت اعلیٰ مرتضیٰ کو دے دی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ بہن بھائی کے درمیان مفاہمت ہو جائے گی۔

15 ستمبر کو بیگم بھٹو نے لاڑکانہ میں کہا کہ قائم علی شاہ بے نظیر کے کان بھر رہا ہے۔ وہ میری بات سننے پر آمادہ نہیں، پارٹی کے لئے قربانی دینے والے کارکنوں کو پہلے بھی نہ وزارتیں دی گئیں اور نہ ہی ٹکٹ دیئے گئے۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ بے نظیر کو ووٹ دو لیکن مرتضیٰ کا بھی حق ہے۔ وہ کیوں نہ جیتے۔ مرتضیٰ سے مفاہمت کے بغیر بے نظیر سندھ میں حکومت نہیں بنا سکتیں۔ اگر مرتضیٰ 17 نشستوں پر کھڑا رہا تو پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں بن سکے گی۔ بے نظیر اگر مرتضیٰ کو وزیر اعلیٰ بنانے پر رضامند ہو جائیں تو وہ صرف دو نشستوں سے انتخاب لڑے گا۔

انتخابی مہم کا آغاز

18 ستمبر کو بیگم بھٹو نے لیاری میں ایک بڑے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے اپنے بیٹے میر مرتضیٰ کی انتخابی مہم کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے چالیس پونڈ وزنی کیک کاٹا اور پیپلز پارٹی کے امیدواروں سے کہا کہ وہ مرتضیٰ کے حق میں دستبردار ہو جائیں ورنہ ان کا برا حشر ہوگا۔ بیگم بھٹو نے گھارو میں کہا کہ مرتضیٰ کو پاکستان آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ مظلوم طبقے کے

مسائل سے پوری طرح واقف ہیں۔

غنویٰ بھٹو جو اپنے بیٹے کے ہمراہ 4 ستمبر کو کراچی سے دمشق کے لئے روانہ ہوئی تھیں۔ 17 ستمبر کو ذوالفقار علی بھٹو جونیئر اور فاطمہ بھٹو کے ہمراہ واپس پہنچ گئیں۔ وہ بھی صوبہ سندھ میں اپنے شوہر کی انتخابی مہم میں حصہ لیں گی۔

18 ستمبر کو کراچی میں انسداد دہشت گردی کی عدالت نے پولیس کی درخواست پر مرتضیٰ بھٹو کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ وزیر اطلاعات نثار میمن نے کہا کہ مرتضیٰ کے خلاف ملک میں مقدمات درج ہیں اس لئے وطن واپس آنے پر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔

23 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بیگم بھٹو نے کہا کہ صوبائی صدر قائم علی شاہ نے پیپلزپارٹی کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ مرتضیٰ کے انتخابی کیمپوں کو درہم برہم کیا گیا لیکن دباؤ کے باوجود مرتضیٰ لیاری، بدین، خیرپور اور شکارپور کی نشستوں سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ قائم علی شاہ نے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کو بے بنیاد قرار دیا۔ آصف زرداری نے کہا کہ بیگم بھٹو کا مرتضیٰ کی جانب جھکاؤ خطرناک ہے۔

25 ستمبر کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ میں ہزار بار مرنے کو تیار ہوں لیکن سرنڈر نہیں کر سکتا۔ مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی کی پالیسیوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پارٹی کی چیئرپرسن بیگم نصرت بھٹو کی اپیل پر میں نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو 23 کے بجائے صرف نو نشستوں پر انتخاب لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ مسلم لیگی مرتضیٰ پر آس لگائے بیٹھے ہیں لیکن وہ میرے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔

نگران وزیر اعظم کا خطاب

2 ستمبر کو معین قریشی نے سینٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک لوٹنے والوں کا احتساب ہو گا۔ بجلی، گیس، ٹیلی فون اور دوسری خدمات کے بلوں کے نادہندگان کے خلاف بھی کارروائی ہو گی۔ امریکہ نے منشیات کے سمگلروں کے نام ہمیں فراہم کر دیئے ہیں۔ جرم ثابت ہونے پر ہم انہیں امریکہ کے حوالے کر دیں گے۔ اگر نگران حکومت اقتصادی پیکج نہ دیتی تو ملک دیوالیہ ہو جاتا۔ عوامی احتجاج اور مشکلات کو نظر انداز کرتے ہوئے نگران حکومت نے بجلی کی شرح میں مزید 20 فیصد اضافہ کر دیا۔

اخبارات کے ایڈیٹروں سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ وسائل سے بڑھ کر زندگی گزارنے والے انکم ٹیکس ملازمین کا محاسبہ کیا جائے گا۔ سٹیٹ بینک کو خود مختار ادارہ بنا

دیا جائے گا۔ قائد حزب اختلاف کو وزیر اعظم کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہوگا۔ 3 ستمبر کو نگران حکومت نے متعلقہ قانون میں ترمیم کر کے سابق وزرائے اعظم کو وفاقی وزیر کے مساوی درجہ دے دیا۔ اس ترمیم کے نتیجے میں نواز شریف، بے نظیر، جتوئی اور بلخ شیر مزاری کو فوری طور پر وفاقی وزیر کا درجہ حاصل ہوگیا۔ انہیں سرکاری عملہ، ٹیلی فون اور سکیورٹی کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

3 ستمبر کو نگران حکومت نے مالیاتی اداروں کے سربراہان اور الیکشن کمیشن کو ہدایات جاری کر دیں کہ قرضے واپس نہ کرنے والوں کے اثاثے نیلام کر دیئے جائیں اور نادہندگان کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہ دی جائے۔ الیکشن کمیشن نے قرض نادہندگان کے بارے میں مستقل پالیسی کا خاکہ تیار کر لیا۔

9 ستمبر کو بیس پاکستانی بینکوں اور مالیاتی اداروں نے ایسے 18 بلین روپے کے قرضوں کی فہرست جاری کردی جو ڈوبے ہوئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق جون 93ء کے دوران نادہندگان کی تعداد میں ایک ہزار افراد کا مزید اضافہ ہوا۔ پاکستان بینکنگ کونسل کی جانب سے جاری کی جانے والی فہرست کے مطابق 86 ارب روپے سے زائد کے قرضے سیاستدانوں، تاجروں اور صنعتکاروں پر واجب الادا ہیں۔ گوہر ایوب اور ان کی بیگم پر 7 کروڑ 88 لاکھ، جتوئی پر 7 کروڑ 27 لاکھ، حاکم علی اور آصف علی زرداری پر ایک کروڑ 70 لاکھ روپے سے زائد رقوم واجب الوصول ہیں۔ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کے ایک ممبر نے کہا کہ جن افراد نے بھاری قرضے لے کر انہیں معاف کرا لیا ہے ان سے قرضوں کی رقوم کے ساتھ ان پر انکم ٹیکس بھی وصول کیا جائے گا۔ ٹیکس چوروں کی فہرستیں بھی تیار ہیں۔ انہیں قانون کے شکنجہ میں جکڑا جائے گا۔ ان کے بینک اکاؤنٹس منجمد کر دیئے جائیں گے اور ان کی املاک فروخت کر دی جائیں گی۔

لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ

14 ستمبر کو لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے وفاقی بیت المال کے فنڈز کی تقسیم کے معاملے میں تحقیقات کر کے میاں نواز شریف، غلام حیدر وائیں، اور میاں منظور وٹو کے خلاف سرکاری رقوم کے ناجائز استعمال کے تحت ایک ریفرنس نگران وزیر اعظم کو بھجوا دیا۔ فاضل عدالت نے اپنا فیصلہ اور اصل ریکارڈ معین قریشی کو ارسال کرتے ہوئے کہا کہ عدالت یہ معاملہ عوامی مفاد میں مناسب کارروائی کے لئے بھجوا رہی ہے۔

معین قریشی کے بیانات

14 ستمبر کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ اس سے بالا تر کوئی بھی نہیں۔ اگر کسی سابق صدر یا وزیر اعظم کے خلاف مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا کوئی ثبوت ملا تو اسے بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ قرضہ واپس نہ کرنے والوں کے اثاثے ضبط کر لئے جائیں گے۔ منشیات کا کالا دھن سفید نہیں کیا جائے گا، کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے، اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بارے میں عالم اسلام متفقہ موقف اختیار کرے۔ کوئی بڑے سے بڑا واقعہ بھی انتخابات ملتوی نہیں کرا سکتا۔

کاغذات نامزدگی مسترد

14 ستمبر کو قرضے واپس نہ کرنے کی بنیاد پر ریٹرننگ افسران نے غلام مصطفیٰ جتوئی اور ان کے بیٹوں سابق وفاقی وزیر غلام مرتضیٰ جتوئی، سابق صوبائی وزیر مسرور احمد جتوئی اور سعید احمد جتوئی کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیئے۔ ان کے علاوہ عطا محمد مری، طارق قربان، اعجاز جتوئی اور لیاقت جتوئی کے کاغذات بھی مسترد ہو گئے۔ لیکن بعد میں سپریم کورٹ نے مصطفیٰ جتوئی، اعجاز جتوئی اور لیاقت جتوئی کو الیکشن لڑنے کی اجازت دے دی۔

منشیات کے بارے میں تحقیقات

امریکی سینٹ کی امور خارجہ کی ذیلی کمیٹی برائے انسداد منشیات کے سربراہ سینیٹر جان کیری نے پاکستان میں منشیات فروشوں کے سیاسی اثر و رسوخ کے بارے میں تحقیقات کا آغاز کر دیا۔ یہ فیصلہ ان اطلاعات کے بعد کیا گیا کہ سابق وزیر اعظم نواز شریف کے بعض قریبی رشتہ داروں سمیت بااثر لوگ منشیات کی تجارت میں ملوث رہے ہیں لیکن امریکی دفتر خارجہ ان بااثر افراد کے بارے میں حقائق چھپاتا رہا ہے اور سی آئی اے کی فراہم کردہ معلومات کے باوجود نواز شریف حکومت کو منشیات کے خلاف کوششوں میں رکاوٹ بننے والی حکومت قرار نہیں دیا گیا۔ اب سینیٹر جان کیری، پریسلر ترمیم کی طرح ایک ایسی ترمیم لانا چاہتے ہیں جو ان ممالک اور حکومتوں کے خلاف استعمال کی جائے گی جن کی اہم شخصیات منشیات کے کاروبار سے منسلک ہوں۔

منشیات کے مطلوبہ، سمگلروں کی گرفتاری کے لئے متعلقہ ادارے حرکت میں آ گئے۔ سمگلروں کے ٹھکانوں کا محاصرہ کر لیا گیا۔ پشاور میں دو سابق ارکان قومی اسمبلی اور آئندہ الیکشن کے امیدوار حاجی قدر گل اور حاجی ابراہیم کو ان کی رہائش گاہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر

منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کا الزام ہے۔ معین قریشی نے کہا کہ اگر منشیات کی لعنت کا خاتمہ نہ کیا گیا تو ہر کنبہ اس کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ اس کاروبار میں ملوث افراد کی گرفتاری میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

قرض نادہندگان

17 ستمبر کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ 180 ارب روپے کے قرضوں کے نادہندگان کی فہرست عالمی بینک اور آئی ایم ایف کو فراہم کر دی گئی ہے۔ احتساب کے لئے ایک ایسا علیحدہ خودمختار سیل قائم کیا جائے گا جو بینک کے حکام کے خلاف بھی کارروائی کرنے کا حق رکھتا ہو۔

19 ستمبر کو لاہور ہائی کورٹ نے حکم دیا کہ فرضی ناموں پر الاٹ کئے گئے پلاٹوں کو منسوخ کر کے انہیں نیلام کے ذریعے فروخت کیا جائے۔ جن افراد کو کوڑیوں کے بھاؤ پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں ان سے مارکیٹ بھاؤ کے حساب سے بقایا رقم وصول کی جائے۔

سابق صدر کے لئے مراعات

20 ستمبر کو قانون میں ترمیم کر کے سابق صدر غلام اسحاق خاں کے لئے ماہانہ پنشن دس ہزار روپے، کرایہ مکان بارہ ہزار روپے، ٹیلی فون کے لئے ایک ہزار روپے، کتابوں کی خرید کے لئے ایک لاکھ روپے اور اہلیہ اور زیر کفالت بچوں کے لئے سرکاری خرچ پر علاج کی مراعات کا اعلان کیا گیا۔ وزیر اطلاعات نثار میمن نے کہا کہ سابق صدر کا احترام کیا جانا چاہئے۔ ان کے لئے رکھی گئی رقم نہایت قلیل ہے۔

27 ستمبر کو حکومت نے ایک آرڈیننس جاری کر دیا جس کے تحت منشیات کا کاروبار کرنے والوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ اس کاروبار سے حاصل ہونے والے اثاثے بھی ضبط کئے جا سکیں گے۔ اس جرم کی کم سے کم سزا دو سال سے بڑھا کر عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

ایٹمی پروگرام

23 ستمبر کو معین قریشی نے کہا کہ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام روک دیا ہے۔ اس لئے پریسلر ترمیم ختم ہو جائے گی اور پاکستان کے لئے امریکی امداد بحال ہو جائے گی۔ قاضی حسین احمد نے ان کی بروقت گرفت کرتے ہوئے کہا کہ معین قریشی پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہیں۔ پاکستان امریکہ کی طفیلی ریاست نہیں ہے کہ اس کے فیصلے امریکہ کے

دوست نگران وزیراعظم کریں۔ اتنے اہم مسئلہ پر نواز شریف اور بے نظیر نے اپنے کسی ردعمل کا اظہار کرنے کے بجائے چپ سادھ لی کیونکہ وہ اگر اس کے خلاف کچھ کہتے تو امریکہ ناراض ہوتا اور حق میں بات کرتے تو عوام ناراض ہوتے، اس لئے خاموش رہنے ہی میں عافیت تھی۔

انتخابی نتائج سے متعلق تجزیے

امریکی جریدے "نیوز ویک" نے "تیر بمقابلہ شیر" کے عنوان سے انتخابات کے بارے میں 27 ستمبر کو ایک رپورٹ شائع کی جس میں لکھا گیا کہ معین قریشی کی اصلاحات سے بے نظیر کو فائدہ اور نواز شریف کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ بے نظیر کئی اعتبار سے نواز شریف کے مقابلہ میں بہتر پوزیشن میں ہیں۔ اول یہ کہ فوجی طاقت بے نظیر کے ساتھ معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ تین سال قبل فوج ہی نے انہیں اقتدار سے الگ کیا تھا۔ دوسرے نواز شریف کو اسلامی جمہوری اتحاد کی حمایت بھی حاصل نہیں جو پچھلے انتخابات میں ان کے ساتھ تھا۔ اب یہ ان کے خلاف ہے۔ تیسرے یہ کہ پچھلے انتخابات کی طرح نواز شریف کو بائیسکل کا نشان نہیں دیا گیا جو پورے ملک میں معروف ہوگیا تھا۔ اس کے بجائے اب انہیں شیر کا نشان ملا ہے۔ پاکستان کی دو تہائی ان پڑھ آبادی کے پیش نظر نشان کی تبدیلی انتخابی نتائج پر برا اثر ڈال سکتی ہے۔

بی بی سی نے 28 ستمبر کو اپنی رپورٹ میں کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر میں برابر کا مقابلہ ہے۔ پاکستان میں سیاست دانوں کی ساکھ اچھی نہیں۔ پیپلز پارٹی نے 1970ء میں سوشلزم کا نعرہ بلند کیا تھا۔ 1980ء میں وہ جمہوریت کی علمبردار بن کر سامنے آئی۔ وہ جب برسراقتدار آئی تو اس پر نااہلی اور اقربا پروری کے الزامات عائد کئے گئے۔ صدر اسحاق اور نواز شریف کی کشمکش میں بے نظیر نے صدر کا ساتھ دیا حالانکہ صدر اسحاق نے ہی ان کی حکومت کو برطرف کیا تھا۔ دوسری جانب نواز شریف جنرل ضیاء کے پروردہ سیاست دان ہیں۔ 1990ء میں وہ اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ کی حیثیت سے وزیراعظم بن سکے تھے۔ آئی جے آئی کو آئی ایس آئی کی حمایت حاصل تھی لیکن اس مرتبہ نواز شریف کو کسی اتحاد کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا رائے دہندگان اس کے باوجود انہیں دوبارہ وزیراعظم بننے کا موقع فراہم کریں گے یا نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ الیکشن قریب آنے کے باوجود لوگوں میں جوش و خروش کی کمی ہے۔

"فار ایسٹرن ریویو" نے اپنے تجزیہ میں لکھا کہ آئندہ انتخابات میں کوئی پارٹی واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکے گی۔ مسند اقتدار کے لئے جن جماعتوں کے درمیان مقابلہ ہے ان میں سے ایک بے نظیر کی قیادت میں پیپلز پارٹی ہے۔ اور دوسری نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ ہے۔ پیپلز پارٹی پر ہمیشہ سے بھٹو خاندان حاوی رہا ہے۔ لیکن اس بار وہ دو کیمپوں میں

تقسیم ہو گئی ہے۔ بے نظیر اور مرتضیٰ بھٹو کی باہمی محاذ آرائی سے پیپلز پارٹی کو سندھ میں نقصان ہو گا۔ دوسری جانب مسلم لیگ بھی دو دھڑوں میں بٹ گئی ہے۔ مسلم لیگ کی انتخابی مہم میں پیپلز پارٹی پر 1971ء میں پاکستان توڑنے اور 1977ء میں مارشل لاء کے نفاذ کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔ جبکہ پیپلز پارٹی کی جانب سے مسلم لیگ اور نواز شریف کی حکومت پر بدعنوانی کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ جماعت اسلامی نے بعض مذہبی جماعتوں کے اشتراک سے پاکستان اسلامک فرنٹ کے نام سے ایک نیا اتحاد قائم کر لیا ہے۔ فرنٹ اپنی انتخابی مہم میں دونوں بڑی جماعتوں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کو تند و تیز تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔ دونوں پر ملک لوٹنے اور امریکہ کا پٹھو ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اسلامک فرنٹ کی اس مہم سے بالواسطہ طور پر پیپلز پارٹی کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

سعودی عرب کے کثیر الاشاعت انگریزی روزنامے "عرب نیوز" نے پاکستان کی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ اگر مسلم لیگ (نواز گروپ) اور اسلامک فرنٹ کے درمیان اتحاد قائم نہ ہوا تو پاکستان میں پیپلز پارٹی ایک مرتبہ پھر اقتدار میں آ جائے گی۔ نواز شریف کی شکست کا سبب قاضی حسین احمد ہوں گے۔ نواز شریف پنجاب کی حد تک کامیابی حاصل کر لیں گے لیکن باقی صوبوں سندھ، سرحد اور بلوچستان میں انہیں سخت صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا۔

"سعودی گزٹ" نے اپنے تبصرہ میں لکھا ہے کہ پاکستان کے عام انتخابات میں حصہ لینے والی دونوں بڑی پارٹیوں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کہ دونوں میں روایتی حکمران طبقوں یعنی بڑے جاگیرداروں، زمینداروں اور صنعت کاروں کا غلبہ ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں۔

انتخابی مہم کے آخری چار دن

6 اکتوبر 93ء کو قومی اسمبلی کے انتخابات کے لئے 4 اکتوبر رات بارہ بجے تک انتخابی مہم چلانے کی اجازت تھی۔ اس دوران شریک جماعتوں نے اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

جلسوں کے علاوہ مسلم لیگ کی انتخابی مہم پاکستان کے تمام روزناموں میں صفحہ اول پر شائع ہونے والے بڑے اشتہاروں کے ذریعے بھی جاری تھی۔ اخباری اشتہارات کا مضمون تھا:

"بدھ 6 اکتوبر فیصلے کا دن۔ آپ ووٹ نہیں دیں گے بلکہ مستقبل کا فیصلہ کریں گے کہ:

خواتین کی عزت و آبرو کی حفاظت یا ریپ کے ملزم کے سرپرست کی صدارت؟

مقبوضہ کشمیر کی عزت و آبرو کی حفاظت یا ان کی قربانیوں کا سودا؟

قبلہ اول کی یہودیوں سے آزادی یا اس سے امت کی محرومی!

ملک میں امن و امان یا ماں، بیٹی، بیٹے اور داماد میں اقتدار کے لئے خانہ جنگی؟
اپنا فیصلہ سنائیں.... اپنا ووٹ استعمال کریں!
انتخابی نشان.... شیر"

سپاہ صحابہ کی حمایت

4 اکتوبر کو سپاہ صحابہ کے مرکزی رہنما مولانا ضیاء الرحمان فاروقی، مولانا ضیاء القاسمی اور قاری محمد حنیف نے اپنے مشترکہ بیان میں نواز شریف کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نفاذ، جہاد کشمیر کی کامیابی اور ایٹمی پروگرام کی تکمیل کے لئے مسلم لیگ کی حمایت ضروری ہے۔

نواز شریف کا کھلا خط

4 اکتوبر کو ملک کے مختلف روزناموں میں نواز شریف نے تحریک اسلامی کے کارکنوں کے نام ایک خط شائع کرایا جس کی فوٹو کاپی درج ہے۔ اس خط کا مقصد یہ تھا کہ جماعت اسلامی سے متعلق افراد مسلم لیگ کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کریں۔

آخری جلسہ

4 اکتوبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک بہت جلسے سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ کل عوام کا سیلاب تیروں، کاروں اور مافیا کو بہالے جائے گا۔ ہم اقتدار میں آکر عوام کی تقدیر بدل دیں گے اور پورے ملک میں ترقی کے چراغ روشن کریں گے۔ پاکستان توڑنے والی سرکس پارٹی نامراد اور ناکام ہوگی۔ شکست ڈگڈگی بجانے والوں کا مقدر بن چکی ہے۔ بے نظیر صرف جلاؤ اور گھیراؤ کی سیاست کرتی ہیں۔ انہیں بیس سے زیادہ نشستیں نہیں ملیں گی۔ یہودیوں کی سازش کے تحت ووٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ بے نظیر اور قاضی حسین احمد امریکہ کے اشارہ پر سارا ڈرامہ کر رہے ہیں۔ عوام مسلم لیگ کو بھاری اکثریت سے کامیاب بنا کر اس سازشی ٹولے کی ہمیشہ کے لئے چھٹی کر دیں جلسہ گاہ میں آمد پر نواز شریف کا زبردست اور پرجوش استقبال کیا گیا۔ استقبالی ہجوم میں مرد اور خواتین نعرے لگا رہے تھے:

"دیکھ دیکھ رب کی شان ... شیر کو ملا شیر کا نشان"





نواز شریف کا کھلا خط

محترم ارکانِ تحریکِ اسلامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے کشمیر کا سودا کرنے والوں کو
- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے ایٹمی پروگرام ختم کرنے والوں کو
- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے [illegible] والوں کو
- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے [illegible]

جن قوتوں کو آپ ۲۵ سال سے [illegible]

[illegible] ضمیر کی آواز اور تنظیمی تقاضوں کی یہ کشمکش واقعی ایک بڑا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کی طرح میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ صرف ایک شخص کے کھیل کے لیے جماعت میں کوئی شگاف پڑ جائے۔ میں جماعت کا ہمیشہ ممنون رہا ہوں۔ اسی لیے مجھے کوئی گلہ نہیں۔ آپ کے جذبات کا اندازہ کر کے میرے دل میں آپ کی قدر و احترام میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

میں آپ کے تعاون [illegible] کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ [illegible]

آپ کا [illegible]

پیرپگاڑا کی پیش گوئی

4 اکتوبر کو پیرپگاڑا نے خیرپور میں کہا کہ نواز شریف پھر ملک کے وزیراعظم ہوں گے۔ انہیں ہماری آشیرباد حاصل ہے۔ پیپلزپارٹی شیر کے سامنے آکر حواس باختہ ہوگئی ہے۔ غنڈوں بدمعاشوں اور لٹیروں کو ہمیشہ کے لئے سیاست سے باہر کر دیں گے۔ پیپلزپارٹی کی حکومت کسی صوبے میں بھی نہیں بن سکے گی۔

نواز شریف نے انتخابی مہم کے دوران 159 جلسوں سے خطاب کیا۔

پریس کانفرنس

5 اکتوبر کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمیں اپنی فتح صاف نظر آ رہی ہے۔ دو تہائی اکثریت حاصل کر کے ہم اپنی مضبوط اور مستحکم حکومت بنائیں گے۔ سندھ میں بھی ہم پیپلزپارٹی کو حیران کرنے والے نتائج حاصل کریں گے۔ عوام نے پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آئندہ حکومت کی تشکیل کے لئے ہم نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ ماہرین کی کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں۔ ہم اصولوں پر قائم سیاست کو پروان چڑھائیں گے۔ اپنے ادھورے کام مکمل کریں گے اور نئی اصلاحات نافذ کریں گے۔ ہماری کابینہ مختصر ہوگی۔

6 اکتوبر کو مسلم لیگ نے روزناموں میں یہ بڑا اشتہار شائع کرایا:

”صرف شیر پر مہر لگائیں ... اپنا ووٹ پہلے دیں اور ناشتہ بعد میں کریں۔“

پاکستان پیپلزپارٹی

یکم اکتوبر کو پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگرام ”الیکشن آور“ میں بے نظیر نے کہا کہ ہم کسی کے مخالف نہیں۔ صحیح قیادت اور صحیح نظام چاہتے ہیں۔ لوٹوں کی سیاست کا دور ختم ہوچکا۔ ہم استحصال سے پاک معاشرہ کا قیام چاہتے ہیں۔ ”آپ کے دروازے پر حکومت“ کا انقلابی نعرہ ہم نے دیا ہے۔ خالی پیٹ پاکستان مضبوط نہیں ہوسکتا۔ ہم مہنگائی اور بے روزگاری کو ختم کر کے معیشت کو مضبوط بنائیں گے۔ ہماری معیشت تباہ ہوچکی ہے اور عام شہری مجبور ہے۔ ہم موٹروے اور ییلو ٹیکسی جیسے فضول منصوبوں پر اخراجات کرنا نہیں چاہتے۔ ہم عدلیہ کو آزاد بنائیں گے۔ آٹھویں ترمیم ختم ہونا چاہئے لیکن تمام اختیارات بھی صرف وزیراعظم کے ہاتھوں میں نہ ہوں۔ کچھ اختیارات صدر اور کچھ قائد حزب اختلاف کے پاس ہوں۔ بیرونی دنیا پاکستان پر الزامات لگا رہی ہے۔ امریکہ کے ساتھ تلخیوں کو ختم کر کے اسے پریسلر ترمیم ختم کرنے پر

آمادہ کرنا چاہئے۔

12 اکتوبر کو کراچی کے مختلف علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ اب کوئی خفیہ ہاتھ یا کوئی بابا نواز شریف کا ساتھ نہیں دے گا۔ 3 اکتوبر کو شیخوپورہ میں کہا کہ مسلم لیگ کے نزدیک مسلمان صرف وہ ہے جو بیت المال کا پیسہ کھاتا ہو۔ نواز لیگ پر ڈرگ مافیا کا قبضہ ہے۔ پاکستان بنانے والی مسلم لیگ اب پیپلز پارٹی میں تبدیل ہوچکی ہے۔ ہم پاکستان کو قبضہ گروپ سے آزاد کرائیں گے۔

4 اکتوبر کو اپنے آخری انتخابی جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے لاہور میں کہا کہ 6 اکتوبر کو انصاف، سچ، غریبوں، مزدوروں اور محنت کشوں کی فتح ہوگی۔ عوام نے پیپلز پارٹی کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ عوام لانگ مارچ میں ہمارا ساتھ نہ دیتے تو ظلم کے نظام کا خاتمہ نہ ہوتا۔ ضیا باقیات کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ عوام نواز شریف گروپ کو سیاسی میدان سے نکال باہر کریں گے۔

5 اکتوبر کو غیر ملکی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف نوشتہ دیوار پڑھ لیں۔ فتح ہمارا مقدر ہوچکی ہے۔ میں باآسانی نواز شریف کو شکست سے دوچار کر سکتی ہوں۔ وہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ پیپلز پارٹی انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کرے گی۔ ہم پاکستان کو اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلائیں گے۔ ہم نے صرف وہی وعدے کئے ہیں جنہیں ہم پورا کر سکتے ہیں۔ امریکہ کے ساتھ تعلقات میں حائل رکاوٹیں دور کرنا ہوں گی۔ اسی دوران امریکہ سے شائع ہونے والے ایک جریدے "نیویارکر" میں کہا گیا کہ 1988ء میں امریکی سفیر رابرٹ اوکلے کے ایماء پر اس وقت کے صدر غلام اسحاق خاں نے بے نظیر کو وزیراعظم کے عہدہ کے لئے نامزد کیا تھا۔ بے نظیر نے 121 جلسوں سے خطاب کیا۔

اخباری اشتہار

6 اکتوبر کو پیپلز پارٹی نے ملک کے روزناموں میں یہ اشتہار شائع کرایا:

"آج تیر کا دن ہے... بے نظیر کا دن ہے"

"آج ہر تیر نشانہ پر لگنا چاہئے"

پاکستان اسلامک فرنٹ

یکم اکتوبر کو مالاکنڈ میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف ہمارے خلاف کروڑوں روپے خورد برد کرنے کے الزامات اس لئے لگا

رہے ہیں کیونکہ فرنٹ ان کو سیاست سے ناک آؤٹ کرنے کے لئے میدان میں آگیا ہے۔ ہم خدا کے حکم سے میدان میں اترے ہیں اور خدا کے حکم ہی سے فتح کا جھنڈا اگاڑ دیں گے۔ ہم غریبوں، مزدوروں اور بیواؤں کی حکومت قائم کریں گے جس میں نہ کسی پر ظلم ہو گا اور نہ رشوت ہو گی۔ مسائل کا واحد اسلامی نظام کے نفاذ میں مضمر ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اسمبلیوں میں اسلام پسند نمائندوں کی اکثریت ہو۔ یہ اعزاز انشاء اللہ اب اسلامک فرنٹ کو حاصل ہو گا۔ فیصلے کی اس گھڑی میں عوام نے دانش مندی سے کام لیا تو اندھیرے دور ہو جائیں گے اور ملک کی تقدیر بدل جائے گی۔ انصاف کا بول بالا ہو گا۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں بڑے سکینڈلوں میں ملوث رہے ہیں۔ عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر دونوں کے ہاتھ سیاہ ہو چکے ہیں۔ دونوں کے نظریات میں کوئی فرق نہیں اسی لئے معین قریشی نے انہیں مخلوط حکومت بنانے کا مشورہ دیا۔ فرنٹ کی صورت میں ایک انقلابی قوت سامنے آگئی ہے۔ عوام اینٹی پروگرام پر سودے بازی کرنے والوں کو ووٹ نہیں دیں گے۔ اس انتخاب کے نتائج سب کو حیران کر دیں گے۔ 12 اکتوبر کو مختلف ریلیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم عوام کی طاقت سے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ سیاست کا خاتمہ کر دیں گے۔ پیپلز پارٹی نے قوم اور ملک کو تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا ہے۔

اسلامک فرنٹ نے ملک کے روزناموں میں یہ اشتہار شائع کرائے:

"آزمائے ہوئے کو مت آزمائیں، ماضی کے دونوں حکمرانوں کو آپ دیکھ چکے ہیں۔

ایک قرآن کے حکم کو وحشیانہ کہنے والی، دوسرا اسلام کا نعرہ لگا کر اس سے پھرنے والا جس کا دستور قرآن و سنت کی بالادستی کے ذکر تک سے خالی، دونوں کے ساتھی قرضوں کی رقوم ہڑپ کرنے والے، آپ کا خزانہ لوٹنے والے، پلاٹ اور پرمٹ کے بھوکے، لوٹے اور لٹیرے کمیشن اور کرپشن کے فن کار۔

الحمدللہ قاضی حسین احمد اور ان کے ساتھی بے داغ اور بے کردار۔"

3 اکتوبر کو گوجر خاں میں ایک بہت بڑے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ اقتدار کے حصول کے لئے نواز شریف اور بے نظیر کی نظریں امریکہ بہادر پر لگی ہوئی ہیں۔ لیکن اب قوم کی قسمت کا فیصلہ ان دونوں کو نہیں کرنا ہے۔ فرنٹ کی صورت میں انقلابی قوت سامنے آگئی ہے۔ ہمارا بھروسہ صرف اللہ اور اس کے رسول پر ہے۔ ظالموں سے انتقام لینے کے لئے عوام فرنٹ کو مضبوط کریں۔ میں ظالموں کے گریبانوں میں ہاتھ ڈال کر مظلوم اور پسے ہوئے عوام کے حقوق ان سے اگلواؤں گا۔ صدیوں کے ظلم کا حساب لوں گا، ظلم کے خاتمے کے لئے ہم نے نواز شریف کا ساتھ دیا لیکن انہوں نے اپنا کوئی وعدہ پورا نہیں کیا۔ میں نے الزام تراشی پر نواز شریف کے خلاف ایک ارب روپے ہرجانے کا دعویٰ کیا ہے یہ رقم عوام میں تقسیم کر دیں گے۔ بے نظیر جس اسلام کی بات کرتی ہیں اس میں شراب اور سود حلال ہے۔

بغل میں چھری منہ میں رام رام

جناب نواز شریف!

ہم نے اسلامی جمہوری اتحاد بنایا.......... ناراض جونیجو کو ساتھ ملایا

پورے پاکستان میں جتوایا.......... نہ وزارتیں مانگیں نہ مشاورتیں



ہم خاموش رہے
ہم دیکھتے رہے

- تمہارے مہربانوں کے ہاتھوں کراچی میں ہمارے لاشے تڑپتے رہے۔
- جہاد افغانستان کے دشمن تمہاری گود میں پلتے رہے۔
- امریکہ کے اشارے پر کشمیریوں کے کیمپ اکھڑتے رہے۔
- قرآن و سنت کی بالادستی کے وعدے ٹلتے رہے۔
- تمہارے وزیر مانگیل جیکسن اور میڈونا کے سنگ تھرکتے رہے۔
- آپ نے "بڑی برائی" کو محب وطن ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا اور امور خارجہ کمیٹی کے سر پر بٹھایا۔ زرداری کو چوبیس گھنٹے میں لانڈھی جیل سے لندن پہنچایا۔
- تم نے سود کے خلاف شریعت کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کر کے خدا اور رسولؐ سے بغاوت کی تو ہم نے تم سے بغاوت کی۔
- تم نے آئی جے آئی کے منشور سے بے وفائی کی اور آئی جے آئی کی حکومت کو اپنی بادشاہت میں بدلا۔
- بڑے اہتمام سے بنیاد پرست مسلمان ہونے سے برأت کا اعلان کیا۔
- سرحد، بلوچستان اور سندھ میں نسل پرستوں اور علیحدگی پسندوں سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہو اور پھر بھی اسلام دوستوں سے ووٹ مانگتے ہو۔
- قوم نے بڑی برائی اور دیگر برائیوں کے سدباب کے لئے تمہیں جو زبردست مینڈیٹ دیا تھا تم اس میں بری طرح ناکام رہے۔ اس کھلی ناکامی کے بعد اب کس منہ سے دوبارہ مینڈیٹ مانگتے ہو۔
- اس سب کے باوجود ہم نے کہا کہ تم منشور سے بے وفائی کی غلطی کا علانیہ اعتراف کرو۔ قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کا اعلان کرو۔ سپریم کورٹ سے سود جاری رکھنے والی اپیل واپس لو۔ نسل پرستوں اور علیحدگی پسندوں سے برأت کرو تو ہم تم سے بات کر سکتے ہیں۔ لیکن تم نے یہ بھی نہ کیا۔
- لہٰذا اب جماعت کے تمام کارکن مجلس شوریٰ کے فیصلہ پر یکسو اور متحد ہیں۔
- موتمن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جا سکتا۔
- **یاد رکھو..... پاکستان کے عوام 6 اکتوبر کو ہر پولنگ سٹیشن میں کار پر مہر لگا کر جھوٹ، منافقت، کرپشن اور امریکی اثر و رسوخ کے خلاف نفرت کا اظہار کریں گے۔ جیت کے سفر کا آغاز کریں گے۔**

کارکنان ○ جماعت اسلامی پاکستان

4 اکتوبر کو کراچی میں مختلف مقامات پر جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ کراچی کے عوام پر ہمیشہ ظلم کیا گیا ہے۔ انہیں محبت دی جائے تو وہ اس سے بڑھ کر محبت دیں گے۔ غریب اور مظلوم عوام اسلامک فرنٹ کے پرچم تلے متحد ہو گئے ہیں۔ انہوں نے فرنٹ کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ قوم چوروں، لٹیروں اور لوٹوں سے حساب لے گی۔ نواز شریف اور بے نظیر اب عوام کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ معین قریشی نے ایٹمی پروگرام ختم کرنے اور مقبوضہ کشمیر کی تقسیم کی بات کی لیکن ان دونوں نے چپ سادھے رکھی۔ 6 اکتوبر کا سورج مظلوموں کے لئے مسرت کا پیغام لے کر طلوع ہو گا۔ اس روز ہم اسلامی نظام کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔

نواز شریف کے کھلے خط کا جواب

5 اکتوبر کو کارکنان جماعت اسلامی کی جانب سے ملک کے روزناموں میں نواز شریف کے کھلے خط کے جواب میں اشتہار شائع کرایا گیا اس کی فوٹو کاپی درج ہے۔

5 اکتوبر کو قاضی صاحب نے قوم سے اپیل کی کہ وہ الیکشن کا دن جہاد سمجھ کر گزاریں۔ ایسے بے غرض اور مخلص نمائندوں کو منتخب کریں۔ جو ملک کو بحران سے نکال سکتے ہوں۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے ملک کو بحران میں دھکیلا تھا۔ انہیں دوبارہ منتخب کیا گیا تو ملک پھر ایک نئے بحران سے دوچار ہو سکتا ہے۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں اقتدار میں آتے ہی کرپشن، پلاٹ، پرمٹ اور پیسے کی سیاست شروع کر دیتے ہیں اور امریکہ کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں۔ دونوں جماعتوں میں خود غرض، سرمایہ دار، قرضہ خور، ٹیکس چور اور وفاداریاں تبدیل کرنے والے موجود ہیں۔ اسلامک فرنٹ نے پورے ملک میں بے غرض اور مخلص نمائندوں کو متعارف کرایا ہے۔ عوام پولنگ بوتھ پر ہر خوف اور دباؤ سے آزاد ہو کر خدا اور ضمیر کی آواز کو ملحوظ رکھ کر اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کرتے ہوئے محب وطن اور باکردار لوگوں کو ایوانوں میں بھیجیں۔

قاضی صاحب نے 119 مقامات پر جلسوں سے خطاب کیا۔

6 اکتوبر کو اسلامک فرنٹ نے اپنے اخباری اشتہارات میں کہا کہ:

"کار پر مہر لگائیں ... لٹیروں سے جان چھڑائیں۔"

اس انتخابی مہم میں نواز شریف، قاضی حسین احمد اور بے نظیر بھٹو روزانہ 18 سے 20 گھنٹے تک مصروف رہے۔ بی بی سی نے بھی اپنی نشریات میں کہا کہ ان تینوں نے پوری قوت کے ساتھ اپنی انتخابی مہم چلائی۔

ایم کیو ایم

یکم اکتوبر کو الطاف حسین نے الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔
اپنے ایک نوجوان کارکن کوکب منیر کے قتل کی واردات کے بعد ایم کیو ایم نے مطالبہ کیا کہ کور کمانڈر جنرل نصیر اختر فوری طور پر ایم کیو ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو کا دورہ کریں اور پورے پروٹوکول کے ساتھ آ کر ہمارے شہداء کے لئے فاتحہ خوانی کریں لیکن کور کمانڈر نے یہ کہتے ہوئے اس درخواست کو رد کر دیا کہ وہ ایک سپاہی ہیں اور یونیفارم میں کسی جماعت کے دفتر کا دورہ نہیں کر سکتے۔ تاہم مقامی کمانڈر غمزدہ خاندان سے اظہار تعزیت کر سکتے ہیں۔
فوجی ذرائع نے بتایا کہ جنرل عبدالوحید نے ایم کیو ایم کے دونوں دھڑوں سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کر کے انہیں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے انتخابی جلسوں کو بھرپور تحفظ فراہم کریں گے۔ اس وقت الطاف گروپ نے کہا تھا کہ وہ انتخابات میں بھرپور حصہ لے گا لیکن اس ملاقات کے 72 گھنٹے بعد ایم کیو ایم نے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ اس سے قبل 4 جنوری 1993ء کو بھی ایف آئی اے کے ہیڈ کوارٹرز میں الطاف گروپ اور آفاق گروپ کے درمیان بقائے باہمی کے لئے ایک تحریری معاہدہ طے پا گیا تھا۔ لیکن نہ فریقین نے اس کی پابندی کی اور نہ ہی حکومت نے اس پر عملدر آمد کو یقینی بنایا۔
الیکشن کمیشن نے ایم کیو ایم سے کہا کہ وہ بائیکاٹ کے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ کمیشن نے حکومت سندھ کو ہدایت دی کہ وہ جائز شکایات کا ازالہ کرے اور دو دن کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے۔ سندھ کے نگران وزیر اعلیٰ علی مدد شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم کو انتخابات میں حصہ لینے کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے گی۔ وہ بائیکاٹ کے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ انتخابات کے التواء کا کوئی امکان نہیں۔ گورنر سندھ حکیم سعید نے کہا کہ میں ایم کیو ایم کو بائیکاٹ ختم کرنے پر رضا مند کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان کے بیشتر انتخابی دفاتر کھلوا دیئے گئے ہیں۔ ان سے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ کچھ نشستیں مخالفین کو دے دیں۔ حکومت کسی دباؤ میں نہیں آئے گی۔ وفاقی حکومت نے کہا کہ انتخابات کے التواء کے سوا ایم کیو ایم کے تمام جائز مطالبات منظور کئے جا سکتے ہیں۔
نواز شریف نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایم کیو ایم کی جائز مشکلات کا ازالہ کیا جائے۔ انہوں نے الطاف حسین سے بھی اپیل کی کہ وہ عوام کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کی آزادی سے محروم نہ کریں۔ بے نظیر نے کہا کہ 1985ء میں ہم نے الیکشن بائیکاٹ کر کے غلطی کی تھی۔ ایم کیو ایم ہمارے تجربہ سے سبق حاصل کرے اور الیکشن میں حصہ لے۔ کسی کو ہٹانے یا لانے کا مطالبہ درست نہیں۔ ایم کیو ایم کے بائیکاٹ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کراچی کے عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ پیپلز پارٹی کے اقبال حیدر نے کہا کہ اپنی مرضی کا ماحول نہ دیکھ کر ایم کیو ایم

والے بھاگ گئے۔

حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی مہاجروں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ ہم نے کبھی فرار کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ مہاجروں کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ناکام بنا دیا جائے گا۔ ووٹروں کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

3 اکتوبر کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ سندھ کے انتخابات جانبدارانہ ہوں گے۔ یقین دہانی کے باوجود حکومت نے حالات ٹھیک نہیں کرائے۔ بائیکاٹ کا فیصلہ بہت سوچ بچار کے بعد کیا گیا ہے۔ عوام الیکشن کا بھرپور بائیکاٹ کریں گے۔ "گلف نیوز" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بائیکاٹ کا فیصلہ ایک فاش غلطی اور جلد بازی میں کھیلا گیا ایک جوا ہے جس سے ایم کیو ایم کو نقصان پہنچے گا۔

4 اکتوبر کو کراچی ہیڈ کوارٹرز میں افسران سے خطاب کرتے ہوئے جنرل وحید نے کہا کہ انتخابی عمل کو سبوتاژ کرنے کی کوئی سازش یا تحریک برداشت نہیں کی جائے گی۔ ایم کیو ایم کا طرز عمل افسوسناک ہے۔ اس موقع پر کور کمانڈر جنرل نصیر نے کہا کہ اپنی مشکلات کے ازالے کے لئے ایم کیو ایم ہم سے رابطہ کرے۔

4 اکتوبر کو راولپنڈی میں ایک فوجی ترجمان نے کہا کہ نہ تو ایم کیو ایم کو انتخابی مہم چلانے سے روکا گیا ہے اور نہ ہی اسے چند نشستوں تک محدود کرنے کی بات کی گئی ہے۔ حکومت نے ایم کیو ایم کے امیدواروں کو ہر ممکن حفاظتی اقدامات فراہم کئے تاکہ انتخابات میں ان کی شمولیت کو یقینی بنایا جا سکے۔ اگر کسی حلقہ میں انہیں زیادہ اضافی حفاظتی اقدامات درکار ہوتے تو حکومت وہ بھی فراہم کرنے پر آمادہ تھی۔ 4 اکتوبر کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ایم کیو ایم کو انتخابات کا بائیکاٹ نہیں کرنا چاہئے۔

عدالت عالیہ کا فیصلہ

حکومت سندھ نے مئی میں ضابطہ فوجداری 54 کے تحت ایم کیو ایم کے ڈاکٹر عمران فاروق، صفدر باقری، خالد مرتضیٰ، اسامہ قادری، انیس احمد قائم خانی اور اسلم شہزاد سمیت بارہ افراد کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے پر سات لاکھ اور تین لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کیا تھا۔

ایم کیو ایم نے سروں کی قیمت مقرر کرنے کے اس اعلان کو سندھ ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا۔ 5 اکتوبر کو عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے اس اعلان کو کالعدم قرار دے کر حکومت سندھ کو حکم دیا کہ وہ بارہ افراد کو فی کس پانچ پانچ ہزار روپے معاوضہ ادا کرے۔

5 اکتوبر کو سرکاری ترجمان نے بتایا کہ 5 اکتوبر کو رات گئے تک الطاف گروپ کو بائیکاٹ ختم کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے کوششیں جاری رہیں۔ صدر وسیم سجاد اور فوج کے اعلیٰ حکام

نے اس ضمن میں ایم کیو ایم کے رہنماؤں سے رابطے کئے۔ لیکن ایم کیو ایم کے اس اصرار پر قائم رہنے کے باعث کہ انتخابات سات روز کے لئے ملتوی کئے جائیں اور حقیقی کے تمام سرکردہ لیڈر فوری طور پر گرفتار کئے جائیں۔ یہ کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں۔

الیکشن کمیشن کی وضاحت

5 اکتوبر کو الیکشن کمیشن نے سیاسی پارٹیوں، رہنماؤں، امیدواروں اور ووٹروں کی توجہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 171 (ج) کی جانب مبذول کرائی جس کے تحت کسی کو بالواسطہ یا بلاواسطہ، زبانی یا تحریری طور پر انتخابات کے بائیکاٹ کی ترغیب دینے، اس پر اکسانے، آمادہ کرنے یا روکنے کے مرتکب شخص کو تین سال تک کی قید یا پانچ لاکھ روپے تک کے جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

حقیقی کے سربراہ آفاق احمد نے کہا کہ حکومت اور انتظامیہ دہشت گردوں کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ ہم ووٹروں کو روکنے کی ہر کوشش ناکام بنا دیں گے۔ عوام نے الطاف حسین کو مسترد کر دیا ہے۔ انہوں نے ووٹروں سے اپیل کی کہ وہ قوم کی بقاء کے لئے اپنا ووٹ ضرور استعمال کریں۔

الیکشن سے ٹھیک ایک دن قبل 5 اکتوبر کو کراچی میں جلاؤ اور گھیراؤ شروع ہوگیا، جگہ جگہ فائرنگ کی گئی، مسلح افراد اچانک سڑکوں پر نمودار ہوگئے۔ انہوں نے آتش گیر مادہ پھینک کر چھ گاڑیاں نذر آتش کردیں۔ الطاف گروپ کے حامی علاقوں گلبہار، ناظم آباد، پاک کالونی، شمالی ناظم آباد اور لیاقت آباد میں فائرنگ شروع ہو گئی۔ پتھراؤ کر کے ٹریفک معطل کر دیا گیا۔ فائرنگ سے ایک نوجوان ہلاک ہوگیا۔ لیاقت آباد میں پولیس دین پر حملہ سے چھ پولیس کانسٹیبل زخمی ہوگئے۔ حیدر آباد میں بھی فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے دو افراد ہلاک ہوگئے۔

الطاف حسین نے کہا تھا کہ ان کا اجتماع پُرامن ہو گا اور حکومت کا کہنا تھا کہ کسی کو قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ لیکن دونوں ہی اپنے وعدوں کے ایفا میں ناکام رہے۔ انتخابات سے ایک دن پہلے جلاؤ، گھیراؤ اور فائرنگ کا مقصد لوگوں کو خوفزدہ کرنا تھا کہ وہ ووٹ ڈالنے کے لئے اپنے گھروں سے نکلنے کی غلطی نہ کریں ورنہ خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔

اسلامی جمہوری محاذ

محاذ کے رہنما مولانا نورانی نے حیدر آباد میں کہا کہ پاکستان کی تقدیر نظام مصطفیٰ سے وابستہ ہے۔ غیر ملکی ایجنٹ مشرقی پاکستان کی تاریخ دہرانا چاہتے ہیں۔ آزمائے ہوئے کو آزمانا گھاٹے کا سودا ہو گا۔ کفر کی قوتیں پھر متحد ہو گئی ہیں۔ آئندہ انتخابات میں متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی قیادت کو منتخب کیا جائے۔

متحدہ دینی محاذ

محاذ کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کراچی میں کہا کہ ہماری جنگ باطل نظریات اور لادینی قوتوں کے خلاف ہے۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نے غریب عوام کے مسائل حل نہیں کئے۔ مسلم لیگ نے دینی جماعتوں کی حمایت سے اقتدار میں آ کر اسلام کے خلاف بغاوت کی۔ کشمیر کا سودا کرنے کے لئے امریکہ نواز شریف یا بے نظیر کو لانا چاہتا ہے۔

میر مرتضیٰ بھٹو

4 اکتوبر کو بدین میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بیگم نصرت بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے مارشل لاء کا ساتھ دینے والوں کو ٹکٹ دیئے ہیں۔ کارکنوں کی قربانیوں کا سودا کر کے چوروں اور لٹیروں کو ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ میں پارٹی کے اس طرز عمل پر شرمسار ہوں اور معافی کی خواستگار ہوں۔ آغا سراج درانی اور ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے پارٹی کے نام پر کروڑوں روپے کے پلاٹ حاصل کر کے شہید بھٹو کی پارٹی کو بدنام کیا۔ عوام بھٹو کے وارث مرتضیٰ کو کامیاب بنائیں۔ میری زندگی تھوڑی رہ گئی ہے۔ میں بھٹو کی نشانی عوام کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔ راؤ رشید نے کہا کہ بے نظیر کی امریکی سفیر سے ملاقات پر کسی کو حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ وہ جب بھی مشکلات میں گھر جاتی ہیں تو امریکہ اور غیر ملکی قوتوں سے مدد مانگتی ہیں۔ انہیں اپنی شکست صاف نظر آ رہی ہے۔

تحریک استقلال

3 اکتوبر کو "الیکشن آور" پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے پارٹی کے سربراہ اصغر خاں نے کہا کہ عوام کا جمہوریت پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ صنعتی انقلاب کے بغیر خوش حالی ممکن نہیں۔ زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے فاضل زمینیں کسانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ صدر،

وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ اور سرکاری افسران کا احتساب ہونا چاہئے۔ تحریک استقلال صوبائی خودمختاری کے حق میں ہے۔ متناسب نمائندگی کا نظام اپنایا جائے۔

فلور کراسنگ

فلور کراسنگ کے آرڈیننس کی چار ماہ کی مدت ختم ہونے کے بعد قائم مقام صدر وسیم سجاد نے اس کی تجدید پر اپنے دستخط ثبت کرنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ اب یہ کام پارلیمنٹ پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ اسے باقی رکھتی ہے یا اس میں کوئی ترمیم کرتی ہے۔

شناختی کارڈ

لاہور ہائی کورٹ نے پیپلز پارٹی کے عارف اقبال بھٹی اور یوسف صلاح الدین کی رٹ درخواستیں مسترد کرتے ہوئے ووٹروں کے لئے شناختی کارڈ کی پابندی کو جائز قرار دے دیا۔

وزیراعظم کا خصوصی طیارہ

معین قریشی نے نواز شریف کے دور حکومت میں وزیراعظم کے لئے خریدے گئے بوئنگ طیارے 737 کو پھر پی آئی اے کے حوالے کر دیا۔ اس سے قبل 20 مئی 1993ء کو نگران وزیراعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد بلخ شیر مزاری نے اسے یہ کہہ کر ایئر لائن کے حوالے کر دیا تھا کہ یہ ایک سفید ہاتھی ہے۔ لیکن سپریم کورٹ سے اپنی حکومت کی بحالی کے بعد نواز شریف نے یہ طیارہ دوبارہ واپس لے لیا۔

قائم مقام صدر کا خطاب

5 اکتوبر کو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے صدر وسیم سجاد نے کہا کہ نہ تو ہم کسی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی سے عناد۔ ہم عوامی مینڈیٹ کا کسی ذہنی تحفظ کے بغیر مکمل احترام کریں گے۔ عوام اپنی رائے کا بھرپور اظہار کریں اور بھاری تعداد میں ووٹ ڈالیں۔ کسی لالچ یا دباؤ میں آئے بغیر اپنے ضمیر کی آواز پر فیصلہ کریں۔ اسی پر قوم کے مستقبل کا دارومدار ہے۔ حکومت نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔

5 اکتوبر کو نگران وزیراعظم معین قریشی نے اپنے قومی خطاب میں کہا کہ مجھے انتخابات کے لیے بلایا گیا تھا۔ میری اولین ترجیح یہی ہے اور وقت مل جاتا تو ملک کے لیے مزید کام کرنا

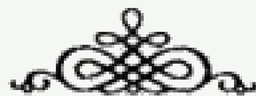
چاہتا تھا۔ میں کہیں جا نہیں رہا۔ ملک کو میری ضرورت پڑی تو انکار نہیں کروں گا۔ جب تک مستحکم حکومت قائم نہیں ہوگی، ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوگا۔ مخلوط حکومت کی تجویز سنجیدہ نہیں تھی۔ لیڈر شپ اچھی ہو تو ہمارا ملک بھی سنگا پور اور کوریا بن سکتا ہے، مسئلہ کشمیر حل ہوگا۔ اس بارے میں بھارت کی اپروچ بہت خراب ہے۔ نادہندگان کی فہرستوں کی اشاعت جاری رہنی چاہئے۔ اُنھوں نے وضاحت کی کہ نہ وہ صدارتی اُمیدوار ہیں اور نہ ہی ریفرنڈم کرانا چاہتے ہیں۔

چیف الیکشن کمشنر جسٹس نعیم نے کہا کہ منصفانہ اور آزادانہ انتخابات کے لیے ہر ممکن اقدام کیا۔

سروے رپورٹ

14 اکتوبر کو شائع ہونے والی ایک نجی ادارے کی سروے رپورٹ کے مطابق مسلم لیگ قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کر کے اپنی حکومت بنا لے گی۔ ادارے کا سروے کے مطابق مسلم لیگ کو 98 اور پیپلز پارٹی کو 73 اور اسلامک فرنٹ اور دیگر جماعتوں کو مجموعی طور پر 20 نشستیں ملنے کی توقع ہے۔

پاکستانی تجزیہ نگار قومی اخبارات میں شائع ہونے والے اپنے کالموں میں مسلسل نواز شریف کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ وہ حقیقت پسندی سے کام لیں اور قاضی صاحب کو اعتماد میں لے کر اُن کی جائز شکایات کا ازالہ کریں۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلامک فرنٹ کو بھی ایسی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔ جس کی وہ توقع کر رہا ہے۔ چند نشستیں ملنے کی صورت میں فرنٹ کبھی بھی پیپلز پارٹی کے ساتھ مخلوط حکومت میں شرکت پر آمادہ نہیں ہوگا۔ اس لیے نواز شریف اور فرنٹ کے درمیان مفاہمت نہ ہونے کی صورت میں فرنٹ بھی گھاٹے میں رہے گا۔ اور مسلم لیگ کو بھی تھوک کے بھاؤ نقصان پہنچے گا۔



باب 5

فیصلہ کا دن

انتخابی گہما گہمی کے بعد آخر کار بدھ 6 اکتوبر قومی اسمبلی کے لیے انتخابات کا دن نمودار ہوگیا۔ آج پولنگ صبح سات بجے سے شروع ہو کر شام ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہے گی۔ بدھ کے دن ہماری قومی تاریخ میں اہم واقعات رونما ہوتے رہے ہیں۔ ان تمام تاریخوں میں بدھ ہی کا دن تھا۔ جب 7 مارچ 1977ء کو قومی اسمبلی کے انتخابات ہوئے۔ جب 5 جولائی 77ء کو بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹا گیا۔ جب 4 اپریل 79ء کو مسٹر بھٹو کو پھانسی دی گئی۔ جب 19 دسمبر کو جنرل ضیاء الحق نے ریفرنڈم کرایا۔ جب 25 فروری 85ء کو غیر جماعتی انتخابات کرائے گئے۔ جب 29 مئی 88ء جونیجو حکومت کی برطرفی عمل میں آئی۔ جب 17 اگست کو جنرل ضیاء کے طیارے کو حادثہ پیش آیا۔ جب 16 نومبر 88ء کو انتخابات ہوئے۔ جب اگست 90ء کو بے نظیر بھٹو کی حکومت ختم کی گئی اور جب 24 نومبر 90ء میں قومی اسمبلی کے لیے انتخابات ہوئے۔

قومی اسمبلی

قومی اسمبلی درج ذیل تفصیل کے مطابق 217 ارکان پر مشتمل ہے:

وفاقی دارالخلافہ	1
وفاقی قبائلی علاقے	8
پنجاب	115
سندھ	46
سرحد	26

بلوچستان	11
کل مسلم نشستیں	207
اقلیتوں کے لیے نشستیں	10
کل تعداد	217

کل آبادی اور ووٹرز کی تعداد

	1981ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی	22 اگست 1993ء کو ووٹرز کی تعداد
وفاقی دارالحکومت	3,40,286	2,16,834
وفاقی قبائلی علاقے	21,98,547	35,552
پنجاب	472,92,441	308,99,314
سندھ	190,28,666	120,11,935
سرحد	110,61,328	63,85,908
بلوچستان	43,32,376	27,76,478
	842,53,644	523,26,021

کل آبادی کے 62 فیصد افراد رجسٹرڈ ووٹرز ہیں جن کی 59 فیصد تعداد پنجاب میں آباد ہے۔ قبائلی علاقوں میں دو فیصد سے بھی کم آبادی کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

مسلم اور غیر مسلم ووٹرز

مسلم ووٹرز		508,35,060
غیر مسلم ووٹرز		
عیسائی	7,07,076	
ہندو	7,68,588	
سکھ، بودھ، پارسی	9,209	
قادیانی	5088	14,89,961
		523,26,021

غیر مسلم ووٹرز کل تعداد کا ڈھائی فیصد ہیں۔

مرد اور خواتین ووٹرز

مرد ووٹرز	285,14,081
خواتین ووٹرز	238,11,940
	523,26,021

خواتین کل ووٹرز کا 46 فیصد ہیں۔

قومی اسمبلی کے لیے انتخابات

6 اکتوبر کو قومی اسمبلی کی 201 کی مسلم نشستوں کے لیے انتخابات ہوئے۔ کیونکہ ایک نشست پر مخدوم امین فہیم بلامقابلہ کامیاب قرار پا چکے تھے۔ ایک اُمیدوار غلام حیدر وائیں کو قتل کرایا گیا اور چار اُمیدوار محمد حنیف خاں، مومن خاں آفریدی، چوہدری نذیر احمد اور محمد اسمٰعیل انتقال کر گئے۔ ان پانچ نشستوں پر ضمنی انتخابات ہوئے۔

الیکشن کمیشن نے 50 جماعتوں کو انتخابی نشانات الاٹ کئے تھے۔ ان میں سے دس جماعتوں نے نشان لینے کے بعد بھی الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ صرف 14 جماعتیں قومی اسمبلی میں نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

ایم کیو ایم نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ 6 اکتوبر کو صبح سویرے ہی سے اُس کے حامی علاقوں گل بہار، ناظم آباد، لیاقت آباد وغیرہ میں فائرنگ شروع ہوگئی۔ متعدد مقامات پر اسلامک فرنٹ کے کیمپ نذر آتش کر دیئے گئے۔ اُس کے زیر اثر علاقوں میں سناٹا چھایا رہا۔ دکانیں بند رہیں، سڑکوں پر گاڑیاں بھی غائب تھیں۔ اکثر لوگوں نے گھروں میں بند رہنے ہی میں عافیت سمجھی۔ البتہ ملحقہ گوٹھوں میں ووٹنگ معمول کے مطابق ہوئی۔ الطاف حسین نے کہا کہ انتخابات کا بائیکاٹ ایم۔ کیو۔ ایم پر اعتماد کا ثبوت ہے۔ اُنھوں نے مہاجر عوام کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ 9 اکتوبر کو صوبائی اسمبلی کے انتخاب کا بھی بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اُنھوں نے سندھ میں دوبارہ انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا۔

صدر وسیم سجاد نے کہا کہ انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ جمہوری روایات کے منافی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو ان میں حصہ لینے پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔ اب وہ کھلے دل سے انتخابی نتائج تسلیم کرلیں۔ معین قریشی نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے بائیکاٹ ختم نہ کرنے کا فیصلہ پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ پولنگ کی شرح کم ہونے کی صورت میں دوبارہ پولنگ نہیں کرائی جائے گی۔ اکثریت حاصل کرنے والی جماعت کو اقتدار منتقل کر دیں گے۔

6 اکتوبر کی شام کو بی۔ بی۔ سی، وائس آف امریکہ اور وائس آف جرمنی نے کہا کہ

پورے ملک میں پولنگ کی شرح کم رہی ہے۔

الیکشن کے اختتام پر نواز شریف نے کہا کہ مسلم لیگ اکثریت حاصل کر کے مرکز میں حکومت بنائے گی۔ عوام نے بے نظیر اور غلام اسحٰق دونوں کو مسترد کر دیا۔ شیر نے میدان مار لیا اور تیر کا وار خالی گیا۔ کراچی سے بھی ہمیں کامیابی کی خوشخبری مل رہی ہے۔ یہ سب اللہ کی شان اور اُس کا کرم ہے۔ جمہوریت کے استحکام کے لیے ہم آئین میں ترمیم کریں گے۔ نواز شریف اور اُن کے ساتھیوں کی کامیابی پر لاہور کے شہریوں نے زبردست جشن منایا۔

بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی انتخاب جیت چکی ہے۔ ہمارے اقتدار میں آنے کا راستہ کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ پارٹی کے ایک ترجمان نے رات گئے کہا کہ ہم 95 نشستیں جیت چکے ہیں۔ پشاور میں پیپلز پارٹی کی فتح کی خوشی میں نکلنے والے ایک جلوس پر نامعلوم افراد کی فائرنگ سے دو کم سن لڑکے ہلاک اور ایک شخص شدید زخمی ہوگیا۔ ان انتخابات میں پیپلز پارٹی نے اپنے نام سے حصہ لیا جبکہ اکتوبر 90ء کے پچھلے الیکشن میں وہ پی۔ ڈی۔ اے میں شامل تھی۔

قومی اسمبلی کے انتخابی نتائج ایک نظر میں

نمبر شمار	پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	کل تعداد کا فیصد
1۔	عوامی نیشنل پارٹی	17	3	3,35,094	1.64فیصد
2۔	بلوچستان نیشنل موومنٹ (حئی گروپ)	5	1	47,648	0.23فیصد
3۔	بلوچستان نیشنل موومنٹ (مینگل گروپ)	6	1	45,228	0.22فیصد
4۔	اسلامی جمہوری محاذ	52	4	4,83,007	2.36فیصد
5۔	جمہوری وطن پارٹی	4	2	54,607	0.27فیصد
6۔	متحدہ دینی محاذ	35	2	2,16,937	1.32فیصد
7۔	نیشنل ڈیمو کریٹک الائنس	8	1	64,713	0.32فیصد
8۔	نیشنل پیپلز پارٹی	3	1	48,932	0.24فیصد
9۔	پاکستان اسلامک فرنٹ	105	3	6,81,157	3.33فیصد
10۔	پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	6	3	97,541	0.48فیصد
11۔	پختون خواہ قومی پارٹی	2	1	54144	0.26فیصد

12-	پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	18	6	7,81,652	3.24فیصد
13-	پاکستان مسلم لیگ (نواز)	176	73	81,23,244	39.72فیصد
14-	پاکستان پیپلز پارٹی	170	89	28,19,624	38.24فیصد
15-	مختلف جماعتیں	104	—	1,07,979	0.53فیصد
16-	آزاد اُمیدوار	740	16	14,88,193	7.28فیصد
		1,451	206	204,49,700	100.00فیصد

ایک نشست پر مخدوم امین فہیم بلامقابلہ کامیاب ہو چکے تھے۔ بقیہ 206 نشستوں کے لیے 506,55,611 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 40.3 فیصد نے ڈالے جبکہ 1990ء کے الیکشن میں یہ شرح 45.46 فیصد تھی۔ پیپلز پارٹی کے اُمیدوار سردار فاروق احمد خان لغاری نے سب سے زیادہ یعنی 95943 ووٹ حاصل کئے جبکہ آزاد اُمیدوار ملک سعید احمد سب سے کم یعنی 5997 ووٹ لے کر کامیاب ہو گئے۔ 15 خواتین نے انتخاب میں حصہ لیا، اُن میں سے 4 کامیاب ہو گئیں۔ 81 اُمیدوار پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا جبکہ 1990ء میں وہ قومی اسمبلی کی 15 نشستوں پر کامیابی حاصل کر کے ملک کی تیسری بڑی پارٹی بن گئی تھی۔ ان انتخابات میں اُن کے بائیکاٹ کی وجہ سے تھرپارکر حیدر آباد اور کراچی کی ان 15 نشستوں میں سے سات پر مسلم لیگ (نواز) سات پر پیپلز پارٹی۔ ایک پر اسلامک فرنٹ نے کامیابی حاصل کر لی۔ ایم۔ کیو۔ ایم (حقیقی) نے بارہ نشستوں پر اپنے اُمیدوار کھڑے کئے تھے لیکن بہت تھوڑے ووٹ حاصل کر کے وہ سب کے سب ہار گئے۔ الطاف گروپ کا یہ کہنا لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو گیا تھا کہ حقیقی کو ایجنسیوں کی حمایت حاصل ہے اس لیے الطاف گروپ کے بائیکاٹ کے باوجود حقیقی کو مہاجر حلقوں میں کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی۔

پاکستان مسلم لیگ کے 9 نمائندے محمد نواز شریف، نوابزادہ صلاح الدین، شیخ رشید احمد، چوہدری نثار علی خان، ملک عبدالمجید، چوہدری انور علی چیمہ، ملک محمد نعیم خاں، راؤ خضر حیات اور عبدالستار لالیکا اور پیپلز پارٹی کے چار نمائندے سید یوسف رضا گیلانی، سید احمد عالم انور، سردار حاجی نور محمد خان اور ظفر علی شاہ قومی اسمبلی کے 85ء، 88ء، 90ء اور 93ء میں ہونے والے الیکشن میں ہر مرتبہ کامیاب ہوتے رہے ہیں۔

نواز شریف کی یہ پیش گوئی بڑی حد تک درست ثابت ہوئی کہ اکتوبر 93ء کے انتخابی نتائج حیران کن ہوں گے۔ اُن کی کابینہ کے نصف سے زائد ارکان الیکشن ہار گئے۔ زاہد سرفراز، الٰہی بخش سومرو، سید غوث علی شاہ، چوہدری شجاعت، مولانا عبدالستار خان نیازی، حاجی بلور کے علاوہ اجمل خٹک، حاجی حنیف طیب، الحاج شمیم الدین، اعتزاز حسن، نادر پرویز اور مرتضیٰ بھٹو جیسے اُمیدوار بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔

پیپلز پارٹی نے مجموعی طور پر مسلم لیگ سے تین لاکھ ووٹ کم حاصل کئے لیکن پھر بھی

نشستوں کے لحاظ سے اُسے مسلم لیگ پر 16 کی برتری حاصل ہوگئی۔ پیپلز پارٹی نے 89 جبکہ مسلم لیگ نے 73 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ 1990ء کے الیکشن میں مسلم لیگ نے اسلامی جمہوری اتحاد کے پلیٹ فام سے حصہ لیا تھا۔ اتحاد کو 106 نشستوں پر کامیابی ہوئی تھی۔ جبکہ پی۔ ڈی۔ اے جس کا اہم عنصر پیپلز پارٹی تھی۔ صرف 44 نشستوں پر کامیاب ہو سکا تھا۔ اس مرتبہ پیپلز پارٹی نے پی۔ ڈی۔ اے سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنے نام سے الیکشن میں حصہ لیا۔ مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی کو قومی اسمبلی کی 78 فیصد نشستیں مل گئیں۔ اسلامی جمہوری محاذ، متحدہ دینی محاذ اور اسلامک فرنٹ نے 92 نشستوں پر انتخاب لڑا جن میں سے انہیں صرف 9 نشستیں مل سکیں۔

مولانا نورانی نے کہا کہ ہم انتخابات کے نتائج خوش دلی کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں اور ہم آئندہ بھی انتخابات میں حصہ لیتے رہیں گے۔ قاضی حسین احمد نے بھی کہا کہ ہم الیکشن کے نتائج کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اُنہوں نے انتھک جدوجہد کرنے پر کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ ہم صوبائی انتخابات میں بھی پوری قوت کے ساتھ حصہ لیں گے۔ ہمارا کوئی اُمیدوار کسی کے حق میں دستبردار نہیں ہوگا۔ ہم اپنے اصول اور مبنی برحق موقف پر قائم ہیں۔ مسلم لیگ یا پیپلز پارٹی سے کوئی سمجھوتہ یا اتحاد نہیں کریں گے۔ یہ دونوں جماعتیں امریکہ کی آلہ کار ہیں۔ ہم امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر نہیں چلنے دیں گے۔ دونوں نے شناختی کارڈ خریدے، بے پناہ دولت کا استعمال کیا۔ انتخابات جیتنے کے لیے تمام ناجائز حربے استعمال کئے۔ علاقائی تعصبات کو ہوا دے کر امریکی اور یہودی لابی کے ذریعے پاکستان کا آئین توڑنے کی سازش کی جارہی ہے۔ اب گاؤں گاؤں اور شہر شہر اسلامک فرنٹ کے دفاتر قائم کئے جائیں گے۔ اگلا انتخاب فرنٹ جیتے گا۔

قاضی صاحب نے تو ہمت نہیں ہاری لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامک فرنٹ کے انتخابی نتائج اندرون ملک اور بیرون ملک جماعت اسلامی سے وابستہ افراد کے لیے خلاف توقع بھی تھے اور باعث تشویش بھی۔ جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ 22 اور 23 مئی 93ء میں طویل بحث و تمحیص کے بعد پاکستان اسلامک فرنٹ کے قیام کی تجویز منظور کر لی تھی۔ فرنٹ کے حق میں اہم دلائل یہ تھے کہ اگر جماعت کسی اتحاد میں شامل ہوتی ہے تو پھر اُسے خراب کردار کے حامل ایسے امیدواروں کی حمایت پر بھی مجبور ہونا پڑتا ہے جو اس کے اہل نہیں ہوتے اور اس کے باوجود جماعت کے حصہ میں صرف آٹھ یا دس نشستیں ہی آتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ملک میں بڑی تعداد میں ایسے باصلاحیت اور قابل قبول افراد موجود ہیں جو جماعت اسلامی میں تو شامل نہیں ہوتے لیکن فرنٹ میں شمولیت اختیار کرنے میں اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔ فرنٹ مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی کے درمیان ووٹروں کی تقسیم میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے اور اس طرح ہمارے لیے کام کرنے کے راستے کھل جائیں گے۔

فرنٹ کی تشکیل کے چند ماہ بعد ہی انتخابات کا مرحلہ آگیا۔ مرکزی شوریٰ کے فیصلے کے مطابق جماعت نے ان میں فرنٹ کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ فرنٹ کے قیام کے بعد کسی قابل

ذکر شخص نے اُس میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ اس عملاً جماعت اسلامی سے متعلق افراد نے ہی فرنٹ کے نمائندوں کی حیثیت سے الیکشن میں حصہ لیا۔ قاضی صاحب نے انتخابی مہم کامیابی کے ساتھ چلانے کا حق ادا کر دیا۔ بلاشبہ فرنٹ کے جلسے، جلوس ریلیاں اور مظاہرے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ہم پلہ اور بعض مقامات پر اُن سے بہتر تھے۔ اس بھرپور عوامی حمایت کے پیش نظر قاضی صاحب کو فرنٹ کی کامیابی پر پورا یقین تھا اُن کا کہنا تھا کہ لوگ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں کو مسترد کر چکے ہیں اور فرنٹ کو اُن کی تائید حاصل ہوگئی ہے۔ اسی اعتماد اور یقین کی وجہ سے اُنھوں نے مسلم لیگ کی جانب سے مفاہمت کے لیے کی جانے والی کوششوں کو قبول نہیں کیا حالانکہ مرکزی شوریٰ نے طے کیا تھا کہ جماعت اسلامی کسی اتحاد میں تو شریک نہیں ہوگی البتہ مقامی حالات کے مطابق تمام جماعتوں بشمول پیپلز پارٹی سے نشستوں پر مفاہمت کی جا سکتی ہے۔ کامیاب جلسے اور جلوسوں کی بنا پر فرنٹ کی کامیابی کا اندازہ حقائق پر نہیں، بلکہ خوش فہمی پر مبنی تھا۔ فرنٹ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان ووٹروں کی تقسیم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکا اور نہ ہی ملکی سیاست پر قابض چند سو خاندانوں کے فولادی خول میں کوئی دراڑ ڈال سکا۔ مختلف سروے، رپورٹوں اور مبصرین کے تجزیوں سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اصل مقابلہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان ہے اور فرنٹ کی کامیابی کے امکانات معدوم ہیں۔ اس وجہ سے انتخابات سے کچھ دن قبل دینی جذبات رکھنے والے ووٹروں میں یہ خیال راسخ ہوگیا کہ مسلم لیگ اور دینی جماعتوں کے درمیان ووٹوں کی تقسیم کا اصل فائدہ پیپلز پارٹی کو پہنچے گا۔ اس لیے وہ مسلم لیگ کی حمایت میں یک سو ہوگئے اور اُنھوں نے اپنا پورا وزن نواز شریف کے پلڑے میں ڈال دیا۔ ووٹروں کا یہ رجحان نمایاں تھا۔ مہم کے آخری دنوں میں ایک انتخابی جلسہ میں شرکت سے واپسی پر پنجاب کے امیر حافظ محمد ادریس نے مجھ سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں نمایاں کامیابی حاصل ہو جائے لیکن یہ خدشہ بھی ساتھ ہی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب سے ہم کوئی ایک نشست بھی نہ لے سکیں۔

6 اکتوبر کو اسلامک فرنٹ ایک ایسی زبردست شکست سے دوچار ہوگیا جس کی توقع ہمارے مخالفین کو بھی نہیں تھی۔ فرنٹ کے صرف تین اُمیدوار کامیاب ہو سکے۔ وہ صوبہ سرحد سے اور ایک کراچی سے۔ چترال کی نشست سے فرنٹ کی اُمیدوار مولانا عبدالرحیم پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں صرف 510 ووٹوں کی اکثریت سے جیتے۔ دیر سے صاحبزادہ فتح اللہ پیپلز پارٹی کے نمائندہ پر 8101 ووٹوں کی نمایاں برتری حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ کراچی سے مظفر احمد ہاشمی، ایم کیو ایم کے بائیکاٹ کے باعث 235 ووٹ لے کر کامیاب ہوگئے۔ 1990ء کے الیکشن اسی حلقے سے ایم۔ کیو۔ ایم کا اُمیدوار ایک لاکھ سے زائد ووٹ لے کر کامیاب ہوا تھا۔ قاضی صاحب دو حلقوں سے کھڑے ہوئے تھے لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس سے قبل جماعت اسلامی کے کسی امیر نے خود انتخابات میں حصہ نہیں لیا تھا۔

ووٹروں کا یہ خدشہ بھی درست ثابت ہوا کہ ووٹوں کی تقسیم کا اصل فائدہ پیپلز پارٹی کو پہنچے گا۔ صوبہ پنجاب میں دس ایسی نشستیں تھیں جن میں مسلم لیگ اور فرنٹ کے درمیان ووٹوں کی تقسیم کی وجہ سے پیپلز پارٹی کامیاب ہوگئی۔ اگر مسلم لیگ یہ نشستیں نہ ہارتی تو قومی اسمبلی میں اُس کے ممبران کی تعداد 73 سے بڑھ کر 83 اور پیپلز پارٹی کے ممبران کی تعداد 89 سے گھٹ کر 79 رہ جاتی۔ ان نشستوں کے اعداد و شمار ذیل میں درج ہیں۔

نمبر شمار	قومی اسمبلی کا حلقہ	پیپلز پارٹی کے ووٹ	مسلم لیگ کے ووٹ	پیپلز پارٹی کی برتری	فرنٹ کے ووٹ
1-	میانوالی فیصل آباد	63,548	60,959	2,589	3,025
2-	فیصل آباد VI	45,457	45,298	159	4,851
3-	جھنگ II	50,271	49,152	1,119	6,665
4-	گجرات I	79,772	74,918	4,854	7,228
5-	گجرات II	80,759	77,365	3,394	4,141
6-	گجرات۔ جہلم	78,743	77,379	1,364	8,077
7-	منڈی بہاؤالدین	47,887	47,296	591	3420
8-	لاہور IX	38,433	38,361	72	11,107
9-	شیخوپورہ II	61,465	56,909	4,556	7,062
10-	لیہ II	51,162	46,480	4,682	3,296

ان کے علاوہ صوبہ سرحد میں بھی اے۔ این۔ پی اور فرنٹ کے درمیان ووٹوں کی تقسیم سے ان پانچ نشستوں پر پیپلز پارٹی کامیاب ہوگئی۔

نمبر شمار	قومی اسمبلی کا حلقہ	پیپلز پارٹی کے ووٹ	اے۔ این۔ پی کے ووٹ	پ۔ پ کی برتری	فرنٹ کے ووٹ
1-	پشاور I	40,343	35,755	4,588	9,725
2-	پشاور II	27,345	20,804	6,541	12,486
3-	نوشہرہ	36,111	30,020	6,096	15,896
4-	مردان I	38,525	24,881	13,644	18,094
5-	مردان II	33,119	32,709	410	18,767

مرکز میں حکومت سازی

قومی اسمبلی میں کوئی پارٹی بھی واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکی تھی۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں ہی کو حکومت بنانے کے لیے دوسری جماعتوں کی حمایت درکار تھی۔ اس ضمن میں

نواز شریف نے پیر پگارا، اکبر بگٹی، محمود اچکزئی اور اختر مینگل سے رابطے قائم کئے۔ ان رابطوں کے بعد نواز شریف نے کہا کہ حکومت ہم بنائیں گے۔ انہوں نے صدر وسیم سجاد اور جنرل وحید سے بھی ملاقاتیں کیں اور کہا کہ پیپلز پارٹی کو معمولی اکثریت رکھنے کی بنا پر حکومتی سطح پر کسی قسم کی امداد نہیں ملنی چاہئے۔ انہیں یقین دلایا گیا کہ جس جماعت کو اکثریت حاصل ہو گئی اُسے ہی حکومت بنانے کا حق ہو گا۔ مسلم لیگ (جونیجو) کے سربراہ چٹھہ نے کہا کہ نواز شریف کی موجودگی میں مسلم لیگ (ن) سے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ 18 اکتوبر کو لاہور میں نواز شریف کو مکمل سرکاری پروٹوکول دیا گیا۔

بے نظیر نے بھی مخلوط حکومت بنانے کے لیے دوسری جماعتوں اور رہنماؤں سے رابطے شروع کر دیئے اور کہا کہ ہمیں اقتدار میں آنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ انہوں نے داتا دربار میں دعا مانگی اور علامہ اقبال کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ غیر ملکی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم نواز شریف کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت نہیں بنائیں گے۔ نواز شریف کو اپوزیشن میں بیٹھنا ہو گا۔ اگر ہماری حکومت نہیں بننے دی گئی تو پھر کوئی دوسرا بھی حکومت نہیں بنا سکے گا۔ قانونی طور پر ہمیں حکومت بنانے سے نہیں روکا جا سکتا۔ مرکز اور صوبوں میں اتحادیوں کے ساتھ مل کر حکومتیں بنانے کی بات چیت چل رہی ہے۔ ہم آٹھویں ترمیم اور جداگانہ انتخابات کے خاتمے کے لیے اسمبلی میں بل پیش کریں گے۔

نگران وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ مرکز میں مخلوط حکومت قائم ہو گی جو اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرے گی۔ قوم کو ایک موثر اور مضبوط حکومت کی ضرورت ہے۔ انتخابات صاف اور شفاف ہوئے ہیں۔

امریکی جریدے "نیوز ویک" نے لکھا ہے کہ انتخابات میں کوئی پارٹی اکثریت حاصل نہیں کر سکی۔ اس طرح 60 ماہ سے زائد جاری بحران کا خاتمہ نہیں ہو سکا۔ اگر بے نظیر بھٹو حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئیں تو وہ فوجی اور بیرونی طاقتوں کی محتاج حکومت ہو گی۔

صوبائی انتخابات

قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے لیے اپنی نئی مہم تیز کر دی۔ مسلم لیگ نے قومی اخبارات میں ایک بڑا اشتہار شائع کرایا جس کا مضمون یہ تھا:

"عوام کا فیصلہ بے نظیر وزیراعظم نہیں بنیں گی۔
مسلم لیگ نے تمام پارٹیوں پر سبقت حاصل کر کے 41 فیصد ووٹ حاصل کئے ہیں۔
جبکہ پیپلز پارٹی کو 38 فیصد ووٹ ملے ہیں۔

آج ملک بھر کے عوام فیصلہ کریں گے کہ

پاکستان کے کسی صوبے پر بے نظیر اور آصف زرداری کا قبضہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔
چاروں صوبے اپنی اپنی اسمبلیوں میں مسلم لیگ کو بھاری اکثریت سے ووٹ دے کر نواز شریف کے ہاتھ مضبوط کریں گے۔

بے نظیر نے مہم کے دوران کہا کہ پنجاب کے تعاون کے بغیر میں مرکزی حکومت میں موثر طور پر کام نہیں کر سکتی۔ عوام اگر مضبوط حکومت چاہتے ہیں تو پھر پنجاب اور دوسری صوبائی اسمبلیوں میں بھی پیپلز پارٹی کو کامیاب کرائیں۔ ہمارے اتحاد کو 92 نشستیں ملی ہیں جبکہ نواز شریف کے پاس صرف 73 ہیں۔ اس فرق کو کوئی بھی ختم نہیں کر سکتا۔ میں اپوزیشن کے ساتھ کسی بغض و عناد کا مظاہرہ نہیں کروں گی۔ نواز شریف سن لیں، آئندہ وزیراعظم میں ہوں گی۔ ہم لوٹا اور لفافہ کی سیاست کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں گے۔ موجودہ فوجی قیادت اور 1988-90 کی قیادت میں بڑا فرق ہے۔ بے نظیر ایک لاکھ مرتبہ تسبیح "نصر من اللہ وفتح قریب" کا ورد ختم کر کے 8 اکتوبر کو رات ڈھائی بجے سو گئیں۔

پولنگ کے دن نواز شریف اور بے نظیر دونوں لاہور میں گھومتے رہے۔ تین بار دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ دونوں کو پولیس کمانڈوز نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

اسلامک فرنٹ نے مرکز میں شکست سے دوچار ہونے کے باوجود اسی جوش و خروش اور انہماک کے ساتھ صوبائی انتخاب میں حصہ لیا۔ یہ جماعت اسلامی کی تنظیم کا اعجاز تھا ورنہ کسی دوسری جماعت کے لیے ایسا کرنا خارج از امکان ہوتا۔

صوبائی انتخابات

9 اکتوبر کو چاروں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات مکمل ہوگئے۔ نتائج یہ رہے:

صوبہ پنجاب

پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	کل تعداد کا فیصد
عوامی نیشنل پارٹی	3	-	115	-
اسلامی جمہوری پارٹی	46	-	1,23,874	0.85 فیصد
جمہوری وطن پارٹی	1	-	82	-
متحدہ دینی محاذ	50	1	1,63,572	1.13

نیشنل ڈیمو کریٹک الائنس	12	2	67,583	0.47
نیشنل پیپلز پارٹی	2	-	137	-
پاکستان اسلامک فرنٹ	139	2	3,50,837	2.43
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	37	18	8,50,269	5.88
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	232	106	59,10,804	40.86
پاکستان پیپلز پارٹی	198	94	50,18,804	34.69
مختلف جماعتیں	45	-	20,614	0.14
آزاد اُمیدوار	868	17	19,59,432	13.55
	1,633	240	144,65,473	100.00

3,02,64,766 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 47.80 فیصد نے ووٹ ڈالے جبکہ 1990ء کے الیکشن میں یہ شرح 49.61 فیصد تھی۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دو بڑی پارٹیاں بن کر اُبھریں لیکن مرکز کی طرح پنجاب میں بھی کسی پارٹی کو واضح اکثریت نہیں مل سکی۔ اس طرح حکومت سازی میں جوڑ توڑ کی گنجائش پیدا ہو گئی۔

صوبہ سندھ

17 اکتوبر کو اچانک الطاف حسین نے بائیکاٹ ختم کر کے صوبائی انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ گو قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کی ہر کوشش کو اُنھوں نے رد کر دیا تھا۔ غالباً اُن کو یہ خوش فہمی تھی کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے بائیکاٹ کی موجودگی میں سندھ کے شہری علاقوں میں الیکشن کرائے ہی نہیں جا سکتے لیکن الیکشن ہو گئے اور اُس کی سابقہ نشستوں پر دوسری پارٹیاں کامیاب ہو گئیں۔ اس لیے اگلے دن اُنھوں نے یہ کہہ کر انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کرایا کہ حکام نے حق پرست اُمیدواروں کو تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ الطاف حسین نے حقیقی کے کارکنوں کے لیے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہمارے اُمیدواروں کو کامیاب کرائیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے میدان میں آتے ہی کراچی میں زبردست جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم اور مسلم لیگ کے جھنڈے ساتھ ساتھ لہرا رہے تھے۔ کراچی سے مسلم لیگی اُمیدوار ایم۔ کیو۔ ایم کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم اندرون سندھ 25 نشستوں پر مسلم لیگ کی حمایت کرے گی۔ پیر پگارا نے بھی حق پرست اُمیدواروں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ 18 اکتوبر کو آفاق احمد نے اعلان کیا کہ حقیقی کے امیدوار کسی بڑے تصادم سے بچنے اور مہاجروں کے وسیع تر مفاد میں سندھ اسمبلی کے انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے۔ سندھ کے کور کمانڈر جنرل نصیر اختر نے کہا کہ فوج نہ کسی شخصیت یا گروہ کی مخالف ہے اور نہ

حامی ایم۔ کیو۔ ایم کے انتخابات میں حصہ لینے سے صوبائی سیاست پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ سندھ آپریشن کے بارے میں فیصلہ آنے والی حکومت کرے گی۔

8 اکتوبر کو رات گئے کراچی کلری کے علاقہ میں صوبائی اسمبلی کے حلقہ 86 کے ایک اُمیدوار جلال علی چوہان کو کسی نامعلوم شخص نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ وہ اپنے انتخابی دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن پر فائر کیا گیا۔ گولی اُن کی آنکھ کے آر پار ہو گئی۔

سندھ اسمبلی کے انتخابی نتائج

پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	تعداد کا فیصد
عوامی نیشنل پارٹی	8	-	12,878	0.32 فیصد
اسلامی جمہوری محاذ	29	-	36,878	0.92 فیصد
متحدہ دینی محاذ	8	-	613	0.01 فیصد
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	-	49	—
نیشنل پیپلز پارٹی	10	2	58,971	1.46 فیصد
پاکستان اسلامک فرنٹ	43	-	45,562	1.14 فیصد
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	1	-	115	-
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	74	8	6,26,477	1.556 فیصد
پاکستان پیپلز پارٹی	100	57	16,44,323	40.83 فیصد
شہید بھٹو کمیٹی	15	1	49,785	0.01 فیصد
حق پرست گروپ (الطاف)	57	26	10.01.025	24.85 فیصد
مختلف جماعتیں	53	-	10.289	0.26 فیصد
آزاد اُمیدوار	54	6	5,40,2,77	13.64 فیصد
	453	100	40,26,942	100.00

1,10,21,918 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 36.64 نے اپنے ووٹ استعمال کئے جبکہ 1990ء کے الیکشن میں یہ شرح 43.28 فیصد تھی۔ پیپلز پارٹی 41 فیصد ووٹ لے کر 100 میں سے 57 نشستوں پر کامیاب ہو گئی۔ یہ واحد صوبہ ہے جہاں کسی ایک جماعت کو واضح اکثریت حاصل ہو سکی ہے۔ میر مرتضیٰ بھٹو اپنی والدہ بیگم بھٹو کی حمایت کے باوجود صرف اپنے لیے ہی ایک نشست حاصل کر سکے۔ مرتضیٰ نے ٹیلی فون پر اپنے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ میں جلد ہی آپ کے درمیان ہوں گا اور عدل و انصاف کے لیے جدوجہد

کروں گا- 1990ء کے الیکشن میں ایم- کیو- ایم کو 28 نشستیں ملی تھیں جو اب کم ہو کر 26 رہ گئیں- حقیقی کے الیکشن میں حصہ نہ لینے کے باوجود شہری علاقوں میں آباد مہاجر دو متحارب گروپوں میں تقسیم ہو گئے ہیں- نوجوان نسل کے ہاتھوں میں جدید اسلحہ امن و امان کی صورت حال میں کسی بہتری کا امکان بہت کم ہے- خدشہ ہے کہ نواز شریف کے دور حکومت جون 92 میں شروع ہونے والا فوجی ایکشن زیادہ سختی کے ساتھ اب بھی برقرار رہے-

سرحد اسمبلی کے انتخابی نتائج

پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	کا فیصد
عوامی نیشنل پارٹی	39	21	3,57,766	14.99فیصد
اسلامی جمہوری محاذ	11	1	90,615	3.79فیصد
جمہوری وطن پارٹی	1	-	61	-
متحدہ دینی محاذ	11	1	15,279	0.64فیصد
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	-	3828	0.16فیصد
پاکستان اسلامک فرنٹ	44	4	165,232	6.92فیصد
پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	7	-	2,567	0.11
پختون خواہ قومی پارٹی	3	-	15,410	0.65
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	14	4	116,391	6.97فیصد
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	55	15	540,910	22,65فیصد
پاکستان پیپلز پارٹی	40	22	440,477	18.45فیصد
حق پرست گروپ (الطاف)	1	-	110	-
مختلف جماعتیں	13	-	20,390	0.85فیصد
آزاد اُمیدوار	209	12	568,833	23.82فیصد
	509	80	23,87,839	100.00

63,69,325 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 37.49 فیصد ووٹ ڈالے- ایم- کیو- ایم نے پنجاب میں اپنا کوئی نمائندہ کھڑا نہیں کیا تھا- سرحد میں ایک نشست سے حصہ لیا، لیکن حق پرست اُمیدوار کو صرف 110 ووٹ ہی مل سکے- سرحد اسمبلی میں بھی کسی پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہو سکی ہے- عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی میں کسی باہمی مفاہمت کا امکان نہیں- اس لیے حکومت بنانے میں یہاں بھی جوڑ توڑ ہی سے کام لیا جائے گا- اے- این- پی اور نواز گروپ

کی مجموعی تعداد 36 بنتی ہے۔ حکومت سازی کے لیے انہیں 5 مزید ممبران کی حمایت درکار ہو گی۔ اس طرح تعداد میں کمی کے باوجود اسلامک فرنٹ کے چار ممبران کو اہمیت حاصل ہو جانے کا امکان ہے۔

بلوچستان اسمبلی کے نتائج

پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	کا فیصد
عوامی نیشنل پارٹی	13	1	20,150	2.62فیصد
بلوچستان نیشنل موومنٹ (حئی)	14	5	45,114	5.86فیصد
بلوچستان نیشنل موومنٹ (مینگل)	19	2	64,572	8.38فیصد
اسلامی جمہوری محاذ	33	3	93,798	12.18فیصد
جمہوری وطن پارٹی	16	4	77,973	10.12فیصد
متحدہ دینی محاذ	5	1	5,752	0.75فیصد
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	-	3,882	-
نیشنل پیپلز پارٹی	2	-	234	-
پاکستان اسلامک فرنٹ	11	-	3,228	0.42فیصد
پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	10	4	65,671	8.53فیصد
پختون خواہ قومی پارٹی	1	-	60	-
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	12	-	540	-
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	19	6	69,771	9.06فیصد
پاکستان پیپلز پارٹی	31	3	91,146	11.84فیصد
حق پرست گروپ (الطاف)	2	-	517	-
مختلف جماعتیں	24	2	59,572	7.74فیصد
آزاد اُمیدوار	161	9	158.038	22.50فیصد
	374	40	770,018	100.00فیصد

27,53,029 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 28.59 نے ووٹ ڈالے۔ یہ شرح دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں سب سے کم ہے۔ کوئی جماعت بھی کل نشستوں کے 15 فیصد سے زائد پر کامیاب نہیں ہو سکی۔ 1990ء کے الیکشن میں اکبر بگٹی کی پارٹی جمہوری وطن پارٹی کو 10 نشستیں

ملی تھیں جو اب کم ہو کر 4 رہ گئیں۔ حق پرست (الطاف) کے دو اُمیدواروں کو صرف 517 ووٹ مل سکتے۔ مہاجر قومی موومنٹ کا نام تبدیل کر کے متحدہ قومی موومنٹ کرنے سے کوئی تبدیلی بھی پیدا نہیں ہوئی اور عملاً اس کا دائرہ اثر سندھ کے شہری علاقوں ہی تک محدود رہا۔

آرڈی نینس کا اجراء

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے بعد قائم مقام صدر وسیم سجاد نے ایک آرڈی نینس جاری کر دیا جس کے مطابق قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو 6 ہزار روپے ماہانہ اعزازیہ بھی ملے گا۔ دفتر، گھر اور اجلاس کے مقام پر ٹیلی فون کی سہولت حاصل ہوگی جن کے اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔ دونوں گریڈ 17 کا ایک پرائیویٹ سیکرٹری رکھنے کے مجاز بھی ہوں گے۔

6 اور 19 اکتوبر 93ء کے انتخابی نتائج ایک نظر میں

پارٹی کا نام	قومی اسمبلی	پنجاب اسمبلی	سندھ اسمبلی	سرحد اسمبلی	بلوچستان اسمبلی
عوامی نیشنل پارٹی	3	-	-	21	1
بلوچستان نیشنل موومنٹ (حئی)	1	-	-	-	5
بلوچستان نیشنل موومنٹ (مینگل)	1	-	-	-	2
اسلامی جمہوری محاذ	2	1	-	1	1
جمہوری وطن پارٹی	2	-	-	-	4
متحدہ دینی محاذ	2	1	-	1	1
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	2	-	-	-
نیشنل پیپلز پارٹی	1	-	2	-	-
پاکستان اسلامک فرنٹ	3	2	-	4	-
پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	3	-	-	-	3
پختون خواہ قومی پارٹی	1	-	-	-	1
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	6	18	-	4	-
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	73	106	8	15	6
پاکستان پیپلز پارٹی	90	94	57	22	3
شہید بھٹو کمیٹی	-	-	1	-	-

حق پرست گروپ (الطاف)	-	-	26	-	-
مختلف جماعتیں	-	-	-	-	2
آزاد اُمیدوار	16	17	6	12	9
مسلم ممبران کمیٹی	207	240	100	80	40

انتخابات کے نتیجے میں صرف مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ہی ایسی دو پارٹیاں سامنے آئیں جنہیں مرکز اور چاروں صوبوں میں نمائندگی حاصل ہے۔ ماضی قریب میں ان دونوں کو حکومت کرنے کا موقع مل چکا ہے۔ لیکن دونوں ہی جمہوریت کو مستحکم کرنے اور ملک کو خوش حال بنانے میں ناکام ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود رائے دہندگان نے ایک مرتبہ پھر انہی کے حق میں اپنے رائے دے کر انہیں دوبارہ کمرہ امتحان میں بٹھا دیا۔

وفاقی حکومت کی تشکیل

قومی اسمبلی میں کسی پارٹی کو بھی اکثریت نہ ملنے کے باعث اقتدار کی بندر بانٹ کا کھیل دوبارہ شروع ہوگیا۔ ووٹوں کی قیمت لگنے لگی۔ آزاد اور اقلیتی ارکان اسمبلی کے وارے نیارے ہوگئے۔ انتخابات کے بعد بھی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں محاذ آرائی اور مقابلہ برقرار رہا۔ نئے سیاسی بحران پر نگران وزیراعظم اور بری فوج کے سربراہ دونوں نے اپنی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کسی مفاہمت نہ ہونے کی صورت میں نئے انتخابات کی نوبت آسکتی ہے۔

10 اکتوبر کو بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ مرکز میں چھوٹی جماعتوں کے تعاون سے حکومت بنانا پڑے گی۔ اس لیے حکومت ہم بنائیں یا کوئی اور، وفاقی حکومت مستحکم نہیں ہوگی۔ بہرحال ہم نے رابطے شروع کردیئے ہیں اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں ہم اپنی اکثریت ثابت کردیں گے۔ انتخابی مہم کے دوران تو نواز شریف یہ کہتے رہے تھے کہ اگر ہمیں دو تہائی اکثریت نہ ملی تو پھر سوچیں گے کہ اقتدار میں آئیں یا نہ آئیں لیکن اب 37 فیصد نشستوں کے باوجود حکومت بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔

11 اکتوبر کو اسلام آباد میں مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں نے پارلیمانی پارٹیوں کے مشترکہ اجلاس میں بعض ممبران نے انتخابات کو قوم کی توقعات کے برعکس قرار دیتے ہوئے کہا کہا یہ پولیٹڈ اور انجیئرڈ انتخابات تھے۔ ان کے نتائج ایک سازش کے ذریعے عوام پر تھوپے گئے ہیں۔ اس سے انتشار پیدا ہوگا۔ اجلاس میں نواز شریف کو پارلیمانی پارٹی کا قائد منتخب کرلیا گیا اور اُنھیں ہم خیال جماعتوں سے بات چیت کرنے اور حتمی فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا گیا۔ اجلاس نے پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر حکومت بنانے کی تجویز مسترد کردی۔ طے پایا کہ گوہر ایوب اسپیکر شپ کے لیے پارٹی کے اُمیدوار ہوں گے۔ بی۔ بی۔ سی نے اپنی نشریات میں کہا کہ اجلاس میں

بیشتر ارکان نے یہ رائے دی کہ صوبائی حکومتیں بنانے پر زیادہ توجہ دی جائے۔

سرتاج عزیز اور راجہ ظفر الحق نے کہا کہ ہماری حکومت کی برطرفی سے لے کر عام انتخابات تک مسلم لیگ کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی گئی۔ چوہدری شجاعت نے بھی نگران حکومت پر انتخابی دھاندلیوں میں ملوث ہونے کا الزام لگایا۔ ان رہنماؤں نے انتخابی بے ضابطگیوں کے خلاف تحقیقات کے لیے عدالتی کمیشن قائم کرنے کا مطالبہ کیا۔ چیف الیکشن کمشنر جسٹس نعیم نے کہا کہ انتخابات کو انجینئرڈ قرار دینا ملک و قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ بے نظیر نے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے پر نگران حکومت کو مبارک باد دی۔

10 اکتوبر کو بے نظیر نے نواز شریف سے فون پر رابطہ قائم کر کے کہا کہ ملک میں جمہوریت کے فروغ اور پارلیمانی نظام کے قیام کے لیے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے پر مبارک باد دی۔

11 اکتوبر کو نواز شریف نے نگران وزیراعظم معین الدین قریشی سے ملاقات کر کے انتقال اقتدار کے بارے میں بات چیت کی۔ معین قریشی نے مرکز اور صوبوں میں بیک وقت اقتدار کی منتقلی کی نواز شریف کی تجویز منظور کر لی اور کہا کہ وہ اقتدار کی منتقلی کے کسی مرحلے میں بھی فریق نہیں بنیں گے اور نہ ہی آئین سے ہٹ کر کوئی قدم اٹھائیں گے۔ بعد میں معین قریشی نے کہا کہ اگر کوئی جماعت حکومت نہ بنا سکی تو غیر جانبدار وزیراعظم مقرر کیا جائے گا۔

11 اکتوبر کو نواز شریف اور پیر پگارا کے درمیان ملاقات ہوئی۔ نواز شریف کے وزیراعظم اور ناصر چٹھہ پنجاب کے وزیراعلیٰ کا فارمولا زیرغور آیا۔ ممتاز محمد خان دولتانہ نے کہا کہ مسلم لیگی آپس میں نہ لڑیں اور تمام جماعتیں انتخابی نتائج تسلیم کر لیں۔ دولتانہ نے کہا کہ وہ مسلم لیگیوں کے اتحاد کے لیے نواز شریف اور چٹھہ سے رابطہ کریں گے۔

12 اکتوبر کو معین قریشی نے نواز شریف اور بے نظیر میں ثالثی کی پیش کر دی اور کہا کہ اقتدار کے لیے رسہ کشی نہ کی جائے۔ پاکستان دو جماعتی نظام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ چھوٹی جماعتیں مقابلہ کی تاب نہ لا کر ختم ہو چکی ہیں۔ ہم تمام مسائل کا حل تلاش نہیں کر سکے۔ معین قریشی نے جنرل وحید سے ملاقات کر کے تبادلہ خیال کیا۔

نواز شریف نے کہا کہ مسلم لیگ محاذ آرائی کی سیاست پر یقین نہیں رکھتی۔ پیپلز پارٹی چور دروازے سے اقتدار میں آنے کی کوشش کر رہی ہے۔ سازشی کلچر اُس کا سیاسی فلسفہ اور ہارس ٹریڈنگ اس کا اٹوٹ انگ ہے۔ اُس سے مصالحت کرانے کی کسی پیش کش کا ہمیں علم نہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ صحت مندانہ تعلقات کار چاہتے ہیں۔ لیگ کی پارلیمانی پارٹی کی لیڈر شپ تبدیل ہو جائے تو اُس سے اتحاد ہو سکتا ہے۔ نواز شریف ڈیڈلاک چاہتے ہیں۔ ہماری جماعت اتحادی جماعتوں کے اشتراک سے مرکز اور چاروں صوبوں میں

حکومت بنائے گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر نئے انتخابات ہوں گے۔ ارکان اسمبلی کو خریدنے کے لیے نوٹوں کی بوریوں کے منہ کھول دیئے گئے ہیں۔ ایک سے دو کروڑ روپے تک کی پیش کش کی جا رہی ہے۔ میں نے نگران وزیراعظم سے شکایت کر دی ہے کہ بے نظیر نے جنرل وحید سے بھی رابطہ قائم کیا۔ بے نظیر نے فون پر قاضی حسین احمد، اکبر بگتی اور مولانا فضل الرحمٰن سے رابطہ قائم کر کے قومی حکومت تشکیل دینے کی دعوت کی۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ نئے، انتخابات کا شوشہ افراتفری کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ ہم اقتدار کی جنگ میں کسی کا ساتھ نہ دینے کے اصولی موقف پر قائم ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہمارے بغیر کوئی بھی حکومت نہیں بنا سکتا۔

غلام اسحٰق خان پشاور سے اسلام آباد منتقل ہو گئے۔ حکومت سازی کے بارے میں اُن کے اور بے نظیر کے درمیان صلاح مشورے ہوئے۔ غلام اسحٰق خان نے کہا کہ پیپلز پارٹی واحد اکثریتی پارٹی ہے، اُسے حکومت بنانے کی دعوت دی جائے۔ معلوم ہوا کہ روئیداد خان اُن کے خصوصی ایلچی کی حیثیت سے آزاد ارکان اسمبلی کو پیپلز پارٹی کی حمایت پر آمادہ کر رہے ہیں۔

12 اکتوبر کو بے نظیر کا اسلام آباد ایئرپورٹ پر والہانہ استقبال کیا گیا۔ اُنہیں سرکاری پروٹوکول دیا گیا۔

ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مسلم لیگ کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت نہیں بن سکتی۔ انتخابات میں دھاندلی کا الزام افسوس ناک ہے۔ ہمیں بھی اپنی توقعات سے کم نشستیں ملی ہیں، لیکن ہم نے عوام کا فیصلہ قبول کر لیا۔ پنجاب اگر مرکز کے ساتھ نہ ہوا تو بحران پیدا ہو گا۔ مسلم لیگ نے ارکان قومی اور صوبائی اسمبلی کو مری اور لاہور میں قید رکھا ہوا ہے۔ حکومت چھاپہ مار کر اُنہیں آزاد کرائے۔ کوئی صوبہ کسی کی جاگیر نہیں ہے۔ پنجاب میں بھی ہماری حکومت ہو گی۔

قومی اسمبلی کا اجلاس

جمعہ 14 اکتوبر کو نو منتخب قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا۔ قاعدے کے مطابق اسپیکر گوہر ایوب نئے ارکان سے حلف لیں گے۔ اتوار 16 اکتوبر کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب ہو گا۔ پیپلز پارٹی نے صدر کو اپنا یہ اعتراض روانہ کیا کہ کیونکہ گوہر ایوب خود اسپیکر شپ کے عہدہ کے اُمیدوار ہیں اس لیے وہ اجلاس کی صدارت کرنے کے مجاز نہیں رہے۔

13 اکتوبر کو بے نظیر نے کہا کہ نواز گروپ کے قومی اسمبلی کے پانچ ارکان منشیات کے کاروبار میں ملوث ہیں۔ ہمارے پاس اس کے شواہد موجود ہیں۔ الیکشن کمیشن کو اس سے آگاہ کیا جائے۔ چٹھہ نے کہا کہ اتفاق لیگ سے ہمارا کوئی اتحاد ممکن نہیں۔ آپریشن چھانگا مانگا اب نہیں

چلے گا۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نے بھی بے نظیر سے ملاقات کی۔ دونوں پارٹیوں نے انتخابی اتحاد پر سختی کے ساتھ عمل کرنے پر اتفاق رائے کیا۔

14 اکتوبر کو چیف الیکشن کمشنر نے کہا کہ انتخابات میں دھاندلی یا نتیجہ کی تبدیلی کا کوئی ثبوت پیش کیا جائے۔ جی۔ ایچ۔ کیو کے مانیٹرنگ سیل کا الیکشن کمیشن کے کنٹرول روم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ نتائج پولنگ اسٹیشنوں پر ہی بنائے گئے تھے۔ کمیشن نے نو منتخب ارکان کے ناموں کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیا۔

14 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف کا انتخابی نتائج تسلیم نہ کرنا فوج پر الزام لگانے کے مترادف ہے۔ ہم معین قریشی کو ملک کا صدر بنانے کی ہر کوشش کی مخالفت کریں گے۔ میں شوریٰ کے اجلاس میں جماعت کی اجازت سے اپنا استعفیٰ پیش کر دوں گا۔ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار عبدالقیوم نے کہا کہ انتخابات کے غیر منصفانہ ہونے کے الزام پر فوج کو متنازع نہ بنایا جائے۔ ہمارے دشمنوں کا اولین ہدف فوج ہے۔

اقتدار میں شرکت کا فارمولا

بی۔ بی۔ سی نے اپنی نشریات میں کہا مرکز میں ایک مستحکم حکومت بنانے کے لیے ایک یہ تجویز زیر غور ہے کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی پانچ سالہ مدت کو آپس میں آدھا آدھا تقسیم کر لیں۔ معلق پارلیمنٹ کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورت حال پر قابو پانے کے لیے اقتدار میں شرکت کا یہ نیا فارمولا تیار کیا گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں اس پر متفق ہیں، اور اسے جنرل وحید اور معین قریشی کی آشیرباد بھی حاصل ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ وہ نصف مدت اقتدار کے فارمولے پر غور کر رہے ہیں لیکن بے نظیر نے کہا کہ ایسا کوئی فارمولا ان کے زیر غور نہیں ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ فارمولا پیش کر کے بے نظیر خود ہی اس سے منحرف ہو گئیں۔ اُن کے اس دوغلے پن سے مجھے شدید دکھ ہوا ہے۔ لیکن بے نظیر نے کہا کہ یہ فارمولا نواز شریف نے پیش کیا ہے جسے ہم نے مسترد کر دیا ہے۔ اقتدار میں بندر بانٹ کے فارمولے کو ہم نہیں مانتے۔ بے نظیر نے صدر وسیم سجاد اور معین قریشی سے ملاقاتیں کر کے شکایت کی کہ مخالف جماعت آزادانہ اقلیتی ارکان کو ساتھ ملانے کے لیے ہارس ٹریڈنگ کر رہی ہے۔ دونوں نے بے نظیر کو یقین دلایا کہ سیاسی فضاء کو خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اکثریتی جماعت کو اقتدار منتقل کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں ہوگی۔

14 اکتوبر کو پیپلز پارٹی اور جونیجو گروپ کے مشترکہ اجلاس میں بے نظیر کو وزیر اعظم اور یوسف رضا گیلانی کو اسپیکر کے عہدہ کے لیے نامزد کر دیا گیا۔ فیصلہ ہوا کہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ جونیجو گروپ سے لیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم اپنے اتحادیوں سے مل کر مرکز اور صوبوں میں

حکومت بنائیں گے۔ البتہ نواز شریف سے مذاکرات کے لیے دروازے آج بھی کھلے ہیں۔ بے نظیر کی اسلام آباد کی رہائش گاہ پر چراغاں کیا گیا۔

14 اکتوبر کو نواز شریف نے اسلام آباد میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ جس نے بھی بے نظیر کا ساتھ دیا۔ اُنھوں نے اُس سے دغا کی۔ ہم اصول پسند سیاست دانوں کے تعاون سے اسپیکر کا انتخاب جیتیں گے۔ مرکز، پنجاب، سرحد اور بلوچستان میں اپنی ایسی حکومت بنائیں گے جو غیر ملکی قرضوں کے چکر سے نکلنے میں اہم کردار ادا کریں گی۔ نواز شریف نے نواب زادہ نصر اللہ، بلخ مزاری، کوثر نیازی، فضل الرحمٰن، چوہدری الطاف سے ملاقاتیں کیں۔ نواز شریف نے کہا کہ ڈھائی ڈھائی سال حکومت کرنے کی تجویز بے نظیر نے اپنے نمائندے کے ذریعہ بھجوائی تھی۔ نگران وزیر اعظم نے بھی یہی تجویز سرتاج عزیز کو ٹیلی فون پر پیش کی تھی۔ بعض ذرائع نے بتایا کہ مسلم لیگ نے مرکز میں اپنی حکومت بنانے کی کوشش ترک کر دی ہے۔ اب اُس کی تمام تر توجہ پنجاب اور سرحد میں اپنی حکومتیں بنانے پر مرکوز ہے۔

قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس

15 اکتوبر کو پاکستان کی گیارہویں منتخب قومی اسمبلی کے 185 ارکان نے حلف اٹھایا۔ اسپیکر گوہر ایوب کے ارکان سے اجتماعی حلف لیا۔ ارکان نے باری باری حاضری رجسٹر پر دستخط کیے۔ سب سے پہلے آصف علی زرداری کو دستخط کرنے کے لیے بلایا گیا۔ اجلاس میں چار سابق وزرائے اعظم، چھ سابق وزرائے اعلیٰ 29 سابق وزرا، چھ پارٹیوں کے سربراہ اور چار خواتین موجود تھیں۔ پیپلز پارٹی کے 6 مسلم لیگ کے 5 ایسے ارکان نے حلف نہیں اٹھایا جو مرکز اور صوبے دونوں میں جیتے ہیں۔ نواز شریف نے اپنی لاہور کی نشست خالی کر دی اور ایبٹ آباد سے منتخب رکن کی حیثیت سے حلف اُٹھایا۔ چار نشستیں دو جگہ سے انتخاب جیتنے کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔ اجلاس اتوار تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

نواز شریف کی پریس کانفرنس

15 اکتوبر کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ نگران وزیر اعظم مسلم لیگ کے خلاف انتخابی مہم چلاتے رہے ہیں۔ نگران حکومت ہارس ٹریڈنگ میں مصروف ہے۔ آرمی چیف کو سیاست میں ملوث کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ منفی سیاست کا رجحان ختم کیے بغیر مسائل پر قابو نہیں پا سکتا۔ ہم اپوزیشن میں بیٹھ سکتے ہیں لیکن بے نظیر کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ دوسرے مسلم لیگی رہنماؤں نے بھی کہا کہ معین قریشی نے جانبدارانہ کردار ادا

کیا اور ملکی مفادات کے خلاف کام کیئے۔ سرتاج عزیز نے الزام لگایا کہ ہمارے دو ارکان پنجاب اسمبلی کو پیپلز پارٹی نے اغوا کر کے نامعلوم جگہ پر منتقل کر دیا ہے۔ پیر پگارا نے کہا کہ پیپلز پارٹی کو حکومت دینے کا منصوبہ اسحٰق خان کے دور میں بنایا گیا تھا۔ ایک بھارتی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پارلیمنٹ کی زندگی زیادہ طویل نظر نہیں آتی۔ بے نظیر اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ اور ہیں۔ مرکز میں اپنی حکومت بنانے کی خاطر پنجاب میں 18 نشستوں کے حامل گروپ کو وزارت اعلیٰ کا عہدہ دینے سے بڑی ہارس ٹریڈنگ اور کیا ہو سکتی ہے۔

علماء کی مشترکہ اپیل

15 اکتوبر کو مفتی رفیع عثمانی اور دیگر 100 علماء نے اپنی مشترکہ اپیل میں بے نظیر سے کہا کہ وہ کسی مرد کو پارٹی کا سربراہ نامزد کریں، عورت کی حکمرانی کی شریعت میں اجازت نہیں ہے لیکن علماء کی اس وضاحت اور اپیل کے باوجود آئین کی رو سے ایک عورت ملک کی وزیر اعظم بن سکتی ہے۔ اگر مسلم لیگ نے اپنے دور اقتدار میں جبکہ اسے دو تہائی اکثریت حاصل تھی، آئین میں ضروری ترمیم کرالی ہوتی تو یہ صورت حال پیش نہ آتی۔

15 اکتوبر کو بے نظیر نے آصف زرداری، محمود۔ اے۔ ہارون، کوثر نیازی، فاروق لغاری اور مسز اشرف عباسی کے ہمراہ مولانا فضل الرحمٰن سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور کہا کہ میں ووٹوں کے لیے نہیں بلکہ دعا کے لیے آئی ہوں۔ میں اسلام ہی کو عہد جدید کے چیلنجوں کا جواب سمجھتی ہوں۔ فضل الرحمٰن نے کہا کہ عوام کو پارلیمنٹ سے بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ بے نظیر نے مولانا سمیع الحق سے بھی ملاقات کی۔ مولانا سمیع الحق نے بے نظیر سے کہا کہ آپ معذرت خواہانہ رویہ ترک کر کے مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کی بات کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ عورت حکمران نہیں بن سکتی۔ نوابزادہ نے کہا کہ جو پارٹی اکثریت ثابت کر دے، اُسے حکومت تشکیل دینا چاہئے۔ انتخابات منصفانہ تھے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں نے منشیات فروشوں، رسہ گیروں اور ظالموں کو ٹکٹ دیئے۔ ہم کسی سیکولر گروہ کا ساتھ دیتے تو جماعت اسلامی کا دینی تشخص تباہ ہو جاتا۔

پاکستان میں امریکہ کے سفیر جان سی مانجو نے کہا کہ عام انتخابات کے بعد پاکستان میں جمہوری عمل جاری و ساری ہے اور تمام اُمور آئین کے مطابق انجام پا رہے ہیں۔

جماعت اسلامی کی شوریٰ

جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس 16 تا 19 اکتوبر لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امیر جماعت قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس وقت ہمارے ہمدرد اور بہی خواہ ایک صدمہ سے دوچار ہیں۔ اس غم و الم اور آزمائش کے موقع پر استقامت اور ثابت قدمی کی ضرورت ہے۔ انتخابات کے آخری دنوں میں پیپلز پارٹی کے خوف اور ہمارے نہ جیتنے کے عام تاثر نے ووٹر کو ہم سے دور کر دیا۔ بعض ارکان نے کہا کہ انتخابی مہم اس طرح چلائی گئی جس نے مفاہمت کا راستہ بند کر دیا۔ امیر جماعت نے کہا کہ زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ میری عدم موجودگی میں بحث کی جائے۔ یہ کہہ کر قاضی صاحب اجلاس سے چلے گئے۔ مولانا جان محمد عباسی کی صدارت میں اجلاس جاری رہا۔ ارکان شوریٰ نے کہا کہ یہ گفتگو امیر جماعت کی موجودگی میں کی جائے۔ قاضی صاحب کو بلوایا گیا اور پھر اجلاس اُن کی صدارت میں ہوا۔ گفتگو کے بعد اجلاس میں طے کیا گیا کہ آئندہ تصاویر کے استعمال میں احتیاط برتی جائے۔ شخصیت پرستی سے اجتناب کیا جائے۔ پاسبان کی تنظیم کی آخری ذمہ داری ضلعی نظم کے سپرد کی جائے۔ اسمبلیوں کے اندر ہمارے ممبران اسلامک فرنٹ کے نام سے کام کریں گے لیکن ملکی سطح پر تمام سرگرمیاں جماعت کے نام پر اور اُس کے پلیٹ فارم سے ہوں گی۔ شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ جماعت حکومت سازی کے عمل میں غیر جانبدار رہے اور قاضی صاحب پورے اعتماد کے ساتھ امارت کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔

اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب

اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کے لیے قومی اسمبلی کا ایک خصوصی اجلاس 17 اکتوبر کو ہوا جس کی صدارت صدر کے نامزد کردہ نمائندے محمود اچکزئی نے کی کیونکہ گوہر ایوب خود بھی اسپیکر کے عہدہ کے اُمیدوار تھے۔ پہلے مرحلے میں پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی میں اپنی واضح اکثریت ثابت کر دی۔ اسپیکر کے عہدہ کے لیے پیپلز پارٹی کے اُمیدوار یوسف رضا گیلانی 106 ووٹ لے کر اور ڈپٹی اسپیکر کے لیے ظفر علی شاہ 115 ووٹ لے کر منتخب ہو گئے۔ ان کے مقابلہ میں اسپیکر شپ کے لیے مسلم لیگ کے گوہر ایوب کو 90 اور ڈپٹی اسپیکر کے لیے نواز کھوکھر کو 81 ووٹ ملے۔ اسلامک فرنٹ اور جمہوری وطن پارٹی نے ووٹ نہیں ڈالے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم نے مرکز میں اپنی اکثریت ثابت کر دی ہے۔ پنجاب میں بھی ہم اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو پارٹی مرکز میں حکومت بنائے، صوبوں میں بھی اُسی کی حکومت ہو تاکہ عوام کے مسائل حل ہو سکیں۔ ہماری حکومت اپنی آئینی مدت پوری کرے گی لیکن پیر پگارا نے کہا کہ

موجودہ کھیل زیادہ عرصہ نہیں چلے گا۔ ایک اور الیکشن کی نوبت آجائے گی۔

یوسف رضا گیلانی نے اپنے عہدہ کا حلف اٹھانے کے بعد کہا کہ وہ تمام ارکان کے ساتھ برابری کا سلوک کریں گے۔ گوہر ایوب نے کہا کہ یوسف گیلانی تجربہ کار ہیں۔ ایوان اچھی طرح چلائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ اسپیکر کا انتخاب ہم تسلیم کرتے ہیں، ڈپٹی اسپیکر ظفر علی شاہ نے کہا کہ جمہوری روایات قائم کی جائیں گی۔

17 اکتوبر کو نواز شریف نے کہا کہ ہم اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ وزیراعظم کے انتخاب کے موقع پر کریں گے۔ ہم اپنا جمہوری حق نہیں چھوڑیں گے۔ ایک معلق پارلیمنٹ اور منتشر مینڈیٹ کے ساتھ جمہوری نظام نہیں چل سکتا۔ ہم حکومت میں بیٹھیں یا اپوزیشن میں، سسٹم کو غیر مستحکم نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے ماہرین سے کہا ہے کہ وہ ایک مستحکم نظام کے لیے تجاویز مرتب کریں۔ ہم نہ کوئی سودے بازی کریں گے اور نہ ہی پیچھے ہٹیں گے۔ پنجاب، سرحد اور بلوچستان میں ہمارے حامیوں کی حکومت ہوگی۔ سندھ میں بھی آئندہ ہم ہی حکومت بنائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مخالفین بڑے پیمانے پر ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہیں۔

معین قریشی کا الوداعی پیغام

18 اکتوبر کو معین قریشی نے اپنے الوداعی پیغام میں کہا کہ میں سیاست داں نہیں لیکن ملک سے محبت کرتا ہوں۔ مرتے دم تک خدمت کرتا رہوں گا۔ پاکستان کا مستقبل روشن ہے۔ مسئلہ کشمیر کے حل تک ایٹمی صلاحیت ضروری ہے۔ مجھے صدارت کی پیش کی ہوئی، لیکن میں اس کا خواہش مند نہیں ہوں۔ میں نے عہدہ چھوڑنے سے قبل نہ تو افسران کو بڑی تعداد میں ترقیاں دیں اور نہ ہی اپنے بھائی کو نوازا۔ نئی حکومت نادہندگان سے 80 ارب روپے کی رقم وصول کرے۔ بعد میں معین قریشی نے کہا کہ انتخابات سے قبل بنکوں سے بھاری رقوم نکلوائی گئی تھیں۔

18 اکتوبر کو جنرل وحید نے آرمی آڈیٹوریم راولپنڈی میں معین قریشی اور نگران کابینہ کے ارکان کے اعزاز میں الوداعی عشائیہ دیا۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ پاکستان مسلم لیگ نے معین قریشی کو الوداعی دعوت دینے کی تجویز مسترد کر دی اور انہیں انتخابات میں جانبدارانہ کردار ادا کرنے اور ملکی مفادات کے منافی اقدامات کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا اور کہا کہ نگران کابینہ کے تمام اقدامات کا مقصد مسلم لیگ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ بعد میں معین قریشی نیویارک کے لیے روانہ ہوگئے۔ قائم مقام صدر، مسلح افواج کے سربراہوں، گورنر سندھ اور اعلیٰ سول اور فوجی حکام نے انہیں کراچی ایئرپورٹ پر رخصت کیا۔ معین قریشی نے کہا کہ میں اپنا کام مکمل کر کے اطمینان کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔

باب 6

قائد ایوان کا انتخاب

18 اکتوبر کو وزارت عظمیٰ کے دو امیدواروں نواز شریف اور بے نظیر نے چھ چھ کاغذات نامزدگی داخل کرائے جو درست قرار دیئے گئے۔ 19 اکتوبر کو قومی اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں میں وزیر اعظم کے عہدہ کے لیے ووٹ ڈالے گئے۔ بے نظیر بھٹو کو 121 ممبران اسمبلی نے ووٹ دے کر قائد ایوان منتخب کر لیا جبکہ نواز شریف کو 72 ووٹ ملے۔ اس طرح بے نظیر نے نواز شریف کے مقابلہ میں 49 ووٹوں کی سبقت حاصل کر لی۔ اقتدار کی کشمکش کا پہلا مرحلہ اختتام پذیر ہوگیا۔ اسلامک فرنٹ، اسلامی جمہوری محاذ کے ارکان اور جتوئی نے ایوان میں موجودگی کے باوجود ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا اے۔ این۔ پی کے حاجی غلام احمد بلور نے کہا کہ بے نظیر کے بر سر اقتدار آنے پر قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن کو انعام دیا جائے۔

قائد ایوان منتخب ہونے کے بعد بے نظیر نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن کو مل کر ملک کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ حکومت کی تبدیلی سے پوری قوم کی تقدیر بدل جائے گی۔ ہم رشوت اور ہارس ٹریڈنگ کا خاتمہ کریں گے۔ مرکز اور صوبوں کے درمیان تعاون کی فضاء پیدا کی جائے گی۔ امریکہ کی غلط فہمیاں دور کریں گے۔ پرانی دوستی بحال ہوگی۔ مسئلہ کشمیر حل ہو تو بھارت کے ساتھ کشیدگی ختم ہوگی۔ میری کابینہ چھوٹی ہوگی۔ نواز شریف نے اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنے ہارنے کا افسوس نہیں۔ ہم بے نظیر اپوزیشن کی طرح حکومت کے خلاف کوئی سازش نہیں کریں گے اور نہ ہی ٹرین مارچ اور لانگ مارچ کریں گے بلکہ بے نظیر حکومت سے غیر مشروط تعاون کریں گے۔ پیسے کی سیاست نے ملک کو تباہ کیا ہے۔ آزاد ارکان اور چھوٹی جماعتوں کو وزارتیں وغیرہ دے کر حکومت چلانے کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ ہم غیر جمہوری حربوں کی مزاحمت کریں گے۔ ہارس ٹریڈنگ

کرتے تو ہم بھی حکومت بنا سکتے تھے۔

19 اکتوبر 1993ء کو سہ پہر کے وقت ایوان صدر میں بے نظیر بھٹو نے پاکستان کے سولہویں وزیراعظم کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا۔ قائم مقام صدر وسیم سجاد نے حلف لیا۔ مسٹر بھٹو کے انتقال کے بعد بے نظیر دوسری مرتبہ پاکستان کی وزیراعظم بنی ہیں۔ حلف برداری کی تقریب میں بے نظیر نے امام ضامن باندھا ہوا تھا اور اُن کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ تقریب میں شریک کسی نے جئے بھٹو کا نعرہ لگایا۔ اپنے حلف اٹھانے سے قبل بے نظیر بھٹو نے اچانک نواب اکبر بگٹی، بلخ مزاری، آصف زرداری اور نوابزادہ کے ہمراہ جتوئی ہاؤس جا کر غلام مصطفیٰ جتوئی سے ملاقات کی۔ جتوئی نے کہا کہ بیٹی گھر آئے تو خوشی ہوتی ہے۔

پاکستان میں سیاست کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ نومنتخب وزیراعظم بے نظیر نے بھی اپنے عہدہ کا حلف اٹھانے کے بعد ملک سے کرپشن دور کرنے، اپوزیشن کو اُس کا جائز مقام دینے اور عوام کی اقتصادی خوش حالی کے لیے اقدامات کرنے کے وعدے کئے لیکن نواز شریف کا یہ خدشہ بھی اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ معلق پارلیمنٹ اور اکثریت نہ رکھنے والی پارٹی ملکی سیاست میں بناؤ کے بجائے بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔ بے نظیر کے دوبارہ اقتدار میں آنے پر بعض حلقوں کی جانب سے اسلامک فرنٹ اور دوسری دینی جماعتوں کو موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ 24 اکتوبر 1990ء کو مرکز اور صوبوں میں بھاری اکثریت رکھنے کے باوجود نواز شریف حکومت ناکام کیوں ہوئی اور قبل از وقت انتخابات کی نوبت کیوں آئی؟

صوبائی حکومتیں

18 اکتوبر کو چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو حلف اٹھانا ہے۔ 19 اکتوبر کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے عہدوں کے انتخابات ہونا ہیں اور 20 اکتوبر کو وزرائے اعلیٰ کے عہدوں کا انتخاب ہوگا۔

پنجاب اسمبلی

نواز شریف نے کہا کہ پنجاب میں مسلم لیگ میں مسلم لیگ واحد اکثریتی پارٹی ہے۔ وہاں حکومت ہم بنائیں گے۔ لیکن بے نظیر پنجاب اپنی حامی حکومت بنانے کے لیے بھاری سے بھاری قیمت ادا کرنے پر آمادہ تھیں۔ کیونکہ دسمبر 1988ء میں وہ وزیراعظم تھیں اور پنجاب میں نواز شریف وزیراعلیٰ منتخب ہوئے تھے۔ اس طرح وفاقی حکومت کو مشکلات پیش آئی تھیں۔ سب سے بڑے اور اہم صوبے پنجاب میں بے نظیر نے وزیراعلیٰ کا عہدہ چٹھہ گروپ کو دینا منظور کر

لیا جس کے پاس صرف 18 نشستیں ہیں لیکن یہ بھاری قیمت ادا کرنا بھی بے نظیر کے لیے خسارے کا سودا نہیں تھا۔ نواز شریف اگر حکمت سے کام لیتے تو جونیجو لیگ سے مفاہمت کرنا اُن کے لیے زیادہ آسان ہوتا۔ دونوں مسلم لیگیں باہم مل کر آسانی کے ساتھ حکومت بنا سکتی تھیں۔

18 اکتوبر کو پنجاب اسمبلی کے 225 ارکان نے حلف اُٹھایا۔ شہباز شریف نے اپنی قومی اسمبلی کی نشست چھوڑ دی اور پنجاب اسمبلی کا حلف اُٹھایا اور کہا کہ ہمیں ارکان کی واضح اکثریت حاصل ہے لیکن شہباز شریف کا یہ اندازہ درست ثابت نہیں ہوا۔ 19 اکتوبر کو پیپلز پارٹی کے حنیف رامے 130 ووٹ لے کر اسپیکر منتخب ہوگئے۔ مسلم لیگ کے اُمیدوار ذوالفقار کھوسہ صرف 107 ووٹ حاصل کر سکے۔ اسی طرح 131 ووٹ لے کر پیپلز پارٹی کے منظور موہل ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوگئے جبکہ مسلم لیگی اُمیدوار اختر موکل کو 105 ووٹ ملے۔ اسلامک فرنٹ کے دو ارکان نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ اس طرح پنجاب بھی مسلم لیگ کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ حالانکہ وہ صوبے کی واحد اکثریتی پارٹی بن کر اُبھری تھی۔ 94 نشستیں حاصل کرنے والی پارٹی نے مزید 36 ارکان کی تائید حاصل کرلی جبکہ مسلم لیگ اپنے حمایت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکی۔

20 اکتوبر کو پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی اور چٹھہ گروپ کے مشترکہ اُمیدوار منظور وٹو 131 ووٹ لے کر وزیر اعلیٰ منتخب ہوگئے۔ اُن کے مقابلے میں شہباز شریف کو 105 ووٹ ملے۔ چٹھہ نے کہا کہ پنجاب میں اتفاق راج ختم ہوگیا۔ انتظامیہ سے بھی اتفاق مافیا کا خاتمہ کردیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر ہارس ٹریڈنگ نہ ہوتی تو ہماری حکومت بنتی ہم نے پارٹی کے ساتھ بے وفائی کرنے والوں سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ ہم نے حکومت چھوڑ دی لیکن بے اصولی نہیں کی۔ حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ مسلم لیگ جلد ہی اپنی حکومت بنائے گی۔ شہباز شریف نے کہا کہ میں ایوان کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ 21 اکتوبر کو منظور وٹو اور شہباز شریف کے درمیان پہلی باضابطہ ملاقات میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنے پر اتفاق رائے ہوگیا۔

سندھ اسمبلی

سندھ وہ واحد صوبہ ہے جس میں کسی ایک پارٹی کو قطعی اکثریت حاصل ہے۔ 100 کے ایوان میں پیپلز پارٹی کے پاس 57 نشستیں ہیں۔ حکومت بنانے کے لیے اُسے کسی دوسری پارٹی کی حمایت درکار نہیں لیکن یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کی جاسکتی کہ سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندگی ایم۔ کیو۔ ایم کو حاصل ہے۔ اس کی حمایت کے بغیر صوبے میں محفوظ حکومت کا قیام مشکل ہے۔ اس لیے دونوں پارٹیوں کے درمیان بات چیت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 13 اکتوبر کو

ایم- کیو- ایم کے ایک تین رکنی وفد نے سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں بے نظیر سے اسلام آباد میں ایک غیر رسمی ملاقات کی جو خوشگوار ماحول میں ہوئی- 16 اکتوبر کو امریکی قونصل جنرل متعین کراچی کی دعوت پر پیپلز پارٹی اور ایم- کیو- ایم کے درمیان مذاکرات کا آغاز ہوا- الطاف حسین نے لندن سے اپنے ٹیلی فونک خطاب میں کہا کہ ہماری اولین ترجیح اسیر کارکنوں کی رہائی، زیر زمین لوگوں کی واپسی اور انتقال اقتدار سے قبل شہری علاقوں میں قومی اسمبلی کے ضمنی انتخابات کرانا ہے جنہیں پانچ سال کے لیے نمائندگی سے محروم کر دیا گیا ہے-

16 اکتوبر کو بلاول ہاؤس کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ایم- کیو- ایم نے شہری علاقوں میں واضح کامیابی حاصل کی ہے- وہ سندھ میں اپنا سیاسی کردار ادا کرے- ہمارے دروازے ان کے لیے کھلے ہیں لیکن ہم سندھ کو تقسیم نہیں کر سکتے- اور نہ ہی تمام مقدمات واپس لیے جا سکتے ہیں- بے نظیر نے سید عبداللہ شاہ کو سندھ کا وزیر اعلیٰ نامزد کر دیا- 14 اکتوبر کو بے نظیر نے مخدوم امین فہیم کو قومی اسمبلی کی رکنیت کا حلف اٹھانے سے یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ آپ سندھ اسمبلی کا حلف اُٹھائیں گے- اُس وقت سب کو یہ خیال ہوا تھا کہ وہ سندھ کے وزیر اعلیٰ ہوں گے لیکن غیر متوقع طور پر اُنھوں نے اس منصب کے لیے عبداللہ شاہ کو نامزد کر دیا- غالباً بے نظیر یہ نہیں چاہتی تھیں کہ کوئی مضبوط سیاسی پس منظر اور حمایت رکھنے والا شخص اس عہدہ پر فائز ہو-

نامزد وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے سندھ کی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایم- کیو- ایم کے ساتھ مذکرات میں ڈیڈلاک پیدا ہو گیا ہے- تمام مقدمات واپس لینے کا ان کا مطالبہ پورا نہیں کیا جا سکتا- اگر مقدمات جھوٹے ہیں تو وہ عدالت سے رجوع کریں- سندھ میں لڑائی جھگڑا بہت ہو چکا- اب مل کر کام کرنا چاہیے- ایم- کیو- ایم اپوزیشن میں رہ کر بھی موثر کردار ادا کر سکتی ہے- اپوزیشن میں بیٹھ کر وہ ہمارے دشمن نہیں بن جائیں گے- کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی- کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا- ایم- کیو- ایم کو ترقیاتی کاموں میں شریک کر لیا جائے گا وہ دہشت گردوں کو اپنی صفوں سے نکال دے- پوری قوم ایک طرف ہے اور ایم- کیو- ایم دوسری طرف جا رہے ہیں- سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ مقدمات واپس لینے کا انکار افسوس ناک ہے- اس طرح نئی حکومت کی تشکیل سے قبل ہی پیپلز پارٹی اور ایم- کیو ایم کے درمیان محاذ آرائی کا آغاز ہو گیا-

18 اکتوبر کو سندھ اسمبلی کے 97 ارکان نے حلف اُٹھا لیا- اُس کے ایک رکن مرتضیٰ بھٹو بیرون ملک ہیں-

19 اکتوبر کو پیپلز پارٹی کے غوث بخش مہر 66 ووٹ لے کر اور نبیل گبول 65 ووٹ لے کر اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر منتخب ہو گئے- اُن کے مقابلے میں ایم- کیو- ایم کے شعیب بخاری اور قاضی خالد کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے لیے 27, 27 ووٹ ملے- مسلم لیگی ارکان رائے شماری

کے موقع پر ایوان میں نہیں آئے اور رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔

20 اکتوبر کو سندھ اسمبلی میں سید عبداللہ شاہ بھاری اکثریت سے وزیر اعلیٰ منتخب ہو گئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے امیدوار فاروق ستار کو شکست ہو گئی۔ 21 اکتوبر کو سندھ کی تین رکنی کابینہ نے حلف اُٹھالیا۔ فاروق ستار نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے اپوزیشن میں بیٹھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مسلم لیگ کے عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم آگے بڑھ کر مسائل کے حل میں تعاون کرے۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن ہمارا ہاتھ جھٹک دیا گیا۔ ہمیں دیوار سے لگانے کی سازش کی جا رہی ہے۔ شہری علاقوں میں لگائی جانے والی آگ سے کوئی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ حق پرست عوام ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پھر بھی الطاف حسین نے پیپلز پارٹی کو اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ عبداللہ شاہ نے اس پیش کش کی تعریف کی اور کہا کہ قیادت کی سوچ میں یہ مثبت تبدیلی ہے۔ صوبائی حکومت کے قیام کے پہلے دن ہی برساتی نالے سے ایک 23 سالہ نوجوان کی سوختہ لاش ملی۔

سرحد اسمبلی

18 اکتوبر کو سرحد اسمبلی کے 79 ارکان نے حلف اُٹھایا۔ 19 اکتوبر کو مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کے مشترکہ اُمیدوار ہدایت اللہ 40 ووٹ لے کر اور شاہ محمد 39 ووٹ لے کر اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر منتخب ہو گئے ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ کے مشترکہ اُمیدوار اکبر خان اور علاؤ الدین 27 اور 38 ووٹ لے کر ناکام ہو گئے۔ اسلامک فرنٹ کے چار ارکان نے ووٹ نہیں ڈالا حالانکہ طاقت کا توازن اُن کے ہاتھ میں تھا۔ نواز شریف اور بیگم نسیم ولی نے الزام لگایا کہ گورنر سندھ ہارس ٹریڈنگ کر رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے بے نظیر گورنر ہاؤس استعمال کر رہی ہیں۔

20 اکتوبر کو مسلم لیگ کے صابر شاہ 48 ووٹ لے کر سرحد کے وزیر اعلیٰ منتخب ہو گئے۔ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے اُمیدوار آفتاب شیرپاؤ نے 29 ووٹ حاصل کیے۔ 21 اکتوبر کو سرحد کی گیارہ رکنی کابینہ نے حلف اُٹھالیا۔ کابینہ میں آزاد ارکان کی اکثریت ہے۔ اُنھوں نے اپنی حمایت کی پوری قیمت وصول کر لی۔

بلوچستان اسمبلی

18 اکتوبر کو بلوچستان اسمبلی کے 40 ارکان نے حلف اُٹھایا۔ 19 اکتوبر کو بگتی گروپ کے وحید بلوچ 22 ووٹ لے کر اور مسلم لیگ کے بشیر مسیح 21 ووٹ لے کر اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر

منتخب ہوگئے۔ اُن کے مقابلہ میں عبدالقہار خان دون اور عبدالرحیم شاہنوانی کو 19 اور 20 ووٹ ملے۔

20 اکتوبر کو ذوالفقار مگسی 26 ووٹ لے کر وزیر اعلیٰ منتخب ہوگئے۔ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی اور جمہوری وطن پارٹی کے مشترکہ اُمیدوار اختر مینگل کو 16 ووٹ ملے۔ مگسی کی نظربندی منسوخ کر دی گئی۔ وہ 30 اگست سے جھل مگسی میں 30 افراد کے قتل کے بعد سے کوئٹہ میں اپنے گھر میں نظر بند تھے۔ مگسی نے کہا کہ وہ کسی سیاسی پارٹی میں شامل نہیں ہو رہے ہیں بلکہ اپنی آزاد حیثیت برقرار رکھیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ سرحد اور بلوچستان میں ہماری حکومتیں بنی ہیں۔ ہمیں عوام کا مینڈیٹ حاصل ہے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ سرحد اور بلوچستان میں حکومتیں بننے سے نواز شریف کی سیاسی ساکھ کو سہارا ملا ہے۔

بے نظیر کا پہلا قومی خطاب

20 اکتوبر کو ریڈیو، ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ قومی خزانہ لوٹنے والوں اور قرضے ہضم کرنے والوں کا احتساب ہوگا۔ صوبوں کو جائز حقوق دیئے جائیں گے۔ بلدیاتی اداروں کو مزید اختیارات دیئے جائیں گے۔ عوام کی خادم انتظامیہ وجود میں لائی جائے گی۔ مہنگائی اور بے روزگاری کا خاتمہ ہماری اولین ترجیح ہوگی۔ نجکاری کے عمل کو شفاف بنائیں گے۔ سستے اور فوری انصاف کی فراہمی ہماری ذمہ داری ہوگی۔ پاکستان کے جوہری پروگرام کی حفاظت کریں گے۔ دفاع کو ناقابل تسخیر بنائیں گے۔ کشمیر پر بھارتی تسلط ختم کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔ منصفانہ اور آزاد انتخابات کرانے پر بے نظیر نے نگران حکومت، الیکشن کمیشن، مسلح افواج اور عدلیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔

20 اکتوبر کو بھارتی وزیراعظم نرسمہا راؤ کے مبارک باد کے خط کے جواب میں وزیراعظم بے نظیر نے لکھا کہ میری حکومت کی اولین ترجیح بھارت سے کشیدگی سے پاک تعلقات قائم کرنا ہے۔ مسئلہ کشمیر اس راہ میں بنیادی رکاوٹ ہے۔

وفاقی کابینہ

21 اکتوبر کو پانچ وفاقی وزراء ڈاکٹر شیر افگن، نصیر اللہ بابر، بریگیڈیئر محمد اصغر، افضل خان اور احمد مختار اور ایک مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھالیا۔ حسین حقانی، شہناز وزیر اور شاہد حسن وزیراعظم کے خصوصی معاون مقرر کئے گئے۔ احمد صادق نے وزیراعظم کے پرنسپل سیکرٹری کا عہدہ سنبھال لیا۔ مخدوم امین فہیم کو وفاقی کابینہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ انہوں

نے کہا کہ میں پارٹی کے فیصلے کا پابند ہوں۔ امین فہیم نے کہا کہ ملازمتوں پر پابندی سے لوگوں میں مایوسی پھیل رہی ہے۔ سندھ کے عوام خود کو غیر محفوظ محسوس کر رہے ہیں۔

"گلف نیوز" نے اپنی 23 اکتوبر کی اشاعت میں لکھا ہے کہ امین فہیم وفاقی کابینہ میں شامل نہ کیے جانے پر پارٹی قیادت سے ناراض ہیں۔ اخبار نے انکشاف کیا کہ ارکان کی بلیک میلنگ سے بچنے کے لیے بے نظیر نے سب سے پیشگی استعفے حاصل کر لیے ہیں۔

بی۔ بی۔ سی اور "عرب نیوز" کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ میں ارکان پارلیمنٹ کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہوں گی۔ کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو کسی دباؤ میں آنے کے بجائے عوام سے رجوع کروں گی۔ میری کابینہ میں نہ میرا شوہر ہوگا اور نہ میری والدہ۔ گو پاکستان کی اصل طاقت فوج کے پاس ہے۔ لیکن اس کے باوجود اُس نے غیر جانبدارانہ رہنے کا مدبرانہ فیصلہ کیا ہے۔ میں کرپشن کے خلاف مہم شروع کروں گی۔ ہم نے ملکی معیشت کو درست کر دیا تو ہمارے خلاف سازشیں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ جنرل وحید نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ قوم نے انتخابات میں بھرپور شعور کا مظاہرہ کیا ہے۔ منتخب ارکان عاقل اور بالغ ہیں۔ سارے معاملات خود طے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سیاست دانوں کو آئندہ ہماری ضرورت پڑی تو پھر لبیک کہیں گے۔

امریکی سفیر کا بیان

21 اکتوبر کو امریکی سفیر جان۔ سی۔ مانجو نے کراچی میں کہا کہ ایٹمی مسئلہ پر امریکہ اور پاکستان کے درمیان اختلافات موجود ہیں۔ بھاری امریکی امداد ملنے کے دن ختم ہوگئے۔ اب پاکستان کے لیے فوجی اور اقتصادی امداد صرف اُسی وقت بحال ہو سکتی ہے جبکہ امریکی صدر یہ تصدیق کر دے کہ پاکستان کے پاس ایٹمی اسلحہ نہیں ہے۔

22 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے کراچی میں شاہ احمد نورانی سے ملاقات کر کے باہمی مفاہمت کو مستقل اتحاد میں تبدیلی کرنے اور ضمنی انتخابات میں حکمت عملی پر مذاکرات کیے۔ لاہور اور گوجرانوالہ میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر نے جن لوگوں کو ٹکٹ دیئے، اُن کے نام نادہندگان کی فہرست میں شامل ہیں۔ قوم نے مجبوراً چوروں اور ڈاکوؤں کو ووٹ دیا کیونکہ انہیں ہماری کامیابی کا یقین نہیں تھا۔ اسلامک فرنٹ قائم رہے گا۔ پاسبان کی تنظیم نو کی جائے گی۔ کم وقت ملنے کے باوجود فرنٹ نے موثر انتخابی مہم چلائی۔ آئندہ الیکشن میں فرنٹ ہی کامیاب ہوگا۔ قوم جلد ہی ہمارے موقف کی تائید کرے گی اور لوگ ہماری طرف لوٹ آئیں گے۔ ہم مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھیں گے۔ لسانی اور صوبائی تعصبات ہماری راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ میں نے ایک قدم بھی

شوریٰ کے مشورے کے بغیر نہیں اُٹھایا۔ ہم نے انتخاب ہارا ہے، میدان نہیں ہارا۔ قوم اپنے مسائل کے حل کے لیے ہماری طرف ہی آئے گی۔ دستور میں اسلامی دفعات تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو ہم اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ سینیٹر کی حیثیت سے میں نے تنخواہ نہیں لی۔ چار سال نواز شریف کے قریب رہنے کے باوجود میں نے کسی عزیز کی بھی اُن سے کوئی سفارش نہیں کی۔ غلام اسحٰق اور پیپلز پارٹی کے اصرار کے باوجود ہم نے صوبہ سرحد میں پیپلز پارٹی کی حمایت نہیں کی۔ پھر بھی نواز شریف مجھ پر کروڑوں روپے لینے کا الزام لگا رہے ہیں۔

نواز شریف کا بیان

22 اکتوبر کو مری میں اپنی رہائش گاہ پر صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حالیہ انتخابات کے موقع پر قاضی حسین احمد کو پاکستان اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم سے جو کام سونپا گیا تھا۔ اُس کی تکمیل میں اُنھوں نے جماعت اسلامی جیسی فعال اور منظم تنظیم کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ اور اسی طرح جماعت اسلامی کو اُس مشن کی تکمیل میں بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ آئندہ جب بھی ضروری ہوا تو میں اس مشن کے پس پردہ عناصر کو بے نقاب کر دوں گا۔ اُنھوں نے جماعت اسلامی کے اُن کارکنوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا، جنھوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ سیاسی جنگ میں مسلم لیگ اور اُن کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

میاں طفیل محمد کا انٹرویو

ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد نے کہا کہ شوریٰ میں طے ہوا تھا کہ فرنٹ اور پاسبان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں تنظیموں کی وجہ سے جماعت اسلامی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ جس کا ازالہ جماعت اسلامی کی موجودہ قیادت کے بس کی بات نہیں۔ قاضی حسین احمد ان دونوں کو اپنے ساتھ اسلام آباد لے جائیں اور جماعت اسلامی کو اُس کے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر وہ جماعت کی امارت اپنے ہاتھوں میں رکھنا چاہتے ہیں تو پھر فرنٹ اور پاسبان کو کسی اور کے سپرد کر دیں۔ میں نے اپنا تحریری استعفیٰ امیر جماعت کو پیش کر دیا ہے۔ اس بارے میں مجھے ابھی تک اُن کی جانب سے کوئی تحریری یا زبانی جواب نہیں ملا۔

اعتماد کا ووٹ

27 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے قومی اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں اعتماد کا ووٹ

حاصل کر لیا۔ اعتماد کے ووٹ کی قرار داد حامد ناصر چٹھہ نے پیش کی جس کی نواب اکبر بگٹی، نواب زادہ نصر اللہ خان اور بلخ مزاری نے تائید کی۔ قرار داد کے حق میں 122 ووٹ پڑے جبکہ وزیر اعظم کے انتخاب میں بے نظیر کو 121 ووٹ ملے تھے۔ نواز شریف ایوان میں موجود نہیں تھے۔ مسلم لیگ سمیت کسی پارٹی نے قرار داد کی مخالفت میں ووٹ نہیں دیا۔ جتوئی نے کہا کہ میں نے بے نظیر کو اعتماد کا ووٹ دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ بھی مجھ سے وفا کرتی ہیں یا نہیں۔ میں نے ہمیشہ پیپلز پارٹی کے ساتھ وفا کی ہے اور اُسے زندہ رکھا ہے۔

اعتماد کا ووٹ لینے کے بعد بے نظیر نے ایوان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت درگاہ حضرت بل کا محاصرہ فوری طور پر ختم کر دے۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ بھارت اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق بات چیت شروع کرے۔ آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لیے بل جلد ہی پیش کیا جائے گا۔

بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ نواز شریف کی اسمبلی میں عدم موجودگی سے مستقبل میں تلخیاں بڑھنے کا اشارہ ملتا ہے۔ آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ بے نظیر جلد ہی نواز شریف کو چائے پر مدعو کریں گی۔ نواز شریف نے کہا کہ وہ اس پر غور کریں گے۔

نواز شریف نے بے نظیر کو ٹیلی فون کر کے ان کے صاحبزادے بلاول کی خیریت دریافت کی جو گزشتہ دنوں گر کر زخمی ہو گئے تھے۔ بے نظیر نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بلاول کا زخم تیزی سے مندمل ہو رہا ہے، پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ بے نظیر نے بھی نواز شریف اور اُن کے اہل خاندان کی خیریت دریافت کی۔

ایم۔ کیو۔ ایم کا وفد

25 اکتوبر کو پیپلز پارٹی کے ساتھ تعلقات کار قائم کرنے کے لیے سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک وفد اسلام آباد پہنچ گیا۔ وفد نے مقدمات کی واپسی اور سندھ آپریشن پر نظر ثانی کے نکات پر بات چیت کی۔ ایم۔ کیو۔ ایم فی الوقت وزارتیں نہیں لے گی۔ الطاف حسین نے اپنے مواصلاتی خطاب میں کہا کہ سندھ میں شہری نمائندگی کے بغیر چلنے والی حکومت پائیدار نہیں ہو سکتی۔ سانحہ 31 اکتوبر کے شہدا کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے حق پرستی کی راہ میں آگ اور خون کے دریا عبور کئے ہیں۔ پیر پگارا نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم والے بالآخر آپس میں ہی لڑیں گے۔ عبد اللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم سے تعاون کے خواہش مند ہیں لیکن اس کے لیے میں عزیز آباد نہیں جا سکتا۔ ہم وفاقی حکومت سے آپریشن کی میعاد بڑھانے کی درخواست کریں گے۔ ہم سیاسی تشدد کی باقیات کو شکست دیں گے۔ وفاقی وزارت داخلہ کے ترجمان نے کہا کہ حکومت جبری چندہ وصول کرنے والوں سے سختی کے ساتھ

نمٹے گی۔

میر مرتضیٰ بھٹو

27 اکتوبر کو کراچی میں شاہ بندر کیس میں مرتضیٰ بھٹو سمیت ملزمان کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔ کراچی کے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ میرا پاکستان واپسی کا فیصلہ اٹل ہے، خواہ مجھے پھانسی ہی دے دی جائے۔ میں اُس وقت سے پیپلز پارٹی کا رکن ہوں جب بے نظیر زیر تعلیم تھیں۔ مجھے جیل میں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ لیکن میں پھر بھی پاکستان آؤں گا۔ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ قتل کا الزام اصل قاتلوں پر نہیں بلکہ بے نظیر پر لگایا جائے گا۔ پیپلز پارٹی سے مصالحت کے لیے مرتضیٰ بھٹو دمشق روانہ ہوگئے۔ وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مرتضیٰ کو وطن واپسی پر فوراً ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔

سینٹ کا انتخاب

27 اکتوبر کو چوہدری شجاعت اور ملک قاسم سینٹ کے بلامقابلہ رکن منتخب ہوگئے۔ اُن کے مقابلے میں کسی دوسرے اُمیدوار نے کاغذات داخل نہیں کرائے۔

قائم مقام صدر کا انتخاب

27 اکتوبر کو قائم مقام صدر وسیم سجاد نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرکز اور صوبے ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ عوام اصلاحات کے منتظر ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ اور غیر جمہوری حرکتوں سے اجتناب برتا جائے۔ پارلیمنٹ کی قدر و منزلت کو اس طرح برقرار رکھا جائے کہ آئندہ کسی کو اُس کی قسمت سے کھیلنے کا بہانہ نہ مل سکے۔ بھارت کشمیر کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے طے کرلے اور درگاہ حضرت بل کا محاصرہ ختم کیا جائے۔ ایٹمی پروگرام کے حق سے دستبردار نہیں ہوسکتے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت صدر کی باتوں پر عمل کر کے دکھائے۔

وفاقی وزیر قانون شیر افگن نے کہا کہ صدر کے صوابدیدی اختیارات جمہوریت کے منافی ہیں۔ آٹھویں ترمیم نے دستور کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ یہ سیفٹی والوو نہیں بلکہ اس کا مقصد ایک شخص کو امیرالمومنین بنانا ہے۔ اس کو تقریباً پورا ختم کیا جائے گا۔ فلور کراسنگ کا آرڈی نینس آزاد ارکان پر لاگو نہیں ہوتا۔ وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ کوآپریٹو اور تاج کمپنی کے متاثرین کو

چھ ماہ کے اندر ادائیگی کر دی جائے۔

صدارتی امیدوار

24 اکتوبر کو غلام اسحٰق خان نے کہا کہ کوئی بڑی پارٹی نامزد کرے گی تو میں صدارتی انتخاب لڑوں گا۔ یحییٰ بختیار نے کہا کہ غلام اسحٰق کو دوبارہ بادشاہ نہیں بننے دوں گا۔ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں نے نواز شریف کو صدارتی اُمیدوار نامزد کرنے کا اختیار دے دیا۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان متفقہ صدارتی اُمیدوار کے بارے میں کوئی مفاہمت نہیں ہو سکی۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ صدارتی اُمیدوار کا تعلق نہ پیپلز پارٹی سے ہو اور نہ مسلم لیگ سے۔ لیکن مسلم لیگ اس پر آمادہ نہیں۔ مسلم لیگ نے معین قریشی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

30 اکتوبر کو بلخ مزاری اور چٹھہ غلام اسحٰق کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ یحییٰ بختیار نے کہا کہ تمام صدارتی امیدواروں میں میرا ریکارڈ سب سے بہتر ہے۔ میں نے سب سے پہلے جونیجو، بے نظیر اور نواز شریف حکومت کے خلاف آواز بلند کی۔ پیر پگارا نے کہا کہ میں نہ خر ہوں اور نہ خرکار، اس لیے صدارت کا اُمیدوار نہیں۔ معین قریشی کو اپنی پوری کوشش کے باوجود کوئی تجویز اور تائید کنندہ نہیں مل سکا۔ اس لیے وہ کاغذات نامزدگی داخل نہیں کرا سکے۔ اس طرح امپورٹڈ صدر کے بارے میں تمام افواہیں دم توڑ گئیں۔ گورنر سندھ حکیم سعید نے کہا کہ صدارتی انتخاب ایک سیاسی مسئلہ اور دنگل بن گیا ہے۔ لہٰذا وہ اس میں حصہ نہیں لیں گے۔

31 اکتوبر کاغذات نامزدگی داخل کرانے کی آخری تاریخ تھی۔ 27 امیدواروں نے اپنے اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرائے۔ اہم امیدواروں میں وسیم سجاد، فاروق لغاری، غلام اسحٰق، گوہر ایوب، نصراللہ، اکبر بگٹی، سرتاج عزیز، افتخار گیلانی، بلخ مزاری، آفتاب شعبان میرانی، عبدالمجید ملک، اصغر خان اور یحییٰ بختیار شامل ہیں۔ غلام اسحٰق خان نے آزاد اُمیدوار کی حیثیت سے کاغذات داخل کرائے۔ انہوں نے کہا کہ میں سنجیدہ اُمیدوار ہوں۔ بیٹھنے کے لیے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ کاغذات پر انگوٹھا لگانے کا حکم ملا سو ہم نے لگا دیا۔ دوسروں سے مذاکرات کریں گے۔ اپنی سنائیں گے، اُن کی سنیں گے۔ غلام اسحٰق خان اور اصغر خان نے فون پر الطاف حسین سے بات کر کے صدارتی انتخابات میں حمایت کرنے کی کوشش کی۔

مسلم لیگ نے وسیم سجاد کو اپنا صدارتی اُمیدوار نامزد کر دیا۔ پیپلز پارٹی کے اصل اُمیدوار فاروق لغاری ہوں گے۔ چٹھہ گروپ نے اُن کے نام پر اتفاق کر لیا۔ بے نظیر نے فاروق لغاری کی کامیابی کے لیے دو کمیٹیاں مقرر کر دیں۔

نئے صدارتی انتخاب کے لیے 13 نومبر کو پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس طلب کر لیا گیا۔

باب 7

صدارتی انتخاب

نومبر 1993ء کے آغاز ہی سے صدارتی انتخاب کی وجہ سے سیاسی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں۔ 2 نومبر کو کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال کے نتیجہ میں 13 اُمیدواروں کے کاغذات مسترد کر دیئے گئے۔ اس طرح اب 14 اُمیدوار میدان میں رہ گئے۔ بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے غلام اسحٰق نے کہا کہ بے نظیر نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے صدر بنائیں گی۔ جونیجو گروپ نے مجھے نامزد کیا ہے۔ بگٹی، نوابزادہ اور بلخ مزاری نے حمایت کا یقین دلایا ہے۔ بے نظیر نے غلام اسحٰق خاں سے ملاقات کر کے کہا کہ اگر میں ارکان کی خواہشات کے برعکس آپ کو اپنا نمائندہ نامزد کر دوں اور کوئی نتیجہ سامنے نہ آئے تو ہم سب کی سبکی ہوگی۔ وزیراعظم ہاؤس کے ذرائع نے بتایا کہ پیپلز پارٹی پابند نہیں ہے اور وہ غلام اسحٰق کی حمایت نہیں کرے گی۔

2 نومبر کو بے نظیر اور نواز شریف نے جنرل وحید سے ملاقات کر کے صدارتی انتخاب پر تبادلہ خیال کیا۔ اس سے سیاسی حلقوں میں یہ توقع پیدا ہوگی کہ صدارتی اُمیدوار کے معاملہ میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں اتفاق رائے ہو جائے گا۔ غلام اسحٰق نے کہا کہ اس بارے میں فوج کا کوئی کردار غلط روایت ہوگی اور یہ کہ وہ کسی کے حق میں دستبردار نہیں ہوں گے۔ وفاقی حکومت کے ترجمان نے وضاحت کی کہ صدارتی اُمیدوار کے چناؤ میں فوج کا کوئی کردار نہیں ہے۔ یحیٰی بختیار نے کہا کہ لغاری اور وسیم سجاد صدارت کے لیے غیر موزوں ہیں لیکن پھر بھی اگر پارٹی کہے گی تو میں دستبردار ہو جاؤں گا۔ 3 نومبر کو مولانا فضل الرحمٰن نے چار صدارتی اُمیدواروں کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا اور کہا کہ متفقہ اُمیدوار سے متعلق کسی سمجھوتہ کا وقت گزر چکا۔ اصغر خان کے بیٹے عمر اصغر نے کہا کہ اصغر خان انتخاب سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ چٹھہ اور میر افضل نے غلام اسحٰق سے ملاقات کر کے صدارتی انتخاب پر بات چیت کی۔

پیپلز پارٹی نے اپنے صدارتی اُمیدواروں لغاری، آفتاب شیرپاؤ اور شعبان میرانی سے کاغذات نامزدگی واپس لینے کی دستاویزات پر دستخط کرا لیے۔ پیپلز پارٹی، چٹھہ لیگ اور حلیف جماعتوں کے درمیان فاروق لغاری کے نام پر اتفاق رائے ہوگیا۔ غلام اسحٰق نے کہا کہ وہ متفقہ فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ 4 نومبر کو غلام اسحٰق، بلخ مزاری، شیرپاؤ اور شعبان میرانی لغاری کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ بے نظیر نے غلام اسحٰق کی دستبرداری کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا۔ لغاری نے کہا کہ وہ اس پر غلام اسحٰق کو سلام پیش کرتے ہیں۔ غلام اسحٰق نے کہا کہ اس کے لیے اُن پر کوئی دباؤ نہیں تھا۔ میں نے کوئی سودے بازی نہیں کی۔ میرے ذہن پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ وہ 5 نومبر کو اسلام آباد سے پشاور کے لیے روانہ ہوگئے اور کہا کہ میں مطمئن ہو کر واپس جا رہا ہوں۔ میرا عملی سیاست میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ بے نظیر نے غلام اسحٰق کو یقین دلایا تھا کہ صدارتی انتخاب میں وہ پیپلز پارٹی کے اُمیدوار ہوں گے لیکن عین موقع پر اپنی پارٹی کا اس سے متفق نہ ہونے کا عذر پیش کر کے وہ اپنے وعدے سے مکر گئیں۔

بے نظیر نے کہا کہ اسمبلیوں میں ہمیں اور حلیف جماعتوں کو اکثریت حاصل ہے۔ فاروق لغاری صدر منتخب ہو جائیں گے۔ لغاری نے کہا کہ مسلم لیگ سے کوئی بات چیت نہیں ہوگی، ہم اُن کا مقابلہ کریں گے۔ نوابزادہ اور بگٹی سے ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ مسلم لیگ اور فضل الرحمٰن کی پارٹی کے بعض ارکان بھی ہمارا ساتھ دیں گے۔ پوری 8 ویں ترمیم نہیں بلکہ اُس کی متنازع شقوں کو ختم کیا جائے گا۔ بے نظیر نے بھی دینی جماعتوں کے سربراہوں سے ملاقات میں وضاحت کی کہ 8 ویں ترمیم کی صرف بعض شقوں کو ختم کیا جائے گا۔

6 نومبر کو مسلم لیگ اُس کی حلیف جماعتوں نے وسیم سجاد کو اپنا صدارتی اُمیدوار نامزد کر دیا۔ گوہر ایوب، سرتاج عزیز، مجید ملک اور افتخار گیلانی، وسیم سجاد کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہماری پارٹی پارلیمنٹ میں سب سے بڑی پارٹی ہے۔ ہم آسانی کے ساتھ صدارتی انتخاب جیت جائیں گے۔ پیپلز پارٹی اپنے اُمیدوار کے حق میں ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہے۔ چھوٹی پارٹیاں پیپلز پارٹی کے رویہ سے مایوس ہو کر ہم سے رابطہ کر رہی ہیں۔ قومی اسمبلی میں ہمارے 72 نہیں بلکہ 91 ووٹ ہیں۔ وسیم سجاد نے غلام اسحٰق سے ملاقات کر کے صدارتی انتخاب پر بات چیت کی۔ اُنھوں نے کہا کہ آزاد گروپوں سے بھی ہمارا رابطہ ہے۔ میں صدارتی انتخاب جیت جاؤں گا۔

نوابزادہ نے کہا کہ لغاری اور وسیم سجاد ہمیں منظور نہیں۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ کا صدر آیا تو جمہوری نظام کو نقصان ہوگا۔ پیر پگارا نے کہا کہ صدارتی انتخاب میں پیپلز پارٹی کو شکست دیں گے۔ بگٹی نے کہا کہ پیپلز پارٹی لغاری کو ہمارے حق میں دستبردار کرا دے۔ گورنر کے منصب میں میرے لیے کوئی کشش نہیں۔ صدارت کے لیے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کو میری حمایت کرنا چاہیے۔

لغاری نے مولانا سمیع الحق اور فاٹا کے ارکان سے ملاقاتیں کیں اور کہا کہ میں بگٹی سے بھی ملاقات کروں گا۔ نصر اللہ ہماری مدد کریں گے۔ لغاری نے ملتان اور بہاولپور سے تعلق رکھنے والے مسلم لیگی ارکان اسمبلی سے ملاقاتیں کر کے حمایت کرنے کی اپیل کی۔ بتایا گیا کہ آزاد ممبران اسمبلی نے لغاری کی حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ غلام اسحٰق نے اپنے حامی ارکان کو لغاری کی حمایت کرنے کی اپیل کی۔ بتایا گیا کہ آزاد ممبران اسمبلی نے لغاری کی حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ غلام اسحٰق نے اپنے حامی ارکان کو لغاری کی حمایت پر آمادہ کرنے سے معذرت کر لی۔ پیپلز پارٹی کی دو اہم شخصیات نے لندن میں الطاف حسین سے ملاقات کر کے اُن کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔

وسیم سجاد نے کراچی میں ایم۔ کی۔ ایم کے رہنماؤں سے تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات کی۔ 7 نومبر کو اُنھوں نے پشاور میں مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی۔ جس میں اُنھوں نے وسیم سجاد کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ 8 نومبر کو نواز شریف اور وسیم سجاد نے پشاور میں آزاد اور فاٹا کے اراکین پارلیمنٹ سے ملاقاتیں کیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کو پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل نہیں۔ وسیم سجاد کی پوزیشن بہت مضبوط ہے، وہ صدارتی انتخاب جیت جائیں گے۔ اُنھوں نے پیپلز پارٹی پر ہارس ٹریڈنگ کرنے کا الزام لگایا اور کہا کہ مرکز اور بلوچستان میں جس طرح ہارس ٹریڈنگ یک جا رہی ہے وہ اُن کے جمہوریت کش رویہ کا مظہر ہے۔ وائس آف امریکہ نے 7 نومبر کو کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں ہی صدارتی انتخاب میں سودے بازی کر رہے ہیں۔

8 نومبر کو لغاری نے کہا کہ ہارس ٹریڈنگ کرنے والوں پر لعنت ہو۔ میں ایوان صدر کو سازشوں سے پاک کر دوں گا۔ میں فضل الٰہی نہیں بنوں گا۔ پارٹی وابستگی سے بالاتر ہو کر صدارتی فرائض انجام دوں گا۔ میں ایم۔ کیو۔ ایم اور پیپلز پارٹی کے درمیان دوریاں ختم کرا سکتا ہوں۔

سینٹ کا ضمنی انتخاب

8 نومبر کو سندھ اسمبلی سینٹ کے ضمنی انتخاب میں پیپلز پارٹی کے تین اُمیدوار اعوان، رضا ربانی اور راشد ربانی اور مسلم لیگ کا ایک اُمیدوار شاہد عباس شاہ کامیاب ہو گئے۔

بہن بھائی کا رشتہ

10 نومبر کو الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ سب سے پہلے میں نے بے نظیر کو اپنی بہن کہا تھا اور اُنھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ الطاف حسین! آپ بھی میرے بھائی ہیں۔ آج میں پھر

کہتا ہوں کہ میں محترمہ کو بہن کا درجہ دیتا ہوں۔ بہن بھائی کے اس رشتے کا تقاضا ہے کہ ہم ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر نئے سفر کا آغاز کریں۔ فیصلہ ہماری بہن نے کرنا ہے۔ میں اپنی بہن کی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔ فاروق لغاری کے ساتھ ہماری ٹیم کے مذاکرات مکمل ہو گئے ہیں۔ ہماری مذاکراتی ٹیم نواز شریف اور وسیم سجاد سے بھی ملے گی۔ دونوں گروپوں کے ساتھ ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ ہم دینے کی پوزیشن میں نہیں، مانگنے کی پوزیشن میں ہیں۔

11 نومبر کو وسیم سجاد نے قاضی حسین احمد سے اُن کے دفتر منصورہ میں ملاقات کی۔ وسیم سجاد نے کہا کہ مجھے ایم۔کیو۔ایم اور جماعت اسلامی کی حمایت حاصل ہے۔ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں مجھے 22 ووٹوں کی سبقت ہے۔

بے نظیر نے اپنی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا صدر منتخب نہیں ہوا تو صورت حال 1988ء جیسی ہو جائے گی۔ دوسری پارٹی کے صدر کو حکومت گرانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

11 نومبر کو لغاری کی موجودگی میں نوابزادہ اور اکبر بگٹی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ ہم دونوں فاروق لغاری کے حق میں دستبردار ہو گئے ہیں۔ لغاری نے کہا کہ بلوچستان کو خصوصی ترقیاتی فنڈ دیئے جائیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ یحییٰ بھی میرے حق میں دستبردار ہو گئے ہیں۔ اصغر خاں نے بھی اپنا نام واپس لے لیا ہے۔ اب لغاری اور وسیم سجاد میں ون ٹو ون مقابلہ ہوگا۔ اس سیاسی جوڑ توڑ میں آصف زرداری نے جو نواز شریف کے دور حکومت میں دو سال تک جیل میں رہے تھے، نمایاں کردار ادا کیا۔ پیپلز پارٹی نے کہا کہ آصف زرداری ہمارے لیے سیاسی اثاثہ ثابت ہوئے ہیں۔

12 نومبر کو ایم۔کیو۔ ایم نے باضابطہ طور پر فاروق لغاری کی غیر مشروط حمایت کا اعلان کر دیا۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ یہ فیصلہ الطاف حسین سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اتفاق رائے سے کیا گیا ہے۔ گرین سگنل ملتے ہی الطاف حسین وطن واپس آجائیں گے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کا یہ فیصلہ قرین قیاس تھا کیونکہ صوبہ سندھ میں اُسے پیپلز پارٹی کی حکومت کے ساتھ ہی سابقہ پیش آنا تھا لیکن ایم۔ کیو۔ ایم کے لیے زیادہ بہتر رویہ یہ ہوتا کہ وہ اپنی حمایت کو جائز مطالبات کی منظوری سے مشروط کرتے کیونکہ یہ اس کے لیے ایک بہترین موقع تھا لیکن غیر مشروط حمایت کر کے اُس نے یہ موقع گنوا دیا۔

نواز شریف کی سیاسی بے تدبیری

پولنگ سے صرف ایک دن قبل 12 نومبر کو نواز شریف نے یہ تجویز پیش کی کہ صدارتی الیکشن میں سب کے اتفاق رائے سے کسی کو اُمیدوار بنانے کی خاطر پیپلز پارٹی لغاری کے بجائے

کسی دوسرے کو نامزد کر دے۔ وسیم سجاد نے اس ضمن میں نوابزادہ اور بگٹی کے نام بھی پیش کر دیئے۔ اس تجویز کو سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھانے کے لیے نواز شریف نے پیرپگارا، فضل الرحمٰن، بگٹی اور سات مرتبہ نوابزادہ سے ملاقاتیں کیں۔ یہ کہا جانے لگا کہ ملکی مفاد میں صدر چھوٹی پارٹی سے لیا جائے۔ اس پیش کش کا علم ہوتے ہی لغاری نے بھی نوابزادہ سے ملاقات کی۔ نواز شریف کے اصرار کے باوجود نوابزادہ اُمیدوار بننے پر رضامند نہیں ہوئے اور نہ ہی پیپلز پارٹی نے انہیں متفقہ صدارتی اُمیدوار بنانے کی تجویز قبول کی۔ بگٹی نے بھی اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ چٹھہ نے کہا کہ سیاست نواز شریف کے بس کی بات نہیں۔ وہ آپ ماضی کا حصہ بن گئے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ بالکل آخری موقع پر نوابزادہ اور بگٹی سے کوئی مشورہ کئے بغیر یہ تجویز دے کر نواز شریف نے اپنے سیاسی دیوالیہ پن کا ثبوت دے کر صدارتی انتخاب میں اپنی شکست اور پیپلز پارٹی کی کامیابی نہایت بھونڈے طریقے سے تسلیم کر لی۔

12 نومبر کو وائس آف امریکہ نے کہا کہ فاروق لغاری کو وسیم سجاد پر نمایاں سبقت حاصل ہے۔ پیپلز پارٹی کے نامزد کردہ صدارتی اُمیدوار کی کامیابی کے بعد بے نظیر کی اقتدار میں واپسی مکمل ہو جائے گی۔

پولنگ

13 نومبر کو صدارتی انتخاب کے لیے پولنگ ہوئی۔ کل 464 ووٹوں میں صدارتی انتخاب میں کامیابی کے لیے 233 ووٹ درکار ہیں۔ صدارتی انتخاب کا نتیجہ یہ رہا:

ایوان	فاروق لغاری	وسیم سجاد
قومی اسمبلی اور سینٹ	170	108
پنجاب اسمبلی	24	17
سندھ اسمبلی	39	1
سرحد اسمبلی	20	21
بلوچستان اسمبلی	21	21
	274	168

فاروق لغاری 106 ووٹوں کی برتری سے پانچ سال کے لیے پاکستان کے آٹھویں صدر منتخب ہو گئے۔ اکبر بگٹی کو 12 اور نوابزادہ اور افتخار گیلانی کو ایک ایک ووٹ ملا۔ اسلامک فرنٹ اور مسلم لیگ (پگارا) نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ صدارتی انتخاب میں کامیابی کی خوشی میں تمام قیدیوں کی سزا میں تین ماہ کی تخفیف اور سرکاری ملازمین کے لیے سات دن کی تنخواہ کا اعلان کیا گیا۔ وسیم سجاد نے فاروق لغاری سے ملاقات کر کے انہیں مبارکباد دی۔ اور کہا کہ

انتخاب صحت مندانہ طریقے پر ہوا۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔

نواز شریف نے کہا کہ صدارتی انتخاب میں ہارس ٹریڈنگ افسوس ناک ہے۔ حکمران جماعت نے بڑے پیمانے پر ارکان کی وفاداریاں خریدی ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے جو کچھ کیا اُس پر بھی مجھے دکھ ہے۔ صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں ایم۔ کیو۔ ایم کے حق میں مسلم لیگی اُمیدواروں کو دستبردار کرانا میری غلطی تھی۔ ورنہ کراچی میں قومی اسمبلی کی طرح صوبائی اسمبلی میں بھی ہمیں کامیابی حاصل ہوتی۔ پنجاب اسمبلی کے مسلم لیگی ارکان نے کہا کہ ہمیں ہارنے کا اتنا دکھ نہیں جتنا کہ اپنے پانچ ساتھیوں کے لوٹا بننے کا ہے۔ شہباز شریف نے کہا کہ پیپلزپارٹی کو ووٹ دینے والے مسلم لیگی ارکان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ سینٹ کے 12 اور قومی اسمبلی کے 6 ارکان نے بھی وسیم سجاد کے بجائے لغاری کو ووٹ دیا۔ اکبر بگتی نے کہا کہ مسلم لیگ کے 38 ووٹ ٹوٹے ہیں۔ آصف زرداری اور نواز شریف نوٹوں سے بھرے بیگ لے کر آئے تھے۔ چیک نے اپنا کام دکھا دیا۔ بلوچستان نے دونوں اُمیدواروں کو مساوی ووٹ دے کر انصاف کیا ہے۔ ایک ہی جماعت کے صدر اور وزیراعظم ہونے سے توقع ہے کہ حکومت بہتر انداز میں چلے گی۔ لیکن وسیم سجاد نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم ایک ہی پارٹی کے ہوں تو طاقت کا ارتکاز ہوگا جو اچھی پیش رفت نہیں۔ ہمیں ہارس ٹریڈنگ کی شکایات ملی ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی بے وفائی پر مجھے افسوس ہے۔ میں سینٹ کا چیئرمین رہوں گا اور صدر اور وزیراعظم کے درمیان اختیارات میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کروں گا۔ وائس آف امریکہ نے کہا کہ صدارتی انتخاب کا نتیجہ دونوں فریقوں کے لیے حیران کن تھا۔ مسلم لیگ سے بے وفائی کرنے والوں کی تعداد سینٹ میں سب سے زیادہ ہے۔

فاروق لغاری نے کہا کہ ہارس ٹریڈنگ کا الزام لگانے والے حقیقت کو تسلیم کرنا سیکھیں۔ مسلم لیگ نے اپنا اُمیدوار تبدیل کرنے کی تجویز دے کر اپنے اُمیدوار کی توہین کی۔ میں آئین کے تحت حاصل اختیارات کے حدود کے اندر رہ کر کام کروں گا۔ پارٹی کی رکنیت چھوڑ دوں گا۔ حکومت اور اپوزیشن میری نظر میں برابر ہیں۔ 8 ویں ترمیم جتنی جلد ختم ہو جائے، اُتنا ہی بہتر ہے۔ میں سیاسی، لسانی اور فرقہ وارانہ اختلافات کم کرنے کی کوشش کروں گا۔ ایٹمی ہتھیار بنانے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں۔

الطاف حسین نے فاروق لغاری کو مبارکباد کا پیغام ارسال کیا۔ اُنھوں نے بے نظیر سے بھی فون پر بات کی۔ بے نظیر نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ پیپلزپارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے تعاون سے سندھ میں سیاسی ماحول بہتر ہوگا۔ صدارتی انتخاب میں ساتھ دینے پر بے نظیر نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ارکان اسمبلی کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔

بے نظیر کا خطاب

13 نومبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے قوم سے ریڈیو اور ٹی۔ وی پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر لغاری تمام علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ عوامی نمائندوں نے ہر قسم کے لالچ کو مسترد کر کے سیاسی بنیادوں پر ووٹ ڈال کر ہارس ٹریڈنگ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ میں نے اپوزیشن کو صدارتی اُمیدوار کے انتخاب کے لیے اتفاق رائے کی پیش کش کی تھی۔ وزیر اعظم نے ہدایت کی کہ نہ تو سیاست دانوں کا تعاقب کیا جائے اور نہ ہی اُن کے فون ٹیپ کیے جائیں۔

تقریب حلف برداری

14 نومبر کو نو منتخب صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے ایوان صدر میں ایک تقریب میں اپنے عہدہ کا حلف اُٹھالیا۔ تقریب کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ جمہوریت کو لاحق خطرہ ٹل گیا۔ میں حکومت کے کاموں میں مداخلت نہیں کروں گا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے میری حمایت کر کے صحیح سمت میں قدم اُٹھایا ہے۔ یہ فیصلہ دیہی اور شہری خلیج دور کر دے گا۔ میں بنیادی طور پر سیاسی کارکن ہوں۔ ملک کے کونے کونے میں جاکر عوامی مسائل حل کروں گا۔ ایوان صدر میں جنرل وحید نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ جمہوریت ٹریک پر واپس آگئی ہے۔

اس موقع پر بے نظیر نے کہا کہ صدر لغاری کی کامیابی سے نہ صرف سیاسی استحکام پیدا ہو گا بلکہ وطن عزیز کی علاقائی اور نظریاتی سرحدیں بھی مضبوط ہوں گی۔ اب کوئی آمر ملک پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ صدر حکومت کے کاموں میں مداخلت نہیں کریں گے۔

بے نظیر نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اپنی پارٹی کے مقتدر رہنما مخدوم امین فہیم کو جو مرکز اور صوبہ سندھ دونوں میں بلامقابلہ کامیاب ہوگئے تھے نہ تو سندھ کا وزیر اعلیٰ بنایا اور نہ ہی اپنی کابینہ میں شامل کیا کیونکہ وہ کسی معروف شخصیت کو اقتدار میں شریک بنا کر مستقبل میں اپنا مدمقابل بننے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھیں، لیکن فاروق لغاری پر انہیں اس درجہ اعتماد تھا کہ اُن کی سیاسی اہمیت اور گزشتہ انتخاب میں پورے ملک میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے کے باوجود انہیں نہ صرف صدارتی اُمیدوار نامزد کیا بلکہ اُن کی کامیابی کے لیے انہوں نے اور اُن کے شوہر آصف زرداری نے رات دن انتھک جدوجہد کی۔

14 نومبر کو اسلام آباد میں وسیم سجاد کی رہائش گاہ کے قریب نامعلوم مسلح افراد نے اندھا دھند فائرنگ کی۔ تمام سیاسی رہنماؤں نے اس کی شدید مذمت کی۔ مسلم لیگ کے نواز کھوکھر نے

کہا کہ فائرنگ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے کی ہے۔
15 نومبر کو جب صدر سردار فاروق احمد خاں پہلے دن باقاعدہ طور پر ایوان صدر پہنچے تو پاکستان آرمی کے ایک چاق و چوبند دستے نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ بعد میں عملے کے ارکان کا صدر سے تعارف کرایا گیا۔ اسی روز صدر لغاری نے ایوان صدر میں عالمی بنک کے ڈائریکٹر سے ملاقات کی۔ اس موقع پر صدر نے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام کی بنیاد رکھ دی گئی ہے، اب عالمی بنک پاکستان کو بھرپور امداد فراہم کرے گا۔

وفاقی حکومت

4 نومبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی اور فلاحی ریاست بنائے گی۔ آئین میں ترمیم کر کے اسے زیادہ موثر اور قابل عمل بنایا جائے گا۔

آٹھویں ترمیم

7 نومبر کو سینٹ کے پہلے اجلاس میں اپوزیشن نے آئین میں آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لیے ایک پرائیویٹ بل پیش کر دیا۔ وفاقی وزیر قانون شیر افگن نے کہا کہ حکومت خود قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں اس کے خاتمے کے لیے بل پیش کر رہی ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن اس ترمیم کے خاتمے کے لیے اتفاق رائے پیدا کریں۔
8 نومبر کو یوم اقبال کے موقع پر اپنے پیغام میں بے نظیر نے کہا کہ ہم اسلامی اصولوں پر مبنی معاشرے کی تشکیل کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ سیاسی استحکام کے لیے ہمیں اپوزیشن کا تعاون درکار ہے۔ قومی معاملات میں اپوزیشن کو اعتماد میں لیا جائے گا۔

پارلیمنٹ ہاؤس میں آتشزدگی

9 نومبر کو پارلیمنٹ ہاؤس میں خوفناک آتش زدگی کے نتیجے میں قومی اسمبلی کا مرکزی ہال صدارتی چیمبر ہال سے ملحق گیلریاں، اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے دفاتر جل کر کھنڈر بن گئے۔ سینٹ کا ہال جلنے سے بچ گیا۔ چودہ گھنٹے میں آگ پر قابو پایا گیا۔

ایٹمی پروگرام

10 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کوئٹہ میں کہا کہ نواز شریف کے دور حکومت میں ایٹمی پروگرام رول بیک کیا گیا۔ نگران حکومت نے بھی یہی پالیسی جاری رکھی۔ ہم نے ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کیا اور نہ کریں گے۔ ہم اسے منجمد رکھیں گے۔ یہ پروگرام پریسلر ترمیم کے تحت نہیں آتا۔ امریکی ذرائع نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام منجمد کر دیا ہے۔ یہ اُسے رول بیک کرنے کا نکتہ آغاز ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ قوم بے نظیر کو ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ پوری قوم اُن کے راستے میں دیوار بن کر کھڑی ہو جائے گی۔ ایٹمی پروگرام رول بیکب کرنے والوں کو عوام رول بیک کر دیں گے۔ ہم نے ایٹمی پروگرام کو منجمد یا رول بیک کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے لیے بے نظیر کو 12 کروڑ عوام کی لاشوں سے گزرنا ہوگا۔ بے نظیر نے پھر کہا کہ ایٹمی پروگرام جولائی 1990ء سے منجمد ہے۔ اُسے کیپ کر دیا گیا ہے، لیکن پاکستان اُسے یکطرفہ طور پر رول بیک نہیں کرے گا۔ خلیجی اخبارات نے اپنے تبصروں میں لکھا کہ جوہری پروگرام کو منجمد کرنے کے اعتراف کے بعد پاک امریکہ تعلقات میں گرمجوشی پیدا ہوگی۔ سابق وزیراعظم معین قریشی نے نیویارک میں کہا کہ کوئی ذمہ دار حکومت ایٹمی پروگرام سے دستبردار نہیں ہو سکتی۔ امریکہ اصولوں کی نہیں بلکہ مصلحت کوشی کی پالیسی پر گامزن ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ایٹمی پروگرام منجمد کرنے کے انکشاف نے پوری قوم کو ذہنی کرب میں مبتلا کر دیا ہے۔ بے نظیر ایٹمی پروگرام ختم کرنے کے راستے پر گامزن ہیں۔ ایک امریکی افسر نے نیویارک میں کہا کہ جنوبی ایشیاء میں ایٹمی پھیلاؤ کو منجمد، رول بیک اور ختم کرنے کی پالیسی جاری رہے گی۔ پریسلر ترمیم ختم نہیں ہوگی اور پاکستان پر عائد پابندیاں برقرار رہیں گی۔

وفاقی کابینہ میں توسیع

وفاقی وزراء میں دو مزید وزراء سردار آصف اور اقبال حیدر کا اضافہ کیا گیا۔ سردار آصف اُمور خارجہ اور اقبال حیدر قانون اور انصاف کے وزیر ہوں گے۔

صدر لغاری سے ملاقات

22 نومبر کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے سیاسی صورت حال اور دیگر اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ صدر نے کہا کہ موجودہ حکومت مستحکم ہے اور وہ اپنی میعاد پوری کرے گی۔ میں سختی کے ساتھ آئین کی پاسداری کروں گا۔

24 نومبر کو پشاور میں ممبران اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ اسمبلی توڑنے کا اختیار صدر کو نہیں بلکہ پارلیمنٹ کو ہونا چاہیے۔ میں غیر مداخلت پسند صدر کا کردار ادا کرنا چاہتا ہوں۔ بعد میں انہوں نے سابق صدر غلام اسحق خان سے بھی ملاقات کی۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو کا خط

24 نومبر کو بے نظیر نے نواز شریف کو ایک خط ارسال کیا جس میں انہیں وزیراعظم ہاؤس میں ظہرانے یا عشائیے میں شرکت کر کے ضابطہ اخلاق اور قانون سازی پر مذاکرات کی دعوت دی اور لکھا کہ جمہوری نظام کو مضبوط بنانے اور قومی مفادات کے معاملات میں ہمیں مل کر کام کرنا چاہیے۔ نواز شریف نے اپنے جوابی خط میں لکھا کہ میں اپوزیشن کے تعمیری کردار پر یقین رکھتا ہوں لیکن مذاکرات اُس وقت مفید ہو سکتے ہیں جب کوئی واضح ایجنڈا سامنے ہو۔ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد آپ کو آگاہ کروں گا۔ بے نظیر نے پھر لکھا کہ آپ اپنے رفقاء سے مشورہ کر لیں۔ ہمارے دروازے آپ کے لیے کھلے رہیں گے۔ صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف نے پیش کش کا فراخدلانہ جواب نہیں دیا۔

مسئلہ کشمیر

یکم نومبر کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اتفاق رائے سے یہ قرارداد منظور کی گئی کہ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کا اندھا دھند قتل بند کیا جائے اور بھارت اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے کرائے۔ 3 نومبر کو دفتر خارجہ کے ترجمان نے بتایا کہ حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر اُٹھانے کا ارادہ موخر کر دیا ہے اور اس بارے میں اپنی قرارداد واپس لے لی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے اقدامات قومی امنگوں کے مطابق نہیں ہیں۔ ہم نے عالمی سطح پر اس مسئلہ کو زندہ رکھا تھا۔ اگر ہماری حکومت باقی رہتی تو مسئلہ کشمیر حل ہو چکا ہوتا۔

5 نومبر کو قاضی حسین احمد کی اپیل پر ملک بھر میں یوم یکجہتی کشمیر منایا گیا۔ بھارتی مظالم کے خلاف احتجاجی جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ جماعت اسلامی نے مطالبہ کیا کہ اقوام متحدہ سے مسئلہ کشمیر پر قرارداد واپس لینے پر وزیر خارجہ کو برطرف کیا جائے۔ 6 نومبر کو اسلام آباد پہنچ کر امریکہ کے نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے کہا کہ اگر پاکستان اپنا ایٹمی پروگرام ہمارے کہنے کے مطابق ڈھال لے تو کشمیر کا مسئلہ حل کرنے میں مدد دی جا سکتی ہے۔ 7 نومبر کو رابن رافیل نے نواز شریف سے ملاقات کر کے دیگر اُمور کے ساتھ کشمیر کے مسئلہ پر بھی بات

کی۔ 10 نومبر کو بے نظیر نے کوئٹہ میں کہا کہ کشمیریوں کو اُن کا حق خودارادیت ملے بغیر کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہم بھارت سے بامقصد مذاکرات کرنے پر آمادہ ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے کشمیر کے لیے زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ بھی نہیں کیا۔ انہوں نے بھارت کی ناراضگی کے خوف سے کشمیر کے مسئلہ پر بحث کے دوران پارلیمنٹ میں تقریر کرنے سے بھی گریز کیا۔ کشمیری عوام کی کھلی مدد کی جائے۔ وہ کفن باندھ کر میدان میں آچکے ہیں۔ 16 نومبر کو 32 دن بعد بھارتی فوج نے درگاہ حضرت بل کا محاصرہ ختم کر دیا۔ وہاں محصور 65 افراد نے خود کو حکام کے سپرد کر دیا۔ بھارتی بریگیڈیئر کنور نے اعتراف کیا کہ اُن میں کوئی ایک بھی غیر ملکی نہیں تھا۔ بتایا گیا کہ موئے مبارک محفوظ ہے۔ بے نظیر نے کشمیری حریت پسندوں کی جرات اور استقامت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ محاصرہ ہماری کوششوں سے ختم ہوا ہے۔ نواز شریف نے اسے مجاہدین کی اخلاقی فتح قرار دیا ہے۔

24 نومبر کو وزیر خارجہ سردار آصف نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کشمیر سے متعلق قرارداد پیش نہ کرنے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ اب کشمیر پر پاک بھارت مذاکرات یکم جنوری سے اسلام آباد میں ہوں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ دو طرفہ مذاکرات میں کشمیر کا مسئلہ زیر غور آنا ہماری کامیابی ہے۔ سردار قیوم نے کہا کہ کشمیریوں کی شرکت کے بغیر یہ مذاکرات بے معنی ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ اقوام متحدہ میں قرارداد واپس لے کر حکومت نے پسپائی اختیار کی ہے۔ بھارت کو مسئلہ کشمیر پر رعایت دینا کشمیر کاز سے غداری ہے۔

29 نومبر کو نئے فوجی آپریشن میں ایک لاکھ بھارتی فوجیوں نے شہر سوپور کو گھیرے میں لے کر ناکہ بندی کر دی اور گھروں پر ٹینک چڑھا دیئے۔ عمارات اور رہائشی مکانات جل کر تباہ ہوگئے۔ پہلی مرتبہ بھارت نے اس آپریشن میں اپنی فضائیہ کو استعمال کیا۔ 100 افراد شہید ہوگئے۔ بے نظیر نے بھارتی رویہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ وہ کشمیریوں پر ظلم سے باز آ جائے۔ آزاد کشمیر اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد میں کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی ان صریحاً خلاف ورزیوں کے بعد اب بھارت کے ساتھ مذاکرات کا کوئی جواز نہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ کشمیر پر بھارت کے ساتھ مذاکرات میں کشمیری نمائندوں کو شریک کیا جائے۔ بے نظیر نے اپنا دہلی جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس طرح پاک بھارت مذاکرات کھٹائی میں پڑ گئے۔ وزیر خارجہ سردار آصف نے کہا کہ کشمیر بے نظیر کے دور میں آزاد ہو گا۔

وائیں کا چہلم

4 نومبر کو میاں چنوں میں وائیں کے چہلم میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ خواتین سینہ کوبی کرتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ نواز شریف جب چہلم میں

شرکت کے لیے پنڈال میں داخل ہوئے تو چٹھہ، اقبال احمد خاں اور وفاقی وزیر بریگیڈیئر اصغر وہاں سے اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ اس موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ وائیں کے قاتلوں کی گرفتاری کا ہم زیادہ دیر تک انتظار نہیں کریں گے۔ مفاد پرستوں اور ضمیر فروشوں سے دوبارہ ہاتھ ملانا ہمارا شیوہ نہیں۔ ہم مفاد پرستوں کے ہاتھوں کھلونا بننا نہیں چاہتے۔

صوبائی حکومت میں حصہ

13 نومبر کو پیپلز پارٹی نے ایم۔ کیو۔ ایم کو صوبائی حکومت میں شریک کرنے، مقدمات کا میرٹ پر جائزہ لینے کا اور بتدریج ختم کرنے پر اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو چار وزارتیں دینے کے علاوہ کراچی، حیدر آباد اور زونل بلدیات میں ایڈمنسٹریٹر کے عہدے بھی دیئے جائیں گے۔ فاروق ستار نے کہا کہ ہم نے صدارتی انتخاب میں پیپلز پارٹی کی غیر مشروط حمایت کی ہے۔ ایم کیو ایم کو ڈپٹی سپیکر بلدیات، صحت اور محنت کی وزارتیں دی جائیں۔ 1988ء کے معاہدۂ کراچی پر عمل کیا جائے۔ ہمارے کارکنوں کے خلاف مقدمات ختم کئے جائیں۔ 16 نومبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک وفد نے عبداللہ شاہ سے ملاقات کر کے وزارتوں کے لیے چار نام پیش کر دیئے۔

سیاسی مذاکرات کے دوران بھی شہر کراچی بدامنی کا شکار رہا۔

20 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ ہم ایم۔ کیو۔ ایم سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں لیکن سیاسی دباؤ یا بلیک میلنگ میں نہیں آئیں گے۔ ہم کسی کو لوٹ مار نہیں کرنے دیں گے۔ سندھ میں امن و امان کا مسئلہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ سیاسی دباؤ میں آ کر سنگین جرائم معاف نہیں کئے جا سکتے۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے صدارتی انتخاب میں غیر مشروط حمایت کر کے صحیح قدم اُٹھایا ہے لیکن کسی سیاسی گروپ کو دہشت گردوں کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔ سندھ میں کسی ڈھیلے ڈھالے آپریشن سے کام نہیں چلے گا۔

فوج کی مدد سے ہم سندھ میں آپریشن کلین اپ کو اُس کے منطقی نتیجہ تک پہنچائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ سندھ کو پولیس اسٹیٹ بنا دیا گیا ہے۔ شہری آبادی سے انتقام لیا جا رہا ہے۔ بے نظیر اگر اپنے شہر میں امن قائم نہیں کر سکتیں تو پورے ملک میں کس طرح کر سکتی ہیں۔

21 نومبر کو اپنے ٹیلی فونک خطاب میں الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے حکومت کو عوام کے مسائل سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب انصاف سے کام لیا جائے۔ اگر ہمیں نظر انداز کیا گیا تو ہم اپنا جمہوری حق استعمال کرنے میں آزاد ہوں گے۔ حق پرستی کی جدوجہد پورے ملک میں پھیل رہی ہے۔ اگلا وزیر اعظم حق پرست ہو گا۔

21 نومبر کو اسلام آباد میں کراچی کے کور کمانڈر جنرل نصیر اختر نے جنرل وحید، وزیر داخلہ نصیر بابر اور عبداللہ شاہ کی موجودگی میں وزیر اعظم بے نظیر کو ایک اہم بریفنگ دی۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ اس اجلاس میں جرائم کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانے کے لیے حکمت عملی پر غور کیا گیا۔ طے پایا کہ سندھ میں سماجی ڈھانچہ کو تباہی سے بچانے کے لیے قانون شکنوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے آپریشن کلین اپ مارچ تک جاری رہے گا۔

22 نومبر کو مخلوط حکومت کے قیام پر پیپلز پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات ناکام ہوگئے۔ وزراء کے محکموں پر اختلاف رائے ہوا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کا کہنا کہ جام صادق دور حکومت میں جو محکمے ہمارے پاس تھے وہ ہمیں دیئے جائیں۔ وزارت بلدیات کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم کا اصرار تھا۔ فاروق ستار نے کہا کہ اگر پیپلز پارٹی نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو ہم اپوزیشن میں بیٹھیں گے۔ ہمیں جھنڈے والے گاڑیوں کا شوق نہیں۔ ہم عوامی مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے مطالبات غیر مناسب اور ناانصافی پر مبنی ہیں۔ اُن کے غیر لچکدار رویہ کے باعث معاہدہ میں تاخیر ہو رہی ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم ضد چھوڑ کر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرے۔ وہ تو گورنر بھی اپنا مانگ رہے ہیں۔ مذاکرات میں ڈیڈلاک کے بعد ایم کیو۔ ایم نے اپوزیشن میں بیٹھنے کا فیصلہ کر لیا اور مسلم لیگ کے ساتھ مل کر صوبائی اسمبلی میں متحدہ اپوزیشن تشکیل دینے کی کوشش شروع کر دی۔ حالانکہ صدارتی انتخاب کے موقع پر اُس کے مسلم لیگ کے ساتھ تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو چکی ہے۔

صوبائی کابینہ میں توسیع

24 نومبر کو سندھ کی صوبائی کابینہ میں 13 نئے وزراء 4 عدد مشیروں کی تقرری عمل میں آئی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے مطالبات ایسے غیر حقیقت پسندانہ ہیں کہ اُنہیں پورا کرنا ممکن نہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو پانچ وزرا اور دو مشیروں کی پیش کش اب بھی برقرار ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے فاروق لغاری کی حمایت کا فیصلہ اپنی پالیسی کے تحت کیا تھا۔ الطاف حسین کی واپسی میں حکومت حائل نہیں ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ بات چیت اب بھی جاری ہے۔ ہم اُنہیں نمائندگی دینے پر تیار ہیں اور اُن کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس الطاف حسین نے کہا کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھ سکتے ہیں۔ لیکن اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ ہمیں ایسی وزارتوں کی ضرورت نہیں جن سے عوامی مسائل حل کرنے میں مدد نہ ملے۔

27 نومبر کو جی۔ ایچ۔ کیو راولپنڈی میں صدر لغاری کو سندھ کے حالات پر بریفنگ دی گئی۔ صدر لغاری نے جنرل وحید سے علیحدگی میں بھی ملاقات کی۔ صدر نے سندھ کے مسائل کو سیاسی سطح پر حل کرنے کا مشورہ دیا۔ اُسی روز سکھر میں گورنر حکیم محمد سعید نے بھی صدر

لغاری سے ملاقات کر کے سندھ کی صورت حال پر گفتگو کی۔ انہوں نے صدر کو حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات میں ڈیڈلاک کی وجوہات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ گورنر کا مطالبہ تو سنجیدہ نہیں۔ اصل جھگڑا وزارتوں پر ہے۔ نصرت بھٹو نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم حکومت کو غیر مستحکم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

قومی اسمبلی کے انتخابات

30 نومبر کو ایم۔ کیو۔ ایم نے سندھ سے قومی اسمبلی کے انتخابات کو الیکشن کمیشن میں چیلنج کر دیا۔ اُس کی جانب سے دائر کی درخواست میں کہا گیا کہ انتخابات میں وسیع پیمانہ پر ہونے والی بے قاعدگیوں اور ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزیوں کے باعث انتخابی نتائج کو کالعدم قرار دیا جائے۔ موجودہ اراکین اسمبلی عوام کی نمائندگی نہیں کرتے۔ الیکشن کمیشن نے قومی اسمبلی کی نشستوں پر دوبارہ انتخابات کرانے کی ایم۔ کیو۔ ایم کی دائر کردہ 19 درخواستیں مسترد کر دیں۔

نگران حکومت اور فوجی حکام کی یقین دہانیوں اور اصرار کے باوجود ایم کیو ایم نے قومی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا تھا۔ اُن کے مطالبات میں ایک مطالبہ یہ بھی شامل تھا کہ یہ انتخابات ایک ہفتے کے لیے موخر کر دیئے جائیں جس کا پورا کرنا ممکن نہیں تھا۔

صوبائی انتخابات میں غیر مشروط طور پر حصہ لینے کے بعد ایم کیو ایم نے مطالبہ کیا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات کالعدم قرار کر ضمنی انتخابات کرائے جائیں۔ اس کے منظور نہ ہونے پر ایم۔ کیو۔ ایم نے اس بارے میں الیکشن کمیشن سے رجوع کیا۔ صوبائی حکومت میں محکموں کی تقسیم کے مسئلہ میں پیپلزپارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات میں تعطل پیدا ہو گیا ہے۔ صوبائی حکومت بن چکی ہے اور ایم۔ کیو۔ ایم کی شراکت کے بغیر صوبائی کابینہ میں توسیع بھی ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود اگر حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان محاذ آرائی کا سلسلہ جاری رہا تو حالات کا معمول پر آنا بہت مشکل ہو گا۔

میر مرتضیٰ بھٹو کی واپسی

کیم نومبر کو دبئی میں ایک پاکستانی روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ ملک اور قوم کی خدمت کرنے کے لیے میں وطن واپس جا رہا ہوں۔ جنرل ضیاء نے میرے خلاف جو جھوٹے مقدمات بنوائے ہیں، اُن میں سے ہر ایک مقدمہ کا سامنا کروں گا۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔ پیپلزپارٹی کا اصل وارث میں ہوں۔ آصف زرداری نے کہا کہ شہید بھٹو نے بے نظیر کو اپنا سیاسی وارث بنایا تھا کسی اور کو وارث ثابت کرنے والے بھٹو کے نظریات سے واقف

نہیں۔ شام کے صدر حافظ الاسد نے کہا کہ مرتضیٰ پاکستان جا کر اپنی بہن کے ہاتھ مضبوط کریں۔ بے نظیر ہماری بیٹی کی طرح ہے۔ شہید بھٹو عربوں کے محسن تھے۔ اُن کے بیٹے مرتضیٰ بھٹو کو پناہ دے کر ہم نے کوئی احسان نہیں کیا۔ یاسر عرفات نے کہا کہ دنیا یہ تسلیم کرے گی کہ مرتضیٰ دہشت گرد نہیں، حریت پسند ہے۔

میر مرتضیٰ 3 نومبر 1993ء کو سوا دو بجے شب امارات سے کراچی پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ طیارہ سے باہر آئے، پولیس نے انہیں حراست میں لے لیا اور ایک بکتر بند گاڑی میں بٹھا کر اُنہیں لانڈھی جیل پہنچا دیا گیا۔ پولیس اور مرتضیٰ کے حامیوں پر ایئرپورٹ میں ہاتھا پائی ہوئی جو سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود ایئرپورٹ پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تھے اور مرتضیٰ کے حق میں نعرہ بازی کر رہے تھے۔ بیگم بھٹو کو کچھ دیر کے لیے مرتضیٰ بھٹو سے ملاقات کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ سکیورٹی کے اہلکاروں نے اُن کے ساتھ بدتمیزی کی۔ مجھے دھکے دیئے۔ میرے جسم پر خراشیں ہیں۔ پھر بھی مرتضیٰ سے ملاقات فراہم کرنے پر انہوں نے بے نظیر کا شکریہ ادا کیا۔ نصرت بھٹو نے مرتضیٰ کو امام ضامن باندھا اور کہا کہ مرتضیٰ پارٹی کے چیئرمین نہیں ہوں گے۔ وہ پیپلز پارٹی کو نقصان پہنچانے نہیں آیا ہے۔ سرکاری ترجمان نے کہا کہ مرتضیٰ کو جیل میں دو خدمت گار اور دوسری سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اُن کا کھانا اور ناشتہ 70 کلفٹن سے بھیجا جاتا ہے۔

بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ مرتضیٰ اپنی بہن کے لیے درد سر بن کر آئے ہیں۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ یہ تمام کارروائی ایک طے شدہ منصوبے کے تحت عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے کی جا رہی ہے۔ تین ماہ کے اندر مرتضیٰ کو تمام الزامات سے بری کر کے رہا کر دیا جائے گا۔

بے نظیر سے خفیہ ملاقات

4 اور 5 نومبر کی درمیانی شب میں مرتضیٰ کو رات کی تاریکی میں سخت پہرے کے اندر لانڈھی جیل سے 70 کلفٹن لایا گیا۔ جہاں بے نظیر بھی خاموشی کے ساتھ پہنچ گئیں وہ ایک گھنٹے تک اپنے بھائی کے ساتھ رہیں۔ رات ڈھائی بجے مرتضیٰ کو واپس جیل میں لے جایا گیا۔ بیگم بھٹو اس ملاقات پر مطمئن نظر آتی تھیں۔

6 نومبر کو جیل کے احاطہ میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ جیل میں بند ہونے کے باوجود میں وطن واپس آنے پر خوش ہوں۔ مجھے بلاجواز بند کیا گیا ہے۔

رکنیت کا حلف

8 نومبر کو سندھ اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں مرتضیٰ نے صوبائی اسمبلی کی رکنیت کا حلف اٹھایا۔ عبداللہ شاہ، قائم علی شاہ، نثار کھوڑو، پیپلز پارٹی کے دوسرے ارکان اور فاروق ستار نے مبارکباد دی۔ مرتضیٰ نے کہا کہ اگر بھٹو خاندان تقسیم ہوا تو اس کی ذمہ دار بے نظیر ہوں گی۔ رہائی کے بعد میں پیپلز پارٹی کے ناراض لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کروں گا۔ خصوصی عدالتیں غیر قانونی ہیں۔ مجھ سے بڑھ کر پیپلز پارٹی کا کوئی رکن اسمبلی نہیں، لیکن فی الحال میں آزاد بنچوں پر بیٹھوں گا۔ میں نے فون پر الطاف حسین سے کہا ہے کہ وہ وطن واپس آ جائیں تاکہ مل کر سندھ کے لیے کام کریں۔ جیل میں مجھے کوئی سہولت حاصل نہیں۔ 70 کلفٹن جانے کی بات بھی غلط ہے۔

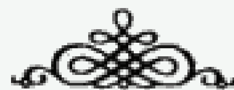
صوبہ سرحد

4 نومبر کو ایک پریس سے خطاب کرتے ہوئے بیگم نسیم ولی نے کہا کہ کالا باغ ڈیم ہماری موجودگی میں تعمیر نہیں ہوسکتا۔ شہباز شریف نے یہ کہہ کر کہ اے۔ این۔ پی سمیت تمام جماعتیں کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر متفق تھیں اور یہ کہ اس مسئلہ پر اتفاق رائے کے لیے وزیر اعظم بے نظیر سیاسی جماعتوں کا سربراہی اجلاس بلائیں، صرف اپنے مفاد کی بات کی ہے۔ ہم مرکز سے کسی مسئلہ پر کوئی تصادم نہیں چاہتے لیکن کالا باغ ڈیم پر کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ بے نظیر نے کہا کہ اتفاق رائے کے حصول کے لیے کالا باغ ڈیم کے منصوبے میں ترمیم ہو سکتی ہے۔

27 نومبر کو پشاور میں ہونے والے مذاکرات میں وفاقی حکومت اور اے۔ این۔ پی کے درمیان نئے گورنر کی تقرری اور صوبے کا نام تبدیل کرنے کے بارے میں مذاکرات کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ نئے گورنر کی تقرری کا معاملہ موخر کر دیا گیا۔

صوبہ بلوچستان

14 نومبر کو سردار اکبر بگٹی نے بلوچستان کی گورنری کے لیے بشیر ترین کا نام پیش کر دیا۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان ذوالفقار علی مگسی نے کہا کہ اگر اکبر بگٹی کو بلوچستان کا گورنر بنا دیا جائے تو انھیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔



باب 8

بے نظیر کا ابتدائی دورِ حکومت

قومی اسمبلی کا اجلاس

یکم دسمبر 1993ء کو اپوزیشن کی ریکوزیشن پر قومی اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اپوزیشن کا اصرار تھا کہ ریکوزیشن اجلاس میں ضمنی انتخابات میں دھاندلی اور ایٹمی مسئلہ سے متعلق امور پر بحث کی جائے جبکہ سپیکر یوسف رضا گیلانی نے رولنگ دی کہ قواعد کے مطابق اپوزیشن کے نکات کو صرف قائد ایوان کی مرضی ہی سے ایجنڈے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ جس پر ایک دوسرے پر الزامات کی بھرمار سے اجلاس مچھلی بازار بن گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر ہمیں اسمبلی کے اندر بولنے نہیں دیا گیا تو پھر باہر بات کریں گے۔ گوہر ایوب نے حکومت کے رویہ کو افسوس ناک قرار دیا۔ زبردست ہنگامہ آرائی کے بعد اپوزیشن اجلاس سے واک آؤٹ کر گئی۔

مذاکرات کی دعوت

بے نظیر نے نواز شریف کو حکومت کے ساتھ مذاکرات کی پھر دعوت دے دی اور کہا کہ اپوزیشن ملک کو بحران سے نکالنے کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کرے۔ اسے اپنی آئینی ذمہ داریاں ادا کرنے کے تمام مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ حکومت نے یقین دلایا کہ آٹھویں ترمیم میں صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار کو ختم کیا جائے گا جبکہ اس میں شامل اسلامی دفعات برقرار رکھی جائیں گی۔

ضمنی انتخابات

2 دسمبر کو لاہور میں قومی اور صوبائی اسمبلی کے ضمنی انتخابات گولیوں کی تڑتڑاہٹ، سنگ و خشت کی جنگ، ہنگامہ آرائی اور خوف و ہراس کی فضا میں ہوئے۔ شہر لاہور ٹھاہ ٹھاہ کی آوازوں سے گونجتا رہا۔ مسلح افراد نے متعدد پولنگ سٹیشنوں پر ہلہ بول دیا۔ بیلٹ پیپر چھین کر اور خود ہی ان پر مہریں لگا کر بیلٹ بکس بھر دیئے۔ مجسٹریٹوں اور پولیس کے عملے کو فائرنگ کر کے بھگا دیا گیا۔ مسلم لیگی امیدواروں نے الزام لگایا کہ انتظامیہ یہ سب کچھ خاموشی کے ساتھ دیکھتی رہی۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار کھلے عام جعلی ووٹ بھگتاتے رہے۔ نواز شریف شہر کا دورہ کرتے ہوئے جب دیال سنگھ کالج پہنچے تو ہوسٹل کی چھت سے اندھا دھند فائرنگ سے ایک راہ گیر زخمی ہو گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ خدا نے مجھے بچا کر دوسری زندگی عطا کی ہے۔ میری یہ زندگی اب پاکستان کی امانت ہے جو اسلام کے نفاذ، خلق خدا کی خدمت اور لاقانونیت کے خاتمے کے لیے وقف رہے گی۔ ہم نے پہلے بھی بھٹو کی ظالم حکومت کا مقابلہ کیا تھا اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ مجھ پر حملہ کر کے حکومت نے مذاکرات کا دروازہ خود بند کر دیا۔ آصف زرداری نے نواز شریف سے ملاقات کر کے ان پر قاتلانہ حملے کی تفصیلات معلوم کیں اور کہا کہ حکومت آپ کی مرضی کے مطابق تحقیقات کے لیے عدالتی کمیشن قائم کرنے پر تیار ہے۔

مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری حاجی محمد نواز کھوکھر نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی سیاست تشدد سے بھری پڑی ہے۔ اس کے ابتدائی دور حکومت میں ڈاکٹر نذیر، عبدالصمد اچکزئی، مولانا شمس الدین اور خواجہ رفیق کو قتل کیا گیا۔ چودھری ظہور الٰہی اور ظہور الحسن بھوپالی کو الذوالفقار کے ذریعے شہید کرایا گیا۔ میاں طفیل محمد، ملک محمد قاسم اور دوسرے سیاست دانوں کے ساتھ انسانیت سوز مظالم کیے گئے۔

فیصل صالح حیات پر حملہ

مصری شاہ میں پیپلز پارٹی کے فیصل صالح حیات کی کار پر فائرنگ کی گئی۔ اس کا ونڈ سکرین توڑ دیا گیا۔ پولیس نے انہیں ہجوم سے بحفاظت باہر نکالا۔ صالح حیات نے کہا کہ مجھ پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی اور میں نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی۔ یہ خبر پھیلتے ہی لاہور میں ہنگامے پھوٹ پڑے۔ سرکاری عمارتوں، سینما گھروں اور پٹرول پمپوں پر حملے کیے گئے۔ بے نظیر نے الزام لگایا ہے کہ نواز شریف اپنے سیاسی مخالفین پر قاتلانہ حملے کرا رہے ہیں۔ وہ محاذ آرائی کی سیاست پر گامزن رہے تو زیادہ نقصان خود ان کو ہی اٹھانا ہو گا۔ نواز شریف نے کہا کہ صالح حیات پر حملے کی کہانی من گھڑت ہے۔ حکومت نے انتخابات میں دھاندلی کرائی ہے۔

انتخابی نتائج

قومی اسمبلی کی بارہ اور پنجاب اسمبلی کی آٹھ نشستوں پر ضمنی انتخابات کے نتائج درج ذیل رہے:

پارٹی	قومی اسمبلی	صوبائی اسمبلی
پاکستان پیپلزپارٹی	6	6
پاکستان مسلم لیگ (ن)	4	1
جمعیت علماء اسلام	1	---
متحدہ دینی محاذ	---	1
آزاد	1	---
	12	8

بے نظیر نے کہا کہ ضمنی انتخابات میں ہماری فتح اپوزیشن کے تابوت میں آخری کیل ہے۔ نواز شریف کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ وہ حکومت سے تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ فاروق لغاری کے صدر منتخب ہو جانے کے بعد آٹھویں ترمیم کم از کم پانچ سال کے لیے تو غیر موثر ہو گئی ہے لیکن پھر بھی ہم اس کے خاتمے کے لیے بل پیش کریں گے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص نشستیں بحال کرنے کے لیے بھی جلد ہی موثر اقدامات کیے جائیں گے۔ ہم قرضے حاصل کرنے کے لیے آئی ایم ایف کی شرائط پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مسلم لیگ کی امیدوار بیگم مجید وائیں ضمنی انتخابات ہار گئیں۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم غنڈہ گردی کی سیاست نہیں چلنے دیں گے۔ جھوٹ کے ذریعے حاصل کی گئی حکومت کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ 1994ء الیکشن کا سال ہو سکتا ہے۔ پیپلزپارٹی کی حکومت میرٹ کی دھجیاں بکھیر کر سرکاری محکموں میں نااہلوں کی فوج بھرتی کر رہی ہے۔ پھر بھی ہم حکومت کو غیر مستحکم نہیں کریں گے۔ تعمیری کاموں میں اس کے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہارس ٹریڈنگ کے خاتمے کے لیے قانون سازی کی حمایت کریں گے۔ فیصلے پارلیمنٹ کے اندر کیے جائیں۔ آئندہ انتخابات میں جیت ہماری ہوگی۔ ہم نے اصولوں کی بالادستی کے لیے مرکز اور پنجاب میں حکومتیں بنانے کے لیے جونیجو لیگ کی پیش کش مسترد کر دی تھی۔

اخبارات سے شکایت

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہم نے اپنے پہلے دور حکومت میں صحافت کو آزاد کیا۔ لیکن اس

کے باوجود جب ہم اپوزیشن میں آئے تو ہماری کردار کشی کی گئی- اب بھی اخبارات والے ہمیں تنگ کر رہے ہیں-

نواز شریف کا خطاب

4 دسمبر کو سیالکوٹ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمیں زبردستی اقتدار سے نکالا گیا ہے- میری حکومت سرحد پار سے آنے والی سازشوں کا شکار ہوئی- ہمیں اگر 1995ء تک حکومت کرنے کا موقع دیا جاتا تو ہم ملک کی قسمت بدل دیتے-

چارج شیٹ

5 دسمبر کو مسلم لیگ نے حکومت کی 60 روزہ کارکردگی کو مایوس کن قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف تفصیلی چارج شیٹ جاری کر دی جس میں کہا گیا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنی ابتدائی دو ماہ انتقامی کارروائی میں گزار دیئے- نواز شریف پر قاتلانہ حملہ کیا گیا لیکن بے نظیر نے لاہور میں ہونے کے باوجود ان کی خیریت بھی دریافت نہیں کی- ہماری اسمبلی توڑنے والے اپنے محسن غلام اسحٰق کے ساتھ بھی بے وفائی کی- حکومت منفی ہتھکنڈے استعمال کر کے اپوزیشن کو پامال کر رہی ہے- بے نظیر نے پشاور کے گورنر ہاؤس میں بیٹھ کر خود ہارس ٹریڈنگ کی- اسی طرح پنجاب میں بھی ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے اپنی حکومت بنائی- حکومت کی باگ ڈور ایک مرتبہ پھر آصف زرداری کے ہاتھوں میں ہے-

بیگم بھٹو کی چھٹی

5 دسمبر کو لاہور میں پیپلز پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ نے اتفاق رائے سے بیگم نصرت بھٹو کی جگہ بے نظیر کو پارٹی کا چیئرپرسن منتخب کر لیا- بیگم بھٹو اجلاس میں شریک نہیں تھیں- اس موقع پر بے نظیر نے کہا کہ میں پارٹی کی چیئرپرسن ہوں اور یہ فیصلہ واپس نہیں لیا جا سکتا- ہم نظریاتی سیاست سے دولت کی سیاست کا مقابلہ کریں گے- حکومت اپنی آئینی مدت پوری کرے گی- پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا ہماری اولین ترجیح ہے- پاکستان میں اسلامی، جمہوری اور فلاحی نظام نافذ ہو گا-

بیگم بھٹو نے کہا کہ میں تاحیات پارٹی کی چیئرپرسن ہوں- یہ فیصلہ غیر آئینی اور بکواس ہے- میں اسے تسلیم نہیں کرتی- میں پارٹی کی قیادت نہیں چھوڑوں گی خواہ مجھے جیل بھیج دیا جائے- بے نظیر شہید بھٹو کے قاتلوں کے ساتھ مل گئی ہے- مجھے نکالنے والے جنرل ضیاء کے

وزیر اور مشیر رہ چکے ہیں۔ میں قانونی چارہ جوئی کروں گی۔ میں نے غلطی کی مجھے خود ہی وزیراعظم بننا چاہیے تھا۔ مجھے میرا حق دیا جائے۔ مرتضیٰ بھٹو اپنے والد کے نظریات کا صحیح ترجمان ہے۔ شہید بھٹو اب مرتضیٰ بھٹو کے روپ میں واپس آ گئے ہیں۔ جھگڑا کرسی کا ہے یہ کوئی ڈرامہ نہیں۔ بیگم بھٹو کو اپنے شوہر کے مزار پر جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا لیکن بعد میں وزیراعلیٰ کے ترجمان نے کہا کہ یہ غلط ہے وہ جب چاہیں مزار پر جا سکتی ہیں۔

مرتضیٰ بھٹو نے ایک پریس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ میں وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ کی دھمکیوں میں نہیں آؤں گا۔

نواز شریف نے کہا کہ محترمہ نے اپنی والدہ کو بھی رول بیک کر دیا۔ بے نظیر والدہ کا مقام بھی نہیں پہچانتیں۔

بے نظیر کا خطاب

7 دسمبر کو ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ میں آپ کی بہن اور آپ کی خادم ہوں۔ میں عوام کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔ ہم محاذ آرائی نہیں اتفاق رائے چاہتے ہیں۔ ہم اس خواب پر یقین رکھتے ہیں جو علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔ بے نظیر نے کوآپریٹو سکینڈل اور تاج کمپنی کے متاثرین کے لیے ریلیف کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ سابق حکمران اس جرم میں ملوث ہیں۔ موٹروے اور ییلو کیب سکیم سفید ہاتھی ہے۔

جنرل آصف نواز کے قتل کی تحقیقات

13 دسمبر کو سرکاری ترجمان نے اعلان کیا کہ سرکاری تحقیقات اور غیر ملکی ڈاکٹروں کی رپورٹوں کے مطابق بری فوج کے سابق سربراہ جنرل آصف نواز جنجوعہ کی موت دل کا دورہ پڑنے سے ہوئی۔ وہ 8 جنوری 1993ء کو اپنی سرکاری رہائش گاہ پر معمول کی ورزش کرتے ہوئے اچانک انتقال کر گئے تھے۔ ان کی بیگم نے اپریل 93ء میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آصف نواز مرحوم کو ایک سازش کے تحت زہر دے کر قتل کیا گیا ہے۔

شہباز شریف نے اس رپورٹ کے منظرعام پر آنے کے بعد کہا کہ آصف نواز کی موت کو ہمارے خلاف استعمال کیا گیا۔ ان کی طبعی موت کو قتل قرار دے کر نواز شریف اور ان کے رفقاء کو اس میں ملوث کرنے کی سازش کی گئی۔ اسے بنیاد بنا کر نواز شریف حکومت اور اسمبلیاں برطرف کرائی گئیں۔ مسلم لیگی قیادت کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کر کے انتخابی نتائج پر اثرانداز ہونے کی کوشش کی گئی۔ اس سازش میں غلام اسحٰق اور بے نظیر شریک تھیں۔ ہم قانونی چارہ جوئی کریں

گے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم نے نواز کیس سے کوئی سیاسی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اپوزیشن کے ہاتھ صاف ہیں تو اسے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل

16 دسمبر کو مولانا کوثر نیازی کی سربراہی میں اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کی گئی۔ کونسل کے ارکان کی تعداد بیس ہوگی اور اس کے چیئرمین مولانا کوثر نیازی کا عہدہ وفاقی وزیر کے برابر ہوگا۔ کوثر نیازی نے کہا کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنا کر دکھائیں گے کونسل جلد ہی اپنی سفارشات وزیراعظم کو پیش کردے گی۔

احتساب

وزیراعظم کے معائنہ کمیشن نے نواز شریف کے خلاف سرکاری فنڈز کے ناجائز استعمال پر تحقیقات شروع کردی۔ الزامات درست ثابت ہونے پر نواز شریف کو نااہل قرار دیا جا سکتا ہے۔ حکومت نے بینکوں اور مالی اداروں کے نادہندگان سے رقوم واپس لینے کا حتمی فیصلہ کرلیا۔ اور منشیات کی تجارت سے منسلک اہم افراد کی گرفتاری کے احکام جاری کردیئے۔ وفاقی کابینہ کو بتایا گیا کہ جون 1993ء تک تقریباً 78 بلین روپے نادہندگان سے واجب الوصول تھے۔ بے نظیر نے کہا کہ ملک و قوم کو لوٹنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ رقم جہاں بھی چھپائی گئی ہے وصول کی جائے گی۔ ہم نے فراڈ کی تحقیقات شروع کردی ہے۔ موٹروے، ییلوکیب اور دیگر سکینڈل میں ملوث افراد سے رعایت نہیں برتی جائے گی۔ آئندہ ماہ میں نادہندگان کی گرفتاری اور ان کے اثاثوں کی نیلامی شروع ہو جائے گی۔ اپوزیشن کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم نہیں کیے جائیں گے۔ حالانکہ جب ہم اپوزیشن میں تھے تو نواز شریف حکومت نے ہمارے خلاف بے بنیاد مقدمات قائم کیے تھے۔ صدر لغاری نے کہا کہ ماضی میں قومی خزانہ لوٹا گیا۔ سیاست کو تمام آلائشوں سے پاک کردیا جائے گا۔ قرضے لازمی طور پر وصول کیے جائیں گے۔ نواز شریف نے مطالبہ کیا کہ وزیراعظم بے نظیر اور آصف زرداری خود کو احتساب کے لیے عدالت کے سامنے پیش کریں جہاں ان کے خلاف مقدمات درج ہیں۔

پاکستان بینکنگ کونسل کے ذرائع نے بتایا کہ اتفاق گروپ آف انڈسٹریز نے بینکنگ قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مالیاتی اداروں، قومیائے ہوئے بینکوں اور کوآپریٹو سوسائٹیوں سے قرضے حاصل کرکے اور ییلوکیب سکیم میں فنڈز کے غلط استعمال سے سرکاری خزانے کو چھ ارب روپے کا نقصان پہنچایا۔ گروپ نے دولت بٹورنے کے لیے اپنا سیاسی اثر و رسوخ استعمال

کیا۔ لیکن اس کی اشاعت کے فوراً بعد بینکنگ کونسل کے ترجمان نے وضاحت کی کہ اتفاق گروپ سے متعلق تفصیلات کونسل نے جاری نہیں کی ہیں۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام

نواز شریف نے کہا کہ ہماری حکومت کی فوجی اور اقتصادی امداد بند کی گئی تھی۔ ہمیں دہشت گرد قرار دینے کی دھمکی دی گئی لیکن ہم نے امریکہ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اب اچانک امریکہ ہم پر مہربان کیوں ہو گیا؟ اس کی کیا قیمت ادا کی گئی ہے؟ حکومت امریکہ کو خوش کرنے کے لیے ایٹمی پروگرام رول بیک کرنا چاہتی ہے۔ مجھے راستے سے ہٹا کر حکومت یہ سودا بازی کرنا چاہتی ہے۔ بے نظیر نے جولائی 1990ء میں ایٹمی پروگرام کو منجمد کیا۔ اس وقت ملک کے وسیع تر مفاد میں ہم نے اپنی زبان بند رکھی۔ ایٹمی پروگرام پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ہم اسے رول بیک کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

15 دسمبر کو امریکی سینیٹر پریسلر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی بم سے سنگین خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان ایٹم بم بنا رہا ہے۔ پاکستان ایٹمی ٹیکنالوجی دوسرے اسلامی ملکوں کو منتقل کر سکتا ہے۔ پاکستان اور بھارت این پی ٹی پر دستخط کریں اور اپنی ایٹمی تنصیبات کو بین الاقوامی معائنہ کے لیے کھول دیں۔ پریس کانفرنس میں موجود دوسرے سینیٹر براؤن نے کہا کہ ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کی کوششوں کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی بم مسئلہ نہیں ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کے پرامن استعمال سے کسی کو محروم کرنے کا کوئی جواز نہیں جب تک ہماری سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا ہمارا ایٹمی پروگرام پرُامن رہے گا۔

انہڑ کیس میں عدالتی فیصلہ

19 دسمبر کو کراچی میں خصوصی عدالت نے آصف زرداری کو انہڑ کیس میں بری کر دیا اور کہا کہ زرداری پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوا۔ برطانیہ میں مقیم پاکستانی تاجر سید مرتضیٰ بخاری کی ٹانگ پر بم باندھ کر لوٹنے کے اس مقدمہ میں آصف زرداری کو ملوث کر کے نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں انہیں جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔ آصف زرداری نے کہا کہ میرے خلاف جھوٹا مقدمہ بنایا گیا تھا۔ بے نظیر نے اس عدالتی فیصلہ کو اس سال کی سب سے بڑی خوشخبری قرار دیا۔

حاکم علی زرداری کی تقریر

قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے حاکم زرداری نے کہا کہ مسلم لیگ کے دستور میں یہ بات کبھی بھی درج نہیں تھی کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگا۔ اس لیے آج مسلم لیگی پاکستان کے مامے نہ بنیں۔ قاداعظم نے پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ قرار دیا تھا۔ ان کا وزیر خارجہ قادیانی اور وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل تھا۔ اگر قائداعظم کو اسلامی ریاست بنانا ہوتی تو وہ منڈل کو وزیر قانون نہ بناتے۔ حاکم علی زرداری کی بہو بے نظیر بھٹو اگر ملک کی وزیراعظم نہ ہوتیں تو انہیں یہ زہر اگلنے کی کبھی ہمت نہ پڑتی۔ بھٹو کے دور حکومت میں حاکم علی زرداری قومی اسمبلی کی پچھلی نشستوں پر خاموش بیٹھے رہتے تھے اب انہیں زباں درازی کا موقع میسر آ گیا۔

ڈیفنس کمیٹی کا اجلاس

21 دسمبر کو ڈیفنس کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے بے نظیر نے مسلح افواج کے سربراہوں کو یقین دہانی کرائی کہ پاکستان کا دفاع ان کی حکومت کی اولین ترجیح ہے اور یہ کہ فوج کی تمام ضروریات ہر قیمت پر پوری کی جائیں گی۔

کشمیر کمیٹی

نوابزادہ نصراللہ خاں قومی اسمبلی کی 28 رکنی کشمیر کمیٹی کے سربراہ مقرر کر دیئے گئے۔ وفاقی حکومت کے ترجمان نے کہا کہ کمیٹی مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے عالمی رائے عامہ ہموار کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ کشمیریوں کو نسل کشی سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اقوام متحدہ میں کشمیر پر قرارداد پیش کی جائے۔ بے نظیر حکومت کو کشمیر کے مسئلہ پر بھارت کے ساتھ مذاکرات کا بلاوجہ شوق ہو گیا ہے۔ کشمیریوں کی مرضی کے بغیر بھارت سے مذاکرات لاحاصل ہیں۔ لندن میں پاکستانیوں کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت کشمیر پر سودے بازی، کر رہی ہے۔

سینٹ میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ پاک بھارت مذاکرات میں کشمیریوں کو بھی شریک کیا جائے۔

وزیراعظم کا دورہ چین

27 دسمبر کو جب وزیراعظم بے نظیر اپنے چین کے دورہ پر بیجنگ پہنچیں تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ عظیم عوامی ہال میں چینی وزیراعظم مسٹر لی پنگ سے مذاکرات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ پاک چینی دوستی مثالی ہے۔

29 دسمبر کو شمالی کوریا کے صدر کم ال سنگ کی جانب سے دی گئی ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ آزاد اور خوشحال ایشیا کے لیے خطے کے تمام ممالک کو متحد ہو کر کام کرنا ہو گا۔

قاضی حسین احمد کا دورہ سوڈان اور سعودی عرب

قاضی حسین احمد اپنا سوڈان کا دورہ مکمل کر کے سعودی عرب پہنچے جہاں انہوں نے عمرہ کی سعادت حاصل کی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ پاکستانیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں ہی امریکہ نواز ہیں۔ ہم نواز شریف یا بے نظیر کے ساتھ کسی سطح پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔

تحریک استقلال سے علیحدگی

تحریک استقلال کے مرکزی سیکرٹری جنرل خورشید محمود قصوری اور پنجاب کی صدر بیگم شہناز رفیع نے پارٹی کی بنیادی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ دونوں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ دونوں اصغر خاں سے سیاسی اختلافات کے باعث علیحدہ ہو رہے ہیں۔

صدر سے ملاقات

4 دسمبر کو ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کے دو رکنی وفد نے اسلام آباد میں صدر لغاری سے ملاقات کی۔ صدر نے وفد کو یقین دلایا کہ ایم کیو ایم کے ساتھ سندھ یا کسی دوسرے صوبے میں کوئی زیادتی یا ناانصافی نہیں ہونے دیں گے۔ ایم کیو ایم کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس ملاقات کے بعد دو طرفہ مذاکرات کا امکان پھر پیدا ہو گیا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مسائل حل کے لیے ایم کیو ایم حکومت سے تعاون کرے۔

16 دسمبر کو پیپلز پارٹی کے آفتاب شیرپاؤ باہمی مذاکرات کے لیے سرحد سے کراچی پہنچ

گئے۔ حکومت میں شمولیت کے لیے ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات کا نیا دور شروع ہو گیا۔ اگلے ہی دن یہ مذاکرات بھی کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئے۔

19 دسمبر کو اشتیاق اظہر نے دیگر رہنماؤں کے ساتھ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ گورنر کی تقرری ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کی باہمی رضامندی سے عمل میں آئے۔ ہمیں شہری عوام سے براہ راست تعلق رکھنے والے بلدیات اور تعلیم کے محکمے دیئے جائیں۔

26 دسمبر کو یوم ولادت قائداعظم کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عبداللہ شاہ نے کہا کہ اس وقت ملک کو قومی یکجہتی کی ضرورت ہے۔ ایم کیو ایم ملک کو غیر مستحکم کرنے کی سازش کر رہی ہے۔

الطاف حسین کا خطاب

26 دسمبر کو ٹیلی فون کے ذریعہ ملتان میں منعقد ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ میں پاکستانی ہوں اور پاکستان میرا وطن ہے۔ ایک استحصالی طبقے اور ظالم حکمرانوں نے مجھے ملک سے دربدر ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

31 دسمبر کو کراچی میں پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رہنما زاہد سعید کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا۔ قاتل ان کی لاش گندے نالے میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ اس سے قبل پولیس کی فائرنگ سے دو نوجوان ہلاک اور چار زخمی ہو گئے تھے۔

صوبہ سرحد

یکم دسمبر کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے زرعی ٹیکس کا آرڈیننس مسترد کر کے اسے ایوان کی کمیٹی کی نظر ثانی کے لیے بھیج دیا۔ پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی اس کے خلاف تھے۔

صوبہ بلوچستان

31 دسمبر کو بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب ذوالفقار مگسی نے کہا کہ ایران جیسا انقلاب ہی ہمیں مکمل تباہی سے بچا سکتا ہے۔ انہوں نے تجویز دی کہ 1973ء کے آئین پر نظر ثانی کی جائے اور آزاد امیدواروں کو الیکشن میں حصہ لینے پر پابندی عائد کی جائے۔

نواز شریف کی لندن میں آمد

2 جنوری کو نواز شریف بوسنیا کا دورہ مکمل کر کے اپنے سیکرٹری اطلاعات سید مشاہد حسین کے ہمراہ لندن پہنچ گئے۔ ایک رسالہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے ہر قیمت پر حکومت حاصل کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ قاضی حسین احمد کو مسلم لیگ کو ناکام بنانے کا کام سونپا گیا۔ انہوں نے اس مشن کو تکمیل تک پہنچایا لیکن اس کی جو قیمت جماعت اسلامی کو ادا کرنا پڑی ہے وہ سب جانتے ہیں۔ انتخابات کے بعد اب تمام فیصلے ہارس ٹریڈنگ کی بنیاد پر ہو رہے ہیں۔ وزیراعظم سے لے کر صدر کے انتخاب تک ہارس ٹریڈنگ ہوئی۔ وزارتیں، گورنروں کی تقرری اور سینٹ کے آئندہ انتخاب میں دولت استعمال ہوگی۔ ہم نے قانونی اور آئینی جنگ جیتی، عوام کی عدالت میں ہم جیتے، عدالت عظمیٰ میں ہم کامیاب رہے، اعتماد کا ووٹ ہم نے حاصل کیا لیکن پھر بھی ہمارے خلاف سازشوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بے نظیر نے الزامات کے جواب میں کہا کہ ہم نے ضیاء جونیجو اور نواز شریف حکومت کے مظالم کا سامنا کیا اور سب کو شکست دینے کے بعد عوامی حمایت کے ذریعے اقتدار میں آئے ہیں۔

بھٹو کا یوم ولادت

5 جنوری 1994ء کو ذوالفقار علی بھٹو کا 66 ویں یوم ولادت منانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں لیکن اس موقع پر خاندانی اختلافات کھل کر سامنے آگئے۔ 3 جنوری کو خصوصی عدالت نے تقریب میں شرکت کے لیے مرتضیٰ کی پیرول پر رہائی کی درخواست مسترد کر دی۔ مرتضیٰ نے کہا کہ یہ عبداللہ شاہ کے باپ کا نہیں میرے باپ کا مزار ہے۔ حکومت اس پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ 4 جنوری کو نصرت بھٹو، غنویٰ، مخدوم خلیق الزماں، ناصر حسین، احترام الحق تھانوی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ لاڑکانہ پہنچ گئیں۔ لیکن 5 جنوری کو نصرت بھٹو اور دیگر رہنماؤں کو بھٹو کے مزار پر جانے کے لیے المرتضیٰ سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی گئی۔ راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔ مرتضیٰ کے حامیوں نے ان رکاوٹوں کو ہٹا کر مزار پر جانے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں پولیس اور کارکنوں کے درمیان تصادم ہوگیا۔ پارٹی کے بانی کا گھر المرتضیٰ میدانِ کارزار بن گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ المرتضیٰ پر فائرنگ اور شیلنگ کی گئی، گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی، آنسو گیس کا ایک شیل نصرت بھٹو کی جیپ پر گرا جس سے وہ بے ہوش ہوگئیں۔ غنویٰ پر بھی غشی طاری ہوگئی۔ بیگم بھٹو تکلیف میں بھی مسلسل کہہ رہی تھیں کہ بے نظیر کی گولیاں مجھے اپنے شوہر کے مزار پر جانے سے نہیں روک سکتیں۔ پولیس نے ان کا راستہ روک کر بندوقیں تان لیں۔ ایک پولیس افسر نے کہا کہ آپ اگر آگے بڑھیں تو ہم شوٹ کر

دیں گے۔ ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے۔ نصرت بھٹو زار و قطار رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے بانی کی بیوہ کو قبرستان جانے سے روک دیا۔ ضیا نے بھٹو کا چہرہ دیکھنے سے محروم کیا اور بیٹی مزار پر جانے سے روک رہی ہے۔ بیگم زرداری نے تو میرے شوہر کے مزار پر بھی قبضہ کر لیا۔ مرتضٰی کہاں ہے، میرے سر پر چادر رکھنے والا کوئی نہیں۔ نصرت بھٹو نے کہا اس تصادم میں ہمارے چار کارکن ہلاک اور بیس زخمی ہوئے ہیں۔ سو افراد کو گرفتار کر کے نامعلوم جگہ پہنچا دیا گیا ہے۔ پیپلز پارٹی میں پھوٹ کی ذمہ داری بیگم زرداری پر عائد ہوتی ہے۔ وہ معافی مانگیں ورنہ تحریک چلائیں گے۔

وزیراعظم بے نظیر نے ہدایت دی کہ ہنگامہ آرائی میں ملوث افراد کو خواہ ان کا تعلق کسی تنظیم سے ہو، سخت سزا دی جائے اور تخریب کاروں کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے۔ صوبائی وزیر پرویز علی شاہ نے کہا کہ اس واقعہ کے ذمہ دار المرتضٰی میں موجود "را" کے ایجنٹ ہیں۔ وزیر داخلہ نصیر بابر نے بھی کہا کہ المرتضٰی میں "را" کے ایجنٹ چھپے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں سے پکڑے نہیں جا سکتے۔ الذوالفقار میں "را" کے ایجنٹوں کی موجودگی کے ثبوت موجود ہیں۔ جام صادق بھی "را" کے ایجنٹ تھے۔ لاڑکانہ کے واقعہ میں صرف ایک شخص ہلاک ہوا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر اقتدار کی ہوس میں اتنی آگے بڑھ چکی ہیں کہ انہوں نے اپنے شہر، اپنے آبائی گھر اور اپنی ماں تک پر گولیاں چلانے کا حکم دینے سے گریز نہیں کیا۔ واقعہ لاڑکانہ نے 1973ء کے سانحہ لیاقت آباد کی یاد تازہ کر دی۔

پیپلز یوتھ کے رہنما شاہد رند جو نصرت بھٹو کو بچاتے ہوئے پولیس فائرنگ سے زخمی ہو گئے تھے بعد میں جناح ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے۔ ان کے انتقال کی خبر سن کر سینکڑوں کارکن ہسپتال پہنچ گئے جنہوں نے حکومت کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی۔

5 جنوری کو مرتضٰی بھٹو نے لانڈھی جیل میں بطور احتجاج بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ وزیراعظم بے نظیر نے لاڑکانہ فائرنگ کی تحقیقات کے لیے ایک ٹریبونل مقرر کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو قومی ہیرو ہیں ان کا مزار نہ کسی فرد واحد کی وراثت ہے اور نہ کسی پیر کی گدی۔ میں مارشل لا کی سختی کے باوجود شاہنواز کی میت لے کر پاکستان آئی تھی۔ میں اپنے والد کا مشن پورا کروں گی۔ مخدوم خاندان میری حکومت کے لیے مسائل پیدا نہ کرے۔ میں اپنی ماں اور بھائی کی عزت کرتی ہوں۔ میری ماں کا ہر الزام میرے دل میں گولی کی طرح لگتا ہے۔ وہ مرتضٰی کی سیاسی خواہشات پوری کرنے کے لیے مجھے اذیت پہنچا رہی ہیں۔ چیئرپرسن شپ ایک سیاسی معاملہ ہے۔ فیصلہ برقرار رہے گا۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ بے نظیر مجھے چیئرپرسن تسلیم کر لیں تو صلح ہو سکتی ہے۔ انہوں نے بھٹو گروپ بنانے کی تردید کی۔ صنم بھٹو نے کہا کہ بھٹو خاندان کا تنازع جلد ختم ہو جائے گا۔ لانڈھی جیل اور بلاول ہاؤس کے درمیان شٹل سروس کے مثبت نتائج برآمد ہوں

گے۔ لیکن صنم بھٹو کی صلح کرانے کی یہ کوشش ناکام ہو گئی۔ بے نظیر نے نصرت بھٹو کو چیئر پرسن کے عہدہ پر بحال کرنے کی تجویز مسترد کر دی۔

"را" کے ایجنٹ کا اقبالی بیان

الذوالفقار تنظیم کے ایک گرفتار رکن محمد خالد خاں عرف ڈالیا نے 10 جنوری کو مجسٹریٹ کے سامنے اقبالی بیان دیتے ہوئے کہا کہ علی سنارا کے ذریعے میر مرتضیٰ بھٹو نے اپنے پیغام میں مجھے بھارت جانے کی ہدایت دی۔ ان کی ہدایت پر میں اپنے اٹھارہ کارکنوں کے ہمراہ سمندری راستے سے بھارت گیا۔ ہمیں نئی دہلی پہنچایا گیا۔ یو، پی کے ایک پہاڑی مقام پر واقع ایک فوجی کیمپ میں بھارتی فوج نے ہمیں گوریلا جنگ کی تربیت دی۔ مرتضیٰ بھٹو نے ہم سے قرآن پر پارٹی کے ساتھ وفاداری کا حلف لیا۔ ہم نے پاکستان واپس آ کر متعدد تخریبی کارروائیاں کیں۔ کشتیوں کے ذریعے بھارت سے اسلحہ لا کر الذوالفقار کے کارکنوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

11 جنوری کو بیگم بھٹو نے کہا کہ بے نظیر حکومت آئندہ مارچ تک گر جائے گی۔ مجھے اور میرے بیٹے کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ چار افراد کو فائرنگ کر کے مار دیا گیا۔ میں بے نظیر کے ساتھ بیرونی دوروں پر نہیں جاؤں گی۔ بے نظیر نے کہا کہ لاڑکانہ میں المرتضیٰ کی چھت سے فائرنگ کی گئی ماں یا بھائی جو بھی قانون کی خلاف ورزی کرے گا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ مرتضیٰ کا ساتھ دینے کی وجہ سے نصرت بھٹو کو پارٹی کی قیادت سے ہٹایا گیا۔ ان کے کردار سے پارٹی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ میں ان کے ہاتھوں میں بلیک میل نہیں ہوں گی۔ اپنی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ستر کلفٹن کراچی میں بعض تربیت یافتہ دہشت گردوں نے پناہ لے رکھی ہے۔ نصرت بھٹو سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی روز پولیس نے مرتضیٰ بھٹو کی رہائش گاہ ستر کلفٹن پر چھاپہ مار کر غنوئی کے دو محافظوں کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے بتایا کہ بعض ملزمان کے وہاں پناہ لینے کی اطلاع پر یہ کارروائی کی گئی۔ لیکن پکڑے جانے والے افراد مطلوبہ ملزم نہیں ہیں۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ بے نظیر کے دور حکومت میں بھٹو شہید کا گھر بھی محفوظ نہیں رہا۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ میرے حامیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جا رہا ہے۔ حمید بلوچ اور مولا بخش کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔ کراچی سینٹرل جیل میں قیدیوں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ پورے صوبہ سندھ کو عقوبت خانہ اور جیل بنا دیا گیا ہے۔

بھٹو کا مقبرہ

12 جنوری کو سندھ کابینہ نے بھٹو کے مزار کی تعمیر کرنے کی منظوری دے دی۔ مقبرہ کی تعمیر پر 28 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ یہ اخراجات وفاقی اور صوبائی حکومت، غیر ملکی ادارے

اور بھٹو کے عقیدت مند برداشت کریں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ قومی اہمیت کے منصوبوں کو رول بیک کر کے بھٹو کا مزار بنانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ بے نظیر اپنے خفیہ اکاؤنٹ سے بھٹو کا مزار بنوائیں۔

نواز شریف کا گھریلو تنازع

14 جنوری کو روزناموں کے صفحہ اول پر ایک اشتہار "محبان جمہوریت ماڈل ٹاؤن لاہور" کی طرف سے شائع کرایا گیا جس میں ان کے خاندان کی خواتین کو نواز شریف کے ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ قائد حزب اختلاف کی کردار کشی پر پیپلزپارٹی کے عہدیداروں کے خلاف ہتک عزت کے مقدمے درج کرائے جائیں گے۔ پیپلزپارٹی کے سینیٹر شفقت محمود نے کہا کہ نواز شریف کے خلاف اشتہارات سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔ اشتہار کا عکس منسلک ہے۔

جمعیت مشائخ پاکستان کے سربراہ پیر فضل حق نے الزام لگایا کہ نواز شریف نے "را" اور "موساد" سے مالی امداد حاصل کی ہے۔ شہباز شریف نے امریکہ کے بہانے اسرائیل کا خفیہ دورہ کیا۔ اسرائیل نوازی کے الزام میں ان پر مقدمہ چلایا جائے۔

صدر کی مصروفیات

15 جنوری کو صدر لغاری پانچ روزہ دورہ پر سعودی عرب روانہ ہوگئے۔ روانگی سے قبل بے نظیر بھٹو نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے ایک اہم ملاقات کی۔ 16 جنوری کو صدر لغاری نے ریاض میں شاہ فہد بن عبدالعزیز سے ملاقات کی۔ اس میں افغانستان کا مسئلہ سرفہرست رہا۔ شاہ فہد اور فاروق لغاری نے کہا کہ افغان رہنما اللہ سے ڈریں اور غیر مشروط طور پر جنگ بند کر دیں۔

سعودی عرب روانگی سے قبل صدر لغاری نے کچے کے معروف جاگیردار نعیم احمد کھرل کی دعوت پر رائے پور میں تیتروں کا شکار کھیلا۔ انہوں نے 68 تیتر شکار کیے۔

سابق صدر کے داماد کے خلاف تحقیقات

سی آئی اے کے ترجمان نے کہا کہ سابق صدر غلام اسحٰق کے داماد عرفان اللہ مروت کے خلاف تحقیقات جاری ہے۔ شواہد ملنے پر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ عرفان مروت نے دھمکی دی کہ اگر انہیں گرفتار کیا گیا اور مقدمہ چلایا گیا تو وہ بڑے بھیانک انکشافات کریں گے۔

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی



کس کے ظلم کے خلاف ؟



اس کا جواب ماڈل ٹاؤن لاہور کے شریفوں سے پوچھئے

محبانِ جمہوریت۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

بدعنوانیوں کی روک تھام

وزیراعظم بے نظیر نے سینیٹر ملک محمد قاسم کو بدعنوانیوں کی روک تھام سے متعلق کمیٹی کا چیئرمین نامزد کر دیا۔ کمیٹی وفاقی وزارتوں، ڈویژنوں، محکموں اور اداروں کے علاوہ خودمختار اور نیم خودمختار اداروں میں بدعنوانی کے بارے میں چھان بین کرے گی اور بدعنوانی کے خاتمے کے لیے اپنی رپورٹ وزیراعظم کو پیش کرے گی۔

منشیات

18 جنوری کو ابوظہبی میں دو پاکستانی دس لاکھ درہم کی ہیروئن فروخت کرتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے۔ اسی روز لاہور میں پولیس نے ڈیڑھ ٹن مارفین پاؤڈر پر قبضہ کر کے تین سمگلروں کو گرفتار کر لیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم پاکستان کو منشیات کا اڈہ نہیں بننے دیں گے۔

کراچی میں ایک ہسپتال کا افتتاح کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم وڈیروں، جاگیرداروں اور لٹیروں سے غریبوں کا لوٹا ہوا پیسہ واپس لینے آئے ہیں۔ قانون صرف غریب کے لیے امیر کے لیے بھی ہے۔

اسمبلی میں ہنگامہ آرائی

18 جنوری کو شدید ہنگامہ آرائی، تلخ کلامی اور شور شرابہ کے بعد اپوزیشن نے قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ شیخ رشید نے بیگم بھٹو پر گالی دینے کا الزام لگایا۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ میں نے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ اپوزیشن نے کہا کہ ہم بائیکاٹ صرف اس صورت ہی میں ختم کریں گے جب حکومت ہم سے غیر مشروط معافی مانگے۔ حکومت نے معذرت کر لی۔ اس کی جانب سے یقین دہانی کے بعد اپوزیشن نے بائیکاٹ ختم کر دیا۔ قومی اسمبلی نے ووٹروں کی فہرست میں شناختی کارڈ نمبر کے اندراج کی قرارداد منظور کر لی۔

19 جنوری کو اسمبلی میں ہنگامہ آرائی پر تبصرہ کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ جب میں ایوان میں موجود نہیں ہوتی ہوں تو کچھ لوگ بہت شور شرابہ کرتے ہیں۔ موجودہ اپوزیشن نہ تو ذمہ دار حزب اختلاف ہے اور نہ ہی ماضی میں وہ ذمہ دار حکومت تھی۔ ہم کسی ڈرامہ بازی اور شور و غل کی اجازت نہیں دیں گے۔ میں اب دوبارہ نواز شریف کو مذاکرات کی دعوت بھی نہیں دوں گی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم بھی کسی ناقابل اعتبار حکومت سے مذاکرات کرنے پر آمادہ نہیں۔

24 جنوری کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کے درمیان سخت جھڑپ ہوگئی۔ دونوں نے ایک دوسرے پر الزامات عائد کیے۔ بے نظیر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ مہنگائی کی ذمہ داری نواز شریف کی سابقہ حکومت پر عائد ہوتی ہے جس نے ملک کو دیوالیہ بنا دیا۔

بعد میں کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ سٹاک مارکیٹ، کرپشن اور امن و امان کی صورتحال خراب ہے۔ حکومت اقتصادی ترقی کے منصوبوں کو سبوتاژ کر رہی ہے۔ پاکستان کو وسط ایشیا سے ملانے والے منصوبہ کو بے نظیر حکومت نے روک دیا۔ وہ معیشت کی الف ب سے بھی واقف نہیں۔ وہ ملک کیا چلائیں گی۔ حکومت عدلیہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وقت اس کا بے نظیر سے پورا حساب لے گا۔ تاجروں کے خلاف ایک منصوبہ کے تحت انتقامی کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ "مرد اول" پھر سرگرم ہوگئے ہیں۔ اسمبلی کو منڈی یا اصطبل بنانے کی سازش کی جا رہی ہے۔

وفاقی کابینہ میں توسیع

26 جنوری کو وفاقی کابینہ کے آٹھ وزراء مخدوم امین فہیم، انور سیف اللہ، غلام مصطفیٰ کھر، یوسف تالپور، خورشید احمد شاہ، خالد احمد کھرل، جے سالک اور احمد مختار اور تین وزرائے مملکت عبدالقیوم خاں، اکبر لاسی اور مخدوم شہاب الدین نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھا لیا۔ احمد مختار پہلے وزیر مملکت تھے۔ صدر لغاری نے ان سے حلف لیا اور اس موقع پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔

بے نظیر کا غیر ملکی دورہ

بے نظیر نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ غیر ملکی دوروں کے دعوت نامے مجھے بڑی تعداد میں موصول ہوئے ہیں لیکن میں خود بہت زیادہ ملک سے باہر رہنا نہیں چاہتی کیونکہ ایک کہاوت کے مطابق جب بلی گھر سے باہر ہو تو چوہے زیادہ اچھل کود شروع کر دیتے ہیں۔ تاہم 27 جنوری کو وزیراعظم سوئٹزر رلینڈ کے دورہ پر روانہ ہوگئیں۔

جماعت اسلامی

جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک سہ روزہ اجلاس 22 جنوری سے شروع ہونا تھا۔

اجلاس سے قبل امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کا ایک خط قیم جماعت سید منور حسن کو 19 جنوری کو موصول ہوا جس کا متن درج ذیل ہے:

"جماعت اسلامی پاکستان کے ارکان کے نام۔ بتوسط مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان۔

یہ خط 22 جنوری 1994ء کو شوریٰ کے اجلاس میں سنایا جائے اور اسی تاریخ سے مجھے مستعفی سمجھ لیا جائے۔ سابقہ انتخاب کے موقع پر مجھے ارکان جماعت نے بھاری اکثریت سے امارت کے منصب کے لیے منتخب کیا تھا میں نے ممکن حد تک اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی اور یہی کوشش کی کہ جو ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے اسے احسن طریقے پر انجام دوں۔

جماعت کے اہم فیصلے دستور جماعت کے مطابق مشاورت کے ذریعے ہی کیے گئے۔ اسلامی جمہوری اتحاد سے علیحدگی، پاسبان اور اسلامک فرنٹ کے قیام کا فیصلہ بھی مرکزی مجلس عاملہ اور مرکزی مجلس شوریٰ ہی میں کیا گیا۔

اکتوبر 1993ء کے انتخابات میں فرنٹ کو متوقع کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ الیکشن کے بعد منعقد ہونے والے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اپنے افتتاحی خطاب میں میں نے صورتحال پر روشنی ڈالی۔ متوقع نتائج کے عدم حصول کی وجوہات بیان کیں اور تمام معاملات کی ذمہ داری کو قبول کیا۔ اس کے بعد میں نے شوریٰ سے کہا کہ میں اب اجلاس سے چلا جاتا ہوں تاکہ آپ میری عدم موجودگی میں اپنی آراء کا کھل کر اظہار کر سکیں۔ میں نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ میرے بارے میں شوریٰ جو بھی فیصلہ کرے گی میں اسے کھلے دل سے تسلیم کروں گا اور ہر حیثیت میں جماعت کی خدمت کو اپنا فرض سمجھوں گا۔ لیکن میری عدم موجودگی میں شوریٰ نے طے کیا کہ یہ تمام گفتگو میری موجودگی میں کی جائے۔ اس لیے مجھے شوریٰ کے اجلاس میں واپس بلا لیا گیا اراکین شوریٰ نے بغیر رکاوٹ کے پوری تفصیل کے ساتھ اپنی آراء کا اظہار کیا۔ مسلسل چار دن تک اجلاس جاری رہا۔ گو ان آراء میں اختلاف تھا لیکن طویل مباحث کے بعد شوریٰ پاسبان اور اسلامک فرنٹ کے بارے میں اتفاق رائے سے ایک قرار داد منظور کرنے کے قابل ہو گئی اور مجھ سے کہا گیا کہ مجھے شوریٰ کا اعتماد حاصل ہے اور میں بدستور اپنے فرائض بطور امیر انجام دیتا ہوں۔

میرا خیال تھا کہ اس کے بعد جماعت کے اندر یکسوئی پیدا ہو جائے گی اور ہر سطح پر جماعت سے متعلق افراد اپنی ذاتی رائے پر شوریٰ کے فیصلے کو ترجیح دیں گے۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ جماعت کے باہر بھی کچھ حلقوں سے میری مخالفت اسی شدت کے ساتھ جاری رہی۔ اس مخالفت کی وجہ تو سمجھ میں آ سکتی ہے اور اسے برداشت بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ

بات میرے لیے ناقابل برداشت بھی ہے اور ناقابل فہم بھی کہ عاملہ اور شوریٰ کے فیصلوں کے بعد بھی جماعت کے بعض انتہائی قابل احترام اور اہم شخصیات نے بھی میرے خلاف بے بنیاد الزامات عائد کرنے اور بہتان لگانے کے رویہ کو ترک کرنے کے بجائے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اخبارات و جرائد کے ذرائع بھی بلا تامل استعمال کیے۔ میرے خلاف یہ تاثر عام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ میں ارکان جماعت کا اعتماد کھو دینے کے باوجود زبردستی اپنے عہدہ سے چمٹا ہوا ہوں اور یہ کہ میں دانستہ طور پر جماعت کو ختم کرنے کے درپے ہوں۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان حالات میں میرے لیے اب یہ ممکن نہیں رہا کہ میں کامل اعتماد کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتا رہوں۔ میں جماعت کو کسی بحران اور آزمائش میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن میرے خلاف مسلسل محاذ آرائی اور یکطرفہ الزام تراشی نے یہ بات ناگزیر بنا دی ہے کہ میں اب خود ارکان جماعت سے براہ راست رجوع کروں تاکہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ مجھے اب بھی پہلے کی طرح ان کا اعتماد حاصل ہے یا یہ کہ وہ امارت میں تبدیلی کے خواہش مند ہیں۔

اس لیے میں نے طویل غور و فکر کے کرنے کے بعد اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں امارت کی ذمہ داری سے مستعفی ہو کر ارکان جماعت کو یہ موقع دوں کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

ان وجوہات کی بنا پر میں جماعت اسلامی پاکستان کے امارت کے منصب سے استعفیٰ پیش کرتا ہوں۔ مجلس شوریٰ امارت کے نئے انتخاب کے لیے مناسب بندوبست کرے اور درمیانی مدت کے لیے عارضی امیر کی تقرری بھی کر دے۔

میں ارکان جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ میں ان کا ہر فیصلہ خوش دلی کے ساتھ قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔"

22 جنوری کا اجلاس چودھری رحمت الٰہی کی صدارت میں شروع ہوا۔ قاضی صاحب کا خط ارکان شوریٰ کو پڑھ کر سنایا گیا۔ چودھری رحمت الٰہی کثرت رائے سے درمیانی مدت کے لیے امیر منتخب کر لیے گئے۔ ناظم انتخاب کے طور پر چودھری محمد سلیم کا تقرر کیا گیا۔ طویل گفتگو کے بعد طے پایا کہ قاضی صاحب کا خط ارکان جماعت کو مہیا کر دیا جائے۔

عبدالستار ایدھی

31 جنوری کو ایدھی فاؤنڈیشن کے بانی عبدالستار ایدھی نے کراچی پریس کلب میں "میٹ دی پریس" سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ انتخابات کے موقع پر انہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو اس اطلاع پر ہیلی کاپٹر سروس آٹھ لاکھ روپے کرایہ کے عوض مہیا کر دی تھی

کیونکہ انہیں حاملہ ظاہر کیا گیا تھا۔ اُن کی مخالف ایک اہم شخصیت نے مجھے یہ پیغام بھجوایا کہ میں اُن سے ہیلی کاپٹر چھین لوں۔ صوبائی حکومت نے کوئی کرایہ ادا کئے بغیر کئی مرتبہ اپنے حکم سے ہیلی کاپٹر استعمال کیا ہے۔ میں نے نواز شریف کے دور حکومت میں انہیں فلاحی منصوبے تیار کر کے فراہم کئے تھے لیکن اُن پر عمل نہیں کیا گیا۔ میرے خلاف بڑا زہر اُگلا جا رہا ہے۔ اگر میں ظالم طبقہ کے خلاف زبان کھولوں تو جیل میں ڈال دیا جاؤں گا۔ مجھے خدا نے بچا رکھا ہے۔ میرے بچے امریکہ میں ٹیکسی چلاتے اور اخبار فروخت کرتے ہیں۔ میرے ایک بچے کو اغوا کیا گیا، پھر میں نے اُسے بھی امریکہ بھجوا دیا۔

صوبہ پنجاب

21 جنوری کو مظفر گڑھ کے قریب قومی شاہراہ پر واقع قصبہ شہر سلطان میں نماز جمعہ کے وقت نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے مسجد میں ہینڈ گرینڈ پھینک کر اور کلاشن کوف سے فائرنگ کر کے پانچ نمازیوں کو شہید اور چوبیس سے زائد کو زخمی کر دیا۔ ملزمان واردات کے بعد فرار ہو گئے۔ نواز شریف نے کہا کہ پنجاب میں افراتفری اور بدامنی کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہاں منظور وٹو، صالح حیات اور آصف زرداری کی تین تین حکومتیں قائم ہیں۔

بلدیاتی ادارے

30 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب کے بلدیاتی ادارے توڑنے سے متعلق سابق نگران حکومت کے اقدام کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اُسے کالعدم قرار دے دیا اور حکم دیا کہ حکومت 31 مارچ 1994ء تک بلدیاتی اداروں کے انتخاب کرائے ورنہ یکم اپریل سے بلدیاتی ادارے بحال تصور کئے جائیں گے، لیکن 30 مارچ کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بینچ نے سنگل بینچ کے اس حکم کو معطل کر دیا۔

صوبہ سندھ

2 جنوری کو سینیٹر اشتیاق اظہر نے صدر فاروق لغاری کے نام اپنے خط میں لکھا کہ ہمارے اپوزیشن میں بیٹھنے کے فیصلے کے باوجود ایم۔ کیو۔ ایم کے خلاف زیادتیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ شہری علاقوں کے باشندوں کو اُن کے جائز حقوق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے۔ صوبائی حکومت دہشت گردوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہے۔

صوبائی حکومت مرکز کی تاکید کے باوجود حالات کو معمول پر لانے میں کامیاب نہیں ہو

سکی۔ 3 جنوری کو مصروف شاہراہ شہید ملت روڈ پر ٹیکسی میں سوار افراد نے رینجرز کے ایک لانس نائک نذر محمد کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ 8 جنوری کو سٹی کورٹ کراچی میں بم کے ایک زبردست دھماکے میں ایس۔ ڈی۔ ایم سمیت 9 افراد شدید زخمی ہو گئے۔ 21 موٹر سائیکلیں جل کر تباہ ہو گئیں۔ دس موٹر کاروں کو نقصان پہنچا۔ بم ایک اسکوٹر میں نصب تھا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ بم دھماکہ جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنے کی سازش ہے۔ گورنر حکیم محمد سعید نے کہا کہ سندھ آپریشن مزید چھ ماہ جاری رہے گا۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ کو ہدایت دی کہ وہ دوبارہ ایم۔ کیو۔ ایم سے مذاکرات کا آغاز کریں۔ صوبائی وزیر پرویز علی شاہ نے ایم۔ کیو۔ ایم سے رابطہ کر کے صوبائی حکومت انہیں دو وزارتیں اُن کی اپنی پسند کی اور دو وزارتیں حکومت کی پسند کی دینے کی پیش کش کی لیکن ایم۔ کیو۔ ایم نے یہ تجویز مسترد کر دی۔ بعد میں پیپلز پارٹی نے ایم۔ کیو۔ ایم کو صوبائی کابینہ میں تیس فیصد نشستیں دینے کی پیش کش کر دی، لیکن ایم۔ کیو۔ ایم نے مطالبہ کیا کہ سندھ کے گورنر کی تقرری باہمی رضامندی سے عمل میں آئے اور وفاقی کابینہ میں بھی انہیں ایک وزارت دی جائے۔

مسلم لیگی ارکان اسمبلی کی پریس کانفرنس

13 جنوری کو مسلم لیگ (نواز گروپ) کے سندھ سے منتخب ہونے والے چھ ارکان قومی اسمبلی زہیر اکرم ندیم، دوست محمد فیضی، کیپٹن حلیم اے صدیقی، ابوبکر شیخانی، میاں اعجاز شفیع اور حافظ محمد تقی نے کراچی میں اپنی مشترکہ پریس کانفرنس میں صوبہ سندھ اور بالخصوص کراچی میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال، ڈاکہ زنی اور اسلحہ کے زور پر کاریں چھیننے کی بڑھتی ہوئی وارداتوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ کراچی کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا جا رہا ہے۔ مسلم لیگی ارکان پر پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فوج کی نگرانی میں مردم شماری کرائی جائے۔ نئے ضلع کے قیام سے نفرتیں بڑھیں گی۔ الطاف حسین نے بھی کہا کہ نئے ضلع کے قیام کا مقصد مہاجروں کو کمزور کرنا ہے۔

صدر سے ملاقات

15 جنوری کو بے نظیر نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے ملاقات کر کے سندھ کے حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر نے کہا کہ سندھ میں امن و امان کی صورت حال غیر اطمینان بخش ہے۔

سمیع مروت کی گرفتاری

16 جنوری کو سابق ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی آئی۔ اے سمیع مروت کو کراچی میں قتل اور اغوا برائے تاوان کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔

جی ایم سید کی سالگرہ

17 جنوری کو سندھو دیش تحریک کے بانی ایم۔ سید کی 91 ویں سالگرہ کی تقریب اُن کے آبائی گاؤں "سن" میں منعقد ہوئی۔ جہاں وہ اپنے گھر میں نظر بند ہیں۔ تقریب کے لیے ایک وسیع اسٹیج بنایا گیا۔ پنڈال تیار کیا گیا۔ اور پورے قصبہ کو سجایا گیا۔ جی۔ ایم۔ سید وہیل چیئر پر بیٹھ کر اسٹیج پر آئے۔ انھوں نے 91 پونڈ وزنی کیک کاٹا جسے مسلم لیگ کے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری شہاب الدین شاہ نے ٹمیاری سے اپنے بھائی کے ہاتھوں بھیجا تھا۔ سالگرہ کے موقع پر جی۔ ایم۔ سید کو گاندھی کا پورٹریٹ پیش کیا گیا۔

فوج اور رینجرز کے چھاپے

19 جنوری کو فوج اور رینجرز نے نارتھ کراچی اور فیڈرل بی ایریا میں چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کر لیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق چھاپوں کے دوران اسلحہ چوری کی ہوئی گاڑیاں اور دیگر سامان بھی برآمد ہوا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ فوج کی واپسی کا فیصلہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد کیا جائے گا۔

سندھ کے نئے گورنر

اتوار 24 جنوری کو محمود اے۔ ہارون نے سندھ کے گورنر کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا بعد میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ میں شہری اور دیہی اختلافات ختم کرنے کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم سے رابطہ قائم کروں گا۔ باہمی جھگڑے اور اختلافات کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ میری کسی سے دشمنی نہیں۔ میں ہر ایک سے ملوں گا۔ صوبے کے حالات بہتر بنانے کے لیے بھائی چارہ کی فضاء ضروری ہے۔

حکیم محمد سعید کے اخلاص اور خدمات کے باوجود ایم۔ کیو۔ ایم نے اپنے مطالبات میں گورنر کی تبدیلی پر بھی ہمیشہ زور دیا۔ حکیم صاحب کے لیے زیادہ بہتر تو یہ تھا کہ اگر وہ اکتوبر کے انتخابات کے بعد مستعفی نہیں ہوئے تھے تو 15 جنوری کو صدر سے ملاقات کے موقع پر وزیر اعظم

بے نظیر کا اُن کے بجائے محمود ہارون کو ساتھ لے جانا تو اس کے لیے کافی تھا کہ وہ اس کے فوراً بعد خود علیحدگی اختیار کر لیتے۔

امریکی قونصل جنرل کی ملاقات

30 جنوری کو امریکی قونصل جنرل رچرڈ سی فوک نے عزیز آباد میں ایم۔ کیو۔ ایم کی رابطہ کمیٹی کے ارکان سے ملاقات کر کے اُنھیں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

وزیرِ داخلہ کو نوٹس

31 جنوری کو ایم۔ کیو۔ ایم سرحد کے چیف آرگنائزر ارباب مشتاق احمد خاں نے وزیر داخلہ نصیر بابر کو اُن کے اس بیان پر جس میں اُنھوں نے الطاف حسین کو غدار قرار دیا تھا ایک قانونی نوٹس ارسال کیا جس میں کہا گیا کہ وہ سات دن کے اندر اخبارات کے صفحہ اول پر کھلے عام معافی مانگیں اور دس لاکھ روپے ادا کریں ورنہ اُن کے خلاف عدالتی کارروائی کی جائے گی۔ اگر مقدمات کسی کے غدار ہونے کا معیار ہیں تو پھر موجودہ وزیرِاعظم بے نظیر بھٹو تو الطاف حسین سے بھی کہیں بڑھ کر غدار ہیں کیونکہ اُن کے خلاف تو کئی ریفرنس بھی عدالتوں میں زیرِ سماعت ہیں۔

صوبہ سرحد

17 جنوری کو سرحد اسمبلی کی رکن بیگم نسیم ولی خاں نئی دہلی روانہ ہوگئیں جہاں وہ افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کی اہلیہ سے ملاقات کریں گی اور اقوام متحدہ کی مدد سے ڈاکٹر نجیب کو کابل سے نکالنے کے لیے صلاح مشورہ کریں گی۔ ڈاکٹر نجیب ان دنوں کابل میں اقوام متحدہ کے دفتر میں پناہ گزین ہیں۔

20 جنوری کو پشاور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے خان عبدالولی خاں نے کہا کہ اب ہم ہاتھ مروڑ کر اور پیٹ پھاڑ کر اپنے حقوق حاصل کریں گے۔ ہمارے ساتھ بدمعاشی کی گئی تو پھر ہم سے بڑا کوئی بدمعاش نہیں۔

پی۔پی حکومت کے ابتدائی سو دن

۱۔ یکم فروری کو شہباز شریف اور شیخ رشید نے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ پیپلز پارٹی کی

حکومت کے پہلے 100 دن کرپشن، بدعنوانیوں اور مشکوک سودوں کے دن ہیں۔ کرپشن کے ثبوت تیزی کے ساتھ سامنے آ رہے ہیں۔ چاول کی برآمدات کا سکینڈل، ری کنڈیشنڈ کاروں اور میراج طیاروں کے نئے سکینڈل سامنے آئے ہیں۔ ان سودوں میں بھاری کمیشن وصول کیا گیا ہے۔ اصل وزیراعظم تو آصف زرداری ہیں۔ بے نظیر محض پروٹوکول وزیراعظم ہیں۔ 1988ء سے 1990ء تک زرداری کی پہلی حکومت کے دور میں کرپشن کی جو روایت قائم کی گئی تھی۔ اب وہ اس میں اضافہ کرنے میں مصروف ہیں۔

نصرت بھٹو کی پریس کانفرنس

2 فروری کو اسلام آباد میں بیگم نصرت بھٹو نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب بے نظیر کی اور ہماری راہیں الگ الگ ہو چکی ہیں۔ پارٹی دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔ جام دور کے مظالم آج بھی ہمارے اوپر جاری ہیں۔ مرتضیٰ کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہے۔

سینٹ میں ہنگامہ

سنیٹر مخدوم خلیق الزماں نے سینٹ کے اجلاس اپنی تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے کہا کہ لاڑکانہ کی خصوصی عدالت کی جانب سے اُن کے وارنٹ گرفتاری کسی جواز کے بغیر جاری کئے گئے ہیں۔ بے نظیر مجھ سے کہتی ہیں کہ تم بلاوجہ مرتضیٰ کے چکر میں کیوں پڑے ہوئے ہو۔ میں نے انھیں جواب دیا کہ جب آپ مشکل میں تھیں تو اُس وقت میں نے آپ کا بھی ساتھ دیا تھا۔ اس پر ایوان میں موجود بے نظیر اور آصف زرداری آگ بگولہ ہوگئے اور ہنگامہ بپا ہوگیا۔ آخرکار مخدوم خلیق کی تحریک کمیٹی کے سپرد کر دی گئی۔

حکومت کی کارکردگی

11 فروری کو بے نظیر نے دعویٰ کیا کہ اُن کی حکومت ملک کو تباہی کے دہانے سے واپس لائی ہے سماجی اور اقتصادی صورت حال میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ صحت، تعلیم اور توانائی کے شعبوں پر ہماری خصوصی توجہ ہے۔ ہم عوام کو لوڈ شیڈنگ کی لعنت سے جلد نجات دلا دیں گے۔ ملک میں استحکام ہے اور کوئی سیاسی یا آئینی بحران نہیں، بعض شکست خوردہ عناصر چائے کی پیالی میں طوفان اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی تھی لیکن اُس نے محاذ آرائی کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہماری حکومت اپنی میعاد پوری کرے گی۔ ہم

نے امریکہ کو بتا دیا ہے کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کریں گے۔

11 فروری کو پشاور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام بیدار ہو چکے ہیں۔ قومی اسمبلی کے بارہ ووٹوں کی کسر جلد ہی پوری ہو جائے گی اور پاکستان پر مرد کی حکمرانی ہو گی۔ میں لوٹا کریسی کو دفن کر کے دم لوں گا۔

راجیو گاندھی کی مدد کا اعتراف

13 فروری کو بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر نے انکشاف کیا کہ چار سال قبل اُن کی حکومت نے بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی کی مدد ایک ایسے وقت کی تھی جب وہ سکھوں کی شورش کے سبب اقتدار سے محروم ہونے والے تھے۔ اگر اُس وقت ہماری حکومت اس شورش کو دبانے میں راجیو گاندھی کی مدد نہ کرتی تو معلوم نہیں آج وہ کہاں ہوتے۔

نواز شریف نے کہا کہ بھارت کی مدد کا اعتراف کر کے بے نظیر اپنا حق حکمرانی کھو دیا۔ اُن کے سابقہ دور حکومت میں یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ اُن کے خصوصی ایلچی کے طور پر چوہدری اعتزاز احسن نے پاکستان کے بعض اہم راز بھارت جا کر حکام کے حوالے کئے تھے۔ اب اُن کے بی۔ بی۔ سی کی انٹرویو سے یہ خدشات یقین میں بدل گئے۔ وہ پاکستان کے مفاد کے بجائے دشمنوں کے مفاد کے لیے کام کرتی رہی ہیں۔ ایسے ملک دشمن فرد کا ایک دن کے لیے بھی وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر برقرار رہنا ملک و ملت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ یہ بیان دے کر اُنھوں نے پاکستان پر غیر ملکی حملہ کا جواز پیدا کر دیا ہے۔ اُن کے خلاف عدالتی ٹریبونل اُن کے خلاف ریفرنسوں کی دوبارہ سماعت کرے۔

پیر پگارا نے کہا کہ سکھوں کے بارے میں بیان دے کر بے نظیر بین الاقوامی سلطانی گواہ بن گئی ہیں۔ شہباز شریف نے کہا کہ بے نظیر خلاف غداری کے الزام میں تحقیقات کے لیے کمیشن قائم کیا جائے۔ نواز کھوکھر نے کہا کہ بھٹو خاندان پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے۔ گوہر ایوب نے کہا کہ جونا گڑھ میں سر شاہنواز بھٹو نے بھارتی فوج کو بلایا تھا۔ ان سے کچھ بعید نہیں کہ یہ پاکستان کو بیچنے پر بھی تیار ہو جائیں۔ وزیر اعظم اور وفاقی کابینہ میں شامل "را" کے ایجنٹ ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ اُنھوں نے اپنے بی۔ بی۔ سی کے انٹرویو میں کہا تھا کہ پاکستان نے مشرقی پنجاب میں سکھوں کی کوئی حمایت نہیں کی۔ ہم نے ثابت کیا کہ پاکستان عدم مداخلت کی پالیسی پر کاربند ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ اُن کا یہ انٹرویو پوری دنیا نے سنا اور اس کی کیسٹ بھی محفوظ ہے۔ راجیو گاندھی کا ساتھ دے کر اُنھوں نے قوم کے اعتماد کو دھوکہ دیا۔ اعتراف جرم کے بعد پوری قوم کو اُن سے نجات حاصل کرنے کے لیے کھڑا ہو جانا چاہیے۔ پاکستان کے بدترین دشمن

کی مدد کرنے والی خاتون کو اقتدار میں رہنے کا حق حاصل نہیں۔

بے نظیر کا خطاب

15 فروری کو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ اقتدار کی کشمکش بہت ہو چکی۔ لوگ اس سے تنگ آ گئے ہیں۔ عوام نے سیاسی استحکام کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ وہ زندگی میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ کھیل تماشوں سے عوام کو بہلانے کا وقت بیت چکا۔ نواز شریف حکومت نے ملکی معیشت کو 35 ارب روپے کا نقصان پہنچایا۔ جب غریب کے گھر میں تاریکی ہو۔ جب کارخانے بجلی اور گیس کی کمی کی وجہ سے بند پڑے ہوں۔ اُس وقت چھ لین والی موٹروے اور چمکتی ہوئی پیلی ٹیکسیوں کو عوامی ترقی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ شکست خوردہ سیاسی عناصر ہمارے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔

نواز شریف نے کہا کہ وہ تصادم اور محاذ آرائی پسند نہیں کرتے۔ بے نظیر خود محاذ آرائی کی سیاست کر رہی ہیں۔ وہ ہمارے دور کے منصوبوں پر اپنے نام کی تختیاں لگا کر عوام کو دھوکہ دے رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی ملک کو یک جماعتی آمریت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ قومی راز بھارت کو منتقل کر کے وہ عوام کی نظروں میں مجرم ہیں۔

مسلم لیگ میں شمولیت

15 فروری کو تحریک استقلال کے سابق سیکرٹری جنرل میاں خورشید محمود قصوری پنجاب کی سابق چیئرپرسن بیگم شہناز رفیع، سابق صوبائی جنرل سیکرٹری ادریس باجوہ اور دوسرے متعدد مرکزی، صوبائی اور ضلعی عہدیدار مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

نواز شریف کا خط بے نظیر کے نام

19 فروری کو بے نظیر کے نام اپنے خط میں نواز شریف نے اُن سے چار سوالات دریافت کئے اور کہا کہ یہ قوم کا حق ہے کہ وہ آپ سے ان کے جوابات معلوم کرے۔ سوالات یہ تھے:

(۱) آپ نے راجیو گاندھی کی کس نوعیت کی مدد کی تھی، اُنہیں دی جانے والی امداد کی شکل کیا تھی؟

(۲) راجیو گاندھی کو یہ مدد کب اور کس طرح فراہم کی گئی؟

(۳) کیا راجیو گاندھی کو مدد فراہم کرنے سے قبل پارلیمنٹ، فوج اور قومی سلامتی کے اداروں سے کوئی مشورہ کیا گیا تھا؟------ اور

(۴) آپ نے بھارت کی جو یہ تاریخی اور بے مثال خدمت انجام دی، اس کے صلہ میں آپ کو کیا دیا گیا؟

بے نظیر کا جواب

21 فروری کو بے نظیر نے نواز شریف کے نام اپنے جواب خط میں لکھا کہ قوم حیران ہے کہ اپوزیشن لیڈر نے عوام کی منتخب حکومت کی کردار کشی شروع کر دی ہے۔ میں اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی واقف ہوں۔ میں نے ہمیشہ قوانین کی پابندی کی۔ میرے انٹرویو کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ ہم نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اٹھایا ہے۔ نواز شریف نے اپنے دور اقتدار میں مسائل کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ تھرڈ آپشن کی بات کر کے انہوں نے کشمیر کے مقدمہ کو کمزور کر دیا۔ کشمیر لہولہان تھا اور نواز شریف بھارتی وزیر اعظم کی شان میں قصیدے پڑھ رہے تھے۔ نواز شریف بتائیں کہ انہوں نے فرانس کے ایٹمی پلانٹ کا معاہدہ کیوں ختم کیا اور اس کے پیچھے اُن کے کیا مقاصد تھے۔

وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ آئی۔ ایس۔ آئی نے نواز شریف کی ایک بھارتی ایکٹریس کے ساتھ گفتگو ٹیپ کی ہے۔ ایکٹریس کے ساتھ ملاقات کی تصویر بھی اُن کے پاس موجود ہے۔ مسلم لیگ کے سیکرٹری اطلاعات مشاہد حسین نے کھرل کو نوٹس دیا کہ اگر اُن کے پاس کوئی مبینہ قابل اعتراض تصویر موجود ہے تو وہ اُسے چوبیس گھنٹے کے اندر جاری کر دیں ورنہ اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ آئی۔ ایس۔ آئی نے کھرل کے بیان کو غلط اور واہیات قرار دے دیا۔

نواز شریف کے ایک قریبی رشتہ دار اور اتفاق گروپ کے ڈائریکٹر خالد سراج نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اتفاق گروپ میں بدعنوانیوں کی روک تھام کے لیے سرکاری ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے جائیں۔

22 فروری کو بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری نے عمرہ کیا۔

ریفرنسوں کی سماعت

صدر لغاری نے ایک حکم کے ذریعہ وزیر اعظم بے نظیر کے خلاف دائر کردہ پانچ ریفرنسوں کی سماعت کرنے والے لاہور ہائی کورٹ کے دو ججوں سے خصوصی عدالتوں کے اختیارات واپس لے کر ان ریفرنسوں کی سماعت کے لیے نئی خصوصی عدالتیں تشکیل دے دیں۔

19 فروری کو خصوصی عدالت نے بے نظیر کو مائع گیس ریفرنس سے بری کر دیا۔ عدالت نے اپنے حکم میں کہا کہ استغاثہ مدعا علیہ پر الزامات ثابت کرنے میں ناکام رہا۔ یہ ریفرنس 1990ء

میں اُس وقت کے صدر غلام اسحٰق نے بے نظیر حکومت کو برطرف کرنے کے بعد دائر کیا تھا۔ 21 فروری کو خصوصی عدالت نے بے نظیر کو لیک ویو ہوٹل کے ریفرنس سے بھی بری کر دیا۔ عدالت نے اُنھیں الزامات سے بری کرتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ یہ ریفرنس غلط مفروضے پر مبنی تھا' اُس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ 27 فروری کو اسپیشل بینکنگ کورٹ نے آصف زرداری کو قرض کے مقدمہ سے بری کر دیا۔ عدالت نے کہا کہ اُن پر پریشر ڈالنے کا الزام ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسلم لیگ کنونشن سے خطاب

27 فروری کو جھنگ میں مسلم لیگ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ تین سال قبل اسحٰق خان نے جن کو ڈاکو اور لٹیرے کہا تھا' آج وہ پاکستان کے حکمران بن بیٹھے ہیں۔ ہم نے ملک دشمنوں کے خلاف تحریک شروع کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

27 فروری کو بے نظیر نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف کو جمہوری عمل اور روایات کا علم نہیں۔ بہتر ہے کہ وہ اپنے نئے دوستوں سے درس لیں۔ نواز شریف اپنا رویہ درست کریں۔ کسی کو تشدد اور فسطائی طریقوں سے حکومت گرانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہم آئین اور قانون کی خلاف ورزی برداشت نہیں کریں گے۔ محاذ آرائی کر کے اپوزیشن نے صدر کا عہدہ کھو دیا۔ اپوزیشن کے جو ارکان حکومت کا ساتھ دینا چاہتے ہیں' اُنھیں اس کا راستہ ملنا چاہیے۔ آئین میں کوئی ایسی شق نہیں جس میں وفاداریاں تبدیل کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہو۔ میں خود بھی فلور کراسنگ کے خلاف ہوں۔

قاضی حسین احمد کا انتخاب

27 فروری کو قاضی حسین احمد تیسری مرتبہ جماعت جماعت اسلامی پاکستان کے امیر منتخب کر لیے گئے۔ 76 فیصد ارکان نے اُن کے حق میں رائے دی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میں جماعت اسلامی کا رکن ہوں۔ حلف اُٹھانے میں جلدی نہیں۔ جماعت اسلامی کے اندر انتشار کی باتیں پھیلانے والے اور اُن پر تجزیے لکھنے والے بڑے بے خبر لوگ ہیں۔ جماعت میں مداخلت کے خواہش مند منہ کی کھائیں گے۔ جماعت اسلامی ہمیشہ کی طرح متحد' منظم اور یک جان ہے۔ فیصلے اب بھی ادارے ہی کریں گے۔ جماعت اسلامی کی اپنی پالیسیاں اور موقف ہے۔ ہم پر پیپلز پارٹی کو برسر اقتدار لانے کا الزام بے بنیاد ہے۔ ہم سابقہ انتخابات میں کسی کی حمایت کرتے تو یہ قوم سے بے وفائی ہوتی۔ میں مشاورت سے کام لوں گا۔ اپنی مرضی نہیں چلاؤں گا۔ جو لوگ مجھ

سے اختلاف رکھتے ہیں، اُن کی رائے کو اہمیت دوں گا۔ میں متنازع شخص نہیں ہوں۔ ہم سماجی برائیوں کے خلاف بڑے پیمانہ پر جدوجہد کریں گے۔ ہم کشمیر کی آزادی کے لیے پوری قوم میں بیداری کی تحریک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامک فرنٹ اور پاسبان آج بھی جماعت کا حصہ ہیں۔ جماعت اسلامی کے مراد علی شاہ کو سینٹ کا ٹکٹ دینے کے لیے پیر صابر شاہ سے معاہدہ نواز لیگ کے لیے ایک ٹیسٹ کیس ہے۔ 28 فروری کو قاضی صاحب نے ایوان صدر میں صدر فاروق لغاری سے ملاقات کی۔

ملک گیر ہڑتال

5 فروری کو کشمیریوں سے اظہار یک جہتی کے لیے پورے ملک اور آزاد کشمیر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ مقبوضہ کشمیر میں بھی پہیہ جام ہڑتال ہوئی۔ بے نظیر نے کہا کہ کامیابی ہڑتال نے ثابت کر دیا کہ پاکستان اور کشمیر کے عوام حق خود ارادیت کی جدوجہد میں متحد ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ برسراقتدار آکر سری نگر تک موٹروے بناؤں گا۔

13 فروری کو بے نظیر نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے۔ ہم آزادی کے حصول کے لیے برسرپیکار کشمیریوں کا ساتھ دیتے رہیں گے۔ مقبوضہ کشمیر میں ظلم رکوانے کے لیے بے نظیر نے صدر کلنٹن کو ایک خط تحریر کیا۔ 22 فروری کو نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کے تین ماہ کے دور اقتدار میں جتنے کشمیری شہید ہوئے ہیں، اُتنے گزشتہ تین برسوں میں بھی نہیں ہوئے تھے۔ مسئلہ کشمیر کے حل میں ناکامی پر وزیراعظم مستعفی ہو جائیں۔ 27 جنوری کو بھارت نے اپنے فوجی بجٹ میں بیس فیصدی کا اضافہ کر دیا۔

وائیں کے قاتلوں کو سزائے موت

8 فروری کو عدالت نے پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ غلام حیدر وائیں کے قتل کیس میں تین مجرموں کو سزائے موت کا حکم سنا دیا جبکہ دو ملزم بری کر دیئے گئے۔

اسمبلی میں ہنگامہ

10 فروری کو سندھ اسمبلی کے وزیراعلیٰ نے کہا کہ فوجی آپریشن ختم نہیں کیا جا سکتا۔ مجرموں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ وزیر قانون پیر مظہر الحق نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گردی میں ملوث ہے۔ یہ عام شہریوں کا گلا دباتے ہیں۔ میں مظفر شاہ نہیں، مظہر الحق ہوں۔ ان کو درست کر دوں گا۔ لعل بخش نے کہا کہ یہ سندھ کے غدار ہوتے ہوئے بھی خود کو حق

پرست کہتے ہیں۔ اس پر حکومت اور اپوزیشن کے ممبران کے درمیان زبردست ہاتھاپائی ہوئی۔ مائیک توڑ دیئے گئے۔ اپوزیشن ایوان سے واک آؤٹ کر گئی۔ مرتضیٰ بھٹو نے بھی واک آؤٹ میں حصہ لیا۔

الطاف حسین کا خطاب

17 فروری کو خورشید بیگم کمپلیکس میں کارکنوں سے فون پر خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ کراچی اور حیدر آباد "مقبوضہ شہر" بن چکے ہیں۔ دشمن قوتوں کے مظالم حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ ہمیں تیسرے درجے کا شہری بنا کر دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے۔ اگر مظالم کا یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو پھر مہاجر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہم ذلت کی زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے۔ عوام ظلم کے خلاف پُرامن احتجاج کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ پنڈال میں چاروں جانب جو بینرز آویزاں کئے گئے تھے، اُن پر یہ نعرے درج تھے:

"سر کٹانا منظور ہے ------ سر جھکانا منظور نہیں۔"

"سندھ میں ہو گا کیسے گزارا ------ آدھا تمہارا آدھا ہمارا۔"

18 فروری کو حسرت موہانی ہال میں مہاجر رابطہ کونسل کے زیرِاہتمام ایک کنونشن منعقد ہوا جس میں شریک تمام مرد اور خواتین نے زوردار تالیوں کی گونج میں سندھ کو تقسیم کر کے شہری علاقوں پر مشتمل ایک علیحدہ صوبہ بنانے کی پُرزور تائید کی۔ کنونشن میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں نائب صدر کا عہدہ قائم کر کے اُس پر کسی مہاجر کو فائز کیا جائے

19 فروری کو عبداللہ شاہ نے کہا کہ سندھ کی تقسیم کی سازش کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔ بلیک میلر جذباتی اور وطن دشمن تقاریر کر کے ماحول خراب نہیں کر سکتے۔

باب 9

سرحد اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد

پورے ملک میں صرف صوبہ سرحد ایک ایسا صوبہ تھا جہاں مسلم لیگ کے صابر شاہ وزیراعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے۔ عوامی نیشنل پارٹی اور آزاد ممبران کے تعاون سے اُنھیں وزیراعلیٰ کے انتخاب میں 80 میں سے 48 ووٹ ملے تھے، جبکہ پیپلز پارٹی کے مقابل اُمیدوار آفتاب شیرپاؤ صرف 29 ووٹ حاصل کر سکے تھے۔ فروری کے مہینے میں پیپلز پارٹی نے اپنی تمام کوششیں، توانائیاں اور اثر و رسوخ اس بات پر مرکوز کر دیئے کہ ہر قیمت پر سرحد میں بھی وہ اپنی حکومت قائم کر سکے۔ اس مقصد کے لیے پہلے اُس نے اے۔ این۔ پی کی حمایت حاصل کرنے کے لیے پارٹی کے صدر اجمل خٹک سے رابطہ قائم کیا، لیکن اجمل خٹک نے کہا کہ وہ نواز شریف کو چھوڑ کر بے نظیر کی فاشسٹ حکومت کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے۔ یہاں سے کورا جواب ملنے کے بعد پیپلز پارٹی نے مسلم لیگ کے ناراض ارکان اور آزاد ممبران اسمبلی سے ملاقاتیں کیں جو کامیاب رہیں۔ نواز شریف نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے کہا کہ بے نظیر ہماری حکومت کو گرانے کے لیے ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہو رہی ہیں۔ بیگم نسیم ولی نے کہا کہ اس سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم اسلام آباد کی طرف رخ کریں گے جس سے بے نظیر حکومت بھی محفوظ نہیں رہے گی۔

تحریک عدم اعتماد

3 فروری کو سرحد اسمبلی میں پیپلز پارٹی، جونیجو اور آزاد گروپ کے 24 ارکان کی جانب سے صابر شاہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی گئی۔ شیرپاؤ نے کہا کہ ہمیں مسلم لیگ

کے پانچ وزراء سمیت 45 ارکان کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ صابر شاہ اکثریت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اسی دوران پانچ وزیروں اور دو مشیروں نے اپنے عہدوں سے استعفے دے دیئے۔ صابر شاہ نے کہا کہ اگر سرحد میں ہماری حکومت قائم نہ رہی تو پھر افغانستان جیسی تباہی ہوگی۔ میں نواز شریف کی قیادت پر فخر کرتا ہوں۔ مسلم لیگ نے مجھے وزیر اعلیٰ بنایا ہے اور وہی اس کی حفاظت بھی کرے گی۔ میں جب بھی چاہوں، اعتماد کا ووٹ حاصل کر سکتا ہوں۔ شیرپاؤ میں ہمت ہے تو گن پوائنٹ پر ضمیر فروشوں کو ملانے کے بجائے جمہوری طریقوں سے اکثریت حاصل کر کے دکھائیں۔ سرتاج عزیز، شیخ رشید، نواز کھوکھر اور افتخار گیلانی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ مرکزی حکومت سرحد اسمبلی کے ارکان کی وفاداریاں خریدنے کی کوشش کر رہی ہے۔ سرحد کا بدلہ ہم مرکز اور پنجاب میں چکائیں گے۔ مجید ملک نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد پیش کرنے والے منہ کی کھائیں گے۔ ولی خاں نے کہا کہ ہماری حکومت ختم کرنے کی سازش کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے۔ جماعت اسلامی نے صابر شاہ کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد پیش ہونے کے دن سرحد کے عوام اسمبلی میں جانے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دیں گے۔

ارکان اسمبلی کی منتقلی

4 فروری کو پیپلز پارٹی نے سرحد اسمبلی کے 28 ارکان کو لاہور اور 8 کو کراچی منتقل کر دیا۔ کراچی ایئرپورٹ پر سندھ کے صوبائی وزیر پرویز علی شاہ نے اُن کا استقبال کیا۔ اُن میں سے کچھ کراچی میں نجی اقامت گاہوں میں ٹھہرایا گیا اور کچھ کو اندرون سندھ لے جایا گیا۔ سخت نگرانی میں اُن کی تیتر، بٹیر، بھی، بریانی اور مچھلی سے تواضع کی جا رہی ہے اور اُن کی تفریح طبع کے لیے دوسرے مناسب انتظامات بھی کیے گئے ہیں۔ پرویز شاہ کا آفتاب شیرپاؤ سے مسلسل رابطہ ہے۔

6 فروری کو بے نظیر نے کہا کہ پختونوں کی قسمت کا فیصلہ ماڈل ٹاؤن سے نہیں کیا جا سکتا۔ عدم اعتماد کی تحریک میں وفاقی حکومت ملوث نہیں ہے۔ ہم ہارس ٹریڈنگ پر یقین نہیں رکھتے۔ عدم اعتماد کے دوران کسی کو راستہ روکنے یا غنڈہ گردی کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اپوزیشن میرے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا شوق پورا کر لے۔ صدر لغاری نے بھی کہا کہ اس ضمن میں کوئی ہارس ٹریڈنگ نہیں ہو رہی ہے۔ عدم اعتماد کی تحریک آئینی ہے۔

مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی

7 فروری کو مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس اسلام آباد میں نواز شریف کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں طے کیا گیا کہ سرحد میں عدم اعتماد کی تحریک میں وفاقی حکومت کی مداخلت، آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہونے، ارکان اسمبلی کو اُن کے گھروں سے اُٹھانے اور اسلام آباد، پنجاب اور سندھ منتقل کرنے، صوبائی وزراء کو زبردست لالچ دے کر اُن سے استعفے حاصل کرنے کے بارے میں صدر مملکت کو ایک خط تحریر کیا جائے اور اُن سے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانے کا مطالبہ بھی کیا جائے۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر ملک دشمن، آئین کش اور جمہوریت کش اقدامات سے باز آ جائیں۔ وہ اپنی خیر منائیں۔ عدم اعتماد کی ایک ہی تحریک سے اُن کا پتہ صاف ہو جائے گا۔ ضرورت پڑی تو ہم لانگ مارچ سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ صابر شاہ کی حکومت کو تین ماہ بھی برداشت نہ کرنے والوں کو عوام بھی پانچ سال تک برداشت نہیں کریں گے۔ میں چاہتا تو محترمہ کی حکومت نہ بنتی اور اب بھی قومی اسمبلی میں بارہ ووٹوں کا فرق کسی وقت بھی دور ہو سکتا ہے۔ ولی خاں نے کہا کہ بے نظیر نے طبل جنگ بجا دیا ہے، وہ مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کر رہی ہیں۔ میں پھر میدان میں آگیا ہوں۔ ضرورت پڑی تو بندوق اُٹھا لیں گے۔ اے۔ این۔ پی اور اُس کی ذیلی تنظیموں کو مسلح حالت میں رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اجمل خٹک نے کہا کہ بے نظیر خونی کھیل کھیلنے سے باز آ جائیں ورنہ سبق سکھا دیں گے۔ اے۔ این۔ پی کے فرید طوفان نے کہا کہ وفاداریاں بدلنے والے ارکان اسمبلی جس ہیلی کاپٹر میں سوار ہوں گے، اُسے شوٹ ڈاؤن کر دیا جائے گا۔ اعجاز الحق نے کہا کہ سرحد اسمبلی ختم کی گئی تو قومی اسمبلی بھی نہیں بچے گی۔ صابر شاہ نے کہا کہ ایسی آگ بھڑکے گی کہ وزیراعظم کا ایوان بھی نہیں بچ سکے گا۔

بے نظیر نے کہا کہ نہ ہم نے طبل جنگ بجایا ہے اور نہ ہی ہمیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا اپوزیشن کا آئینی اور جمہوری حق ہے۔ آفتاب شیرپاؤ نے کہا کہ ہم غیر جمہوری اقدامات کا جواب دینا اچھی طرح جانتے ہیں۔ پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں منظور ووٹو نے کہا کہ نواز شریف لانگ مارچ کریں۔ اُنھیں چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ عدم اعتماد کی صورت حال خود مسلم لیگ کی پیدا کردہ ہے۔ جنرل وحید نے کہا کہ صوبہ سرحد کے معاملات جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ ارکان اسمبلی کے ہیلی کاپٹر کو شوٹ ڈاؤن کرنا سیاسی بات ہے۔ عملاً ایسا نہیں ہو گا۔

باہمی صلاح مشورے

7 فروری کو صدر لغاری نے سرحد کی صورت حال پر ولی خان سے فون پر رابطہ قائم کر کے کشیدگی کے خاتمے اور سیاسی مسائل کو سیاسی اور پُرامن طریقے سے حل کرنے پر زور دیا۔
8 فروری کو وفاقی وزیر غلام مصطفیٰ کھر نے نواز شریف سے اُن کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن میں ملاقات کی جو پون گھنٹے جاری رہی۔ کھر نے اُنہیں بے نظیر کا ایک پیغام پہنچایا۔ نواز شریف نے اُنہیں اپنے موقف سے آگاہ کیا۔ کھر نے ملاقات کی رپورٹ بے نظیر کو پیش کر دی۔
12 فروری کو صدر، وزیراعظم اور آرمی چیف کے درمیان صوبہ سرحد کی صورت حال پر صلاح مشورے ہوئے۔ بے نظیر کا موقف تھا کہ عدم اعتماد کی تحریک واپس نہیں لی جائے گی۔ دھمکیوں اور بندوق کی گولی سے اکثریت کو حکومت بنانے کے حق سے روکا نہیں جا سکتا۔ وفاقی حکومت اس بارے میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ جنرل وحید نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد ایک سیاسی معاملہ ہے۔ اس میں فوج کو ملوث نہ کیا جائے۔
13 فروری کو نصیر بابر نے کہا کہ سرحد حکومت صرف وزیراعلیٰ کا نام نہیں ہے وہاں مرکز کا نمائندہ گورنر بھی بیٹھے ہیں اور وفاقی فورس بھی موجود ہے۔ حالات خراب ہوئے تو ضروری اقدام کے لیے وزیر اعلیٰ کے احکام کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ سیاسی کلچر بندوق اُٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔

صدر کی جانب سے مذاکرات کی دعوت

15 فروری کو صدر لغاری نے نواز شریف کو ملاقات کی دعوت دی اور کہا کہ وقت کا تعین باہمی رضامندی سے کیا جا سکتا ہے۔ میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان خوشگوار تعلقات استوار کرنے کے لیے اپنا آئینی کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سرحد میں آپ کے حامیوں کے طرز عمل سے سیاسی ماحول مکدر ہوا ہے۔ نواز شریف نے صدر کی دعوت مسترد کر دی۔ جس کے بعد صدر لغاری نے وزیراعظم ہاؤس جا کر بے نظیر سے ملاقات کی۔

تحریک عدم اعتماد

16 فروری کو سرحد اسمبلی میں جونیجو لیگ اور پیپلز پارٹی کے 24 ارکان اسمبلی میں صابر شاہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی۔ 25 ارکان کی حمایت سے اُسے رائے شماری کے لیے منظور کر لیا گیا۔ تحریک پر ووٹنگ 23 فروری کو ہوگی۔ اپوزیشن کے ارکان تین ہیلی کاپٹروں کے ذریعے پشاور لائے گئے۔ بکتر بند گاڑیوں میں پولیس اور کمانڈوز کی حفاظت میں اُنہیں اسمبلی

میں لیے جایا گیا۔ اسمبلی کے باہر کرفیو کا سماں تھا۔ اس کارروائی کے بعد ارکان اسمبلی کو دوبارہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ اسلام آباد کچھ کو کراچی بھیج دیا گیا۔ کراچی میں ڈیفنس کے علاقے خیابان مجاہد میں پولیس اُن کی حفاظت پر مامور ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کروڑوں روپے خرچ کر کے ارکان کی وفاداریاں خرید کر عوام کے فیصلے کو تبدیل کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ سے جمہوری نظام تباہی سے دوچار ہو جائے گا۔ سرحد کے غیور عوام اُن کی اس سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

17 فروری کو نصیر بابر نے کہا کہ ارکان اسمبلی کو نہ اغوا کیا گیا ہے اور نہ ہی اُن پر کوئی دباؤ ہے۔ اے۔ این۔ پی نے ہمیشہ اسلحہ اور بموں کی سیاست کی ہے۔ اُسے ملک سے کیا محبت ہو سکتی ہے۔ اجمل خٹک کابل میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف تخریب کاری کرتے رہے۔ ہم سرحد کی گلیوں میں خون نہیں بہنے دیں گے۔ ووٹنگ کے وقت بھی وفاقی حکومت امن و امان برقرار رکھنے کی اپنی ذمہ داری پوری کرے گی۔

18 فروری کو وفاقی حکومت نے رائے شماری کے موقع پر وفاقی فورسز کو تیار رہنے کی ہدایت کر دی۔ 22 فروری کی رات ہی سے فرنٹیئر کانسٹیبلری اور رینجرز کے دستے سرحد اسمبلی کے اردگرد پشاور ایئرپورٹ، اہم تنصیبات اور اٹک پل پر تعینات ہوں گے۔

18 فروری کو آفتاب شیرپاؤ نے کہا کہ عدم اعتماد کی تحریک صابر شاہ اور اے۔ این۔ پی کی ناقص پالیسیوں کا منطقی نتیجہ ہے۔ ہمیں اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔ 19 فروری کو صابر شاہ نے کہا کہ سرحد میں وفاقی فورسز کی طلبی کے نتائج حکومت کو بھگتنا پڑیں گے۔ ہمیں گورنر راج کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ ہمیں بائی پاس کیا گیا تو نصیر بابر کے سرحد آمد پر پابندی لگا دی جائے گی۔ میں جمہوری انداز میں عدم اعتماد کی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ولی خاں نے بھی کہا کہ گورنر راج اور دفعہ 144 کے نفاذ سے ہمیں ڈرایا نہیں جا سکتا۔

20 فروری کو صابر شاہ کی کابینہ کے ایک اور وزیر اختر علی شاہ نے گورنر کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ سرحد اسمبلی کے 43 ارکان کا ایک اجلاس اسلام آباد میں ہوا جس میں سرحد اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر نے بھی شرکت کی۔ شیرپاؤ نے کہا کہ ہماری کامیابی یقینی ہے، صابر شاہ مستعفی ہو جائیں۔ بے نظیر نے جدہ میں کہا کہ اکثریت کا فیصلہ ہمیں منظور ہو گا۔

تحریک پر رائے شماری

23 فروری کو سرحد اسمبلی کا اجلاس وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پر رائے شماری کے لیے منعقد ہوا۔ اپوزیشن کے 14 ارکان چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کے آفتاب شیرپاؤ کی قیادت میں پشاور پہنچے۔ ایک رکن کو ایمبولینس کے ذریعے ایوان میں لایا گیا۔ پشاور شہر میں

کرفیو کا سماں تھا۔ اسمبلی عمارت کے اردگرد پانچ کلومیٹر کے علاقے میں کسی عام فرد کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اندر جانے کے لیے ہر شخص کی جامہ تلاشی لی گئی۔

اسمبلی کی کارروائی شروع ہونے پر رائے شماری سے قبل اسپیکر ہدایت اللہ چمکنی نے رولنگ دی کہ مسلم لیگ کے دو ارکان ڈپٹی اسپیکر شاہ محمد اور سید اختر حسین پارٹی وفاداری تبدیلی کرنے کے باعث ایوان کے رکن نہیں رہے۔ اس لیے یہ دونوں ایون سے باہر نکل جائیں۔ اس پر زبردست ہنگامہ آرائی، توڑ پھوڑ، گالم گلوچ، ہاتھا پائی اور دھینگا مشتی ہوئی۔ ارکان نے ایک دوسرے کے خلاف غلیظ ترین زبان استعمال کی۔ کچھ ارکان اسپیکر کو مارنے کے لیے دوڑے۔ سارجنٹ ایٹ آرمز کو کچھ ارکان نے گریبان سے پکڑ کر دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ بعض ارکان ڈیسکوں پر کھڑے ہوگئے۔ حکومتی ارکان نے صابر شاہ کو اور اپوزیشن نے شیرپاؤ کو کندھوں پر اٹھالیا۔ اسپیکر نے ہنگامہ آرائی پر قابو پانے اور تحریک پر رائے شماری میں ناکامی پر اسمبلی کا اجلاس 31 مارچ کے لیے ملتوی کر دیا اور وہ ایوان سے باہر چلے گئے۔ اسپیکر کے جانے کے بعد اپوزیشن نے ڈپٹی اسپیکر شاہ محمد شاہ کی صدارت میں اسمبلی کا اجلاس منعقد کر کے دو ممبران کی نااہلی کا اسپیکر کا فیصلہ معطل کر دیا اور اجلاس 24 فروری کے لیے ملتوی کر دیا۔

نواز شریف نے اسپیکر ہدایت اللہ چمکنی کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے لوٹا کریسی کی روایت کو دفن کرنے کے لیے تاریخ ساز فیصلہ کیا ہے۔ وفاقی حکومت نے کہا کہ اسپیکر کو کسی رکن کو نااہل قرار دینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اُن کا اقدام غیر آئینی ہے۔

گورنر سرحد کا اقدام

سرحد کے گورنر خورشید علی خاں نے صوبائی اسمبلی کا اجلاس 26 فروری کو طلب کر لیا اور وزیر اعلیٰ صابر شاہ سے کہا گیا کہ وہ اجلاس میں اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ گورنر اسمبلی کا اجلاس طلب نہیں کر سکتے۔ صابر شاہ نے کہا کہ گورنر نے یہ اقدام پیپلز پارٹی کے اشارے پر کیا ہے۔ وہ ڈکٹیشن لے کر آئے ہیں اور مرکز کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔ اُن کی غیر جانبداری مشکوک ہوگئی ہے۔ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتے ہیں۔

اسپیکر ہدایت اللہ چمکنی نے اسمبلی کے عمارت میں دیوار پر یہ نوٹس آویزاں کر دیا کہ 26 فروری کو کوئی اجلاس نہیں ہوگا۔

ہائی کورٹ میں درخواست

22 فروری کو پشاور ہائی کورٹ نے نااہلی کے خلاف شاہ محمد اور اختر حسین کی درخواستیں

سماعت کے لئے منظور کرلیں۔ یہ درخواستیں چیف جسٹس کو اُن کی رہائش گاہ پر پیش کی گئیں۔ معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر ان کی سماعت کے لیے خصوصی بنچ تشکیل دے دیا گیا۔ 24 فروری کو ہائی کورٹ کے فل بینچ نے مقدمہ کی سماعت 26 فروری تک کے لیے ملتوی کردی۔ جسٹس عبدالکریم کنڈی نے کہا کہ ہمیں صبح دس بجے تک کیس کا فیصلہ کرنا ہے۔ شیرپاؤ نے کہا۔ ہائی کورٹ اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے قبل فیصلہ سنا دے گا۔ نواز شریف نے کہا کہ معلوم نہیں ہائی کورٹ کو فیصلہ سنانے میں ایسی جلدی کیا ہے۔

پشاور ہائی کورٹ نے سرحد کے اسپیکر کی جانب سے مسلم لیگی ارکان اسمبلی شاہ محمد اور اختر حسین کی پارٹی وفاداریاں تبدیل کرنے پر اسمبلی کی رکنیت سے نااہل قرار دینے کی رولنگ معطل کرکے دونوں ممبران کی رکنیت بحال کردی۔ لیکن سپریم کورٹ نے اس فیصلے کے خلاف اپیل پر حکم امتناعی جاری کردیا۔ سپریم کورٹ کا فل بنچ اپیل کی سماعت یکم مارچ کو کرے گا۔

گورنر راج کا نفاذ

25 فروری کو صدر فاروق لغاری نے آئین کے آرٹیکل 234 کے تحت صوبہ سرحد میں دو ماہ کے لیے گورنر راج نافذ کردیا صوبائی اسمبلی معطل، وزیر اعلیٰ سبکدوش اور کابینہ توڑ دی گئی۔ صوبائی حکومت کے اختیارات گورنر اور اسمبلی کے اختیارات پارلیمنٹ کو حاصل ہوں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ غیر قانونی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے کہا کہ گورنر راج کا قیام لازمی ہوگیا تھا۔ جمہوری اداروں کے تحفظ کے لیے یہ کم از کم سخت قدم اٹھایا ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ میرا یہ اقدام آئین کے عین مطابق ہے، اسے واپس نہیں لیا جائے گا۔ آئین کے تحفظ کے لیے دوسرے ناگوار فیصلے کرنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔

نواز شریف نے گورنر راج کو غیر اخلاقی اور غیر قانونی قرار دیا۔ ولی خاں نے کہا کہ ریٹائرڈ جرنیلوں نے ہمارے لیے مسائل پیدا کردیئے ہیں۔ پیپلز پارٹی نے کبھی بھی کسی دوسرے کی اکثریت کو قبول نہیں کیا۔ صوبوں کے حقوق کا احترام کئے بغیر ملک نہیں چل سکتا۔ بھٹو کا بستر گول کردیا تھا۔ اُس کی بیٹی کو بھی گھر بھیج دیں گے۔ بدمعاشی کرنی پڑی تو اس سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ شیرپاؤ نے کہا کہ کہ ہم ولی خاں کی گیدڑ بھبکیوں میں آنے والے نہیں۔ صابر شاہ نے کہا کہ گورنر راج منتخب حکومت کے اختیارات پر ڈاکہ ہے۔ فوج سیاست میں ملوث نہ ہو۔ اب بلوچستان کی باری ہوگی۔ 26 فروری کو صابر شاہ سابق صوبائی وزراء سید منیر شاہ، یوسف ایوب آفریدی، اور رکن اسمبلی سردار فدا ٹریفک کے ایک حادثہ میں زخمی ہوگئے۔ نوشہرہ کے قریب ایک کار اُن کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔

مشترکہ پریس کانفرنس

26 فروری کو اسلام آباد میں نواز شریف اور ولی خاں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سرحد اسمبلی کی معطلی کا حکم بدنیتی پر مبنی ہے۔ صدارتی اقدام کے ذریعہ سرحد کو فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اپوزیشن بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے ملک گیر تحریک چلائے گی۔ ملک بھر میں جلسے، جلوس اور احتجاجی مظاہرے ہوں گے جو حکومت کے خاتمے تک جاری رہیں گے۔ پاکستان کی بقاء موجودہ حکومت کے خاتمے میں مضمر ہے۔

بے نظیر نے کہا کہ احتجاجی تحریک کے اعلان پر مجھے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اپوزیشن اپنا یہ شوق بھی پورا کر لے۔ عوام اُن کا ساتھ نہیں دیں گے۔ حکومت پر جبری قبضہ کرنے کی کوشش بھی بغاوت کے مترادف ہے۔ اقبال حیدر نے بھی کہا کہ نواز شریف اور ولی خاں کے بیانات سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ جمہوریت کو نہیں بلکہ اقتدار کے بھوکوں کو خطرہ ہے۔

معطل وزیر اعلیٰ صابر شاہ صوبہ سرحد کے ایک معروف نیک نام دینی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ خود بھی متوازن معتدل اور اچھے کردار کے حامل ہیں، لیکن اپنی حکومت کے تحفظ میں انہوں نے ممبران اسمبلی پر توجہ دینے کے بجائے نواز شریف کی حمایت پر انحصار کیا۔ وزارتوں کی تقسیم کے بارے میں اول روز سے ممبران اسمبلی میں بے چینی کے آثار نمایاں تھے، لیکن اس کے ازالہ کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ پیپلز پارٹی نے اس صورت حال کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور چند مہینوں کے اندر ناراض عناصر کو اپنے ساتھ ملا کر صابر شاہ کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا۔

صابر شاہ کی حکومت کو گرانے کے لیے وفاقی حکومت کے علاوہ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ پیپلز پارٹی نے ثابت کر دیا کہ جوڑ توڑ کی سیاست میں اُسے سب پر سبقت حاصل ہے۔ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعت اے۔ این۔ پی کو بلند بانگ دعوؤں کے باوجود ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

صوبہ بلوچستان

بلوچستان کے وزیر اعلیٰ ذوالفقار علی مگسی نے اپنے عہدہ کا حلف اٹھانے کے موقع پر کہا تھا کہ اُن کا تعلق کسی سیاسی جماعت نہیں گو نواز شریف یہ تاثر دیتے تھے کہ وہ مسلم لیگ کے ہمنوا ہیں۔ پیپلز پارٹی نے بلوچستان میں بھی اپنی حکومت کے قیام کے لیے کوششوں کا آغاز کر دیا۔ آصف زرداری نے صوبے کا دورہ کر کے ممبران اسمبلی کے ساتھ مذاکرات کئے اور دورے

کے اختتام پر کوئٹہ ایئرپورٹ پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے۔ 17 فروری کو کہا کہ بلوچستان میں جلد ہی پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ زرداری نے اپنے دورہ کی مفصل رپورٹ بے نظیر کو پیش کر دی جس کو دیکھنے کے بعد بے نظیر نے مگسی کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا سگنل دے دیا۔

اقتدار کے نشے میں مدہوش حکمران اکھاڑ پچھاڑ کی یہ کارروائیاں کرتے وقت اس حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں کہ مکافات عمل کے نتیجہ میں کل یہی صورت حال اُن کے ساتھ بھی پیش آسکتی ہے۔

نواز شریف کا موقف

یکم مارچ 1994ء کو نواز شریف نے کہا کہ ہم نے جان بوجھ کر بے نظیر کو حکومت بنانے کا موقع دیا تھا تاکہ وہ پوری طرح خود کو قوم کے سامنے بے نقاب کر دیں۔ اب عوام نے چار ماہ میں دیکھ لیا کہ مہنگائی آسمان سے بات کر رہی ہے۔ آٹا دیکھنے کو نہیں ملتا، چار ملین ٹن گندم باہر سے درآمد کی گئی ہے، سبزیاں نایاب ہیں، مرچ کی قیمت 90 روپے فی کلو ہو گئی ہے۔ پاکستان کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لیے ہم نے ہر محاذ پر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حکومت کا بستر بہت جلد گول ہو جائے گا۔

مسلم لیگ کے فارن پالیسی سیل نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ بے نظیر حکومت قومی سلامتی قربان کر کے مغربی طاقتوں اور بھارت کے سامنے جھکتی جا رہی ہے۔ اس کے رویے کے باعث ہمارے تعلقات اپنے قابل اعتماد دوست ممالک افغانستان، ایران، ترکی اور چین کے ساتھ سرد مہری کا شکار ہیں۔

ایم کیو ایم سے رابطہ

قومی اسمبلی کے رکن شیخ طاہر رشید کی قیادت میں مسلم لیگ کے ایک وفد نے ایم کیو ایم کے مرکزی رہنماؤں سے ملاقات کر کے حکومت کے خلاف تحریک چلانے میں تعاون کرنے کی درخواست کی۔ وفد نے وضاحت کی جون 1992ء میں ایم کیو ایم کے خلاف کیے جانے والے آپریشن کلین اپ میں نواز شریف ملوث نہیں تھے۔

مسلم لیگی ارکان پارلیمنٹ نے صدر کی جانب سے دی جانے والی افطار پارٹی کا بائیکاٹ کر دیا اور کہا کہ صدر اپنا رویہ تبدیل کریں ورنہ ہم ایوان صدر کا گھیراؤ کریں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ وہ گھیراؤ کا بھی اپنا شوق پورا کر لیں۔ تھانوں میں افطار کا بندوبست ہے۔ اقبال حیدر نے کہا

کہ نواز شریف ہارس ٹریڈنگ کے بانی ہیں۔ ہم نے اب تک انہیں ہاتھ نہیں لگایا ہے اگر ان پر کوئی تشدد کیا جائے تو انہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔

بے نظیر نے کہا کہ عوام منفی سیاست کرنے والوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپوزیشن جمہوری حکومت کی بساط لپیٹنے کی سازش کر رہی ہے۔ اپوزیشن کو ہماری کامیاب دفاعی پالیسیاں اور شہریوں کی حمایت بری معلوم ہو رہی ہے۔

خارجہ کمیٹی

مولانا فضل الرحمٰن کو قومی اسمبلی کی خارجہ امور کی قائمہ کمیٹی کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا۔ فضل الرحمٰن نے اس موقع پر کہا کہ خارجہ پالیسی میں بہتر تبدیلیاں کی جائیں گی۔ اپوزیشن کی تحریک لاحاصل ہے۔ نواز شریف نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سیاست کرنے والے چند لاکھ روپے میں بک گئے اس طرح نام نہاد دینی رہنماؤں کا حکمرانوں سے گٹھ جوڑ بھی بے نقاب ہو گیا۔ مسلم لیگی رہنما سینیٹر ذکی الدین پال نے کہا کہ فضل الرحمٰن نے اپنے ایک انٹرویو میں قیام پاکستان کو فراڈ قرار دیا تھا۔ انہیں خارجہ کمیٹی کا چیئرمین بنانا افسوسناک ہے۔ اصغر خاں نے کہا کہ پاکستان کو فراڈ کہنے والے فضل الرحمٰن کو چیئرمین بنانا حکومت نے ایک ایسی غلطی کا ارتکاب کیا ہے جسے قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔

صدر کے خصوصی مشیر

ارشاد احمد حقانی کو صدر فاروق لغاری کا خصوصی مشیر مقرر کر دیا گیا۔

احتجاجی مظاہرہ

2 مارچ کو اپوزیشن کے ممبران اسمبلی نے نواز شریف کی قیادت میں پارلیمنٹ کی حدود میں ہارس ٹریڈنگ، مہنگائی اور کرپشن کے خلاف مظاہرہ کیا۔ مظاہرین اور پولیس کے درمیان دھینگا مشتی ہوئی۔ پارلیمنٹ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ارکان اسمبلی نے حکومت کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی۔

وزیراعظم بینظیر نے کہا کہ ابھی انتخابات کو صرف چند ماہ ہی گزرے ہیں اس کے باوجود احتجاجی تحریک چلا کر آخر نواز شریف کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن محاذ آرائی سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گی۔ نہ نئے انتخابات ہوں گے اور نہ ہی مارشل لا لگے گا۔ ہم اپوزیشن سے غیر مشروط مفاہمت کے خواہاں ہیں اور سینٹ کے نئے چیئرمین کیلئے وسیم سجاد ہمیں قبول ہیں۔

سندھ اسمبلی میں ہنگامہ آرائی

وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے ایم کیو ایم کے ممبران اسمبلی سے اپیل کی کہ وہ اسمبلی کا بائیکاٹ ختم کر کے 2 مارچ کو سینٹ کے انتخاب میں حصہ لیں۔ ان کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔ جس پر ایم کیو ایم نے بائیکاٹ ختم کر کے اجلاس میں شرکت کی۔ لیکن اسمبلی کی لابی میں زبردست ہنگامہ آرائی اور ہاتھا پائی ہوگئی۔ ایم کیو ایم کے عارف صدیقی نے اپنے منحرف ساتھی اور وزیر شمیم احمد کے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ اس پر وزیر بلدیات نادر مگسی نے عارف صدیقی کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ ان کے گارڈ بھی عارف پر ٹوٹ پڑے اور ان پر کلاشنکوف تان لی۔ صوبائی وزراء نے کہا کہ جھگڑے کے ذمہ دار عارف صدیقی ہیں۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہمارے ارکان اسمبلی کو زدو کوب کیا گیا اور قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہم اقدام قتل کا مقدمہ درج کرائیں گے۔ الطاف حسین نے کہا کہ سندھ اسمبلی میں ہنگامہ آرائی جمہوریت کے خلاف ایک سنگین اقدام ہے۔ نادر مگسی نے کہا کہ ہماری ایم کیو ایم سے کوئی لڑائی نہیں۔ لیکن یہ لوگ بلاوجہ اشتعال دلاتے ہیں۔ شہر میں اس واقعہ کی خبر پہنچنے پر ہنگامہ آرائی ہوگئی۔ گاڑیاں نذر آتش کی گئیں، سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے اور ٹریفک پر پتھراؤ کیا گیا۔ بعض علاقوں میں پوری رات فائرنگ ہوتی رہی۔

سینٹ کے انتخابات

2 مارچ کو قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں سینٹ کے انتخابات مکمل ہو گئے۔

نتیجہ یہ رہا:

پارٹی	پنجاب	سندھ	سرحد	بلوچستان	وفاقی دارالحکومت	میزان
پیپلز پارٹی اور حلیف جماعتیں	5	7	5	1	1	19
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	4	---	1	2	---	7
عوامی نیشنل پارٹی	---	---	3	---	---	7
ایم کیو ایم (حق پرست)	---	2	---	---	---	2
جمہوری وطن پارٹی	----	---	---	2	---	2
پختونخواہ ملی عوامی پارٹی	---	---	---	1	---	1
جمعیت علماء اسلام	---	---	---	1	---	1
بی این ایم (حئی)	---	---	---	1	---	1
بی این ایم (مینگل)	---	---	---	1	---	1
	9	9	9	9	1	37

پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں کے دس ارکان نے اپنے بیلٹ پیپر سادہ چھوڑ دیئے اور کسی کو ووٹ نہیں دیا۔ بے نظیر نے اس کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کے ڈاکٹر مراد علی شاہ کو دوسری گنتی میں دو پوائنٹ سے ناکام قرار دے کر مسلم لیگ کے سرتاج عزیز کو کامیاب قرار دے دیا۔ مسلم لیگ نے جماعت اسلامی کو ایک نشست دینے کا وعدہ کیا تھا جسے پورا نہیں کیا گیا۔

بے نظیر نے منتخب سینیٹروں کو مبارکباد دی۔ 87 کے ایوان میں اب اس کے ممبران کی تعداد 40 ہوگئی۔ اس طرح اس کی پوزیشن پہلے کے مقابلہ میں زیادہ مستحکم ہوگئی۔ پیپلز پارٹی نے دعویٰ کیا کہ ہم سینٹ میں بھی جلد ہی اکثریت حاصل کرلیں گے۔

سینٹ کے چیئرمین کا انتخاب

مسلم لیگ اور جمہوری وطن پارٹی کے درمیان معاملات طے پا گئے۔ مسلم لیگ ڈپٹی چیئرمین کا عہدہ اسے دینے پر آمادہ ہوگئی۔ مسلم لیگ نے آٹھ دوسری جماعتوں پر مشتمل ایک سیاسی اتحاد تشکیل دے لیا جس کی جانب سے چیئرمین کے عہدہ کے لیے وسیم سجاد اور ڈپٹی چیئرمین کے لیے جمہوری وطن پارٹی کے عبدالجبار امیدوار ہوں گے۔ قاضی حسین احمد نے بھی وسیم سجاد کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کے خاتمے کے حق میں نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ سسٹم چلے۔ بے نظیر نے غلام مصطفیٰ جتوئی سے ملاقات کی۔ جتوئی نے انہیں سینٹ کے انتخاب میں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ پیپلز پارٹی نے جمہوری وطن پارٹی کے منظور گچکی کو چیئرمین کے عہدہ کے لیے اور اپنی پارٹی کے رضا ربانی کو ڈپٹی چیئرمین کے اپنا امیدوار نامزد کیا۔ 21 مارچ کو سینٹ میں چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کے عہدوں کے لیے انتخاب ہوا۔ مسلم لیگ کے امیدوار وسیم سجاد 48 ووٹ لے کر تیسری مرتبہ چیئرمین منتخب ہوگئے۔ جبکہ پیپلز پارٹی کے امیدوار منظور گچکی کو 36 ووٹ ملے۔ جمہوری وطن پارٹی کے امیدوار عبدالجبار 48 ووٹ لے کر ڈپٹی چیئرمین منتخب ہوگئے۔ جبکہ ان کے مخالف امیدوار رضا ربانی کو 37 ووٹ ملے۔ نواز شریف نے کہا کہ وسیم سجاد اور عبدالجبار کی کامیابی صرف مسلم لیگ کی نہیں بلکہ پورے ملک کی کامیابی ہے۔ سینٹ کے نتائج بے نظیر پر اظہار عدم اعتماد ہے۔ ہارس ٹریڈنگ اور وفاداریاں خریدنے کے باوجود انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پیپلز پارٹی اب قومی اسمبلی میں بھی شکست کھانے کے لیے تیار ہو جائے۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ پیپلز پارٹی کو ہارس ٹریڈنگ کی سزا ملی ہے۔ منظور گچکی لوٹا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر ہم نے ہارس ٹریڈنگ کی ہوتی تو آج چیئرمین سینٹ ہمارا ہوتا۔ مقدمات میں ملوث افراد کی رہائی کے لیے ہم نے بگٹی کے مطالبات نہیں مانے۔ بعض افراد نے ہمیں ووٹ نہیں دیئے۔ نواز شریف

ڈرامہ بازی چھوڑ دیں۔ ہم اقتدار چھوڑ سکتے ہیں کسی کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہوں گے۔ ہماری حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔

مشاہد حسین کے گھر پر چھاپہ

3 مارچ کو اسلام آباد میں پولیس نے مسلم لیگ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مشاہد حسین کے گھر پر ممتاز صحافی خلیل ملک کی گرفتاری کے لیے چھاپہ مارا۔ پولیس نے چار گھنٹے تک گھر پر قبضہ جمائے رکھا۔ بعد میں خلیل ملک کا بیان لیے بغیر واپس چلی گئی۔ نواز شریف نے اس چھاپے کی شدید مذمت کی اور کہا کہ پیپلز پارٹی اپنی آمریت قائم کرنا چاہتی ہے۔ ہم اس کا راستہ روکیں گے۔ اس نے گھوڑے کے بیوپاری کو ہارس ٹریڈنگ پر لگا دیا ہے۔

شیخ رفیق کی منصورہ آمد

5 مارچ کو پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق نے منصورہ آکر قاضی حسین احمد سے ان کے دفتر میں ملاقات کر کے تبادلہ خیال کیا۔ قاضی صاحب نے ملکی سیاست سے اسے نیک شگون قرار دیا۔ دونوں رہنماؤں نے کہا کہ سیاسی جماعتیں رواداری، بھائی چارے اور افہام و تفہیم کا طرز عمل اختیار کریں۔

ییلو کیب

8 مارچ کو وزارت داخلہ کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ ییلو کیب سکیم میں قومی خزانے کو مجموعی طور پر پندرہ ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔ رپورٹ کے مطابق 3 ارب 64 کروڑ روپے کی ہیرا پھیری کے دستاویزی ثبوت حکومت کو حاصل ہو گئے ہیں۔ وزیراعظم بے نظیر نے ملوث افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی ہدایت دے دی۔

مردم شماری کا التواء

16 مارچ کو وفاقی حکومت نے اعلان کیا کہ 26 مارچ سے شروع ہو کر 17 اپریل تک 13 دنوں میں مکمل ہونے والی مردم شماری صوبہ پنجاب کے اس مطالبہ پر ملتوی کر دی گئی ہے کہ کرفیو لگا کر مردم شماری ایک دن میں مکمل کی جائے۔ وفاقی حکومت نے اس بارے میں دوسرے صوبوں سے رائے طلب کر لی۔

21 مارچ کو وفاقی حکومت نے انٹیلی جنس بیورو کے سابق سربراہ بریگیڈیئر امتیاز اور ایف آئی اے کے سابق ڈائریکٹر میجر عامر کی فوری گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ ان دونوں کے خلاف مقدمات درج کر لیے گئے ہیں۔

ایف-16 طیاروں کی فراہمی

جنوبی ایشیا کی نائب امریکی وزیر رابن رافیل نے امریکی سینٹ کی ایک کمیٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان پر ایف 16 طیاروں سے متعلق پابندی برقرار رہے گی۔ پاکستان پر پریسلر ترمیم لاگو ہے۔ اسے کوئی ڈھیل نہیں دی جائے گی۔ پریسلر ترمیم کا صحیح استعمال پاکستان کو جارحیت سے روک سکتا ہے۔ امریکہ نے پاکستان کو ایف 16 طیاروں کی فروخت کا معاہدہ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ طیارے بنانے والی کمپنی لاک ہیڈ نے مزید طیاروں کی تیاری بند کر دی اور وہ سترہ طیارے جو پاکستان روانگی کے لیے تیار کھڑے تھے انہیں ہنگیر زمیں منتقل کر دیا گیا۔ پاکستان کو سپلائی کیے جانے والے طیاروں کی قیمت ایک ارب 75 کروڑ ڈالر تھی۔ پاکستان میں متعین امریکی سفیر جان سی مانجو نے وزیراعظم بے نظیر سے ملاقات کر کے طیاروں کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کو ایٹمی اسلحہ کے پھیلاؤ پر تشویش ہے۔ پاکستان کی پالیسیاں امریکہ نہیں بناتا۔

جماعت اسلامی پر پابندی ختم

بھارتی سپریم کورٹ نے نئی دہلی میں 18 مارچ کو جماعت اسلامی ہند پر عائد کردہ پابندی ختم کر دی جو بابری مسجد کے شہید کیے جانے کے موقع پر مرکزی حکومت نے دسمبر 1992ء میں لگائی تھی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ حکومت اس کارروائی کا کوئی جواز پیش کرنے میں ناکام رہی۔

ایس ایم ظفر کا استعفیٰ

نیشنل پیپلز پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور چیف آرگنائزر ایس ایم ظفر نے پارٹی کے عہدوں اور رکنیت سے 18 مارچ کو استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کراچی میں جتوئی سے ملاقات کر کے اپنے استعفے کی وجوہات بتائیں۔ جتوئی نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا۔

21 مارچ کو سینیٹر یحییٰ بختیار نے پیپلز پارٹی سے استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ زخمی دل کے ساتھ مستعفی ہو رہے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی کی رحلت

ممتاز مذہبی سکالر، ادیب، شاعر، صحافی، خطیب اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا کوثر نیازی اسلام آباد کے ہسپتال میں تین روز تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد ہفتہ 19 مارچ کو دوپہر کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جمعہ کے دن ان کے دماغ کا نازک آپریشن کیا گیا تھا لیکن ڈاکٹر جان بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر، جنرل وحید، نواز شریف، قاضی حسین احمد، شاہ احمد نورانی اور دیگر رہنماؤں نے اظہار تعزیت کیا۔

یونس حبیب کی گرفتاری

21 مارچ کو ایف آئی اے کی ایک ٹیم نے مہران بینک کے چیف آپریٹنگ آفیسر محمد یونس حبیب کو ایک ارب روپے سے زائد رقم خورد برد کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ گرفتاری سے قبل سٹیٹ بینک کے گورنر نے انھیں ان کے عہدہ سے برطرف کر دیا تھا۔

یوم پاکستان پر خطاب

23 مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر مسلح افواج کی پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ بھارت کے دفاعی بجٹ میں اضافے سے ہم غافل نہیں ہو سکتے۔ پاکستان کے دفاع کو مضبوط اور مستحکم بنایا جائے گا۔ وزیراعظم نے کہا کہ محدود وسائل کے باوجود ملک کی دفاعی ضروریات پوری کی جائیں گی۔

23 مارچ کو موچی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر پاکستان کے لیے خطرہ بن گئی ہیں۔ آٹے کی قیمت پانچ روپے اسی پیسے کر کے غریب کے منہ سے نوالہ بھی چھین لیا گیا۔ آصف زرداری نے کار سکینڈل میں 35 کروڑ ڈالر اور ادویات سکینڈل میں 32 کروڑ ڈالر کمائے ہیں۔

اسلم بیگ کی مسلم لیگ میں شمولیت

24 مارچ کو الحمرا ہال لاہور میں یوم پاکستان کے موقع پر ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بری فوج کے سابق سربراہ ریٹائرڈ جنرل مرزا اسلم بیگ نے اپنے 72 ساتھیوں کے ہمراہ

مسلم لیگ جونیجو گروپ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ اسلم بیگ نے کہا کہ جب تک مسلم لیگ متحد نہیں ہوتی اس وقت تک ہم اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم سب کو گلے لگا کر مسلم لیگ کو ایک بنائیں گے۔

28 مارچ کو پیر پگاڑا نے فنکشنل مسلم لیگ کا نواز لیگ کے ساتھ اتحاد ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ پیر صاحب نے کہا کہ نواز شریف روز روز کراچی کیوں بھاگے چلے جاتے ہیں۔ ایم کیو ایم سندھ کی نہیں پاکستان کی تقسیم چاہتی ہے۔

بے نظیر کے خلاف ریفرنس

لاہور ہائی کورٹ کے جج پر مشتمل خصوصی عدالت نے ناجائز تقرریوں کے بارے میں صدارتی ریفرنس خارج کرتے ہوئے انہیں بری کر دیا۔ 1990ء میں غلام اسحٰق خاں نے صدر مملکت کی حیثیت سے بے نظیر پر اپنے دور حکومت میں ناجائز تقرریاں کرنے کا الزام لگایا تھا۔ 26 مارچ کو خصوصی عدالت نے پاکستان ایئر فورس کے طیاروں کے غلط استعمال سے متعلق صدارتی ریفرنس کو خارج کر کے انہیں بری کر دیا۔ بے نظیر پر الزام تھا کہ اکتوبر اور نومبر 1998ء میں اپنے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کے دوران قومی اسمبلی کے ممبران کو چک لالہ ایئر پورٹ سے سیدو شریف لے جانے اور پولیس لانے کے لیے ایئر فرس کے سی 130 طیاروں کا استعمال کیا گیا تھا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ریفرنگ اتھارٹی یہ ثابت کرنے میں ناکام رہی کہ طیاروں کے استعمال کے بارے میں کوئی حکم خود بے نظیر نے جاری کیا تھا۔ 27 مارچ کو خصوصی عدالت نے بے نظیر کو خفیہ سروسز فنڈ کے ناجائز استعمال سے بھی بری کر دیا۔

قبائلی دربار سے خطاب

31 مارچ کو وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے قبائلی دربار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھ پر منشیات کے سمگلروں کا دباؤ ہے کہ انہیں رعایت دی جائے لیکن میں کسی دباؤ میں نہیں آؤں گی۔ میری سابقہ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منشیات کے سمگلروں نے پیش کی تھی۔ سپریم کورٹ سے بحالی کے بعد نواز شریف حکومت نے منشیات کے سمگلروں کے خلاف مقدمات واپس لینے کی ہدایت کی تھی۔ ہم ایسے معاملات میں ملوث نہیں ہو سکتے۔

نواز شریف نے کہا کہ میں انتقامی کارروائیوں سے گھبرانے والا نہیں ہوں۔ قوم کی بے لوث خدمت کرنا میرا مشن ہے۔ حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے حالات خراب ہو رہے ہیں۔ نواز شریف نے امریکی سفارت خانہ میں امریکی سفیر جان مانجو سے ملاقات کر کے اپنے دورہ

امریکہ اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا۔

31 مارچ کو اقوام متحدہ کے بین الاقوامی کنٹرول پروگرام نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا چالیس فیصد حصہ ڈرگ منی پر مشتمل ہے۔ پاکستان کی تجارت ڈرگ سمگلروں کے ہاتھوں میں منتقل ہو رہی ہے۔

مسئلہ کشمیر

10 مارچ کو پاکستان نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے اجلاس میں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت کے لیے پیش کی گئی قرار دار آخری مرحلے میں واپس لے کر اسے اگلے سال کے لیے موخر کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ قرار داد کی واپسی حکومت کی نااہلی ہے، وہ مستعفی ہو جائے۔ قاضی حسین احمد نے بھی اسے وزارت خارجہ کی نااہلی قرار دیا۔ نوابزادہ نصراللہ خاں نے کہا کہ حکومت غیر ملکی اشاروں پر کشمیر کاز کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ وفاقی وزیر سردار آصف نے کہا کہ قرارداد واپس نہیں لی ہے۔ اسے دوبارہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ پاکستان علاقائی امن اور استحکام کے لیے کشمیر کے تنازع کا پرامن حل چاہتا ہے۔ تمام سیاسی جماعتیں اس مسئلہ پر مشترکہ حکمت عملی اپنائیں۔ بھارت مذاکرات کے ذریعے حل کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ امریکی نائب وزیر رابن رافیل نے کہا کہ امریکہ جموں اور کشمیر کے پورے علاقوں کو متنازعہ سمجھتا ہے۔ پاکستان اور بھارت مذاکرات کے ذریعے کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق یہ مسئلہ حل کریں۔ امریکی سفیر جان مانجو نے کہا کہ امریکی اس مسئلہ کے حل کے لیے کسی فریق پر اپنی رائے مسلط نہیں کرے گا۔ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی صورتحال بہتر ہوئی ہے۔ قاضی حسین احمد نے مسئلہ کشمیر پر تمام سیاسی جماعتوں کے درمیان اتفاق رائے پیدا کرنے کے لیے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی سمیت تمام جماعتوں سے رابطوں کا آغاز کر دیا۔ اس ضمن میں قاضی صاحب نے صدر لغاری سے بھی ملاقات کی۔ 29 مارچ کو کشمیر کمیٹی کے چیئرمین نوابزادہ نصراللہ کی قیادت میں ایک پارلیمانی وفد یورپ کے دورے پر روانہ ہوگیا۔ جہاں وہ یورپی ممالک کے رہنماؤں سے مسئلہ کشمیر پر بات چیت کرے گا۔

جونیجو لیگ میں شمولیت

پنجاب اسمبلی کے بارہ آزاد اور چار اقلیتی ارکان جونیجو لیگ میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے 3 مارچ کو وزیر اعلیٰ منظور وٹو کی قیادت پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہر مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیں گے۔ پارٹی کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ یہ ہارس ٹریڈنگ نہیں

ہے۔

26 مارچ کو چودھری محمد الطاف حسین نے دوسری مرتبہ پنجاب کے گورنر کے عہدہ کا حلف اٹھالیا۔ جولائی 1993ء میں اسمبلی تحلیل ہونے کے موقع پر الطاف حسین کی جگہ میاں محمد اظہر اس عہدہ پر فائز تھے۔ اب دوبارہ ان کی تقرری عمل میں آگئی۔ نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں اس وقت کے پنجاب کے گورنر چودھری الطاف اور وزیر اعلیٰ وٹو نے وفاقی حکومت کے لیے شدید مشکلات پیدا کی تھیں۔ اور پنجاب کی حد تک وزیر اعظم کو غیر موثر بنا دیا تھا۔ آج پھر پنجاب کے گورنر کا عہدہ چودھری الطاف اور وزیر اعلیٰ کا منصب وٹو کے پاس ہے۔

صوبہ سندھ

مقدمات واپس لینے کی یقین دہانی نہ کرانے کے باعث حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مفاہمت کی نئی کوششیں بھی ناکام ہوگئیں۔ الطاف گروپ کی سخت شرائط کے پیش نظر پیپلز پارٹی نے حقیقی سے رابطہ کر کے اسے حکومت میں شامل کرنے کا عندیہ دے دیا۔ دوسری جانب اشتیاق اظہر نے اجمل خٹک سے ملاقات کر کے ایم کیو ایم، مسلم لیگ اور اے این پی کی ایک مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنے پر غور کیا۔

7 مارچ کو کراچی میں ایک عدالت نے اشتیاق اظہر، فاروق ستار اور آفتاب شیخ سمیت ایم کیو ایم کے چودہ رہنماؤں کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ 8 مارچ کو ایک عدالت نے ایم کیو ایم کے ایم اے جلیل، خالد یونس، شعیب بخاری اور دیگر ملزمان کے خلاف بھی ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ ان پر عظیم طارق کے جنازے کے موقع پر شرکاء کو بغاوت پر اکسانے کا الزام ہے۔

بریگیڈیئر محمد سلیم خاں کا بیان

8 مارچ کو مہران فورس کے بریگیڈیئر محمد سلیم خاں نے فوج کے میجر کلیم الدین خاں کے اغوا سے متعلق خصوصی عدالت میں اپنا بیان قلمبند کراتے ہوئے کہا کہ جون 1991ء میں وہ مہران رینجرز کے کمانڈر تھے۔ اس وقت کراچی کی حالت انتہائی دگرگوں تھی۔ کراچی ایم کیو ایم کے ہاتھوں میں یرغمال بن چکا تھا۔ شہر میں اس نے اپنی متوازی حکومت قائم کر لی تھی۔ وزیر اعلیٰ جام صادق کی حکومت ایم کیو ایم کے سہارے کھڑی تھی۔ اسی لیے جام صادق، الطاف حسین کی رہائش گاہ کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ جہاں ہر طرف اونچی دیواریں اور آہنی گیٹ نصب تھے۔ ہر آنے جانے والے کی نگرانی اور گاڑیوں کی چیکنگ ہوتی۔ انتظامیہ کے اجلاس ایم کیو ایم کے

صدر دفتر نائن زیرو پر ہوتے جو جرائم کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ایم کیو ایم کی مرضی کے بغیر شہر میں پتہ بھی نہیں ہل سکتا تھا۔ لانڈھی میں الطاف گروپ اور حقیقی کے درمیان زبردست فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں پانچ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ بجلی کی سپلائی معطل ہو گئی، فائرنگ کی وجہ سے ہائی ٹینشن وائر ٹوٹے ہوئے پڑے تھے اور سڑکوں پر پانی کھڑا تھا۔ اس صورتحال پر قابو پانے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ لانڈھی میں فائرنگ رکوانے کے لیے فوج تعینات کی جائے۔ میں نے شام کے وقت میجر کلیم کے ہمراہ علاقے کا دورہ کیا۔ بعدازاں میں نے میجر کلیم کو متاثرہ علاقہ کا دورہ مکمل کر کے اپنی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دی۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ ایم کیو ایم نے میجر کلیم اور ان کے دو ساتھیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ لانڈھی پولیس سٹیشن کے ایس ایچ او کے تعاون سے میجر کلیم اور ان کے آدمیوں کو برآمد کر لیا گیا۔ میجر کلیم اور ان کے ساتھیوں کے چہروں اور جسم پر تشدد کے نشانات اور جابجا زخم تھے۔ ان کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ میجر کلیم نے بتایا کہ ایم کیو ایم کی ذمہ دار قیادت کی موجودگی میں انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ ہمارا تعلق فوج سے ہے ہمیں مارا پیٹا گیا۔ ہماری ذاتی اشیاء، نقدی، بریف کیس، اسلحہ اور ان کا میگزین واپس نہیں کیا۔ جب اس واقعہ کی ایف آئی آر درج کرانے کی کوشش کی گئی تو پولیس نے کہا کہ نائن زیرو کی منظوری کے بغیر اسے درج نہیں کیا جا سکتا۔ دو روز بعد ہیڈ کوارٹر اور اسلام آباد کی ہدایت ملنے پر ایک ڈھیلی ڈھالی ایف آئی آر درج کی گئی۔ فوج حکومت کی سیاسی مجبوریوں سے آگاہ تھی۔ وزیراعلیٰ الطاف حسین کی برہمی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپریشن کلین اپ سیاسی، لسانی اور مذہبی تعصبات سے بالاتر تھا۔ یہ معاملہ وزیراعظم کے علم میں بھی لایا گیا تھا۔ حالات کے باعث فوج کے اعلیٰ حکام نے میجر کلیم کا کیس دبا دیا تھا۔

ممتاز بھٹو کی ملاقات

8 مارچ کو لندن میں ممتاز بھٹو نے الطاف حسین سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کر کے حکومت کے طرز عمل، فوجی آپریشن اور لسانی کشیدگی پر گفتگو کی۔ الطاف حسین نے سندھ کی تقسیم کے منصوبے سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا۔

10 مارچ کو کورنگی میں الطاف گروپ کے یونٹ انچارج ظہور احمد کو نامعلوم افراد نے اچانک فائرنگ کر کے اس وقت ہلاک کر دیا جبکہ وہ اپنے گھر کے سامنے کھڑے تھے۔ الطاف حسین نے کہا کہ دہشت گرد ہمارے کارکنوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ میں جان دے سکتا ہوں لیکن اپنا نظریہ نہیں چھوڑ سکتا۔ آپریشن کلین اپ کی آڑ میں ایم کیو ایم کو کرش کیا جا رہا ہے۔ صدر مملکت جنگل میں اور اہلکار شہر میں شکار کھیل رہے ہیں۔ دہشت گردی کے پیچھے ایجنسیوں

کا ہاتھ ہے۔ کراچی میں لسانی فسادات کی سازش تیار کی گئی ہے۔

رینجرز پر فائرنگ

16 مارچ کو بلدیہ ٹاؤن میں رینجرز اور پولیس پارٹی پر فائرنگ کر دی گئی جس کے نتیجے میں سچل رینجرز کے کپتان عامر احمد خاں اور تھانہ انچارج محمد صادق سمیت چھ افراد جاں بحق ہو گئے۔ سرکاری ذرائع نے کہا کہ ایم کیو ایم کا ممبر صوبائی اسمبلی کامران جعفری فائرنگ کے اس واقعہ میں براہ راست ملوث ہے۔

20 مارچ کو مسلح افواج کے سربراہوں کا ایک اجلاس چک لالہ میں ہوا جس میں کراچی کے واقعات کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ سندھ میں سیاسی حل کی کوششوں کو تیز کیا جائے تاکہ حکومت کو فوج کی بیساکھیوں کی ضرورت باقی نہ رہے۔

صدر فاروق لغاری نے بھی کراچی کے حالات بالخصوص بلدیہ ٹاؤن کی صورتحال پر رپورٹ طلب کرلی۔ صدر نے کہا کہ میں سندھ کی صورتحال سے مطمئن نہیں ہوں۔ محاذ آرائی ختم ہونا چاہیے۔ مزید گرفتاریاں بند کر دی جائیں۔ تمام طبقات کشیدگی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کچھ عناصر شہر کے امن کو تباہ کر رہے ہیں۔

شمیم احمد کے خلاف ریفرنس

22 مارچ کو ڈاکٹر فاروق ستار نے ایم کیو ایم کے منحرف رکن صوبائی اسمبلی اور موجودہ وزیر شمیم احمد کے خلاف الیکشن کمیشن میں سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے پر ایک درخواست دائر کر دی جس میں شمیم احمد کی اسمبلی کی رکنیت ختم کرنے کی اپیل کی گئی۔

الطاف حسین کا کھلا خط

28 مارچ کو الطاف حسین نے اپنے 19 صفحات پر مشتمل ایک ٹائپ شدہ کھلے خط میں بری، بحری اور فضائی فوج کے سربراہوں سے جذباتی اپیل کی کہ حالات کو اس حد تک نہ بگاڑا جائے گا کہ پھر اصلاح کی گنجائش باقی نہ رہے۔ افسر شاہی کا ایک مخصوص ٹولہ فوج اور ایم کیو ایم کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کی سازش کر رہا ہے۔

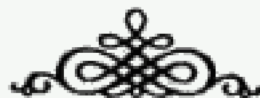
صوبہ سرحد

یکم مارچ کو مسلم لیگ اور اے این پی نے پشاور میں اپنی احتجاجی تحریک کا آغاز کر دیا۔ ہزاروں کارکنوں نے جلوس کی شکل میں آکر چوک یادگار پر زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرین صدر، وزیراعظم اور گورنر سرحد کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ بیگم نسیم ولی نے کہا کہ پیپلزپارٹی جب بھی اقتدار میں آئی ہے۔ اس نے سرحد میں دوسری پارٹی کی حکومت کو ختم کیا ہے۔ ولی خان نے کہا کہ جھگڑا کرسی کا نہیں بلکہ پختونوں کے حقوق کا ہے۔ ہم اپنے حقوق حکومت سے زبردستی چھین لیں گے۔ ملک میں اندھیر نگری ہے۔ قانون نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ بھٹو نے کبھی بھی کسی کا حق تسلیم نہیں کیا اسی لیے ملک کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اب بیٹی بھی باپ کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔

6 مارچ کو بیگم نسیم ولی ایک قاتلانہ حملہ میں بال بال بچ گئیں۔ پشاور جاتے ہوئے ولی باغ کے قریب چار افراد نے ان کی گاڑی پر فائرنگ کر دی۔ ڈرائیور اور دو عورتیں زخمی ہوگئیں۔ جوابی فائرنگ سے ایک ملزم زخمی ہوگیا اور دوسرے کو گرفتار کرلیا جبکہ دو افراد فرار ہوگئے۔ بیگم نسیم نے کہا کہ میری کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ اس کھیل کا انجام خطرناک ہوگا۔

پشاور ہائی کورٹ کا فیصلہ

21 مارچ کو پشاور ہائی کورٹ نے سرحد اسمبلی کے دو منحرف مسلم لیگی ارکان اختر حسین شاہ اور شاہ محمد خاں کو مشروط طور پر بحال کر دیا۔ صوبائی اسمبلی کی رکنیت کی بحالی کے باوجود وہ الیکشن کمیشن کے فیصلہ تک وزیراعلیٰ اور سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک میں اپنا ووٹ استعمال نہیں کر سکیں گے۔ پارٹی وفاداری تبدیل کرنے کے باعث دونوں کے خلاف نااہلی کی درخواست کمیشن میں زیر سماعت ہے۔



باب 10

ملک کی داخلی صورت حال

آٹا مہنگا، وہسکی عام

یکم اپریل 1994ء کو مسلم لیگ (نواز) کے یوتھ ونگ، لیبر ونگ، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور شعبہ خواتین نے مل کر راولپنڈی میں آٹے کی قیمت میں اضافے کے خلاف ایک مشترکہ احتجاجی مظاہرہ کیا۔ خواتین نے جلی ہوئی روٹیاں، توے، چولہے اور آٹے کی خالی بوریاں بطور احتجاج اپنے ہاتھوں میں اٹھا رکھی تھیں۔ شرکاء نعرے لگا رہے تھے۔ "ہائے آٹا، ہائے آٹا!" اور "بے نظیر کا انعام: آٹا مہنگا، وہسکی عام۔"

بھارتی صحافی کا مضمون

2 اپریل کو بھارت کے صحافی کلدیپ نیئر کا ایک مضمون "گلف نیوز" میں شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ بے نظیر کے مقابلہ میں امریکی حمایت کے حصول کی خاطر نواز شریف نے اپنے دور حکومت میں امریکی حکام کو یہ بتایا تھا کہ اس وقت کے بری فوج کے سربراہ مرزا اسلم بیگ نے یہ تجویز دی تھی کہ پاکستان، ایران کو ایٹم بم کی تیاری کے تمام رازوں سے آگاہ کر دے تو اس کے عوض ایران، پاکستان کو اتنی اقتصادی امداد دے دے گا کہ اس کے تمام بیرونی قرضے ادا ہو جائیں گے۔ لیکن نواز شریف کا یہ اقدام پاکستانی فوج کی ناراضگی کا سبب بن گیا۔ اس وقت بھی فوج اگر نواز شریف سے اپنی یہ ناراضگی ختم کر دے تو بے نظیر حکومت بڑی مشکل میں پھنس سکتی ہے۔ سینٹ کے چیئرمین کے انتخاب میں پیپلز پارٹی ہار چکی ہے۔ عوام بھی اس سے ناراض

ہو کر نواز شریف کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ نواز شریف کے حامیوں کو یقین ہے کہ اگلے چند ماہ میں وہ بے نظیر حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔ ان حالات میں اگر بے نظیر اپنی گرتی ہوئی مقبولیت کو سنبھالنے میں کامیاب نہیں ہوتیں تو پہلے کی طرح پھر کوئی تبدیلی آ سکتی ہے۔

4 اپریل کو مرزا اسلم بیگ نے کوئٹہ میں کہا کہ سابق وزیر اعظم نواز شریف کا نہ پہلے فوج سے کوئی اختلاف تھا اور نہ آج ہے۔ انہوں نے اپنی مرضی سے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیا تھا۔ نواز شریف اور بے نظیر نے فوج کو نہیں بلکہ دیگر اداروں کو اپنی سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔

نواز شریف نے اپنی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملکی دفاع پر مسلم لیگ اور فوج کے نقطہ نظر میں ہم آہنگی ہے۔ عوام کی دوتہائی اکثریت حکومت کے خلاف ہے۔ حکومت اپنی تمام تر توانائی لوٹا کریسی پر صرف کر رہی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن نے فوج کے ساتھ کوئی سازباز کی تو اس کا سخت نوٹس لیں گے۔ اپوزیشن میرے خلاف تو کیا سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کے خلاف ہی عدم اعتماد کی تحریک لا کر دکھائے۔

اٹارنی جنرل کا استعفیٰ

3 اپریل کو اٹارنی جنرل فخرالدین ابراہیم نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ وہ شریف الدین پیرزادہ کو حکومتی وکیل مقرر کرنے کے فیصلے سے ناراض تھے۔ اٹارنی جنرل کی موجودگی میں کسی اہم مقدمہ میں کسی دوسرے وکیل سے پیروی کرانے میں اٹارنی جنرل کی عزت مجروح ہوتی ہے کیونکہ اٹارنی جنرل فرسٹ لا آفیسر ہوتا ہے۔

بھٹو کی برسی

4 اپریل کو ذوالفقار علی بھٹو کی 15 ویں برسی منائی گئی۔ بے نظیر بھٹو نے بھٹو کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور پھول چڑھائے۔ اس موقع پر پی آئی اے اور ریلوے نے لاڑکانہ کے لیے خصوصی پروازیں اور ٹرینیں چلائیں۔ برسی کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھٹو کو پھانسی دینے والوں کو قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ بھٹو لوگوں کے دلوں میں آج بھی زندہ ہے۔ افلاس اور نا انصافی کے خاتمے تک بھٹو کا مشن جاری رہے گا۔ ملک میں جمہوریت کی روشنی پھیل گئی ہے۔ آمریت کے اندھیرے دور ہو چکے ہیں۔ بھٹو کا مزار قوم بنا رہی ہے۔ ورنہ تو ملک میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی تعیش کے لیے ایک ارب روپے کا طیارہ خریدا۔ ہم منشیات، کلاشنکوف کلچر، صوبائی تعصبات، فرقہ پرستی اور رشوت کو جڑ سے

اکھاڑ پھینکیں گے۔ قیمتوں میں کمی کی جائے گی اور بے روزگاری کا خاتمہ کیا جائے گا۔
نصرت بھٹو گڑھی خدا بخش نہیں گئیں۔ 70 کلفٹن کراچی میں قرآن خوانی ہوئی جس میں نصرت بھٹو، غنوی، فخری بیگم، اور دیگر خواتین نے شرکت کی۔ میر مرتضیٰ نے بھٹو کی برسی جیل میں منائی۔
5 اپریل کو نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر عوام کو روٹی دینے کے بجائے بھٹو ازم کا پرچار کر رہی ہیں۔ وہ اپنے والد کی یادگار بنانے کے لیے چھ ارب روپے کی قیمتی زمین پر قبضہ کر لینے کے بعد بھی مطمئن نہیں۔ وہ ذرا اپنے لگزری آفس سے باہر نکل کر دیکھیں کہ عوام کس حال میں مبتلا ہیں۔ مہنگائی نے ان کی چیخیں نکال دی ہیں۔
وفاقی وزیر تجارت احمد مختار نے کہا کہ آٹے کی قیمتوں میں اضافہ معین قریشی کر گئے تھے۔

رولز رائس اور مرسڈیز کاریں

7 اپریل کو گوہر ایوب نے قومی اسمبلی میں کہا کہ بے نظیر نے آٹا مہنگا کر دیا لیکن خود رولز رائس اور مرسڈیز کاروں میں گھومتی ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ میں نے کبھی رولز رائس کار میں سفر نہیں کیا۔ نہ ہی میں نے مرسڈیز 600 کار درآمد کی ہے۔ میرے والد کو ایک غیر ملکی شخصیت نے رولز رائس کار تحفہ میں دی تھی جو انہوں نے ملک کے حوالے کر دی۔ آپ کے گاڈ فادر کو جو کاریں ملیں وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ میرے ہاتھ اور میرا ضمیر صاف ہے۔
مسلم لیگ کے پارلیمانی سیکرٹری حاجی نواز کھوکھر نے بے نظیر کے لیے ڈیوٹی فری مرسڈیز کار ماڈل 600 کی درآمد سے متعلق تمام دستاویزی ثبوت قومی اسمبلی میں پیش کر دیئے۔ جس کی درآمد پر ایک کروڑ پانچ لاکھ روپے کی ڈیوٹی معاف کرائی گئی۔ گوہر ایوب نے کہا کہ ہم نے ثبوت پیش کر دیا اب اپنے وعدے کے مطابق وہ مستعفی ہو جائیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ ڈیوٹی فری کار منگوا کر بے نظیر نے کوئی جرم نہیں کیا۔ قانون انہیں اس کی اجازت دیتا ہے۔
گوہر ایوب نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر بتائیں کہ مرسڈیز کار خریدنے کے لیے انہوں نے 80 لاکھ روپے کہاں سے حاصل کیے۔ نواز شریف نے اپنے ذاتی استعمال کے لیے نہیں بلکہ پاکستان کے دورے پر آنے والے غیر ملکی سربراہوں کے استعمال کے لیے کاریں درآمد کی تھیں جو حکومت پاکستان کی ملکیت ہیں۔

منشیات اور سمگلنگ

امریکی محکمہ خارجہ نے منشیات کے بارے میں اپنی 1993ء کی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ

سرحد اور بلوچستان کی صوبائی اسمبلیوں میں منشیات کے بڑے سمگلر موجود ہیں۔ منشیات کی آمدنی سے حکومت کے مختلف شعبوں میں بدعنوانی کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اس کی روک تھام میں پاکستانی اداروں کی کارکردگی مایوس کن ہے۔ وفاقی وزیر تجارت چودھری احمد مختار نے کہا کہ پانچ چھ افراد سمگلنگ کے ذریعے ایک ارب روپے ماہانہ کما رہے ہیں۔ مگران پر ہاتھ نہیں ڈالا جا رہا۔ وزیراعظم بے نظیر کی ہدایت پر سی بی آر نے تحقیقات کی لیکن انکوائری پر ایسے افراد کو مامور کیا جن کی ملی بھگت سے یہ مکروہ دھندا جاری ہے۔ نواز شریف نے لاہور میں اپنی قیام گاہ پر قبائلی زعماء پر مشتمل ایک نمائندہ وفد سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر اقتدار میں آنے کے بعد امریکہ کو خوش کرنے کی خاطر قبائلی عوام پر منشیات فروشی کا الزام لگا رہی ہیں۔

25 اپریل کو قومی اسمبلی نے منشیات کے سمگلروں کو سزائے موت دینے اور ان کے اثاثے ضبط کرنے کا قانون منظور کر لیا۔ اپوزیشن کے بائیکاٹ پر ہونے کی وجہ سے بل بلا بحث منظور کر لیا گیا۔ 28 اپریل کو اسلام آباد میں پولیس اکیڈمی کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ ڈرگ مافیا حکومت کی اعلیٰ ترین سطحوں میں گھس آیا ہے۔ پولیس میں بھی ڈرگ مافیا کے معاملات سامنے آئے ہیں۔ بدعنوان افسران کو ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔

ایٹمی پروگرام

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت ایف 16 طیاروں کی فراہمی کے لیے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ لیکن بے نظیر نے کہا کہ ایف 16 طیاروں کی فراہمی ایک تجارتی سودے کا حصہ ہے۔ اس کا ایٹمی پروگرام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے رول بیک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

8 اپریل کو امریکی نائب وزیر خاجہ اسٹروب ٹالبوٹ بھارت کے دورہ کے بعد اسلام آباد پہنچے۔ صدر، وزیراعظم اور وزارت خارجہ کے حکام سے اپنی ملاقاتوں کے بعد ٹالبوٹ نے کہا کہ ایف 16 طیاروں کی فراہمی ایٹمی پروگرام کیپ کرنے اور اس کی تصدیق کرانے سے منسلک ہے۔ میں پاکستانی قیادت سے اپنی ملاقاتوں کے بعد پرامید واپس جا رہا ہوں۔ پاکستان اور امریکہ ایٹمی پروگرام کے بارے میں "خاموش سفارت کاری" اپنائیں گے۔ لیکن صدر لغاری نے کہا کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام یکطرفہ طور پر رول بیک نہیں کریں گے۔ نواز شریف نے مطالبہ کیا کہ حکومت ایٹمی پروگرام کی تصدیق کے بارے میں اپنی پالیسی کا اظہار کرے کیونکہ تنصیبات کا معائنہ ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنے کے مترادف ہوگا۔ یہ بے نظیر کا ذاتی معاملہ نہیں۔ ہم انہیں من مانی نہیں کرنے دیں گے۔ ہم خاموش سفارت کاری کو بھی نہیں مانتے۔ ایٹمی

تنصیبات کے معائنہ کا مقصد کہوٹہ پر غیر ملکی چوکیدار بٹھانا ہے۔

11 اپریل کو ایران کی مجلس شوریٰ کے سپیکر علی اکبر ناطق نوری نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان پر ایٹمی ٹیکنالوجی کے بارے میں مغربی ممالک کا دباؤ امتیازی ہے۔ ایران اس کے خلاف ہے۔ ہماری غیر متزلزل حمایت پاکستان کے ساتھ ہے۔

19 اپریل کو ایک جرمن رسالہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم بھارت کے ساتھ ایٹمی عدم پھیلاؤ اور تنصیبات کے معائنہ کا معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم ایٹمی پھیلاؤ کے خلاف ہیں۔ لیکن ہم ایسی شرائط قبول نہیں کر سکتے جن کا مقصد بھارت کو چھوڑ کر صرف پاکستان پر پابندیاں لگانا ہو۔

"فار ایسٹرن اکنامک ریویو" نے اپنی اشاعت میں انکشاف کیا کہ وزیر اعظم بے نظیر نے ٹالبوٹ سے اپنے تین گھنٹے کے مذاکرات میں یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اگر ایٹمی تنصیبات کا کھلا معائنہ کرایا گیا تو اس کا شدید رد عمل ہوگا اور حکومت غیر مستحکم ہو جائے گی۔ بے نظیر نے اس لیے سیٹلائٹ کے ذریعے ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کی پیش کش کی۔

بے نظیر نے جی ایچ کیو راولپنڈی میں فارمیشن کمانڈروں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کریں گے۔ میں ایٹمی پروگرام اور کشمیر جیسے اہم قومی معاملات میں اپوزیشن کو اعتماد میں لینا چاہتی ہوں لیکن اپوزیشن طاقتور ہے وہ مجھے کام کرنے نہیں دیتی۔

امریکی ایوان میں خارجہ امور کی کمیٹی کے چیئرمین لی ہملٹن نے کراچی میں ایشیا سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ موجودہ لائن آف کنٹرول کو پاکستان اور بھارت کے درمیان مستقل سرحد قرار دے دیا جائے۔ اقوام متحدہ کی قرار داد برائے استصواب رائے ایک قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ لیکن بے نظیر نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ مسئلہ کشمیر بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

حلف امارت

8 اپریل کو قاضی حسین احمد نے جامع مسجد منصورہ لاہور میں آئندہ پانچ سال کے لیے جماعت اسلامی کی امارت کا حلف اٹھا لیا۔ اس موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ یک جہتی کے لیے جماعت کے دستور کی پابندی ضروری ہے۔ میں سب کو ساتھ لے کر چلوں گا اور مخالفت کرنے والوں کا بھی احترام کروں گا۔ گزشتہ سال انتخابی پالیسی پوری طرح سوچ سمجھ کر اختیار کی گئی تھی۔ اس کے لیے ہمیں بہت کچھ قربان کرنا پڑا لیکن ہم

دوسروں کا جھنڈا اٹھانے کے چکر سے نکل گئے۔ جماعت اسلامی اس لیے نہیں بنائی گئی تھی کہ ہم مستقل طور پر چھوٹی اور بڑی برائی کے چکر میں پڑے رہیں۔ قوم انقلاب کی دہلیز پر نئی قیادت کی منتظر ہے۔ حکومت نے اگر ایٹمی پروگرام اور کشمیر پر کوئی سودے بازی کی تو اس کے اصل ذمہ دار ہمارے جنرل ہوں گے کیونکہ اصل بااختیار وہی ہیں۔

قاضی صاحب نے ایک جریدہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی کی پالیسی تنہا امیر نہیں بلکہ مجلس شوریٰ بناتی ہے۔ ہم بدلتے ہوئے حالات کے مطابق پالیسی وضع کرنے کے قائل ہیں۔

قرضوں کے نادہندگان

سٹیٹ بینک کے ذرائع نے بتایا کہ بڑے صنعت کاروں اور تاجروں پر بنکوں اور مالیاتی اداروں کے 82 ارب روپے کے قرضے وصول طلب ہیں۔ گورنر سٹیٹ بینک ڈاکٹر محمد یعقوب نے کہا کہ میں قومی دولت لوٹنے والوں سے ایک ایک پائی وصول کروں گا۔ اس راہ میں ملازمت اور زندگی دونوں کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔

حقائق نامہ

17 اپریل کو مسلم لیگ (نواز گروپ) نے پیپلز پارٹی کی حکومت کے چھ ماہ کی کارکردگی کے بارے میں ایک حقائق نامہ جاری کیا جس میں کہا گیا کہ اس دوران حکومت نے پارلیمنٹ، عدلیہ، انتظامیہ اور پریس پر تابڑتوڑ حملے کیے۔ حکومت سول سروس کو اپنا تابع بنا کر قانون کی دھجیاں بکھیر رہی ہے۔ اٹارنی جنرل اپنے عہدہ سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر مستعفی ہونے کی دھمکی دے چکے ہیں۔ بے نظیر حکومت نااہلی، بدانتظامی اور کرپشن کی علامت بن چکی ہے۔ غریبوں کے نام نہاد ہمدردوں نے غریب کے منہ سے نوالا بھی چھین لیا۔ ذاتی انا کی خاطر ملکی معیشت تباہ کی جا رہی ہے۔ خیبر سے کراچی تک عوام سراپا احتجاج بن گئے ہیں۔

توبہ توبہ۔ یا اللہ توبہ

کھانے پینے کی چیزوں کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق پاکستان مسلم لیگ نے اخبارات میں ایک اشتہار شائع کرایا جس کا عنوان تھا "توبہ توبہ۔ یا اللہ توبہ" اس کا عکس شامل اشاعت ہے۔ وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ مسلم لیگ عوام کو باہر نکلنے اور تشدد کرنے پر اکسا رہی ہے جو بغاوت کے مترادف ہے۔ اس کے خلاف مقدمہ قائم ہو سکتا ہے۔

مسلم لیگ میں شمولیت

23 اپریل کو نواز شریف کے گھر پر منعقد ایک تقریب میں سابق وزیر مملکت برائے دفاع ریٹائرڈ کرنل غلام سرور چیمہ پیپلز پارٹی چھوڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ چیمہ نے کہا کہ پیپلز پارٹی اقتدار کی ہوس کا شکار ہو چکی ہے۔

مہران بینک سکینڈل

20 اپریل کو وزیر داخلہ نصیر بابر نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ مہران بینک کے چیف کو آرڈی نیٹر یونس حبیب نے دو ارب دس کروڑ روپے خورد برد کیے۔ مہران بینک سے بری فوج کے سابق سربراہ اسلم بیگ کو سابق صدر اسحٰق خاں کی ہدایت پر چودہ کروڑ، ایم کیو ایم کے الطاف حسین کو دو کروڑ، نواز شریف کو پانچ کروڑ، جام صادق کو بائیس کروڑ، اعجاز الحق کو پانچ کروڑ، لیاقت جتوئی کو دو کروڑ، جام معشوق، امتیاز شیخ، اجمل خاں، دوست محمد فیضی اور دیگر اہم شخصیات کو رقوم اور عطیات دیئے گئے۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق یونس حبیب نے 1988ء سے 1990ء تک 500 کروڑ روپے کا گھپلا کیا۔ اس خطیر رقم میں سے سیاست دانوں، سول بیورو کریسی اور فوج کی اہم شخصیات کو ادائیگیاں کی گئیں۔ نصیر بابر نے اس کیس کے بہت سے اہم حقائق سے ارکان اسمبلی کو آگاہ نہیں کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ مہران بینک کے حوالے سے ہم نے بعض معزز ہستیوں کے بارے میں شواہد حاصل کر لیے ہیں۔ ہم قوم کو ان کا اصل روپ دکھائیں گے۔ یہ کاغذات میری جیب میں ہیں۔ آصف زرداری نے کہا کہ نواز شریف نے مہران بینک سے سات کروڑ روپے وصول کیے۔

مرزا اسلم لیگ نے اعتراف کیا کہ یونس حبیب نے انہیں چودہ کروڑ روپے کی رقم بطور عطیہ دی تھی۔ اس میں سے چھ کروڑ روپے آئی ایس آئی نے 1990ء کے الیکشن میں خرچ کیے اور بقیہ آٹھ کروڑ روپے ایجنسی کے سپیشل فنڈ میں رکھ دیئے گئے۔

یونس حبیب کا انٹرویو

29 اپریل کو مہران بینک کے سربراہ یونس حبیب نے کراچی کے ایک ہفت روزہ رسالہ کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں نے نواز شریف حکومت کے خاتمے کے لیے 25 کروڑ روپے دیئے تھے۔ انتخابات کے موقع پر میں نے پیپلز پارٹی کے انتخابی فنڈ کے لیے بے نظیر زرداری کو پانچ کروڑ روپے اور مسلم لیگ کے انتخابی فنڈ کے لیے نواز شریف کو 65 لاکھ روپے دیئے تھے۔ صوبہ سرحد میں صابر شاہ کی حکومت کے خاتمے کے لیے میں نے آفتاب شیرپاؤ کو

گیارہ کروڑ روپے دیئے۔ مرزا اسلم بیگ کی مالی معاونت کی درخواست پر میں نے انہیں چودہ کروڑ دے دیئے۔ یہ رقم وصول کرنے کے بعد مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ وہ اس کے عوض مجھے فائدہ پہنچائیں گے۔ 1990ء کے انتخاب سے قبل میں نے سیاست دانوں کو 28 کروڑ روپے تقسیم کیے۔

چودہ کروڑ روپے ملٹری انٹیلی جنس کو فراہم کرنے کے علاوہ پانچ کروڑ روپے یوسف ایڈووکیٹ کے ذریعے تقسیم کیے۔ وہ جاوید ہاشمی کے دوست اور ان کے کاروباری ساتھی ہیں۔ یوسف ایڈووکیٹ نے پانچ کروڑ روپے اعجاز الحق، چودھری شجاعت، جاوید ہاشمی، چودھری نثار اور شیخ رشید کے نام پر وصول کیے۔ اس نے دو کروڑ روپے ایم کیو ایم کے نام پر بھی وصول کیے۔ میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ اس نے یہ رقوم ان افراد کو پہنچائیں یا خود ہی ہضم کر گیا۔ مہران بینک کی منظوری حاصل کرنے کے لیے میں نے پندرہ کروڑ روپے جام صادق کو دلوائے۔ یہ بھاری رقوم نکلوانے کی وجہ سے بینک کے اثاثے ختم ہو گئے۔ تاہم جنرل ناصر نے جنرل اسلم بیگ کے کہنے پر آئی ایس آئی کے ستر کروڑ روپے بینک میں جمع کرا دیئے جس سے بینک مضبوط ہو گیا۔ ابھی تو بہت سے حقائق منظر عام پر آنا باقی ہیں۔ میری زبان کھل گئی تو سیاست کے بڑے بڑے بت پاش پاش ہو جائیں گے۔

30 اپریل کو بے نظیر کے قانونی مشیر سینیٹر رضا ربانی نے کہا کہ بے نظیر اور آصف زرداری کے بارے میں یونس حبیب کا انٹرویو بے بنیاد، فرضی، جھوٹا اور شرپسندی ہے۔ ریکارڈ کے مطابق یونس نے ایسا کوئی بیان دیا ہی نہیں ہے۔

امن عامہ کی صورتحال

صدر فاروق لغاری نے کہا کہ امن عامہ کی خراب صورتحال سرمایہ کاری کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ لیکن جون میں جرمن پارلیمنٹ کی اقتصادی امور کی کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری بالکل محفوظ ہے۔ جرمن سرمایہ کار پاکستان کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

گورنر پنجاب

2 اپریل کو شہباز شریف نے چودھری الطاف کی گورنری کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ درخواست میں یہ موقف اختیار کیا گیا کہ سرکاری ملازمت کے دو سال مکمل کیے بغیر وہ دوبارہ گورنر پنجاب بننے کے اہل نہیں ہیں اس لیے ان کی تقرری غیر آئینی قرار دی جائے۔

27 اپریل کو پنجاب اسمبلی کے 80 سے زائد مسلم لیگی ارکان نے ایک احتجاجی جلوس نکالا جو اسمبلی بلڈنگ سے شروع ہو کر مسجد شہداء پر ختم ہوا۔ جلوس کے شرکاء مہنگائی، بدامنی، سرحد میں صابر شاہ کی حکومت ختم کرنے اور ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس کی بھاری جمعیت جلوس کے ہمراہ تھی لیکن اس نے جلوس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔

قاضی حسین احمد کا مشورہ

یکم اپریل کو کراچی میں قاضی حسین احمد نے وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ سے ملاقات کی جو دو گھنٹے جاری رہی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ حکومت اور ایم کیو ایم سیاسی طور پر معاملات طے کریں۔ ہڑتال کے باعث جو سرکاری ملازمین دفاتر نہیں جاسکے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ عبداللہ شاہ نے یقین دلایا کہ ملازمین کے خلاف کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ ایم کیو ایم مسائل کے حل میں تعاون کرے۔

2 اپریل کو آصف زرداری نے بھی کہا کہ سندھ کی دونوں منتخب جماعتوں پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کو صوبے کی ترقی اور خوشحالی کے لیے باہمی تعاون کرنا چاہیے۔

لیاقت جتوئی کی ضمانت

11 اپریل کو بلوچستان ہائی کورٹ نے لیاقت جتوئی کی تین ہفتوں کے لیے ضمانت منظور کر لی۔ پانچ لاکھ روپے کے قرضے کی عدم ادائیگی کی بنیاد پر ان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور پولیس ان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مار رہی تھی۔

ریحان عمر کی ہلاکت

15 اپریل کو قومی اسمبلی کے سابق رکن ریحان عمر فاروقی کو ملیر کراچی میں شام سات بجے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ان کے سینے اور جسم کے مختلف حصوں میں بارہ گولیاں لگیں اور وہ موقع پر ہی دم توڑ گئے۔

عدالت کے روبرو پیشی

25 اپریل کو مختلف مقدمات میں پولیس کو درکار تین سینیٹروں اشتیاق اظہر، آفتاب احمد شیخ اور نسرین جلیل نے خود کو کراچی میں سیشن جج کے روبرو پیش کر دیا۔ عدالت نے انہیں جیل

بھیجنے اور اے کلاس دینے کا حکم دے دیا۔

میر مرتضیٰ بھٹو

25 اپریل کو لاہور میں خصوصی عدالت نے چودھری ظہور الٰہی کے مقدمہ قتل میں میر مرتضیٰ بھٹو کی ضمانت کی درخواست منظور کر لی۔ فاضل عدالت نے کہا کہ واردات کے وقت درخواست دہندہ ملک میں موجود ہی نہیں تھا اور نہ ہی اس بارے میں اس پر کوئی کردار ادا کرنے کا الزام ہے۔

میجر کلیم کیس

25 اپریل کو خصوصی عدالت میں لانڈھی پولیس سٹیشن کے اس وقت کے ایس ایچ او نے اپنا بیان قلمبند کراتے ہوئے کہا کہ وہ ایس پی بن قاسم کی ہدایت پر اغوا کنندگان کو لانے کے لیے ایم کیو ایم کے سیکٹر انچارج کے دفتر گیا تھا۔ سیکٹر انچارج جاوید کاظمی مجھے اندر لے گیا جہاں صفدر باقری، سلیم شہزاد، عمران فاروق اور دیگر رہنماؤں سے میری ملاقات ہوئی۔ میرے کہنے پر ملحقہ کمرے سے میجر کلیم، حوالدار معین الدین اور لانس نائیک یاسین کو لایا گیا۔ تینوں کے چہروں اور جسم کے دوسرے حصوں پر تشدد کے باعث زخموں کے نشانات تھے۔ میں ان تینوں کو اپنے ساتھ لے کر باہر آ گیا اور انہیں وین لے کر تھانے پہنچا۔ ایس پی بن قاسم نے مجھے ہدایت دی کہ یہ پالیسی میٹر ہے اس لیے ان کی ہدایت کے بغیر میں کوئی کارروائی نہ کروں۔ اسی دوران کرنل کاظم تھانے آئے اور میجر کلیم اور دیگر کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ بعد میں کرنل کاظم میجر کلیم کے ہمراہ ایف آئی آر درج کرانے کے لیے تھانے آئے لیکن اسے درج نہ کرنے کی بنا پر وہ اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔ ایف آئی آر بعد میں درج کی گئی لیکن اصرار کے باوجود اس میں صفدر باقری، سلیم شہزاد اور عمران فاروق وغیرہ کے نام شامل نہیں کیے گئے۔

صابر شاہ کی بحالی

21 اپریل کو سپریم کورٹ نے اپنے مختصر فیصلے میں گورنر راج کی مدت ختم ہونے پر صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ اور ان کی کابینہ کو بحال کر دیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ قائم مقام گورنر وزیر اعلیٰ سے دوبارہ اعتماد کا ووٹ لینے کا کہہ سکیں گے۔ اور اس کے لیے وہ تاریخ بھی خود ہی مقرر کر دیں گے۔ صابر شاہ نے اپنی حکومت کی بحالی کو اصولوں کی فتح قرار دیا۔ آفتاب شیرپاؤ نے کہا کہ ہم سرحد اسمبلی میں اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے۔ گورنر سرحد خورشید علی

خاں نے سرحد اسمبلی کا اجلاس 24 اپریل کو صبح نو بجے طلب کر لیا اور صابر شاہ سے کہا کہ وہ اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ صابر شاہ نے گورنر میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی کے نام اپنے ایک خط میں لکھا کہ گورنر راج کے خاتمے کے بغیر اسمبلی کا اجلاس طلب کرنا غیر قانونی اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی خلاف ورزی ہے۔ ولی خاں نے کہا کہ گورنر نے اجلاس کے لیے آٹھ گھنٹے کا انتہائی قلیل وقت دیا ہے۔ اتنے تھوڑے عرصے میں چترال اور کوہستان سے ارکان اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لیے پشاور نہیں پہنچ سکتے۔ صابر شاہ نے کہا کہ گورنر محض دکھاوا ہیں۔ صوبے کا انتظام عملاً شیرپاؤ چلا رہے ہیں۔ مسلم لیگ اور اے این پی نے یہ کہتے ہوئے کہ سرحد اسمبلی کے اجلاس کا انعقاد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کی خلاف ورزی ہے۔ 24 اسمبلی کے اجلاس کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

24 اپریل کو سپریم کورٹ نے صابر شاہ کی طرف سے گورنر کی جانب سے سرحد اسمبلی کا اجلاس بلائے جانے کے خلاف حکم امتناعی جاری کرنے کی درخواست منظور نہیں کی اور نئی آئینی درخواست دائر کرنے کی ہدایت کی۔

صدر لغاری نے 25 فروری کو آئین کے آرٹیکل 234 کے تحت وزیر اعلیٰ صابر شاہ اور ان کی کابینہ کو دو ماہ کے لیے معطل کر کے گورنر راج نافذ کیا تھا۔ اس دوران مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتیں بڑھکیں مارتی رہیں جبکہ پیپلز پارٹی نے جوڑ توڑ میں اپنی ماہرانہ صلاحیت کو کام میں لا کر ایوان میں اکثریت حاصل کر لی۔ سرحد اسمبلی میں ممبران کی کل تعداد 83 ہے۔ دو افراد کی وفات اور دو ممبران کے ووٹنگ میں حصہ لینے سے پابندی کی وجہ سے ووٹ دینے کے اہل افراد کی تعداد 79 رہ جاتی ہے۔ پیپلز پارٹی جسے صوبے میں 22 نشستوں پر کامیابی حاصل ہوئی تھی، اس نے جونیجو لیگ، جے یو آئی اور آزاد ممبران وغیرہ کو اپنے ساتھ ملا کر اس تعداد کو دوگنا کر لیا۔ صابر شاہ کی بحالی کے باوجود انہیں ایوان میں اکثریت حاصل نہیں رہی۔ اسی وجہ سے اجلاس بلانے پر ان کی جانب سے احتجاج کرنے کے بعد اس کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا گیا۔

اسمبلی کا خصوصی اجلاس

اعلان کے مطابق 24 کو اسمبلی کو سرحد اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں صابر شاہ کو اعتماد کا ووٹ لینا تھا۔ لیکن مسلم لیگ، اے این پی اور ان کے حامی آزاد اور دیگر ممبران نے شرکت نہیں کی۔ رائے شماری کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کے صوبائی صدر آفتاب شیرپاؤ کو قائد ایوان اور وزیر اعلیٰ مقرر کر لیا گیا۔ 42 ارکان ان کی حمایت میں کھڑے ہوئے۔ مسلم لیگ کے دو منحرف ارکان اختر حسین شاہ اور شاہ محمد خاں نے بھی شیرپاؤ کی حمایت میں ووٹ ڈال دیا۔ جماعت اسلامی نے اجلاس میں شرکت نہیں کی۔

صابر شاہ نے کہا کہ معطل اسمبلی کے معطل رکن کو قائد ایوان بنانا آئین سے غداری ہے۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر انتظامیہ نے ان کے ساتھیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند نہ کیں تو بھرپور مزاحمت کی جائے گی اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے گا۔ گورنر کا فرض تھا کہ وہ 24 اپریل کی رات بارہ بجے کے بعد گورنر راج کی مدت کے خاتمے کا اعلان کر کے مجھ سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے کہتے۔

قومی اسمبلی میں احتجاج

24 اپریل کو سرحد اسمبلی کے واقعہ کے خلاف اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں زبردست احتجاج کیا۔ ممبران نے ایجنڈے کی کاپیاں پھاڑ دیں۔ شور شرابے کے بعد اپوزیشن نے رواں اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلوں کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ پیپلز پارٹی ملک میں اپنی آمریت قائم کرنا چاہتی ہے۔ جب تک حکومت سرحد میں کیے گئے اپنے غیر آئینی اقدامات واپس نہیں لیتی اور مہران بینک سکینڈل کی تحقیقات کے لیے پارلیمنٹ کی کمیٹی قائم نہیں کرتی ہمارا اسمبلی کا بائیکاٹ جاری رہے گا۔ صابر شاہ کی حکومت ختم کرنے کے لیے مہران بینک سے بارہ کروڑ 80 لاکھ روپے نکلوائے گئے۔ صدر آئین کا تحفظ کرنے کے بجائے اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ صابر شاہ کی حکومت ختم کرنے کے خلاف مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے قومی اسمبلی کے 74 اور پنجاب اسمبلی کے 101 ارکان نے اپنے استعفے نواز شریف کے سپرد کر دیئے۔

صدر لغاری نے کہا کہ ہماری کوشش ہے کہ سرحد اسمبلی دوبارہ نہ ٹوٹے۔ بے نظیر نے کہا کہ سرحد اسمبلی میں وزیر اعلیٰ کا انتخاب سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہے۔ اپوزیشن کے ارکان بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آ جائیں۔ وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر نے کہا کہ واک آؤٹ اور بائیکاٹ سے سیاسی مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ آصف زرداری نے کہا کہ استعفوں سے قیامت نہیں آئے گی۔

صوبائی کابینہ

28 اپریل کو سرحد کی 27 رکنی کابینہ نے حلف اٹھا لیا۔ حلف اٹھانے والے وزراء میں دس ایسے ہیں جو صابر شاہ کی حکومت میں بھی وزیر تھے۔ چھ ارکان پہلی مرتبہ وزیر بنے ہیں۔ مسلم لیگ کے منحرف ارکان اختر حسین شاہ اور شاہ محمد خاں کو کابینہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

باب 11

بے نظیر حکومت کی ناکامیوں کا آغاز

بے بس وزیراعظم

2 مئی 1994ء کو سینیٹر یحییٰ بختیار نے کہا کہ بے نظیر ایک بے بس وزیراعظم ہیں، تمام فیصلے آصف زرداری خود کرتے ہیں۔ زرداری نے کہا کہ بے نظیر انتہائی زیرک اور ذہین ہیں، انھوں نے اپنی ذہنی قوت اور جدوجہد سے پیپلز پارٹی کی تعمیر نو کی ہے۔ صرف چار سال سے سیاست میں آکر میں پارٹی کو کس طرح ہائی جیک کر سکتا ہوں۔

اپوزیشن کی ملک گیر مہم

2 مئی کو پشاور میں مسلم لیگ اور اُس کی اتحادی جماعتوں نے اپنے اجلاس میں حکومت کے خلاف ملک گیر مہم چلانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس مقصد کے لیے 45 ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی گئی۔ نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی عدلیہ کے وقار اور اُس کی آزادی کو تباہ کرنے کے لیے اُس میں اپنے جیالے کھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہم پاکستان توڑنے کی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ مہران بنک اسکینڈل کی تحقیقات حکومت اور اپوزیشن کے مساوی ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی سے کرائی جائے۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ مہران بنک کو سب سے زیادہ زرداری نے لوٹا۔

5 مئی کو بے نظیر نے کہا کہ مہران بنک اسکینڈل میں ملوث افراد سے سختی کے ساتھ نمٹا جائے گا۔ ہم سیاست دانوں اور بااثر افراد کو عوام کا پیسہ ہضم نہیں کرنے دیں گے۔ نواز شریف

نے 30 کروڑ روپے کا قرضہ حاصل کیا۔ نصیر بابر نے بحث کے دوران سینٹ میں کہا کہ نواز شریف، الطاف حسین، مرزا اسلم بیگ، جاوید ہاشمی، مظفر شاہ اور جام معشوق نے یونس حبیب سے مالی فائدے حاصل کئے ہیں۔

مسلم لیگ میں شمولیت

11 مئی کو نواز شریف نے پشاور میں کہا کہ سرحد کے سابق وزیراعلیٰ سینیٹر میر افضل خان غیر مشروط طور پر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے ہیں۔ ملک اور پارٹی کی خاطر ہم نے ماضی کی تلخیوں کو فراموش کر دیا ہے۔ کوئی اور بھی جماعت میں واپس آنا چاہتا ہوں تو اُس کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ بے نظیر کے پیروں تلے سے زمین کھسک رہی ہے۔ عوام نے اُنہیں مسترد کر دیا ہے۔ صرف مسلم لیگ ہی ملک کو معاشی استحکام دلا سکتی ہے۔ میر افضل کے مسلم لیگ میں آنے سے عوام میں ایک ولولہ پیدا ہوگا۔ موجودہ جماعت سے جلد چھٹکارا حاصل کرلیں گے۔

ایک سکے کے دو رخ

14 مئی کو قاضی حسین احمد نے سکھر میں کہا کہ پیپلزپارٹی کو حکومت دلانے کے ذمہ دار ہم نہیں بلکہ خود نواز شریف ہیں۔ ہم نے نواز شریف کو نہیں چھوڑا بلکہ اُنہوں نے اقتدار میں آکر اتحاد کے انتخابی منشور سے غداری کی۔ بے نظیر حکومت نواز شریف کے کرتوتوں کی وجہ سے اقتدار میں آئی ہے۔ اس وقت بھی ملک میں انارکی ہے۔ قوم کو سہانے خواب دیکھانے والے خود ہی ڈاکو نکلے۔ مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، ان سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

کمانڈو آپریشن

16 مئی کو نماز فجر کے وقت ایک زبردست اور غیر معمولی کمانڈو آپریشن کے ذریعے نواز شریف کی ماڈل ٹاؤن لاہور کی رہائش گاہ کے باہر نصب حفاظتی جنگلے، سکیورٹی گارڈ کے پانچ رہائشی کمرے اور دفاتر منہدم کر دیئے گئے۔ تجاوزات کو ہٹانے کے اس سب سے بڑے آپریشن میں بلڈوزر، کرینیں اور ہیوی ٹرک استعمال کئے گئے۔ 74 کنال اراضی پر تجاوزات کو ختم کرنے کے لیے حکومت نے چار لاکھ 32 ہزار روپے صرف کئے۔ وزیراعلیٰ وٹو نے کہا کہ نواز شریف کے گھر کے باہر تجاوزات ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی زمین پر ناجائز طریقے سے تعمیر کی گئی تھیں جو واپس لے لی گئی۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے کہا کہ یہ کارروائی قائد حزب اختلاف کے خلاف

نہیں بلکہ قبضہ گروپ کے خلاف تھی۔

نواز شریف نے کہا کہ اس کارروائی سے حکومت کی ذہنی پستی بے نقاب ہوگئی ہے۔ میں دھمکیوں اور دباؤ سے مرعوب نہیں ہوں گا۔ میں نے اپنے دور اقتدار میں وزیر اعلیٰ جام صادق کو بے نظیر کی رہائش گاہ بلاول ہاؤس کراچی کے آہنی گیٹ ہٹانے سے منع کر دیا تھا۔ میں نے سابق صدر غلام اسحٰق کی ناراضگی مول لے کر آصف زرداری کو قومی اسمبلی میں لانے کی اجازت دی۔ اب بے نظیر اور زرداری دونوں تمام انسانی اقدار پھلانگ کر خود اپنی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔

ایٹمی تنصیبات کا معائنہ

18 مئی کو وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا کہ ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ پاکستان اپنے ایٹمی پروگرام اور تنصیبات کا معائنہ کرانے کے لیے تیار ہے۔ اپوزیشن کو سینٹ میں سردار آصف کے اس بیان پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ سردار آصف مستعفی ہو جائیں۔ نواز شریف نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کی اجازت دینا قومی خودکشی ہوگی۔

بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں کہا کہ ہم اپنے پُرامن ایٹمی پروگرام سے دستبردار نہیں ہوسکتے۔ پریسلر ترمیم کے دباؤ میں آکر ہم ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدہ پر دستخط نہیں کریں گے۔

صدر لغاری کا دورۂ امریکہ

بدھ 18 مئی کو صدر فاروق لغاری اپنے 18 افراد خانہ اور 22 رکنی ذاتی عملہ کے ہمراہ اپنے بیٹے کی گریجویشن تقریب میں شرکت کے لیے امریکہ روانہ ہوگئے۔ مسلم لیگ کے ترجمان نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ صدر اپنے بیٹے کی اس تقریب میں شرکت کے لیے سرکاری خزانے سے دس کروڑ خرچ کرا رہے ہیں۔ اس سے قبل وہ تیتروں اور بٹیروں کے شکار پر بھی قوم کے کروڑوں روپے خرچ کر چکے ہیں۔ تین مرسڈیز کاریں صدر کے ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی ہیں۔

جمعرات 19 مئی کو وزیراعظم بے نظیر اپنے شوہر اور 21 رکنی وفد کے ہمراہ سعودی عرب کے لیے روانہ ہوگئیں۔ جمعہ 20 مئی کو انہوں نے اپنے شوہر کے ہمراہ حج ادا کیا اور بعد میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ سعودی حکومت نے 22 رکنی وفد کو سرکاری مہمان کا درجہ دیا۔ بے نظیر نے شاہ فہد سے ملاقات کی اور انہیں پاکستان کا دورہ کرنے کی دعوت

دی جو اُنھوں نے قبول کرلی۔

نواز شریف نے 22 مئی کو عید الاضحیٰ اپنے اہل خانہ کے بجائے لاڑکانہ کے گاؤں دھنی بخش جونیجو میں ہاریوں کے ساتھ منائی۔ اُنھوں نے ہاریوں کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔

سینٹ میں حکومت کی شکست

26 مئی کو اپوزیشن نے سینٹ میں دو مرتبہ اپنی عددی برتری کا مظاہرہ کردیا۔ اجلاس کے آغاز میں وزیر قانون اقبال حیدر نے وقفہ سوالات موخر کرنے کی تحریک پیش کی جسے ایوان نے کثرت رائے سے مسترد کردیا۔ دوسری مرتبہ جب اقبال حیدر نے آئین میں اصلاحات کا بل زیر غور لانے کی تحریک پیش کی تو اسے ایوان نے کثرت رائے سے مسترد کردیا۔ رائے شماری میں اپوزیشن کو 23 اور حکومت کو 21 کروڑ ووٹ ملے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر ہم منشیات کے دو بڑے اسمگلروں کو رہا کردیتے تو سینٹ کا الیکشن آسانی کے ساتھ جیت سکتے تھے۔ لیکن ہم نے سودے بازی نہیں کی۔ اپوزیشن نے مطالبہ کیا کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ مستعفی ہو جائے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن 72 ارکان اسمبلی کے استعفے دلوانے میں کامیاب ہو جائے تو وہ خود بھی مستعفی ہو جائیں گی۔ لیکن اگلے دن بے نظیر نے اپنی یہ پیش کش واپس لے لی۔

بجٹ سیشن

29 مئی سے قومی اسمبلی کا بجٹ اجلاس شروع ہوا۔ اپوزیشن نے اپنا بائیکاٹ ختم کرکے اُس میں شرکت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ نواز شریف نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں کے 92 سے زائد ارکان اسمبلی اپنے استعفے پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بے نظیر وعدے کے مطابق اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں۔ اس سے قبل بھی مرسڈیز کار کی درآمد کے ثبوت پیش کرنے کے باوجود وہ مستعفی ہونے کے وعدہ سے منحرف ہو چکی ہے۔ ملک کو سخت خطرہ درپیش ہے۔ ہمارے آزمودہ اور عزیز دوست بھی ہم سے ناراض ہو رہے ہیں۔ پاکستان عالمی سطح پر یک و تنہا ہو کر رہ گیا ہے۔ حکومت نے موٹروے، گوادر کی بندرگاہ اور دوسرے خوش حالی کے منصوبے ختم کردیئے ہیں۔ ترک فرم نے پاکستان پر 175 ملین ڈالر ہرجانے کا دعویٰ دائر کردیا ہے۔ حکمران ٹولہ لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہے۔ صدر سے لے کر وزراء تک ہر کوئی کسی نہ کسی اسکینڈل میں ملوث ہے۔ اس سے بڑھ کر بددیانتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ صدر اپنے بیٹے کے کانووکیشن کی تقریب میں شرکت کے لیے سرکاری خزانے سے کروڑوں روپے خرچ کرکے امریکہ گئے۔ نیا بجٹ آئے گا تو عوام کے ہوش اُڑ جائیں گے۔

بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف حکومت کی غلط پالیسیوں سے ملکی معیشت کو جو نقصان پہنچا ہے، ہم اُس کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے دور حکومت میں نوٹ چھاپ کر مہنگائی میں اضافہ کیا۔ ہم بڑھتے ہوئے بجٹ خسارہ کو کم کر کے پانچ فیصد تک لانا چاہتے ہیں۔

قومی اسمبلی کا بائیکاٹ

31 مئی کو جب قائد حزب اختلاف نواز شریف نے قومی اسمبلی میں صدر لغاری کے کرپشن کے بارے میں تقریر کرنا چاہی تو اسپیکر نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی۔ اپوزیشن کے ارکان نے اس پر شدید احتجاج کیا۔ شور و غل کی وجہ سے اسپیکر نے تمام مائیک بند کرا دیئے اور اجلاس نصف گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیا۔ اپوزیشن نے اس پر بطور احتجاج اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔

نواز شریف کی پریس کانفرنس

31 مئی کو نواز شریف نے پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس میں صدر لغاری کے کرپشن کے بارے میں دستاویزی ثبوت پیش کئے اور کہا کہ ایوان میں اجازت نہ ملنے پر وہ ایسا کر رہے ہیں۔ صدر کے خلاف فرد جرم عائد کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کی گریجویشن تقریب میں شرکت کے لیے اپنے اہل خانہ اور دوستوں اور عملے کے 67 افراد پر مشتمل ایک وفد کو سرکاری جہاز میں سوار کرا کے امریکہ لے گئے۔ اس قافلے کو ہوٹلوں میں ٹھہرانے پر سرکاری خزانے سے چار کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ صدر لغاری کے بیٹے کی ڈگری قوم کو 15 کروڑ روپے میں پڑی۔ صدر کلنٹن نے اس دورے میں لغاری کے ساتھ فوٹو کھنچوانے کی درخواست بھی مسترد کر دی۔ شکار پارٹیوں پر بھی اُنھوں نے قوم کے کروڑوں روپے ضائع کر دیئے۔ صدر نے ایک پرندہ 25 ہزار روپے میں شکار کیا۔ ایوان صدر کو اپنی عشرت گاہ بنانے کے لیے شوٹنگ رینج، گالف کورس، گھڑسواری کے میدان اور گھوڑوں کے اصطبل بنوائے۔ چوٹی میں اُن کے ذاتی گھر کو ایوان صدر میں تبدیل کرنے کے لیے اُس کی آرائش، زیبائش پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ گلبرگ میں اپنی ذاتی کوٹھی کی فروخت میں دو کروڑ روپے کے سرکاری ٹیکس بچانے کے لیے صدر نے دھوکہ دہی کی۔ یونس حبیب کی قائم کردہ چھ بوگس کمپنیوں کے ذریعے صدر نے مہران بنک سے ڈیڑھ کروڑ روپے وصول کئے۔ ڈیرہ غازی خان میں ایک سرکاری محکمے کو اراضی کے فروخت کے سودے میں ڈھائی کروڑ روپے کی رقم وصول کی۔ تمام الزامات کے بارے میں ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ صدر کے خلاف آئینی ریفرنس دائر کرنے کے لیے ہم قانونی ماہرین سے مشورہ کر رہے

ہیں۔ اُن کے خلاف مواخذہ کی تحریک پیش کرنے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔

صدر لغاری نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے خلاف تمام الزامات لغو اور بے بنیاد ہیں، میں ساری زندگی کسی اسکینڈل میں ملوث نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوں گا۔ اپوزیشن نے جن بنک ڈرافٹس اور چیکوں کا حوالہ دیا ہے۔ وہ رقم میں نے ڈیرہ غازی خان میں اپنے آبائی گاؤں کی فروخت کی مد میں حاصل کی تھی۔ مجھے مہران بنک اسکینڈل میں ملوث کر کے میری ذاتی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جھوٹے الزامات لگانے پر میں نواز شریف کے خلاف مقدمہ دائر کروں گا۔ امریکہ کے دورے کے دوران صدر کلنٹن سے ملاقات کرنے کا میرا کوئی پروگرام نہیں تھا۔

نواز شریف نے کہا کہ صدر عدالت میں جائیں۔ میں ہر مقدمے کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سرکاری ریکارڈ میں تبدیلی کے باوجود صدر لغاری انجام سے بچ نہیں سکتے۔ مہران بنک کے علاوہ ڈالر بیرز سرٹیفکیٹ اسکینڈل کے بارے میں بھی صدر لغاری کے ملوث ہونے کے ثبوت مل گئے ہیں۔ میں صدر کے خلاف الزامات ہر جگہ ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں۔

بے نظیر نے کہا کہ صدر کے خلاف دستاویزات جعلی ہیں۔ جھوٹے الزامات لگانے والوں کو ہم بے نقاب کریں گے۔ ان عناصر کے خلاف آئین اور قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ صدر پر عائد کردہ تمام الزامات جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔ فاروق بخاری نے یونس حبیب کے ہاتھ اپنی زرعی زمین فروخت کی جس کی ادائیگی چھ مختلف کمپنیوں کے ذریعے صدر کو کی گئی۔ نواز شریف نے خود مہران بنک سے چھ کروڑ روپے وصول کیے۔

کراچی میں ہنگامہ آرائی

یکم مئی کو ایم۔ کیو۔ ایم۔ کے اعلان کردہ دو روزہ سوگ کے دوسرے دن کراچی کے ہنگاموں میں 17 افراد جاں بحق اور 80 سے زائد زخمی ہو گئے۔ 30 گاڑیاں، تین پیٹرول پمپ، بنک اور پولیس کی چوکیاں نذر آتش کر دی گئیں۔

یکم مئی کو امن و امان کی بحالی کے لیے کراچی میں فوج طلب کر لی گئی۔ ہتھیاروں سے لیس بکتر بند دستوں نے اہم اور حساس مقامات پر پوزیشن سنبھال لی اور فساد زدہ علاقوں میں گشت شروع کر دیا۔

الطاف حسین کا بیان

یکم مئی کو الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مہاجروں کا تعلیمی اور معاشی ہی نہیں بلکہ جسمانی قتل بھی کر رہی ہے۔ جب پیپلزپارٹی حکومت سے باہر ہوتی ہے تو طیارے اغوا کرتی ہے۔ ریفائنریوں پر راکٹ لانچروں سے حملہ کرتی ہے اور جب اقتدار میں آتی ہے تو اپوزیشن کو کچلتی ہے۔ ہم حکومتی مظالم کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ انھوں نے مذاکرات کے لیے حکومت کے سامنے تین شرائط پیش کر دیں۔ پہلی یہ کہ مظاہرین پر گولیاں برسانے والے سرکاری ملازمین کو برطرف کیا جائے۔ دوسرے ہمارے کارکنوں کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور تیسرے یہ کہ مہاجر دشمن اقدامات ترک کیے جائیں۔ کراچی کے واقعات کی تمام تر ذمہ داری پیپلزپارٹی پر عائد ہوتی ہے۔

2 مئی کو بے نظیر نے کہا کہ ہم امن و امان کی بحالی کے لیے مذاکرات کے لیے تیار ہیں لیکن کسی کو دہشت گردی کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہنگاموں میں ملوث افراد حکومت پر دباؤ ڈال کر اپنے خلاف مقدمات ختم کرانا چاہتے ہیں لیکن ہم کسی قصوروار کو نہیں چھوڑیں گے۔ اگر وزیراعظم کا بھائی پابند سلاسل ہو سکتا ہے تو پھر نواز شریف اور الطاف حسین کو بھی مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عبداللہ شاہ نے بھی الطاف حسین اور دیگر کے خلاف فوجداری مقدمات واپس لینے سے انکار کر دیا۔ اللہ نے ہمیں طاقت اور عوام نے مینڈیٹ دیا ہے۔ ہم کراچی کی رونقیں اور روشنیاں بحال کریں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں بے گناہ افراد کا خون بہایا جا رہا ہے۔ یہ کریڈٹ ہمیں جاتا ہے کہ سندھ کو ہم نے قومی دھارے میں شامل کر لیا ہے۔ ملک کے تحفظ کے لیے تبدیلی ضروری ہو گئی ہے۔

2 مئی کو فوج طلب کرنے کے باوجود کراچی میں فائرنگ اور تشدد کے واقعات میں تین ہلاک اور 40 سے زائد زخمی ہو گئے۔ مسلح افراد نے گلبہار کے تھانے پر زبردست فائرنگ کی۔ رینجرز کی گاڑی پر فائرنگ سے ایک افسر زخمی ہو گیا۔ فوجی گاڑی پر ایک مکان کی چھت سے برسٹ مارا گیا۔ میجر اور اُن کے دو ساتھی زخمی ہو گئے۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایک لانس نائیک جاں بحق ہو گیا۔ 18 گاڑیوں، 4 مکانات، 2 بنکوں، 6 دکانوں، ایک یوٹیلٹی اسٹور اور ایک ڈاک خانے کو آگ لگا دی گئی۔ حیدر آباد میں بھی چار گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ ہنگاموں کا دائرہ سکھر تک وسیع ہو گیا۔ وہاں بھی ہنگاموں میں 5 افراد ہلاک ہو گئے اور تین گاڑیاں جلا دی گئیں، ایک پولس چوکی پر حملہ کیا گیا۔

2 مئی کو صدر لغاری نے کہا کہ الطاف حسین حکومت کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور نہ کریں۔ منی پاکستان، کراچی میں نقاب پوشوں کے ذریعے فائرنگ کا سلسلہ بند کیا جائے۔

نواز شریف نے کہا کہ صدر لغاری جیالے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ ابھی تک صدر

کے باوقار منصب پر پورے نہیں اُتر سکے۔ حلف اُٹھانے کے بعد وہ بھٹو کے مزار پر گئے۔ اسی لیے میں نے اُن سے ابھی تک ملاقات نہیں کی۔

نائن زیرو پر چھاپہ

2 مئی کی شب کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں نے ایم۔ کیو۔ ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو پر چھاپہ مار کر رات گئے تک تلاشی کا سلسلہ جاری رکھا لیکن ایم۔ کیو۔ ایم نے اس کی تردید کی۔

3 مئی کو فوجی گشت کے باوجود فائرنگ سے 3 افراد ہلاک اور 5 شدید زخمی ہوگئے۔ ناظم آباد میں فوجی دستے پر اچانک فائرنگ سے ایک فوجی جاں بحق ہوگیا۔ جوابی فائرنگ سے دو حملہ آور ہلاک ہوگئے۔ تاریکی میں ملزمان اپنے ساتھیوں کی لاشیں گھسیٹ کر فرار ہوگئے۔ ایک بنک، ٹرک، منی بس، اور مکان کو آگ لگا دی گئی، دکانوں کے شیشے توڑ کر سامان لوٹ لیا گیا۔ بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ بدامنی کی ذمہ داری پیپلز پارٹی پر عائد ہوتی ہے۔ انھوں نے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ اشتعال میں آکر تشدد کا راستہ اختیار نہ کریں۔ ایک فوجی ترجمان نے کہا کہ فوج پر فائرنگ کون کر رہا ہے؟ اس کا پتہ چلایا جائے گا۔ کراچی میں "را" کی مداخلت کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا۔

3 مئی کو سندھ کے کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل محمد نصیر اختر نے افسران سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں فوج کی تعیناتی کا مقصد شہریوں کو شرپسندوں کی کارروائی سے محفوظ رکھنا ہے۔ مٹھی بھر شرپسندوں کو امن و امان تہ و بالا کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ قانون شکنی میں ملوث نوجوانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ فوجی قیادت نے حکومت کو سیاسی مفاہمت کا مشورہ دیا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم کراچی کے مسئلہ کا سیاسی حل تلاش کر رہے ہیں۔ الطاف حسین کی واپسی کے لیے انٹرپول سے رابطہ کیا جائے گا۔

4 مئی کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر فائرنگ اور تشدد کے واقعات میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کے سوگ میں کراچی میں ہڑتال ہوئی۔ پورا شہر ہوائی فائرنگ کی آوازوں سے گونجتا رہا۔ فائرنگ سے ایک ٹرانسفارمر پھٹ گیا۔ ایک شخص ہلاک اور 17 زخمی ہوگئے۔ 8 گاڑیوں، ایک قومی بچت مرکز اور دو بنکوں کو آگ لگا دی گئی۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ کراچی میں فساد کرنے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ شرپسندوں کو عوام کی حمایت حاصل نہیں۔

4 مئی کی صبح کو بعض نامعلوم افراد نے الطاف حسین کی رہائش گاہ پر فائرنگ کی۔ حملہ آور ٹیکسیوں میں سوار ہو کر صبح 5 بجے نائن زیرو پہنچے اور ہاسٹل اور دفاتر پر گولیاں برسائیں۔

دیواریں گولیوں سے چھلنی ہو گئیں۔ واردات کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔ جوہر آباد کے متعلقہ تھانے نے اس سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔

کراچی فوج کے سپرد

4 مئی کو کراچی میں امن و امان کی تمام ذمہ داریاں فوج کے سپرد کر دی گئیں۔ فوج کو انتظامیہ میں رد و بدل کے اختیارات بھی دے دیئے گئے۔

نائن زیرو پر چھاپے

4 مئی کی شام کو فوجی دستوں اور پولیس کی بھاری جمعیت نے ایم۔ کیو۔ ایم کے مرکزی دفتر پر چھاپہ مار کر رابطہ کمیٹی کے تین رہنماؤں ڈاکٹر فاروق ستار، کنور خالد یونس اور خالد مرتضٰی سمیت 66 افراد کو حراست میں لے لیا۔ بعض ریکارڈ بھی قبضہ میں لے لیا گیا۔ پورے علاقے کا محاصرہ کر کے گھروں کی تلاشی لی گئی۔ دیگر علاقوں میں بھی چھاپے مار کر گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اگلے دن 5 مئی کو بھی صبح کے وقت اور پھر دوبارہ شام کو نائن زیرو پر چھاپہ مار کر قاضی خالد بشیر فاروقی، عبدالقادر، الطاف کاظمی اور الیاس ایڈووکیٹ سمیت 25 فراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ گرفتار رہنماؤں کو آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر بکتربند گاڑیوں میں بٹھا کر نیو ٹاؤن تھانے سے تفتیشی اداروں کے حوالے کر دیا گیا۔ مختلف علاقوں سے گرفتار شدہ افراد کی تعداد 50 سے تجاوز کر گئی۔

الطاف حسین نے کہا کہ دفتر پر چھاپے ایک بزدلانہ اقدام ہے۔ گرفتاریاں ہمیں خوفزدہ نہیں کر سکتیں۔ حکومت کے اقدامات متعصبانہ ہیں۔ اُسے مہاجروں کے خلاف طاقت کے بے جا استعمال سے روکا جائے۔ نواز شریف نے بھی ان چھاپوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر اپنے والد کی پھانسی کا بدلہ لینے کے لیے فوج سندھ کو آگ میں جھونک رہی ہیں۔ وہ باز نہ آئیں تو اُن کا حشر بھی بھٹو جیسا ہو سکتا ہے۔ 1971ء میں اگر مسلم لیگ فعال ہوتی تو نہ بھٹو پیدا ہوتے اور نہ بے نظیر پاکستان میں ہوتیں۔ بے نظیر ملک چھوڑ کر بھاگنے والی ہیں لیکن ہم انہیں بھاگنے نہیں دیں گے۔ حکومت اپنے ڈوبتے ہوئے اقتدار کو سہارا دینے کے لیے سندھ میں خانہ جنگی کرا رہی ہے۔ ہم اقتدار میں آکر سندھ کو مثالی ترقی دیں گے۔

5 مئی کو بے نظیر نے کہا کہ میں کراچی کے عوام کو یقین دلاتی ہوں کہ یہاں ہر قیمت پر امن و امان بحال رکھا جائے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے سنجیدہ عناصر مذاکرات کی میز پر آئیں۔ مقدمات کی واپسی کو کراچی کے مفادات پر ترجیح دیں۔ سنگین نوعیت کے مقدمات واپس نہیں لیے جا

سکتے۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ اُسے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ سرکاری اہلکار کپاس اور چاول کے دھندے میں کروڑوں روپے کھا گئے۔ پیپلز پارٹی پر مافیا اور ضیاء کے حامیوں کا قبضہ ہے۔ اپنی رہائی کے بعد میں اُنہیں پارٹی سے نکال کر اُس کی تشکیل نو کروں گا۔

فوجی گشت کے باوجود 5 مئی کو بھی فائرنگ سے تین افراد ہلاک اور پانچ زخمی ہو گئے۔ دو بسیں جلا دی گئیں۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ مختلف مقامات پر آتشزنی اور پتھراؤ کے واقعات ہوتے رہے۔

6 مئی کو حکومت سندھ نے الطاف حسین کے خلاف بغاوت، مسلح فسادات، اغوا، آتش زنی، اقدام قتل، حبس بے جا، مجرمانہ سازش اور ڈاکے الزامات میں درج کئے گئے۔ 80 مقدمات کی فہرست جاری کر دی۔ ان میں سے 28 مقدمات نواز شریف کے دور حکومت میں درج کئے گئے تھے۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

7 مئی کو کراچی میں صدر لغاری کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں وزیراعظم، وزیراعلیٰ، بری فوج کے سربراہ اور سندھ کے کور کمانڈر نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ سیاسی تنازعات جمہوری عمل کا حصہ ہیں۔ اگر انہیں سیاسی طریقوں سے حل کیا جائے تو اس میں تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کسی کو سیاسی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ گرفتار شدگان کے خلاف کھلی عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں گے۔ فیصلہ کیا گیا کہ امن قائم ہونے تک کراچی میں فوج رکھی جائے گی۔

بعد میں عبداللہ شاہ نے کہا کہ سیاست اور جرم میں فرق ہونا چاہیے۔ ہم مجرموں سے نہیں، سیاست دانوں سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ الطاف حسین گھنٹوں ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہیں۔ اُنہیں فنڈز کون دے رہا ہے۔ نائن زیرو پر چھاپے کے دوران پچاس غیر قانونی ٹیلی فون لائنیں علم میں آئیں۔ بھارت الطاف حسین کے حق میں مظاہرے کروا رہا ہے۔ زی۔ ٹی۔ وی اُن کے حق میں پروگرام نشر کر رہا ہے۔ بھارتی ایجنسی "را" کے ملوث ہونے کے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ سندھ میں مشرقی پاکستان جیسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی۔

مذاکرات کی دعوت

16 مئی کو وفاقی حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مذاکرات کے لیے اپنی تین شرائط

پیش کر دیں۔ پہلے یہ کہ وہ تشدد کی سیاست سے گریز کرے، دوسرے مجرموں کے خلاف مقدمات کی واپسی کا مطالبہ ترک کر دے اور تیسرے یہ کہ مسئلہ کشمیر پر حکومت پاکستان کی حمایت کا اعلان کرے۔

دیواروں سے مذاکرات

الطاف حسین نے لندن سے کہا کہ ہماری پوری قیادت پر مقدمات قائم ہیں۔ حکومت دیواروں سے مذاکرات کرے۔ ہم تشدد کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہماری قیادت کی رہائی تک مذاکرات کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایم۔ کیو۔ ایم مقبوضہ کشمیر میں بھارتی جارحیت کی مذمت کرتی ہے۔ آفتاب شیخ نے کہا کہ ہم بندوق کی نوک پر مذاکرات نہیں کریں گے۔ گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے۔ اگر ہم دہشت گرد ہیں تو پھر مذاکرات کا عندیہ کیوں دیا جا رہا ہے۔

17 مئی کو عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے معتدل اور محب وطن عناصر سے ہماری بات چیت ہو رہی ہے۔ الطاف حسین ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ 17 اپریل کو اپنے ٹیلی فون کے خطاب میں انہوں نے "آدھا ہمارا، آدھا تمہارا" کا نعرہ لگایا اور آزادی کے نعرے بھی لگوائے۔ وہ مسئلہ کشمیر کو کراچی سے منسلک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے اُن کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ شرپسند عناصر بدامنی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن سندھ ایک ایسا امیر ترین خطہ بن کر اُبھرے گا کہ لوگ دبئی کو بھول جائیں گے۔ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے کراچی کو نعشوں اور اسلحہ کے سوا کچھ نہیں دیا۔ سندھ میں قومیت کا پرچار بیرونی قوتوں نے کیا۔ مہاجر اور سندھی ایک ہیں۔ دہشت گرد تشدد کی سیاست کو خیرباد کہہ کر اپنا اسلحہ حکومت کے حوالے کر دیں۔ الطاف حسین کے بغیر ہم ایم۔ کیو۔ ایم سے مذاکرات پر آمادہ ہیں۔

فوجی قیادت میں تبدیلی

17 مئی کو لیفٹیننٹ جنرل لہراسپ خاں کو جنرل نصیر اختر کی جگہ کراچی کا کور کمانڈر مقرر کر دیا گیا۔ جنرل نصیر اختر کوارٹر ماسٹر جنرل بنا دیئے گئے۔

ہاؤس آف کامنز میں تحریک

25 مئی کو دارالعوام لندن میں بعض ممبران کی جانب سے پیش کی جانے والی ایک تحریک

میں ایم کیو ایم کو کراچی اور اُس کے نواح میں تخریب کاری کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور کہا گیا کہ یہ دہشت گرد تنظیم منظم تخریب کاری، شہری انتشار، اور گڑبڑ کی ذمہ دار ہے۔ یہ تنظیم جبراً رقم وصول کرتی ہے اور اسلحہ کی خریداری میں ملوث ہے۔ لندن میں مقیم تنظیم کے قائد الطاف حسین نے حالیہ دنوں میں اپنے حامیوں کو ہدایت دی تھی کہ وہ تشدد کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئیں۔ تحریک میں اُن فاضل لیبر پارٹی کے اراکین کی مذمت کی گئی جن کی حکومت پاکستان پر تنقید کی وجہ سے ایم۔ کیو۔ ایم کو تقویت حاصل ہوئی۔ تشدد کی سرگرمیوں میں ملوث گرفتار شدگان کو سیاسی قیدی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی بھڑکائی ہوئی آگ کو جس طرح وزیرِاعظم بے نظیر اور پاکستانی فوج نے قابو میں رکھا ہے، اُس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

الطاف حسین کے نام آفاق کا خط

31 مئی کو آفاق احمد نے کہا کہ چند دن قبل میں نے ایک خط الطاف حسین کو لندن روانہ کیا ہے۔ خط میں موجودہ حالات، واقعات، سیاسی صورت حال اور مہاجروں کی جدوجہد کے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ اس وقت مہاجروں کی بقاء کو تمام دوسرے اُمور پر اولیت حاصل ہوگئی ہے۔ مہاجروں کے وسیع تر مفاد میں اپنی ذاتی انا کو خیرباد کہہ کر قوم کے بہتر مستقبل کی خاطر ہم نے پہل کر دی ہے۔ ہم اب اُن کے جواب کے منتظر ہیں۔

الطاف حسین نے کہا کہ پارٹی کے غداروں سے کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ آفاق احمد نے کہا کہ ہمارے تعاون کی پیش کش کا جواب قتل و غارت گری سے دے کر الطاف حسین نے ثابت کر دیا کہ وہ امریکی ایجنٹ ہیں۔

31 مئی کو جی۔ ایم۔ سید نے کہا کہ مجیب الرحمٰن کی طرح الطاف حسین کو نظر انداز کرنا مناسب نہیں ہے لیکن لفظ مہاجر سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ اسے ترک کئے بغیر سندھی مہاجر اتحاد ممکن نہیں۔ سندھ کے سابق گورنر حکیم محمد سعید نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ الطاف حسین کے والد جی۔ ایم۔ سید کے سیکرٹری رہ چکے ہیں۔

پولیس پارٹی پر فائرنگ

31 مئی کو ایک پولیس پارٹی مخبر کے ہمراہ فیصل کالونی میں ایک ملزم کی گرفتاری کے لیے چھاپہ مارنے کے لیے گئی۔ لیکن اُس کی آمد سے قبل ہی مسلح افراد چھاپہ مارنے کی جگہ پر پولیس پر حملہ آور ہونے کے لیے گھات لگائے بیٹھے تھے۔ جیسے ہی پولیس کے اہلکار ایک ییلو کیب میں سوار وہاں پہنچے مختلف اطراف سے اُن پر کلاشنکوف کے برسٹ مارے گئے۔ سب انسپکٹر سعید

قریشی اور ایک کانسٹیبل کے بھیجے اُڑ گئے۔ تنویر احمد، فضل احمد اور فاروق جمیل فائرنگ سے موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ ٹیکسی ایک مکان سے جا ٹکرائی جس کی دیوار منہدم ہو گئی۔ اس کے علاوہ گزشتہ دنوں فائرنگ سے دو سپاہیوں سمیت 15 افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے تھے۔ نامعلوم مسلح کار سواروں نے ملیر تھانے پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ شریف آباد میں ایک پولیس کانسٹیبل کی ہلاکت کے بعد حملہ آور اُس کی سرکاری مشین گن بھی لے گئے۔ حملہ آور وارداتوں کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

منحرف ارکان کی رکنیت کی بحالی

5 مئی کو تین رکنی الیکشن کمیشن کے دو ممبران جسٹس شیخ ریاض اور جسٹس بشیر جہانگیری نے اپنے فیصلے میں سرحد اسمبلی کے مسلم لیگ سے انحراف کرنے والے دو ارکان صوبائی اسمبلی شاہ محمد اور اختر شاہ کے خلاف دائر کردہ نااہلی کے ریفرنس خارج کر کے اُن کی رکنیت بحال رکھی۔ لیکن چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ریٹائرڈ) نعیم الدین نے اکثریتی فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں ان دونوں کو اسمبلی کی رکنیت کا نااہل قرار دے دیا اور لکھا کہ اگر اسی طرح سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے کی اجازت دے دی جائے تو پورا سیاسی ڈھانچہ تباہ اور ملکی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ اگر کوئی رکن اسمبلی اپنی سیاسی وفاداری تبدیل کرنے کا خواہش مند ہو تو اس کے لیے باعزت طریقہ یہ ہے کہ وہ اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو کر دوبارہ انتخاب لڑے۔

نواز شریف نے کہا کہ ہم اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ سے رجوع کریں گے۔ عوام نے لوٹا کریسی کو مسترد کر دیا ہے۔ وہ لوٹوں کو اپنے علاقوں میں گھسنے ہی نہیں دیں گے۔ ولی خان نے کہا کہ اس فیصلے کے بعد اب ارکان اسمبلی کی کھلی بولی لگے گی۔

ضمنی انتخاب میں اے۔این۔پی کی جیت

7 مئی کو سرحد اسمبلی کی کوہاٹ اور نوشہرہ کی خالی دو نشستوں کے ضمنی انتخاب میں اے۔ این۔ پی کے اُمیدوار اور میاں مظفر شاہ اور اورنگ زیب خان پیپلز پارٹی کے اُمیدواروں کو شکست دے کر کامیاب ہو گئے اس طرح سرحد اسمبلی میں مسلم لیگ اور اُس کی حلیف پارٹیوں کے ارکان کی تعداد 33 سے بڑھ کر 35 ہو گئی۔

بے نظیر بھٹو نے اے۔ این۔ پی کے کامیاب اُمیدواروں کو مبارکباد دی اور کہا کہ ہم سرحد کے عوام کا فیصلہ قبول کرتے ہیں۔ غیر جانبدارانہ انتخابات نے ثابت کر دیا کہ ہم جمہوری

عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ شیرپاؤ مستحکم ہے اور اُسے کوئی خطرہ نہیں۔

مستقل گورنر

18 مئی کو قائم مقام گورنر میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی خاں نے صوبہ سرحد کی مستقل گورنر کی حیثیت سے حلف اُٹھالیا۔

سرحد اسمبلی کے اسپیکر

19 مئی کو اے۔ این۔ پی سے متعلق سرحد اسمبلی کے اسپیکر ہدایت اللہ چمنی کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک 42 ووٹوں سے کامیاب ہوگئی۔ رائے شماری کے موقع پر اپوزیشن نے اسمبلی سے واک آوٹ کر دیا تھا۔ 24 مئی کو پیپلز پارٹی کے رکن اسمبلی عبدالاکبر خان بلامقابلہ اسمبلی کے نئے اسپیکر منتخب ہوگئے۔ اپوزیشن کے کسی اُمیدوار نے اس عہدہ کے لیے کاغذات نامزدگی جمع ہی نہیں کرائے۔ اس لیے ووٹنگ کی نوبت ہی نہیں آئی۔ پیپلز پارٹی کے اُمیدوار سید علاؤ الدین 44 ووٹ لے کر ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوگئے۔ مسلم لیگی اُمیدوار غلام نبی کو صرف 33 ووٹ ملے۔ اپوزیشن کے ایک رکن نے بھی پیپلز پارٹی کے اُمیدوار کے حق میں ووٹ دیا۔ اسلامک فرنٹ غیر جانبدار رہا۔

26 مئی کو وزیر اعلیٰ آفتاب شیرپاؤ نے اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔ 42 ارکان نے اُن کے حق میں ووٹ دیا۔ اپوزیشن ایوان میں اپنے بائیکاٹ کے باعث موجود نہیں تھی۔ اسلامک فرنٹ کے چار ارکان نے اپنا ووٹ استعمال نہیں کیا۔

نواز شریف نے کہا کہ شیرپاؤ کو صوبے کا وزیر اعلیٰ بنانے کے لیے مہران بنک کو استعمال کیا گیا ہے۔

بلوچستان میں گورنر کی تقرری

19 مئی کو لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عمران اللہ خان کو بلوچستان کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ صوبہ کے وزیر اعلیٰ نواب ذوالفقار علی مگسی نے کہا کہ گورنر کی تقرری سے قبل اُن سے کوئی مشورہ نہیں کیا لیکن ہم استعفیٰ دے کر بھاگنے والے نہیں، ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

قومی بجٹ

جمعرات 9 جون کو پیپلز پارٹی کی حکومت نے 95-1994ء کے لیے اپنا پہلا بجٹ قومی اسمبلی میں پیش کر دیا- وزارت خزانہ کا محکمہ وزیراعظم بے نظیر نے اپنے پاس رکھا ہے لیکن بجٹ انھوں نے نہیں بلکہ وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے پیش کیا- پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انتظامات مکمل ہونے کے باوجود اپوزیشن کی ہنگامہ آرائی کے خدشہ کے پیش نظر بجٹ کو ریڈیو اور ٹی-وی پر نشر نہیں کیا گیا- دوسری جانب قومی اسمبلی میں پیش ہونے سے قبل ہی بجٹ اخبارات میں چھپ گیا- سیکرٹری خزانہ قاضی علیم الدین نے اعتراف کیا کہ بجٹ کی دستاویزات وزارت خزانہ کو ملنے سے قبل ہی اخبارات میں شائع ہو گئیں- حکومت نے اس کی تحقیقات کا حکم دے دیا- بجٹ میں 28 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگائے گئے- 277 اشیاء پر سیلز ٹیکس نافذ کر دیا گیا- سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 تا 35 فیصد اضافہ کیا گیا- مخدوم شہاب نے کہا کہ قوم حکومت کے ساتھ تعاون کرے- ہم مختلف اصلاحات کے ذریعہ قومی پیداوار میں سات فیصد اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان کو ایشیا کا جدید صنعتی مرکز بنا کر اُسے اکیسویں صدی میں لے جانا چاہتے ہیں-

نواز شریف نے کہا کہ قیمتوں میں اضافے کر کے حکومت نے غریبوں کی کمر میں چھرا گھونپ دیا- قدرتی گیس پر ایکسائز ڈیوٹی سے ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہو گا- سیلز ٹیکس اور سروسز ڈیوٹی سے عوام مہنگائی کی چکی میں پس جائیں گے- حکومت نے آئی- ایم- ایف کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے- سرتاج عزیز نے کہا کہ یہ تو محض منی بجٹ ہے- اصل بجٹ تو تین ماہ بعد آئے گا-

عالمی بنک کے ماہرین نے بجٹ پر اعتراضات کرتے ہوئے کہا کہ وزارت خزانہ نے جو کچھ پیش کیا ہے، اُسے بجٹ کہا ہی نہیں جا سکتا- بجٹ میں بوگس اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں- 14 جون کو مخدوم شہاب نے قومی اسمبلی میں تسلیم کیا کہ بجٹ میں بعض خامیاں، الہام اور بے ضابطگیاں ہیں- انہیں دور کرنے کے لیے جلد ہی بجٹ میں ترامیم پیش کی جائیں گی-

تاجروں کا اجتماع

16 جون کو ملک بھر کے تاجروں اور صنعت کاروں نے بجٹ کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر اسے واپس نہیں لیا گیا تو غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کر دی جائے گی اور حکومت کو ٹیکسوں کی ادائیگی روک دی جائے گی- تاجروں نے افسران کے صوابدیدی اختیارات کو بھی مسترد کر دیا- حکومت اور تاجروں کے درمیان مذاکرات ناکام ہو گئے- حکومت

نے سیلز ٹیکس واپس لینے اور انکم ٹیکس قوانین میں ترمیم کرنے کا فیصلہ مسترد کر دیا۔ 23 جون کو تاجروں نے 26 جون کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا۔

ملک گیر ہڑتال

26 اور 27 جون کو 29 ایوان ہائے تجارت وصنعت اور 140 سے زائد کاروباری اور پیشہ ورانہ تنظیموں کی اپیل پر ملک بھر کے تجارتی اور صنعتی اداروں میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ تمام کارخانے، تجارتی مراکز، منڈیاں، بازار اور سینما گھر مکمل طور پر بند رہے۔ بندرگاہ پر بھی کام معطل رہا۔ نواز شریف نے ملک گیر کامیاب ہڑتال کو حکومت کے خلاف ریفرنڈم قرار دے کر مطالبہ کیا کہ عوامی خواہشات اور اُمنگوں کا احترام کرتے ہوئے حکومت اقتدار چھوڑ دے۔

بجٹ کی منظوری

27 جون کو صنعت کاروں اور تاجروں کے مطالبات کی روشنی میں چند ترامیم کے ساتھ قومی اسمبلی نے بجٹ منظور کر لیا۔ انکم ٹیکس افسران کے صوابدیدی اختیارات ختم کر دیئے گے۔ خود تشخیصی سکیم بحال کر دی گئی۔ ٹیکس چھپانے پر جرمانہ دس گنا سے کم کر کے چار گنا کر دیا گیا۔ ٹیکس گزاروں کا حساب کتاب چیک کرنے کے اختیارات کو محدود کر دیا گیا۔ انکم ٹیکس افسران سے ٹیکس نادہندگان کی گرفتاری کا اختیار واپس لے لیا گیا اور گوشوارے داخل کرانے میں تاخیر پر بھی جرمانہ میں کمی کر دی گئی۔

بجٹ کو یکطرفہ طور پر منظور کرنے اور اپوزیشن کی تمام ترامیم مسترد کئے جانے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپوزیشن نے اسمبلی اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم اس ظالمانہ بجٹ کی منظوری کے جرم میں شریک نہیں ہو سکتے۔ کراچی تا خیبر عوام نے بے نظیر پالیسیوں کو مسترد کر دیا ہے۔ پیپلز پارٹی کا اقتدار جلد ختم ہونے والا ہے۔

تاجر برادری نے بھی بجٹ کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ اُن کا احتجاج جاری رہے گا۔ بجٹ کی منظوری کے بعد بھی حکومت نے تاجروں کے ساتھ مذاکرات جاری رکھے۔ 30 جون کو اسلام آباد میں حکومت اور تاجروں کے نمائندوں کے ساتھ سات گھنٹے طویل مذاکرات کے بعد متنازعہ اُمور طے کرنے پر اتفاق رائے ہو گیا۔ حکومت نے سیلز ٹیکس کا نفاذ معطل کر دیا۔ بجٹ میں انکم ٹیکس اور دیگر شعبوں کو دیئے گئے اختیارات پر بھی 31 اگست تک عمل نہیں ہو گا۔ وزیر اعظم کی وطن واپسی پر نئے ریلیف پیکج کا اعلان کیا جائے گا۔ تاجروں نے ہڑتال کی کال اور ایکشن پلان واپس لے لیا۔

پیپلز پارٹی کی حکومت نے اہم ترین دستاویز قومی بجٹ کی تیاری، اُسے پیش کرنے اور قومی اسمبلی اور قوم سے اُسے منظور کرانے کے تمام مراحل میں اپنی نااہلی، عدم کارکردگی، حقائق سے ناواقفیت اور سرکاری افسران پر اپنے کلی انحصار کو ثابت کر دیا۔ ٹیکسوں کا سارا بوجھ تاجروں، صنعت کاروں اور شہری آبادی پر ڈالا گیا۔ وڈیروں، جاگیرداروں کو خوش کرنے کے لیے حکومت نے شہری آبادی کو اپنا مخالف بنا لیا۔

یکم جون کو بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف عوام کو سڑکوں پر لانا چاہتے ہیں، لیکن اُنہیں غلط فہمی ہے کہ لوگ اُن کے پیچھے آ جائیں گے۔ صرف مٹھی بھر لوگ اُن کے ساتھ ہیں۔

3 جون کو صدر لغاری نے کہا کہ قومی مفادات سے متعلق اُمور میں حکومت اور اپوزیشن اتفاق رائے کا مظاہرہ کریں۔ صدر کی حیثیت سے میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ موجودہ حکومت مستحکم ہے، ملکی مفادات پر سودے بازی نہیں کی جا سکتی۔

وزیراعظم بے نظیر نے میاں نواز شریف کو 5 جون کو اپنے اسمبلی چیمبر میں چائے کی دعوت پر مدعو کیا لیکن نواز شریف نے یہ کہتے ہوئے کہ موجودہ حالات میں یہ ملاقات بے سود ہوگی، یہ دعوت مسترد کر دی۔ حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے ہمارے درمیان فاصلے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اپوزیشن کے خلاف حکومت کی انتقامی کارروائیاں اپنے عروج پر ہیں۔ پیپلز پارٹی کے اقتدار کے خاتمے کا وقت قریب آ گیا۔ عوام مضطرب اور پریشان ہیں لیکن حکمرانوں کو عیش و عشرت سے فرصت نہیں۔ عوام بددیانت اور بدعہد حکمرانوں کے فریب میں نہیں آئیں گے۔ کشمیر مسلم لیگ کے دور حکومت میں آزاد ہوا۔ ہم ملکی اُمور پر قومی اسمبلی میں بحث کے لیے تیار ہیں۔

چیف جسٹس آف پاکستان کی تقرری

5 جون کو جسٹس سجاد علی شاہ نے ایوان صدر میں پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدہ کا حلف اُٹھا لیا۔ صدر لغاری نے اُن سے حلف لیا۔

سینٹ کے لیے انتخاب

12 جون کو پنجاب سے سینٹ کی خالی نشست پر پیپلز پارٹی کے اُمیدوار ملک حاکمین بلامقابلہ کامیاب قرار دے دیئے گئے۔ اپوزیشن نے اس میں حصہ نہیں لیا۔

اراضی کی فروخت کا سکینڈل

15 جون کو پولیس اور انتظامیہ کی رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے نواز شریف ملکی اور غیر ملکی صحافیوں کو اپنے ساتھ لے کر مہران بنک اسکینڈل میں مرکزی اہمیت کی حامل اراضی چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے اخبار نویسوں کو فاروق لغاری کی سیم زدہ اراضی کا معائنہ کرایا جو سالہا سال سے بنجر اور ناکارہ پڑی ہے۔ جس میں کئی کئی فٹ گہری کھائیاں ہیں اور جو دلدل کے مانند ہے۔ اس میں کاشت کرنا تو کیا داخل ہونا بھی موت کو دعوت دینا ہے۔ اس کے عقب میں جھاڑ جھنکاڑ کا جنگل ہے۔ صحافیوں نے بنجر زمین کی تصویریں بھی بنائیں۔ نواز شریف نے کہا کہ میں نے اراضی کی فروخت کا سکینڈل بے نقاب کر دیا۔ اس کی تحقیقات کے لیے ایک پارلیمانی کمیٹی قائم کی جائے۔ انہوں نے صدر سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔

صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف مجھ پر جھوٹے الزامات لگانے کی غلطی کر رہے ہیں۔ میرے خلاف تمام الزامات غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ تاہم مجھے نہ کوئی شکایت ہے اور نہ غصہ۔ وزیر اعلیٰ وٹو نے کہا کہ صحافیوں زمین دکھائی گئی ہے۔ وہ صدر لغاری کی فروخت کردہ اراضی نہیں۔

عدالتی کمیشن کا قیام

17 جون کو وفاقی حکومت نے مہران بنک اور حبیب بنک سکینڈل کی تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے جج جسٹس عبدالقدیر چوہدری کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کر دیا جو 3 جولائی سے کام کا آغاز کرے گا اور تین ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کر دے گا۔ سرتاج عزیز نے مطالبہ کیا کہ عدالتی کمیشن کے ساتھ ارکان قومی اسمبلی پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی بھی تشکیل دی جائے۔

ایدھی ٹرسٹ کا دورہ

2 جون کو ایدھی ٹرسٹ کے دورے کے موقع پر بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں اب گولی، خون اور لاش کی سیاست ختم ہو جانا چاہیے۔ لوگ ایدھی کے پاس اپنا اسلحہ جمع کرا دیں، ہم معاوضہ ادا کریں گے۔ ورنہ چھاپے مارے جائیں گے پھر نہ کہنا کہ ہمارے گھروں میں لڑکیاں ہیں۔ وی۔ سی۔ آر بیچو اور اسلحہ خریدو کا دور ختم ہوگیا۔ اب وی۔ سی۔ آر بیچو اور کاروبار کا زمانہ ہے۔ بے نظیر نے ایدھی ٹرسٹ کا ہیلی کاپٹر اُڑانے پر مامور کیپٹن فہیم الزماں کو بلدیہ عظمیٰ کراچی کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا۔ گزشتہ انتخابات کے دوران بے نظیر نے یہ ہیلی کاپٹر اپنی انتخابی مہم

چلانے کے لیے استعمال کیا تھا۔

کراچی کے لیے خصوصی پیکج

3 جون کو بے نظیر نے کراچی کے لیے 21 ارب روپے کے خصوصی پیکج کا اعلان کر دیا۔ یہ رقم، بجلی، پینے کے پانی کی فراہمی اور صحت اور تعلیم کے منصوبوں پر صرف کی جائے گی۔ سمندری پانی کو صاف کر کے ایک کروڑ گیلن پانی یومیہ کراچی کو فراہم کیا جائے گا۔

ایم۔کیو۔ایم۔کے مطالبات

4 جون کو ایم۔ کیو۔ ایم نے بھی کراچی میں اپنے مطالبات میں حوالے سے 32 صفحات پر مشتمل ایک دستاویز جاری کر دی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ مہاجروں کے خلاف غیر انسانی سلوک بند کیا جائے، اُن کے آئینی حقوق بحال کیے جائیں، آپریشن کلین اپ ختم کر کے فورسز کو واپس بلایا جائے، ہمارے کارکنوں پر قائم مقدمات واپس لیے جائیں، کارکنوں کے قتل کی تحقیقات کے لیے کمیشن تشکیل دیا جائے، وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں مہاجر کوٹہ پچاس فیصد کیا جائے۔ غیر جانبدار مردم شماری کرائی جائے، انتخابی حد بندیوں پر نظر ثانی کی جائے اور ایم۔ کیو۔ ایم کو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی جائے۔ الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ وہ مہاجروں کے خلاف ظلم وستم کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ ہم اقتدار میں آ کر سندھ سے بے روزگاری اور دہشت گردی کا خاتمہ کر دیں گے۔

بے نظیر کے کراچی میں قیام کے دوران بھی قتل وغارت گری کا سلسلہ جاری رہا۔

مرتضیٰ بھٹو کی رہائی

5 جون کو مرتضیٰ بھٹو کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ اُن کا حامی بڑی تعداد میں گاڑیوں، ٹرکوں اور موٹر سائیکلوں پر اُن کے استقبال کے لیے دوپہر سے لانڈھی جیل کے سامنے جمع تھے۔ رات 9 بجے کے بعد جب وہ جیل سے باہر نکلے تو اُن پر زبردست گل پاشی کی گئی۔ استقبالی ہجوم "ویلکم، ویلکم مرتضیٰ" اور "الوداع الوداع بے نظیر" کے نعرے لگا رہا تھا۔ مرتضیٰ ایک بڑے جلوس کے ساتھ جس میں بیگم بھٹو بھی شامل ہو گئی تھیں، اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ رات سوا گیارہ بجے پہلے بانی پاکستان کے مزار پر حاضری دی، پھر عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور پھر 16 سال بعد اپنے گھر 70 کلفٹن پہنچے۔ وہاں اپنے حامیوں سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا

کہ سیاسی جنگ تو اب شروع ہوگی، لوگوں کو معلوم ہوگا کہ بھٹو شہید کا اصل وارث کون ہے۔ عوام سے روٹی، کپڑا اور مکان چھین لیا گیا ہے۔ پانی مانگنے والوں پر بے نظیر حکومت گولیاں برساتی ہے۔ غریبوں کے منہ سے نوالہ چھین کر حکمران اپنے پیٹ بھر رہے ہیں۔ میرے تمام کارکن جب تک رہا نہیں ہو جاتے ہیں، چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ میں اپنا پہلا جلسہ لیاری میں کروں گا۔

6 جون کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ میں نئی پارٹی نہیں بنا رہا ہوں۔ پارٹی کے اندر اصلاحات کروں گا۔ بے نظیر کے ساتھ بغیر کسی ایجنڈے کے بات نہیں کروں گا۔ میں کسی پوزیشن میں ہوا تو آصف زرداری اور اُس کے ساتھیوں کے خلاف انکوائری کراؤں گا۔ چاول کے سودے میں کمائے گئے 25 ملین ڈالر کہاں گئے؟ موجودہ حکومت نہیں چل سکتی۔ قومی حکومت بنائی جائے۔

بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ نے گزشتہ انتخابات کے موقع پر پارٹی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اس میں ناکام ہوگئے۔ اُن کے ساتھ بعض ایسے افراد موجود ہیں جن کے بارے میں ہمیں تحفظات ہیں۔ مرتضیٰ کو ڈسپلن کا پابند ہونا پڑے گا۔

میجر کلیم اغوا کیس کا فیصلہ

9 جون کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے اپنے 47 صفحات پر مشتمل فیصلے میں میجر کلیم اور اُن کے ساتھیوں کو اغوا کرنے، اُن پر تشدد کرنے اور سرکاری اسلحہ چھیننے کے جرم میں ایم۔ کیو۔ ایم کے اسیر کارکنوں جاوید کاظمی حاجی عدیل اور اشفاق چیف کو مجموعی طور پر 30,30 سال قید بامشقت اور 20,20 ہزار روپے جرمانے کی سزا دی۔ جبکہ الطاف حسین، ڈاکٹر عمران فاروق، سلیم شہزاد، ڈاکٹر صفدر باقری اور دوسرے ملزمان کو اُن کی غیر حاضری میں 27,27 سال قید سخت اور 30,30 ہزار جرمانے کی سزا کا حکم دیا۔ فاضل عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کا یہ نعرہ "قائد کا جو غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے۔" انتہائی اہم ہے۔ اس کی روشنی میں وہ متوازی عدالت کے ذریعے اپنے مخالفین کو سزائے موت بھی دیتے رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماء بشمول اسیر اور مفرور ملزمان اپنے حریفوں اور مخالفین کے خلاف تشدد کی کارروائیوں میں ملوث رہے ہیں۔

الطاف حسین اور دیگر 14 رہنماؤں نے خصوصی عدالت کے فیصلے کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ درخواست میں کہا گیا کہ میجر کلیم کیس خصوصی عدالت کے دائرۂ اختیار سے باہر ہے اور عدالت نے اپنے فیصلے میں صرف استغاثہ کے گواہوں پر انحصار کیا۔

سینیٹر محسن صدیقی قتل کیس

19 جون کو پولیس نے سینیٹر محسن صدیقی کے قتل کیس میں عدالت میں حتمی چالان پیش کردیا۔ اس کیس میں الطاف حسین کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے گئے۔ سلیم شہزاد عمران فاروق اور صفدر باقری کو پہلے ہی اس میں مفرور قرار دیا جاچکا ہے۔ چالان میں کہا گیا کہ محسن صدیقی کو ایم کیو ایم کے کارکنوں میں اس وقت فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا جب وہ جوہر آباد تھانے کی حدود سے گزر رہے تھے۔

بدامنی کے واقعات

فوج طلب کرنے کے باوجود حکومت بدامنی پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ 9 جون کو فائرنگ کے واقعات میں پانچ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ موٹر سائیکل پر سوار ایک کانسٹیبل کو ٹیکسی سواروں نے اندھا دھند فائرنگ کرکے ہلاک کردیا۔ ایک بنگلہ پر تعینات گارڈ مسلح افراد کی فائرنگ سے ہلاک ہوگیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی طلباء تنظیم کے ایک نوجوان کو قتل کردیا گیا۔ 12 جون کو لانڈھی میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو نوجوانوں کو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا۔ ایک دوسرے نوجوان کو بھی اغوا کرکے ہلاک کردیا گیا۔ لانڈھی اور کورنگی میں ان ہلاکتوں کے خلاف فائرنگ شروع ہوگئی۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ ٹریفک پر پتھراؤ کیا گیا۔ کئی بسیں اور منی بسیں جلا دی گئیں۔ 14 جون کو پاک کالونی میں دو سپاہیوں کو کلاشنکوف کا برسٹ مار کر ہلاک کردیا گیا۔ کورنگی میں ایک کانسٹیبل کو اُس کے گھر سے اغوا کرکے اُسے ہلاک کردیا گیا اور اُس کی نعش سڑک پر پھینک دی گئی۔ ملیر میں دو نوجوانوں کو کوچ سے اُتار کر فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا۔ ملیر ندی اور ایئرپورٹ سے دو نعشیں ملیں۔ ملیر میں ایک کلینک پر فائرنگ کرکے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔ 18 جون کو مختلف مقامات پر فائرنگ کی وارداتوں میں 5 افراد جاں بحق اور ایک درجن سے زائد زخمی ہوگئے۔ ان ہلاکتوں سے کراچی اور اُس کی مضافاتی بستوں میں خوف و ہراس طاری ہوگیا۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے کراچی کو خانہ جنگی کے سپرد کردیا ہے۔

مرتضیٰ کا جلسہ عام سے خطاب

30 جون کو میر مرتضیٰ ککری گراؤنڈ میں لیاری میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرنے کے لیے اپنے گھر سے ایک جلوس کے ہمراہ روانہ ہوئے جس میں تقریباً سات سو گاڑیاں شامل تھیں، جلسہ گاہ تک پہنچنے میں جلوس کو ساڑھے پانچ گھنٹے لگے۔ 160 نوجوانوں پر مشتمل دستہ مرتضیٰ کی حفاظت کر رہا تھا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ ہم وڈیروں

اور ڈاکوؤں کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ہم بھٹو شہید کے قاتلوں کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار نہیں۔ آج کی پیپلز پارٹی منافقت، چوری، ہیرا پھیری، لوٹا کریسی اور لفافہ کی سیاست پر یقین رکھتی ہے۔ بے نظیر ڈاکوؤں، لیٹروں اور وڈیروں کی مافیا چھوڑ کر غریبوں کی پارٹی میں آ جائیں۔ اسی مافیا نے بیگم بھٹو کو اُن کے عہدہ سے ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ میں مفاد پرست ٹولے کی ٹانگیں توڑ کر اُسے پارٹی سے باہر پھینک دوں گا۔ جیل سے رہائی کے بعد بے نظیر نے مجھے مبارکباد نہیں دی اور نہ ہی رابطہ قائم کیا۔ پارٹی میں 25 سال سے انتخابات نہیں ہوئے ہیں۔ آصف زرداری کو تو ہر وقت مال بنانے کی فکر ہی لگی رہتی ہے۔ جنرل ضیاء نے خود کو بچانے کے لیے میرے والد کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ بھارت کے ایٹم بم اور میزائلوں کے مقابلہ میں پاکستان کے پاس بھی ایٹم بم ہونا ضروری ہے۔ اگر میں چھ ماہ میں لیاری کے مسائل حل نہ کر سکا تو خود کو ککری گراؤنڈ میں پھانسی چڑھنے کے لیے تیار رہوں گا۔ اپوزیشن سے میرے اچھے تعلقات ہیں۔ آج صبح ہی فاروق ستار نے مرتضیٰ بھٹو سے ملاقات کی تھی جبکہ وہ عدالت میں پیشی کے لیے آئے ہوئے تھے۔

مخدوم خلیق اور عبداللہ بلوچ نے بھی جلسے سے خطاب کیا۔ فاطمہ اور بھٹو جونیئر نے بھی اسٹیج پر آ کر نعرے لگائے۔

توہین رسالت کا قانون

یکم جولائی 1994ء کو آئرلینڈ کے ایک اخبار "آئرش ٹائمز" میں وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر کا ایک انٹرویو جو شائع ہوا جس میں وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کابینہ نے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کا فیصلہ کر لیا ہے اور جلد ہی اس میں ترمیم کی منظوری دے دی جائے گی۔ 6 جولائی کو لندن میں مسیحی برادری کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے اقبال حیدر نے کہا کہ ہماری حکومت نے پاکستان میں عیسائی برادری اور دوسری اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اس مقصد کے لیے توہین رسالت کے قانون میں مناسب تبدیلیاں کرنا ہمارے منشور کا حصہ ہے۔

8 جولائی کو گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں ترمیم کے خلاف پورے ملک میں یوم سیاہ منایا گیا۔ متعدد شہروں میں ہڑتال اور مظاہرے ہوئے۔ تجارتی اور کاروباری مراکز بند رہے۔ مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے مشترکہ احتجاجی جلوس نکالے۔ جمعہ کے خطبات میں قانون میں ترمیم کی مذمت کی گئی۔ سڑکوں پر ٹائر اور وزیر قانون کے پتلے جلائے گئے۔ وکلاء نے بھی ہڑتال میں حصہ لیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اپنا اقتدار بچانے کے لیے بے نظیر نے غیر ملکی قوتوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمدردی رکھنے

والوں کو گہرے کالے پانی میں ڈبو کر ختم کر دیا جائے گا۔

صدر لغاری نے کہا کہ توہین رسالت کا قانون برقرار ہے۔ اس میں کسی ترمیم کا کوئی ارادہ نہیں۔ توہین رسالت کے مرتکب کو کسی صورت میں بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو اپنی سیاسی دکان چمکانے کے لیے استعمال نہ کرے۔ حکومت سے متعلق ہر فرد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں کسی کمی کے تصور کو بھی کفر سمجھتا ہے۔ انھوں نے وزیر قانون سے منسوب بیان کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ اقبال حیدر نے کہا کہ میری تردید کے باوجود مجھ پر تہمت لگائی جا رہی ہے۔ کوئی مسلمان توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

شریف گروپ کو قرضوں کی فراہمی

3 جولائی کو ایف۔ آئی۔ اے نے اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا کہ یونس حبیب کی ٹیلی فون پر دی ہوئی ہدایت پر قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مہران بنک لاہور نے ایک دن میں شریف گروپ کی چوہدری شوگر ملز کو 4 کروڑ 94 لاکھ کا قرضہ جاری کر دیا۔ چوہدری شوگر ملز نے ایک ہزار روپے سے بنک میں اپنا اکاؤنٹ کھولا اور اُسی دن بغیر کسی سکیورٹی کے اُسے یہ قرضہ جاری کر دیا گیا۔ 4 جولائی کو نصیر بابر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف نے اپنے خاندان اور دوستوں کے لیے 20 کروڑ روپے کے قرضے حاصل کر کے مہران بنک کو دیوالیہ کر دیا۔ چوہدری شوگر ملز، پاک پنجاب کارپیٹس، حبیب وقاص شوگر ملز اور ظہور ٹیکسٹائل ملز کو ناجائز اثر و رسوخ استعمال کر کے بغیر سکیورٹی کے قرضے دلائے گئے۔ جن میں سے کچھ ہوشیاری کے ساتھ اتفاق فاؤنڈری کو منتقل کر دیئے گئے۔

اہم افراد کے ٹیکس گوشوارے

3 جولائی کو فراہم کی ہوئی تفصیلات کے مطابق فاروق لغاری نے 1985ء سے 1990ء تک اپنی آمدن قابل ٹیکس حد سے کم ہونے کی وجہ سے نہ اپنی آمدنی کا گوشوارہ داخل کیا اور نہ ہی کوئی ٹیکس دیا۔ 1991ء کے گوشوارے میں آمدنی قابل ٹیکس حد سے کم دکھائی گئی۔ بے نظیر بھٹو نے 86-1985ء میں 4831 روپے انکم ٹیکس کی مد میں ادا کیے۔ آصف زرداری نے 91-1990ء میں 5262 روپے ٹیکس ادا کیا۔ حاکم علی زرداری نے 92-1991ء میں کوئی گوشوارہ داخل نہیں کیا۔ بیگم نصرت بھٹو نے 1987ء سے 1989ء تک کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا۔ نواز

شریف نے 94-1993ء میں 14698 روپے ٹیکس ادا کیا۔ اُن کے والد میاں شریف نے 10422 شہباز شریف نے 47450 اور عباس شریف نے 89343 روپے ٹیکس ادا کیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر نواز شریف اور ان کے اہل خانہ کی آمدنی یہی ہے تو پھر مری اور لاہور میں محل نما بنگلے، گاڑیاں، فیکٹریاں، ملیں اور ہیلی کاپٹر کہاں سے آئے لیکن نصیر بابر نے یہی سوال اپنی پارٹی کے اہم افراد سے دریافت نہیں کیا۔ یہ سارے اہل ثروت اخلاقی اعتبار سے دیوالیہ ہیں۔ یہ قومی خزانے کو لوٹتے ہیں، اُسے دیتے کچھ نہیں۔

چیف الیکشن کمیشن نے وفاقی انٹی کرپشن کمیٹی کو نواز شریف کے اثاثوں کے اُن گوشواروں کی نقول فراہم کرنے سے انکار کر دیا۔ جو اُنھوں نے انتخاب کے موقع پر کمیشن کو پیش کئے تھے۔ جسٹس (ریٹائرڈ) نعیم الدین نے کہا کہ عوامی نمائندگی کے ایکٹ میں گوشواروں کے معائنہ کی اجازت شامل نہیں ہے۔

گھوڑے کی ہلاکت

4 جولائی کو وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں آصف زرداری کا 15 لاکھ روپے مالیت کا ایک گھوڑا بجلی کا کرنٹ لگنے سے ہلاک ہوگیا۔

یوم سیاہ

5 جولائی کو پیپلز پارٹی نے پورے ملک میں یوم سیاہ منایا۔ 5 جولائی 1977ء کو جنرل ضیاء مرحوم نے بھٹو حکومت کو برطرف کر کے مارشل لا نافذ کیا تھا۔ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں نے تقاریب سے خطاب کرتے ہوئے جمہوریت کی بحالی میں پارٹی کی جدوجہد کی تعریف کی اور مارشل لاء کے نفاذ کی مذمت کی۔

نواز شریف کا خطاب

7 جولائی کو نواز شریف ایک جلوس کے ہمراہ لاہور سے فیصل آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں جگہ جگہ اُن کا استقبال کیا گیا اور گل پاشی کی گئی۔ فیصل آباد میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ لغاریوں اور زرداریوں کی حکومت اب زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔ غریبوں کی کمائی لوٹنے والے ایوان صدر میں بیٹھے ہیں۔ لوگ سوکھی روٹی سے بھی محروم ہیں۔ بیٹی باپ کی تاریخ دہرا رہی ہے۔ فاروق لغاری نے استعفیٰ نہ دیا تو ہم ایوان صدر تک مارچ کریں گے۔

بے نظیر نے کہا کہ صدر صاف ستھرے آدمی ہیں۔ اُن پر گندگی اچھالنے سے حکومت کمزور نہیں ہوگی۔ ان پر لگائے جانے والے الزامات بے بنیاد ہیں۔ ہم انتخابات کے نتیجے میں برسراقتدار آئے ہیں۔ کوئی قوت ہمیں حکومت کرنے سے روک نہیں سکتی۔ سیاست میں فوج کی مداخلت کم ہو رہی ہے۔ تاہم ابھی اُس کے اثرات باقی ہیں۔ مارشل لاء کا خطرہ مکمل طور پر نہیں ٹلا ہے۔ مرتضیٰ کی سیاست سے یہ خدشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں پیپلز پارٹی پر پابندی نہ لگا دی جائے۔

12 جولائی کو نواز شریف نے ملتان میں کہا کہ راجیو گاندھی کی مدد کرنے والی بے نظیر اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس ناکام حکومت سے ہماری جنگ ہے۔ ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ ہم بے نظیر کی مکروہ پالیسیوں سے پاکستان کو بچانے کے لیے میدان میں آئے ہیں۔ حکومت کے خاتمے کے لیے جہاد فرض ہو گیا ہے۔ عوام میری کال کا انتظار کریں۔

بے نظیر نے پریس کلب لاہور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے 12 جولائی کو کہا کہ ہم مارشل لا کے کندھوں پر چڑھ کر اقتدار میں نہیں آئے ہیں۔ ہماری وفاداریاں عوام کے ساتھ ہیں، جنہوں نے ہمیں اقتدار دیا ہے۔ ہم انقلابی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں۔ سیاسی طور پر معاف کرائے گئے قرضے وصول کئے جائیں گے۔ اپوزیشن کا لانگ مارچ ہمیں خوفزدہ نہیں کر سکتا۔

گھی کی قیمت میں اضافہ

گھی کارپوریشن نے بجٹ کی منظوری کے بعد وسط جولائی میں گھی کی قیمتوں میں 34 فیصد اضافہ کر دیا۔

علماءدین کو بے نظیر کا مشورہ

16 جولائی کو ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ علماء کرام دینی کردار ادا کریں اور سیاست، سیاست دانوں کو کرنے دیں۔ علماء، اسلام کو اپنی جاگیر تصور کرتے ہیں جبکہ اُن کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے باڈی گارڈز کے بغیر سفر بھی نہیں کر سکتے۔ علماء کو چاہیے کہ وہ عوام کو اکسانے اور اُن کے اندر غلط فہمیاں پیدا کرنے کی بجائے اچھی فصلیں، بہتر روزگار اور پاکستان کی عزت اور وقار کے لیے دعا کریں۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ دین کو سیاست سے جدا سمجھنے والا مسلمانوں کا رہنما نہیں

ہو سکتا۔ علماء کو سیاست سے دور رکھنے کی وجہ ہی سے ملکی سیاست گندگی کا شکار ہے۔ بے نظیر اگر ایسا کرنا چاہتی ہیں تو حکومت سے دستبردار ہو جائیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ حکومت مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے احتراز کرے۔ علماء سیاست سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

نواز شریف کے جلسے

17 جولائی کو نواز شریف ایک بڑے جلوس کے ساتھ گوجرانوالہ پہنچے جہاں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ بھارت کو ٹوٹنے سے بچانے کے لیے راجیو گاندھی کی مدد کرنے والی بے نظیر حکومت پاکستان کی خیرخواہ کس طرح ہو سکتی ہے۔ موجودہ کرپٹ حکومت کے بس اب تھوڑے ہی دن باقی رہ گئے ہیں۔ غلام اسحٰق چاہتے تھے کہ بے نظیر خاندان مکمل طور پر ختم کر دیا جائے لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی بے نظیر کا رویہ منفی ہے۔ اُن سے صرف نئے انتخابات پر بات چیت ہو سکتی ہے۔ 19 جولائی کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے خلاف اُٹھنے والے طوفان میں بے نظیر کا اقتدار غرق ہو جائے گا۔ صادق آباد میں ایک جلسہ میں کہا کہ مسلم لیگ کی حکومت دوبارہ قائم ہو کر رہے گی۔ پاکستان توڑنے والوں کو جانا اور پاکستان بنانے والوں کو آنا ہو گا۔ 20 جولائی کو کراچی ایئرپورٹ پر کہا کہ پیپلز پارٹی کے وزراء اور جیالوں نے محسوس کر لیا ہے کہ اب اُن کی حکومت کا چل چلاؤ ہے، اس لیے جتنا ملک کو لوٹا جا سکتا ہو، لوٹ لو۔ عوام پچاس میل پیدل لانگ مارچ کے لیے تیار ہیں، لیکن ابھی تک ہم نے کال نہیں دی ہے۔

21 جولائی کو بے نظیر نے کہا کہ یہ بات خوش آئند ہے کہ نواز شریف نے لانگ مارچ کا پروگرام ترک کر دیا ہے۔ ہم محاذ آرائی کے حامی نہیں۔ ہم نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دی ہے۔ مسئلہ کشمیر اور ایٹمی پروگرام پر مکمل اتفاق رائے ضروری ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے لانگ مارچ کا پروگرام ترک نہیں کیا ہے۔ عوام سڑکوں پر آنے کے لیے ہمارے اشارے کے منتظر ہیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ وقت آنے پر عوام کو تحریک کی کال دیں گے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کے خاتمے کا آغاز صوبہ سرحد سے ہو گا۔ بے نظیر نے کہا کہ مفاہمت اور محاذ آرائی ایک ساتھ نہیں چلے گی۔ اپوزیشن سے اُس وقت کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی جب تک وہ لانگ مارچ ملتوی نہ کرے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے مذاکرات کے دروازے خود ہی بند کر دیئے۔

21 جولائی کو بے نظیر نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے طویل ملاقات کر کے اپوزیشن سے مذاکرات سمیت تمام اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر نے صدر کو بتایا کہ ہم محاذ آرائی ختم کر کے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔

قاضی حسین احمد کا خطاب

لاہور میڈیا فورم کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لیے نہایت آسانی کے ساتھ ادھر کے لوگ ادھر فٹ ہو جاتے ہیں۔ اکتوبر 1993ء کے الیکشن میں جو پالیسی ہم نے پوری طرح سوچ سمجھ کر اختیار کی تھی، وہی جاری رہے گی۔ ہم اس پالیسی کو قوم کی بہتری کا ذریعہ اور مشکلات سے نجات کا راستہ سمجھتے ہیں۔ میں متبادل قیادت کے لیے تمام مثبت قوتوں کو متحد کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی تحریک کا راستہ کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ میں نے کشمیر اور افغانستان کے مسئلہ پر صدر لغاری سے بات کی ہے۔

26 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ محب وطن جماعتیں حکومت کے خلاف راست اقدام کرکے اُسے پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانے سے روکیں۔ بھارت کو تجارتی مراعات دینا ملکی فائدے کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس وقت ضرورت تو اس بات کی ہے کہ بھارت کو مقبوضہ کشمیر میں ظلم سے باز رکھنے کے لیے اُس پر بھرپور دباؤ ڈالا جائے، نہ کہ تجارتی مراعات دی جائیں۔

بریگیڈیئر امتیاز کی گرفتاری

29 جولائی کو بریگیڈیئر امتیاز کو اسلام آباد میں بغاوت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ "آپریشن مڈ نائٹ جیکال" کے تحت اُنھوں نے قانونی اور آئینی حکومت کے خلاف سازش کی تھی۔ اُن پر خفیہ فنڈ میں خورد برد کا بھی الزام ہے۔ اس لیے اُن کے خلاف آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔

اپنی گرفتاری سے قبل بریگیڈیئر امتیاز نے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ مجھے بے نظیر حکومت کو ہٹانے کا مشن نہیں سونپا گیا تھا۔ لیکن میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ بے نظیر حکومت کے خلاف ارکان اسمبلی کی خریداری میں ملوث تھا، لیکن یہ سب کچھ میں نے اپنے مفاد کی خاطر نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو اُس وقت کے آرمی چیف مجھے پھانسی پر چڑھا دیتے۔ اسلامی جمہوری اتحاد کی تخلیق کے بارے میں بھی اُس وقت جس نے بھی جو کردار ادا کیا، وہ ملک کے مفاد میں تھا۔ اُس وقت ملک میں سیاسی خلا کو پُر کرنے کے لیے آئی۔ جے۔ آئی بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ کشمیر کے مسئلہ پر نواز شریف نے جو تھرڈ آپریشن کی بات کی تھی۔ وہ اُن کا پالیسی بیان نہیں تھا بلکہ کسی کے کہنے پر اُنھوں نے یہ بات کہہ دی تھی۔

30 جولائی کو بریگیڈیئر امتیاز کے گھر پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک کا تحفظ کرنے والوں کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں حب الوطنی کی سزا ہے۔ راجیو گاندھی کی مدد کرنے والے اور سولارز کے سینے پر تمغے سجانے والے اقتدار میں بیٹھے ہیں۔ ہم اقتدار میں آکر موجودہ صدر اور وزیراعظم کے خلاف غداری کے مقدمات قائم کریں گے۔ ہمیں انتقامی کارروائیوں سے خوفزدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے دلوں میں صرف اللہ کا خوف ہے۔ حکمران انتقام کی آگ میں خود بھسم ہو جائیں گے۔

31 جولائی کو مسلم لیگ ورکرز کنونشن میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ بریگیڈیئر امتیاز اور میجر عامر کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں۔ یہ کارکردگی افواج پاکستان کے ادارے کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔

31 جولائی کو وزارت دفاع کے حکم پر نواز شریف کے لیے ہیلی کاپٹر درآمد کرنے والی فرم جاوید ایسوسی ایٹس کا لائسنس منسوخ کر دیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں ہیلی کاپٹر استعمال کرنے کے بارے میں نواز شریف کی درخواست زیر سماعت ہے۔ عدالت عالیہ نے نواز شریف کو نجی ہیلی کاپٹر استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔

وزیراعلیٰ وٹو مشکلات میں

پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں منظور وٹو اپنی کابینہ کے وزراء اور چٹھہ لیگ اور پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی کو ساتھ لے کر چلنے میں ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔ اُن کی اقتدار سے علیحدہ کئے جانے کی افواہیں گشت کرنے لگیں، لیکن بے نظیر بھٹو نے 10 جولائی کو یہ کہہ کر کہ منظور وٹو ہمارے ساتھ پانچ سال مکمل کریں گے، انہیں وقتی سنبھالا دے دیا۔ اس کے دو دن بعد لاہور میں دو مساجد میں بموں کے دھماکوں میں دو نمازی شہید اور 27 افراد زخمی ہوگئے۔ بے نظیر نے ان دھماکوں پر اپنے افسوس اور تشویش کا اظہار کیا۔ منظور وٹو نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے صوبے کے سیاسی حالات پر گفتگو کی۔ صدر نے کہا کہ گورنر اور وزیراعلیٰ کے درمیان تعلقات میں کشیدگی سے انتظامی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ گورنر پنجاب نے وزیراعظم سے ملاقات کر کے صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ 21 جولائی کو صدر اور وزیراعظم کے درمیان ملاقات میں اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ اگر وٹو وزراء اور پارٹی کو مطمئن نہ کر سکے تو انہیں مزید مہلت نہ دی جائے۔

ان حالات میں وٹو نے ایک مرتبہ پھر نواز شریف کے ساتھ مفاہمت کی کوشش کی لیکن 21 جولائی کو نواز شریف نے اُن کی اس پیش کش کو بھی ٹھکراتے ہوئے کہا کہ مفاد پرستوں سے کوئی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ ایک صوبے کی خاطر میں ایسے عناصر سے مفاہمت نہیں کر سکتا جنہوں

نے غلام اسحٰق کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف سازشیں کیں۔ جو برسوں تک میرے ساتھ تھے اور پھر اُن کے ہوگئے۔ آج پھر یہ میرا بننے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ اصل میں وہ کسی کے بھی نہیں ہیں۔ آئے دن پینترا بدلنے والوں کے لیے مسلم لیگ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

کیپٹن فرخ پر فائرنگ

2 جولائی کو تین مسلح افراد نے کیپٹن فرخ کی کار پر فائرنگ کر کے اُنہیں شدید زخمی کر دیا۔ حملہ آور اُن کی کار لے کر فرار ہوگئے۔ اُن کی حالت تشویش ناک ہے۔ کور کمانڈر اور دیگر اہم فوجی حکام نے اُن کی عیادت کی۔

حمید گل کا خطاب

10 جولائی کو آئی۔ ایس۔ آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل نے لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم بنانے میں اُن کا کوئی کردار نہیں تھا۔ یہ کہیں اور بنی ہے۔ آئی۔ ایس۔ آئی وہی کام کرتی ہے جو اُسے سونپا جائے۔ یہ کام غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی، لیکن اس کی ذمہ داری کام کروانے والے پر عائد ہوتی ہے۔ آئی۔ ایس۔ آئی کے تیز دھار چاقو سے سبزیاں بھی کاٹی جا سکتی ہیں اور قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کا غلط استعمال کروانے والے پر منحصر ہے، اس میں آئی۔ ایس۔ آئی کا کوئی قصور نہیں۔ جب حکومت کمزور ہوتی ہے تو فوج اُسے ڈکٹیشن دینے کی زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوتی ہے۔ اُنھوں نے اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا کہ کیا اسلامی جمہوری اتحاد بنانے میں اُن کا کوئی ہاتھ تھا۔

نواحی بستیاں ہنگاموں کی زد میں

11 جولائی کو ملیر میں کار اور موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے حقیقی کے دو کارکن سمیت پانچ افراد ہلاک ہوگئے۔ اگلے دن لانڈھی میں بھی دو افراد جاں بحق اور متعدد زخمی ہوگئے۔ اس کے احتجاج میں وہ دو دنوں میں 20 گاڑیاں، 6 دکانیں، 7 مکانات نذر آتش کر دیے گئے۔ مسلح افراد نے ماڈل کالونی کے تھانے اور پولیس موبائلوں پر حملے کئے۔ فائر بریگیڈ کی گاڑی پر فائرنگ سے فائر آفیسر محمد شفیق جاں بحق اور حوالدار مقبول زخمی ہوگئے۔

بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ موقع پرست عناصر میری حکومت کے خلاف سازش کر کے لوٹ مار کے دور کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم والے ہتھیار رکھ دیں اور قانون کی

حکمرانی کو تسلیم کر لیں۔ ہمیں تشدد کی سیاست پر قابو پانا ہو گا۔ قائداعظم نے کلاشنکوف کے ذریعے نہیں بلکہ نظریہ کی قوت سے پاکستان حاصل کیا۔

بے نظیر کی صدر سے ملاقات

31 جولائی کو وزیراعظم نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے ایک اہم ملاقات کی جس میں کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا۔ بے نظیر نے اپنے دورہ سندھ کے دوران سامنے آنے والے بعض اہم نکات سے صدر کو آگاہ کیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مذاکرات کا معاملہ بھی زیرِغور آیا۔ ملاقات میں طے پایا کہ قومی اُمور میں اتفاق رائے کے لیے کوشش جاری رکھی جائے لیکن کسی کو سیاسی بلیک میلنگ کی اجازت نہ دی جائے۔ ملاقات کے بعد بے نظیر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم سے دہشت گردی کے خاتمے کے اصول پر ہی مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ قانون ہاتھ میں لینے والوں کے ساتھ سختی کے ساتھ نمٹا جائے گا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے باہمی مفاہمت کے لیے ہماری شرائط کا کوئی جواب نہیں دیا۔

نواز شریف نے حیدر آباد میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر حکومت نے جو زیادتیاں عوام کے ساتھ کی ہیں، میں اُن کا بدلہ لوں گا۔ میں عوام کے مفاد میں میدان میں آیا ہوں۔ میں اُن کی خاطر اپنا تن، من اور دھن سب کچھ قربان کر دوں گا۔ ہم برادری ازم، لسانیت، عصبیت اور قومیت پر یقین نہیں رکھتے۔ تمام محب وطن عناصر ہمارے قافلہ میں شامل ہو جائیں۔

الیف-16 طیارے

یکم اگست 1994ء کو صدر لغاری نے کہا کہ ایف 16 طیاروں کی فراہمی امریکہ کی اخلاقی اور کاروباری ذمہ داری ہے۔ ورنہ امریکہ ہماری پیشگی ادا کی ہوئی رقم واپس کرے۔ پاکستان دیگر ذرائع سے جدید لڑاکا طیارے خریدنے پر غور کر رہا ہے۔ کبھی دباؤ میں آ کر پاکستان یکطرفہ طور پر اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کرے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ پر۔سلر ترمیم کے باوجود ملک کی دفاعی ضروریات پوری کی جائیں گی۔ 12 اگست کو مظفر آباد میں مہاجروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم ستون ہے۔ یہ بھارت کے لیے ویت نام ثابت ہو گا۔ اس مسئلہ کے حل کئے بغیر جنوبی ایشیاء میں پائیدار امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر تمام جماعتیں اتحاد کا مظاہرہ کریں۔

چونسہ آم کے تحائف

2 اگست کو وزیراعظم بے نظیر نے بھارت کے وزیراعظم نرسمہا راؤ، وزراء، ممتاز لیڈروں اور سرکاری افسران کے لیے پی۔ آئی۔ اے کی ایک چارٹرڈ پرواز کے ذریعے چونسہ آموں کے تحفے بھیجے۔ مسلم لیگی رہنماؤں نے کہا کہ آموں کے تحفے بھیج کر بے نظیر نے اپنا بھارت نواز رویہ سچ ثابت کر دیا۔ سرکاری ترجمان نے آم بھیجنے کی تردید کی۔

بریگیڈیئر امتیاز کیس

2 اگست کو عدالت میں بیان دیتے ہوئے امتیاز نے کہا کہ نواز شریف پر الزامات لگانے کے لیے مجھ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ عدالت نے اُن کے جسمانی ریمانڈ میں مزید چھ دن کی توسیع کر دی۔ عدالت میں اپنے گھر والوں سے بات کرتے ہوئے امتیاز نے کہا کہ درجنوں سرکاری کارندے مجھ سے روزانہ بیس گھنٹے تک پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ باقی چار گھنٹے بھی مجھے سونے نہیں جاتا۔ میں جھوٹے مقدمات کا سامنا کروں گا۔ پاکستان کی خاطر میں اپنا خاندان بھی قربان کر سکتا ہوں۔ بے نظیر بھٹو نے ملکی سلامتی کے ذمہ دار اہم افراد پر کاری ضرب لگا کر "را" اور "موساد" سے اپنے تعلقات کا حق ادا کر دیا۔ لیکن ظلم کی رات ڈھلنے والی ہے اور ملک دشمنوں کو کہیں منہ چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔

بریگیڈیئر امتیاز نے عدالت میں اپنی تحریری درخواست پیش کی کہ اُن کے خلاف الزامات کی سماعت کھلی عدالت میں کی جائے تاکہ عوام بھی حقائق سے آگاہ ہو سکیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ اُن کے اہل خاندان کو اذیتیں دی جا رہی ہیں۔

میجر عامر کی گرفتاری میں ناکامی پر وزیراعظم نے ایف۔ آئی۔ اے کی 9 رکنی ٹیم سے جواب طلب کر لیا۔ میجر عامر کو اشتہاری مجرم قرار دے کر اُن کی جائیداد کی ضبطی کے احکام جاری کر دیئے گئے۔

عدلیہ میں جیالوں کی تقرری

5 اگست کو نواز شریف نے لاہور ہائی کورٹ میں پیپلز پارٹی سے متفق افراد کو ایڈیشنل جج بنانے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ان سیاسی تقرریوں سے عدلیہ کا وقار مجروح ہوا ہے۔ اپوزیشن کو سزا دلوانے کے لیے "جیالے" جج بنائے جا رہے ہیں۔ ان تقرریوں کے ذریعے حکومت عدالتوں کو یک جماعتی آمریت کے قیام کے لیے اپنا آلہ کار بنانا چاہتی ہے۔ ہم عدلیہ کو کٹھ پتلی نہیں بننے دیں گے۔ اس اقدام کے ذریعے معاشرے کا پورا تانا بانا بکھر جائے گا۔ خاموش

تماشائی بننے کے بجائے مسلم لیگ عدلیہ کے وقار کی بحالی کے لیے ہر قربانی دے گی۔ اپنے وطن کی خاطر ہم سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔ عوام ہماری کال کا انتظار کریں۔

یوم آزادی

14 اگست کو یوم آزادی کے موقع پر صدر لغاری نے اپنے پیغام میں کہا کہ تخلیق پاکستان کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر بھوک اور جہالت کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ بے نظیر نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فرقہ واریت، صوبائیت اور نسلی تعصب سے اجتناب کرتے ہوئے متحد ہو کر ملک کی تعمیر کے لیے جدوجہد کی جائے۔ بے نظیر نے ایک مرتبہ پھر اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دے دی۔

نواز شریف نے کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر اور وزیر اعظم دونوں مستعفی ہو جائیں اگر ۱۱ ستمبر تک انہوں نے استعفے نہ دیئے تو ایسی تحریک چلائیں گے کہ بے نظیر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔

یوم آزادی کی تقریبات سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکمران جشن منا رہے ہیں جبکہ عوام مشکلات کا شکار ہیں۔ بے نظیر کو اقتدار نواز شریف نے دلوایا ہم اس کے خطاوار نہیں۔

14 اگست کو پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے کلچرل شو ہلڑبازی اور توڑ پھوڑ کی نذر ہو گیا۔ آنے والے جیالوں نے سٹیج کے سامنے رکھی ہوئی مخصوص کرسیوں پر بیٹھنے کی کوشش کی تو پولیس والوں نے انہیں روکا جس پر انہوں نے پولیس اہلکاروں پر حملہ کر دیا۔

کمیٹیوں سے استعفے

ڈپٹی اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب نے کہا کہ صدر اور وزیر اعظم کی کرپشن، مہران بینک اور عدلیہ میں جیالوں کی بھرتی کے خلاف ہم نے قومی اسمبلی کی تمام مجالس قائمہ سے استعفے دے دیئے ہیں۔ تحریک چلا کر حکومت کو ہٹانے کے ضمن میں یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام ہے۔ گزشتہ انتخابات شفاف تھے۔ نئے انتخابات کا کوئی جواز نہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ صدر اور وزیر اعظم کے استعفوں کا مطالبہ "اتفاق" کی سلطنت کو بچانے کا ڈرامہ ہے۔ ہمیں دھمکیوں سے مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔ اپوزیشن کوئی تحریک نہیں چلا سکے گی۔ وہ لوٹ مار، کرپشن اور اقربا پروری کا دور واپس لانا چاہتے ہیں۔

بھارتی وزیراعظم کی دھمکی

15 اگست کو یوم آزادی پر دہلی کے لال قلعے کی فصیل سے خطاب کرتے ہوئے بھارت کے وزیراعظم نرسیماراؤ نے کہا کہ پاکستان آزاد کشمیر خالی کردے۔ وہ بھارت کا حصہ ہے۔ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک پاکستان کشمیر میں مداخلت ختم نہیں کر دیتا۔
صدر لغاری نے کہا کہ کشمیر تقسیم ہند کا نامکمل ایجنڈا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی تسلط کو کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ بھارتی دھمکیوں کے باوجود ہم کشمیریوں کی حمایت جاری رکھیں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارتی میزائل بجن سے آبنائے ملاکا تک باعث تشویش ہیں۔ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ پاکستان بھارتی وزیراعظم کی دھمکی سے مرعوب نہیں ہوگا۔

جنرل ضیاء الحق کی برسی

17 اگست کو فیصل مسجد کے باہر مرحوم جنرل ضیاء کی برسی کے موقع پر ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت عوام کی حمایت سے برسر اقتدار نہیں آئی۔ پیپلز پارٹی اقتدار سے چمٹی رہی تو ملک بھر میں کراچی جیسی تباہی آئے گی۔ بے نظیر ملک کا سودا کر کے باہر چلی جائیں گی۔ لیکن ہم انہیں بھاگنے نہیں دیں گے۔ بے نظیر کو سرکاری خزانے سے پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے اپنے والد کا مقبرہ بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر حکومت مستعفی نہ ہوئی تو عوام اسے راول ڈیم میں غرق کر دیں گے۔ میں لغاری کو صدر نہیں مانتا۔

تحریک نجات

18 اگست کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مشترکہ ایکشن کمیٹی نے ۱۱ ستمبر سے "تحریک نجات" چلانے کا اعلان کر دیا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ نواز شریف حکومت کو ایک بین الاقوامی سازش کے تحت اندرونی طاقتوں کے ذریعے ختم کیا گیا۔ اس کا مقصد ایٹمی پروگرام رول بیک کرنا، مسئلہ کشمیر بیرونی طاقتوں کی مرضی کے مطابق حل کرانا اور اقتصادی ترقی کو روکنا تھا۔ آج پورا ملک بے نظیر حکومت کے ہاتھوں تنگ ہے۔ ۱۱ ستمبر کا کاروانِ نجات حکومت کو اسلام آباد سے اٹھا کر باہر پھینک دے گا۔ ایم کیو ایم نے تحریک نجات میں غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

بے نظیر نے کہا کہ مجھے اپوزیشن کے الٹی میٹم کی کوئی پروا نہیں۔ اس کا لانگ مارچ

شارٹ میں تبدیل ہو جائے گا۔ عوام اس کے سامنے دیوار بن جائیں گے۔ قبل از وقت انتخابات نہیں ہوں گے۔ ہم نے لوٹ مار کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔

مشترکہ خصوصی کمیٹی

23 اگست کو وزیر قانون اقبال حیدر اور مسلم لیگ کے افتخار گیلانی نے مشترکہ طور پر آئین پر نظر ثانی کے لیے خصوصی کمیٹی کے قیام کی تجویز قومی اسمبلی میں پیش کی جسے اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا۔ خصوصی کمیٹی میں تمام جماعتوں کو نمائندگی حاصل ہوگی۔ ممبران اسمبلی نے تجویز کے حق میں تقاریر کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حالات اس امر کی متقاضی ہیں کہ 1973ء کے آئین پر بشمول آٹھویں ترمیم نظر ثانی کی جائے۔ سیاسی مبصرین نے کہا کہ ایوان کی خصوصی کمیٹی کے قیام کی تجویز نے پاکستانی سیاست کو ایک نیا رخ دے دیا ہے۔ اب صدر اور وزیراعظم سے استعفے طلب کرنے اور نئے انتخابات کرانے کا مطالبہ کرنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔

نواز شریف نے کہا کہ قومی اسمبلی میں خصوصی کمیٹی کی تشکیل کسی غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔ آئینی پیکج کا وقت گزر چکا۔ اب حکومت سے کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ جب ہم تمام مجالس قائمہ سے مستعفی ہو چکے ہیں تو پھر کسی خصوصی کمیٹی میں کیوں شامل ہوں۔

ایٹم بم

23 اگست کو نیلابٹ آزاد کشمیر میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم موجود ہے۔ بھارت ہم پر حملہ کرنے سے باز رہے ورنہ اسے ایٹم بم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر ہمیں کام کرنے کا موقع ملتا تو کشمیر ہمارے دور میں آزاد ہو سکتا تھا۔ ہم نے کروڑوں روپے جماعت اسلامی کو جہاد کشمیر کے لیے دیئے تھے۔ اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہارات بالکل درست تھے۔ میں نے آج تک مصلحت کی خاطر اپنی زبان بند رکھی۔ قاضی صاحب نے ہمیں شکست دلوانے کے لیے مثالی کردار ادا کیا تھا۔ بے نظیر ہمیں قاضی صاحب کے خلاف بولنے پر زبان کھینچنے کی دھمکی دیتی تھیں۔ ستمبر 1993ء میں نواز شریف نے قاضی صاحب کے خلاف جو اشتہارات اخبارات میں شائع کرائے تھے ان میں جہاد کشمیر کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بلکہ ان میں یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ وزیراعظم نواز شریف نے قاضی حسین احمد کے طلب کرنے پر انہیں نفاذ اسلام کے لیے دس کروڑ روپے ادا کیے۔ قاضی صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر بیس کروڑ مزید مانگے۔ لیکن

پہلے جب دس کروڑ روپے کا نواز شریف نے حساب مانگا تو وہ اپوزیشن کے ساتھ چلے گئے۔ اس سے قبل نواز شریف ان اشتہارات سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتے رہے تھے۔ اب جہاد کشمیر کا نام لے کر انہوں نے دوسری مرتبہ کذب بیانی سے کام لیا۔

امریکی ترجمان نے کہا کہ نواز شریف کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ پاکستان کو دہشت گردی کی واچ لسٹ پر رکھنے کا ہمارا فیصلہ حق بجانب تھا۔ جنوبی ایشیا میں ایٹمی عدم پھیلاؤ کی امریکی پالیسی بالکل درست ہے۔

24 اگست کو بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف کا بیان غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اس سے پاکستان کے دشمنوں کو پروپیگنڈہ کا موقع ہاتھ آ گیا۔ ایسا دعویٰ انہوں نے اپنی وزارت عظمٰی کے دوران کیوں نہیں کیا۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتی ہوں کہ ہم نے ایٹم بم نہیں بنایا ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ ہمارا ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کے لیے ہے۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم موجود نہیں۔ نواز شریف کا بیان سیاسی ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ ایٹم بم کے بارے میں بیان میں نے فوج کے اشارے پر نہیں بلکہ خوب سوچ سمجھ کر دیا تھا۔ میں اس پر اب بھی قائم ہوں۔ حکومت ایٹمی پروگرام پر سودے بازی کرنے والی تھی۔ میں نے اس کی راہ روک لی۔ ایٹم بم کے بارے میں معذرت خواہانہ رویہ ترک کیا جائے۔ بھارت کو جواب دینے کے لیے ہمیں ایٹمی میزائل بھی بنانا ہو گا۔ میں نے بین الاقوامی طاقتوں پر واضح کر دیا ہے کہ وہ پاکستان کو بھارت کے مساوی درجہ دیں۔ ہمیں مسئلہ کشمیر پر کیمپ ڈیوڈ طرز کے معاہدہ پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

قاضی صاحب نے نواز شریف کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ خود لوٹ کھسوٹ میں ملوث رہے ہیں کسی اہم ذمہ داری پر فائز ہونے کے اہل نہیں۔ انہوں نے میرے اوپر بے بنیاد الزام لگایا ہے۔ اگر وہ سچے ہیں تو ان الزامات کو ثابت کریں۔ نواز شریف نے کہا کہ قاضی صاحب بات کو آگے نہ بڑھائیں اور ایسے سوالوں کا جواب نہ مانگیں جن سے انہیں خفت کا سامنا کرنا پڑے۔ اپنے بیانات دینے سے قبل جماعت اسلامی سے پوچھ لیا کریں۔ جس انداز سے وہ ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں اگر اسی طرح سے ہم بھی جوابی حملہ کریں تو ان کے لیے مشکل پیدا ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ ان کے بیانات کو جماعت اسلامی کی تائید حاصل نہیں ہے۔ 25 اگست کو بے نظیر نے لاڑکانہ میں کارکنوں اور شہریوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن پیپلز پارٹی کی نقل میں لانگ مارچ نہ کرے۔ عوام حکومت کے خلاف تمام منصوبے ناکام بنا دیں گے۔ 27 اگست کو لندن روانگی سے قبل نواز شریف نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اللہ ہمیں بے نظیر کی نقل کرنے سے محفوظ رکھے۔ اگر ایٹمی پروگرام اور کشمیر کاز کوئی نقصان پہنچا تو میں خاموش نہیں رہ سکتا۔

اتفاق گروپ کے خلاف اقدامات

29 اگست کو نواز شریف کے برادر نسبتی اور پنجاب اسمبلی کے رکن سہیل ضیا بٹ کو گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ انہیں منشیات کی سمگلنگ کے شبہ میں حراست میں لے لیا گیا ہے۔ اتفاق گروپ کے دو منیجر بھی گرفتار کر لیے گئے۔ ان پر جعلی دستخطوں سے رقوم نکلوانے کا الزام ہے۔ شراکت داروں کی درخواست پر عدالت کے حکم سے اتفاق گروپ کی تین شوگر ملیں سربمہر کر دی گئیں۔ لیکن سپریم کورٹ نے اس حکم پر عملدرآمد روک دیا۔ 31 اگست کو پولیس نے اتفاق گروپ کے ہیڈ آفس پر چھاپہ مار کر سولہ کمپنیوں کا ریکارڈ اپنے قبضے میں لے لیا۔

امریکی قونصل جنرل کی وضاحت

یکم اگست کو کراچی میں مقیم امریکی قونصل جنرل نے کہا کہ شہر کراچی کو صوبہ سندھ سے علیحدہ کرنے اور اسے ایک الگ شہر بنانے کے لیے امریکہ کی کوئی سرکاری پالیسی نہیں ہے۔ امریکہ پاکستان کو کراچی سمیت ایک ملک سمجھتا ہے۔ امریکہ کی کراچی میں دلچسپی اور امریکی سفارت کاروں کے بعض سیاسی عناصر سے مسلسل رابطوں کے پیش نظر بعض گوشوں میں ایک عرصے سے اس شبہ کا اظہار کیا جاتا رہا ہے کہ امریکہ کراچی کو ایک الگ خود مختار شہر بنانا چاہتا ہے۔ امریکی قونصل جنرل نے اسی شبہ کے ازالے کے لیے یہ بیان جاری کیا۔

بھارتی قونصل خانہ

یکم اگست کو حکومت سندھ نے کراچی میں بھارتی قونصل خانہ بند کرنے کی سفارش کر دی۔ سندھ میں حالیہ فرقہ وارانہ فسادات اور تخریبی سرگرمیوں کے واقعات میں بھارتی قونصل خانے کے ملوث ہونے کے ٹھوس ثبوت ایجنسیوں کو حاصل ہو گئے ہیں۔ اس کے عملے کے فرقہ وارانہ عناصر سے رابطے ہیں۔ یہ عناصر بھارت میں تخریب کاری کی تربیت حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو بھرتی کرتے ہیں اور پھر انہیں اسلحہ فراہم کیا جاتا ہے۔ قونصل خانہ ملک دشمن کارروائیوں اور تخریب کاری کی وارداتوں کی پشت پناہی میں ملوث ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ سندھ کے حالات خراب کرنے میں بیرونی ہاتھ ہے۔ حکومت کے پاس اس کے ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ عوام کے جان و مال سے کھیلنے والے عناصر سے آہنی ہاتھ سے نمٹنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وزیر خارجہ سردار آصف نے کہا کہ کراچی کے واقعات میں بھارتی قونصل خانہ ملوث پایا گیا

تو اسے بند کرنا پڑے گا۔

کور کمانڈر سے ملاقات

یکم اگست کو عبداللہ شاہ نے کور ہیڈ کوارٹر میں کور کمانڈر جنرل لہراسپ سے ملاقات میں سندھ اور بالخصوص کراچی میں امن و امان کی صورتحال اور غیر قانونی اسلحہ کی بازیابی کا جائزہ لیا گیا۔ اسی روز پروگرام کے مطابق عبداللہ شاہ نے ایک گھنٹے تک عوام سے براہ راست ٹیلی فون پر ان کی شکایات سن کر موقع پر ان کے ازالے کے لیے فوری احکام صادر کیے جن میں ایک نابینا کو ملازمت دلوانے، ایک غریب کو پلاٹ الاٹ کرنے اور ایک پولیس اہلکار کو معطل کرنے کے احکام شامل تھے۔

یکم اگست کو تین مزید مقدمات میں ایک عدالت نے الطاف حسین کے وارنٹ گرفتاری جاری کرائے۔ ایک دوسری خصوصی عدالت نے الطاف حسین، شعیب بخاری، عمران فاروق، وسیم احمد اور عبدالقادر لاکھانی کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا۔

یکم اگست کو بھی کراچی کے مختلف علاقوں میں رات بھر فائرنگ ہوتی رہی۔ کورنگی میں صبح سویرے نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔ اس کی نعش کئی گھنٹے تک گلی میں پڑی رہی۔ 2 اگست کو فائرنگ کی وارداتوں میں نو افراد ہلاک ہوگئے۔ لانڈھی میں مسلح افراد نے ایک تھانے کے انچارج سید اصغر علی شاہ کی کار پر فائرنگ کر دی جس سے وہ زخمی ہوگئے۔

جنرل وحید کے نام خط

4 اگست کو الطاف حسین نے بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید کے نام اپنے ایک خط میں تحریر کیا کہ میں ایک سچے محب وطن پاکستانی کی حیثیت سے آپ کو ملک کی سلامتی کے خلاف کی جانے والی گھناؤنی سازش سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ سندھ میں گزشتہ دو برسوں سے جاری فوجی آپریشن جرائم پیشہ افراد، اغوا برائے تاوان کی وارداتیں کرنے والوں اور ڈاکوؤں کے خلاف نہیں بلکہ اس کا اصل نشانہ ملک کی تیسری بڑی جماعت ایم کیو ایم اور مہاجر ہیں۔ اس آپریشن کے دوران ہزاروں معصوم اور بے گناہ مہاجروں کو قتل اور زخمی کیا گیا۔ چھاپوں کی آڑ میں گھروں کو لوٹا گیا۔ خواتین اور بزرگوں کی بے حرمتی کی گئی۔ اربوں روپے کی رشوت وصول کی گئی۔ 31 جنوری 1994ء سے 2 اگست 94ء تک ایم کیو ایم کے 48 کارکنوں اور حامیوں کو سرکاری اہلکاروں اور دہشت گردوں نے ہلاک کیا۔ مجھ سمیت ایم کیو ایم کے دوسرے رہنماؤں کے "را" سے تعلقات کی جھوٹی رپورٹیں اور جعلی ٹیپ فوجی قیادت کو فراہم کیے گئے۔ میں اللہ

کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی "را" کے کسی اہلکار سے ٹیلی فون پر یا بالمشافہ بات چیت نہیں کی۔ میری گفتگو کا جو ٹیپ آپ کو فراہم کیا گیا ہے وہ جعلی اور خود ساختہ ہے۔ مہاجروں نے ہمیشہ "پاک فوج زندہ باد" کے نعرے لگائے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں اپنے مستقبل اور انجام کی پروا کیے بغیر پاک فوج کا ساتھ دیا۔ لیکن انہیں کیمپوں میں کسمپرسی کی زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ محب وطن جرنیلوں کے ساتھ بیٹھ کر مہاجروں کے خلاف کی جانے والی کارروائیاں رکوائیں۔ مہاجر پاکستان دشمنوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

میرپور خاص میں ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ ہم پر توپیں چلیں یا ٹینک چڑھائے جائیں لیکن ہم کسی دھمکی میں نہیں آئیں گے۔ کراچی پریس کلب میں ٹیلی فون پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ مہاجروں کو دیوار سے نہ لگایا جائے۔ اگر پانی سر سے گزر گیا تو پھر عوام میری اپیل پر بھی کان نہیں دھریں گے۔ زبان بندی کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا۔ ہم حکومت سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ ایم کیو ایم پہلے مجرموں سے علیحدہ ہو پھر اس سے مذاکرات ہوں گے۔ الطاف حسین بے گناہ ہیں تو واپس آ کر عدالتوں کا سامنا کریں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف حسین مجرم ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہم ایم کیو ایم سے مفاہمت چاہتے ہیں۔ اور اشتیاق اظہر کے ساتھ ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ عبداللہ شاہ نے تسلیم کیا کہ نظام میں کوئی بڑی خرابی رونما ہو گئی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ عوام پولیس والوں کو دوست نہیں بلکہ ڈاکو سمجھتے ہیں اور سرکاری ملازمین عوام کے خادم کے بجائے حاکم نظر آتے ہیں۔ یہ رویہ بدلنے کی ضرورت ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کی صورتحال خراب ہے۔ لوگوں کو تشدد اور فائرنگ کر کے ہلاک کیا جا رہا ہے۔

6 سے 12 اگست تک ایک ہفتے کے دوران فائرنگ کی وارداتوں میں ایک پولیس افسر سمیت 24 جاں بحق ہو گئے۔ کورنگی اور لیاقت آباد میں مسلح افراد گھروں پر حملے کرتے رہے۔ 11 اگست کو مسلح افراد نے لانڈھی تھانے پر فائرنگ کی۔ کورنگی میں پولیس موبائل پر فائرنگ کی گئی جس سے ایک سپاہی زخمی ہو گیا۔ سات گاڑیاں جلا دی گئیں۔

یوم آزادی پر دہشت گردی

14 اگست کو یوم آزادی کے موقع پر کراچی میں ہنگاموں اور فائرنگ سے دس افراد جاں بحق اور تیس زخمی ہو گئے۔ پانچ گاڑیاں اور ایک ہوٹل جلا دیا گیا۔ 16 اگست کو آفاق احمد کے چچا

زاد بھائی آفتاب صدیقی، ایک فرم کے منیجر عبدالحمید، پیپلز پارٹی کے ایک رہنما ور ایک سپاہی سمیت چودہ افراد نقاب پوشوں کی فائرنگ سے ہلاک ہوگئے۔ 17 سے 31 اگست تک فائرنگ کی وارداتوں میں کراچی میں بلدیہ کے سب انسپکٹر الطاف صدیق اور ایم کیو ایم کے ایک کارکن سمیت 35 افراد ہلاک اور 25 زخمی ہوگئے۔ بوریوں میں بند لاشیں ملیں جنہیں تشدد کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ متعدد گاڑیاں جلا دی گئیں، لوگ احتجاج کرتے رہے اور ٹریفک پر پتھراؤ کیا۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کے شیل پھینکے۔

حیدر آباد میں 22 اگست کو موٹر سائیکل سواروں نے ایک ہسپتال کے اندر گھس کر فائرنگ کر کے 20 افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

24 اگست کو کراچی میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ کراچی کے عوام نے جن کو اپنا نمائندہ منتخب کیا انہوں نے کراچی کو کیا دیا۔ حکومت مجرموں کو سیاسی بلیک میلنگ کی اجازت نہیں دے گی۔ مجرموں اور سیاسی عناصر میں امتیاز کیا جانا ضروری ہے۔ صوبائی حکومت تسلی بخش طور پر اپنے فرائض انجام دے رہی ہے۔ اس میں تبدیلی کی افواہیں بے بنیاد ہیں۔

26 اگست کو مرتضیٰ بھٹو کہا کہ ملک میں عدم استحکام اور سیاسی اداروں کے تباہ ہو جانے کے پیش نظر موجودہ حکومت کا خاتمہ اور قومی حکومت کا قیام ضروری ہو گیا ہے۔ وڈیروں کے کتے مکھن اور شہد کھا رہے ہیں لیکن غریبوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ بے نظیر نے گھوڑوں کی خریداری کے لیے آئرلینڈ کا دورہ کیا تھا۔

نواز الطاف مذاکرات

نواز شریف نے اپنے لندن میں قیام کے دوران الطاف حسین کے ساتھ مذاکرات کے تین دور مکمل کیے۔ میاں صاحب کی کوشش تھی کہ 11 ستمبر سے شروع کی جانے والی "تحریک نجات" میں ایم کیو ایم تعاون کرے۔ الطاف حسین کا کہنا تھا کہ ماضی میں ہم پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کر کے قربانی کا بکرا بنتے رہے ہیں۔ اب مسلم لیگ کو اپنا تعاون پیش کرنے کے لیے الطاف حسین اپنی شرائط پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر مسلم لیگ مخلص ہے تو وہ اپنے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو مستعفی کرائے، سندھ میں فوجی آپریشن ختم کرنے اور فوج کو واپس بلانے کے مطالبہ کی حمایت کرے اور ایم کیو ایم کے رہنماؤں اور کارکنوں کے خلاف مقدمات واپس لینے کی تائید کرے۔ نواز شریف نے بعض شرائط مان لیں لیکن ارکان اسمبلی کے استعفوں کے بارے میں انہیں تحفظات تھے۔ ملاقات کے آخری دور میں اجمل خٹک اور حاجی غلام احمد بلور بھی موجود تھے۔ کوئی پیش رفت نہ ہونے کے باعث یہ مذاکرات ناکام

ہو گئے۔ لیکن کراچی واپسی پر اجمل خٹک اور حاجی بلور نے کہا کہ لندن میں ہمارے الطاف حسین سے مفید مذاکرات ہوئے ہیں۔ الطاف حسین نے اپنے تعاون کے لیے کوئی شرائط پیش نہیں کی ہیں۔ قومی اہمیت کی حامل "تحریک نجات" سے الطاف حسین جیسی شخصیت لا تعلق کس طرح رہ سکتی ہے۔ گو اس سے قبل نواز شریف الطاف حسین کے ساتھ مذاکرات کرنے کی تردید کر چکے تھے۔

جنرل سیلز ٹیکس

یکم ستمبر کو وزیر مملکت شہاب الدین نے کہا کہ 277 اشیاء پر جنرل سیلز ٹیکس 15 فیصد کی شرح سے آج سے نافذ ہو جائے گا۔

نواز شریف کے خلاف ریفرنس

لاہور پیپلز پارٹی کے نائب صدر عبدالقادر شاہین نے ایٹم بم کے بارے میں نواز شریف کے بیان کو بنیاد بنا کر سپیکر قومی اسمبلی اور چیف الیکشن کمشنر کو انہیں اسمبلی کی رکنیت کا نااہل قرار دینے کے لیے ریفرنس داخل کر دیا۔ انہوں نے صدر، وزیر اعظم اور بری فوج کے سربراہ کے نام اپنے مراسلہ میں یہ بیان دینے پر نواز شریف کے خلاف مقدمہ درج کرنے اور انہیں گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا۔

قاہرہ کانفرنس

3 ستمبر کو مخالفت کے باوجود بے نظیر قاہرہ کانفرنس میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئیں۔ یکم ستمبر کو بعض ارکان قومی اسمبلی نے کہا تھا کہ مجوزہ کانفرنس کے ایجنڈے میں بے حیائی، جنسی آوارگی، اسقاط حمل اور ہم جنس پرستی جیسے اسلامی اقدار کے مخالف امور شامل ہیں اس لیے بے نظیر اس میں شرکت نہ کریں۔ نواز شریف نے کہا کہ قابل اعتراض کانفرنس میں شرکت کے لیے روانگی سے بے نظیر نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ امریکہ کو خوش کرنے کے لیے سب کچھ قربان کر سکتی ہیں۔ نوابزادہ نصراللہ خاں نے کہا عنقریب پاکستان میں منعقد ہونے والی مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس قاہرہ کانفرنس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس لیے صدر اور وزیر اعظم کو اس دوران ملک میں رہنا چاہیے۔

5 ستمبر کو قاہرہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ کانفرنس کا طویل ایجنڈا نقائص سے پر ہے۔ اس کے بعض حصے اسلامی اقدار سے متصادم ہیں۔ اس میں کچھ

ایسی سنگین غلطیاں ہیں جو شمال سے جنوب تک اور مسجد سے چرچ تک ثقافتی اقدار کو متاثر کرتی ہیں۔ اس کانفرنس کو متنازعہ بنا دیا گیا ہے۔ ہم کانفرنس کو بے راہ روی کا ذریعہ نہیں بننے دیں گے۔ اسلامی اقدار کے مخالف اعلامیہ کو ہم مسترد کر دیں گے۔ اسقاط حمل پاکستان کا مسئلہ نہیں اسلام اسے مسترد کرتا ہے۔ اسلام زندگی کی حرمت پر زور دیتا ہے۔ وہ بچوں کو قتل کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان کو رزق عطا کرتا ہے۔ مغرب کے ٹی وی نے بچوں کی رہی سہی معصومیت بھی چھین لی ہے۔ اسلام نے خاندان کی جو اہمیت بیان کی ہے اس پر مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ اسلام ہی بنی نوع انسان کی ترقی کا ضامن ہے۔ اہل مشرق پر بے جا دباؤ نہ ڈالا جائے۔

نواز شریف نے کہا کہ کانفرنس میں بے نظیر کی تقریر ڈرامہ بازی ہے۔ انہوں نے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر خفیہ طور پر تمام شرائط قبول کرلی ہیں۔

بے نظیر کا انٹرویو

قاہرہ میں مصر کی ایک خبر رساں ایجنسی کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بارے میں اسلامی ممالک سے مشورہ کر رہی ہیں۔ اس بارے میں بیت المقدس سمیت بعض شرائط غور طلب ہیں۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

کاروان نجات کی روانگی

۱۱ ستمبر کو نواز شریف مزار قائد سے ایک جلوس کے ہمراہ کینٹ سٹیشن پہنچے۔ ان کی قیادت میں کاروان نجات ساڑھے نو بجے بذریعہ خیبر میل روانہ ہوگیا۔ مسلم لیگ، جے یو پی، اے این پی اور جمعیت اہلحدیث کے قائدین ان کے ہمراہ ہیں۔ ٹرین کی روانگی سے قبل سٹیشن پر موجود لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ قافلہ نجات چل پڑا ہے۔ حکومت سے چھٹکارے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حکومت کے خاتمے پر ہمارا جہاد مکمل ہوگا۔ کراچی والے پورے ملک کے لیے روٹی کماتے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال ہے۔ یہاں نہ بجلی ہے، نہ پانی، نہ روٹی اور نہ روزگار۔

حیدر آباد میں پلیٹ فارم پر موجود ہزاروں افراد نے نعروں کی گونج میں ٹرین کا استقبال کیا۔ عوام نعرے لگا رہے تھے۔ "نواز شریف قدم بڑھاؤ، ہم تمہارے ساتھ ہیں" ان سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ آج کی رات بے نظیر حکومت کی آخری رات ہے۔ حکومت اعتماد کھو چکی ہے، عزت سے اقتدار چھوڑ دے۔ پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ نئے

انتخابات کرائے جائیں۔ ایم کیو ایم کی عدم موجودگی کے بارے میں صحافیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کے بغیر دو مرتبہ اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کر چکے ہیں۔

بے نظیر نے کراچی میں کہا کہ نواز شریف دس ٹرین مارچ کر لیں وہ حکومت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ ملک لوٹنے والے احتساب سے بچنے کے لیے ٹرین مارچ کر رہے ہیں۔

12 ستمبر کو ملتان چھاؤنی پر لوگوں کے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ساہیوال سٹیشن پر ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انجینئرڈ الیکشن کے ذریعے اقتدار میں آنے والے صدر اور وزیراعظم کو اب جانا ہوگا۔ ٹرین مارچ کی کامیابی حکومت کے خلاف ریفرنڈم ہے۔

12 ستمبر کو نو بجے جب ٹرین لاہور پہنچی تو ہزاروں مسلم لیگی کارکنوں نے اس کا استقبال کیا۔ ٹرین کی آمد پر زبردست آتش باری کی گئی۔ "نواز شریف کو لائیں گے۔ ایٹم بم بنائیں گے۔" کے پرجوش نعرے لگائے گئے۔ ٹرین مارچ کا پہلا مرحلہ ختم ہونے پر نواز شریف نے داتا دربار پر حاضری دی۔ بھاٹی گیٹ کے سامنے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر لاہور سے الیکشن لڑیں۔ وہ جیت گئیں تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔

صدر لغاری نے کہا کہ پرامن ٹرین مارچ اپوزیشن کا حق ہے۔ حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔ مجھ پر جانبداری کا الزام درست نہیں۔

کاروان نجات کا دوسرا دور

ایک رات قیام کے بعد کاروان نجات 13 ستمبر کو تیزرو کے ذریعے لاہور سے روانہ ہو کر اسی دن پشاور پہنچ گیا۔ پشاور میں اس کا زبردست خیر مقدم کیا گیا۔ استقبالی ہجوم نعرے لگا رہا تھا۔ "بے نظیر کو جانا ہے، نواز شریف کو لانا ہے" اور "پوری قوم کا ایک ہی نعرہ، نواز شریف آئے دوبارہ۔" سوئیکارنو چوک پر ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام کے سیلاب کے سامنے کوئی بند نہیں باندھ سکتا۔ حکومت عزت کے ساتھ رخصت ہو جائے۔ صدر کا بیان ان کی شکست خوردہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمارا جہاد ملک کو لٹیروں سے پاک کرنے کے لیے ہے۔ ہم اقتدار میں آ کر عدلیہ میں حکومت کا عمل دخل ختم کرنے کے لیے آئینی اقدامات کریں گے۔ ہم ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے عدم اعتماد کی تحریک بھی پیش کریں گے۔ میں پاکستان بچانے کے لیے جلد ہی کال دوں گا۔ عوام سروں پر کفن باندھ کر میدان میں آ جائیں۔

توقعات اور دعوؤں کے بالکل برعکس ٹرین مارچ "فلاپ شو" ثابت ہوا ہے۔ نواز شریف کے اس ٹرین مارچ نے اپوزیشن کو کمزور اور حکومت کو مضبوط بنا دیا۔ مارچ کے آغاز کی رات کو

وہ حکومت کی آخری رات قرار دے رہے تھے۔ لیکن اس کی ناکامی کے بعد اب یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ وہ جلد ہی دوبارہ کال دیں گے۔ بے نظیر نے شروع ہی سے اسے قابل اعتنا قرار نہیں دیا تھا۔ ٹرین مارچ کے آغاز ہی پر وہ بیرونی دورہ پر روانہ ہوگئی تھیں۔

ملک گیر ہڑتال

15 ستمبر کو نواز شریف کی صدارت میں مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں نے اپنے اجلاس میں 20 ستمبر کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ تجارتی اداروں نے بھی ہڑتال میں حصہ لینے کا اعلان کردیا۔ پوری تاجر برادری سیلز ٹیکس کے نفاذ پر مضطرب اور پریشان تھی اور حکومت اسے نافذ کرنے پر بضد۔

"واشنگٹن پوسٹ" میں نواز شریف کا انٹرویو

امریکی اخبار "واشنگٹن پوسٹ" میں نواز شریف کا ایک انٹرویو ایسے وقت شائع ہوا جب وہ ٹرین مارچ پر تھے۔ اس انٹرویو میں جو اخبار کے نمائندے نے ان سے ان کی رہائش گاہ لاہور میں لیا گیا تھا۔ نواز شریف سے یہ بیان منسوب کیا گیا کہ 1991ء کے اوائل میں بری فوج کے سربراہ جنرل اسلم بیگ اور آئی ایس آئی کے سربراہ میجر جنرل اسد درانی نے منشیات کی سمگلنگ کے لیے ایک منصوبہ ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس کا مقصد انہیں یہ بتایا گیا کہ اس طرح بعض خفیہ آپریشنوں کے لیے فنڈز حاصل کیے جائیں گے۔ نواز شریف کے بقول جنرل اسلم بیگ اور درانی دونوں نے یہ یقین دلایا کہ سمگلنگ کے اس مبینہ منصوبے میں پاکستان کا کسی جگہ کوئی ذکر نہیں آئے گا۔ یہ سارا منصوبہ ایک انتہائی قابل اعتماد تیسرے فریق کے ذریعے عمل میں آئے گا۔ انٹرویو کے مطابق نواز شریف نے جو اس وقت وزیراعظم تھے دونوں کو ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ روک دیا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ایسی کوئی کارروائی ہرگز نہ کی جائے۔ جنرل اسلم بیگ کو بلا کر میں نے صاف طور پر کہہ دیا کہ سمگلنگ کے اس منصوبے کو میں مسترد کرتا ہوں۔

جنرل اسلم بیگ نے "واشنگٹن پوسٹ" میں اس کی تردید شائع کرائی جس میں کہا کہ ہم کبھی بھی ایسے غیر ذمہ دار نہیں رہے کہ اس قسم کی بات کریں۔ پاکستانی سیاست دان اقتدار سے ہٹ جاتے ہیں تو ایسی باتیں بناتے ہیں۔ اسد درانی نے بھی جو اس وقت جرمنی میں پاکستان کے سفیر ہیں، "واشنگٹن پوسٹ" میں شائع کیے جانے والے اپنے بیان میں کہا کہ سابق وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے ایسا بیان تباہ کن غیر ذمہ داری کا ارتکاب ہے۔ امریکی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی اطلاع نہیں ہے جس سے اسلم بیگ اور درانی

پر عائد الزام کی تصدیق ہو سکے۔ پاکستانی افواج کے ایک افسر نے کہا کہ یہ ناقابل فہم اور تضحیک آمیز بات ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری اطلاعات مشاہد حسین نے کہا کہ یہ امر شدید صدمے کا باعث ہے کہ امریکی اخبار نے حزب اختلاف کے قائد کا ایک ایسا جھوٹا انٹرویو شائع کیا ہے جو انہوں نے دیا ہی نہیں۔ اس خود ساختہ انٹرویو کا مقصد پاکستان کو بدنام کرنا ہے۔ نواز شریف نے "واشنگٹن پوسٹ" کو کوئی انٹرویو نہیں دیا۔ اخبار کے مطابق یہ انٹرویو مئی میں لیا گیا تھا جو پانچ ماہ بعد ستمبر میں شائع کیا گیا ہے۔ اس سے بھی اس کی پشت پر سازش بے نقاب ہو جاتی ہے۔ اس جعل سازی میں حکومت پاکستان کا ہاتھ بالکل صاف نظر آ رہا ہے۔ اسے "کاروان نجات" کے آغاز پر امریکہ میں شائع کرانے سے حکومت کے پس پردہ مذموم عزائم بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ اس کا مقصد پاک آرمی کے امیج کو تباہ کرنا ہے۔ ملک کے باشعور عوام اس سازش کو ناکام بنا دیں گے۔ ہم "واشنگٹن پوسٹ" کی انتظامیہ کے سامنے یہ مسئلہ رکھیں گے تاکہ وہ خود بھی اس سازش کی تحقیق کر سکیں۔

دہلی میں مقیم اخبار کے نمائندے جان وارڈ اینڈرسن نے کہا کہ مشاہد حسین نے مجھ سے ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اخبار نے یہ انٹرویو ایک ایسے وقت شائع کیا جبکہ نواز شریف ٹرین مارچ پر تھے۔ جواب میں ہم نے انہیں بتایا کہ پاکستان کی داخلی سیاست پر اثر انداز ہونے میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

نواز شریف کی تردید

14 ستمبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ واشنگٹن پوسٹ کا انٹرویو من گھڑت ہے۔ میں نے 1994ء کے دوران مذکورہ اخبار کو کوئی انٹرویو نہیں دیا۔ اس کے نمائندے کامران خاں سے شاید ملا ہوں لیکن اسے باقاعدہ کوئی انٹرویو نہیں دیا۔ حکومت عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے ملک دشمن حربے استعمال کر رہی ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن کے ذریعہ اس من گھڑت انٹرویو کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ جس کا مقصد محب وطن عناصر اور مسلح افواج کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنا ہے۔ یہ من گھڑت انٹرویو بے نظیر، ملیحہ لودھی اور حسین حقانی کی سازش کا نتیجہ ہے۔ پیپلز پارٹی نے 1972ء میں سقوط ڈھاکہ کی فلم ٹی وی پر چلا کر مسلح افواج کو بدنام کرنے کی سازش کی تھی۔ اسی سازشی ٹولے نے مرحوم جنرل آصف نواز کے قتل کا الزام مجھ پر ایسے وقت میں لگایا جب ملک میں عام انتخابات ہونے والے تھے۔ اب اس جعلی انٹرویو کے ذریعے ملکی مفاد کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ میں اخبار کے خلاف امریکی عدالت میں چارہ جوئی کروں گا۔

آرمی چیف جنرل عبدالوحید نے امریکی اخبار میں شائع انٹرویو کو عالمی سازش قرار دے دیا۔ پاک فوج ایک پیشہ ورانہ ادارہ ہے جو خفیہ آپریشنوں پر یقین نہیں رکھتا۔ پاکستانی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے نواز شریف کی جانب سے اس انٹرویو کی تردید پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس کی بنیاد کا کھوج لگا رہے ہیں۔ انٹرویو میں پاک فوج اور آئی ایس آئی پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں جبکہ یہ دونوں ادارے سمگلنگ کی روک تھام میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ نواز شریف سے منسوب مئی میں لیا گیا انٹرویو ستمبر میں شائع کیا گیا۔ ہم ان شرانگیز الزامات کی تحقیقات کرائیں گے۔ اس سے قبل بھی امریکی اخبارات میں شائع مضامین میں پاک فوج اور آئی ایس آئی پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔

صدر فاروق لغاری نے کہا کہ اخباری انٹرویو کا تفصیلی جائزہ لیا جا رہا ہے۔ جو بھی ملوث ہوگا۔ قانون سے بچ نہیں سکے گا۔ کسی کو ملکی سالمیت کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ نصیر بابر نے کہا کہ سیاست دانوں کے خلاف کارروائی کوئی مذاق نہیں۔ ہم کوئی بری روایت قائم کرنا نہیں چاہتے۔ انٹرویو کا ثبوت ملنے کے بعد ہی نواز شریف کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکے گی۔

جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ فوج کو بدنام کرنے کی جو سازش ہو رہی ہے اس کی کڑیاں واشنگٹن سے ملی ہوئی ہیں۔ اس وقت کامران خاں اور ان کے "محسنوں" کا اصل ہدف افواج پاکستان کی کردار کشی ہے۔ اس سے قبل مہران بینک کے حوالے سے میری کردار کشی کی گئی۔

پاکستان میں واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے کامران خاں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ انہوں نے 6 مئی 1994ء کو لاہور میں نواز شریف کی رہائش گاہ پر ان کا انٹرویو لیا تھا۔ اس وقت ان کے پریس سیکرٹری مشاہد حسین بھی موجود تھے۔ نواز شریف کی جانب سے اس انٹرویو کی تردید سے مجھے صدمہ ہوا ہے۔ نواز شریف عدالت جائیں میں اس انٹرویو کے ناقابل تردید ثبوت مہیا کر دوں گا۔

16 ستمبر کو "واشنگٹن پوسٹ" کی انتظامیہ نے کہا کہ اس نے سابق وزیراعظم نواز شریف کا جو انٹرویو شائع کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ یہ انٹرویو اسی سال نواز شریف سے 16 مئی کو لاہور میں لیا گیا تھا۔ اخبار اس کی صداقت پر قائم ہے۔ انٹرویو کیسٹ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جو ثبوت کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس انٹرویو کا انکار کر کے اخبار کی ساکھ کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اس لیے انتظامیہ ان کے خلاف مقدمہ دائر کرنے پر غور کر رہی ہے۔ مذکورہ اخبار نے انٹرویو کی تصدیق پاکستانی سفارت خانہ کو واشنگٹن میں کرا دی۔

17 ستمبر کو دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ تحقیقات کی روشنی میں جو حقائق سامنے آئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ نواز شریف نے اس سال مئی میں لاہور میں اخبار کے نمائندے کامران خاں کو انٹرویو دیا تھا۔

ہرجانہ کا نوٹس

17 ستمبر کو نواز شریف کی جانب سے ان کے قانونی مشیر محمد اکرم شیخ ایڈووکیٹ نے "واشنگٹن پوسٹ" کو دس کروڑ ڈالر ہرجانے کا دعویٰ بذریعہ فیکس جاری کر دیا۔ نوٹس میں کہا گیا کہ اخبار فوری طور پر انٹرویو کی تردید اور معذرت شائع کرے ورنہ اس کے خلاف مناسب فورم کے روبرو مقدمہ دائر کیا جائے گا۔ اکرم شیخ نے کہا کہ اچھے فلمی سٹوڈیو میں ایسی جدید ٹیکنالوجی موجود ہے جس سے کسی شخص سے ملتی جلتی آواز تیار کی جا سکتی ہے۔

اخبار نے نواز شریف کے قانونی نوٹس کا کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر نواز شریف کے قانونی مشیر نے کہا کہ اب اخبار کے خلاف واشنگٹن کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا جائے گا۔

اخبار کی انتظامیہ نے مشاہد حسین کے نام اپنے جوابی خط میں لکھا کہ آپ کا یہ موقف درست نہیں ہے کہ یہ انٹرویو خود ساختہ تھا۔ کامران خاں نے نواز شریف سے گزشتہ مئی میں ملاقات کر کے یہ انٹرویو لیا تھا۔ اس کے تاخیر سے شائع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے رپورٹروں نے پاکستان میں منشیات کی سمگلنگ اور اس میں پاکستانی فوج کے حکام کے ملوث ہونے کے امکانات کے حوالے سے جو معلومات مرتب کرنا تھیں ان کی تکمیل کے بعد ہی اسے شائع کیا گیا۔ تاہم یہ محض ایک اتفاق ہے کہ یہ مضمون اس دن شائع ہوا جب نواز شریف کی سیاسی تحریک کا پہلا دن تھا۔ مشاہد حسین نے کہا کہ اخبار نے ہمارے سوالات کے تسلی بخش جواب نہیں دیئے ہیں۔ ان کے پاس انٹرویو کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر نواز شریف نے اخبار کو انٹرویو نہیں دیا تو اس پر مقدمہ دائر کرنے میں اتنی تاخیر کیوں کر رہے ہیں۔

شریعت کانفرنس

16 ستمبر کو شریعت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکمران شریعت کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ امریکہ اور اُس کے شاگردوں سے جان چھڑائے بغیر حقیقی آزادی نہیں مل سکتی۔ عدل و انصاف خدا کا خوف رکھنے والے ہی دلا سکتے ہیں۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ملک کے سیاسی خلا کو پُر ہی نہیں کر سکتے۔

صدر کا نجی دورہ

18 ستمبر کو صدر لغاری دو روزہ نجی دورہ پر جدہ پہنچے جہاں ایک روزنامے سے بات کرتے

ہوئے صدر نے کہا کہ 20 ستمبر کی ہڑتال کا حشر بھی ٹرین مارچ جیسا ہو گا۔ اپوزیشن جمہوریت کو نقصان پہنچا رہی ہے۔

ملک گیر ہڑتال

20 ستمبر کو مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں کی اپیل پر ملک گیر ہڑتال کی گئی۔ لاہور میں نواز شریف ایک جلوس کی شکل میں شاہراہ قائداعظم سے گزر رہے تھے کہ پولیس کے ساتھ مڈبھیڑ ہو گئی۔ پولیس نے فائرنگ کی، لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کی شیلنگ کی۔ شاہراہ کئی گھنٹے تک میدان کارزار بنی رہی۔ ایک کارکن زخمی ہو گیا۔ مظاہرین نے کہا کہ پولیس نے نواز شریف کی کار پر فائرنگ کی۔ مشاہد حسین نے کہا کہ وزیراعلیٰ وٹو کے خلاف نواز شریف پر قاتلانہ حملے کا مقدمہ درج کرایا جائے گا۔ وٹو نے کہا کہ فائرنگ نواز شریف کی کار سے کی گئی، مقدمات ہم قائم کریں گے۔ لاہور میں تقریباً ایک سو کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسلام آباد میں نواز کھوکھر سمیت 800 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ کراچی میں بھی لاٹھی چارج اور فائرنگ سے خواتین سمیت متعدد کارکنان زخمی ہو گئے اور 44 کو گرفتار کر لیا گیا۔ پشاور میں بھی پولیس نے جلوس پر آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ بیگم نسیم ولی نے کہا کہ اگر حکومت پرامن احتجاج نہیں چاہتی تو آئندہ ہم بھی خالی ہاتھ نہیں آئیں گے۔

21 ستمبر کو نواز شریف کے کہا کہ کراچی سے خیبر تک پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ وزیراعظم کے گھر لاڑکانہ میں بھی ہڑتال ہوئی۔ ریفرنڈم ہو گیا۔ حکومت مستعفی ہو جائے۔ ہڑتال کے موقع پر حکومت نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں۔ مجھ پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ وٹو نے وائرلیس پر پولیس کو پیغام دیا کہ شوٹ کر دو۔ ہم بھی بے نظیر، وٹو اور شیرپاؤ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو آج وہ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔ تحریک انجام تک پہنچے بغیر ختم نہیں ہو گی آنکھ کے آگے انگلی رکھ کر سورج کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ بے نظیر کے مستعفی ہونے پر کوئی طالع آزما اقتدار پر قابض ہوتا ہے یا نہیں، مجھے اس کی پروا نہیں۔

بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے کہا کہ فوج سیاست میں مداخلت نہیں کرے گی۔ میں ایک سپاہی ہوں۔ سیاست سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

21 ستمبر کو بے نظیر نے کہا کہ ناکام ہڑتال کے بعد اپوزیشن کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ نواز شریف احتساب سے بچنے کے لیے ہڑتالوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ نصیر بابر نے بھی کہا کہ ملک کی سیاست پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

نواز شریف کے خلاف ریفرنس

21 ستمبر کو نواز شریف کے خلاف اپنے دور حکومت میں پلاٹوں کی ناجائز الاٹمنٹ، اختیارات سے تجاوز کرنے اور سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے کے الزامات کے تحت لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس تنویر احمد خاں پر مشتمل خصوصی عدالت کے روبرو فوجداری ریفرنس دائر کر دیا گیا۔

بے نظیر کے خلاف ریفرنس

23 ستمبر کو شیخ رشید نے وزیراعظم بے نظیر کے خلاف ریفرنس قومی اسمبلی کے اسپیکر کے حوالے کر دیا جس میں کہا گیا کہ بے نظیر نے اپنے والد کو پھانسی دیئے جانے کے بعد عدلیہ کی آزادی اور وقار کے منافی رویہ اختیار کیا اور اپنے حکومت ریفرنسوں کی سماعت کرنے والی خصوصی عدالتوں کو کنگرو کورٹس کہتی رہیں۔ اب وہ دوبارہ اقتدار میں آ کر اعلیٰ عدالتوں میں تقریروں سے عدلیہ کی آزادی کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔

دعائے نجات

مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں اسمبلیوں اور سینٹ سے استعفوں کے فیصلے کا اختیار نواز شریف کو دے دیا گیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ 23 ستمبر کو ملک کی تمام مساجد میں اس ظالم حکومت سے نجات کے لیے دعا مانگی جائے۔ اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ میں میدان میں نکل آیا ہوں۔ جسے ملک بچانا ہو، وہ نواز شریف کا ساتھ دے۔ کارکن جیل بھرو تحریک میں گرفتاری پیش کرنے کے لیے نام درج کرائیں۔ اپوزیشن نے ملک بھر میں 29 ستمبر کو یوم احتجاج منانے کا اعلان کردیا۔ نواز شریف ریگل چوک کراچی میں مظاہرے کی قیادت کریں گے۔

عبدالولی خان نے لندن سے واپس آنے کے بعد اسلام آباد میں نواز شریف سے ملاقات کر کے آئندہ لائحہ عمل پر تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں ولی خاں نے کہا کہ نواز شریف مرد مجاہد ہیں، وہ پاکستان کے مسائل کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

جمعہ 23 ستمبر کو نواز شریف کی اپیل پر نماز جمعہ کے بعد "دعائے نجات" کی گئی۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری اطلاعات امیرالعظیم نے کہا کہ ہم دونوں بڑی جماعتوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے قوم کی دعاؤں میں شریک ہیں۔ جماعت اسلامی کے نائب امیر سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ جماعت اسلامی، پاکستان مسلم لیگ سے پارلیمنٹ کے اندر یا باہر کوئی اتحاد

توبہ توبہ - یا اللہ توبہ

صرف پانچ مہینے کے اندر مہنگائی کا سیلاب

نواز شریف اور بے نظیر کی حکومتوں میں قیمتوں کا فرق دیکھئے!

کھانے پینے کی چیزیں



نواز شریف دور کی قیمتیں



بے نظیر دور کی قیمتیں

فرق

کھانے پینے کی چیزیں	نواز شریف دور کی قیمتیں	بے نظیر دور کی قیمتیں	فرق
آٹا 20 کلو	60 روپے	115 روپے	55 روپے تھیلا
گھی	18 روپے	30 روپے	12 روپے کلو
دال مسور	15 روپے	35 روپے	20 روپے کلو
دال چنا	10 روپے	20 روپے	10 روپے کلو
بڑا گوشت	22 روپے	45 روپے	23 روپے کلو
چھوٹا گوشت	60 روپے	90 روپے	30 روپے کلو
دودھ	8 روپے	10 روپے	2 روپے
چینی	$10\frac{1}{2}$ روپے	13 روپے	$2\frac{1}{2}$ روپے

بھائیو اور بہنو۔ یہ تو پانچ مہینے کا حال ہے

بینظیر حکومت پانچ سال تک رہ گئی تو کیا ہو گا؟

آیئے مل کر دعا کریں اور "دوا" بھی

کہ اے اللہ اس "عذابِ عظیم" سے نجات دلا

پاکستان مسلم لیگ

نہیں کرے گی کیونکہ نواز شریف نے اپنے دور اقتدار میں امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ سب کچھ کیا جو ہمارے اتحاد کے منشور کے خلاف تھا۔

نواز شریف کو نوٹس

27 ستمبر کو صدر لغاری نے اپنے اوپر لگائے جانے والے الزامات پر نواز شریف کو 15 روز کے اندر چار ارب روپے ہرجانے کا نوٹس دے دیا۔ نواز شریف نے صدر پر مہران بنک سکینڈل میں ملوث ہونے اور کپاس کم قیمت پر فروخت کرنے کے الزامات لگائے تھے۔

سندھ میں داخلے پر پابندی

27 ستمبر کو حکومت سندھ نے نواز شریف، نواز کھوکھر، عبدالستار لالیکا اور فخر امام کے سندھ میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ پابندی کا مقصد ان کا تحفظ کرنا ہے۔ نواز شریف نے اس پابندی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے سندھ ہائی کورٹ میں اس پابندی کے خلاف رٹ بھی داخل کر دی۔ نواز شریف نے کہا کہ ان حالات میں فوج کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے، اس کا تعین وہ خود کرے۔ غوث علی شاہ نے کہا کہ نواز شریف پروگرام کے مطابق 29 ستمبر کو کراچی پہنچیں گے۔ انہیں ایئرپورٹ سے جلوس کی شکل میں ریگل چوک لایا جائے گا جہاں مظاہرہ ہوگا۔ 29 ستمبر کے روزناموں میں ایک نمایاں اشتہار بھی شائع کرایا گیا جس میں عوام سے ایئرپورٹ پہنچ کر نواز شریف کا استقبال کرنے کی استدعا کی گئی۔ اشتہار کی فوٹو کاپی درج ہے۔

بے نظیر نے کہا کہ ہماری حکومت کو کوئی غیر مستحکم نہیں کر سکتا۔ ہم عوام کے ووٹوں سے اقتدار میں آئے ہیں۔ عوام حکومت کے خلاف نواز شریف کی سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

28 ستمبر کو فخر امام اور الٰہی بخش سومرو کو خیرپور کے قریب اُس وقت گرفتار کر لیا گیا جب وہ بذریعہ کار نواب شاہ جا رہے تھے۔ لیکن سخت ناکہ بندی کے باوجود اجمل خٹک اور لالیکا سڑک کے ذریعے سندھ میں داخل ہوگئے۔ کراچی اور سندھ میں اپوزیشن کے ہزاروں افراد گرفتار کر لیے گئے۔

29 ستمبر کو حکومت سندھ نے نواز شریف اور دیگر رہنماؤں کے سندھ میں داخلے پر پابندی کا فیصلہ واپس لے لیا اور کراچی سے دفعہ 144 بھی ہٹا لی گئی۔

جمعرات 29 ستمبر کو نواز شریف بذریعہ طیارہ کراچی پہنچے۔ وہ ایک جلوس کے ساتھ جس میں سینکڑوں گاڑیاں، بسیں، ٹرک، ویگن اور موٹر سائیکلیں شامل تھیں، چھ گھنٹے میں ایئرپورٹ

سے ریگل چوک پہنچے۔ وہاں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام جیت گئے اور حکومت ہار گئی۔ کراچی کی جو رونقیں حکومت نے لوٹ لی ہیں۔ ہم اقتدار میں آ کر اُنہیں بحال کریں گے۔ ہم ہفتے کے اندر کراچی کو خونریزی اور قتل و غارت گری سے نجات دلا دیں گے۔ حکومت کا خاتمہ اب چند ہفتوں کی بات ہے۔ کراچی نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ اب یہ مسلم لیگ کا شہر بن چکا ہے۔ ایوان کے اندر تبدیلی کے امکان کو بھی مسترد نہیں کیا جا سکتا۔

29 ستمبر کو بے نظیر نے لاڑکانہ میں کہا کہ ہماری مستحکم اور مضبوط حکومت کو کوئی ہلا بھی نہیں سکتا۔ اپوزیشن کی منفی کارروائیاں عوام کے خلاف ہیں۔

30 ستمبر کو صدر لغاری نے کہا کہ اپوزیشن کو احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے لیکن قانون شکنی کا نہیں۔

مردم شماری

30 ستمبر کو حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ پانچویں خانہ اور مردم شماری کا کام 18 اکتوبر سے شروع ہو کر 2 نومبر تک جاری رہے گا۔ اس پر 80 کروڑ روپے خرچ ہوں گے جن کا نصف اقوام متحدہ مہیا کرے گی۔ مردم شماری پاک فوج کی نگرانی میں کرائی جائے گی، لیکن اس کام کے آغاز سے قبل ہی صوبہ بلوچستان میں اس مسئلہ پر بلوچوں اور پختونوں کے درمیان شدید کشیدگی پیدا ہو گئی۔ بلوچستان اسمبلی نے مردم شماری کے التوا کی قرارداد منظور کر لی۔ اس کے پیش نظر 17 اکتوبر کو وفاقی حکومت نے مردم شماری کا کام ایک بار پھر ملتوی کر دیا۔

مرتضٰی بھٹو کا الزام

یکم ستمبر کو میر مرتضٰی نے 70 کلفٹن میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت کے ایک وزیر نے ایف 16 طیاروں کی خریداری پر 50 ملین ڈالر کمیشن لیا۔ دوسرے وزیر نے سب میرین کی خریداری پر 80 ملین ڈالر ہضم کر لیے۔ گندم، چینی، چاول اور تیل کے سودوں میں بھی کمیشن لیا جا رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت جنوری 95ء تک ختم ہو جائے گی۔ ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے ایماندار افراد پر مشتمل قومی حکومت قائم کی جائے۔ اُنہوں نے الزام لگایا کہ اگر وہ 23 اگست کو نواب شاہ سے ہالا جاتے تو راستے میں اُنہیں قتل کر دیا جاتا۔ میرے قتل کا منصوبہ آئی۔ جی سندھ کی موجودگی میں تیار کیا گیا تھا۔

ایم۔ کیو۔ ایم کارکنوں کی سپاہ صحابہ میں شمولیت

یکم ستمبر کو سپاہ صحابہ کے رہنماء مولانا اعظم طارق نے کراچی میں کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے ہزاروں کارکن ہماری تحریک میں شامل ہوگئے ہیں۔ وہ جرائم پیشہ لوگ نہیں ہیں۔ کراچی کے حالات کو وفاقی وزراء نصیر بابر اور اقبال حیدر جان بوجھ کر خراب کر رہے ہیں۔ حکومت کا خاتمہ نزدیک ہے۔

مذاکرات کا آغاز

سرکاری ذرائع نے اعلان کیا کہ طویل تعطل کے بعد ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مذاکرات کا اگلا دور 7 ستمبر سے اسلام آباد میں شروع ہو رہا ہے لیکن 7 ستمبر کو شیخ آفتاب نے کہا کہ آج مذاکرات نہیں ہوں گے۔ 9 ستمبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماؤں نے کہا کہ ہمارا کوئی مطالبہ تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے اور ہم پر حکومتی شرائط تسلیم کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ سرکاری مشینری ایم۔ کیو۔ ایم کو کچلنے پر لگا دی گئی ہے۔

14 ستمبر کو وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے آٹھ گھنٹے تک کراچی کے مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ انہوں نے کہا: کراچی کے عوام خوف و ہراس کی صورت حال سے پریشان ہیں، انہیں پیار چاہیے۔

الطاف حسین کا اسلم بیگ پر الزام

15 ستمبر کو الطاف حسین نے لندن میں انکشاف کیا کہ بری فوج کے سابق سربراہ مرزا اسلم بیگ نے مجھے خریدنے کی کوشش کی تھی۔ اُن کا ایک پیغامبر رقم کا تھیلا لے کر میرے پاس آیا تھا لیکن میں نے اُسے لینے سے انکار کر دیا۔ لیکن اسلم بیگ کے آدمی ایم۔ کیو۔ ایم کے بعض کارکنوں کو بدعنوان کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ میں نے جب مہاجر قومی موومنٹ کو متحدہ قومی موومنٹ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی تو ہمارے خلاف آپریشن شروع کر دیا گیا۔

مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ میں نے الطاف حسین کو کوئی رقم نہیں بھجوائی۔ اُن کا دعویٰ من گھڑت ہے۔

الطاف حسین کی سالگرہ

16 ستمبر کو کراچی اور سندھ کے دیگر شہروں میں الطاف حسین کی سالگرہ کے موقع پر ایم۔

کیو ایم نے اظہار خوشی کے لیے آتش بازی اور ہوائی فائرنگ کی۔ الطاف حسین نے اپنے ٹیلی فونک خطاب میں کہا کہ اُن کی سالگرہ پر خوشیاں نہ منائی جائیں۔ جب ہر دل زخمی ہو تو سالگرہ منانے کی اجازت کس طرح دے سکتا ہوں۔

حکومت سندھ نے 17 ستمبر کو جلسہ عام کے موقع پر الطاف حسین کے مواصلاتی خطاب کی اجازت نہیں دی۔ اس لیے کراچی میں منعقد ہونے والے اس جلسہ عام کو منسوخ کر دیا گیا۔

علیحدہ صوبے کا قیام

الطاف حسین نے کہا کہ سندھ میں مہاجروں کے استحصال، اُن کے جسمانی اور معاشی قتل کے پیش نظر اُن پر عوام کا شدید دباؤ ہے کہ ایم۔ کیو۔ ایم کو بلا تاخیر ایک علیحدہ صوبے کے قیام کا مطالبہ کر دینا چاہیے۔ نئے صوبے کا قیام آئین کے منافی نہیں ہے۔ مہاجروں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ علیحدہ صوبہ ہی اُن کے مسائل کا حل ہے۔ مہاجروں کو بھارت بھیجنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ نئے صوبے کا شوشہ اصل مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ ستمبر کے مہینے میں بھی بدامنی کے واقعات میں لوگ موت کی آغوش میں جاتے رہے۔

آپریشن کلین اپ

21 اور 22 ستمبر کو نئی کراچی، کورنگی، لائنز ایریا اور فیصل کالونی میں ناکہ بندی کر کے آپریشن کلین اپ کیا گیا۔ جرائم پیشہ افراد کی کمین گاہوں کو مسمار کر دیا گیا۔ 840 ہتھیار برآمد ہوئے۔ 21 ہزار کارتوس پکڑے گئے۔ 17 مسروقہ گاڑیاں ملیں۔ آپریشن کے دوران 300 افراد کو حراست میں لیا گیا۔ انہی دنوں میں کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں چھ افراد ہلاک ہو گئے۔

23 ستمبر کو رات کے وقت مسلح دہشت گردوں نے ایک تھانہ پر اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک سپاہی کو ہلاک اور دو کو زخمی کر دیا۔ ایک دہشت گرد نے تھانہ پر ہینڈ گرینیڈ پھینکنا چاہا جو اُس کے ہاتھ میں دھماکے سے پھٹ گیا جس سے اُس کے پرخچے اُڑ گئے۔ پولیس نے فائرنگ کر کے دوسرے ملزم کو ہلاک کر دیا۔ اُن کی کار سے دو دستی بم، کلاشنکوف، دو ٹی ٹی اور کارتوس برآمد ہوئے۔

پہیہ جام ہڑتال

یکم اکتوبر کو لاہور میں مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں نے ملک بھر میں ۱۱ اکتوبر کو پہیہ جام ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے قوم ہمارے ساتھ ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ عوام پہلے کی طرح ۱۱ اکتوبر کی ہڑتال کو بھی مسترد کر دیں گے۔ اپوزیشن احتجاجی سیاست ترک کر دے۔ عوام نے اُس کے احتجاج کا نفی میں جواب دے کر حکومت پر اپنے اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ اپوزیشن کو بد امنی پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

3 اکتوبر کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں نواز شریف نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کی پہیہ جام ہڑتال ملک کی تاریخ کی سب سے زیادہ کامیاب ہڑتال ثابت ہوگی۔ کارکن ایک ہاتھ میں مکا بنائیں اور دوسرے میں ڈنڈا اٹھالیں۔ ہماری تحریک پُرامن ہے۔ میں انتخابات کے ذریعے جلد ہی دوبارہ اقتدار میں آؤں گا۔ 4 اکتوبر کو بے نظیر نے نئے انتخابات کا مطالبہ مسترد کر دیا۔

پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ امریکی سرمایہ کاری کا مقصد ایٹمی پروگرام کی نگرانی کرنا ہے۔ توانائی کے نظام کو امریکیوں کے ہاتھ میں دیا جا رہا ہے۔

وائیں کی برسی

4 اکتوبر کو وائیں کی برسی کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر بے نظیر حکومت کا آخری دن ہو گا۔ ہڑتال میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔ منظور وٹو محسن کش اور احسان فراموش ہیں۔ انہوں نے مسلم لیگ غداری کی، اُن کا حشر دنیا یاد رکھے گی۔

ملک کے بیشتر روز ناموں میں صفحہ اول پر نواز شریف کی جانب سے ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لیے اشتہارات شائع کرائے گئے۔ جن میں درج تھا "مکمل اور پہیہ جام ہڑتال کر کے غریبوں کی کمائی گھوڑوں، ڈیوٹی فری کاروں اور شکار گاہوں پر ضائع کرنے والوں کا بستر گول کر دیں گے۔" "۱۱ اکتوبر بے روزگاری اور مہنگائی سے نجات دلانے اور بھارت کو ٹوٹنے سے بچانے والوں کو مٹانے کا دن ہو گا۔" نصیر اللہ بابر نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کو خود اپوزیشن کا پہیہ جام ہو گا۔ اپوزیشن کو کھلی چھٹی نہیں دیں گے۔ قانون شکنی کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔

صدر سے ملاقات

4 اکتوبر کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے متعدد اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ صدر نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کی ہڑتال ناکام ہوگی۔ بے نظیر نے کہا کہ معین قریشی کو

امریکہ سے ہم نہیں، بلکہ نواز شریف لائے تھے۔ سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد نہیں کی جائیں گی۔ اپوزیشن ترقیاتی منصوبوں کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہے۔

بے نظیر کی پیش کش

6 اکتوبر کو بے نظیر نے اپنے خط میں نواز شریف کو دعوت دی کہ قومی مفاد میں اپنے اختلافات فراموش کر کے وہ اقوام متحدہ میں جتوئی، چٹھہ اور نوابزادہ پر مشتمل پاکستانی وفد کی قیادت کر کے عالمی برادری کو مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے موقف سے آگاہ کریں۔ صدر لغاری نے کہا کہ قوم کے وسیع مفاد میں نواز شریف پاکستانی وفد کی قیادت کرنا قبول کر لیں۔ نواز شریف نے کہا کہ خط کا جواب 11 اکتوبر کی ہڑتال کے بعد دیا جائے گا۔ آئینی اور قانونی راستے بند کر کے ہمیں تحریک کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ بے نظیر نے حلف اٹھاتے ہی سرحد میں اپنی حکومت بنانے کے لیے سرکاری مشینری استعمال کی۔

نواز شریف کا آئینی پیکج

6 اکتوبر کو اسلام آباد میں اپوزیشن کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے اپنے نو نکاتی آئینی پیکج کا اعلان کیا:

(1) نئے انتخابات سے قبل ضمانت دی جائے کہ انتخابی نتائج تسلیم کرنے کے سب پابند ہوں گے اور اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی۔

(2) ہر آزاد کامیاب اُمیدوار حلف اُٹھانے سے قبل کسی پارلیمانی پارٹی کی رکنیت حاصل کرنے کا پابند ہو گا۔

(3) اگلے دس سال کے دوران وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش نہیں کی جا سکے گی۔

(4) پارلیمنٹ کی بالادستی میں حائل تمام انفرادی اختیارات ختم کر دیئے جائیں گے۔

(5) خواتین کی نشستیں بحال کر دی جائیں گی۔

(6) عدالتی تقرریوں کے ضابطوں کی اصلاح کی جائے گی۔

(7) قومی اور ملکی اُمور میں اپوزیشن کی شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔

(8) منصفانہ اور آزادانہ انتخابات کے لیے آئینی ضمانت مہیا کی جائے گی۔

(9) کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے خاتمے کے لیے بااختیار ادارے قائم کئے جائیں گے۔

نواز شریف نے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام اور بحران کے خاتمے کے لیے دونوں پارٹیاں ان نکات پر اتفاق رائے کے بعد درج ذیل آئینی اقدامات کریں:

(1) نئے انتخابی شیڈول کے اعلان کے بعد صدر لغاری اور وزیراعظم بے نظیر اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جائیں۔

(2) مجوزہ آئینی ترامیم قومی اسمبلی سے متفقہ طور پر منظور کرائی جائیں۔

(3) دونوں پارٹیاں اتفاق رائے سے نگران وزیراعظم کا انتخاب کریں۔

(4) آئینی ترامیم کا عمل 30 دن کے اندر مکمل کر لیا جائے۔

(5) دونوں پارٹیوں کے مشورہ سے قائم مقام صدر اور چاروں صوبوں میں گورنر مقرر کیے جائیں۔

(6) آئینی تبدیلیوں کی تکمیل کے ساتھ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دی جائیں۔

(7) چیف الیکشن کمشنر 90 دن کے اندر انتخابات کرائیں۔

نواز شریف نے کہا کہ اگر بے نظیر نے ہمارا یہ آئینی پیکج نہ مانا تو وہ اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماریں گی۔ مجید ملک اور عابدہ حسین نے کہا کہ آئینی پیکج کوئی سیاسی چال نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مقصد نواز شریف کو وزیراعظم بنانا ہے۔ صدر اور وزیراعظم بے نظیر نے اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ ہم کسی کو ملک میں بحران پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

17 اکتوبر کو مسعود شریف کو انٹیلی جنس بیورو کا قائم مقام ڈائریکٹر جنرل مقرر کر دیا گیا۔

نواز شریف کو پروٹوکول کی فراہمی

15 اکتوبر کو جب نواز شریف اسلام آباد پہنچے تو پہلی مرتبہ انہیں اپوزیشن لیڈر کا پروٹوکول فراہم کیا گیا۔ اُن کی گاڑی کے آگے ٹریفک پولیس کا سارجنٹ اور پنجاب پولیس کی جیپ چل رہی تھی۔ نواز شریف نے حزب اختلاف کے وسیع تر اتحاد کے لیے مختلف سیاست دانوں سے رابطے قائم کیے۔ مسلم لیگ کی مذاکراتی ٹیم نے اس بارے میں پیر پگارا اور سردار بگٹی سے ملاقاتیں کیں۔ اکبر بگتی نے کہا کہ حکومت کے خاتمہ کا فیصلہ نواز شریف نہیں بلکہ عوام کریں گے۔ ولی خاں نے کہا کہ پنجاب نے بہت عرصے کے بعد ایک مجاہد رہنماء پیدا کیا ہے۔ ہم اُن کے حکم پر لبیک کہیں گے۔ اجمل خٹک نے کہا کہ ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے ہمیں مطلوبہ ارکان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔

اپوزیشن کی وقتی پسپائی

17 اکتوبر کو اپوزیشن کی سپریم کونسل نے ایجی ٹیشن کو چار ماہ کے لیے موخر کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم اسمبلیوں سے استعفے نہیں دیں گے۔ ہمارے پاس بہت سے راستے باقی ہیں۔ اگلا قدم ہم انتہائی احتیاط کے ساتھ اٹھائیں گے۔ مقاصد حاصل ہونے تک تحریک ختم نہیں کی جائے گی۔ فسطائی حکومت سے نجات حاصل کرنا قومی فریضہ ہے۔ حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے قوم کو سر پر کفن باندھ کر نکلنا ہوگا۔ ہمارا آخری کارڈ حکومت کے لیے ڈیتھ وارنٹ ثابت ہوگا۔ کونسل نے اگلے مرحلے کے لیے مجید ملک کی سربراہی میں ایک ٹاسک فورس تشکیل دے دیا۔ اس سے قبل نواز شریف نے کہا تھا کہ 11 اکتوبر کی ہڑتال کا دن بے نظیر حکومت کا آخری دن ہوگا۔

بے نظیر کے نام خط

18 اکتوبر کو نواز شریف نے بے نظیر کے نام اپنے جوابی خط میں لکھا کہ کشمیر کاز مجھے دل و جان سے عزیز ہے۔ آپ سے سنگین اختلاف رکھنے کے باوجود میں جنرل اسمبلی میں وفد کی قیادت کرنے پر غور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ مسئلہ کشمیر پر تفصیلی بحث اور اس بارے میں اتفاق رائے سے قومی حکمت عملی وضع کرنے کے لیے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس فوری طور پر طلب کریں۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ کی حکومت ہمارے حامیوں اور کارکنوں کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک کر رہی ہے۔ وہ بھارت میں اپوزیشن کے ساتھ نہیں ہو رہا۔ اس سے قبل نواز شریف، بے نظیر کی اس پیش کش کو مسترد کر چکے تھے۔

وفاقی حکومت نے نواز شریف کے خط پر سرد مہری کا رویہ اختیار کیا۔ اپوزیشن نے اپنی احتجاجی تحریک کے متوقع نتائج پیدا نہ ہونے پر اپنے رویہ میں لچک پیدا کر لی جبکہ حکومت کے رویے میں سختی آگئی کیونکہ حکمرانوں کو یہ یقین ہوگیا کہ اپوزیشن اسمبلی کے اندر یا باہر اُس کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر نے کہا کہ ہم فی الحال مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی جنرل کونسل میں نہیں اٹھا رہے۔ وفاقی حکومت نے مسئلہ کشمیر پر پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کرنے کے بجائے ایک گول میز کانفرنس طلب کرنے کا فیصلہ کیا جس میں نواز شریف سمیت 16 سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کو شرکت کی دعوت دی جائے گی۔

24 اکتوبر کو بے نظیر نے نواز شریف کے نام اپنے خط میں لکھا کہ آپ کی آمادگی کے اظہار کے بعد دفتر خارجہ کو آپ کے دورے کی تفصیلات طے کرنے کی ہدایت جاری کر دی گئی ہیں۔ بے نظیر نے پارلیمنٹ کے اجلاس اور کارکنوں پر زیادتی کی شکایت کے بارے میں خاموشی

اختیار کی۔ وزیر خارجہ سردار آصف نے نواز شریف کے نام اپنے خط میں لکھا کہ جنرل اسمبلی میں آپ کی قیادت کی ضرورت ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے میرا خط پڑھے بغیر جواب بھجوا کر انتہائی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر مجھے اپنے سوالات کا مثبت جواب نہ ملا تو میں سمجھوں گا کہ حکومت نے اپنی پیش کش واپس لے لی ہے۔

شباب ملی کونسل سے خطاب

17 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے شباب ملی کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہ کہ تحریک نجات چلانے والے ملک کو درپیش بدترین صورت حال سے نجات نہیں دلا سکتے۔ صورت حال کی اصلاح کے لیے ایک اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے جو انتخابات کے علاوہ کسی دوسرے راستے سے بھی لایا جاسکتا ہے۔ غریب اور مظلوم لوگوں کو متحد کر کے ایک قوت میں تبدیل کرنا ہو گا۔ اپنے دامن میں وسعت پیدا کرنا ہوگی۔ ہم تمام جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ انقلابی قیادت کی فراہمی کے لیے ہم نے تحریک بیداری ملت کا پروگرام بنایا ہے۔ 21 اکتوبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ شباب ملی اور پاسبان دونوں تحریک بیداری ملت کا حصہ ہیں۔ ہم نوجوانوں کو منظم کر کے انقلاب اور تبدیلی لائیں گے۔ ہماری تحریک غیر سیاسی ہوگی جس میں کسی بھی جماعت سے تعلق رکھنے والا شہری شامل ہو سکتا ہے۔ پختون ازم کے نعرے میں ناکامی کے بعد ولی خاں پنجابی وزیر اعظم کا نعرہ لگا کر پنجاب میں صوبائی تعصب کی تحریک چلانا چاہتے ہیں۔ 22 اکتوبر کو راولپنڈی میں میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ موجودہ دور میں دشمن فوج کشی نہیں کرتا بلکہ سرمایہ کاری کر کے دوسرے ممالک کو خرید تا اور حکومت کرتا ہے۔ حکومت بھاری سود پر قرضے لے کر ملک کا سودا کر رہی ہے اور قوم بے بس تماشائی ہے۔

24 اکتوبر کو مسلم لیگ کے نائب صدر اعجاز الحق نے قاضی صاحب سے اسلام آباد میں اُن کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی۔ دونوں رہنماؤں نے علیحدگی میں بھی تبادلہ خیال کیا۔ اعجاز الحق نے جماعت اسلامی کو مسلم لیگ کی تحریک نجات میں تعاون کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ اس ضمن میں مسلم لیگ دوسری دینی جماعتوں سے رابطہ قائم کر رہی ہے۔

27 اکتوبر کو کرک میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں امریکی مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ لٹیرے کبھی ملک و ملت کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ 31 اکتوبر کو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے

آج یومِ احتجاج ہے

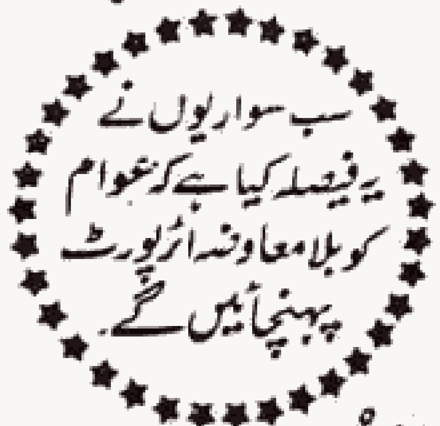
میں آرہا ہوں



آندھی چلے یا طوفان
لاٹھی چلے یا گولی۔

مجھے دنیا کی کوئی طاقت عوام سے الگ نہیں رکھ سکتی: نواز شریف

پاکستان کی بقا کی جنگ شروع ہوچکی



— ظلم اور زیادتی کے خلاف

— بدامنی اور ناانصافی کے خلاف

— مہنگائی اور بے روزگاری کے خلاف

کراچی والو وقت کی پکار سنو

نواز شریف کا ساتھ دو — ائرپورٹ چلو۔ ائرپورٹ چلو

نواز شریف کا جہاز آج ۱۲:۳۰ بجے دوپہر کراچی ائرپورٹ پہنچے گا

جاری کردہ: جوائنٹ ایکشن کمیٹی۔ تحریکِ نجات

ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ لوگ اگر اب بھی نواز شریف اور بے نظیر کے چکر میں پھنسے رہے تو اُن کی تقدیر نہیں بدلے گی۔

24 اکتوبر کو نواز شریف نے اپنی رہائش گاہ پر پنجاب اسمبلی کے اپوزیشن ارکان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت سے نجات صرف چند ہفتوں کی بات ہے۔ قوم حکمرانوں کو اٹھا کر باہر پھینک دے گی۔ ہمیں مسلسل آگے بڑھنا ہے۔ اس لیے ایوان کے اندر اور باہر ہم اپنی تحریک جاری رکھیں گے۔ پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد میاں شہباز شریف ان دنوں لندن میں زیر علاج ہیں۔ سابق وفاقی وزیر الٰہی بخش سومرو نے لندن میں اُن سے ملاقات کر کے تحریک کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔

افواج پاکستان میں تقرریاں

وائس ایڈمرل منصور الحق کو ایڈمرل کے عہدہ پر ترقی دے کر پاک بحریہ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ وہ 9 نومبر سے اپنے عہدہ کا چارج لیں گے۔ 26 اکتوبر کو جنرل شمیم عالم کی جگہ ایئر مارشل کی فاروق فیروز کو جوائنٹس چیف آف اسٹاف کمیٹی کا چیئرمین مقرر کر دیا گیا۔ ایئر وائس مارشل عباس خٹک کو ایئر چیف مارشل کے عہدہ پر ترقی دے کر پاک فضائیہ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔

قومی اسمبلی میں ہنگامہ آرائی

29 اکتوبر کو اپوزیشن کی ریکوزیشن پر ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس میں اسپیکر کی ہدایت کے باوجود تمام اسیر ممبران کو اجلاس میں نہ لانے پر حکومت اور اپوزیشن کے درمیان شدید ہنگامہ آرائی ہوئی۔ ہاتھا پائی اور گالی گلوچ تک نوبت پہنچی۔ تہمینہ، وزیراعظم کی طرف لپکیں لیکن گوہر ایوب نے انہیں روک لیا۔ جاوید ہاشمی آستینیں چڑھا کر ذوالفقار مرزا کی جانب بڑھے، اقبال حیدر نے روکا۔ جاوید ہاشمی نے خورشید شاہ کی ٹائی پکڑ لی۔ خواجہ آصف اسمبلی کے ٹوائلٹ سے ایک لوٹا اٹھا لائے اور اُسے ہال میں لڑھکانا شروع کر دیا جس سے کشیدگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ بے نظیر نے آئینی پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جو ارکان عدالت کی تحویل میں ہیں، اُن کی پیرول پر رہائی کا اختیار صرف عدالت کو حاصل ہے۔ گوہر ایوب نے بھی اسپیکر کی حیثیت سے اسی موقف کا اظہار کیا تھا۔ اسپیکر کو یہ اختیار دینے کے لیے آئین میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں۔ ہم اپوزیشن اور نواز شریف کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ میں نے جمہوریت کی خاطر بڑی قربانیاں دی ہیں۔ میرے والد کو پھانسی دی گئی اور بھائی کو قتل کیا گیا۔ بے نظیر کے موقف کے برعکس آصف زرداری نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے لانگ مارچ کے دوران نواز

شریف حکومت نے اسلام آباد کی سڑکوں پر ہمارے ساتھیوں کو جس طرح تشدد کا نشانہ بنایا، اُس کا تقاضا ہے کہ اب اپوزیشن کے اسیر ارکان اسمبلی بھی ڈھائی سال تک جیلوں میں پڑے رہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ آصف زرداری کی دھمکیوں کے بعد حکومت سے دوستی کس طرح ہو سکتی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اقتدار کی کشمکش میں ملک کمزور ہو گا۔ آئین کا احترام کرتے ہوئے سب متحد ہو کر کام کریں تو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ترقی کرنے سے نہیں روک سکتی۔ اسپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی نے حکومت کو پھر ہدایت دی کہ وہ اسیر اراکین اسمبلی کو ایوان میں لائے۔ اسپیکر نے بے نظیر کے دباؤ کے باوجود قومی اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کرنے سے انکار کر دیا۔ حکومت اسپیکر کے اس رویہ پر ناخوش ہے۔ بعض حکومتی ارکان نے کہا کہ وہ دوسرے فخر امام بننے والے ہیں۔ اپوزیشن نے اسپیکر کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اگر اسپیکر اجلاس برخاست کر دیتے تو اپوزیشن کے ارکان دھرنا دے کر بیٹھ جاتے۔

29 اکتوبر کو ایوان صدر میں صدر، وزیر اعظم اور اسپیکر کے درمیان صلاح مشورے کے بعد طے پایا کہ نظر بند ارکان اسمبلی کو اجلاس میں شرکت کا موقع دیا جائے۔ فوجداری اور سنگین مقدمات میں ملوث ارکان اسمبلی کو پیرول پر رہا کر دیا جائے۔

بھارتی ہائی کمشنر کی ملاقات

29 اکتوبر کو پاکستان میں بھارت کے ہائی کمشنر ایس۔ کے۔ لامبا نے اسلام آباد میں میاں نواز شریف سے چوہدری شجاعت حسین کی رہائش گاہ پر ایک اہم ملاقات کی جو تنہائی میں آدھے گھنٹے تک جاری رہی۔ اس ملاقات میں جن اُمور پر تبادلہ خیال کیا گیا ان کی کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی۔

نواز شریف نے کہا کہ عوامی سیلاب رکتا نہیں ہے بلکہ اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ بے نظیر کو آخری موقع دیتا ہوں، جلد ہی فیصلہ کن راؤنڈ ہو گا۔

ہنی مون پریڈ

31 اکتوبر کو آصف زرداری نے کہا کہ نئی حکومت کا پہلا سال ہنی مون پریڈ ہوتا ہے۔ ملک میں سیاسی آلودگی کم ہوئی ہے۔ یہ غلام اسحٰق کا دور نہیں، صدر ہمارے اپنے ہیں۔ اسمبلی میں ہمیں اکثریت حاصل ہے۔ اپوزیشن کی تحریک عدم اعتماد کامیاب نہیں ہو سکتی۔

برطانوی روزنامے کا تجزیہ

بے نظیر حکومت کے دوسرے دور کے پہلے سال کی تکمیل پر برطانوی اخبار "دی گارڈین" نے اپنے تبصرہ میں لکھا ہے کہ وعدے پورے نہ کرنے، غلطیوں کا ارتکاب کرنے، نسلی اور فرقہ وارانہ تشدد کی وارداتوں میں اضافوں اور اپوزیشن کی حکومت ہٹاؤ مہم کے باوجود بے نظیر حکومت کی کارکردگی بہتر رہی ہے۔ حکومت کی قوت کا انحصار فوج اور صدر مملکت پر ہے۔ صدر لغاری سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے حکومت کو برطرف کر دیں۔ فوج کے اعلیٰ طبقے بھی بے نظیر کو پہلے سے زیادہ بہتر اور سلجھی ہوئی وزیراعظم خیال کرتے ہیں۔ وہ نواز شریف سے زیادہ مفاہمت پسند ہیں۔ بجٹ خسارہ میں کمی، نجکاری میں وسعت اور توانائی کے شعبہ میں بیرونی سرمایہ کا حصول حکومت کی نمایاں کامیابیاں ہیں، البتہ آصف زرداری کے خلاف بدعنوانی کے معاملات منظر عام پر آ رہے ہیں۔ پنجاب کے وزیراعلیٰ وٹو کی جانب سے وفاقی حکومت کو گرانے کی کوشش بے نظیر حکومت کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے۔

عوام کا دائمی دکھ

حکومتوں میں بار بار کی تبدیلیوں کے باوجود عوام کے شب روز نہیں بدلتے۔ اُن کے نصیب میں دائمی دکھ اور مصائب ہی لکھے ہیں۔ پاکستان پر فی الحقیقت ایک سدا بہار خاندان کی حکمرانی مسلط ہے۔ اسی حکمران خاندان کا کچھ حصہ حسب ضرورت اپوزیشن کا کردار بھی ادا کر دیتا ہے۔ پارلیمنٹ، عدلیہ، انتظامیہ اور افواج پاکستان کے اہم افراد ایک دوسرے کے ساتھ رشتوں میں منسلک ہیں۔ باہمی رشتوں ناطوں کی اکاش بیل نے پورے ملک کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ مارشل لاء ہو یا جمہوریت، یہ ہر دور کے حکمران ہیں۔ پیپلز پارٹی کے حمایت یافتہ صدر لغاری سب سے زیادہ اہم اور موثر رشتہ داریوں کے حامل ہیں۔ بری فوج کے سربراہ سے لے کر ایک وزیراعلیٰ، تین گورنروں اور بے شمار اعلیٰ افسران تک چاروں صوبوں میں اُن کی رشتہ داریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ شیرپاؤ کی بھتیجی صدر کی اہلیہ ہیں، جنرل وحید کی کزن ہیں۔ ایک برادر نسبتی پنجاب کے آئی۔ جی اور دوسرے اسسٹنٹ سب انسپکٹر جنرل پولیس ہیں۔ غلام اسحٰق خان، سیف اللہ اور خٹک فیملی قریبی رشتہ دار ہیں۔ جنرل حبیب اللہ، گوہر ایوب، چوہدری شجاعت، گل حمید روکڑی، بیگم مسرت صادق، اور اصغر خان کے درمیان رشتے ناتے ہیں۔ گوہر ایوب کے صاحبزادے کا انور سیف اللہ کی صاحبزادی سے، میر افضل کے بھتیجے کا رشتہ عابدہ حسین کی بیٹی سے اور عرفان مروت کی بہن کا رشتہ ہارون بلور سے ہے۔ خالد کھرل، فیصل صالح

حیات، مخدوم علی رضا اور سید سجاد حیدر قریبی عزیز ہیں۔ ان رشتوں کے ذریعے ملتان کے خاکوانی، پشاور کے بلور، ہری پور کا ایوب خاندان، ایبٹ آباد کے جدون اور سابق والئی سوات کا خاندان باہم قربت دار ہیں۔ پاکستان پر اسی قسم کے سدا بہار خاندان کا راج ہے۔ آزاد پاکستان کے عوام ہر دور میں اس کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔

کالاباغ ڈیم

31 اکتوبر کو ولی خان نے چارسدہ میں کہا کہ کالا باغ ڈیم کسی صورت میں نہیں بننے دیا جائے گا۔ اگر ایسی کوئی کوشش کی گئی تو ہم ڈیم کو بم سے اُڑا دیں گے۔ بجلی پیدا کرنے کے نام پر پنجاب کے چولستان والے علاقے کو آباد کرنے کی خاطر سندھ اور سرحد کو بنجر اور ویران کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ اس سے قبل بلوچستان کی صوبائی اسمبلی نے اپوزیشن لیڈر سردار اختر مینگل کی طرف سے پیش کی جانے والی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف قرار داد متفقہ طور پر منظور کرلی تھی۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان ذوالفقار علی مگسی سمیت 18 صوبائی وزراء اُس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے بھی کہا کہ کالا باغ ڈیم پورے ملک کے لیے تباہ کن ہوگا۔ لیکن پنجاب اسمبلی میں 23 نومبر کو اپوزیشن کی عدم موجودگی میں کالا باغ ڈیم کے حق میں قرارداد منظور کرلی گئی۔

پنجاب اسمبلی میں ہنگامہ

اسیر ارکان اسمبلی کو اجلاس میں لانے کے مسئلہ پر پنجاب اسمبلی میں بھی ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اسپیکر نے کہا کہ اسیر ارکان کی اجلاس میں شرکت کو لازمی بنانے کا انہیں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ اس معاملہ میں عدالت سے رجوع کیا جائے پرویز الٰہی نے کہا کہ حکومت نے اسیر ارکان کو اسمبلی میں لانے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب عدالت سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا جارہا ہے۔

بیگم وائیں کا احتجاج

پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں مرحوم کی بیوہ نے احتجاج کیا کہ جن ظالموں نے 29 ستمبر 1992ء کو اُن کا سہاگ چھینا۔ وہ آج بھی اسمبلیوں میں بیٹھے انہوں نے قاتلوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔

بدامنی کے واقعات

2 اکتوبر کو لالہ موسیٰ سے ڈنگہ جانے والی بس میں سیٹ کے نیچے رکھے ایک بم کے پھٹنے سے 9 مسافر جاں بحق اور 37 شدید زخمی ہوگئے۔ جن میں سے 20 کی حالت نازک ہے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ مسافروں کے اعضاء دور تک بکھر گئے۔

4 اکتوبر کو لاہور میں مسلم لیگ کے رہنماء امیرالدین بٹ شاہ عالمی چوک میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر کے سامنے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ نامعلوم نقاب پوش کار سواروں نے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر انہیں موقع پر ہلاک کر دیا۔ 24 گولیاں اُن کے جسم میں پیوست ہوگئیں، حملہ آور فرار ہوگئے۔

12 اکتوبر کو سہ پہر ساڑھے تین بجے صرافہ بازار راولپنڈی میں تاریخ کی سب سے بڑی ڈکیتی کی واردات میں چھ مسلح ڈاکو ایک کروڑ روپے مالیت کا سونا اور نقد رقم لوٹ کر فرار ہوگئے۔ پولیس کی مزاحمت پر ڈاکوؤں نے اُن پر خودکار اسلحہ سے فائرنگ کر کے دو پولیس والوں کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا۔

مذاکرات کا آغاز

طویل تعطل اور غیر یقینی صورت حال کے بعد حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان 2 اکتوبر سے مذاکرات کا دوبارہ آغاز ہوگیا۔ یہ مذاکرات 3 اور 4 اکتوبر کو بھی جاری رہے۔ ان میں طے پایا کہ نظر بند سینیٹروں کو جیل سے اُن کے گھروں پر منتقل کر دیا جائے۔ شعیب بخاری نے کہا کہ ایجنڈے میں علیحدہ صوبے کا نکتہ شامل نہیں ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم سندھ کی تقسیم نہیں چاہتی۔ عوام کی رائے معلوم کرنے کی بات کی تھی۔ پاکستان مسلم لیگ سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں۔ ہم اپوزیشن میں رہیں گے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مذاکرات ست روی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ سنگین مقدمات واپس نہیں لیے جاسکتے۔ الطاف حسین کے خلاف مقدمات کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ میں بات چیت کے بارے میں پُرامید ہوں۔ کراچی اور حیدر آباد سے ساڑھے پانچ ہزار افراد گرفتار کیے گئے۔ اس وقت سندھ کی جیلوں میں 369 سیاسی قیدی ہیں جن میں کوئی سیاسی لیڈر شامل نہیں ہے۔ سندھو دیش یا جناح پور کی باتیں کرنے والے غدار ہیں۔

ایم۔ کیو۔ ایم سے تعلق رکھنے والے سینیٹرز آفتاب شیخ، نسرین جلیل اور اشتیاق اظہر کو جیل سے منتقل کر کے اُن کے گھروں میں نظر بند کر دیا گیا۔ اُنھیں دو ماہ قبل گرفتار کیا گیا تھا۔

فوجی آپریشن

14 اور 15 اکتوبر کو گلشن اقبال، پاک کالونی اور پاپوش نگر کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ لوگوں کو گھروں سے باہر نہ نکلنے کی ہدایت کی گئی۔ تلاشی کے دوران ہتھیار اور کارتوس برآمد ہوئے اور 150 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔

فوجی آپریشن کے باوجود 17 اور 18 اکتوبر کو فائرنگ کی وارداتوں میں 39 افراد ہلاک اور 20 سے زائد زخمی ہوگئے۔ رفاہ عام سوسائٹی میں مورچہ بند افراد کی پولیس موبائل پر اچانک جدید ہتھیاروں سے فائرنگ سے تھانہ انچارج اور کانسٹیبل جاں بحق ہوگئے۔ بفرزون میں فائرنگ سے دو نو عمر لڑکے بھی جاں بحق ہوگئے۔ ایک کلینک پر فائرنگ سے ڈاکٹر کو ہلاک کر دیا گیا۔ سعود آباد میں بھی موبائل پر فائرنگ کی گئی۔ دو بسوں کو آگ لگا دی گئی۔ شہر میں فوج طلب کر لی گئی۔

دس نکاتی معاہدہ

19 اکتوبر کو حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات میں ان دس نکات پر اتفاق رائے ہوگیا۔ ایم کیو ایم کے لیڈروں اور کارکنوں کے خلاف قائم مقدمات کی چھان بین نہیں ہوگی۔ چھوٹے مقدمات واپس لینے کے لیے نرم رویہ اختیار کیا جائے گا۔ معمولی نوعیت کے مقدمات واپس لے لیے جائیں گے۔ ضبط کی گئی اشیاء واپس کر دی جائیں گی۔ ایم کیو ایم کو قانونی دائرہ کے اندر سیاسی سرگرمیوں کی اجازت ہوگی۔ روپوش رہنما اپنے گھروں کو واپس آسکیں گے۔ ارکان پارلیمنٹ کو گارڈ فراہم کئے جائیں گے۔ کراچی کی تعمیر نو کے لیے گرانٹ دی جائے گی۔ ٹیلی فون کنکشن بحال کر دیئے جائیں گے۔ کارکنوں کو قانونی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے گشت کرنے پر بھی اتفاق رائے ہوگیا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اس معاہدہ سے کراچی کی صورتحال بہتر ہو جائے گی۔ لیکن سندھ کابینہ کے بعض وزراء نے اس معاہدہ کی بعض شقوں پر اعتراض کیا۔ صوبائی اسمبلی کے رکن پیر صبغت راشدی نے کہا کہ ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات نتیجہ خیز نہیں ہوسکے۔ شعیب بخاری نے پیر پگاڑا سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ لیکن شعیب بخاری نے اس خبر کی تردید کر دی۔

21 اور 22 اکتوبر کو ناصر کالونی، عباسی ٹاؤن اور گلزار ہجری کے علاقوں میں گھر گھر کی تلاشی کا سلسلہ صبح پانچ بجے سے شروع ہو کر تقریباً پندرہ گھنٹے جاری رہا۔ لاؤڈ سپیکر سے اعلان کیا گیا کہ لوگ گھروں کے اندر رہیں۔ متاثرہ لوگوں نے کہا کہ مہاجروں کے ساتھ جنگی قیدیوں جیسا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ یہ طرز عمل علیحدہ صوبے کی سوچ کو تقویت فراہم کرے گا۔ وفاقی ایوانہائے تجارت اور صنعت پاکستان کے صدر ایس ایم منیر نے کہا کہ کراچی میں اب گھر بھی

محفوظ نہیں رہے۔ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے کہا کہ کارکنوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری رہا تو نتائج انتہائی ناخوشگوار ہو سکتے ہیں۔

22 اکتوبر کو فار ایسٹرن اکنامک ریویو کے نمائندوں کو انٹرویو دیتے ہوئے مختلف ذمہ دار شہریوں نے کہا کہ کراچی کے حالات اعصاب شکن ہیں۔ سیاسی گروپوں نے اپنے مسلح دستے بنا لیے ہیں۔ مسلح افراد کی فائرنگ سے ہر روز آٹھ دس افراد ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کاروبار کراچی سے دوسرے مقامات پر منتقل ہو رہا ہے۔ بدعنوانی، منظم جرائم اور لسانی نفرت نے پولیس، عدلیہ اور دوسرے اداروں کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ وزیراعظم بے نظیر نے کراچی کے لیے تین ارب ڈالر سے زائد پیکج کا اعلان کیا ہے لیکن اصل مسئلہ امن و امان کی بحالی کا ہے۔

23 اکتوبر کو انٹرنیشنل مہاجر کونسل کے سیکرٹری جنرل محمد اسلم نے لندن میں کہا کہ حکومت سندھ میں ایک علیحدہ مہاجر صوبہ بنانے کے مطالبے پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے۔

عبداللہ شاہ کی صدارت میں ہونے والے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کراچی میں امن کے قیام کے لیے ایک سریع الحرکت فورس تشکیل دی جائے جو جدید اسلحہ سے لیس ہو اور چوبیس گھنٹے شہر کا گشت کرے۔ عبداللہ شاہ نے اجلاس کو بتایا کہ ایم کیو ایم سے ہماری مفاہمت ٹھوس بنیادوں پر آگے بڑھ رہی ہے۔

برطانیہ میں مقیم پاکستانیوں نے ایمنسٹی انٹرنیشنل اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام اپنی ایک یادداشت میں مطالبہ کیا کہ مہاجروں کے ساتھ مفتوحہ قوم اور جنگی قیدیوں جیسا سلوک فوری طور پر بند کرایا جائے۔

25 اکتوبر کو تین بجے شب لیاقت آباد کو محاصرہ میں لے کر گھر گھر تلاشی لی گئی۔ یہ آپریشن 26 اکتوبر تک جاری رہا۔ پوری آبادی کے روزمرہ کے معمولات متاثر ہوئے۔ لوگ اپنے دفاتر اور کاروبار پر بھی نہیں جا سکے۔ لیاقت آباد میں داخلے کے تمام راستے بند کر دیئے گئے تھے۔ صبح کو لوگوں کو دودھ بھی نہیں مل سکا۔ آپریشن کے دوران 264 ہتھیار اور سات ہزار سے زائد راؤنڈ برآمد ہوئے۔ کچھ لوگوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ رابطہ کمیٹی نے کہا کہ طویل محاصروں کے دوران بچوں کے لیے دودھ، مریضوں کے لیے دوا اور انہیں ہسپتال منتقل کرنا بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ پولیس لائسنس یافتہ اسلحہ ضبط کر لیتی ہے۔ نقدی اور زیورات چھین لیتی ہے۔

26 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ گھر گھر تلاشی عوام کی بے عزتی ہے۔ قوم کو تقسیم کیا جا رہا ہے۔

27 اکتوبر کو نواز شریف نے کراچی کا دورہ کیا۔ لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت روشنیوں کے شہر کراچی کو برباد کر رہی ہے۔ حکومت کے خاتمے کے لیے سر پر کفن باندھ کر نکلنا ہوگا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ نواز شریف سندھ کا ماحول خراب کرنے کے لیے بار بار کراچی آتے ہیں۔ وہ بادشاہی مسجد میں مجمع لگا کر اپنی دکان چمکائیں، سندھ کا

مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

وزیر داخلہ نصیر بابر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے انھیں امن و امان کی مجموعی صورتحال سے مطلع کیا۔ صدر نے کہا کہ قانون کے نفاذ کے لیے طاقت کا استعمال ناگزیر ہے۔ حکومت عوام کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مزید اقدامات کرے۔

27 اکتوبر کو بی بی سی نے ایدھی فاؤنڈیشن کے حوالے سے بتایا کہ اس سال جنوری سے اب تک 480 افراد کو آتشیں اسلحہ سے ہلاک کیا جا چکا ہے۔ کراچی میں تشدد اور مسلح کارروائیاں آئے دن کا معمول بن گئی ہیں۔ نامعلوم حملہ آور اپنے مخالفین کو گولیوں کا نشانہ بناتے رہتے ہیں لیکن حملہ آوروں میں سے شاید ہی کوئی گرفتار کیا جا سکا ہے۔

27 اکتوبر کو بھی کراچی میں فائرنگ سے تیرہ افراد ہلاک ہوگئے۔ کورنگی میں ایک کالج کے نزدیک کھڑی ہوئی پک اپ سے دو نوجوانوں کی نعشیں ملیں جنھیں تشدد کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ 28 اکتوبر کو شپ اور نرز کالج کے قریب گھات میں بیٹھے دہشت گردوں نے ایک پولیس پارٹی پر اندھا دھند فائرنگ کر کے سب انسپکٹر سمیت تین پولیس اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔ 29 اور 30 اکتوبر کو 29 افراد فائرنگ کی بھینٹ چڑھ گئے۔ کورنگی میں دولہا اپنی گاڑی سجانے لے گیا اس کی نعش گھر واپس آئی۔ جو ایک سوزوکی کار سے ملی۔ گھر ماتم کدہ بن گیا۔ دلہن شادی کے دن ہی بیوہ ہوگئی۔

شہدائے 31 اکتوبر کی آٹھویں برسی کے موقع پر الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ 31 اکتوبر کو ایم کیو ایم کو ختم کرنے کی سازش کی گئی تھی جسے ضیاء الحق نے تیار کیا تھا۔ اگر اس بارے میں کوئی تحقیقاتی کمیشن قائم ہو تو میں اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔

مقدمات کی واپسی اور اندراج

یکم نومبر 1994ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے بے نظیر بھٹو، کھر، اعتزاز احسن، شیخ رفیق سمیت پیپلز پارٹی کے تین سو رہنماؤں کے خلاف نواز شریف کے دور حکومت 1992ء میں ان کے خلاف لانگ مارچ کے دوران درج کیے گئے مقدمات واپس لے لیے۔ اب بے نظیر حکومت لانگ مارچ کے ضمن میں نواز شریف اور مسلم لیگ کے دوسرے رہنماؤں کے خلاف مقدمات درج کر رہی ہے۔

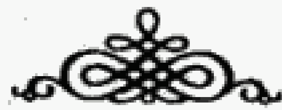
امریکی فوجی دستہ کی آمد

یکم نومبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہماری اطلاع کے مطابق کراچی ایئرپورٹ پر اقوام

متحدہ کے فلیگ کے ساتھ ایک آرمرڈ امریکی فوجی دستہ اترا ہے۔ حکومت قوم کو اعتماد میں لے کر صحیح صورتحال سے آگاہ کرے۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کرپشن کے سرطان میں مبتلا ہیں۔ عورت کی سربراہی قوم کے لیے آزمائش ہے۔ ہم عوام کو مایوسی اور بے چینی سے نکال کر امید کی شمع روشن کرنا چاہتے ہیں۔ نواز شریف خود انقلاب نہیں لا سکتے۔ اگر وہ عوام کو اس حکومت سے نجات دلانا چاہتے ہیں تو ہمارا ساتھ دیں۔ ملک کو مجاہد قیادت کی ضرورت ہے۔ ہم عوام کو اس حکومت سے نجات دلا سکتے ہیں۔

یکم نومبر کو ولی خاں نے نواز شریف کو سیاست کا استاد قرار دیتے ہوئے کہا کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ نواز شریف سے سیاست سیکھیں۔ نواز شریف نے بونیر میں کہا کہ وقت آگیا ہے کہ قوم کو لٹیروں اور چوروں سے نجات دلائی جائے۔ لوگ سر پر کفن باندھ کر اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے نواز شریف کو گرفتار نہ کرکے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔

مسلم لیگ فرانس نے وزیراعظم بے نظیر کو ایک احتجاجی مراسلہ ارسال کیا جس میں ان ہزاروں کارکنوں کو رہا کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا جنہیں تحریک نجات کے دوران گرفتار کرکے جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس میں خواتین پر تشدد کی مذمت بھی کی گئی۔



باب 12

قومی اسمبلی میں بدنظمی

اسیر کارکنان کی اسمبلی میں شرکت

سپیکر یوسف رضا گیلانی کی رولنگ کے باوجود حکومت نے اسیر کارکنان اسمبلی کو رہا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اس بارے میں عدالتوں سے رجوع کرے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت ہٹ دھرمی پر اتر آئی ہے۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ گیلانی نے کہا کہ میں نے رولنگ دے دی۔ اب عوام، اپوزیشن اور حکومت جانے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم سپیکر کی رولنگ کا احترام کرتے ہیں۔ قانونی مشکلات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ ڈپٹی سپیکر نے کہا کہ حکومت نے سپیکر کے حکم کی خلاف ورزی کر کے ایوان کی بالادستی کو نقصان پہنچایا ہے۔

شیخ رشید سے ملاقات

5 نومبر کو نواز شریف نے نیو سینٹرل جیل بہاولپور میں شیخ رشید سے ملاقات کی۔ اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ کراچی سے خیبر تک آگ لگی ہوئی ہے۔ عوامی سیلاب بے نظیر حکومت کو بہا کر لے جائے گا۔ بے نظیر پر ان کی ماں اور بھائی اعتبار نہیں کرتے تو میں کس طرح کر لوں۔ اگر میرے خلاف کوئی ثبوت موجود ہیں تو حکومت مقدمہ کیوں نہیں چلاتی۔

مولانا فضل الرحمٰن نے گوہر ایوب کے مکان پر نواز شریف سے ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی۔ نواز شریف نے کہا اس ملاقات سے حکمت عملی طے کرنے میں مدد ملے گی۔

بھارتی ہائیڈروجن بم

5 نومبر کو امریکی انٹیلی جنس کے ادارے سی آئی اے نے واشنگٹن میں انکشاف کیا کہ بھارتی سائنسدانوں نے بھابھا اٹامک ریسرچ سینٹر میں ہائیڈروجن بموں کی تیاری کا کام مکمل کر لیا ہے۔

7 نومبر کو حکومت نے بجلی کے نرخوں میں 19 فیصد اضافہ کر دیا۔ پورے ملک میں اس پر شدید احتجاج کیا گیا۔

مسئلہ کشمیر پر قرارداد

وزیر خارجہ سردار آصف اور سیکرٹری خارجہ نجم الدین شیخ نے اقوام متحدہ کی جنرل کونسل میں مسئلہ کشمیر پر قرار داد پیش نہیں کی۔ کشمیر کمیٹی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ نے اس پر اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کمیٹی سے مستعفی ہونے کا اشارہ دیا۔ پروفیسر خورشید احمد نے اس پر احتجاج کرتے ہوئے جنرل اسمبلی میں جانے والے وفد سے علیحدگی اختیار کر لی۔ نواز شریف نے کہا کہ قرارداد پیش نہ کرنا سقوط کشمیر کی تیاری ہے۔ وطن دشمن حکومت نے بھارت کی بالادستی قبول کر لی ہے۔ ہم قومی امور پر جماعت اسلامی سمیت ہر جماعت سے غیر مشروط تعاون کے لیے تیار ہیں۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہم نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اجاگر کیا ہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی اپنے آخری مراحل میں ہے۔ اقوام متحدہ ایک مردہ گھوڑا بن چکی ہے جس کی کسی قرارداد پر عمل نہیں ہوتا۔ کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک جنگ ہو سکتی ہے۔ تھرڈ آپشن سے کشمیر ایک اور یوگوسلاویہ بن جائے گا۔ بے نظیر نے مسئلہ کشمیر پر قرارداد پیش نہ کرنے کے بارے میں رپورٹ طلب کر لی۔

نئے چیف الیکشن کمشنر

12 نومبر کو جسٹس نعیم کی ریٹائرمنٹ کے بعد پشاور ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج جسٹس فخر عالم کو چیف الیکشن کمشنر مقرر کر دیا گیا۔ ایک سادہ تقریب میں انہوں نے اپنے عہدہ کا حلف لیا۔

میاں محمد شریف کی گرفتاری اور رہائی

13 نومبر کو نواز شریف کے والد اور اتفاق گروپ کے چیئرمین میاں محمد شریف کو نصف

ظلم کی یہ داستان نئی نہیں!

1972ء میں اتفاق کے صنعتی اداروں پر پیپلز پارٹی کی حکومت نے قبضہ کرلیا۔

1989ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے جوناتھن جہاز روک کر اتفاق فونڈری کو تباہ و برباد کر دیا۔

1993ء میں تمام بینک سہولتیں ختم، فیکٹریاں بند اور 44 مقدمات قائم کردیئے گئے۔

اور اب

1994ء میں میاں محمد شریف کو اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کرنے کیلئے نہایت ظالمانہ طریقے سے گرفتار کرلیا گیا۔



ان کا جرم صرف یہ ہے کہ

- اتفاق کی کمپنیاں ہر سال قومی خزانے کو ڈیڑھ ارب روپے سے زائد ٹیکس اور ڈیوٹی ادا کرتی ہیں۔
- اتفاق خاندان کم و بیش ۸ کروڑ روپے سے زیادہ ٹیکس دیتا ہے۔
- اتفاق کے کارخانوں میں بیس ہزار افراد کام کرتے ہیں اور بالواسطہ لاکھوں افراد روزی کماتے ہیں۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

منجانب ۔ اراکین  کمپنیز

گھنٹے کے کمانڈو ایکشن کے بعد ان کے لاہور آفس سے گرفتار کر کے ایک خصوصی طیارے کے ذریعے انہیں اسلام آباد پہنچایا گیا۔ پولیس کے ساتھ چل کر جانے سے انکار کرنے پر انہیں اٹھا کر لے جایا گیا۔ یہ گرفتاری تعزیرات پاکستان کی مختلف دفعات اور انکم ٹیکس کے ضمن میں عمل میں آئی۔ ان پر دھوکہ دہی اور جعل سازی کے ذریعہ کروڑوں روپے ہضم کرنے کے الزامات ہیں۔ اہلکار ریکارڈ بھی ساتھ لے گئے۔ اسلام آباد میں ان کا چودہ دن ریمانڈ لے کر ایف آئی اے کے ہیڈ کوارٹرز کی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ میاں شریف کی گرفتاری مکمل ثبوت ملنے کے بعد انکم ٹیکس کمشنر کی شکایت پر عمل میں آئی ہے۔ نواز شریف اور ان کے بھائیوں کے خلاف بھی ریفرنس دائر کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔ نواز شریف نے وزیراعظم کی حیثیت سے کالے دھن کے کروڑوں روپے بینکوں میں جمع کرا کے اس کی آڑ میں قرضے حاصل کیے۔ انہوں نے غیر قانونی دھندے کو تحفظ دیا۔ وزیراعلیٰ وٹو نے کہا کہ میاں نواز شریف کے خلاف مقدمات کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ انہیں ایف آئی اے نے گرفتار کیا ہے۔ نواز شریف کو گرفتار کرنے کا ابھی ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ حکومت ذاتی مخاصمت پر اتر آئی ہے۔ وہ جمہوریت کو خدا حافظ کہنے پر تلی ہوئی ہے۔ میرے پورے خاندان کو بھی گرفتار کر لیا جائے تب بھی میں اپنے مشن پر قائم رہوں گا۔ مقدمات کا مقابلہ قانونی طریقے سے کروں گا۔ غریبوں کے منہ سے نوالہ چھین کر گھوڑوں کے اصطبل بنائے جا رہے ہیں فرانس میں محلات خریدے جا رہے ہیں۔ امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے میاں شریف کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام درست نہیں ہے۔

16 نومبر کو سیاست دانوں اور صنعت کاروں نے میاں شریف کی گرفتاری کے خلاف لاہور کی سڑکوں پر احتجاجی مظاہرے کیے۔ لکشمی چوک لاہور میں پولیس نے مسلم لیگی جلوس پر کمانڈو ایکشن کر کے متعدد مظاہرین کو زخمی کر دیا۔ جلوس پر لاٹھی چارج کیا، خواتین کے ساتھ بدسلوکی کی گئی، خواتین سمیت درجنوں افراد کو گرفتار کر کے نامعلوم جگہ لے جایا گیا۔

ایف آئی اے نے میاں شریف کو عدالت میں پیش کر کے ان کا تین دن کا جسمانی ریمانڈ لے لیا اور انہیں نیشنل بینک کے ریسٹ ہاؤس اسلام آباد میں منتقل کر دیا گیا۔ اسی روز 5 نومبر کو سہ پہر دو بجے میاں شریف کو کارڈیالوجی یونٹ میں داخل کرا دیا۔ میاں نواز شریف اور ان کی والدہ نے میاں شریف کی عیادت کی۔

16 نومبر کو لاہور ہائی کورٹ نے میاں شریف کی غیر قانونی حراست کے خلاف رٹ درخواست کو ضمانت کی درخواست کے طور پر بھی منظور کر لیا اور ڈی جی ایف آئی کو ریکارڈ سمیت عدالت میں طلب کر لیا۔

16 نومبر کو ماہر ڈاکٹروں کے ایک بورڈ نے میاں شریف کا طبی معائنہ کیا۔ ڈاکٹروں کے

مشورہ پر حکومت نے ان کی فوری رہائی کا فیصلہ کیا اور 16 نومبر ہی کو رات گئے میاں شریف کو پیرول پر رہا کر کے اسلام آباد سے ان کے گھر لاہور منتقل کر دیا گیا۔

میاں شریف کی گرفتاری اور پھر تین دن بعد ان کی رہائی سے حکومت کو رسوائی، سبکی اور بدنامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوسکا۔ اس نے اخلاقی حدود کو پامال کر کے اپنے سیاسی دیوالیہ پن کا ایک مزید ثبوت فراہم کر دیا۔

صدر کا پارلیمنٹ سے خطاب

14 نومبر کو نئے پارلیمانی سال کے آغاز پر صدر لغاری نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا۔ اس موقع پر پارلیمانی تاریخ کی بدترین ہنگامہ آرائی اور ہلڑ بازی کا مظاہرہ ہوا۔ گالم گلوچ، ہاتھا پائی اور ایک دوسرے پر حملے کیے گئے۔ بے نظیر کے گرد زنانہ پولیس کا عملہ حصار بنائے کھڑا تھا بعض اہلکار صدر کے روسٹرم کی طرف جانے والے راستہ پر کھڑے کیے گئے۔ صدر کی آمد اور ان کی تقریر کے دوران اجلاس کے خاتمے تک دھینگا مشتی جاری رہی۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اپوزیشن کے ارکان نے صدر اور وزیراعظم کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ تہمینہ دولتانہ صدر کی طرف لپکیں اور اپنے سر سے چادر اتار کر صدر کی طرف پھینک دی۔ تقریر کے دوران "چور لغاری چور" کا راگ الاپا گیا۔ ایوان میں بینرز، کتبے اور پلے کارڈ لہرائے گئے۔ کبیر خاں نے ایک رکن کے کندھے پر چڑھ کر نعرے لگائے۔ ارکان نے ایک دوسرے کو تھپڑ مارے، مکے رسید کیے اور بعض کو گھسیٹا گیا۔ کچھ فرش پر گر گئے۔ اپوزیشن کے راؤ قیصر نے قربان علی کو تھپڑ رسید کر دیا۔ مسلم لیگ کی حلیف جماعت اے این پی اور جماعت اسلامی جے یو آئی (ایف) سپاہ صحابہ، این پی پی، پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کے ارکان نے خاموشی کے ساتھ اپنی نشستوں پر بیٹھ کر صدر کی تقریر سنی۔

صدر نے شور شرابے کے باوجود اپنی تقریر جاری رکھی۔ کئی مرتبہ پانی پیا اور پسینہ صاف کیا۔ اپنی تقریر میں صدر نے کہا کہ پارلیمنٹ کی حاکمیت اور قومی امور پر اتفاق رائے کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ حکومت کی ایک سالہ کارکردگی اطمینان بخش ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر بڑھ گئے ہیں۔ افراط زر میں کمی ہوئی ہے۔ عوام بدعنوانی سے تنگ ہیں۔ یہ قومی مسئلہ فوری حل کا متقاضی ہے۔ حکومت نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اجاگر کیا ہے۔ مسلح افواج ملک کے دفاع کی پوری صلاحیت رکھتی ہیں۔

اجلاس کے بعد صدر لغاری نے کہا کہ اپوزیشن کے احتجاج کا انداز غیرمہذب تھا۔ غلام اسحٰق کے خطاب کے دوران ہمارا احتجاج جمہوری، آئینی اور مہذب تھا۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن نے صدر، وزیراعظم اور سپیکر پر حملوں کا پروگرام بنایا تھا۔ ایوان میں تشدد اور مار پیٹ

کرنے والے ارکان کو نااہل بنانے کا قانون بنایا جائے گا۔ غیر جمہوری رویہ سے ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ ایسی ہلڑ بازی سے سیاست کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اپوزیشن لیڈر کے والد کے خلاف دھوکہ دہی کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ قوم کی دولت لوٹنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ اتفاق فاؤنڈری نواز شریف کی نہیں حکومت کی ملکیت ہے۔ یہ ناجائز دولت کا مجموعہ اور جنرل ضیاء کا تحفہ ہے۔ ہم اہم قومی امور میں اپوزیشن سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ میرے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آئی تو میں اس کا خیر مقدم کروں گی۔

نواز شریف نے کہا کہ مذاکرات کے دروازے حکومت نے خود ہی بند کر دیئے ہیں۔ صدر کی تقریر کے دوران ہمارا طرز عمل شائستہ تھا۔ ایک منصوبے کے تحت پارلیمنٹ کی گیلریاں پہلے ہی جیالوں سے بھر دی گئی تھیں۔

جنرل وحید نے کہا کہ پارلیمنٹ کے واقعہ میں کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ فاروق فیروز نے کہا کہ ہنگامہ آرائی جمہوریت کا حصہ ہے۔ عباس خٹک نے کہا کہ اچھا ہے یہ سب کچھ ایوان کے اندر ہوا۔

مشترکہ اجلاس کے بعد جب اپوزیشن کے ارکان پارلیمنٹ ہاؤس سے باہر نکلے تو پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ راؤ قیصر کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ انہیں سٹریچر پر ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا۔ سپیکر نے اپوزیشن کے ارکان پر حملے کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ جیالوں کے حملوں سے بھٹو دور کی یاد تازہ ہو گئی۔

یہ بات ناقابل فہم ہے کہ بے نظیر حکومت نے میاں شریف کی گرفتاری کے لیے صدارتی خطاب سے محض ایک دن قبل 13 نومبر کا دن منتخب کیا۔ ظاہر ہے کہ اس اشتعال انگیزی کے بعد صدر کی تقریر کے دوران جو کچھ ہوا وہی متوقع تھا۔

رابن رافیل کی ملاقات

15 نومبر کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے امریکی سفیر جان سی مانجو کے ہمراہ نواز شریف سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کر کے مسئلہ کشمیر اور بھارت کے میزائل پروگرام پر تبادلہ خیال کیا۔ ملاقات کے بعد رابن رافیل نے اسلام آباد میں کہا کہ اپوزیشن اپنی باری کا انتظار کرے۔ چودھری نثار نے اس پر اپنے سخت رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ رابن رافیل وائسرائے کا کردار ادا نہ کریں۔ انتظار کرنے کا مشورہ انہوں نے بے نظیر کو کیوں نہیں دیا تھا۔

سینٹ کے اجلاس میں ہنگامہ

17 نومبر کو سینٹ کے اجلاس میں بھی حکومت اور اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے شور شرابہ، الزامات اور جوابی الزامات کی بوچھاڑ ہوئی۔ حکومتی ارکان نے کہا کہ اپوزیشن نے صدر اور وزیراعظم پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اپوزیشن کے ارکان نے الزام لگایا کہ پیپلز پارٹی پارلیمنٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے پیپلزپارٹی کے ارکان کی بڑی تعداد نے ہمیں اپنی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آخری مراحل میں ہے۔ وسیع تر اتحاد کے لیے مثبت پیش رفت ہوئی ہے۔ یہ حکومت کا آخری سال ہے۔ فوجی سربراہ اپنے ادارے کو بے نظیر کے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال ہونے سے بچائیں۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن عدم اعتماد کی تحریک پیش نہیں کر سکتی۔ نواز شریف دوبارہ اقتدار میں نہیں آسکتے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر لغاری پیپلزپارٹی کے آدمی نہیں ہیں۔ مسلم لیگی اراکین صدر کے بجائے بے نظیر اور آصف زرداری کو نشانہ بنائیں اور صدر کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ وہ اس بدعنوان حکومت سے نجات دلا سکیں۔ حکومت کے خلاف کارروائی کا واحد راستہ صدر کے پاس ہے۔ میاں نواز شریف مظلوم انسان ہیں لیکن ان کے پاس مسائل کا حل نہیں۔ اگر حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منظور ہو سکتی ہے تو ہمارے تین ووٹ تحریک کے حق میں ہوں گے۔ ہم تحریک بیداری ملت کے ذریعے عوام کو متحد کر کے مسائل حل کرنے کے لیے لائحہ عمل تیار کر رہے ہیں۔ ہم کسی اتحاد میں شامل نہیں ہوں گے۔ البتہ قومی امور پر مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا جا سکتا ہے۔

چودھری شجاعت کی گرفتاری

20 نومبر کو مسلم لیگی سینیٹر چودھری شجاعت حسین کو دوپہر کے وقت ایف آئی اے نے اسلام آباد میں ان کے گھر کے سامنے سے گرفتار کر لیا۔ پولیس کمانڈوز نے ان کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ وہ سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد پہنچ کر جیسے ہی اپنے گھر کے پاس آئے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ سات روز کا ریمانڈ لے کر انہیں ریسٹ ہاؤس بھیج دیا گیا۔ یہ گرفتاری سینٹ کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر عمل میں آئی۔ حسب معمول نصیر بابر نے کہا کہ چودھری شجاعت تیس کروڑ روپے کے قرضے دھوکہ دہی سے حاصل کرنے میں ملوث ہیں۔ پرویز الٰہی اور دیگر افراد کو بھی جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ جس پر پرویز الٰہی نے ہائی کورٹ سے 4

دسمبر تک کی عبوری ضمانت منظور کرالی۔ سینٹ کے اجلاس میں اپوزیشن نے چودھری شجاعت کی گرفتاری پر شدید احتجاج کرتے ہوئے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ چیئرمین وسیم سجاد نے تحریک استحقاق پر اپنی رولنگ محفوظ کرلی۔ نواز شریف نے کہا کہ یہ گرفتاریاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتیں۔ عوامی ردعمل بہت جلد طوفان بن کر اٹھے گا۔ اور تاج و تخت بہا لے جائے گا۔

20 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ سنگین جرائم میں ملوث افراد کی ضمانتوں پر رہائی منظور کرتے وقت عدالتیں احتیاط برتیں۔ ایسے ملزمان نے رہائی کے بعد قانون نافذ کرنے والے متعدد افسران کو ہلاک کیا ہے۔

بھٹو کا مقبرہ

21 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے گڑھی خدا بخش میں ذوالفقار علی بھٹو کے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ 71 فٹ بلند عمارت کی تعمیر پندرہ ماہ کی ریکارڈ مدت میں مکمل کرلی جائے گی۔ مقبرہ کی تعمیر میں غیر معمولی عجلت سے کام غالباً اس لیے لیا جارہا ہے کہ خود حکومت کو بھی یقین نہیں کہ وہ کب تک برسر اقتدار رہ سکے گی۔

چیئرمین سینٹ کی رولنگ

چیئرمین سینٹ وسیم سجاد نے رولنگ دی کہ چودھری شجاعت کو ایوان میں لایا جائے لیکن اس کے باوجود 23 نومبر کے اجلاس میں حکومت نے انہیں اجلاس میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ وسیم سجاد نے کہا کہ حکومت نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ سپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی نے کہا کہ وسیم سجاد کا فیصلہ ان کے اختیارات کے مطابق ہے۔ اس بارے میں ہم دونوں کا موقف یکساں ہے۔ اپوزیشن نے اجلاس کا بائیکاٹ جاری رکھا۔

بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن اول روز سے محاذ آرائی کی سیاست کر رہی ہے۔ وہ ہمیں ڈکٹیشن دینا چاہتی ہے۔ نواز شریف کا خیال ہے کہ حکمرانی کا حق صرف انہیں ہی حاصل ہے۔ انہوں نے ہماری حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نسل در نسل دشمنی چلانا چاہتی ہیں۔ وہ تیسری قوت کے لیے راہ ہموار کر رہی ہیں۔ ان کے طرز عمل سے جمہوریت ہی کو نہیں بلکہ ملک کو خطرہ لاحق ہے۔

قومی اسمبلی میں حکومت کو شکست

27 نومبر کو قومی اسمبلی میں صدر کے خطاب کے موقع پر ہنگامہ آرائی اور ممبران اسمبلی

کو زدوکوب کرنے کے بارے میں حکومتی قرار داد دو ووٹوں سے مسترد کر دی گئی جبکہ اپوزیشن کی قرار داد دو ووٹوں کی اکثریت سے منظور کر لی گئی۔ اپوزیشن کے ممبران نے اپنی فتح کی خوشی میں ڈیسک بجائے اور مطالبہ کیا کہ وزیر اعظم اکثریت کھو بیٹھی ہیں اس لیے وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں۔ نواز شریف نے کہا کہ قومی اسمبلی میں حکومتی پارٹی کی شکست اس بات کا ثبوت ہے کہ تبدیلی کی ہوائیں چلنے لگی ہیں۔ میری حکومت کے خلاف سازش کرنے والوں سے حساب لیا جائے گا۔

چودھری شجاعت کی رہائی

27 نومبر کو خصوصی عدالت نے چودھری شجاعت کو دس لاکھ روپے کی ضمانت پر رہا کر دیا۔ چودھری شجاعت نے کہا کہ حکومت نے پوری کوشش کی کہ میں ضمانت پر رہا نہ ہو سکوں۔ حکومت اگر میرے خلاف الزامات ثابت کر دے تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ چودھری شجاعت نے سینٹ میں اپنی گرفتاری کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے چیئرمین سینٹ کو اپنا مشروط استعفیٰ بھی پیش کر دیا اور کہا کہ اگر نصیر بابر مجھ پر تیس کروڑ روپے کی بدعنوانی کا الزام ثابت کر دیں تو میں ایوان میں کبھی واپس نہیں آؤں گا۔

نواز شریف کی منصورہ آمد

28 نومبر کو نواز شریف اپنے رفقاء میاں اظہر، ذوالفقار کھوسہ اور چودھری عبدالغفور کے ہمراہ جماعت اسلامی کے دفتر منصورہ میں خلیل حامدی مرحوم کی وفات پر تعزیت کے لیے تشریف لائے۔ اس موقع پر نواز شریف اور قاضی حسین احمد کے درمیان دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کی موجودگی میں بات چیت کے علاوہ دونوں کے درمیان تنہائی میں بھی تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات ہوئی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف اور ہمارے درمیان پرانی ہم آہنگی ہے۔ ہم ایک کشتی میں بیٹھے ہیں، مشترک مقاصد کے لیے کشیدگی اور رکاوٹیں دور کرنا چاہتے ہیں اس قسم کی ملاقاتیں آئندہ بھی ہوں گی۔ اتحاد کے بارے میں بات نہیں ہوئی۔ اہم معاملات میں مشترکہ حکمت عملی زیر غور آئی۔ نواز شریف نے کہا کہ دیر کے بعد جو ملاقات ہوتی ہے وہ اچھی ہوتی ہے۔ ملکی اور قومی امور پر ہمارے درمیان ہم آہنگی ہے۔ گفتگو کا اصل موضوع یہ تھا کہ اس وقت پاکستان جس تباہی اور بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے اسے کس طرح متحد ہو کر تباہی سے بچایا جائے۔

قاضی صاحب نے بعد میں وضاحت کی کہ جماعت اسلامی اور مسلم لیگ میں کوئی اتحاد

نہیں ہوا ہے۔ موجودہ سیاسی کشمکش اقتدار کے بھوکے گروہوں کے درمیان جاری ہے۔ موجودہ پارلیمنٹ عوام کے مسائل حل کرنے کی اہل نہیں۔ نواز شریف، جتوئی یا جمالی کو وزیراعظم بنوانے سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ پیپلزپارٹی اور مسلم لیگ دونوں نے عوام کو دسترخوان سمجھ رکھا ہے۔ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے گروہ سے دوسرا گروہ کہہ رہا ہے کہ تم اٹھو اب ہم اس پر بیٹھ کر کھائیں گے۔

کھرل کا مشورہ

30 نومبر کو وفاقی وزیر اطلاعات خالد کھرل نے کہا کہ جو لوگ ٹی وی پر ناچ گانا دیکھنا نہیں چاہتے وہ ایسے پروگراموں کے وقت اپنا ٹی وی بند کر دیا کریں۔ بہت سے لوگ ناچ گانا پسند کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں۔ "ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو۔"

مسئلہ کشمیر

30 نومبر کو "گلف نیوز" نے لکھا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ سردار آصف نے پچھلے دنوں مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لیے جن ممکنہ طریقوں کا ذکر کیا تھا، ان میں ریاست کی تقسیم اور خود مختار کشمیر کا آپشن شامل تھا۔ امریکی حکومت کی دعوت پر ہونے والے مذاکرات میں سردار آصف نے تین آپشنز کی بات کی تھی۔ ان میں ریاست کی ایسی تقسیم بھی شامل تھی جس کے نتیجہ میں جموں کو بھارت کے حوالے کر دیا جائے اور وادی پاکستان کے حصہ میں آئے۔ یا پھر کشمیر کو لسانی خطوط پر یا کسی دوسری بنا پر چھوٹے یونٹوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ بھارتی وزیر خارجہ نے بھی 47 سالہ قدیم مسئلہ کو اوسلو طرز کے مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ ریاست کی موجودہ صورتحال کو تسلیم کر لیا اور رائے شماری کے نتیجے میں ضروری تبدیلیاں کر لی جائیں۔ لیکن بے نظیر نے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کشمیر پاکستان کی شہہ رگ اور اس کا قدرتی حصہ ہے۔ یہ ہمارے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہم اس بارے میں کوئی دباؤ قبول نہیں کریں گے۔

نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے اس مسئلہ کا ستیاناس کر کے کشمیریوں کو مایوس کر دیا ہے۔ مسلم لیگ مجاہدین کی عملی مدد کرنے کے علاوہ بیرون ملک وفود بھیجے گی۔ مسئلہ کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر اسی طرح عمل کرایا جائے جیسا کہ کویت کے معاملہ میں کیا گیا۔ پیپلزپارٹی کو آخری بار اقتدار ملا ہے۔ حکمرانوں کو ہٹانا ہمارا قومی فریضہ ہے۔ مجھے قتل کیا گیا تو عوام تحریک سنبھال لیں گے۔

باب 13

بدامنی اور ہنگامے

پنجاب اسمبلی میں ہنگامے

یکم نومبر کو پنجاب اسمبلی کا اجلاس دھرنا، ہنگامہ آرائی اور ہلڑ بازی کے باعث غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ اپوزیشن اور سرکاری ارکان کے درمیان نعرے بازی کا مقابلہ ہوتا رہا۔ اپوزیشن نے حکومتی ارکان پر لوٹوں کی بارش کر دی۔ وزیراعلیٰ اور سپیکر کے خلاف نعرے لگائے۔ پرویز الٰہی نے کہا کہ ہم سپیکر راے کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کریں گے۔ 13 نومبر کے اجلاس میں بھی سرکاری اور اپوزیشن کے ارکان آپس میں الجھ پڑے۔ اسمبلی عملاً میدان جنگ میں تبدیل ہو گئی۔

بدامنی کے واقعات

21 نومبر کو سپاہ صحابہ کی مرکزی کمیٹی کے رکن مولانا مطیع الرحمٰن کو ڈیوٹی پر سکول جاتے ہوئے بادشاہی مسجد لاہور کے نزدیک دو مسلح موٹر سائیکل سواروں نے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ 25 نومبر کو کھاریاں کے قریب پجارو میں سوار افراد کی ایک بس پر فائرنگ سے تحریک جعفریہ کے چھ کارکن جو مینار پاکستان پر اپنے کنونشن میں شرکت کے بعد راولپنڈی واپس جا رہے تھے، جاں بحق ہو گئے۔ اس سانحہ کے بعد تحریک جعفریہ نے پیپلز پارٹی سے اپنے تعاون کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ حکومت مستعفی ہو جائے۔ حکمران نوشتہ دیوار پڑھ لیں۔ مارشل لا کو دعوت دی جا رہی ہے۔ 26 نومبر کو لاہور میں

لوئر مال کی جامع مسجد میں نماز عصر کے وقت دو مسلح موٹر سائیکل سواروں نے یکے بعد دیگرے تین دستی بم پھینکے جن کے ہولناک دھماکوں میں تین نمازی جاں بحق اور اکیس شدید زخمی ہوگئے۔ حملہ آور فرار ہوگئے۔ 28 نومبر کو صدر لغاری نے کہا کہ حالیہ فرقہ وارانہ فسادات خطرہ کی گھنٹی ہیں۔ ان میں غیر ملکی ہاتھ خارج از امکان نہیں۔ فسادات کی آگ بھڑکانے والوں سے آہنی ہاتھ کے ساتھ نمٹا جائے گا۔

صوبہ سندھ گھپ اندھیرے میں

یکم نومبر کو فوج، رینجرز اور پولیس نے بلدیہ ٹاؤن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ محاصرہ میں بکتر بند گاڑیاں استعمال کی گئیں۔ 180 افراد کو حراست میں لے لیا گیا لیکن فوج اور رینجرز کے استعمال، گھر گھر تلاشی، گرفتاریوں اور گشت میں اضافوں کے باوجود کراچی خون میں نہاتا رہا۔ یکم نومبر کو لیاقت آباد میں زری کے ایک کارخانے میں رات کے وقت دہشت گردوں نے چھ نوجوانوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ خون میں لت پت ان کی لاشیں کارخانے کی سیڑھیوں اور دوسری منزل پر پڑی تھیں۔ سوگ میں لیاقت آباد کے بازار بند رہے۔ دوسرے علاقوں میں بھی فائرنگ سے ایک کمسن بچے سمیت چار افراد جاں بحق اور 31 زخمی ہوگئے۔ حیدر آباد میں بھی موٹر سائیکل پر سوار مسلح افراد نے فائرنگ کر کے دس کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا۔ 2 نومبر کو فیصل کالونی میں چار گاڑیوں میں سوار مسلح افراد نے رات دس بجے کے بعد حقیقی کے سیکٹر آفس پر فائرنگ کر کے چار کارکنوں کو ہلاک اور سات کو زخمی کر دیا۔ 3 اور 4 نومبر کو فائرنگ کی وارداتوں میں ایک سات سالہ بچے سمیت 25 افراد جاں بحق اور نو زخمی ہوگئے۔ مکانات، دکانوں اور گاڑیوں کو نذر آتش کیا گیا۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گردوں نے غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے۔ وفاقی وزیر احمد مختار نے کہا کہ بھارت سندھ میں گڑ بڑ کا ذمہ دار ہے۔ نئے صوبے سے حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ سندھ میں مزید تین ماہ تک فوج رکھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی نے کہا کہ کراچی میں قتل ہونے والوں کی ذمہ داری بے نظیر پر عائد ہوتی ہے، قوم حساب لے گی۔ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے کہا کہ یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ قتل کے واقعات ایم کیو ایم کے دو گروہوں کے باہمی تصادم کے نتیجے میں ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قتل کی ان وارداتوں میں ایجنسیاں خود ملوث ہیں۔ آفاق احمد نے کہا کہ فوج کی موجودگی میں ہمارے کارکنوں کا قتل تشویش ناک ہے۔

بی بی سی نے کہا کہ روشنیوں کا شہر کراچی آج جیل خانہ بن چکا ہے۔ ہر طرف مایوسی، بے اطمینانی اور گھبراہٹ ہے۔ تشدد کی وارداتوں میں ہر روز چار افراد کی ہلاکت ایک معمول بن چکی

ہے۔ وائس آف امریکہ نے کہا کہ گزشتہ ماہ مسلح وارداتوں میں چھ سو سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔ حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ بیشتر علاقے بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔ تاجروں کی تنظیم کے صدر ایس ایم منیر نے کہا کہ گزشتہ نو ماہ کے عرصے میں 1665 شہری، 25 پولیس اہلکار اور 7 فوجی قتل کیے جا چکے ہیں۔ امن قائم کرنے کی خاطر فوج کو دستور کی دفعہ 245 کے تحت اختیارات دیئے جائیں۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ کراچی مقتل بنا ہوا ہے لیکن حکمرانوں کو صرف اپنے اقتدار کی فکر ہے۔ ایک درخواست گزار نے گھر گھر تلاشی کے اقدام کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔

گورنر محمود اے ہارون نے کہا کہ پولیس تھانوں پر حملوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ یہاں بیروت جیسے حالات پیدا نہ کیے جائیں میں الطاف حسین سے ملاقات کے لیے لندن جانے کو تیار ہوں۔ وفاقی وزیر مخدوم امین فہیم نے کہا کہ ایم کیو ایم سے مذاکرات جاری ہیں۔ الطاف حسین نے کہا ظلم ہوگا تو مہاجر عوام صوبے کا مطالبہ کریں گے۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

8 نومبر کو اسلام آباد میں دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے وزیر اعظم کی صدارت میں ایک اہم اجلاس ہوا جس میں چاروں صوبوں کے گورنروں، وزرائے اعلیٰ اور حساس اداروں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ اجلاس پانچ گھنٹے جاری رہا۔ جنرل وحید نے اسلام آباد میں کہا کہ سندھ میں فوجی آپریشن کے بارے میں فیصلہ حکومت کو کرنا ہے۔ آئینی طور پر فوج حکومت کی پالیسیوں کی حمایت کرے گی۔ ہمارا کام ملک کا دفاع کرنا ہے۔ ہر کوئی اپنا کام کرے تو اچھا ہے۔ حکومت سندھ نے فوج کے قیام میں توسیع کی درخواست کی۔

رابن رافیل سے ملاقاتیں

10 نومبر کو کراچی میں امریکی قونصل جنرل کی رہائش گاہ پر ایم کیو ایم کے رہنماؤں نے امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل سے ملاقات کر کے کراچی کے حالات، انتقامی کارروائیوں، مہاجروں کے ساتھ زیادتیوں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد صوبائی وزیر نثار کھوڑو نے بھی رابن رافیل سے ملاقات کر کے حکومتی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا۔ رابن رافیل نے کہا کہ امریکی حکومت کی خواہش ہے کہ پاکستان میں جمہوری نظام تسلسل کے ساتھ چلتا رہے۔

11 تا 13 نومبر کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں ایک نرس اور فضائیہ کے ایک افسر

سمیت 22 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ ڈی ایس پی بابر کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی۔ وہ بال بال بچ گئے۔ الفلاح میں ڈپٹی کمشنر کی کار پر فائرنگ سے ڈرائیور زخمی ہوگیا۔ گیارہ گاڑیاں جلا دی گئیں، گاڑیوں کو جلانے کے خلاف ٹرانسپورٹرز نے ہڑتال کی دھمکی دے دی۔ 16 اور 17 نومبر کو فائرنگ سے دو پولیس والوں سمیت آٹھ افراد جاں بحق اور گیارہ زخمی ہوگئے۔ ایک گاڑی سے جلی ہوئی لاش ملی۔ کورنگی میں سب انسپکٹر کے گھر پر فائرنگ سے اس کی ساس ہلاک ہوگئی۔ سب انسپکٹر شیر زماں شدید زخمی ہوگئے۔ مومن آباد میں ایک ریٹائرڈ کرنل پر فائرنگ کر کے انہیں زخمی کر دیا گیا۔ ایک ویگن جلا دی گئی۔ 18 تا 20 نومبر فائرنگ سے تین کانسٹیبلوں سمیت 19 افراد جاں بحق اور 26 زخمی ہوگئے۔ پولیس موبائلوں، بکتربند گاڑیوں اور ایدھی ایمبولینس پر فائرنگ کی گئی۔

وزیراعظم نے ان وارداتوں پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے سخت کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں انسانوں کا خون بہنے پر قائداعظم کی روح تڑپ رہی ہوگی۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ ایجنسیاں جانبدار ہیں۔ فریاد کس سے کریں۔ الطاف حسین نے کہا کہ گیارہ مہینوں میں ایم کیو ایم کے سو سے زیادہ کارکنوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ 22 نومبر کو اسلام آباد میں اپوزیشن کے آٹھ ممبران قومی اسمبلی نے کہا کہ کراچی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد ایک ہزار افرد سڑکوں پر ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ 23 نومبر کو بحالی امن کے لیے تاجروں اور صنعت کاروں کی نمائندہ تنظیم کے تحت ہزاروں تاجروں اور صنعت کاروں نے کراچی پریس کلب سے گورنر ہاؤس اور وزیراعلیٰ ہاؤس تک مارچ کیا۔ ان کا نعرہ تھا "امن دو ٹیکس لو" 24 نومبر کو نعمت اللہ خاں ایڈووکیٹ کی رہائش گاہ پر مولانا شاہ احمد نورانی اور قاضی حسین احمد درمیان ملاقات ہوئی جو ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔ کراچی کے حالات بالخصوص زیر گفتگو آئے۔

24 اور 25 نومبر کو فائرنگ سے دو پولیس افسران سمیت دس افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی ہوگئے۔ کورنگی میں فائرنگ سے ایک لڑکی ہلاک ہوگئی جس کی نو ماہ قبل شادی ہوئی تھی۔ جمشید کوارٹرز میں ایک فیکٹری کے مالک کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

آصف زرداری نے کہا کہ ہم نئے پرانے سندھیوں اور ایم کیو ایم سے بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔ الگ صوبے کے مطالبہ کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کراچی کو خود مختار ملک بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ کراچی کو ہانگ کانگ بنانے کے ماسٹر پلان پر عمل کیا جا رہا ہے۔ ایم کیو ایم کو نظرانداز کر کے کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ انسپکٹر جنرل پولیس سندھ افضل شگری نے کہا کہ کراچی میں امن کی بحالی پولیس کے لیے چیلنج ہے۔ جنوبی ایشیائی امور سے متعلق امریکہ محکمہ خارجہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا کہ امریکہ کراچی کو سیاسی معنوں میں ہانگ کانگ بنانے کی کوئی خواہش یا منصوبہ نہیں رکھتا۔ امریکہ پاکستان کی

علاقائی سالمیت اور جغرافیائی سرحدوں کا احترام کرتا ہے۔

25 نومبر کو ناجائز اسلحہ کی موجودگی کی خبر پر فوج، رینجرز اور پولیس نے یوسف گوٹھ نیو کراچی کا پانچ گھنٹے تک محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ کسی کو گھر سے باہر نہیں نکلنے دیا گیا۔ سرکاری اطلاع کے مطابق 42 ہتھیار اور 900 سے زائد راؤنڈ برآمد ہوئے۔

نومبر کے مہینے میں کراچی میں فائرنگ سے 120 افراد ہلاک ہوئے۔ سب سے زیادہ اموات کورنگی میں ہوئیں۔ تعلیمی ادارے اور بازار بند رہے۔ لانڈھی، نئی کراچی، لیاقت آباد، اورنگی، بلدیہ ٹاؤن اور ناظم آباد میں خوف طاری رہا۔ یہ بات باعث حیرت ہے کہ تھانوں، پولیس موبائلوں، بکتربند گاڑیوں اور لوگوں پر فائرنگ کرنے والے ملزمان گرفتار نہیں کیے جا سکے۔

بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بیرونی طاقت کراچی میں گوریلا جنگ کی تربیت دے رہی ہے۔ دہشت گردوں کو عوام کی حمایت حاصل نہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں قتل و غارت گری میں "را" کا ہاتھ ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ 28 مہینوں سے جاری آپریشن میں ہمارے ہزاروں بے گناہ کارکن شہید اور زخمی کیے جا چکے ہیں۔ مہاجروں کی نسل کشی کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔

30 نومبر کو حیدر آباد میں میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ سندھ جل رہا ہے۔ یہی صورتحال باقی رہی تو مارشل لا آئے گا۔ بے نظیر "ضیاء" کی اے ٹیم کے ساتھ حکومت چلا رہی ہیں۔ بے نظیر نے میری سزا ختم نہیں کرائی۔ انہوں نے تو میرے خلاف مقدمات کی فائلیں دوبارہ کھولنے کی ہدایت دی ہے۔ مہاجروں کے پاس سب کچھ ہے اب کیا وہ ہمارا گلا کاٹیں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ میر مرتضیٰ سے مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ وہ نواز شریف کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔

صوبہ سرحد

16 نومبر کو سپریم کورٹ کے بارہ ججوں پر مشتمل فل بنچ نے کثرت رائے سے الیکشن کمیشن کے فیصلے کے خلاف سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ صابر شاہ کی اپیل مسترد کرتے ہوئے وفاداری تبدیل کرنے والے اختر شاہ اور شاہ محمد خاں کی سرحد اسمبلی کی رکنیت بحال رکھی۔ پانچ ججوں نے اس فیصلے سے اختلاف کیا۔ بی بی سی نے کہا کہ صابر شاہ کی اپیل مسترد ہونے سے لوٹا کریسی کو فروغ حاصل ہو گا، جمہوریت کمزور ہو گی، پارٹی وفاداریاں بدلنے والے ارکان اسمبلی کو نا اہلی کا کوئی خوف باقی نہیں رہے گا۔

سپریم کورٹ کے اس اکثریتی فیصلے کے بعد صوبہ سرحد میں مسلم لیگ حکومت کے قیام کے امکانات معدوم ہو گئے۔ نواز شریف اس صورتحال پر شدید برہم تھے۔

یکم دسمبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں جس میں غیر ملکی سفراء اور سفارت کار بھی موجود تھے، نواز شریف نے دعویٰ کیا کہ پیپلز پارٹی نے صابر شاہ کی حکومت کے خاتمے اور شیرپاؤ کی حکومت کے قیام کے لیے مہران بینک سے 26 کروڑ روپے حاصل کیے تھے۔ یہ رقم بے نظیر نے اپنے سیاسی مفادات کے حصول اور انتخابات پر اثر انداز ہونے کے لیے استعمال کی۔ اس میں سے بارہ کروڑ شیرپاؤ کو، پانچ کروڑ زرداری کو، ایک کروڑ 23 لاکھ لغاری اور دو کروڑ بیس لاکھ انور سیف اللہ کو دیئے گئے۔ اس کے بدلے میں مہران بینک کو مراعات دینے اور سرکاری محکموں کا ایک ارب روپیہ بینک میں جمع کرانے کا وعدہ کیا گیا۔ نواز شریف نے اس ضمن میں آفتاب شیرپاؤ اور مہران بینک کے اعلیٰ افسران کے درمیان ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کے ٹیپ پریس کانفرنس میں سنائے اور یہ ٹیپ شرکاء کو جاری کرائے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے 1993ء کے انتخابات کے مشکوک ہونے کے ثبوت پیش کر دیئے۔ فاروق لغاری اور بے نظیر کا اصل ٹھکانہ جیل ہے۔ انہوں نے شیرپاؤ حکومت کی فوری برطرفی کا مطالبہ کیا۔

ایوان صدر کے ترجمان نے کہا کہ نواز شریف کے الزامات بے بنیاد ہیں۔ صابر شاہ حکومت کو گرانے کے لیے کوئی سازش نہیں کی گئی۔ بے نظیر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ اپوزیشن کے جعلی کیسٹیں لندن پلان کا حصہ ہیں۔ یہ جعلی کیسٹ لندن میں تیار ہوا ہے۔ مہران بینک کے فنڈز تو 1990ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لیے استعمال ہوئے تھے۔ نصیر بابر نے اسے جھوٹ کا پلندہ قرار دیا اور کہا کہ نواز شریف جھوٹ اور سکینڈل کا سہارا لے کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ تحریک نجات کی ناکامی پر پردہ ڈالنے کی ایک بھونڈی کوشش ہے۔

2 دسمبر کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر حکومت یہ ثابت کر دے کہ کیسٹ جعلی ہے تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ صوبہ سرحد کے شہریوں کے ایک وفد سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ صدر لغاری، وزیر اعظم بے نظیر اور وزیر اعلیٰ آفتاب شیرپاؤ نے مہران بینک سکینڈل میں ملوث ہو کر اقتدار خریدا ہے۔ اس قسم کی حکمرانی اپنے اندر کے انسان کو قتل کیے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی۔ مجھے اس قیمت پر اگر ساری دنیا کی حکمرانی بھی ملے تو اسے ٹھکرا دوں۔

شیخ رشید کی نظر بندی

2 دسمبر 1994ء کو حکومت نے شیخ رشید کی نظر بندی میں ایک ماہ کی مزید توسیع کر دی۔ شیخ رشید نے جیل سے اپنے پیغام میں کہا کہ باہر آ کر پیپلز پارٹی کی حکومت کو پاش پاش کر دوں گا۔ بھٹو خاندان اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ چیئرمین سینٹ اور قومی اسمبلی کی رولنگ

کے باوجود حکومت نے اسیر ارکان کو ایوان میں لانے سے انکار کر دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ جو ارکان پارلیمنٹ عدالتی تحویل میں ہیں، انہیں ایوان میں حاضری کی اجازت دینا عدالتوں کا اختیار ہے۔ حکومت اس بارے میں کسی دباؤ میں نہیں آئے گی۔ اپوزیشن نے اس مسئلہ پر بطور احتجاج سینٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ بے نظیر نے اپنے اسپیکر یوسف گیلانی اور ڈپٹی اسپیکر ظفر علی شاہ کی رولنگ اور اپوزیشن کے متفقہ احتجاج کو مسترد کر کے ثابت کر دیا کہ وہ کمزور حکومت کی سربراہ ہونے کے باوجود ضد اور ہٹ دھرمی میں خاصی مضبوط ہیں۔

"تکبیر" کے مدیر اعلیٰ کا قتل

اتوار 4 دسمبر کو کراچی میں شام سات بج کر 20 منٹ پر دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ہفت روزہ "تکبیر" کے مدیر اعلیٰ اور ملک کے ممتاز صحافی صلاح الدین کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ وہ اپنی گاڑی میں دفتر سے گھر جا رہے تھے کہ کیمبل اسٹریٹ پر اُن پر اندھا دھند فائرنگ کر دی گئی۔ 16 گولیاں اُن کے جسم میں پیوست ہو گئیں اور وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ حملہ آور فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اُن پر پہلے بھی کئی بار حملے ہو چکے تھے۔ ایک بار اُن کے گھر کو بھی آگ لگا دی گئی تھی۔ 5 جنوری 1935ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے تھے۔

صدر نے تحقیقات کے لیے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی مقرر کر دی اور امن قائم رکھنے میں ناکامی پر اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے عبداللہ شاہ سے جواب طلبی کی۔ وزیر اعظم نے قاتلوں کی فوری گرفتاری کی ہدایت کی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ قاتلوں کو بخشا نہیں جائے گا۔ رینجرز کے ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا کہ قاتلوں کی گرفتاری میں کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت صلاح الدین کے قتل کی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتی۔ کراچی سے مالاکنڈ تک خون ہی خون ہے۔

قاضی حسین احمد نے صلاح الدین کے قتل پر اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ صحافی برادری نے فیصلہ کیا کہ صلاح الدین کے قتل کے خلاف بطور احتجاج 10 دسمبر کو پورے ملک میں کوئی اخبار شائع نہیں ہو گا۔

6 دسمبر کو عالمی بنک کے ڈائریکٹر پال آئزن مین نے وزیر اعظم ہاؤس میں بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔ بے نظیر نے پاکستان کے ترقیاتی پروگراموں میں عالمی بنک کی امداد کو سراہتے ہوئے کہا کہ اُن کی حکومت عالمی بنک کی عائد کردہ تمام پابندیوں پر عمل کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے غیر ملکی امداد کا کشکول پھینک دیا تھا بے نظیر نے اسے دوبارہ اُٹھا لیا۔

نواز شریف کی لندن روانگی

8 دسمبر کو نواز شریف اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ہمراہ کراچی سے لندن کے لیے روانہ ہو گئے جہاں اُن کے بیٹے حسن نواز زیر علاج ہیں۔ پہلے ایف۔ آئی۔ اے نے اُن سے کہا کہ اُن کے بیرون ملک جانے پر پابندی ہے، لیکن قائم مقام صدر وسیم سجاد کی مداخلت پر اُنھیں جانے کی اجازت مل گئی۔ وزیر اعظم بے نظیر نے حسن نواز کے لیے خیر سگالی کے طور پر لندن سے گلدستے اور نیک خواہشات کا پیغام بھجوایا۔

چوہدری شجاعت کی دوبارہ گرفتاری

8 دسمبر کو چوہدری شجاعت کو 2 کروڑ روپے کی نئی ضمانت کے لیے سوا گیارہ بجے لاہور میں اسپیشل جج کے سامنے پیش ہونا تھا۔ وکیل صفائی نے بتایا کہ موسم کی خرابی کے باعث اُن کی آمد میں دس منٹ کی تاخیر ہو گئی ہے لیکن جج نے چوہدری شجاعت کی آمد کا انتظار کیے بغیر اُن کی ضمانت مسترد کر دی۔ اس لیے جیسے ہی تھوڑی دیر بعد چوہدری شجاعت وہاں پہنچے تو بینکنگ ٹریبونل کے احاطے سے گرفتار کر کے اُنھیں اسلام آباد پہنچا دیا گیا۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ حکومت عدلیہ کو تباہ کر رہی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت اپنے سیاسی مخالفین کو راستے سے ہٹانے کے لیے عدالتوں کو استعمال کر رہی ہے۔ جج صاحبان اس پر خاموش رہیں یا انصاف کر کے ملک کو تباہ ہونے سے بچالیں۔

ایدھی کی عارضی ہجرت

8 دسمبر کو عبدالستار ایدھی ملک چھوڑ کر لندن روانہ ہو گئے۔ لندن پہنچ کر اُنھوں نے کہا کہ اگر میں یہاں نہ آتا تو مجھے قتل کر دیا جاتا۔ میں خفیہ اداروں کے اہلکاروں، ریٹائرڈ فوجی افسروں اور سماجی ورکروں پر مشتمل ایک خفیہ پریشر گروپ کی سازشوں کی وجہ سے پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ میں نے اس پریشر گروپ کو یہ سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ بے نظیر کو اپنی آئینی مدت پوری کرنے دیں۔ چہرے بدلنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا لیکن میری یہ بات ماننے کے بجائے اس گروپ نے میرے گرد اپنا گھیرا تنگ کر دیا۔ پاکستان میں کئی خفیہ ایجنسیوں کی حکمرانی ہے۔ یہ ایجنسیاں لوگوں کو قتل کرا دیتی ہیں۔ وہ مجھے بھی قتل کرا دیتے اور بعد میں کہہ دیتے کہ مجھے ایم۔ کیو۔ ایم یا فرقہ پرستوں نے قتل کیا ہے۔ میں کسی سازش میں شریک ہونا نہیں چاہتا۔ جو لوگ حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، وہ دوسروں کو اپنا آلہ کار بنانے کے بجائے خود سامنے آئیں۔ میں دوسروں کے ہاتھ مرنا نہیں چاہتا۔ اگر میری ضرورت باقی نہ

رہی تو میں اپنے آپ کو خود ہی گولی مار لوں گا۔ میں زندہ رہا تو ملک توڑنے والوں کے نام بتا دوں گا۔ میں نے اپنے بیوی بچوں کو بھی ملک چھوڑنے کا نہیں بتایا۔ 11 دسمبر کو ایدھی نے لندن سے ٹیلی فون پر کہا کہ میرا اور میرے اہل خاندان کا جینا مرنا پاکستان اور عوام کے لیے ہے۔ میں بہت جلد وطن واپس آ جاؤں گا۔ میری عارضی ہجرت نے ملک کو ایک بڑے فتنے سے بچا لیا۔

صدر لغاری نے گورنر سندھ کو ہدایت کی کہ ایدھی کو جلد وطن واپس لانے کا بندوبست کیا جائے۔ بے نظیر نے کہا کہ ایدھی کو دھمکیاں دینے والوں میں وہ بھی شامل ہیں جو خود کو فوجی ظاہر کر کے دہشت گردی کرا رہے ہیں۔

ایدھی نے پریشر گروپ میں سماجی ورکروں کی شمولیت کی بات تو کی تھی لیکن کرکٹ کے عظیم کھلاڑی عمران خان کا نام نہیں لیا تھا۔ لیکن 12 دسمبر کو عمران خاں نے کہا کہ میں نے ایدھی کو کبھی یہ مشورہ نہیں دیا کہ ہم ایک پریشر گروپ بنا کر حکومت پر قبضہ کر لیں۔ میں اپنی والدہ کی کینسر کے ہاتھوں موت پر دکھی اور دل برداشتہ ہوں۔ میں غریبوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور میرے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں۔ ایدھی سے میری ملاقات لندن میں ڈاکٹر ہارون کی موجودگی میں ہوئی تھی۔ ہم نے طے کیا تھا کہ سماجی خدمات انجام دینے کے لیے ایک پریشر گروپ بنائیں گے، جو حکومت کو صحت اور تعلیم کے شعبوں میں خصوصی توجہ دینے پر متوجہ کرے گا۔ اگر حکومت کا تختہ الٹنا میرا مقصد ہوتا تو میں ایدھی کے بجائے اپوزیشن یا کسی اسلحہ بردار گروپ سے بات کرتا۔

چوہدری شجاعت کی سینٹ میں شرکت

8 دسمبر کو چوہدری شجاعت کو گرفتار کر کے 12 روز کے عدالتی ریمانڈ پر اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا تھا۔ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد کی رولنگ پر حکومت اُنھیں 13 دسمبر کو سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لیے لے آئی۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے چوہدری شجاعت سے اپوزیشن لیڈر کی نشست پر بیٹھنے کی درخواست کی تو ارکان نے ڈیسک بجا کر اس پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ چوہدری شجاعت نے چیئرمین کی رولنگ تسلیم کرنے پر حکومت کا شکریہ ادا کیا، لیکن 29 دسمبر کے اجلاس میں حکومت چوہدری شجاعت کو رولنگ کے باوجود اجلاس میں شرکت کے لیے نہیں لائی۔ اس پر اپوزیشن نے بطور احتجاج ایوان سے واک آؤٹ کر دیا۔

اسلامی سربراہ کانفرنس

14 دسمبر کو کاسابلانکا میں اسلامی سربراہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا

کہ اجتماعی اجلاس کے لیے اسلامی ممالک اپنا بلاک قائم کریں۔ امیر ممالک اپنے غریب اسلامی ممالک کی امداد کو یقینی بنائیں۔ ایک مسلم ملک پر حملے کو تمام اسلامی ممالک کے خلاف جارحیت تصور کیا جائے۔ کشمیر میں بھارتی دہشت گردی روکنے کے لیے اسلامی ممالک اپنا کردار ادا کریں۔

سقوط مشرقی پاکستان کی برسی

16 دسمبر کو سقوط مشرقی پاکستان کی 23 ویں برسی کے موقع پر نواز شریف نے لندن سے جاری ہونے والے اپنے بیان میں کہا کہ بے نظیر اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بچے ہوئے پاکستان کو بھی توڑنا چاہتی ہیں۔ عوام اپنی صفوں میں اتحاد اور یک جہتی پیدا کر کے ملک کو خطرات سے نجات دلائیں۔

شادی کی سالگرہ

18 دسمبر کو بے نظیر بھٹو نے اپنی شادی کی ساتویں سالگرہ وزیراعظم ہاؤس میں اسلام آباد میں سادگی کے ساتھ صرف اہل خانہ کے ساتھ منائی۔

اقبال حیدر کی سبکدوشی

19 دسمبر کو وزیر قانون اقبال حیدر کو اُن کے عہدہ سے سبکدوش کر دیا گیا۔ بظاہر تو وفاقی کابینہ کو یہ بتایا گیا کہ کوآپریٹو اسکینڈل سے متعلق مقدمات عدالت میں پیش کرنے سے قبل اُنھوں نے پوری تیاری نہیں کی جس کی وجہ سے ملزمان ضمانتوں پر رہا ہو رہے ہیں لیکن اُن پر اصل الزام یہ تھا کہ اُنھوں نے بھٹو کی پھانسی کے موقع پر خوشی منائی تھی۔ اقبال حیدر نے کہا کہ بیگم بھٹو نے مجھ پر ایک الزام عائد کیا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بھٹو کی پھانسی پر میں نے مٹھائی نہیں بانٹی۔ میں نے سات وزیروں کے برابر کام کیا ہے۔ بے نظیر اب بھی مجھ پر اعتماد کرتی ہیں۔

20 دسمبر کو وفاقی کابینہ میں این۔ ڈی۔ خاں کو بطور وفاقی وزیر قانون اور شاہ محمد قریشی، رضا ربانی اور پیر عبدالقادر جیلانی کو بطور وزرائے مملکت شامل کر لیا گیا۔

صدر سے ملاقات

20 دسمبر کو نوابزادہ نصر اللہ، غلام مصطفیٰ جتوئی اور بلخ مزاری نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے بے نظیر کے رویہ کی شکایت کی اور کہا کہ ہماری جدوجہد کے نتیجے میں وہ برسر اقتدار آئی ہیں، لیکن اس کے باوجود ہر معاملے میں ہمیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ جب اُن کی حکومت کو کوئی خطرہ درپیش ہوتا ہے تو اُس وقت انھیں اپنے حلیفوں کی یاد آتی ہے۔ جتوئی نے ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے کی جانے والی کوششوں کی وجوہات سے بھی صدر کو آگاہ کیا۔ نوابزادہ نے قومی اتفاق رائے کے حصول کے لیے دلیرانہ اقدامات کی ضرورت پر زور دیا۔ ان سینئر ممبران اسمبلی کے صدر سے ملاقات اور بے نظیر کے خلاف شکایت کے اظہار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سب کا خیال تھا کہ خود صدر بھی بے نظیر حکومت کی کارکردگی سے پوری طرح مطمئن نہیں ہیں۔

نواز شریف کی وطن واپسی

20 دسمبر کو نواز شریف لندن سے کراچی واپس پہنچ گئے۔ انھوں نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر نے ملکی سیاست کو گندا کر دیا ہے۔ اُن کی حکومت ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔ ہم قوم کو موجودہ حکومت سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن جماعتیں اسلامی نظام کے قیام کے لیے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ قوم جلد خوشخبری سنے گی۔ 22 دسمبر کو نواز شریف نے پشاور میں ولی خاں سے علیحدگی میں ملاقات کر کے نئی حکمت عملی پر تبادلہ خیال کیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ نواز شریف سمیت اُن کے خاندان کے 13 افراد پر بیرون ملک جانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

شیخ رشید کی اجلاس میں شرکت

20 دسمبر کو شیخ رشید نے ہائی کورٹ کے حکم پر قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی عدالت عالیہ کے فیصلہ پر حکومت انھیں اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد لائی۔ شیخ رشید نے کہا کہ یہ میری پہلی فتح ہے۔ اب تک اسپیکر کی واضح رولنگ کے باوجود حکومت نے انھیں اجلاس میں شرکت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

شیخ رشید نے قومی اسمبلی میں کہا کہ مجھ پر بنائے گئے تمام مقدمات جھوٹے ہیں۔ اس وقت اقتدار پر جمہوریت کے قاتلوں کا قبضہ ہے۔ انھوں نے اسپیکر کو اپنا مشروط استعفیٰ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر میرے خلاف کلاشنکوف رکھنے اور دیگر الزامات عدالت میں درست

ثابت ہو جائیں تو اسے منظور کر لیا جائے۔

صدر اور وزیر اعظم کی تردید

27 دسمبر کو صدر لغاری نے کہا امریکہ کے سیکرٹری خارجہ کا متوقع دورہ کسی طرح بھی ہمارے ایٹمی پروگرام یا گوادر کو بیرونی ہاتھوں میں دینے سے متعلق نہیں ہے۔ ہم یہ بھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ پاکستان کا کوئی حصہ یا گوادر جیسا اہم علاقہ کسی بیرونی قوت کو سونپا جا سکتا ہے۔ وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ پاکستان این۔ پی۔ ٹی یکطرفہ طور پر دستخط نہیں کرے گا۔ ہم امریکی دباؤ کے باوجود اپنا ایٹمی پروگرام ختم نہیں کریں گے۔

پیپلز پارٹی کی مجلس عاملہ نے اس افواہ کی سختی کے ساتھ تردید کی کہ بے نظیر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا عہدہ سنبھالنے کے لیے ملک چھوڑ کر جا رہی ہیں۔ نہ گوادر کا کوئی سودا کیا جا رہا ہے اور نہ ایٹمی عدم پھیلاؤ (این۔ پی۔ ٹی) کے معاہدہ پر یکطرفہ دستخط کئے جائیں گے۔

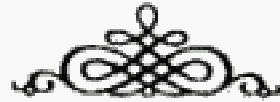
30 دسمبر کو نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ اگر بے نظیر کو مزید چار سال دے دیئے گئے تو وہ پاکستان کو افریقہ کے کسی پسماندہ ملک کے مشابہ بنا دیں گی۔ جیالے جج غلط فیصلے سنا کر خود کو آخرت کے بجائے بے نظیر کے سامنے جواب دہ سمجھ رہے ہیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ بے نظیر کو ہٹانے کے لیے کوئی بھی اُمیدوار قبول ہے۔ ولی خاں نے کہا کہ ہم بے نظیر کی فسطائی حکومت کو اُس کے انجام تک پہنچائیں گے، نوابزادہ اور ملک قاسم کس خوش فہمی میں بے نظیر کے ساتھ بیٹھے ہیں۔

30 دسمبر کو قاضی حسین احمد نے سانگلہ ہل میں کہا کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ایک ہی گندے پانی کی دو مچھلیاں ہیں۔ جب تک عوام بیدار اور منظم نہیں ہوں گے، چند ہزار افراد پر مشتمل مراعات یافتہ طبقہ عوام کا استحصال کرتا رہے گا۔ بے غرض اور دیانت دار افراد ہی لٹیروں کا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ مفاد پرستی کے اس دور میں جماعت اسلامی ہی غریب عوام کے مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔

فوج کی بیرکوں میں واپسی

سندھ کے وزیر اعلیٰ شاہ عبداللہ شاہ نے وفاقی حکومت سے درخواست کی تھی کہ ابھی فوج کو بیرکوں میں واپس نہ کیا جائے۔ بدامنی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے پیش نظر بعض حلقوں کی جانب سے مطالبہ کیا گیا کہ فوج کو موثر کردار ادا کرنے کے لیے اُسے دستور کے آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات تفویض کئے جائیں، لیکن وزیر اعظم نے ان دونوں مطالبات کو مسترد

کرتے ہوئے 30 نومبر کو فوج کو بیرکوں میں واپس کر دیا۔ اس کے فوراً بعد یکم دسمبر سے کراچی سے قتل و غارت گری کی وارداتوں میں خوفناک اضافہ ہوگیا۔ پہلے پانچ دنوں میں ایک کم سن بچی اور حقیقی کے ایک یونٹ انچارج سمیت 33 افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ 2 بچوں سمیت 15 افراد زخمی ہوئے۔ دو نوجوانوں کی نعشیں جن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور جسموں پر تشدد کے نشانات تھے، گندے پانی کے نالے سے ملیں۔ گل بہار میں ایک تاجر کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ کپڑے کے ایک معروف تاجر سعید غنی کو بہادر آباد میں اُن کے گھر میں قتل کر دیا گیا۔ وفاقی وزیر صحت اکبر لاسی کے فیڈرل بی ایریا میں واقع بنگلہ پر مسلح افراد نے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر پولیس گارڈ، ڈرائیور اور ایک مہمان کو ہلاک کر دیا۔ ڈی۔ آئی۔ جی کے بنگلہ کے نزدیک 15 منٹ تک فائرنگ کی جاتی رہی۔ پولیس موبائل فائرنگ کی زد میں آئی۔ 60 ڈاکے پڑے اور 40 گاڑیاں چھین لی گئیں۔



باب 14

ایم کیو ایم اور حکومت کے درمیان رسہ کشی

الطاف حسین کا چوتھا کھلا خط

الطاف حسین نے لندن سے جنرل عبدالوحید اور دوسرے جرنیلوں کے نام اپنے کھلے خط میں ایم۔ کیو۔ ایم کے اُن 88 کارکنوں کی تفصیلات جاری کر دیں جو 18 اکتوبر 1992ء سے 4 دسمبر 1994ء تک قانون نافذ کرنے والے اداروں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ بعض حکام پر ایم۔ کیو۔ ایم کو ختم کرنے یا ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا جنون سوار ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ فوج کو آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات دے کر واپس بلا لیا جائے۔ مہاجروں کو دیوار سے لگانے اور اُن کے ساتھ مفتوحہ قوم جیسا سلوک کرنا ملک و قوم کے مفاد میں نہیں۔

کھلے خط کے ساتھ کراچی میں کھلے عام خون بھی بہتا رہا۔ 6 سے 8 دسمبر تک تین دنوں میں ٹریفک مجسٹریٹ ارشد مغل، رینجرز کے حوالدار، اداکار سلطان خاں اور ایک خاتون سمیت 44 افراد جاں بحق اور 20 سے زائد زخمی ہوگئے۔ متاثرہ علاقوں میں پولیس اور رینجرز کا عملہ دخل انداز نہیں ہوسکا۔ بجلی کے کئی ٹرانسفارمر اُڑا دیئے گئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے روزنامہ "پرچم" کے ایڈیٹر کی عدم موجودگی میں اخبار کے منیجر غلام صمدانی کو اُن کے دفتر میں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اس سے قبل اُن کا جواں سال بیٹا بھی قتل کیا جا چکا تھا۔ پاک کالونی میں نقاب پوشوں کی فائرنگ سے دس افراد ہلاک ہوگئے۔ دو گھنٹے تک اُن کی لاشیں نہیں اُٹھانے دی گئیں۔ ڈپٹی کمشنر کے دفتر اور پولیس موبائلوں پر حملے ہوئے۔ سرجانی ٹاؤن میں ایک اسکول پر فائرنگ کر کے اُس کے مالک کو ہلاک کر دیا گیا۔ سوسائٹی آفس کے نزدیک مسجد اکبر میں مسلح افراد نے فائرنگ کی۔ پیش امام سمیت 8 افراد جاں بحق ہوگئے۔ فیڈرل بی ایریا میں اسلحہ کی ایک دکان لوٹ لی

گئی۔

8 دسمبر کو بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال سے لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہے۔ حکومت حالات کو قابو میں لانے پر ناکام ہو گئی ہے۔ دہشت گرد وارداتوں کے بعد فرار ہو جاتے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی حالات کو درست کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ کراچی پاکستان کا دل ہے، ہم اُسے بچائیں گے۔ کراچی کو اُس کے جائز حقوق دیئے جائیں۔ داخلے اور ملازمتیں میرٹ کی بنیاد پر دی جائیں۔ میں ایک بار نہیں، دس بار الطاف حسین سے ملنے کے لیے تیار ہوں۔ بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کے لیے اپوزیشن کے پاس کوئی ٹھوس تجاویز ہیں تو وہ حکومت کو دے۔ مٹھی بھر دہشت گردوں نے کراچی میں تباہی پھیلا رکھی ہے۔ صرف 12 علاقوں میں حالات خراب ہیں۔ آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی کے کارکنوں اور اُن کے گھروں پر حملے کئے جا رہے ہیں، لیکن دہشت گرد گرفتار نہیں کئے جاتے۔

صدر کی سندھ آمد

9 دسمبر کو صدر لغاری نے نواب شاہ میں شکار کھیلا۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

10 دسمبر کو ایوان صدر اسلام آباد میں سندھ کی صورت حال پر غور کرنے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں صدر، وزیر اعظم، سندھ کے وزیر اعلیٰ، وزیر داخلہ نصیر بابر، مسلح افواج اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں فوج کی واپسی سے پیدا ہونے والی تشدد کی نئی لہر پر بحث ہوئی۔ اجلاس تین گھنٹے تک جاری رہا۔ اجلاس کے بعد بے نظیر نے کہا کہ اب سندھ میں فوج کو واپس نہیں بلایا جائے گا۔ فوج غیر جانبدار ہے۔ مارشل لاء کا کوئی امکان نہیں۔ سندھ میں گورنر راج یا ایمرجنسی کے نفاذ کا معاملہ زیر غور نہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گرد آخری سانس لے رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم حکومت کے ساتھ مذاکرات کرے، میں خود بات کروں گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مذاکرات چاہتی ہے تو پہلے مظالم بند کرائے۔

حکومت کی تمام کوششیں دم توڑ گئیں۔ 10 سے 14 دسمبر تک پانچ دنوں میں شہر کراچی میں تین پولیس والوں، ایک ڈاکٹر اور نمازیوں سمیت 38 افراد جاں بحق ہوگئے۔ کورنگی میں ایک ہیڈ کانسٹیبل کو اغوا کر کے کلاشن کوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ نارتھ ناظم آباد میں ایک

نوجوان کو بجلی کے جھٹکے دے کر مارا گیا۔ بلدیہ ٹاؤن میں پولیس موبائل پر فائرنگ کی گئی۔ 14 دسمبر کو ایک کار میں سوار مسلح افراد نے عزیز آباد میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دفتر پر اچانک فائرنگ کی جس سے اُس کے تین کارکن جاں بحق ہو گئے۔ عبداللہ شاہ نے فائرنگ کے ملزموں کی فوری گرفتاری کا حکم دے دیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت اور ایجنسیاں اس فائرنگ کی ذمہ دار ہیں۔ نواز شریف نے لندن میں ہونے کے باوجود الطاف حسین سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا۔

کراچی کے حساس علاقوں میں بلند بالا عمارتوں پر جدید مواصلاتی نظام سے لیس 40 چوکیاں قائم کر دی گئیں۔ پولیس کی 20 چوکیاں مزید قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ متاثرہ علاقوں میں گشت بھی بڑھا دیا گیا۔ 13 دسمبر کو خصوصی عدالت نے اپوزیشن لیڈر فاروق ستار اور ارکان اسمبلی ڈاکٹر صغیر احمد، ہارون صدیقی، وسیم احمد اور کنور خالد یونس سمیت 150 افراد کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔

14 دسمبر کو قومی اسمبلی نے کراچی کی صورت حال پر غور کرنے اور مسئلہ کے حل کے لیے موثر اقدامات تجویز کرنے کے لیے تمام پارلیمانی گروپوں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی جو ایک ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

بے نظیر کا انٹرویو

کراچی کے ایک رسالہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھارت میں ایسے تربیتی کیمپ قائم ہیں جہاں مسلمانوں کو پاکستان میں تخریب کاری اور گوریلا جنگ کی تربیت دی جاتی ہے۔ پاکستانیوں کی بڑی تعداد اپنے رشتہ داروں سے ملنے بھارت جاتی ہے۔ اسی طرح بھارت سے مسلمان اپنے عزیز و اقرباء سے ملنے پاکستان آتے ہیں۔ یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ ان میں کون سے افراد تخریب کاری کی تربیت لے کر آتے ہیں، لیکن جب بھی کوئی تخریب کار پکڑا جاتا ہے تو وہ ہندو نہیں، بلکہ مسلمان نکلتا ہے۔ کراچی میں بدامنی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کا مقصد یہ ہے کہ حکومت فوج کو سندھ میں رکھنے پر مجبور ہو جائے تاکہ یہ کہا جا سکے کہ اگر مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج موجود ہے تو پاکستانی فوج کراچی میں بھی تو تعینات ہے۔ کراچی میں بدامنی کی تمام تر ذمہ داری مہاجروں پر ڈال کر بے نظیر نے اپنی جانبداری اور متعصبانہ ذہنیت کا اظہار کر دیا۔ اس الزام تراشی کے باوجود حکومت نے کسی ایک بھی ایسے تخریب کار کو کسی عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا جو مسلمان ہونے کے باوجود بھارت سے تربیت حاصل کر کے پاکستان میں تخریب کاری میں ملوث پایا گیا ہو۔

صدر سے ملاقات

16 دسمبر کو شعیب بخاری کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے گیارہ رکنی وفد نے صدر لغاری سے کراچی میں ملاقات کی۔ صدر کی معاونت عبداللہ شاہ، غوث بخش، مہر علی شاہ اور نثار کھوڑو نے کی۔ مذاکرات تین گھنٹے تک جاری رہے۔ وفد نے مہاجروں کے ساتھ امتیازی سلوک کی شکایت کی۔ صدر نے کہا کہ جب بھی کراچی کے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بیرونی قوتیں حالات خراب کر دیتی ہیں۔ کراچی دوسرا ہانگ کانگ نہیں بن سکتا۔ پاکستان ناقابل تقسیم ہے۔ بلدیاتی انتخابات کے لیے حالات سازگار نہیں ہیں۔ کراچی کی پیچیدہ صورت حال کے عمل کے لیے اپنا آئینی کردار ادا کروں گا۔ الطاف حسین پاکستان آ کر اپنی بے گناہی ثابت کریں۔ اُن کی مرضی کے مطابق عدالتی طریقہ کار اپنائیں گے۔ صورت حال کی بہتری کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم کو حکومت میں شریک کیا جاسکتا ہے۔

ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک تین رکنی وفد نے کراچی میں صدر لغاری سے پھر دو گھنٹے تک مذاکرات کئے۔ صدر نے دوسرے وفود سے ملاقات کے دوران کہا کہ کراچی کو کسی کے ہاتھوں میں یرغمال نہیں بننے دیں گے۔ اگر ڈیڑھ ہزار دہشت گردوں کا خاتمہ کر دیا جائے تو کراچی کے حالات معمول پر آجائیں۔

سندھ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر فاروق ستار نے کہا کہ صدر، وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے موقف میں تضادات ہیں۔ ہم عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ڈکٹیشن نہیں لیں گے کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر بات کرنا ہوگی۔ شعیب بخاری نے کہا کہ امن کی بحالی کے لیے حقیقی گروپ کو گرفتار کیا جائے۔

شعیب بخاری کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے چار رکنی وفد نے عبداللہ شاہ سے ملاقات کی۔ بعض مقدمات کی واپسی پر دونوں کے درمیان اتفاق رائے ہوگیا۔ وزیر اعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے بتایا کہ ایم کیو ایم کے جائز مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں۔

امریکہ کے نائب وزیر برائے توانائی نے اسلام آباد میں کہا کہ کراچی کے حالات سے امریکی سرمایہ کاروں کی حوصلہ شکنی نہیں ہوگی۔ پاکستان کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے وضاحت کی کہ کراچی کی خونریزی میں بھارت ملوث ہے۔ یہ امریکی پلان کا حصہ نہیں۔

مذاکرات کے باوجود کراچی میں 17 تا 21 دسمبر پانچ دنوں میں فائرنگ کی وارداتوں میں دو کانسٹیبل اور ایک خاتون سمیت چالیس افراد جاں بحق اور 20 سے زائد زخمی ہوگئے۔ ڈی۔ سی سنٹرل کے دفتر، تیموریہ اور کورنگی پر فائرنگ کی گئی۔ ایک بکتربند گاڑی اور پولیس موبائلوں پر حملے ہوئے۔ 23 ٹرانسفارمر تباہ کر دیئے گئے جس سے بجلی کی کمپنی کو 50 لاکھ روپے سے زائد کا نقصان ہوا۔ ملیر میں ٹرین پر فائرنگ کی گئی۔ کورنگی میں ریڈیو پاکستان کی گاڑی پر گولیاں برسائی

گئیں۔ 33 گاڑیاں، دو بنک اور ایک ہوٹل جلا دیا گیا۔ ایک بس پر فائرنگ سے اُس کا ڈرائیور ہلاک ہو گیا۔

کورنگی میں ایک نوجوان کے ہاتھ پیر بندھی لاش ملی ہے ہے جسے کلاشنوف کا برسٹ مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ 21 دسمبر کی شام کو بھٹائی رینجرز کے چار نوجوان جامعہ ملیر کے کیمپ سے نکل تھے کہ انہیں اغوا کر لیا گیا۔ بعد میں اُن کی نعشیں ملیر میں کچرے کے ڈھیر سے ملیں۔ اُن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور آنکھوں پر پٹیاں تھیں۔ جسموں پر تشدد کے نشانات اور بدن گولیوں سے چھلنی تھے۔ سرکاری ترجمان نے کہا کہ رینجرز کے قتل میں غیر ملکی ہاتھ ہے۔ عبداللہ شاہ نے صوبائی اسمبلی کو بتایا کہ نومبر 1993ء سے اب تک کراچی میں 8 فوجی اور 26 پولیس اہلکار سمیت 428 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

21 دسمبر کو پولیس نے گلستان جوہر کے تین فلیٹوں، ناتھا خاں گوٹھ اور جہانگیر آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ پولیس نے بارہ دہشت گردوں کو گرفتار کر کے اُن سے پانچ مشین گنیں، میگزین، 3 کلاشنکوف، چار دستی بم، چار ریوالور، 5 ٹی ٹی پستول اور کارتوس برآمد کئے۔ حساس علاقوں اور چوراہوں پر پکی چوکیاں قائم کر دی گئیں۔ 23 اور 24 دسمبر کو کورنگی ماڈل ٹاؤن اور گلبرگ میں فائرنگ سے 9 افراد جاں بحق ہو گئے۔ گلبرک میں ندی کے کنارے سے دو نعشیں ملیں اورنگی ٹاؤن میں ایک نوجوان کو تشدد کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اُس کی نعش جھاڑیوں سے ملی۔

23 دسمبر کو سائٹ تھانے کی حدود میں ایک بارات پر پولیس کی فائرنگ سے دولہا سمیت دو افراد جاں بحق اور 12 زخمی ہو گئے۔ بارات دلہن کو لے کر واپس جا رہی تھی۔ اُس میں شامل افراد اپنے رواج کے مطابق خوشی میں ہوائی فائرنگ کر رہے تھے۔ ایک پرائیویٹ گاڑی میں سوار پولیس اہلکاروں نے یہ سمجھ کر کہ فائرنگ اُن پر کی جا رہی ہے، گولی چلا دی۔ مشتعل ہجوم نے پیر آباد تھانے پر حملہ کر دیا۔ اُس کے گیٹ کو آگ لگا دی اور شدید فائرنگ کی۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے۔ رینجرز نے تھانے کا گھیراؤ ختم کرا دیا۔ دس پولیس والوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ 24 دسمبر کو تھانے پر پھر فائرنگ کی گئی اور علاقے میں سوگ منایا گیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ اہلکاروں نے مہاجروں کے ساتھ اب پختونوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

بھارتی قونصل خانہ بند

26 دسمبر کو وزارتِ خارجہ اسلام آباد میں بھارتی ہائی کمشنر کو طلب کر کے بتایا گیا کہ حکومت پاکستان نے کراچی میں بھارتی قونصلیت جنرل کو فوری طور پر بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لیے بھارت دس روز کے اندر کراچی قونصلیٹ میں کام کرنے والے سفارت کاروں اور

عملے کے ارکان کو واپس بلا لے۔ یہ فیصلہ کراچی میں "را" کے تربیت یافتہ دہشت گردوں کی گرفتاری کے بعد کیا گیا۔ سکیورٹی ایجنسیوں نے وزارت دفاع کے ایک ریٹائرڈ آفیسر سید راحت علی کو مشکوک انداز میں کراچی قونصلیٹ سے باہر آتے ہوئے گرفتار کر کے اُس سے تخریبی لٹریچر، رقم اور "را" کے حکام سے ہدایات پر مبنی دستاویزات برآمد کر لیں۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ بھارت کراچی میں دہشت گردی بند کرے۔ رینجرز کے چار نوجوانوں کا بزدلانہ قتل اُس کی دہشت گردی کا ثبوت ہے۔ کوئی پاکستانی ایسا نہیں کر سکتا۔ دہشت گردوں نے بھارت میں تربیت حاصل کرنے کا اعتراف کر لیا ہے۔

قاضی حسین احمد نے مطالبہ کیا کہ سندھ کے شہری علاقوں سے قومی اسمبلی کے موجودہ ارکان مستعفی ہو جائیں تاکہ دوبارہ انتخابات میں ایم۔ کیو۔ ایم سمیت ہر جماعت کو اُن میں حصہ لینے کا موقع مل سکے۔ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کے انتخابات بھی بلا تاخیر کرائے جائیں اور کارپوریشن کے اختیارات کو وسعت دی جائے۔

صدر لغاری نے کہا کہ سنگین جرائم میں ملوث افراد کے خلاف مقدمات واپس نہیں لیے جائیں گے۔ وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ میں دہشت گردوں کو نہیں چھوڑوں گی۔ ہم کراچی میں امن قائم کر کے اُسے پیرس اور نیویارک بنانا چاہتے ہیں، ہانگ کانگ نہیں۔ ایسی سازش تیار کی گئی ہے کہ پہلے مرحلے میں سندھ میں ایک الگ صوبہ بنایا جائے۔ اس کے بعد انتخابات ہوں، جن کے بعد اُس کا ملک سے علیحدگی کا اعلان کر دیا جائے۔ ہم نے ایم۔ کیو۔ ایم کا مرکزی دفتر اس لیے بند کیا ہے کیونکہ وہاں دہشت گردی کی منصوبہ بندی کی جاتی تھی۔ وہاں سے ٹیلی فون پر دہشت گردوں کو فلاں کو قتل کر دینے اور فلاں کو مار دینے کی ہدایات دی جاتی تھیں۔ اگر ایم۔ کیو۔ ایم کراچی میں امن و امان کی بحالی کی ذمہ داری قبول کرے تو ہم اُس سے مذاکرات کرنے اور سیاسی معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اُسے وزارتیں دی جا سکتی ہیں اور مہاجر سندھ کا وزیر اعلیٰ بھی بن سکتا ہے۔ ہم نے فوج بیرکوں میں واپس بھیج دی ہے، لیکن اگر اب بھی امن قائم نہیں ہوا تو ہمیں پھر پولیس، رینجرز اور فوج پر انحصار کرنا پڑے گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ فوج محض دکھاوے کے لیے واپس گئی ہے۔

سابق وفاقی وزیر ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا کہ کراچی شور کیوں نہ مچائے، اُس کی آبادی 8 فیصد ہے لیکن اُس کا کوٹہ صرف دو فیصد ہے۔ 120 ارب روپے مالیت کی جاگیریں رکھنے والے ایک پیسہ بھی ٹیکس نہیں دیتے۔

ایم کیو ایم کی رٹ درخواست

28 دسمبر کو بیرسٹر فاروق حسن نے ایم۔ کیو۔ ایم کی جانب سے سپریم کورٹ میں ایک رٹ

درخواست دائر کر دی جس میں الزام لگایا گیا کہ حکومت اور فوج سندھ کے شہری علاقوں میں آباد مہاجرین کے بنیادی حقوق سلب کرنے میں ملوث ہے۔ گزشتہ برس اکتوبر میں ہونے والے انتخابات میں فوجی اور سول حکام نے زبردستی ایم۔کیو۔ایم کو اُن میں حصہ لینے سے روکا۔ ہمیں مجبوراً انتخابات کا بائیکاٹ کرنا پڑا۔ موجودہ اسمبلی اس وجہ سے غیر آئینی ہے۔ بین الاقوامی اداروں کی مداخلت پر ہمیں صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ سپریم کورٹ نے فنی بنیاد پر رٹ واپس کر دی اور ہدایت دی کہ ضروری قانونی تقاضے پورے کر کے درخواست دوبارہ دائر کی جائے جو ٹائپ کی غلطیوں سے مبرا اور مخصوص سائز کے کاغذ پر ہو اور اُس میں واضح طور پر ضمیمہ جات درج کئے جائیں۔

الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے استحصال کے خاتمے کے لیے سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے۔ انصاف نہ ملا تو سوچیں گے کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اگر ہمارے 8 نکاتی مطالبات تسلیم کر لیے جائیں تو ہم اپنی آئینی درخواست واپس لے لیں گے۔

ایم۔کیو۔ایم سے مذاکرات

28 دسمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایم۔کیو۔ایم سے ملاقات کر کے مذاکرات کئے جو دو گھنٹے تک جاری رہے۔ الطاف گروپ کے وفد نے امن و امان کے بارے میں اپنا دس نکاتی فارمولا پیش کیا۔ 29 دسمبر کو بے نظیر نے حقیقی کے وفد کے ساتھ بات چیت کی۔ حقیقی نے اپنی یادداشت میں اورنگی کو نیا ضلع بنانے، ملیر کی دوبارہ حد بندی کرنے اور ملازمتوں میں 40 اور 60 کے تناسب پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا۔ بی۔بی۔سی نے کہا کہ بے نظیر اور ایم۔کیو۔ایم کے درمیان پہلے براہ راست مذاکرات ناکام ہو گئے۔ مرتضیٰ بھٹو نے ان مذاکرات کو ڈرامہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں سیاسی تبدیلی آ رہی ہے۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ ہماری پارٹی اصل پیپلز پارٹی ہے، بے نظیر سے مفاہمت کا کوئی امکان نہیں۔

31 دسمبر کو بے نظیر نے وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں اپنی پارٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت مسئلہ کشمیر سے توجہ ہٹانے کے لیے کراچی میں گڑبڑ کرا رہا ہے۔ ہم غیر ملکی مداخلت کو سختی کے ساتھ کچل دیں گے۔ کراچی کو ہانگ کانگ بنانے کا عزم ناکام بنا دیا جائے گا۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے احتساب کا عمل جاری رہے گا۔

31 دسمبر کو ملیر کراچی میں فوجی افسران اور نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے کہا کہ فوج مکمل طور پر ملک کے دفاع کے لیے وقف ایک قومی ادارہ ہے۔ مادر وطن کے استحکام کی علامت ہے۔

31 دسمبر کو قاضی حسین احمد نے کوٹ ادو میں کہا کہ ملک کی حالت بدلنی ہے تو چہروں کے

بجائے نظام کو بدلنا ہوگا۔ پاکستان کے تمام ادارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ خودغرض حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے عوامی جدوجہد ضروری ہے۔ اہل خیر میدان میں آکر ہمارا ساتھ دیں۔ اندھیری رات کے خاتمے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

1994ء کے سال کو حکومت اور اپوزیشن کے مابین فری اسٹائل دنگلوں کا سال قرار دیا جا سکتا ہے جو اپنے دامن میں خونی داستانیں سمیٹے ہوئے رخصت ہوگیا۔ عوام کے لیے یہ سال مہنگائی، کرپشن، بدامنی، عدم تحفظ اور غیریقینی صورت حال کا سال تھا۔ دوران سال فرقہ وارانہ اور سیاسی فسادات میں بڑی تعداد میں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مساجد اور امام بارگاہوں پر بم پھینکنے اور فائرنگ کرنے کے واقعات ہوئے۔ کراچی میں 86 پولیس اہلکار سمیت 1105 افراد قتل ہوئے۔ دو ہزار سے زائد شہری زخمی ہوئے۔ ڈکیتی کی چار ہزار سے زائد وارداتیں ہوئیں۔ پولیس مقابلہ میں 43 ڈاکو ہلاک ہوئے۔ 35 ہزار گاڑیاں چھین لی گئیں۔ اشیائے صرف کی قیمتوں میں پچاس فیصد سے زائد اضافہ ہوا۔ صوبہ سرحد میں صابر شاہ کی حکومت پر مہران بنک اور کرپشن کے دوسرے حوالوں سے تابڑ توڑ حملے کیے۔ سکھوں کے حوالے سے راجیو حکومت کی مدد کرنے کا اعتراف کرنے کے بارے میں بے نظیر کے انٹرویو کو اچھالا گیا۔

مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں نے پورے ملک میں تحریک چلائی۔ قومی اسمبلی میں بے نظیر حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن ایوان کے اندر اور باہر اپوزیشن کو کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ حکومت نے بھی اپوزیشن کے خلاف جارحانہ حکمت عملی اپنائی۔ اپوزیشن کے اہم رہنماؤں اور نواز شریف کے والد محترم کو گرفتار کیا گیا۔ جماعت اسلامی نے پورے ملک میں تحریک بیداری ملت چلائی۔ اُس کا موقف ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں میں ملک کے اندر کوئی مثبت تبدیلی لانے کی اہلیت سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ صرف جماعت اسلامی ہی عوام کے تعاون کے ساتھ ملک میں کوئی خوشگوار تبدیلی لا سکتی ہے۔ نواز شریف نے 1994ء کو امت مسلمہ اور پاکستان کے لیے ایک تاریک سال قرار دیا۔ میرے اقتدار کے دوران دسمبر 1992ء میں ملک ترقی پذیر تھا جبکہ بے نظیر کے دور حکومت میں پاکستان دسمبر 1994ء میں زوال پذیر ہے۔ 1992ء میں ہم نے کراچی کو امن کا گہوارہ بنا دیا تھا۔ بے نظیر کی ظالم اور کرپٹ حکومت کا خاتمہ اب بالکل نزدیک ہے۔ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے کہا کہ 1994ء میں قومی اداروں کی تذلیل کی گئی۔ یہ سال پاکستان کی تاریخ کا سب سے زیادہ تکلیف دہ سال ثابت ہوا جو مجھے پوری زندگی یاد رہے گا۔

وفاقی کابینہ کے فیصلے

یکم جنوری 1995ء کو وفاقی کابینہ نے شریف الدین پیرزادہ ایڈووکیٹ کو اعزازی سفیر مقرر کر دیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ تشدد کرنے والے رکن اسمبلی کو سات سال کے لیے نااہل قرار دینے کا مسودہ قانون پارلیمنٹ میں برائے منظوری پیش کیا جائے۔ اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے گوہر ایوب نے کہا کہ مجوزہ قانون کو ہم منظور نہیں ہونے دیں گے۔ یہ اگر قومی اسمبلی میں پاس کرا لیا گیا تب بھی اسے سینٹ میں منظور نہیں کرایا جا سکے گا۔

رولنگ کی خلاف ورزی

یکم جنوری کو چیئرمین سینٹ وسیم سجاد کی رولنگ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چوہدری شجاعت کو اجلاس میں شرکت کے لیے نہیں لایا گیا۔ وسیم سجاد نے کہا کہ حکومت میری رولنگ پر عمل نہیں کر رہی ہے، اُسے کس طرح اس کے لیے مجبور کیا جائے۔ اپوزیشن نے کہا کہ ایک سینیٹر کی عدم شرکت کی وجہ سے ایوان نامکمل ہے، لیکن وزیر مملکت رضا ربانی نے اس موقف کو رد کر دیا۔

عدلیہ کی آزادی

2 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے کہا کہ سپریم کورٹ نے عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کے لیے 23 مارچ 1994ء کی جو تاریخ مقرر کی تھی۔ اُس کے بعد سے انتظامی مجسٹریٹوں کی جانب سے عدالتی حوالوں سے کئے جانے والے تمام اقدامات اور فیصلے غیر موثر اور غیر قانونی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان میں آئین، قانون اور انصاف نام کی کسی چیز کا وجود باقی نہیں ہے۔

نواز کھوکھر کی گرفتاری

3 جنوری کو اسلام آباد میں مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی حاجی محمد نواز کھوکھر کو ایف۔ آئی۔ اے نے کوئی وارنٹ دکھائے بغیر گرفتار کر لیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کھوکھر کی گرفتاری سے پیپلز پارٹی کا اصل چہرہ کھل کر سب کے سامنے آ گیا۔

رائے ونڈ کا محاصرہ

3 جنوری کو پولیس نے نواز شریف کے رائے ونڈ فارم کا محاصرہ کر کے ملازمین سے اُن کے داماد کیپٹن صفدر کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے ابلیسی سیاست شروع کر دی ہے۔

اشتہاری ملزم

4 جنوری کو جوڈیشل مجسٹریٹ لاہور نے بھینس کیس میں قاضی حسین احمد، لیاقت بلوچ، امیر العظیم سمیت جماعت اسلامی کے 90 افراد کو اشتہاری مجرم قرار دے دیا گیا۔ 29 جنوری کو یہ افراد عدالت میں پیش نہ ہوئے تو انہیں مفرور قرار دے کر اُن کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔ عدالت نے کہا کہ ملزمان کھلے عام گھومتے ہیں، جلسوں سے خطاب کرتے ہیں لیکن پولیس ہر بار اُن کی عدم دستیابی کا عذر پیش کر دیتی ہے۔

بھٹو کی سالگرہ

5 جنوری کو ذوالفقار علی بھٹو کی 67 ویں سالگرہ پورے ملک میں سرکاری اہتمام میں منائی گئی۔ بے نظیر نے کہا کہ بھٹو نے اپنی قربانی دے کر پیپلز پارٹی کو ملک کی سب سے بڑی پارٹی بنا دیا۔

مرغابیوں کا شکار

6 جنوری کو صدر لغاری نے وفاقی وزیر مصطفیٰ کھر کے ہمراہ تونسہ بیراج میں مرغابیوں کا شکار کھیلا۔ پورے علاقے میں سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے تھے اور عام لوگوں کو گرد و نواح میں بھی جانے کی اجازت نہیں تھی۔

ایدھی کی واپسی

7 جنوری کو ایدھی جس طرح گئے تھے، اُسی طرح اچانک لندن سے کراچی پہنچ گئے۔ ایدھی نے کہا کہ مجھے خطرہ تھا کہ مجھے مار کر پھینک دیا جائے گا۔ حکومت کی جانب سے تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی پر واپس آ گیا ہوں۔ میں نے نشان دہی کر دی، اب اُس گروہ کو بے نقاب کرنا حکومت کا کام ہے۔ میں 200 صفحات پر مشتمل ایک دستاویز لندن میں چھوڑ کر آیا

ہوں، اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو اُس کے ذریعے قاتل پہچان لیے جائیں گے۔

برطانوی وزیر کی پاکستان آمد

8 جنوری کو برطانیہ کے وزیر خارجہ ڈگلس ہرڈ نے اسلام آباد میں کہا کہ مسئلہ کشمیر پر اقوام متحدہ کی تمام قرار دادیں اب پرانی ہو چکی ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ اب شملہ معاہدہ کے تحت حل ہونا چاہیے۔ اُنھوں نے مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کرانے کی بھارتی تجویز کی حمایت کی۔ بے نظیر نے کہا کہ ہرڈ کے بیان پر عوام کو دکھ ہوا ہے۔ حکومت پاکستان نے کشمیر پر برطانوی موقف کو مسترد کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہرڈ کا یہ موقف اُن کے مسئلہ کشمیر سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ جب تک کشمیریوں کو آزادی نہیں ملتی، اقوام متحدہ کی قراردادیں غیر موثر قرار نہیں دی جاسکتیں۔

وزیر اعظم بے نظیر نے ڈگلس ہرڈ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کشمیری عوام نے انتخابات کا ڈھونگ مسترد کر دیا ہے۔ وہ صرف استصواب رائے ہی کو تسلیم کریں گے۔ ڈگلس ہرڈ نے کہا کہ برطانیہ اس مسئلہ پر کسی فریق کی حمایت نہیں کرتا، ہم تنازع کا پُرامن حل چاہتے ہیں۔

10 جنوری کو امریکہ کے سیکرٹری دفاع ولیم پیری نے وزیر اعظم بے نظیر سے اسلام آباد میں ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران بے نظیر نے کہا کہ پاک بھارت تعلقات کی راہ میں کشمیر کا مسئلہ حائل ہے۔ بعض ذرائع نے بتایا کہ ولیم پیری نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں بھی بات کی تھی لیکن بے نظیر نے اس کی تردید کر دی۔

وزیر اعظم کی صدارت میں عسکری قیادت کا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں طے پایا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی قراردادوں کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ البتہ متبادل تجاویز پر بھی غور کیا جاسکتا ہے۔ ایٹمی پروگرام پر امریکی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔

صدر لغاری کا دعویٰ

11 جنوری کو صدر لغاری نے سول جج اسلام آباد کی عدالت میں نواز شریف کے خلاف چار ارب روپے ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دیا۔ یہ دعویٰ مہران بنک کے بارے میں ایک پمفلٹ شائع کرانے اور کپاس سکینڈل میں اُنھیں ملوث کر کے صدر کی شہرت کو نقصان پہنچانے پر دائر کیا گیا۔ عدالت نے نواز شریف کو 14 فروری کو طلب کر لیا۔ دعویٰ دائر کیے جانے کے باوجود نواز شریف نے کوئی معذرت کرنے سے انکار کر دیا۔

گوادر کی اراضی کا مسئلہ

12 جنوری کو دفتر خارجہ ترجمان نے وضاحت کی کہ گوادر کو فروخت نہیں کیا گیا ہے بلکہ قانون کے مطابق گوادر کی زمین عمان کے سلطان قابوس کو پٹہ پر دی گئی ہے۔ مسلم لیگ کے ترجمان نے کہا کہ گوادر کو پٹہ پر دینا قومی مفادات سے غداری ہے۔ حکومت نے خود سازش کا اعتراف کر لیا، عوام اس سازش کو ناکام بنانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ نواز شریف نے اس معاملہ کو پارلیمنٹ میں لانے کا مطالبہ کیا۔ بے نظیر نے کہا کہ گوادر پاکستان کا حصہ ہے۔ 17 جنوری کو گوادر کے مسئلہ پر قومی اسمبلی میں زبردست ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اپوزیشن کا موقف تھا کہ عمان پر امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کا اثر ہے۔ امریکہ گوادر میں اپنا اڈہ بنا کر ایران، چین اور وسط ایشیا پر اپنا کنٹرول حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وفاقی وزراء نے کہا کہ گوادر کے چھوٹے سے رقبہ کی سلطان قابوس کو فروخت سے امریکہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ یہ تاثر غلط ہے، امریکہ یہ زمین عمان سے حاصل کر کے وہاں اپنے اڈے تعمیر کرے گا۔ اپوزیشن کے ارکان اس پر احتجاج کرتے ہوئے اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔ بے نظیر نے کہا کہ گوادر سمیت ملک کے کسی حصے کو فروخت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سیکرٹری خارجہ نجم الدین شیخ نے کہا کہ گوادر کی زمین فروخت کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے اپنی سکیورٹی پر کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے۔ اس سے قبل بھی خلیجی ممالک کے سربراہوں کی رعایتی قیمت پر زمین فروخت کی جا چکی ہے۔ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ مگسی نے کہا کہ گوادر کی اراضی فروخت نہیں ہوگی، اسے ایشو بنانا قومی مفاد میں نہیں۔ 18 جنوری کو بیگم بھٹو نے قومی اسمبلی میں کہا کہ گوادر کی صرف 1300 ایکڑ زمین فروخت کر رہے ہیں۔ اسے لیز پر دیا جا رہا ہے۔ وہاں پر کسی امریکی سی۔ آئی۔ اے والے کو نہیں آنے دیا جائے گا۔ نواز شریف نے بھی اپنے دور اقتدار میں پورٹ قاسم کی سینکڑوں اراضی ڈائیوو کو لیز پر دینے کی پیش کش کی تھی لیکن وفاقی وزیر دفاع شعبان میرانی نے کہا کہ بیگم بھٹو حکومت کا حصہ نہیں۔ حکومت نے گوادر کو نہ فروخت کیا ہے اور نہ لیز پر دیا ہے۔

18 جنوری کو صدر لغاری نے کہا کہ گوادر کی 100 ایکڑ زمین عمان کے سلطان قابوس کو بطور عطیہ دی جا رہی ہے۔ کراچی کی بندرگاہ پر بہت زیادہ دباؤ ہے، اس لیے گوادر کو تیار کیا جا رہا ہے۔ گوادر ہمیشہ پاکستان کا حصہ رہے گا اسے فروخت کرنے کی کوئی جرات نہیں کر سکتا۔ ابو ظہبی کے سلطان کو اس سے بڑا علاقہ دیا گیا، اُس وقت کسی نے کوئی آواز نہیں اٹھائی۔ نواز شریف نے کہا کہ صدر گوادر پر بے نظیر کی حمایت کر کے فریق بن گئے ہیں۔ اس بارے میں صدر، وزیر اعظم اور بیگم بھٹو کے بیانات مختلف ہیں۔ عوام کو حقائق سے آگاہ نہیں کیا جا رہا ہے۔

قاضی حسین احمد نے بجا طور پر کہا کہ صدر کو گوادر اور رحیم یار خاں کی زمین میں فرق نظر نہیں آتا۔ امریکہ کراچی اور گوادر کے ذریعے پاکستان، افغانستان، ایران اور وسط ایشیا کو گھیرنا

چاہتا ہے۔ امریکی مداخلت کے لیے ساحلوں کے راستے کھولے جارہے ہیں۔ وزیراعلیٰ بلوچستان مگسی نے کہا کہ سلطان قابوس کو 100 ایکڑ زمین کا تحفہ دیا گیا ہے، لیکن اراضی کی نشاندہی ابھی نہیں ہوئی ہے۔ گوادر صرف بندرگاہ نہیں، بلکہ پورے علاقے کا نام ہے۔ گورنر پنجاب نے کہا کہ گوادر ہمارا تھا ہی نہیں، بلاوجہ اسے ایشو بنا دیا گیا ہے۔

19 جنوری کو وزیر دفاع قومی اسمبلی میں گوادر کے مسئلہ پر کوئی پالیسی بیان نہیں دے سکے۔ اپوزیشن کے ارکان نے کہا کہ حکومت کے غیر واضح اور متضاد بیانات نے پوری قوم کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا ہے۔ کئی مقتدر شخصیات گوادر کے معاملہ میں قیمتی تحائف وصول کر رہی ہیں۔ ہم اپنی بندرگاہ کسی دوسرے ملک کو دینے کی اجازت نہیں دیں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ گوادر کی کوئی زمین کسی غیر ملکی کو نہ فروخت کی گئی ہے اور نہ ہی لیز پر دی گئی ہے۔ وزیر دفاع نے کہا کہ ایک خلیجی ریاست کے سربراہ کو گوادر میں زمین کا ایک ٹکڑا رہائشی تعمیر کے لیے الاٹ کیا گیا ہے۔ اسے فروخت کرنے یا لیز پر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اپوزیشن بھارتی سازش کا شکار ہو رہی ہے۔ اپوزیشن نے کہا کہ گوادر میں سلطان قابوس کا محل ہماری لاشوں پر ہی تعمیر ہو سکتا ہے۔

22 جنوری کو قومی اسمبلی میں گوادر سے متعلق اپوزیشن کی صدر اور وزیراعظم کے خلاف تحریک استحقاق اسپیکر نے یہ کہتے ہوئے خلاف ضابطہ قرار دے دی کہ یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ کسی وزیر نے جان بوجھ کر ایوان کو گمراہ کرنے کے لیے غلط بیانی سے کام لیا ہو۔ نواز شریف نے کہا کہ گوادر سمیت ساحل مکران کے حساس ترین علاقہ میں حکومت نے ایک انچ زمین بھی کسی غیر ملکی کو دینے کی کوشش کی تو وہ غداری کی مرتکب ہوگی۔ اس بارے میں کیے جانے والے معاہدہ کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔

29 جنوری کو عمان کے وزیر تجارت نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ سلطان قابوس کو جو زمین گوادر میں تحفہ دی گئی ہے، اُسے سلطان نے قبول کر لیا ہے۔ اس زمین کو ہم پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پاکستان نے پورٹ قاسم اور پسنی کو بھی ترقی دینے کے لیے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کی اجازت دی ہے۔ گورنر سندھ نے کراچی میں کہا کہ سلطان قابوس نے گوادر کی 100 ایکڑ اراضی قبول نہیں کی۔ حکومت نے اُس اہم معاملہ کو ایک معمہ بنا دیا۔

گرین ٹیلی فون میں دخل اندازی

15 جنوری کو وزیراعظم بے نظیر اپنے گرین ٹیلی فون پر کسی سے بات کر رہی تھی کہ درمیان میں کسی نے مداخلت کی اور لائن کٹ گئی۔ بے نظیر کا گرین ٹیلی فون ٹیپ کیے جانے کی

شکایت پر فوری طور پر تحقیقات شروع کر دی گئیں۔ محکمہ کے کئی سینئر حکام کو معطل کر دیا گیا۔ انٹیلی جنس بیورو نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ سرکاری اداروں کے بعض اہلکار اپوزیشن کے لیے کام کر رہے ہیں۔

ہرجانہ کا دعویٰ

16 جنوری کو آصف زرداری نے انتخابات کے دوران اخباری اشتہارات کے ذریعے اُن کی ہتک کرنے اور نازیبا کلمات لکھنے کے الزام میں کراچی کی عدالت میں نواز شریف کے خلاف پانچ کروڑ روپے کا ہرجانہ دائر کر دیا۔

16 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ نے نواز شریف کے خلاف پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے ضمن میں فوجداری ریفرنس کی سماعت کے دوران اُن کے وکیل نے کہا کہ حکومت نواز شریف کے خلاف کوئی شہادت پیش نہیں کر سکی ہے۔

ارکان اسمبلی کی نااہلی کا بل

وفاقی کابینہ نے ارکان اسمبلی کو نااہل قرار دینے کے بارے میں بل کے مسودہ کی منظوری دے دی۔ 17 جنوری کو صدر لغاری نے نااہلی کے بل کے مسودہ کو بعض اعتراضات اور ترامیم کے ساتھ حکومت کو واپس بھیج دیا۔ صدر مملکت اور وفاقی حکومت کے درمیان ہم آہنگی نہ ہونے کا یہ دوسرا مظاہرہ تھا۔ اپوزیشن نے الزام لگایا کہ اس کی آڑ میں حکومت اپوزیشن کے سرگرم ارکان پارلیمنٹ کو نااہل قرار دینا چاہتی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر بے نظیر کا بس چلے تو وہ پوری اپوزیشن کو جیل بھیج دیں۔

اسپیکر کی رولنگ

7 جنوری کو اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں یہ نکتہ اعتراض اُٹھایا کہ ایف۔ آئی۔ اے اسیر ارکان نواز کھوکھر، شیخ رشید اور چوہدری شجاعت کے ساتھ ناروا سلوک کر رہی ہے۔ اس کی تحقیقات کرائی جائے۔ حکومت نے اپوزیشن کے اس موقف کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اسیر ارکان کے بارے میں کوئی نکتہ اعتراض نہیں اُٹھایا جا سکتا لیکن اسپیکر یوسف گیلانی نے حکومت کے موقف کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ناروا سلوک کی تحقیقات کرائی جائے۔

بے نظیر حکومت نے صدر کے بعد اب اپنے اسپیکر سے محاذ آرائی مول لے لی۔ اسیر ارکان پارلیمنٹ کے بارے میں حکومت چیئرمین سینٹ اور اسپیکر قومی اسمبلی دونوں کی رولنگ

کی خلاف ورزی کر رہی ہے جو اُس کے لیے مشکلات کا سبب بن سکتی ہے۔

18 جنوری کو مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی نے بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ بے نظیر نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد کا حشر بھی تحریک نجات جیسا ہی ہو گا۔

19 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ ایوان کے اندر تبدیلی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا' مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں کا قبلہ ایک ہے۔ قوم کو غلامی کی زنجیریں پہنانے کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے۔

دینی مدارس پر پابندیاں

23 جنوری کو وزیر اعظم بے نظیر کی صدارت میں ہونے والے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ دینی مدارس پر براہ راست غیر ملکی امداد وصول کرنے پر پابندی لگائی جائے۔ انہیں نجی فوجی تربیتی کیمپ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ انہیں اپنا نصاب تعلیم تبدیل کرنا ہو گا۔ ان کے حسابات کا باقاعدہ آڈٹ کرایا جائے گا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن ہو گی۔ پنجاب کے گورنر چودھری الطاف حسین نے کہا کہ پنجاب کے 67 دینی مدارس کو غیر ملکی امداد مل رہی ہے۔ ایک مذہبی جماعت کے "جرنیل" نے بڑے فخر کے ساتھ مجھ سے کہا کہ ہم اپنے 80 مخالفین کو قتل کر چکے ہیں۔ مولانا نورانی نے کہا کہ دینی مدارس کو باہر سے ملنے والی امداد کی تحقیقات ہونی چاہییں لیکن امریکہ کے اشارہ پر دینی مدارس کے خلاف اقدام کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ ولی خاں نے کہا کہ غیر ملکی امداد لینے والے ملا اپنے مدارس کہیں اور قائم کریں۔ نواز شریف نے کہا کہ دینی مدارس پر قبضے یا انہیں بلیک میل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ دینی مدارس کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔ علماء نے دینی مدارس میں مداخلت پر حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔

صدر لغاری کی وارننگ

23 جنوری کو صدر لغاری نے ڈیرہ غازی خاں میں بہت کھل کر کہا کہ جو حکومت عوام کو تعلیم، روٹی، کپڑا اور مکان مہیا نہ کر سکے اسے اقتدار میں رہنے کا حق نہیں۔ جب تک صدر ہوں ملک کے مفاد میں کام کرتا رہوں گا۔ صدر نے سکرنڈ کے جنگل میں شکار کھیلا۔

عمران خان کی شکایت

27 جنوری کو عمران خان نے لاہور میں کہا کہ حکومت نے ٹی وی پر شوکت میموریل ہسپتال کا اشتہار بند کر دیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں بے نظیر سے بات کروں۔ میں عوام کی خدمت کروں یا بے نظیر کی چمچہ گیری۔ مجھے سیاست میں آنا ہوتا تو ڈنکے کی چوٹ پر آتا۔ حکومت کینسر ہسپتال کو بھی سیاسی حریف کی فیکٹری کی طرح بند کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ میں عدالت سے رجوع کروں گا۔ بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے عمران خان نے کہا کہ حکومت ٹی وی پر میری شکل نہ دکھائے لیکن علاج سے متعلق اشتہار تو بند نہ کرے۔ میں حمید گل کی عزت کرتا ہوں۔ انہوں نے ہسپتال کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے میں میری مدد کی ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ عمران خان لوگوں کی خدمت کر کے اچھا کام کر رہے ہیں۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ وہ ملک کو ظلم اور ناانصافی سے نجات دلانے کے لیے جماعت اسلامی کا ساتھ دیں۔

سپیکر کا احتجاج

پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی مرتبہ 29 جنوری کو قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے بطور احتجاج اجلاس کی صدارت کرنے سے انکار کر دیا۔ قواعد و ضوابط کی رو سے حکومت جب بھی کسی رکن اسمبلی کو گرفتار یا اس کے خلاف کوئی مقدمہ قائم کرے اس کی اطلاع سپیکر کو دینا لازمی ہے۔ لیکن سپیکر کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود حکومت ایسے اقدامات سے انہیں بے خبر رکھتی رہی ہے۔ سپیکر کی رولنگ کے باوجود اسیر کارکنوں کو اسمبلی میں شرکت کے لیے بھی نہیں لایا جاتا۔ اس طرح بے نظیر حکومت نے اپنے صدر کے علاوہ اپنے بنائے ہوئے سپیکر سے بھی محاذ آرائی مول لے لی۔ اس بدنما صورت حال کے بعد بے نظیر نے 30 جنوری کو ممبران کے خلاف مقدمات واپس لینے پر اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا جس کے بعد سپیکر نے اجلاس کی صدارت کی۔ بے نظیر نے کہا کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں کسی کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کریں گی۔ اور نہ ہی کسی کا بلاوجہ احتساب کیا جائے گا۔ حکومت تمام شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنے کی پابند ہے۔

احتساب یا انتقام

وفاقی حکومت نے نواز شریف اور ان کے خاندان کے خلاف 13 کیسوں کو آخری شکل دے دی۔ ان پر بینکوں سے خلاف ضابطہ اربوں روپے کے قرضے حاصل کرنے کا الزام ہے۔ 29 جنوری کو نواز شریف کے چھوٹے بھائی عباس شریف اور شہباز شریف کے 19 سالہ بیٹے حمزہ

شریف نے خود کو ایف آئی اے کے لاہور آفس میں گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ ایف آئی اے نے انہیں اپنی تحویل میں لے کر اسلام آباد روانہ کر دیا۔ اسسٹنٹ کمشنر اسلام آباد نے دونوں کو ایف آئی اے کو چار روز کے لیے جسمانی ریمانڈ پر دے دیا۔

جماعت اسلامی کے خلاف مقدمات

حکومت نے قاضی حسین احمد اور جماعت اسلامی کے دیگر 95 رہنماؤں کے خلاف ایم پی او کے تحت اس الزام میں مقدمات درج کیے کہ وہ ایک جلوس کی شکل میں ایک موضع میں گئے جہاں انہوں نے ہلڑ بازی کی اور راستوں میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ 29 جنوری کو جوڈیشل مجسٹریٹ لاہور نے قاضی حسین احمد اور دیگر رہنماؤں کو مفرور قرار دے دیا۔

سعید قادر کی گرفتاری

30 جنوری کو نواز دور میں نجکاری کمیشن کے چیئرمین سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ر) سعید قادر کو لاہور سے گرفتار کر کے اسلام آباد پہنچا دیا گیا۔ ان کے خلاف بعض صنعتی اداروں کی نجکاری میں بے قاعدگیوں کے الزامات کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ سعید قادر نے قومی خزانے کو ساڑھے تین کروڑ روپے سے زیادہ کا نقصان پہنچایا ہے۔

رہائی کے احکام

31 جنوری کو اسلام آباد میں سپریم کورٹ کی تین رکنی بنچ نے کثرت رائے سے چودھری شجاعت کی درخواست ضمانت منظور کرتے ہوئے انہیں رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ خصوصی عدالت نے نواز کھوکھر کی درخواست کو عبوری طور پر منظور کر کے ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔

قاضی حسین احمد سے ملاقات

31 جنوری کو مسلم لیگ کے دو مرکزی رہنماؤں صدیق کانجو اور فخر امام نے قاضی حسین احمد سے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد ان رہنماؤں نے کہا کہ برف پگھلی ہے اور قاضی صاحب کے رویہ میں لچک پیدا ہوئی ہے۔ ملاقات کی تفصیلات سے نواز شریف کو آگاہ کیا گیا۔

سال نو کا جشن

31 دسمبر کی شب کو پنجاب یونیورسٹی لاہور میں نیو ایئر نائٹ منانے کے لیے غیر اخلاقی تقریبات کا انعقاد کیا جا رہا تھا۔ اسلامی جمعیت طلبہ نے اس پر احتجاج کیا۔ لیکن پولیس نے ان تقریبات کو تحفظ دینے کے لیے طلباء پر وحشیانہ لاٹھی چارج کیا اور فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں ایک نوجوان طالب علم امین اللہ شہید ہو گئے۔ پولیس کی گولی ان کے سر میں لگی، سینکڑوں طلباء زخمی ہو گئے۔

پرویز الٰہی کی گرفتاری

18 جنوری کو پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کے قائم مقام قائد اور پنجاب مسلم لیگ کے صدر چودھری پرویز الٰہی نے جنہیں عدالت نے اشتہاری ملزم قرار دے دیا تھا، خود کو ایف آئی اے کے آفس میں گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ عدالت کے حکم پر انہیں دس روز کے ریمانڈ پر جیل بھیج دیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر وہ گرفتاری نہ دیتے تو ان کی جائیداد ضبط کی جا سکتی تھی۔

صوبہ سندھ کے حالات

یکم جنوری کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے سندھ کے حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر نے صدر کو بتایا کہ کراچی کے حالات تیزی کے ساتھ معمول پر آ رہے ہیں۔ صوبے میں امن و امان کی صورتحال تسلی بخش ہے۔ صدر نے وزیراعظم کو مشورہ دیا کہ ایم کیو ایم کی جائز شکایات دور کی جائیں یکم جنوری کو وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے مولانا احترام الحق تھانوی کو اپنا مشیر مقرر کر لیا۔

لیاقت جتوئی کی ضمانت

2 جنوری کو سندھ ہائی کورٹ نے مسلم لیگ سندھ کے سیکرٹری جنرل اور سابق صوبائی وزیر خزانہ لیاقت جتوئی کی پچاس ہزار روپے کی ضمانت قبل از گرفتاری منظور کر لی۔ انٹی کرپشن کے محکمے نے ان کے خلاف پانچ لاکھ روپے خورد برد کرنے کا مقدمہ درج کیا تھا۔

سروں کی قیمت

2 جنوری کو حکومت سندھ نے سنگین عزائم میں ملوث ایم کیو ایم کے دس مفرور رہنماؤں کے سروں کی قیمت ایک بار پھر مقرر کردی۔ سرکاری اعلان کے مطابق عمران فاروق کی گرفتاری یا سر کی قیمت 30 لاکھ، سلیم شہزاد کی 20 لاکھ، صفدر باقری، جاوید اکرم، کامران اور جاوید لنگڑا کی 15، 15 لاکھ روپے اور یامین اور اعجاز حسین کے لیے 10، 10 لاکھ روپے مقرر کردیئے۔ سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ سروں کی قیمتیں مقرر کرنا مہاجر دشمنی ہے۔ ہائی کورٹ اسے پہلے ہی غیر قانونی قرار دے چکی ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ سروں کی قیمت مقرر کرنے والے جنرل آصف نواز کے انجام سے سبق حاصل کریں۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے ناجائز مطالبات نہیں مانیں گے۔ صدر لغاری نے الطاف حسین کو خیر سگالی کے پیغامات بھجوائے۔ انہوں نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے حالات کنٹرول میں ہیں۔

بھارتی قونصل خانہ

4 جنوری کو حکومت پاکستان کے دیئے گئے دس روز سے چوبیس گھنٹے قبل کراچی میں بھارتی قونصل خانہ باضابطہ طور پر بند کردیا گیا اور اس کے عملے کے 46 ارکان بمبئ چلے گئے۔ بھارتی ہائی کمشنر مسٹر ایس کے لامبا نے کہا کہ ہم دہشت گردی میں ملوث نہیں اور نہ ہی پاکستان نے قونصل خانے کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے کوئی شواہد دیئے۔ اس کی بندش سے منقسم خاندانوں کو تکلیف ہوگی اور دونوں ملکوں کے تعلقات متاثر ہوں گے۔ بھارتی حکومت نے بھی پندرہ پاکستانی سفارت کاروں کے بھارت چھوڑنے کا مطالبہ کر دیا۔ وفاقی وزیر سردار آصف نے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی کے احکامات قونصل خانہ دیتا تھا۔ خالد کھرل نے کہا کہ بھارتی قونصلیٹ کی بندش سے کراچی میں حالات بہتر ہو رہے ہیں۔

لیکن عملاً حکومت کا یہ دعویٰ درست ثابت نہیں ہوا۔ کراچی میں 4 جنوری سے 12 جنوری تک ایک سکیورٹی گارڈ نیوی کے ایک ملازم اور دو کانسٹیبلوں سمیت 33 افراد ہلاک اور 26 سے زائد زخمی کردیئے گئے۔ ملزمان پرائیویٹ گارڈ کی رائفل بھی ساتھ لے گئے۔ پولیس موبائل پر فائرنگ کی گئی۔ ایک بس نذر آتش کردی گئی۔ مختلف علاقے فائرنگ کی آوازوں سے گونجتے رہے، کار سواروں نے دینی کتابوں کے سٹال پر اندھا دھند فائرنگ کردی جو تبلیغی اجتماع کے موقع پر مدنی مسجد کے قریب لگایا گیا تھا۔ الطاف حسین نے اسے فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی ایک سازش قرار دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت ملکی سلامتی کے لیے خطرہ

ہے۔ ایم کیو ایم کے بغیر کراچی میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قادر مگسی نے کہا کہ سندھ کے کسی حصہ کو دہشت گردوں کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔

ایم کیو ایم کی رٹ درخواست

فنی اعتراضات دور ہونے کے بعد سپریم کورٹ نے ایم کیو ایم کی درخواست سماعت کے لیے منظور کرلی۔ 8 جنوری کو درخواست کی ابتدائی سماعت کے بعد اسے 17 جنوری تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ 17 جنوری کو عدالت نے مرکزی اور سندھ کی صوبائی حکومت کو طلب کرلیا تاکہ وہ اپنا موقف پیش کر سکیں۔ اور آئندہ سماعت دو ماہ کے لیے ملتوی کر دی گئی۔ ایم کیو ایم کے وکیل فاروق حسن نے عدالت کو بتایا کہ 1993ء میں انتخابات میں حصہ لینے سے روکے جانے پر ہم فوری طور پر عدالت سے اس لیے رجوع نہیں کر سکے کیونکہ ہمارے لیے راستے مسدود کرائے گئے تھے۔ 9 جنوری کو فاروق حسن نے کہا کہ اگر ہمیں انصاف نہیں ملا تو پھر عالمی عدالت سے رجوع کریں گے۔ یہ محض ایک سیاسی جماعت کا نہیں بلکہ پندرہ فیصد آبادی کا مسئلہ ہے۔ ایم کیو ایم کے بیس ہزار افراد مارے جا چکے ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہمیں مہاجروں کے حقوق کی آئینی ضمانت درکار ہے۔ ہم عزت کے ساتھ جئیں گے ورنہ موت کو ترجیح دیں گے۔

مذاکرات کا تیسرا دور

23 جنوری کو حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات کا تیسرا دور شروع ہو گیا جسے فریقین نے کامیاب قرار دیا۔ اس بات پر اتفاق رائے ہو گیا کہ آئندہ مقدمات کی سماعت جیل کے اندر نہیں ہوگی۔ سروں پر انعام کے علامیہ پر نظر ثانی کی جائے گی۔ طے شدہ نکات پر ایک ہفتے میں عملدرآمد ہو جائے گا اور بقیہ پر آئندہ اجلاس میں غور کیا جائے گا۔ فاروق ستار نے کہا کہ ان فیصلوں سے کشیدگی میں کمی ہوگی۔ الطاف حسین نے کہا کہ آئندہ انتخابات میں ہم پورے ملک میں حصہ لیں گے۔ نواز شریف نے کراچی میں حالات کو بہتر بنانے کے لیے حکومت کو اپنا تعاون پیش کر دیا۔ اور کہا کہ پاکستان کو بچانا ہے تو کراچی کو بچانا ہو گا۔

باہمی مذاکرات کے باوجود جنوری کے آخری ہفتوں میں ایک اے ایس آئی ایک ہیڈ کانسٹیبل اور دو سپاہی سمیت 81 افراد ہلاک اور 36 سے زائد زخمی ہوگئے۔ فیصل کالونی میں سٹیل ملز کی ایک بس کو اغوا کر کے آگ لگا دی گئی۔ پولیس موبائلوں پر حملے جاری رہے۔

الطاف حسین نے کہا کہ جرائم پیشہ افراد دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہیں پکڑنے والا کوئی

نہیں آفاق احمد نے کہا کہ حکومت دہشت گردوں کی سرپرستی کر رہی ہے۔ میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ بے نظیر کے گرد ملک کے غداروں، ضمیر فروشوں اور شہید بابا کے قاتلوں کا گھیرا ہے۔

باچاخاں کی برسی

20 جنوری کو باچا خاں کی برسی کے موقع پر ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ولی خاں نے کہا کہ سیاست پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہے جن کی بولیاں لگتی ہیں۔ بہت خونریزی ہو چکی۔ اب حساب کتاب کا وقت ہے۔ ایم کیو ایم کے ایم اے جلیل نے کہا کہ باچا خاں قومی ہیرو ہیں۔ مہاجروں اور پختونوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم رہیں گے۔

نواز کھوکھر کی رہائی

یکم فروری 1995ء کو نواز کھوکھر کو اڈیالہ جیل سے اچانک رہا کر دیا گیا۔ انہیں 3 جنوری کو ایف آئی اے نے گرفتار کیا تھا۔ رہائی پانے کے بعد اپنی رہائش گاہ پر ایک پریس کانفرنس میں ایک تحریری بیان پڑھتے ہوئے کہا کہ آج سے میرے اور نواز شریف کے سیاسی راستے جدا ہوگئے۔ میں پیپلز پارٹی یا جونیجو لیگ میں شامل نہیں ہوں گا بلکہ مسلم لیگ میں رہتے ہوئے اپنا فارورڈ بلاک بناؤں گا۔ بارہ ارکان اسمبلی میرے ساتھ ہیں۔ میں نے رہائی کی بھیک نہیں مانگی بلکہ مجھے عدالت نے رہا کیا ہے بی بی سی نے کہا کہ کھوکھر کی گرفتاری کے بعد ہی حکومت کے ساتھ ان کے سمجھوتے کا تاثر پیدا ہو گیا تھا۔ اس سے حکومت کو تقویت ملے گی اور اپوزیشن کمزور ہوگی۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ کھوکھر حکومت کا دباؤ برداشت نہیں کر سکے۔ انہیں مسلم لیگ اسلام آباد کی صدارت اور پارلیمانی پارٹی کی سیکرٹری شپ سے ہٹا دیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کھوکھر کے ساتھ کوئی دوسرا رکن نہیں ہے۔ وہ تنہا حکومت کے دباؤ میں آئے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ فارورڈ بلاک ادھر بنتا ہے یا ادھر۔ حکمرانوں کو جلد اقتدار سے باہر پھینک دیں گے۔ کھوکھر نے جو بیان پڑھا وہ حکومت کا لکھا ہوا تھا۔

7 فروری کو قومی اسمبلی کے ایک دوسرے رکن راؤ خضر حیات نے بھی نواز شریف کا ساتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ نواز شریف نے حکومت کے ساتھ دشمنی کا راستہ اختیار کیا ہے اور وہ اس میں فریق نہیں بن سکتے۔ سیالکوٹ سے مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی اشفاق تاج نے بھی حکومت کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ لیکن اشفاق تاج نے جلد ہی اپنا ارادہ تبدیل کر لیا اور کہا کہ میں مسلم لیگ سے غداری کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں ٹریپ میں آ گیا تھا وزیراعظم نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں پارٹی تبدیل کر لوں تو فنڈز ملیں گے۔

چودھری شجاعت کی رہائی اور گرفتاری

یکم فروری کو چودھری شجاعت کو اڈیالہ جیل سے رہا کیا گیا۔ لیکن رہائی کے فوراً بعد انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے خلاف مقدمہ جون 1992ء میں 14 ملین روپے قرضے کی رقم چھالیہ شوگر مل کے نام منتقل کرنے کے الزام میں وفاقی وزیر احمد مختار کی درخواست پر درج کیا گیا۔ گرفتاری سے قبل آصف زرداری کے قریبی ساتھیوں نے چودھری شجاعت سے ملاقات کر کے نواز شریف کا ساتھ چھوڑ کر مسلم لیگ کا فارورڈ بلاک بنانے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ جسے انہوں نے مسترد کر دیا۔ نواز شریف نے اسے حکومت کی بزدلی قرار دیا اور کہا کہ حکومت کی اس پالیسی سے پورا نظام خطرہ میں پڑ جائے گا۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ چودھری شجاعت کے خلاف جن قرضوں کی بنیاد پر مقدمہ درج کیا گیا ہے وہ پہلے ہی ادا کیے جا چکے ہیں۔

یکم فروری کو ایف آئی اے نے نواز شریف کے پرائیویٹ سیکرٹری خیام قیصر کو گرفتار کر لیا۔ ان پر سرکاری ریسٹ ہاؤس کے واجبات کی عدم ادائیگی کا الزام ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ جعلی مقدمات سے حکومت پوری قوم کے سامنے بے نقاب ہو گئی ہے۔

شیخ رشید کا صدر کے نام خط

2 فروری کو شیخ رشید نے صدر لغاری کے نام ایک خط اڈیالہ جیل سے روانہ کیا جس میں کہا گیا کہ ان کے خلاف مقدمہ کی سماعت سینئر ججوں سے کرائی جائے۔ اس وقت ان کے خلاف کلاشنکوف کی جعلی برآمدگی کا مقدمہ ایک ایسے جج کی عدالت میں چلایا جا رہا ہے جسے عبوری حکومت نے 22 ستمبر 1993ء کو برطرف کر دیا تھا۔ لیکن میرے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے پنجاب کے گورنر نے اسے بحال کر دیا۔

شیخ رشید نے عدالت میں اپنا 22 صفحات پر مشتمل تحریری بیان داخل کیا جس میں انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے خلاف مقدمہ بالکل جھوٹا ہے۔ میں 16 الیکشن جیت چکا ہوں اور تنکا تنکا جوڑ کر اپنا سیاسی مقام بنایا ہے۔

احتساب کا عمل

نصیر بابر نے قومی اسمبلی میں یقین دلایا کہ بدعنوان عناصر خواہ حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں ان کا احتساب ضرور ہوگا۔ انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا کہ اب تک احتساب کا عمل یک طرفہ ہے۔

احتساب کے بارے میں نواز شریف نے قومی اسمبلی میں اپنی یہ تجویز پیش کی کہ سیاست

دانوں کا احتساب کرنے کے لیے ایوان کی دو تہائی اکثریت سے بہترین افراد پر مشتمل ایک پارلیمانی عدالتی کمیشن قائم کیا جائے جس کے ارکان تاحیات جج کے عہدوں پر قائم رہیں۔ حکومت اور اپوزیشن کو کمیشن کے سامنے مقدمات پیش کرنے کی اجازت ہو، کمیشن کو کسی بھی بدعنوان رکن پارلیمنٹ کو تاحیات نااہل قرار دینے کا اختیار ہو۔ نواز شریف کی اس عجیب و غریب اور مضحکہ خیز تجویز کو کسی نے سنجیدگی سے نہیں لیا اور اس پر ایوان میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ نواز شریف اسے پیش کرتے وقت نہ خود اس کے عواقب پر غور کیا اور نہ ہی مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں سے کوئی مشورہ کیا۔ وہ عدالتی اختیارات بھی ارکان پارلیمنٹ کو منتقل کرنا چاہتے ہیں جو خود تو ایک مقررہ مدت کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں لیکن اگر پارلیمانی عدالتی کمیشن کے ممبر بن جائیں تو تاحیات اس منصب پر فائز رہیں۔ انہیں یہ وسیع اختیار بھی ہو کہ وہ کسی بھی رکن کو تاحیات نااہل قرار دے دیں۔

چکوال مانیٹرنگ سینٹر

وزارت خارجہ کے سابق سیکرٹری جنرل اکرم ذکی نے کہا کہ امریکی امداد سے چکوال میں مانیٹرنگ سسٹم کے قیام کا مقصد پاکستان کا ایٹمی پروگرام ختم کرانا ہے۔ اس سینٹر کے ذریعے پاکستان، بھارت، چین اور ایران کے ایٹمی پروگرام مانیٹر کیے جا سکیں گے۔ ہمارے پڑوسی ممالک پر ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ ہمیں یک و تنہا کیا جا رہا ہے۔ بے نظیر حکومت نے 1989ء میں امریکہ کو اپنا ایٹمی پروگرام روک دینے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ بعد میں نواز شریف حکومت نے بھی اس معاہدہ کا احترام کیا۔ ایٹمی پروگرام روک دینے کے بدلے میں ہمیں ایف 16 طیاروں کے حصول میں کامیابی نہیں ہوگی۔

8 فروری کو وزارت خاجہ نے تصدیق کر دی کہ امریکی امداد سے پاکستان اور اس کے اردگرد کے ممالک میں ایٹمی دھماکوں کا پتا چلانے کے لیے زلزلہ پیمائی کا ایک بین الاقوامی سسٹم چکوال میں نصب کیا گیا ہے۔ یہ ایٹمی دھماکوں کی نگرانی کے بین الاقوامی سمجھوتے کا حصہ ہے۔ اس مرکز کو صرف پاکستانی ماہرین چلا رہے ہیں۔ کئی غیر ملکی موجود نہیں۔ وفاقی وزیر قانون نے قومی اسمبلی میں کہا کہ مرکز مکمل طور پر پاکستان کے کنٹرول میں ہے اور چین اور ایران کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

شیخ رشید کے خلاف عدالتی فیصلہ

9 فروری کو راولپنڈی میں خصوصی عدالت کے جج نے سخت حفاظتی انتظامات میں اپنی

نشست کے قریب قریب کھڑے کھڑے شیخ رشید کو لال حویلی کلاشنکوف کیس میں سات سال قید سخت اور دو لاکھ روپے جرمانے کا ایک سطری فیصلہ سنایا اور فوراً ہی اپنے چیمبر میں چلے گئے۔ اس فیصلے کے خلاف راولپنڈی میں لوگ احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے بار بار لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کی۔ نواز شریف نے کہا کہ یہ عدالتی نہیں بلکہ حکومتی فیصلہ ہے۔ ظلم مٹنے کے دن آگئے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس طرح کے فیصلوں سے عدلیہ کی رہی سہی ساکھ بھی ختم ہو جائے گی۔ اس سزا کے خلاف اپوزیشن نے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر مظاہرہ کیا۔ پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا اور شیلنگ کی۔ خواتین سمیت متعدد مظاہرین زخمی ہوگئے۔ شیخ رشید نے کہا کہ جس وقت میرے گھر لال حویلی سے کلاشنکوف برآمد کی گئی اس وقت میں جیل میں تھا۔ بی بی سی نے کہا کہ 21 سال کے دوران کسی رکن پارلیمنٹ کو سزا سنانے کا یہ پہلا موقع ہے۔

توہین رسالت مقدمہ کا فیصلہ

9 فروری کو ایڈیشنل سیشن جج لاہور نے توہین رسالت کے مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے دو ملزموں سلامت مسیح عمر چودہ سال اور رحمت مسیح عمر چالیس سال کے خلاف توہین آمیز پمفلٹ کی تقسیم کا جرم ثابت ہونے پر دونوں کو سزائے موت اور 28 ہزار روپے جرمانے کی سزا سنا دی۔ لاہور کی عدالتی تاریخ میں یہ پہلا مقدمہ ہے جس میں توہین رسالت میں کسی کو موت کی سزا سنائی گئی ہو۔ ملزموں نے سزا سننے کے بعد کہا کہ انہیں جھوٹے مقدمے میں پھنسایا گیا ہے۔ وہ ایسی گستاخی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ چودہ سالہ بچے کو سزائے موت کا حکم دیتے وقت اقوام متحدہ کے چارٹر کا خیال نہیں رکھا گیا۔ ہم توہین رسالت کے قوانین میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ توہین رسالت کے بارے میں یہ بیان دے کر بے نظیر نے اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت فراہم کر دیا۔

13 فروری کو برطانوی وزیر خارجہ نے لندن میں پاکستان سفارت کار کو طلب کر کے توہین رسالت کے مرتکب دو عیسائی افراد کو موت کی سزا سنانے پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ برطانیہ پاکستان کے عدالتی عمل میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ تاہم ہماری حکومت پاکستان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان افراد کی زندگی بچائے۔

16 فروری کو ملزمان نے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ 23 فروری کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے دونوں ملزموں کو سزائے موت منسوخ کر کے انہیں بری کر دیا۔ عدالت نے کہا کہ ہمارے فیصلہ پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاباش دیں گے۔ قابل

اعتراض پمفلٹ کسی تجربہ کار آدمی کا لکھا ہوا ہے جس کا مقصد مختلف فرقوں کے درمیان منافرت پھیلانا ہے۔ ایک مخصوص گروہ اس کے لیے سرگرم عمل ہے۔

24 فروری کو ملزمان کی بریت کے خلاف ملک گیر احتجاج کیا گیا۔ احتجاجی مظاہر ہوئے، سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے، مظاہرین اور پولیس کے درمیان تصادم ہوا، مختلف مذہبی تنظیموں نے اس فیصلے کے خلاف ملک گیر مہم چلانے کا اعلان کر دیا۔

یکم مارچ کو سلامت مسیح اور رحمت مسیح اسلام آباد سے فرینکفرٹ کے لیے روانہ کر دیئے گئے۔ حکومت نے انہیں دس دس ہزار ڈالر بھی فراہم کیے تاکہ بیرون ملک جرمنی میں وہ مالی مشکلات سے دوچار نہ ہوں۔ ان کی روانگی کو خفیہ رکھا گیا۔ اعجاز الحق نے کہا کہ حکومت نے توہین رسالت کے ملزمان کو ملک سے فرار ہونے میں مدد دی ہے۔ شاتمان رسول کو پناہ دینے والے مغربی ممالک سے تعلقات توڑ لیے جائیں۔

یوسف رمزی امریکہ کے حوالے

9 فروری کو وزارت خارجہ کے ترجمان نے اخبار نویسوں کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے امریکہ میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ایک عراقی باشندے یوسف رمزی کو امریکہ کی درخواست پر انٹرپول کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ نیویارک میں بم دھماکوں کے کیس میں ملوث ہے۔ اسے اسلام آباد کے ایک ہوٹل سے گرفتار کر کے انٹرپول کے حوالے کر دیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ رمزی یوسف کو قانون کے مطابق امریکہ کے حوالے کیا گیا ہے۔ ہمیں 1993ء میں امریکہ سے اس کی گرفتاری کا وارنٹ موصول ہوا تھا۔ وہ پاکستانی نہیں بلکہ عراقی ہے۔ اس نے جعلی شناختی کارڈ اور پاکستانی پاسپورٹ بنوایا لیکن بی بی سی نے کہا کہ رمزی یوسف کویت میں پیدا ہوا۔ اس کے والدین پاکستانی تھے۔ وہ عربی، انگریزی اور اردو روانی سے بولتا ہے۔ اور بم بنانے میں مہارت رکھتا ہے۔

بے نظیر نے پاکستانی شہری رمزی یوسف کو امریکہ کے حوالے کرنے میں جس کوتاہی کا ارتکاب کیا اس پر اپنی خفت مٹانے کے یہ داستان گڑھ لی کہ رمزی یوسف نے کراچی میں اکتوبر 1993ء میں ان پر قاتلانہ حملہ کیا تھا لیکن بم پھٹنے سے وہ خود زخمی ہو گیا۔ ایک پرائیویٹ ڈاکٹر نے زخمی رمزی یوسف کا علاج کیا اور پولیس کو اس کی اطلاع نہیں دی لیکن پولیس ذرائع نے کہا کہ بے نظیر پر قاتلانہ حملہ کی بات ہم نے پہلی بار سنی ہے۔ مبینہ حملے کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا گیا۔

ہارس ٹریڈنگ

13 فروری کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ اپوزیشن نے فی رکن اسمبلی دس لاکھ ڈالر کی پیش کش کی ہے۔ لیکن میں نواز شریف کو پیسوں کے عوض حکومت تبدیل نہیں کرنے دوں گی۔ ہارس ٹریڈنگ کے لیے میرے پاس رقم نہیں ہے۔ وفاداریاں بدلنے کے معاملہ پر قانون سازی کے لیے میں نواز شریف سے ملاقات کرنے پر تیار ہوں۔ میں ہارس ٹریڈنگ یا سودے بازی کرنے کے بجائے نئے انتخابات کو ترجیح دوں گی۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر وزیراعظم کے پاس پیسے نہیں ہیں تو کراچی میں کروڑوں روپے کی اراضی، فرانس میں تین بڑے بڑے محلات، قیمتی کاریں اور گھوڑے کہاں سے خریدے۔ وہ ہارس ٹریڈنگ کی بدترین مثال قائم کر رہی ہیں۔ اس کے لیے مہران بینک کا پیسہ کافی ہے۔ محترمہ نے بھٹو کی پھانسی میں شریک لوگوں سے سودے بازی کر کے اقتدار حاصل کیا ہے۔

سپیکر کا احتجاج

14 فروری کو قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ میری واضح رولنگ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسیر ارکان اسمبلی کو ایوان میں نہیں لایا جا رہا ہے۔ حکومت میرے آئینی اختیارات کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ کل حکومتی ارکان بھی ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہوں گے۔ میں پیپلز پارٹی کا نہیں قومی اسمبلی کا سپیکر ہوں۔

قاضی حسین احمد کا افطار ڈنر

15 فروری کو قاضی حسین احمد نے اسلام آباد میں افطار ڈنر دیا جس میں چوٹی کے رہنماؤں میاں نواز شریف، سپیکر یوسف گیلانی، چیئرمین سینٹ وسیم سجاد، ڈپٹی سپیکر ظفر علی شاہ، ڈپٹی چیئرمین سینٹ میر عبدالجبار، غلام مصطفےٰ جتوئی، میر بلخ شیر مزاری، وفاقی وزراء این ڈی خاں، خورشید شاہ، مخدوم شہاب، رضا ربانی، شاہ محمود قریشی، مولانا فضل الرحمٰن، محمود خان اچکزئی، اسفند یار ولی، گوہر ایوب، ملک قاسم، راجہ ظفر الحق، ممبران پارلیمنٹ اور غیر ملکی سفیروں نے شرکت کی۔ اس موقع پر اخبار نویسوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ وسیع تر اتحاد کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ نواز شریف 106 ارکان لے آئیں تو ہمارے تین ارکان عدم اعتماد کی تحریک کی حمایت کریں گے۔ 1993ء میں انتخابات میں شکست کے باوجود بدلتے ہوئے سیاسی حالات میں جماعت اسلامی کو خصوصی حیثیت حاصل ہوگئی۔ مسلم لیگ کی خواہش تھی کہ حکومت مخالف تحریک میں اسے جماعت اسلامی کا تعاون حاصل ہو جبکہ

حکمران اس سے خائف تھے۔

سینیٹر خورشید کا خط

16 فروری کو جماعت اسلامی کے سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے چیئرمین سینٹ کے نام اپنے خط میں لکھا کہ سینٹ اور قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیاں سال میں صرف چند روز کے لیے ملتی ہیں۔ اس کے باوجود ایک آرڈیننس کے ذریعے ان کمیٹیوں کے تمام چیئرمینوں کی تنخواہوں اور سہولتوں میں اضافہ، اسلام میں رہائش اور نئی گاڑیوں کی فراہمی کا کوئی اخلاقی یا سیاسی جواز نہیں۔ قومی خزانہ پر غیر ضروری بوجھ ہے۔ پروفیسر خورشید نے خود سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ان تمام سہولتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

گرفتاریوں کے خلاف احتجاج

17 فروری کو مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے حکومت کی انتقامی کارروائیوں اور گرفتاریوں کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کیا۔ متعدد مقامات پر پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے ان پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کی۔ راولپنڈی میں لال حویلی کے سامنے ایک بڑے احتجاجی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے خاتمے اور شیخ رشید کی رہائی کے لیے جلد ہی قوم کو آواز دوں گا۔ محب وطن سیاسی قوتوں میں حکومت کے خلاف اتفاق رائے پیدا ہو رہا ہے۔ اعجاز الحق نے جلسہ عام میں کلاشنکوف لہراتے ہوئے کہا کہ گر اس جرم میں شیخ رشید کو سزا دی گئی ہے تو حکومت آئے اور مجھے بھی گرفتار کرے۔ وفاقی وزیر شعبان میرانی نے کہا کہ عدلیہ کے فیصلے کے خلاف احتجاج ملک و قوم کے لیے نقصان دہ ہے۔

اعجاز الحق کی گرفتاری اور رہائی

18 فروری کو اعجاز الحق کو جلسہ عام میں کلاشنکوف لہرانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ تھانہ میں سماعت کے بعد مجسٹریٹ نے اعجاز الحق کا تین روز کا ریمانڈ دے دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم اعجاز الحق کی گرفتاری پر خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ گوہر ایوب نے کہا کہ ضیاء الحق مرحوم کے گھر پر چھاپہ مار کر سابق صدر اور فوج کی توہین کی گئی ہے۔ گرفتاری سے قبل اعجاز الحق نے وضاحت کی تھی کہ جلسہ عام میں انہوں نے پلاسٹک کی کلاشنکوف لہرائی تھی۔

21 فروری کو اعجاز الحق کو پچاس، پچاس ہزار روپے کے دو مچلکے داخل کرنے پر رہا کر دیا

گیا۔ مطلوبہ کلاشنکوف مع لائسنس عدالت میں پیش کر دی گئی۔ اعجاز الحق بڑے جلوس کے ساتھ گھر پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر نے ملک کو پولیس سٹیٹ بنا دیا ہے۔ دہشت گرد ہم نہیں بھٹو خاندان ہے۔ عدالتیں تھانوں میں لگ رہی ہیں۔

چودھری شجاعت کی رہائی

21 فروری کو چودھری شجاعت لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر چار کروڑ روپے کی عبوری ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔ جیل سے باہر مسلم لیگی کارکنوں نے ان پر پھول نچھاور کیے۔ انہیں ایک جلوس کی شکل میں ان کے گھر لایا گیا۔ 22 فروری کو چودھری شجاعت نے سینٹ کے اجلاس میں شرکت کی۔ چیئرمین سینٹ کے حکم پر ایم کیو ایم اسیر ارکان سینٹ اشتیاق اظہر، نسرین جلیل اور آفتاب شیخ کو بھی ایوان میں پیش کر دیا گیا۔ البتہ مسلم لیگ کے سینیٹر سعید قادر کو ایوان میں نہیں لایا گیا۔

28 فروری کو سپیشل جج کراچی نے سعید قادر کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔ نواز شریف نے کہا کہ سعید قادر کو جیل میں رکھنا انتقامی کارروائی ہے۔ جھوٹے مقدمات ہمارے حوصلے پست نہیں کر سکتے۔ تحریک عدم اعتماد مناسب وقت پر پیش کی جائے گی۔ وفاقی وزیر شیر افگن نے کہا کہ نواز شریف کے ساتھی خود ان کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔

یونس حبیب کو سزا

28 فروری کو سپیشل بنکنگ کورٹ نے مہران بینک کے سابق سربراہ یونس حبیب کو ایک ارب دس کروڑ روپے کی مالیت کے امریکی بیرر سرٹیفکیٹ خورد برد کرنے کے مقدمہ میں سترہ سال قید اور دو ارب بیس کروڑ روپے جرمانہ کی سزا سنا دی۔ یونس حبیب نے جنہیں 24 مارچ 1994ء کو گرفتار کیا گیا تھا کہا کہ میرے خلاف کھیل کھیلا گیا ہے۔ میں ہائی کورٹ میں اپیل دائر کروں گا۔

ایٹمی پروگرام پر خفیہ مذاکرات

28 فروری کو قاضی حسین احمد اور پروفیسر خورشید احمد نے مطالبہ کیا کہ بھارت کی ریاست گوا میں اسلام آباد اور دہلی کے مندوبین کے درمیان ایٹمی بندش پر جو خفیہ مذاکرات ہوئے ہیں ان کے بارے میں حکومت قوم کو اعتماد میں لے۔ ایٹمی پروگرام ہمارے تحفظ کی ضمانت ہے۔ خفیہ مذاکرات سے پوری قوم کو تشویش ہے۔ وزیر خارجہ سردار آصف نے کہا کہ

ریاست گوا میں پاکستان کے بعض افراد نے ایٹمی بندش کے مذاکرات میں شرکت کی ہے لیکن حکومت پاکستان اس سے بالکل لاتعلق ہے۔ دفتر خارجہ نے وضاحت کی گوا مذاکرات ایٹمی اسلحہ پر تجدید کے لیے غیر سرکاری کوششوں کا حصہ تھے۔ غیر سرکاری سطح پر بھی ایٹمی اسلحہ پر بندش کے مذاکرات حکومت کی تائید، تعاون اور آشیرباد کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن ایسے اہم مسئلہ پر بھی حکومت نے پارلیمنٹ اور قوم کو اعتماد میں نہیں لیا۔

بلدیاتی انتخابات

19 فروری کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے پنجاب میں تین ماہ کے اندر بلدیاتی انتخابات کرانے کا حکم دے دیا۔ بلدیاتی ادارے اگست 1993ء کو توڑ دیئے گئے تھے۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ اگر تین ماہ کے اندر انتخابات نہ کرائے گئے تو سابق بلدیاتی ادارے خود بخود بحال ہو جائیں گے۔

لیکن 20 جون کو سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دیا۔

بد امنی کے واقعات

10 فروری کو میاں چنوں میں موٹر سائیکل سواروں نے نماز تراویح پڑھ کر مسجد سے نکلنے والے نمازیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے دو حقیقی بھائیوں سمیت پانچ افراد جاں بحق ہو گئے۔

23 فروری کو پنجاب پولیس نے فرقہ واریت کے خلاف گرینڈ آپریشن میں سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور تحریک جعفریہ کے درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا۔ سپاہ صحابہ کے مرکزی دفتر پر چھاپہ کے دوران وہاں موجود محافظوں نے پولیس پر فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس نے جوابی فائرنگ کی۔ اس دوران مولانا اعظم طارق وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ صدر لغاری نے کہا کہ فرقہ واریت میں ملوث ملزمان کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

سپاہ صحابہ پاکستان کے رہنما اور قومی اسمبلی کے رکن مولانا اعظم طارق نے 23 فروری سے طویل روپوشی کے بعد پشاور میں سرحد پولیس حکام کے سامنے اپنی گرفتاری پیش کر دی۔ اور کہا کہ وہ عدالتوں کے سامنے مقدمات کا سامنا کریں گے۔

26 فروری کو پولیس اہلکار ملزموں کو عدالت میں پیش کرنے کے بعد اڈیالہ جیل واپس لے جا رہے تھے کہ بارہ خطرناک ملزم پولیس گاڑی اور پولیس رائفل سمیت فرار ہو گئے۔

مذاکرات کا آغاز

4 فروری کو کراچی میں حکومت سندھ اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات پھر شروع ہوگئے جو نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن سرکاری ذرائع نے کہا کہ مذاکرات میں کوئی ڈیڈلاک پیدا نہیں ہوا ہے۔ لیکن ایم کیو ایم نے کہا کہ سروں کی قیمت اور جعلی مقدمات کی واپسی کے بغیر کوئی مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ ہم پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ ہم سپریم کورٹ سے اپنی آئینی درخواست واپس لے لیں۔ بعد میں وزیراعظم بے نظیر نے خود بھی کہا کہ سروں کی قیمت کا اعلان اسی وقت واپس لیا جا سکتا ہے جب ایم کیو ایم اپنی آئینی درخواست واپس لے لے۔

قتل و غارت میں شدت

رمضان اور فروری کے پہلے ہفتے میں کراچی میں فائرنگ سے ایک سب انسپکٹر، حقیقی کے ایک رکن اور ایک خاتون سمت 69 افراد جاں بحق اور 58 زخمی ہوگئے۔ ایک کلینک پر فائرنگ سے نو سالہ بچی چل بسی۔ دو گاڑیاں، دو مکانات اور ایک ڈاکخانہ کو جلا دیا گیا۔ گلشن اقبال میں جامعہ احیاء العلوم کے طلباء پر کار سواروں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے دو طالب علموں کو ہلاک اور چار کو زخمی کر دیا۔ سپاہ صحابہ کے ایک کارکن کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ نارتھ کراچی میں نماز تراویح کے دوران مسجد میں نمازیوں پر فائرنگ کی گئی۔ لیاقت آباد میں حرکت الانصار کے امدادی کیمپ پر کار میں سوار پانچ حملہ آوروں نے فائرنگ کی۔ مسجد اور کیمپ پر فائرنگ سے 24 افراد جاں بحق ہوگئے۔ کیمپ کے منتظمین نے کہا کہ امدادی کیمپ پر فائرنگ بھارتی ایجنٹوں نے کی ہے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ کراچی کی خونریزی میں غیرملکی ہاتھ ہے۔ اس طرح کے واقعات ہمیں کشمیریوں کی اخلاقی، سیاسی اور سفارتی حمایت سے باز نہیں رکھ سکتے۔ نصیر بابر نے کہا کہ امدادی کیمپ پر فائرنگ کرنے والے غیرملکی ایجنٹ ہو سکتے ہیں مسجد پر فائرنگ کا واقعہ فرقہ وارانہ نوعیت کا ہے۔ ان واقعات میں ملوث دہشت گردوں کو پکڑا جا چکا ہے لیکن فی الوقت ان کی تفصیلات بتانا ملکی مفاد میں نہیں۔

6 فروری کو وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں ایک اہم اجلاس ہوا جس میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر اور آرمی چیف جنرل عبدالوحید نے شرکت کی۔ تینوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ کراچی کے واقعات میں غیرملکی ہاتھ ہے۔ ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں بے نظیر نے عبداللہ شاہ کو دہشت گردی کو کچلنے کے لیے سخت اقدامات کرنے کی ہدایت کی۔ 7 فروری کو سندھ کابینہ کے اجلاس میں کہا گیا کہ بھارت کراچی میں دہشت گردی کرا رہا ہے اس کے تربیت یافتہ ایجنٹ

لسانی اور فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کے لیے بے گناہوں کو قتل کر رہے ہیں۔ ہمیں اس کے ٹھوس ثبوت مل گئے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ یہ واقعات حکومت کی بے بسی کا ثبوت ہیں۔ حکومت غیر ملکی ہاتھ ظاہر کرے۔ ایم کیو ایم کی نمائندہ حیثیت تسلیم کی جائے۔ کراچی کو دانستہ طور پر تباہی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ کراچی کے معاملات کو حل کر سکتی ہے۔ قاضی حسین احمد نے مطالبہ کیا کہ بیرونی ہاتھ کو بے نقاب کر کے عبرت ناک سزا دی جائے۔ محض بیانات دے کر حکومت قوم کو بے وقوف نہ بنائے۔ الطاف حسین نے کہا کہ ایم کیو ایم کو کچلنے کا عمل جاری ہے۔ ہم پر الزام لگانے والے خود بھارت کے ایجنٹ ہیں۔

حکومتی اعلانات اور یقین دہانیوں کے باوجود رمضان کے دوسرے عشرے میں بھی پولیس کے چار اہلکاروں اور ایک خاتون سمیت 89 افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بھی کراچی میں 45 افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ 22 رمضان اور فروری کی 23 تاریخ کو الکرم سکوائر کی مسجد بیت الکرم میں نماز عصر سے قبل مسلح افراد نے مسجد کے اندر داخل ہو کر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے دو نوجوان شہید اور چار زخمی ہو گئے۔ مسجد کا فرش اور صفیں خون میں رنگ گئیں۔ اسی روز گلبہار میں ایک عورت کو گولی لگی جب وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ 24 فروری کو کار میں سوار دہشت گردوں نے سوسائٹی کے علاقے میں المرتضیٰ مسجد پر نماز فجر کے وقت اچانک حملہ کر کے سولہ افراد کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولیوں سے بھون ڈالا۔ الٰہی بخش کالونی کی مسجد میں چار مسلح افراد نے فائرنگ کر کے موذن سمیت چھ افراد کو ہلاک کر دیا۔ شہداء کے لواحقین دھاڑیں مار کر روتے رہے۔ بعض خواتین شدت غم سے بے ہوش ہو گئیں۔ اثنا عشری جماعت کے صدر حمید علی بھوجانی اور ان کے بھائی انور عباس محفل مرتضیٰ میں اپنے ایک عزیز کی میت کو غسل دے رہے تھے کہ دہشت گردوں نے انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ سید آل حسن بلگرامی جو ان کی مدد کر رہے تھے وہ بھی نقاب پوشوں کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے۔ تیموریہ میں ایم کیو ایم کے تین کارکنوں اور ایک سولہ سالہ لڑکے کو گولی مار دی گئی۔

26 فروری کو جی ایچ کیو میں ایک اجلاس میں داخلی سلامتی اور کراچی کے واقعات اور فرقہ وارانہ کشیدگی پر غور کیا گیا۔ وزیر اعظم کو تین گھنٹے تک بریفنگ دی گئی۔

وزیر اعظم بے نظیر نے مساجد اور امام بارگاہوں پر حملوں میں ملوث دہشت گردوں کی گرفتاری کی ہدایت دی اور کہا کہ دہشت گردی ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ ہے۔ عوام خود بھی دہشت گردوں کا مقابلہ کریں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ پراسرار دہشت گردی کراچی کا اصل مسئلہ ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ ایم کیو ایم سے نکالے ہوئے لوگ دہشت گردی کر رہے ہیں۔ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو تحریک میں نہیں رکھا جائے گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا

کہ مساجد اور امام بارگاہوں پر فائرنگ مذہبی طبقوں کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ سپاہ صحابہ کے طارق محمود مدنی نے کہا کہ ایک منظم سازش کے ذریعے شیعہ سنی فساد کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ علامہ حسن ترابی نے کہا کہ مساجد پر حملوں میں شیعہ سنی نہیں بلکہ کوئی تیسرا گروہ ملوث ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کے واقعات میں جرائم پیشہ گروہ بھی ملوث ہے۔ کراچی کے مسئلہ کے حل کے لیے میں اپنا آئینی کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت فرقہ واریت کو ختم کر کے دم لے گی۔

نوائے وقت کے دفتر پر حملہ

25 فروری کو کراچی میں مسلح افراد نے روزنامہ نوائے وقت اور دی نیشن کے دفاتر پر ہلہ بول دیا۔ عملہ کو دو کمروں میں محبوس کر دیا۔ پرنٹنگ پریس، فرنیچر اور چالیس سے زائد گاڑیوں کو آگ لگا دی۔ ریزیڈنٹ ایڈیٹر سینیٹر علوی سمیت بعض صحافیوں نے دیواریں کود کر پڑوس میں پناہ لی۔ دو گھنٹے تک توڑ پھوڑ جاری رہی۔ مسلح افراد نے دفاتر کی چھت سے پولیس موبائلوں پر فائرنگ کی۔ اخبار کا دفتر جل رہا تھا لیکن قانون کے محافظ غائب تھے۔ ایک پولیس اہلکار نے صحافی سے کہا کہ ہم اپنی جانیں بچائیں یا انہیں روکیں۔ اخبارات کے دفاتر پر حملے کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کیا گیا۔

بھتوں کی لعنت

ایک رپورٹ میں کہا گیا کہ کراچی میں ہر روز لاکھوں روپے جبری بھتے اور چندے کی صورت میں وصول کیے جاتے ہیں۔ دکاندار کہتے ہیں کہ بھتہ نہ دیں تو ڈکیتی ہو جاتی ہے اور تشدد کیا جاتا ہے۔ ٹرانسپورٹروں کا کہنا ہے کہ بھتہ نہ دیں تو بسوں پر پتھراؤ ہوتا ہے یا نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔ گاڑیوں کو جلانے کی وارداتیں عام ہیں۔ لیکن شدید ہنگاموں کے دنوں میں بھی کاروں کے شو روم کے اندر باہر کھڑی گاڑیوں کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بھتہ ان کی حفاظت کا ضامن ہے۔ انتظامیہ اور پولیس بھتہ کے دھندے میں خاموش رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی اس میں ملوث ہو۔ لیکن کراچی کے حکام نے کہا کہ جبری چندہ وصول کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے بعض نوجوانوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا بھی جا چکا ہے۔

بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ ایم کیو ایم کے جنگجو پناہ کی تلاش میں فرقہ پرست گروہوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ فرقہ وارانہ کشیدگی محض ایک بہانہ ہے۔ اسلحہ کے بل پر کراچی میں دہشت گرد دندناتے پھر رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں خودکار اسلحہ ان کے ہاتھ آگیا ہے۔ کراچی

ایک شہر نہیں رہا بلکہ علاقوں میں بٹ گیا ہے۔ مسلح تنظیمیں ان علاقوں کو کنٹرول کرتی ہیں۔ پولیس بے بس ہے، لوگوں نے یہ سوچنا بھی چھوڑ دیا ہے کہ کون مارا گیا۔ واشنگٹن میں امریکہ کی انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ میں کہا گیا کہ سندھ میں بے امنی ختم کرنے کی کوشش میں پولیس مقابلوں کے نام پر لوگ ہلاک کیے گئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ فرقہ پرست تنظیموں پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔

کراچی کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ دہشت گردوں کا نیٹ ورک پولیس اور انتظامیہ سے کہیں زیادہ طاقتور اور منظم ہے۔ انتظامی ڈھانچہ روبہ زوال ہے۔ سماج دشمن عناصر کی نگرانی، سراغ رسانی کا نظام اور نتیجہ خیز تفتیش کی مشینری برقرار نہیں۔ پولیس کے پاس ہسٹری شیٹرز کے بارے میں اطلاعات کا اندراج نہیں۔ ان کے فنگر پرنٹ رکھنے کا بھی کوئی بندوبست نہیں۔ بعض اوقات دباؤ میں آ کر مجرموں کا ریکارڈ بھی تبدیل یا تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے مجرموں تک رسائی ممکن نہیں رہی۔ اس کے برعکس دہشت گرد تنظیمیں اپنے مسلح افراد کو معقول مشاہرے، خصوصی معاوضے اور تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ گرفتاری یا ہلاک ہو جانے کی صورت میں ان کے افراد خاندان کی مالی مدد کی جاتی ہے۔

سرکاری ذرائع نے بتایا کہ آپریشن کلین اپ کے دوران 150 سرکاری اہلکار جاں بحق ہوگئے، 450 ڈاکو مارے گئے، 1800 افراد کو گرفتار کیا گیا۔ یہ آپریشن نواز شریف کے دور حکومت میں سندھ کے دیہی علاقوں میں مئی 1992ء میں شروع کیا گیا۔ جون 1992ء میں اسے شہری علاقوں تک وسیع کر دیا گیا۔ آپریشن پر ایک ارب 60 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں دہشت گردی سے 223 افراد ہلاک ہوئے۔

الطاف حسین نے کہا کہ کراچی میں مختلف ایجنسیوں میں کام کرنے والے ہزاروں اہلکاروں پر حکومت 80 کروڑ روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے لیکن وہ کسی ایک دہشت گرد کو بھی گرفتار نہیں کر سکے۔ مہاجروں کے قتل عام کے منصوبے پر عمل کیا جا رہا ہے۔ ایم کیو ایم کے کارکن اور ہمدرد کشمیریوں اور بوسنیا کے مسلمانوں کی طرح مظلوم ہیں۔ ہم کراچی کو گریٹر پنجاب کی سیٹلائیٹ ریاست نہیں بننے دیں گے۔

مذاکرات کی دعوت

2 مارچ کو بے نظیر بھٹو نے نواز شریف کے نام اپنے خط میں انہیں مذاکرات کی دعوت دے دی تاکہ نازک حالات میں حکومت کے ساتھ تعاون کر کے متحد ہو کر آگے بڑھا جا سکے۔ نواز شریف نے اپنے جوابی خط میں اسے دورہ امریکہ سے قبل ایک سیاسی چال قرار دیتے ہوئے حکومت سے تعاون کی پیش کش مسترد کر دی۔ حکومت احتساب کے نام پر زیادتیاں کر رہی ہے۔

عدالتیں حکمرانوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ بے نظیر خود فیصلہ کر لیں کہ انہیں ملک کی سلامتی مطلوب ہے یا اقتدار۔

اتفاق فیملی کا اشتہار

3 مارچ کو ملک کے روزناموں میں ارکان اتفاق فیملی کی جانب سے ایک بڑا اشتہار شائع کرایا گیا جس میں واضح کیا گیا کہ کس طرح وہ ریاستی جبر کا شکار اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ہمارا مرنا اور جینا تو پاکستان کے لیے ہے جبکہ وہ نقصان پہنچا کر واپس چلے جائیں گے۔ اشتہار کی نقل شامل ہے۔

امریکی سفارت کاروں کی ہلاکت

بدھ 8 مارچ کو شارع فیصل پر نرسری کے نزدیک صبح 8 بج کر گیارہ منٹ پر امریکی قونصل خانہ کی وین پر جو عملے کو لے کر جا رہی تھی نامعلوم مسلح افراد نے گھیرے میں لے کر خود کار ہتھیاروں سے اندھا دھند فائرنگ کر کے قونصل خانہ کے دو امریکی سفارت کاروں کو ہلاک اور ایک کو شدید زخمی کر دیا۔ اُس وقت سگنل پر ٹریفک پولیس کا کوئی اہلکار موجود نہیں تھا۔ وہاں موجود لوگوں نے کہا کہ ہم نے فائرنگ کی آواز سنی لیکن حملہ آوروں کو نہیں دیکھا۔ ڈرائیور نے جو معجزانہ طور پر بچ گیا' اپنے ہوش و حواس برقرار رکھے اور تباہ شدہ گاڑی کو چلا کر ہلاک شدگان اور زخمی کو آغا خاں ہسپتال پہنچا دیا۔ امریکی سفارت خانے نے پوسٹ مارٹم کی اجازت نہیں دی۔

حکومت پاکستان نے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے خصوصی ٹیمیں تشکیل دے دیں۔ کراچی کی ناکہ بندی کر دی گئی۔ ایئرپورٹ کو سخت نگرانی میں لے لیا گیا۔ بے نظیر کو سنگاپور میں اس واقعہ کی اطلاع دے دی گئی۔ صدر لغاری نے کہا کہ قاتلوں کی گرفتاری کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ بے نظیر نے امریکی صدر کے نام اپنے خط میں کہا کہ یہ منظم دہشت گردی ہے' مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ سرکاری ذرائع نے کہا کہ میرٹھ کیمپ میں تربیت حاصل کرنے کے بعد بھارتی تخریب کاروں کا ایک گروہ کراچی پہنچ گیا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے اپنے گہرے غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجرموں کو ہر صورت میں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔

9 مارچ کو امریکی حکومت نے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے بیس لاکھ ڈالر انعام کا اعلان کر دیا۔ امریکہ کی چھ رکنی سکیورٹی ٹیم کراچی پہنچ گئی۔ 10 مارچ کو قتل کی تحقیقات کے لیے امریکی

ہمارا جینا مرنا پاکستان کیلئے ہے
وہ تو نقصان پہنچا کر واپس چلے جائیں گے

اتفاق کی صنعتی تباہی، قومی خسارہ، بیروزگاری میں اضافہ

بے نظیر کے انتقام کی آگ میں پاکستان جل رہا ہے

جون ۱۹۹۴ء میں اتفاق فونڈری کو بند کرا دیا گیا۔

- قومی خزانہ کو [illegible] کروڑ روپے کا نقصان ہوا۔ [illegible] لوگوں کا روزگار متاثر ہوا۔
- دس ہزار [illegible] کی [illegible] لاکھوں [illegible]
- قومی پیداوار میں ۳ [illegible] کروڑ کا خسارہ ہوا
- اتفاق کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں کسی اور صنعتی گروپ پر [illegible] ۶۰ مقدمات قائم نہیں ہوئے جو اس وقت اتفاق گروپ کے خلاف زیر سماعت ہیں۔
- **ان مقدمات کی حقیقت یہ ہے کہ** ان کی آڑ میں اتفاق کے [illegible] کو [illegible] نیلام کر کے قائد حزب اختلاف کے خاندان سے انتقام لیا جائے اور [illegible] صنعتوں کو تباہ کر دیا جائے۔

صنعتی تباہی کی یہ کوششیں

لاکھوں مزید افراد کے معاشی قتل کی راہ ہموار کریں گی

[illegible]

اتفاق سیاسی انتقام کا نشانہ صرف اس لیے ہے کہ اس کے شراکت داروں میں قائد حزب اختلاف

محمد نواز شریف

اور ان کے اہل خانہ بھی شامل ہیں۔

انتقام کا دائرہ صرف صنعتی اداروں تک محدود نہیں ہے

- ۷۴ سالہ [illegible] **میاں محمد شریف کی گرفتاری** [illegible] کی گرفتاری کے لیے ایک ہزار [illegible]
- **عباس شریف اور حمزہ شہباز کی گرفتاری** [illegible] دونوں کا قصور صرف نواز شریف سے قرابت [illegible]
- [illegible] مقدمات قائم ہو چکے اب [illegible] **دو سال کی نواسی مہرالنساء مقدمات اور گرفتاری کی منتظر ہے** [illegible]
- اتفاق گروپ کے جنرل منیجر خواجہ ھارون پاشا اور [illegible] پرسنل [illegible] کے ارکان [illegible] پرسنل سیکرٹری خیام قیصر [illegible]

یہ احتساب ہے کہ انتقام۔ مقدمات ہیں کہ ریاستی جبر

فیصلہ پاکستان کے عوام کریں

منجانب، ارکان اتفاق فیملی

ماہرین کی 30 رکنی ٹیم بھی کراچی آگئی۔ 11 مارچ کو دو امریکیوں کی میتیں اور ایک زخمی اہلکار کو شام کے وقت ایک مختصر سی دعائیہ تقریب کے بعد امریکی ایئرفورس کے طیارے کے ذریعے امریکہ روانہ کر دیا گیا۔ 16 مارچ کو نصیر بابر نے کہا کہ سفارت کاروں کا قتل امریکی قونصل خانہ کی غلطی سے ہوا۔ اُس نے سکیورٹی کا مناسب بندوبست نہیں کیا۔ ہمیں بتایا جاتا تو ہم حفاظتی دستہ فراہم کر دیتے۔ قاتل گرفتار ہو گئے تو اُن پر پاکستان ہی میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

جنرل وحید سے ملاقات

8 مارچ کو نواز شریف نے جی۔ ایچ۔ کیو راولپنڈی میں فوج کے سربراہ جنرل وحید سے ملاقات کی جو ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔ اقتدار سے علیحدگی کے بعد یہ جنرل وحید سے اُن کی پہلی ملاقات تھی۔ نواز شریف نے کہا کہ حالات اس درجہ خراب ہو گئے ہیں کہ صدر اور وزیراعظم دونوں کو فارغ کیا جائے۔ جنرل وحید نے انہیں مشورہ دیا کہ ملک کی خاطر حکومت اور اپوزیشن اپنے اختلافات بالائے طاق رکھ دیں۔

جس طرح جولائی 1993ء میں جنرل وحید نے اپنی شٹل ڈپلومیسی کے ذریعے اس وقت کے صدر غلام اسحٰق اور وزیراعظم نواز شریف دونوں کو اُن کے عہدوں سے فارغ کرا دیا تھا۔ نواز شریف کی بھی خواہش ہے کہ اُسی جیسے کردار کا اعادہ کر کے صدر لغاری اور وزیراعظم کو فارغ کرا دیں، لیکن اس وقت حالات بالکل مختلف ہیں اور نواز شریف کی یہ خواہش پورے ہونے کا بظاہر کوئی امکان نہیں۔

واجبات کی وصولیابی

9 مارچ کو نیشنل بنک، حبیب بنک اور یونائیٹڈ بنک نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک درخواست دائر کر دی جس میں کہا گیا کہ اتفاق گروپ کے ایک یونٹ رمضان شوگر ملز نے تینوں بنکوں سے مجموعی طور پر 25 کروڑ 80 لاکھ روپے کے قرضے حاصل کئے جو ادا نہیں کئے گئے۔ بنکوں نے واجبات کی ادائیگی کے لیے شوگر ملز کو نیلام کرنے اور نواز شریف سمیت اس کے تمام ڈائریکٹران کو ادائیگی کا پابند بنانے کی درخواست کی۔

نصیر بابر نے کہا کہ اپوزیشن کو اپنی بدعنوانیوں کی وجہ سے جیل جانا پڑے گا۔ وہ اپنے ماضی کے کردار کے باعث دوبارہ اقتدار میں نہیں آسکتی۔ نواز شریف نے کہا کہ منتخب ارکان کو جیلوں میں ڈالنے والے اقتدار میں نہیں رہیں گے۔ حکمران ڈرگ مافیا کی سپورٹ کر رہے ہیں۔ بے نظیر کو پاکستان سے کوئی دلچسپی نہیں۔ غریب گھی کے لیے لائنوں میں لگے ہوئے ہیں اور وہ

سنگاپور میں خریداری کر رہی ہیں۔

بے نظیر کادورہ امریکہ

17 مارچ کو مسلم لیگی ذرائع نے انکشاف کیا کہ بے نظیر نے اپنے دورہ امریکہ کی تشہیر کے لیے ایک امریکی فرم کو دس لاکھ ڈالر کا ٹھیکہ دیا ہے۔ یہ ملک کے وزیراعظم کا نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کی سربراہ کا دورہ ہے۔ حکومت کی ناقص خارجہ پالیسی نے ہمارے دوستوں کو دشمن بنا دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن نے میرے دورہ امریکہ کے دوران ہنگامے کرانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس مقصد کے لیے کرنسی نیویارک اور واشنگٹن بھیجی جا رہی ہے۔

21 مارچ کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ پاکستان بنیاد پرستی کے خلاف لڑنے والا ملک ہے۔ میری حکومت کو دہشت گردوں اور اسلامی شدت پسندوں سے تشویش لاحق ہے۔ انتہا پسندوں کی سرکوبی کے لیے مغربی ممالک ہماری مدد کریں۔

21 مارچ کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد میں کہا کہ بے نظیر اسلام کے خلاف امریکی حکومت کی کارروائیوں میں ایک مہرہ بننا چاہتی ہیں۔ انھوں نے امریکی اور مغربی ممالک کو پاکستان کے معاملات میں مداخلت کی کھلی دعوت دے کر سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر اسلامی شدت پسندی کا نام لے کر امریکہ کی حمایت حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ حکومت غیر ملکی ایجنٹ ہے۔ مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ بنیاد پرستی کے خلاف امریکہ سے امداد طلب کرنا ایک تباہ کن سوچ ہے۔

صدر لغاری سے ملاقات

25 مارچ کو نوابزادہ نصراللہ خاں نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے اہم ملکی اُمور پر تفصیل سے بات چیت کی۔ نوابزادہ نے صدر سے کہا کہ وہ حکومت کو اپنے سیاسی مخالفین کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانے اور سیاسی ماحول کو کشیدہ کرنے سے روکیں۔

26 مارچ کو امریکہ کی خاتون اول ہلیری کلنٹن نے اسلام آباد میں بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔ انھوں نے منشیات، دہشت گردی اور تشدد کے خلاف حکومت پاکستان کے اقدامات کی تعریف کی۔

25 مارچ کو ایسٹرن اکنامک ریویو نے رپورٹ میں کہا کہ اقتصادی مشکلات پر قابو پانے کے لیے بے نظیر حکومت کے تمام دعوے باطل ثابت ہوگئے۔ گرانی نے سابقہ 25 سال کے ریکارڈ توڑ دیئے۔ زبردست منہگائی لوگوں کے لیے ناقابل برداشت بن گئی ہے۔ فروری میں حکومت

صرف تین ارب روپے کے ٹیکس جمع کر سکی جو کہ اُس کے ہدف کے نصف ہیں۔

دفتر پر چھاپہ

25 مارچ کو ایک خفیہ ایجنسی نے اسلام آباد میں واقع جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے دفتر پر چھاپہ مار کر ایک رہنماء خالد محمود کو اپنی تحویل میں لے لیا اور دفتر کی اہم فائلیں بھی اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اُسی دن ایف۔ آئی۔ اے کے اہلکاروں نے جماعت اسلامی تحصیل مری کے امیر حاجی بنی عباس کے ہوٹل "الجیب" پر رات گئے چھاپہ مار کر اُن کے دو عزیزوں کو حراست میں لے لیا۔ ہوٹل کا ریکارڈ بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکومت کے ان اقدامات نے اُس کے عزائم کو بے نقاب کر دیا۔ نوابزادہ نصراللہ خاں اور مسلم لیگی رہنماؤں نے بھی اُس کی مذمت کی۔

کرنل قذافی کا انٹرویو

26 مارچ کو طرابلس میں پاکستانی صحافیوں کو انٹرویو دیتے ہوئے لیبیا کے سربراہ کرنل قذافی نے کہا کہ بھٹو کو ایٹمی پروگرام کی وجہ سے امریکہ نے قتل کرایا۔

لاہور میں آپریشن

یکم مارچ کو پولیس کی بھاری جمعیت نے رات تین بجے ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں چھپے ہوئے دہشت گردوں کی گرفتاری کے لیے آپریشن کر کے 18 افراد کو گرفتار کر لیا۔ بھاری تعداد میں خود کار اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ دہشت گردوں کی تلاش میں امام بارگاہ، مساجد اور گھروں کی تلاشی لی گئی۔ سپاہ محمد کے مرکزی دفتر پر پولیس نے قبضہ کر لیا۔ چھپے ہوئے مسلح افراد نے پہلے تو پولیس پر فائرنگ کی لیکن بعد میں ہتھیار ڈال دیئے۔ پولیس نے آبادی میں اپنی ایک چوکی بھی قائم کرلی۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر یہ اپنی نوعیت کا پہلا آپریشن تھا۔

یکم مارچ کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے پنجاب کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ اس موقع پر گورنر چوہدری الطاف اور صوبائی وزیر مخدوم الطاف بھی موجود تھے۔

5 مارچ کو جھنگ میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے ایک سابق رکن پنجاب اسمبلی سمیت 6 افراد جاں بحق اور 10 زخمی ہوگئے۔ سابق رکن صوبائی اسمبلی ایک نماز جنازہ میں شرکت کے بعد واپس جا رہے تھے کہ گھات میں بیٹھے ہوئے افراد نے اُن پر فائرنگ کر دی۔

جھنگ میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔

7 مارچ کو ملتان روڈ لاہور پر صبح 8 بجے موٹر سائیکل پر سوار مسلح افراد نے سینکڑوں افراد کی موجودگی میں تحریک جعفریہ کی مرکزی کابینہ کے رکن اور امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے بانی صدر ڈاکٹر محمد علی نقوی، اُن کے گن مین تقی محمد اور ایک 14 سالہ راہ گیر کو کلاشنکوف کا برسٹ مار کر قتل کر دیا اور اسلحہ لہراتے ہوئے فرار ہو گئے۔ تحریک جعفریہ پاکستان کے سربراہ علامہ ساجد نقوی نے ڈاکٹر محمد علی کے قتل کو حکومت اور دہشت گردوں کے درمیان گٹھ جوڑ کا نتیجہ قرار دیا۔ سپاہ صحابہ کے رہنماء مولانا اعظم طارق نے کہا کہ یہ مصالحتی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی سازش ہے۔ قاضی حسین احمد فرقہ وارانہ تنازعہ ختم کرانے کے لیے اپنا مصالحتی کردار ادا کریں۔

عید کے تین دن

حفاظتی انتظامات کے باوجود عید کے تین دنوں میں دہشت گردی کی مختلف وارداتوں میں 4 سپاہیوں سمیت 29 افراد جاں بحق ہو گئے۔ عین عید کے دن شقی القلب قاتلوں نے سوسائٹی کے ایک بنگلہ میں دو خاندانوں کے سات افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا۔ اُن کے ہاتھ پیر باندھ کر باری باری اُن کے سروں پر گولیاں چلائی گئیں۔ فائر کھولنے سے قبل وہ مقتول سے کہتے کہ کلمہ پڑھ لو۔ قاتل موبائل فون اور واکی ٹاکی پر مسلسل کسی سے رابطے میں تھے اور دوسری جانب سے ملنے والی ہدایات کے مطابق عمل کر رہے تھے۔ خواتین اپنے عزیزوں کو اس طرح قتل ہوتے ہوئے دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں۔ حکومت سندھ نے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے دس لاکھ روپے انعام کا اعلان کر دیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکومت دہشت گردی پر قابو پانے میں ناکام ہو چکی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت صورت حال کو قابو میں لانے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ الطاف حسین نے کہا کہ سندھو دیش کے قیام اور کراچی کو طفیلی ریاست بنانے کا سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ مہاجروں کا قتل عام منظم مہم کا حصہ ہے۔ صدر اگر تحفظ فراہم نہیں کر سکتے تو مستعفی ہو جائیں۔

5 سے 10 مارچ تک کراچی میں ایک پولیس انسپکٹر، دو سپاہی، ایک عورت اور دو سگے بھائیوں سمیت 58 افراد ہلاک اور 50 سے زائد زخمی ہو گئے۔ سب انسپکٹر کو کار سمیت اغوا کر کے گولی مار دی۔

جمعہ 10 مارچ کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے موقع پر جامع مسجد جامع حسینی کراچی میں بم کے ایک زبردست دھماکے اور فائرنگ کے نتیجے میں 13 نمازی جاں بحق اور 40 سے زائد زخمی ہو گئے۔ دھماکہ مسجد کے اندر کھڑی ویگن میں نصب بم کے پھٹنے سے ہوا۔ نمازی جب زخمیوں کو

لے کر باہر نکلے تو ایک گاڑی سے اُن پر گولیاں چلائی گئیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ مسجد میں بم کا دھماکہ کرنے والے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیں گے۔ مجرموں کی نشاندہی کے لیے حکومت نے 20 لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کر دیا۔ تحریک جعفریہ کے سربراہ آغا سید حامد علی موسوی نے کہا کہ شیعہ سنی صبر و تحمل سے کام لیں، یہ سپر طاقتوں کی سازش ہے۔ قاضی حسین احمد نے کراچی آ کر امام بارگاہ حسینی اور ملیر میں بم دھماکے کا نشانہ بننے والی مسجد کا دورہ کیا اور کہا کہ اس قتل و غارت گری میں شیعہ سنی نہیں بلکہ دشمن کے ایجنٹ ملوث ہیں۔

10 مارچ کو قاضی حسین احمد کی اپیل پر ملک بھر میں کراچی میں ہونے والی دہشت گردی، تخریب کاری اور عبادت گاہوں پر حملوں کے خلاف عوام سے اظہار یک جہتی کے لیے یوم احتجاج منایا گیا۔ ملک کے طول و عرض میں مساجد میں دعائیں مانگی گئیں۔ ہینڈ بل تقسیم کیے گئے اور پوسٹر لگائے گئے۔

پیر پگارا کے بنگلہ پر فائرنگ

11 مارچ کو پیر پگارا کے بنگلے کنگری ہاؤس پر صبغت اللہ راشدی کے بیڈ روم کا نشانہ لے کر راکٹ لانچر سے حملہ کیا گیا۔ نقاب پوش حملہ آوروں نے چار مختلف اطراف سے بنگلہ پر فائرنگ کی اور راکٹ پھینکا۔ پیر صاحب موجود نہیں تھے۔ مکان کو نقصان پہنچا لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ پیر صاحب نے کہا کہ پورا شہر حملہ آوروں کی زد میں ہے تو میرا گھر کس طرح بچ سکتا ہے۔ عبداللہ شاہ نے پیر صاحب کے گھر جا کر خیریت دریافت کی۔ امریکی نائب وزیر خارجہ رابن فیل نے کہا کہ کراچی میں بڑے پیمانے پر اسلحہ پہنچ رہا ہے جس پر ہمیں تشویش ہے۔

حقیقی کے دفتر پر حملہ

12 مارچ کو پاک کالونی کراچی میں پیدل، موٹر سائیکلوں اور کاروں میں سوار درجنوں افراد نے حقیقی کے سیکٹر آفس کو گھیرے میں لے کر اندھا دھند فائرنگ کر کے اُس کے 13 کارکنوں کو ہلاک کر دیا۔ حملہ آوروں نے راکٹ چلا کر اور دستی بم پھینک کر پورے علاقے میں خوف و ہراس طاری کر دیا۔ ایک سفید رنگ کی کار میں نصب مشین گن سے فائرنگ کی گئی۔ کارکنوں کے گھروں پر بھی گولیاں برسائی گئیں۔ لاشیں ایک گھنٹے کے بعد اُٹھائی جا سکیں۔ پولیس اطلاع ملنے کے باوجود کئی گھنٹے بعد جائے واردات پر پہنچی۔ آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی کو حب الوطنی کی سزا دی جا رہی ہے۔

امریکی حکومت کی ہدایت

کراچی میں امن و امان کی صورت حال کے پیش نظر امریکی حکومت نے 16 مارچ کو اپنے سفارتی عملے کو ہدایت دی کہ وہ غیر ضروری دورے نہ کریں اور خطرناک علاقوں میں نہ جائیں۔ امریکی بچوں اور عملے کے کچھ افراد کے انخلاء کا فیصلہ بھی کیا گیا۔

محاصرے اور چھاپے

حکومت کے فیصلے کے مطابق 17 مارچ سے چھاپوں اور محاصروں میں مزید شدت آ گئی۔ کراچی کے تمام تھانوں کا چارج رینجرز کو دے دیا گیا۔ اور انہیں چھاپے مارنے، تلاشی لینے اور ملزمان کو گرفتار کرنے اور تفتیش کرنے کا حق دے دیا گیا۔ 17 مارچ کو چھاپوں کے دوران 250 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ 19 مارچ ملیر کورنگی اور فیصل کالونی میں گھر گھر تلاشی لی گئی اور تقریباً سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔ فیصل کالونی میں محاصرہ کے دوران شدید فائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے رینجرز کو واپس جانا پڑا۔ 20 مارچ کو رات گئے چھاپے مار کر پولیس نے 25 افراد کو گرفتار کر لیا۔ تین روز سے بعض علاقوں میں مسلسل گھر گھر تلاشی کی وجہ سے چھ لاکھ افراد اپنے گھروں کے اندر محصور ہو کر رہ گئے۔ بازار اور دکانیں بند پڑی ہیں۔ کرفیو کا سماں ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ اُن کی کوششوں سے شہر میں امن قائم ہوگیا۔ اسلحہ، گاڑیاں اور دیگر سامان برآمد کیا گیا۔

خفیہ ایجنسیوں کے درجنوں اہلکاروں نے 17 مارچ کو اسلام آباد میں ایم۔ کیو۔ ایم کے مرکزی دفتر پر چھاپہ مار کر چیف آرگنائزر سمیت متعدد کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ ٹیلی فون اور فیکس لائنیں کاٹ دیں۔ الطاف حسین نے اسے مہاجر دشمنی کی بدترین انتقامی کارروائی قرار دیا۔

لیکن مارچ کے تیسرے ہفتے میں بھی دہشت گردی کے واقعات میں 25 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

سینیٹر اشتیاق اظہر نے مطالبہ کیا کہ کراچی میں اقوام متحدہ کی امن فوج تعینات کی جائے۔ قتل کی تحقیقات کے لیے امریکی ٹیم آ سکتی ہے تو امن کے لیے فوج بلانے میں کیا حرج ہے۔

نواز شریف الطاف حسین مذاکرات

19 مارچ کو لندن میں مسلم لیگ کے صدر ڈاکٹر طوسی کے گھر پر نواز شریف اور الطاف حسین کے درمیان مذاکرات کا آغاز ہوا، جو تین دن تک جاری رہے۔ الٰہی بخش سومرو اور اجمل خٹک بھی نواز شریف کے ہمراہ تھے۔ نواز شریف اور الطاف حسین نے تنہائی میں بھی ملاقاتیں

کیں۔ 21 مارچ کو کامیاب مذاکرات کے بعد دونوں جماعتوں نے ایک مشترکہ اعلامیہ میں کہا کہ تمام متاثرین کو معاوضہ ادا کیا جائے۔ جھوٹے مقدمات واپس لیے جائیں منتخب نمائندوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ بلدیاتی انتخابات فوری طور پر کرائے جائیں۔ شہریوں کو زبان، مذہب، فرقہ اور قومیت کے امتیاز کے بغیر بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے۔ کراچی کے بحران کے حل کو دوسرے اُمور پر فوقیت دی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین ضرور وطن واپس آئیں گے۔ اُنہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ الطاف حسین نے کہا کہ نواز شریف رن وے بنائیں گے تو ہم لینڈ کریں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین قیام امن کے لیے اپنا کردار ادا کریں تو مسلم لیگ۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے علاقوں سے اپنی نشستوں سے دستبردار ہو جائے گی۔

الطاف حسین نے وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ یہ معاہدہ اتحاد نہیں بلکہ مسلم لیگ کے ساتھ مفاہمت کا آغاز ہے۔ پیپلز پارٹی نے اپنے وعدے پورے نہیں کئے اور مذاکرات خود ہی ختم کر دیئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ نواز الطاف ملاقات ہمارے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ جب تک کراچی میں خون خرابہ بند نہیں ہوتا۔ اُس وقت تک ایم۔ کیو۔ ایم سے کوئی مصالحت نہیں ہو سکتی۔ نصیر بابر نے کہا کہ الطاف حسین کو عام معافی دے کر دوسرا "اگر تلہ سازش کیس" نہیں بننے دیں گے۔ شیخ مجیب کا ٹرائل ہو جاتا تو مشرقی پاکستان الگ نہ ہوتا۔ الطاف حسین کو واپس آتے ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اگر الطاف حسین کے خلاف مقدمات جھوٹے ہیں تو ان میں سے بیشتر تو نواز شریف دور حکومت میں بنے ہیں۔ جھوٹے مقدمات بنانے کے جرم میں تو نواز شریف پر مقدمہ چلنا چاہیے۔ کراچی میں امن کے قیام میں تعاون کرنے کے بجائے وہ چھ ماہ کا راشن جمع کروانے والوں کے پاس چلے جائیں۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

21 مارچ کو ایوان صدر اسلام آباد میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں جس میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر، جنرل عبدالوحید، گورنر ہارون اور وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے شرکت کی۔ کراچی میں ایک گرینڈ آپریشن کو حتمی شکل دی گئی ہے۔ یہ آپریشن رینجرز کرے گی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کراچی میں میں پولیس کی نفری کم ہے۔ اس لیے دہشت گردوں کو پکڑنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ سیاست اور جرائم میں ملوث 1272 پولیس اہلکار برطرف کر دیئے گئے۔ سندھ کے جیلوں میں 311 قیدیوں کا تعلق سیاسی جماعتوں سے ہے۔

جی-ایم سیّد کی رہائی

21 مارچ کو رات بارہ بجے ڈپٹی کمشنر نے جناح اسپتال جا کر اطلاع دی کہ جی-ایم-سیّد کو جو وہاں زیرِ علاج تھے، ضمانت پر رہا کیا جا رہا ہے۔ اُن کے کمرہ سے جیل گارڈ ہٹا لیے گئے۔ اُن کے بیٹے امداد شاہ نے کہا کہ ہم نے ضمانت کی کوئی درخواست نہیں دی۔ سائیں کوما میں ہیں اور انہیں اسپتال سے حیدر منزل منتقل کرنا ممکن نہیں۔

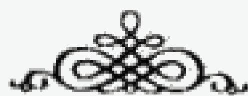
22 مارچ کو سیّد امداد شاہ نے اپنے والد کے علاج میں تاخیر کے خلاف وزیرِ اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ اور ہوم سیکرٹری شاہ حامد کے خلاف اقدامِ قتل کے مقدمہ کی درخواست دائر کر دی۔ حکومت نے بغرضِ علاج بیرونِ ملک جانے کے لیے نہ تو پاسپورٹ جاری کیا اور نہ ہی میڈیکل بورڈ قائم کیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ جی-ایم-سیّد علاج کے لیے جس ملک بھی جانا چاہتے ہو، جا سکتے ہیں لیکن اہلِ خانہ نے بتایا کہ اُن کی حالت خطرناک حد تک بگڑ گئی ہے۔

سندھ میں ہڑتال

20 اپریل کو جئے سندھ رہبر کمیٹی کی اپیل پر جی-ایم-سیّد کو بیرونِ ملک علاج کے لیے نہ بھیجنے کے خلاف سندھ کے متعدد شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

25 اپریل کو جئے سندھ تحریک کے بانی اور ممتاز قوم پرست رہنما جی-ایم-سیّد صبح چار بجے 92 سال کی عمر میں جناح اسپتال کراچی میں انتقال کر گئے۔ وہ 39 روز سے زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے۔ اُن کی میت کو جئے سندھ کے پرچم میں لپیٹ کا گاڑیوں کے جلوس میں اُن کے آبائی گاؤں "سن" لے جایا گیا۔ 26 اپریل کو اُن کی وصیت کے مطابق انہیں "سن" میں اپنے والد کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔ تیس برس انہوں نے قید و بند میں گزارے لیکن کبھی ضمانت پر رہائی کی درخواست نہیں دی، ہمیشہ مقدمہ چلانے پر اصرار کرتے رہے۔ اُن کے سوگ میں سندھ کے کئی شہروں میں ہڑتال ہوئی اور گھروں پر سیاہ پرچم لہرائے۔

30 اپریل کو سن میں ایک تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ولی خاں نے کہا کہ جی-ایم-سیّد کی وفات سے مظلوم قوموں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اس موقع پر اجمل خٹک نے کہا۔ پختون سندھی قوم کے ساتھ ساتھ ہیں۔



ہوں- ریڈیو اور ٹی- وی کی خبروں میں بار بار کہا جا رہا ہے کہ کراچی میں 15 پنجابیوں کو ہلاک کر دیا گیا- مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ حکمران کراچی میں لسانی فسادات کرانے کی سازش کر رہے ہیں- الطاف حسین نے کہا کہ پنجابی بھائیو! ہمیں غدار مت سمجھو- اس سفاکانہ واردات میں وزیر داخلہ کا ہاتھ ہے- رابطہ کمیٹی نے کہا کہ 15 افراد کا قتل حکومت کے سوا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا- یہ بدترین دہشت گردی ہے، لیکن عبداللہ شاہ نے کہا کہ ان افراد کے اجتماعی قتل کا ذمہ دار الطاف گروپ ہے، ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں- چار ملزمان گرفتار کر لیے گئے ہیں، اُن میں ایک سنٹرل ایکسائز کا سپاہی اور ایک ایم-کیو- ایم کا یونٹ انچارج ہے-

5 نومبر کو 15 افراد کے قتل کو لسانی رنگ دینے پر احتجاج کرتے ہوئے اپوزیشن یہ کہتے ہوئے قومی اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئی کہ حکومت تعصبات کو ہوا دے کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے- حکومت تمام ہلاک شدگان کے ورثاء کو معاوضہ کیوں ادا نہیں کرتی- صرف انہی کو کیوں ادا کیا گیا؟

پولیس کی ناکہ بندی اور ہائی الرٹ کے باوجود نومبر کے پہلے ہفتے کے دوران 23 افراد ہلاک کر دیئے گئے-

حنیف بھنوری کی پریس کانفرنس

7 نومبر کو کراچی میں پولیس کے زیرِ اہتمام ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملزم حنیف عرف بھنوری نے کہا کہ میں نعیم شری کے گروپ کے لیے کام کرتے ہوئے اب تک 23 افراد کو قتل کر چکا ہوں، مجھے کراچی میں اسلحہ کے استعمال کی تربیت دی گئی- 15 افراد کے قتل میں نعیم شری سمیت 9 افراد شریک تھے- نعیم شری نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر تم ہمارے لیے کام نہیں کرو گے تو تمہارے ماں باپ اور بیوی بچے قتل کرا دیں گے- اب میرا ضمیر جاگ گیا ہے اور میں پھانسی کے لیے تیار ہوں- حنیف صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھا- پریس کانفرنس کے دوران اطمینان کے ساتھ پان چباتا رہا- اُس کا لہجہ برمی تھا لیکن اُس کا اصرار تھا کہ وہ اردو بولنے والا ہے لیکن پریس کانفرنس کے بعد دو درجن افراد کا یہ اقبالی مجرم بھی منظر عام سے غائب ہو گیا اور اُسے کسی عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا گیا-

نصیر بابر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ الطاف حسین نے مجھے قتل کرنے کا سگنل دے دیا ہے، لیکن الطاف حسین نے کہا کہ یہ میرے اوپر بے بنیاد اور اشتعال انگیز الزام ہے- وزیر داخلہ نے ہزاروں مہاجروں کو قتل کرایا ہے، وہ میرے نہیں قوم کے مجرم ہیں-

بھتوں کی وصولیابی

جبری چندہ کی وصولیابی کی بڑھتی ہوئی شکایتوں کے پیش نظر الطاف حسین نے رابطہ کمیٹی کو ہدایت دی کہ وہ ان شکایات کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ لندن روانہ کریں۔ بھتہ وصول کرنے والے کارکنان یہ تاثر دیتے ہیں کہ اس کا بیشتر حصہ وہاں کے مصارف پورا کرنے کے لیے لندن روانہ کیا جاتا ہے۔

شادی ہال کا محاصرہ

10 نومبر کو پولیس نے اچانک ایک شادی ہال کا محاصرہ کر کے تمام مہمانوں کو ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ ایک برقع پوش شخص سے تمام مہمانوں کی شناخت کرائی گئی۔ یہ تکلیف دہ اور توہین آمیز عمل دو گھنٹے تک جاری رہا۔ پولیس کو اطلاع ملی تھی کہ فہیم کن کٹا اور عامر ذکی اُس تقریب میں موجود ہیں، لیکن مطلوبہ افراد وہاں نہیں تھے۔ 11 نومبر کو اورنگی اور الکرم اسکوائر کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ ایک سپاہی سمیت 150 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ 13 نومبر کو لیاری کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ تین خواتین سمیت 100 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ 15 نومبر کو چھاپوں کے دوران ضلع وسطی سے 18 دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے اسلحہ اور چھینی ہوئی گاڑیاں برآمد ہوئیں۔

11 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر کراچی پہنچ گئیں۔ جہاں انہوں نے گورنر اور وزیراعلیٰ سے ملاقات کر کے کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ 16 نومبر کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل ملاقات کی۔ جس میں کراچی کے بارے میں نئی حکمت عملی زیر غور آئی۔

حکومتی اقدامات کے باوجود نومبر کے دوسرے ہفتے میں مقتولین کی تعداد بڑھ کر 41 ہوگئی۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ ہم بے نظیر کو سندھ کارڈ استعمال نہیں کرنے دیں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی میں کسی کی جان و مال محفوظ نہیں۔ دہشت گردوں کو بے نقاب کر کے سزا دی جائے۔

14 نومبر کو تین گاڑیوں میں سوار مسلح افراد نے مرتضیٰ بھٹو کی رہائش گاہ 70 کلفٹن پر فائرنگ کی۔ جوابی فائرنگ سے حملہ آور فرار ہوگئے۔ پولیس وزیراعظم کے بھائی کے گھر پر فائرنگ کرنے والوں کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

محاصرے اور تلاشی

20 نومبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو اور دوسرے دفاتر کا محاصرہ کر کے تلاشی لی گئی۔ 250 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 21 نومبر کو رنچھوڑ لائن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ متعدد افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اورنگی میں ایک ڈسپنسری میں قائم ٹارچر سیل پکڑا گیا۔ اسلحہ اور گاڑیاں برآمد ہوئیں۔ اورنگی کے محاصرہ کے دوران پورے علاقے میں کاروبار بند رہا۔ گھر گھر تلاشی میں ڈھائی ہزار افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 27 نومبر کو کورنگی اور گلبہار میں پولیس مقابلہ میں الطاف گروپ کے 5 دہشت گرد ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس ذرائع کے مطابق وہ 40 سے زیادہ مقدمات میں ملوث تھے۔ 28 نومبر کو کورنگی اور اورنگی کا پھر محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔

29 نومبر کو نئی کراچی اور شریف آباد کا محاصرہ کر کے تلاشی لی گئی۔ مسلسل محاصروں، چھاپوں، گرفتاریوں اور فائرنگ کے خوف سے متاثرہ بستیوں کے تقریباً 80 فیصد لوگ نقل مکانی کر گئے۔ وہ اپنے مکانات خالی کر کے اپنے رشتہ داروں کے گھروں پر رہنے پر مجبور ہو گئے۔

ان حکومتی اقدامات کے باوجود نومبر کے آخری 15 دنوں میں 35 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ اورنگی میں ایک نوجوان کی نعش ملی جس کے پاس یہ ملا "ایم۔ کیو۔ ایم کا تحفہ قبول ہو۔" 17 نومبر کو ایک نوجوان کو تشدد کر کے ہلاک کیا گیا۔ اُس کے جسم پر سگریٹ سے داغنے جانے کے نشانات تھے۔ اورنگی میں محکمہ تعلیم کے ایک افسر کو ہلاک کر دیا گیا۔ 18 نومبر سے ایک شخص کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ ملزمان اُس کی نعش سڑک پر پھینک کر فرار ہو گئے۔

وزیر اعلیٰ کے بھائی کا قتل

23 نومبر کو وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ کے چھوٹے بھائی محکمہ خوراک کے ڈپٹی ڈائریکٹر سید احسان اللہ شاہ جو کافی عرصے سے فیڈرل بی ایریا میں رہائش پذیر تھے، دہشت گردی کا نشانہ بن گئے۔ وہ اپنے دوست الٰہی بخش چانڈیو کے ہمراہ اپنے گھر سے دفتر جانے کے لیے کار میں روانہ ہوئے۔ اُن کی کار جیسے ہی مین روڈ پر آئی ملزمان نے جو اُن کی گھات میں پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے اُن پر کلاشن کوف کے برسٹ مارے۔ احسان شاہ اور اُن کا ڈرائیور محمد عیسیٰ موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ عبداللہ شاہ کو اپنے بھائی کے قتل کی اطلاع سہون سے 20 کلومیٹر دور ایک تقریب کے دوران ملی۔ وہ فوراً ہی ہیلی کاپٹر کے ذریعے کراچی پہنچے اور نماز جنازہ کے بعد اپنے بھائی کی میت لے کر اپنے آبائی گاؤں بھان سعید آباد روانہ ہو گئے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ احسان علی شاہ دہشت گردی کا نشانہ بنے ہیں۔ وہ مرے نہیں، شہید ہوئے ہیں۔ یہ صدمہ ہمارا

راستہ نہیں روک سکتا۔ دہشت گردی کے خلاف ہماری جنگ جاری رہے گی۔ 25 نومبر کو دادو میں اپنے بھائی کے سوئم پر بات کرتے ہوئے عبداللہ شاہ نے کہا کہ میرے بھائی کے المناک سانحہ سے ہمارے عزم اور ارادوں میں کوئی لچک پیدا نہیں ہوگی۔ دہشت گردی کے خاتمے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

نعیم کی ہلاکت

29 نومبر کو کورنگی میں الطاف گروپ کا انچارج نعیم پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ پولیس کے مطابق وہ 25 سے زائد مقدمات میں ملوث تھا۔ 30 نومبر کو کورنگی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے الزام لگایا کہ تدفین کے موقع پر پولیس اور رینجرز نے مرد حضرات کو پریشان کیا اور اُنہیں نعیم کے ساتھ قبرستان جانے سے روک دیا گیا۔ جس کے بعد مجبوراً خواتین نے میت کو کاندھا دیا اور تدفین میں حصہ لیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ جنازے کے شرکاء پر تشدد بدترین دہشت گردی اور انسانیت کے ماتھے پر بدترین داغ ہے۔ نصیربابر نے اس الزام کو بے بنیاد قرار دیا۔

اکبر بگٹی کا انکشاف

ڈیرہ بگٹی میں اسلام آباد کے اخبار نویسوں کے ایک گروپ سے بات کرتے ہوئے جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب اکبر بگٹی نے 7 نومبر کو کہا کہ 1973ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے مجھے چوہدری ظہور الٰہی کو قتل کرا دینے کا حکم دیا تھا۔ اُس وقت ظہور الٰہی مری قبائل کو اسلحہ فراہم کرنے کے الزام میں بلوچستان میں کوہلو جیل میں بند تھے۔ کراچی کی ایک عدالت نے ظہور الٰہی کو کسی دوسرے مقدمہ میں اپنے روبرو طلب کرلیا۔ میں نے عدالت کے حکم پر اُنہیں کراچی روانہ کرنے کی تیاری شروع کردی، لیکن بھٹو نے مجھ سے فون پر کہا کہ کسی بہانے سے ظہور الٰہی کو عدالت مت بھیجو لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا، لیکن اگلے دن بھٹو نے پھر فون کرکے مجھ سے کہا کہ چوہدری کو روانہ کردو۔ میں نے دریافت کیا کہ کہاں روانہ کردوں۔ تو جواب دیا کہ "اوپر" بھیج دو اور اُن کے قتل کا الزام مری قبائل پر ڈال دو۔ میں نے اس پر عمل کرنے سے پھر انکار کردیا۔ بگٹی نے کہا کہ کراچی ڈیرہ بگٹی اور سوئی ایک جیسی ریاستی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ وزیر داخلہ نصیربابر، ایم۔ کیو۔ ایم سے بڑے بدمعاش ہیں۔

نواز شریف کے خطاب

3 دسمبر کو پنڈی میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ مجھے ہٹا کر بے نظیر کو اقتدار میں لانے کی ذمہ دار عوام نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ حکمرانوں نے ملک کو کنگال کر دیا۔ پارلیمنٹ کو بے اثر کر کے عدلیہ کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ مہنگائی نے سب کی کمر توڑ دی ہے۔ اب لات مارنے کا وقت آگیا۔ جلد کال دوں گا۔ 4 دسمبر کو جہلم اور گوجر خاں میں کہا کہ الیکشن ہم نے جیتا لیکن حکومت کسی اور کی بنی۔ ہم 24 نشستیں "قاضی آ رہا ہے" کے نتیجے میں ہار گئے۔ حکومت ملی تو قوم کی تقدیر بدل دوں گا۔ کراچی کی آگ بجھ جائے گی۔ 5 دسمبر کو تلہ گنگ میں کہا کہ ملک کو بھارتی توپوں اور ٹینکوں سے اتنا خطرہ نہیں جتنا موجودہ حکومت سے ہے۔ بے نظیر قوم کو بھارتی آلو کھلا رہی ہیں۔ 6 دسمبر کو لاہور میں کہا کہ ہم قوم کو عوام دشمن حکومت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے۔

نواز شریف اور اکبر بگتی میں اتفاق رائے ہوگیا کہ مسائل کا واحد حل موجودہ حکومت کو ہٹانے میں ہے۔ ملک کو داخلی طور پر دیوالیہ اور خارجی طور پر یک و تنہا کر دیا گیا ہے۔ افریقہ جیسی غربت اور قحط کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔

بے نظیر کا موقف

5 دسمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ ہماری حکومت چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ عوام کا مینڈیٹ ہمارے پاس ہے' اپوزیشن کے پاس نہیں۔ ہمارے خلاف ہر سازش ناکام ہوگی۔ ہم اصولوں کی اور اپوزیشن ڈنڈوں کی سیاست کر رہی ہے۔ بے روزگاری اور مہنگائی کی ذمہ داری سابقہ حکومت ہے۔ معین قریشی نے بھی معیشت کی تباہی کا ذمہ دار نواز شریف کو قرار دیا تھا۔ 7 دسمبر کو کوئٹہ میں کہا کہ مجھے ہر غریب بلاول کی طرح عزیز ہے۔ مجھے اپنے بلوچ شوہر پر فخر ہے۔ ہم عوام کی خوش حالی اور ترقی کے لیے ہر طوفان سے ٹکرا جائیں گے۔ میں تو پیدا ہی محل میں ہوئی تھی۔ مجھے ملک کے باہر محل بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپوزیشن ملک و قوم کی ترقی کے لیے ہمارے ساتھ مل کر کام کرے۔ نواز شریف نے کہا کہ مذاکرات کے دروازے بے نظیر نے خود بند کر دیئے ہیں' مفاہمت کی بات کر کے وہ قوم کو دھوکہ نہیں دے سکتیں۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہمارا حکومت کے ساتھ تعاون ختم ہو چکا ہے لیکن میں خارجہ اُمور کی کمیٹی کے چیئرمین کے عہدہ سے مستعفی نہیں ہوں گا۔ وہ امریکہ سمیت آٹھ ممالک کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ اُنھوں نے کہا کہ سازش کے تحت میرے خلاف افسانے

باب 15

سندھ میں گرینڈ آپریشن

25 مارچ کو رینجرز نے شاہ فیصل کالونی اور دیگر علاقوں کا محاصرہ کر کے پانچ گھنٹے تک آپریشن کیا۔ جو بعض خطرناک مجرموں کو چھڑانے کی کوشش کی اطلاع پر کیا گیا۔ عدالت میں موجود لوگوں کی تلاشی لی گئی۔ شناختی کارڈ پیش نہ کرنے والوں کو عارضی طور پر حراست میں لے لیا گیا۔ رینجرز عدالت میں بھی داخل ہوگئے اور ججوں کو کمروں سے نکل جانے کا حکم دیا، جس پر رینجرز اور ججوں کے درمیان تکرار بھی ہوئی۔ 100 افراد حراست میں لے لیے گئے۔ فیصل کالونی میں بھی چھاپے مار کر 65 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ 28 مارچ کو رات کے وقت حیدر آباد میں پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم، سپاف، بھٹو شہید گروپ، جئے سندھ اور ترقی پسند رہنماؤں کی گرفتاری کے لیے اچانک چھاپے مارے۔ مطلوبہ اشخاص کے نہ ملنے پر رشتہ داروں کو حراست میں لے لیا گیا۔ 31 مارچ کو کراچی میں محاصروں کے دوران 40 افراد گرفتار کیے گئے۔

ان اقدامات کے باوجود مارچ کے آخری ہفتے میں کراچی میں تشدد کی وارداتوں میں ایک پولیس افسر سمیت 25 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ پولیس موبائلوں پر حملے ہوئے، ایمبولینس سمیت چھ گاڑیاں جلا دی گئیں۔ سڑکوں پر ٹائر جلا کر ٹریفک روک دیا گیا۔ گلبہار کے قبرستان سے ایک ہاتھ پیر بندھی نعش ملی۔

طرابلس میں پاکستانی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے لیبیا کے سربراہ قذافی نے کہا کہ کراچی کے حالات غیر ملکی سازش کا نتیجہ ہیں۔

عالمی ادارہ سیاحت نے کراچی کو دنیا کے خطرناک ترین شہروں کی فہرست میں شامل کر دیا۔ غیر ملکی سیاحوں کو مشورہ دیا گیا کہ وہ کراچی کا رخ کرنے سے گریز کریں۔ فسادات کے باعث وہاں ہلاکتیں روزمرہ کا معمول بن گئی ہیں۔

تراشے جا رہے ہیں۔

بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے کہا کہ فوج سیاست سے قطعی طور پر لاتعلق ہے۔ سیاست داں اپنے اختلافات اور مسائل خود حل کریں، ہماری خواہش ہے کہ جمہوریت مستحکم ہو اور حکومت عوام کی خوشحالی کے لیے کام کرے۔

پاکستان اسٹیل مل

5 دسمبر کو وفاقی حکومت نے کرپشن اور ڈسپلن کی خلاف ورزیوں کی رپورٹیں ملنے پر پاکستان اسٹیل ملز کے چیئرمین سجاد حسین کو اُن کے عہدہ سے ہٹا کر سیکرٹری کامرس سلمان فاروقی کے چھوٹے بھائی عثمان فاروقی کو قائم چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر مقرر کر دیا۔

رابن رافیل کا بیان

7 دسمبر کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے ایوان نمائندگان کی بین الاقوامی تعلقات کمیٹی کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ کشمیر میں استصواب رائے کے بارے میں سلامتی کونسل کی قراردادیں پرانی ہو چکی ہیں۔ بھارتی حکومت ان قراردادوں کو تسلیم نہیں کرتی۔ عملی صورت یہی ہے کہ ہم ماضی کو فراموش کر کے آگے کی طرف دیکھیں۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات بہتر ہونے کے کوئی آثار نہیں لیکن دونوں کے درمیان جنگ کا بھی کوئی خطرہ نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرنے والے ممالک میں بعد میں شامل ہوگا۔ بعد میں 9 دسمبر اپنے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے رابن رافیل نے کہا کہ ہم نے استصواب رائے کو مسترد نہیں کیا ہے۔ پاکستان اور بھارت رضامند ہوں تو امریکہ مسئلہ کشمیر کے حل میں مدد دے سکتا ہے۔

بھارت سے تجارتی تعلقات

11 دسمبر کو وفاقی وزیر تجارت احمد مختار نے کہا کہ بھارت کے ساتھ آزادانہ تجارت کا اصولی فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ بین الاقوامی معاہدوں کے تحت ہمارے لیے بھارت کا انتہائی ترجیحی ملک قرار دینا لازمی ہے۔ بھارت کے ساتھ کھلی تجارت سے برآمدات میں اضافہ ہوگا۔ زرمبادلہ کی بچت ہوگی اور باہمی دوری بھی ختم ہو جائے گی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کئے بغیر بھارت کے ساتھ کھلی تجارت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

10 دسمبر کو حکومت کے ایک تین رکنی وفد نے وزیراعظم بے نظیر کا ایک خط اپوزیشن کے

ارکان اسمبلی کے مشاہروں میں اضافہ

سندھ اسمبلی نے کثرت رائے سے ارکان سندھ اسمبلی کے مشاہروں میں اضافے کا بل منظور کر لیا۔ وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کی تنخواہوں میں ساڑھے تین سو فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹس لامحدود کر دی گئیں۔ اپوزیشن نے بل کی مخالفت کی۔
نااہل اور ناکام حکومتی پارٹی نے یہ بل منظور کرا کے اپنی خودغرضی، ڈھٹائی اور ذہنی پستی کا ثبوت فراہم کر دیا اور عوام کی نظروں میں خود کو رسوا کر لیا۔ ایسے مفاد پرست گروہ سے کسی اصلاح اور خیر کی توقع عبث ہے۔ صدر اور وفاقی حکومت نے بھی اس بارے میں کوئی گرفت نہیں کی۔

اعلیٰ سطحی صلاح مشورہ

27 مارچ کو اسلام آباد میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر اور جنرل وحید کے درمیان داخلی سلامتی اور کراچی کی صورت حال پر تین گھنٹے سے زیادہ دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ فوج کا بالواسطہ تعاون حاصل کرنے اور رینجرز کو آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات دینے کا معاملہ بھی زیر غور آیا۔ صدر نے کہا کہ اس پیچیدہ مسئلہ کے حل کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم سے مذاکرات کے دروازے کھلے رکھنے ہوں گے۔ بلدیاتی انتخابات کرانے سے حالات مزید خراب ہوں گے۔ غیر ملکی تربیت یافتہ دہشت گرد سرگرم عمل ہیں۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ آپریشن دہشت گردوں کے خاتمے تک جاری رہے گا۔

صدر کے ساتھ مذاکرات

30 مارچ کو ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک تین رکنی وفد نے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس کراچی میں صدر لغاری سے ڈھائی گھنٹے تک علیحدگی میں مذاکرات کئے، جس میں گورنر یا وزیراعلیٰ سندھ بھی موجود نہیں تھے۔ صدر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم بحالی امن میں حکومت سے تعاون کرے۔ صدر اور حکومت کے درمیان مذاکرات کے بارے میں مطابقت نظر نہیں آتی۔ صدر ہمیشہ ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مذاکرات کرنے پر زور دیتے رہے ہیں جبکہ حکومت اس بارے میں تحفظات رکھتی ہے۔

یکم اپریل کو شہباز شریف نے لندن سے ٹیلی فون پر جماعت اسلامی کے رہنما لیاقت بلوچ سے رابطہ قائم کر کے اشتراک عمل کے امکانات پر تبادلہ خیال کیا۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ نواز

رہنماء افتخار گیلانی کو پہنچایا جس میں اپوزیشن کو آئینی ترامیم اور دیگر اُمور پر حکومت کے ساتھ مذاکرات کرنے کی باقاعدہ دعوت دی گئی لیکن نواز شریف یہ کہتے ہوئے۔ اس پیش کش کو مسترد کر دیا کہ حکومت ملکی حالات کو سنگین بنا رہی ہے۔ اُس کے ہر قدم سے غنڈہ گردی کا عنصر نمایاں ہے، حکومت سے بات چیت صرف قومی اسمبلی میں ہوگی۔ 14 نومبر کو نواز شریف نے بے نظیر سے خط کا تحریری جواب بھی روانہ کر دیا جس میں مذاکرات کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ نئے انتخابات ملک کو درپیش مسائل کا واحد حل ہیں۔ بے نظیر نے مڈٹرم انتخابات کرانے کا مطالبہ مسترد کر دیا۔

ماجد سلطان کی گرفتاری

14 دسمبر کو پولیس نے نواز شریف کے قریبی دوست اور صنعت کار ماجد سلطان کے دفتر پر انٹیلی جنس کے دو افراد کو اغوا کرنے اور موبائل فون چھیننے کے الزام میں دھاوا بول دیا۔ عملے کے افراد کو بُری طرح زد و کوب کیا۔ جاوید سلطان نے اپنی گرفتاری پیش کر دی۔ تھانے میں اُنہیں کسی سے ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

15 دسمبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ملکی مسائل صرف باکردار لوگ ہی حل کر سکتے ہیں، بے حس حکمرانو کا مقصد ایوان اقتدار میں بیٹھ کر مسائل حل کرنا نہیں بلکہ ملکی وسائل لوٹنا ہے۔

بھارت کا ایٹمی دھماکہ

16 دسمبر کو "نیویارک ٹائمز" نے انکشاف کیا کہ بھارت راجستھان میں ایک مزید ایٹمی دھماکہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ روس بھارت کو ایٹمی اسلحہ کے استعمال کے لیے بین البراعظمی میزائل فراہم کرنے پر رضامند ہوگیا ہے۔ پاکستان کے سرکاری ترجمان نے کہا کہ ایٹمی دھماکے سے فوجی کشیدگی میں اضافہ ہوگا۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارت خطرناک اسلحہ کی کھیپ تیار کر رہا ہے۔ ہم دنیا کو اپنی تشویش سے آگاہ کر رہے ہیں۔ ہم اپنی دفاعی ضروریات سے باخبر ہیں۔

15 دسمبر کو سرکاری طور پر بتایا گیا کہ صدر لغاری اور وزیراعظم کے 6 حالیہ بیرونی دوروں پر 5 کروڑ 80 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ خصوصی طیارہ کا کرایہ اور میڈیا ٹیم کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ ان دوروں میں ذاتی عملہ کے علاوہ ارکان پارلیمنٹ، وزراء معززین اور اُن کی بیگمات شامل ہوتی ہیں۔

شریف یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ جن کو وہ بوجھ سمجھتے تھے، وہ سرمایہ ہیں۔

جلسہ عام سے خطاب

3 اپریل کو سانگھڑ میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ قوم کو پاکستان اور بے نظیر میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ ساڑھے تین روپے کلو ملنے والا آٹا اب چھ روپے کلو ہوگیا ہے۔ بے نظیر جب پہلی مرتبہ وزیراعظم بنیں تو اپنا ایک فوٹو بنوانے پر 8 لاکھ روپے خرچ کرڈالے۔ اب وہ اپنے امریکہ کے دورہ میں سیر سپاٹوں اور ناچ گانوں پر 18 کروڑ روپے خرچ کریں گی۔ جلسہ گاہ میں مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ کچھ لوگ الطاف حسین کی تصویریں اُٹھائے ہوئے تھے۔ اس موقع پر نواز شریف نے پیر پگارا سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔

3 اپریل کو نصیر بابر نے کہا کہ احتساب کے ضمن میں مقدمات تیار کر لیے گئے ہیں۔ حمزہ شریف اپنے چچا کی وجہ سے گرفتار ہوا۔

اسمگلر امریکہ کے حوالے

اسمگلنگ میں ملوث اقبال بیگ اور انور بیگ کی لاہور ہائی کورٹ میں رٹ درخواستیں مسترد ہونے کے فوراً بعد ان دونوں کو امریکی حکام کے حوالے کر دیا گیا۔ امریکی پولیس ایک خصوصی طیارے کے ساتھ پہلے سے موجود تھی تاکہ ان کو امریکہ لے جایا جائے۔ امریکی سفارت خانہ کے ذرائع نے بتایا کہ امریکہ نے منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث 25 پاکستانیوں کو امریکہ کے حوالے کرنے کی درخواست کی ہے۔ پاکستان افیون کی کاشت کرنے والا دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے۔ افیون کی اشت روکنے کے لیے امریکہ نے پاکستان کو ایک کروڑ ڈالر کی امداد دی ہے۔

بھٹو مرحوم کی برسی

4 اپریل کو گڑھی خدا بخش بھٹو میں بھٹو مرحوم کی 16 ویں برسی کے موقع پر بے نظیر نے کہا کہ دہشت گردوں اور منشیات کے اسمگلروں کے لیے پاکستان میں کوئی جگہ نہیں۔ دورہ امریکہ میں اصولوں پر سودے بازی نہیں ہوگی۔ بے نظیر اور میر مرتضٰی نے علیحدہ علیحدہ اپنے والد کے مزار پر حاضری دی اور چادر چڑھائی۔ مرتضٰی نے کہا کہ بے نظیر اور میر مرتضٰی نے علیحدہ علیحدہ اپنے والد کے مزار پر حاضری دی اور چادر چڑھائی۔ مرتضٰی نے کہا ہے کہ بے نظیر پاپا کے قاتلوں کے ساتھ بیٹھی ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بھٹو کی برسی کے موقع پر حکومت نے

کالاباغ ڈیم

18 دسمبر کو وفاقی وزیر غلام مصطفیٰ کھر نے کہا کہ گھاس کھالیں گے، لیکن کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا۔ سندھ کو پنجاب سے زیادہ اس ڈیم کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں بھی زیر زمین آبی ذخائر ختم ہوگئے ہیں۔ اگر ڈیم نہ بنا تو صوبہ بنجر ہو جائے گا۔

بری فوج کے نئے سربراہ

18 دسمبر کو لیفٹیننٹ جنرل جہانگیر کرامت کو جنرل کے عہدہ پر ترقی دے کر بری فوج کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ موجودہ سربراہ جنرل عبدالوحید 12 جنوری 1996ء کو ریٹائر ہو جائیں گے۔ نواز شریف نے جنرل جہانگیر کی تقرری کا خیرمقدم کرتے ہوئے کہا کہ صدر نے پہلی بار آئین کے مطابق اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سب سے زیادہ سینئر فوجی افسر کو اُن کا حق دیا ہے۔

20 دسمبر کو وفاقی وزیر این۔ ڈی۔ خاں نے قومی اسمبلی میں کہا کہ حکومت کی کارکردگی قابل تحسین ہے۔ ہم لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہں کہ الیکشن مقررہ وقت سے ایک دن بھی قبل نہیں ہوں گے۔ نواز شریف کو "را" کا ایجنٹ کہنے پر قومی اسمبلی میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔

غیر ملکی قرضوں کا حصول

22 دسمبر کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ حکومت نے آٹھ غیر ملکی بنکوں کے کنسورشیم سے 20 کروڑ ڈالر کا ایک اضافی ہنگامی قرضہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔

ملک گیر ہڑتال

30 دسمبر کو ملی یک جہتی کونسل کی اپیل پر بھارت کے ساتھ کھلی تجارت کے خلاف ملک گیر ہڑتال ہوئی۔ نواز شریف نے بھی ہڑتال کی حمایت کی۔ مختلف شہروں میں رہنماؤں نے احتجاجی جلسوں اور ریلیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کھلی تجارت کے لیے بھارت کو انتہائی ترجیحی ملک قرار دینا نظریہ پاکستان کی نفی اور شہداء کے خون سے غداری ہے۔ حکومت اسلام اور پاکستان کے بجائے امریکی مفادات کا تحفظ کر رہی ہے۔ اسلام آباد اُمت مسلمہ کے خلاف سازشوں کا گڑھ بن چکا ہے۔ عوام نے حکومت کے خلاف اپنا فیصلہ دے دیا۔ نااہل حکمران اپنا

اخبارات کو کروڑوں روپے کے اخبارات دیئے۔ یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کا ناجائز استعمال ہے۔ عوام دکھی ہیں۔ اپوزیشن کے بارے میں بے نظیر کی تنگ نظری بحران کا بنیادی سبب ہے۔

بے نظیر کا دورہ امریکہ

5 اپریل کو وزیراعظم بے نظیر امریکہ کے آٹھ روزہ سرکاری دورہ پر واشنگٹن پہنچ گئیں۔ ایئرپورٹ سے انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے جارج واشنگٹن یادگار لے جایا گیا جہاں امریکی دفتر خارجہ کے اعلیٰ حکام نے اُن کا استقبال کیا۔ بعد میں وہ ہوٹل روانہ ہو گئیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں نے اُن کی ایئرپورٹ اور ہوٹل آمد کے موقع پر احتجاجی مظاہرہ کیا اور نعرے لگائے۔

امریکی اخبارات نے بے نظیر کی آمد پر کوئی خبر شائع نہیں کی، البتہ امریکی اخبارات میں حکومت پاکستان کے خرچ پر خصوصی ضمیمے شائع کرائے گئے۔ بے نظیر کے دورہ امریکہ کی تشہیر میں بیس لاکھ ڈالر خرچ کئے جا چکے ہیں۔ اس موقع پر ثقافتی پروگراموں کے لیے دو سو پاکستانی رقاصوں اور فنکاروں پر مشتمل ایک ٹیم پہلے ہی سے امریکہ بھیجی جا چکی ہے۔ ثقافتی پروگراموں کا ٹھیکہ سیکرٹری خارجہ کی اہلیہ کو دیا گیا ہے۔ فنکاروں اور منتظمین کے سفر اور قیام و طعام کے اخراجات کے علاوہ ثقافتی شو پر چار لاکھ ڈالر خرچ ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ ملک ثقافتی طائفوں کی عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

بے نظیر کے وفد میں ایک بزرگ شخصیت نواب جہانگیر عرف پیر صاحب بھی شامل ہیں جو وزیراعظم کے کامیاب امریکی دورے کے لیے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ انہیں وی۔ آئی۔ پی کا درجہ حاصل ہے۔ جب بھی صحافی اُن سے ملاقات کرنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں بتایا جاتا ہے کہ پیر صاحب وظیفہ اور خصوصی عبادات میں مصروف ہیں۔

6 اپریل کو بے نظیر نے واشنگٹن میں پاکستان امریکی کونسل کے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان بین الاقوامی دہشت گردی، منشیات کی اسمگلنگ اور بنیاد پرستی کے خلاف فرنٹ لائن اسٹیٹ ہے۔ پاکستان امریکہ کا دیرینہ دوست ہے۔ سرد جنگ ختم ہونے کے بعد بھی پاکستان کی اہمیت کم نہیں ہوئی ہے۔ پریسلر ترمیم پاکستان کے لیے امریکہ سے وفاداری کی سزا اور بھارت کے ہاتھوں میں لاٹھی دینے کے مترادف ہے جو روس کے ساتھ ہے۔ امریکہ ایف 16 طیارے فراہم کرے یا ہماری رقم واپس کرے۔ بھارت کے بغیر ہم ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدہ پر دستخط نہیں کریں گے۔

7 اپریل کو پاکستان اور امریکہ کے تاجروں نے 6 ارب ڈالر کی 65 یادداشتوں پر دستخط کئے۔ ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ اس نوعیت کی یادداشتوں کی حیثیت محض نمائشی ہوتی ہے جن کا اصلیت سے دور کا بھی کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

بوریا بستر باندھ لیں۔ لاہور اور اسلام آباد میں پولیس اور مظاہرین کے درمیان جھڑپیں ہوئی۔ فائرنگ اور آنسو گیس سے متعدد افراد زخمی ہوگئے۔ تقریباً ایک سو افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔

بے نظیر نے کہا کہ ہڑتال ناکام ہوگئی' ملک میں نہ آمریت ہے اور نہ سامراجیت پھر ان ہڑتالوں کا جواز کیا ہے۔ علماء سیاست کے میدان خارزار میں اپنا دامن نہ الجھائیں۔ وہ عوام کو دینی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ بھارت کے ساتھ تجارت کے معاملہ میں ہم اپنی بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔ نواز شریف پاک بھارت تعلقات پر ہم سے مذاکرات کرلیں۔ 31 دسمبر کو قاضی حسین احمد عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب روانہ ہوگئے۔ بعد میں وہ سوڈان بھی جائیں گے۔

سال رفتہ

"وائس آف امریکہ" نے اپنی نشریات میں کہا کہ 1995ء پاکستان کے لیے کٹھن سال ثابت ہوا ہے۔ سیاست انتشار کا اور معیشت ابتری کا شکار ہے۔ امن و امان کی صورت حال تشویش ناک ہے اور عوام مایوس ہیں۔ دوران سال سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں تو 21 فیصد اضافہ ہوا جبکہ صدر اور وزیراعظم کی تنخواہوں میں 320 فیصد تک اضافہ کیا گیا' وہ ٹیکس سے بھی مستثنٰی ہیں۔ ان کے سفری الاؤنس میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ وزیراعظم کو کسی بھاری سے بھاری قیمت کی کار کی خریداری کا اختیار حاصل ہے۔ اپوزیشن حکومت کو گرانے اور حکومت اقتدار سے چمٹے رہنے پر مصر ہے۔

اگلا سال

31 دسمبر کو نواز شریف نے کہا کہ 1996ء کا اگلا سال فیصلہ کن ثابت ہوگا۔ لاٹھی گولی کی سرکار کو طول نہیں دیا جا سکتا۔ 1996ء میں غریبوں کے خواب پورے ہوں گے۔ وہ دوسرے وزیراعظم کا نام سنیں گے۔ ظلم کا حساب لیا جائے گا۔ ظالموں کو چوراہوں پر سزا دیں گے۔ عوام بھوکے مر رہے ہیں اور حکمرانوں کے گھوڑوں کے علاج کے لئے فرانس اور برطانیہ سے ڈاکٹروں کو بلوایا جاتا ہے۔ اس حکومت کو اب صرف ایک دھکے کی ضرورت ہے۔

مرتضٰی بھٹو کا بیان

یکم دسمبر کو مرتضٰی بھٹو نے کہا کہ عوام دشمن پالیسیوں والی میری بہن سے میرے اختلافات اتنے بڑھ چکے ہیں کہ اب ان کے ساتھ کسی تصفیہ کا کوئی امکان نہیں۔ مہنگائی اور بے

سی-این-این کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم امریکہ کے قابل اعتماد دوست ثابت ہوں گے۔ امریکہ کو چاہیے کہ وہ اعتدال پسند قوتوں کا ساتھ دے۔ ہم ایٹم بم نہیں بنائیں گے اور نہ ہی ایٹمی ٹیکنالوجی ایران سمیت کسی ملک کو برآمد کریں گے۔ ہم نے اپنی مرضی سے ایٹمی عدم پھیلاؤ کے اصول پر کاربند رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔

لیکن 8 اپریل کو "واشنگٹن پوسٹ" نے امریکی حکام کے حوالے سے یہ خبر شائع کی کہ پاکستان طاقتور ایٹمی اسلحہ بنانے کے خوشاب کے نزدیک ایٹمی ری ایکٹر کی تعمیر کر رہا ہے۔ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام ترک نہیں کیا ہے۔ امریکہ کا موقف بالکل واضح ہے کہ "ایٹمی پروگرام ترک کرو، امداد لو۔" بے نظیر نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ جدید ایٹمی ہتھیار تیار کے لیے پلاٹونیم پیدا کرنا ہمارے پروگرام میں شامل نہیں ہے۔ یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے کہ خوشاب ری ایکٹر سے اسلحہ پیدا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو گا۔ اس تردید کے باوجود اس ایک خبر نے بے نظیر کی تشہیری مہم اور اُن کے معذرت خواہانہ بیانات پر پانی پھیر دیا۔ "نیویارک ٹائمز" کے مطابق امریکی ایوان نمائندگان کے اسپیکر نے وزیراعظم بے نظیر سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔

طلبہ سے خطاب

9 اپریل کو بے نظیر نے پرنسٹن یونیورسٹی میں طلبہ اور دیگر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کے پاس دنیا کی دوسری بڑی فوج ہے۔ وہ پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا اور مالدیپ کے لیے خطرہ ہے۔ بھارت چاہتا ہے کہ پاکستان کشمیر کو بھارتی یونین کا حصہ تسلیم کرلے۔ بڑی طاقتیں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر خاموش ہیں۔ کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان کو اقوام متحدہ یا امریکہ کی ثالثی قبول ہے۔ امریکہ اس مسئلہ کے حل کے لئے کثیر قومی کانفرنس بلائے۔ مذہب کو اہم کردار ادا کرنا ہے لیکن انتہا پسندی کے خلاف اقدامات ضروری ہیں۔ کراچی میں حالات خراب ہیں، پھر بھی واشنگٹن کے مقابلہ میں بارہ گنا بہتر ہیں۔ واشنگٹن میں ہر ایک ہزار میں ایک فرد قتل کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ کراچی میں ہر بارہ ہزار میں ایک آدمی قتل ہوتا ہے۔ ملکی سلامتی کے لیے ہمیں بھارت کے پرتھوی میزائل کا جواب دینا پڑے گا۔

10 اپریل کو بے نظیر نے نیویارک میں کہا کراچی نیویارک سے بڑا شہر ہے۔ وہاں 80 تھانوں میں سے صرف 20 تھانوں میں گڑبڑ ہے۔ حالات دو سال کے اندر بہتر ہو جائیں گے۔ دہشت گردی کی بڑی وجہ منشیات اور افغان جنگ ہے۔ ایم-کیو-ایم اور تحریک جعفریہ کے کارکنوں نے نیویارک میں بھی بے نظیر کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے اور "بے نظیر کرائم

روزگاری نے عوام کا جینا حرام کر دیا ہے لیکن حکمران کرپشن اور کمیشن کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے بے نظیر حکومت کو ہٹانا پڑے گا۔ بے نظیر اور نواز شریف میں نورا کشتی ہو رہی ہے۔

الطاف حسین کا خطاب

4 دسمبر کو لندن میں ایم۔ کیو۔ ایم انٹرنیشنل سیکرٹریٹ کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ برصغیر میں ظلم ہوا تو پاکستان بنا۔ بنگالیوں کے قتل پر بنگلہ دیش وجود میں آیا۔ اب پھر خون بہایا جا رہا ہے۔ زمین زیادہ عرصہ تک اپنی اولاد کا قتل برداشت نہیں کرتی۔ اتنا خون نہ بہایا جائے کہ زمین اپنا جغرافیہ تبدیل کر لے۔ حکمرانوں کے ظلم کو روکا جائے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اجمل دہلوی نے لندن میں بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اگر حقوق نہ ملیں تو مسلح جدوجہد کوئی عیب نہیں، عدلیہ پر اعتماد نہیں، انتظامیہ اور فوج جانبدار ہے۔

دینی درسگاہ کی تالا بندی

4 دسمبر کو حکومت نے ایک معروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ کلفٹن کو ایک ماہ کے لئے بند کر دیا۔ ڈھائی سو طلبا اور اساتذہ کو باہر نکال کر جامعہ کو تالا لگا دیا گیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ جامعہ میں لوگوں کے اجتماعات کی سرگرمیوں فرقہ وارانہ کشیدگی اور امن وامان میں خرابی کا سبب بن سکتی ہیں۔ ملک کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا اقدام تھا۔ ملی یکجہتی کونسل نے جامعہ کھولنے کے لیے حکومت کو 48 گھنٹے کا نوٹس دے دیا۔ جامعہ کو سربمہر کرنے کے خلاف تمام سیاسی اور دینی جماعتوں اور دینی مدارس نے ملک بھر میں یوم احتجاج منایا۔ مظاہرے جلسے جلوس اور ریلیاں ہوئیں۔ مسلم لیگ (نواز گروپ) نے خاموشی اختیار کی۔ انتظامیہ نے 27 دسمبر کو جامعہ کی سیل کھول دی۔

4 دسمبر کو برطانوی جریدے "دی اکانومسٹ" نے اپنی خصوصی اشاعت میں پاکستان کے بارے میں تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ بے نظیر حکومت بہت غیر مقبول ہو گئی ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر صرف دو ماہ کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔ کراچی میں قیام امن کے لیے فوج طلب کی جا سکتی ہے۔ فوجی مداخلت کا خطرہ بھی موجود ہے۔ ایک بھارتی جریدے نے انکشاف کیا کہ امریکی سی۔ آئی۔ اے نے بے نظیر حکومت کی ناکامی کے بارے میں اپنی رپورٹ صدر کلنٹن کو پیش کر دی ہے جس میں کہا گیا کہ جن مقاصد کے لیے بے نظیر حکومت کو لایا گیا وہ پورے ہوتے دکھائی

منسٹر" کے نعرے لگائے۔

صدر کلنٹن سے ملاقات

10 اپریل کو وزیر اعظم بے نظیر سے وہائٹ ہاؤس میں صدر کلنٹن نے ملاقات کی۔ بے نظیر نے کہا کہ پاکستان کے پاس ایٹمی ہتھیار نہیں ہیں۔ مسئلہ کشمیر کے حل میں تاخیر ایٹمی ہتھیاروں اور میزائلوں کی دوڑ کا باعث ہے۔ صدر کلنٹن نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر ثالثی دونوں ممالک کی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔ انہوں نے بے نظیر کو یقین دلایا کہ پریسلر ترمیم کے بارے میں وہ کانگریس سے رجوع کر کے نرمی کے لیے کہیں گے۔

ملاقات اور مذاکرات کے بعد صدر کلنٹن اور وزیر اعظم بے نظیر نے مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ صدر کلنٹن نے رمزی یوسف کی گرفتاری میں امریکہ کے ساتھ مل کر کام کرنے پر بے نظیر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو سرد خانے میں ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ پاکستان کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا۔ مشترکہ اعلامیہ میں دوستانہ تعلقات کے فروغ، ایٹمی عدم پھیلاؤ، بین الاقوامی دہشت گردی کی روک تھام، مسئلہ کشمیر حل کرنے اور پریسلر ترمیم پر نظر ثانی کرنے پر اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا لیکن لیری پریسلر نے کہا کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے لیے پریسلر ترمیم بہترین پالیسی ہے۔ وہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہونے دیں گے۔

بے نظیر کی وہائٹ ہاؤس آمد کے موقع پر ایم۔ کیو۔ ایم نے مظاہرہ کیا۔ 12 اپریل کو واشنگٹن میں ایم۔ کیو۔ ایم اور اوریز نے صدر کلنٹن کو ایک یادداشت پیش کی جس میں اُن سے اپیل کی گئی کہ وہ سندھ میں مہاجروں کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کرائیں۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں رکوائیں اور مہاجر علاقوں میں محاصروں کا سلسلہ ختم کرائیں۔ وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ احتجاجی مظاہروں میں بھارتی باشندے شامل تھے۔ صوبائی وزیر نثار کھوڑو نے کہا کہ امریکہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کے مظاہرے وطن سے وفاداری نہیں۔

15 اپریل کو بے نظیر براستہ لندن وطن کے لیے روانہ ہو گئیں۔ اُسی روز امریکہ نے پاکستان کو امداد دینے والے ملکوں کے کنشوریم سے کہا کہ وہ امریکہ کی جانب سے امداد کی بحالی کے فیصلہ تک پاکستان کی دو ارب 20 کروڑ ڈالر کی امداد کی درخواست کی منظوری نہ دے۔ امریکہ کی جانب سے بے نظیر کے دورے کا یہ فوری جواب تھا۔

15 اپریل کو صدر لغاری نے کہا کہ امریکی دباؤ قبول نہ کرنا حکومت کا بڑا کارنامہ ہے۔ امریکہ نے تسلیم کر لیا ہے کہ پاکستان کے بارے میں اُس کا موقف غیر منصفانہ ہے۔

"خلیج ٹائمز" نے اپنے تبصرہ میں لکھا کہ پاکستان کو امریکہ کے ساتھ تعلقات کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ بین الاقوامی تجارتی حلقے کراچی میں لاقانونیت سے

نہیں دیتے۔ حکومت بنیاد پرستی پر قابو پانے میں ناکام ہوگئی۔

افواہوں کا گشت

4 دسمبر کو یہ افواہ پھیل گئی کہ صدر اور وزیراعظم اپنے عہدوں سے مستعفی ہوگئے اور قومی اسمبلی توڑ دی گئی۔ ہر جگہ اس کا چرچا تھا۔ اخبارات میں فون کالوں کا تانتا بندھ گیا۔

محاصرے اور چھاپے

5 اور 6 دسمبر کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی ٹاؤن، لیاقت آباد اور گبول ٹاؤن کی ناکہ بندی کرکے گھر گھر تلاشی لی۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے لوگوں کو گھروں کے اندر رہنے کی ہدایت کی گئی۔ مکانوں کی چھتوں پر مسلح دستے تعینات تھے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ اورنگی ٹاؤن میں تین گھنٹے طویل آپریشن کے دوران نعیم شری اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا، لیکن ایک خطرناک مجرم واجد حسین جو پولیس اہلکاروں سمیت 21 افراد کے قتل میں ملوث تھا، پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا، لیکن اُس کے والد مظاہر حسین نے کہا کہ کئی روز قبل واجد حسین کو پولیس نے نارتھ کراچی سے گرفتار کیا تھا۔ اُسے تشدد کرنے کے بعد حراست کے دوران مارا گیا۔ زخموں کے نشانات اُس کی نعش پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ واجد کو منصوبہ بندی کے تحت قتل کیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا الطاف حسین خطرناک راستے پر چل رہے ہیں۔ مہاجرستان کا خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔ اب پاکستان میں کوئی بنگلہ دیش نہیں بن سکتا۔ جاوید لنگڑا بنگلہ دیش میں بہاریوں کو دہشت گردی کے لیے بھرتی کر رہا ہے۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ ملک توڑنا پیپلز پارٹی کی روایت ہے۔ الطاف حسین نے ریاستی ظلم کا منطقی انجام بتایا ہے۔ اقوام متحدہ کے رکن کی تعداد 55 سے بڑھ کر 188 کس طرح ہوگئی۔ 7 دسمبر کو بے نظیر نے کہا کہ الطاف حسین لندن میں بیٹھے ہوئے چاہتے ہیں کہ لوگ ہڑتالیں کریں اور کاروبار بند رکھیں۔ وہ اپنا قبلہ درست کرلیں تو ہم تعاون پر آمادہ ہیں۔

معین قریشی کا بیان

7 دسمبر کو سابق وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان بامقصد مذاکرات ہونے چاہئیں۔ کراچی میں امن و امان کی صورت حال بگڑتی جا رہی ہے اور حالات پیچیدہ ہو رہے ہیں۔ میری حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کو الیکشن میں حصہ لینے سے نہیں روکا تھا۔ یہ ان کا اپنا فیصلہ تھا لیکن پھر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور صوبائی الیکشن میں

پریشان ہیں۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کا دورہ امریکہ ناکام رہا۔ ملکی سلامتی کے لیے خطرات بڑھ گئے۔ ہمارے قریبی دوست ایران اور چین اور افغانستان بھارت سے قریب ہو رہے ہیں۔

15 اپریل کو جب بے نظیر لندن پہنچیں تو ہیتھرو ایئرپورٹ پر پاکستان کے ہائی کمشنر، دوسرے حکام اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے اُن کا استقبال کیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے لندن میں بھی اُن کے خلاف مظاہرہ کیا۔ لندن کے مختصر قیام کے دوران بے نظیر نے سارا وقت اپنی بہن صنم کے ساتھ گزارا۔

وطن واپسی

16 اپریل کو جب بے نظیر دورہ امریکہ کے بعد اسلام آباد ایئرپورٹ پر اُتریں تو وفاقی وزراء، صوبوں کے گورنروں، وزرائے اعلیٰ، ارکان پارلیمنٹ، سفارتی نمائندوں اور پیپلز پارٹی کے رہنماؤں اور کارکنوں نے اُن کو خوش آمدید کہا۔ ایئرپورٹ کئی گھنٹے قبل تمام پروازوں کے لیے بند کر دیا گیا تھا۔ حفاظتی انتظامات اس درجہ سخت تھے کہ سکیورٹی کے عملے نے سینٹ کے چیرمین وسیم سجاد کی گاڑی کے لیے بھی وی۔ آئی۔ پی گیٹ کھولنے سے انکار کر دیا۔ جس پر وہ وزیراعظم کا استقبال کئے بغیر واپس چلے گئے۔

پریس کانفرنس سے خطاب

ایئرپورٹ پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ میرا امریکہ کا دورہ کامیاب رہا۔ کلنٹن نے کشمیر کو متنازعہ علاقہ تسلیم کر لیا۔ امریکی اخبارات نے ہماری کامیابی کو سفارتی انقلاب قرار دیا۔ ہم نے امداد مانگنے والا کشکول توڑ دیا ہے۔ ہم امریکہ کے ساتھ باعزت اور باوقار تعلقات استوار کرنے کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاکستان امریکہ کا رفیق کار ہو۔ ہم نے واضح کر دیا کہ ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی نہیں کی جاسکتی۔

شام کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری اور جنرل وحید کو دورے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

نواز شریف کی لندن روانگی

6 اپریل کو میاں نواز شریف اپنے بیمار والد میاں محمد شریف کو لے کر اپنی والدہ، اہلیہ، بچوں اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ لندن روانہ ہوگئے۔ کلیرنس نہ ملنے کے باعث اُن کی

حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔

7 دسمبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کے سندھ اسمبلی کے رکن بابر غوری نے واشنگٹن میں امریکی سینیٹر براؤن سے ملاقات کر کے اُنہیں مہاجروں کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں سے آگاہ کیا۔ سینیٹر براؤن نے کراچی اور سندھ کے مختلف علاقوں میں ایم۔ کیو۔ ایم کے خلاف کارروائیوں پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے بھی کہا کہ کراچی میں بدامنی اور تشدد محرومیوں کا نتیجہ ہے۔

8 اور 9 دسمبر کو پولیس نے اورنگی، کورنگی، جہانگیر روڈ، فیڈرل بی ایریا، ناصر کالونی، لانڈھی اور گلبہار کا محاصرہ کر کے گھروں پر چھاپے مارے۔ حراست میں لیے گئے افراد کی شناختی پریڈ کرائی گئی۔ پولیس نے لوگوں کے ساتھ زیادتی کی۔ ڈرنائٹ آپریشن کے تسلسل نے شہر کی فضاء کو مکدر اور ایم۔ کیو۔ ایم کے حق میں اُسے استوار کر دیا۔ تقریباً ایک سو افراد گرفتار کر لیے گئے لیکن کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ 9 دسمبر کو فائرنگ کی وارداتوں میں سات افراد جاں بحق ہو گئے۔ تین گاڑیاں جلا دی گئیں۔ حیدر آباد میں بھی فائرنگ اور دھماکے ہوتے رہے اور تین سرکاری گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں۔

الطاف حسین کے بھائی کا قتل

9 دسمبر کو جام گوٹھ میں جھاڑیوں سے ملنے والی دو نعشوں کو شناخت کر لیا گیا۔ اُن میں سے ایک الطاف حسین کے بھائی ناصر حسین اور دوسری اُن کے بھتیجے عارف حسین کی تھی۔ باپ بیٹے دونوں کو تشدد کرنے کے بعد ہلاک کیا گیا۔ ناصر حسین 20 سال قبل سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے تھے۔ 28 سالہ عارف حسین بلدیہ کراچی میں بطور انجینئر ملازم تھے۔ وہ غیر شادی شدہ تھے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے ذرائع نے 7 دسمبر کو بتایا تھا کہ ان دونوں کو اُن کے گھروں سے اٹھا لیا گیا ہے۔ رینجرز نے اُن کی گرفتاری کی تردید کی تھی اور الطاف حسین نے کہا تھا کہ میں اپنے خاندان والوں کی رہائی کی بھیک نہیں مانگوں گا۔

الطاف حسین نے کہا کہ میرا بھائی اور بھتیجا دونوں معصوم تھے۔ اُن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ قوم کے شہیدو! آج تمہارے الطاف بھائی کے خاندان کا خون بھی تمہارے ساتھ شامل ہو گیا۔ میرے بھائی اور بھتیجے کے قتل کا منصوبہ اعلیٰ سطح کے ایک اجلاس میں کیا گیا۔ اس منصوبہ بندی میں صدر، وزیراعظم، وزیر داخلہ، گورنر اور وزیراعلیٰ سندھ ملوث ہیں۔ میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کے خلاف کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ رابطہ کمیٹی نے ان دونوں کے سفاکانہ قتل کے خلاف تین روزہ سوگ منانے کا اعلان کر دیا۔

روانگی میں ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر ہوگئی۔ 7 اپریل کو لندن کے ایک اسپتال میں محمد شریف کا کامیاب آپریشن ہوگیا۔ بے نظیر نے گلدستہ بھیجا اور صحت یابی کے لیے دعا کی۔ 10 اپریل کو الطاف حسین نے لندن کے اسپتال میں میاں شریف کی عیادت کی۔ اس موقع پر نواز شریف اور الطاف حسین کے درمیان علیحدگی میں ملاقات بھی ہوئی۔ 14 اپریل کو جونیجو گروپ کے ظفر جمالی نے نواز شریف سے ملاقات کر کے مسلم لیگ کے اتحاد پر بات چیت کی۔ دونوں نے کہا کہ مسلم لیگ کا اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔

6 اپریل کی صبح نواز شریف نے الطاف حسین سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی جو ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔ اہم اُمور پر اتفاق رائے ہوگیا۔ نواز شریف نے کہا کہ عوامی مینڈیٹ کا احترام کیا جائے۔

قانون شہادت میں ترمیم

9 اپریل کو صدر نے ایک آرڈی نینس جاری کر دیا۔ جس کے تحت دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں میں کسی جرم میں ملوث شخص کا پولیس کے سامنے دیا گیا۔ اقبالی بیان ملزم کے خلاف شہادت سمجھا جائے گا۔ قانونی ماہرین نے کہا کہ پولیس کے وسیع اختیارات سے ملکی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ عدالتیں بے بس ہو جائیں گی۔ پولیس اسٹیٹ کا نظام مستحکم ہوگا اور کسی کی عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ پروفیسر خورشید نے کہا کہ صدارتی آرڈی نینس بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ اس سے دستور کی روح کو مجروح کر دیا گیا ہے۔ وزیر قانون این۔ ڈی۔ خاں نے اسے وقت کی ضرورت قرار دیا اور کہا کہ کراچی میں خوف کی وجہ سے کوئی شخص بھی دہشت گردوں کے خلاف عدالتوں کا رخ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اسپیکر یوسف گیلانی نے کہا کہ اقبالی بیان کے بارے میں مجھے اپوزیشن کے خیالات سے اتفاق ہے۔ آئندہ اجلاس میں اس پر بحث کرائی جائے گی۔

ملی یک جہتی کونسل

9 اپریل کو 23 دینی جماعتوں پر مشتمل ملی یک جہتی کونسل کا ایک اجلاس کراچی میں مولانا نورانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا کہ وزیر اعظم بے نظیر کی طرف سے مذہبی جماعتوں کی بیخ کنی کے لیے امریکہ اور مغربی استعماری طاقتوں سے امداد طلب کرنا، اشتعال انگیز اور ہتک آمیز ہے۔ حکومت نے اگر ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی کی تو اُسے اُٹھا کر پھینک دیا جائے گا۔ وفاقی وزیر انور سیف اللہ نے

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ الطاف حسین کے بھائی کے قتل کا مجھے دکھ ہے۔ یہ واقعہ قابل مذمت ہے۔ اس میں دہشت گرد گروہ ملوث ہے۔ قاتل جلد بے نقاب کئے جائیں گے، لیکن ہڑتال کا کوئی جواز نہیں۔ نصیر بابر نے بھی اسے ایک سازش قرار دیا اور کہا کہ میں جلد ہی اسے بے نقاب کر دوں گا۔ الطاف حسین کے رشتہ داروں نے خود بتایا ہے کہ ناصر اور عارف کو پولیس یا رینجرز نے حراست میں نہیں لیا۔ انہیں دہشت گردوں نے قتل کیا ہے۔ الطاف گروپ ہڑتال کی کال واپس لے۔ رضا ربانی نے کہا کہ یہ الزام بہت افسوس ناک ہے کہ الطاف حسین کے سوتیلے بھائی اور بھتیجے کا قتل حکومت نے بدلہ لینے کے لیے کرایا ہے۔ نواز شریف نے الطاف حسین سے فون پر کہا کہ ناصر اور عارف کا قتل درندگی ہے۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ بے نظیر ظلم میں اپنے باپ سے بھی آگے ہیں۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ بھائی کے مرنے کا صدمہ کیسا ہوتا ہے۔

سینیٹر اشتیاق اظہر نے حکومت کے ہاتھوں الطاف حسین کے بھائی اور بھتیجے کے سفاکانہ قتل کی تفصیلات امریکی صدر بل کلنٹن، برطانوی وزیراعظم جان میجر، فرانس اور جنوبی افریقہ کے سربراہان مملکت، دولت مشترکہ، سیکرٹریٹ کے سربراہ اور انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں کے اپنے علیحدہ علیحدہ ٹیلی گراموں میں بیان کیں۔

یوم سوگ

10 اور 11 دسمبر کو ناصر اور عارف کے قتل کے سوگ میں کراچی اور اندرون سندھ ہڑتال ہوئی۔ ضلع وسطی اور غربی میں ٹرانسپورٹ بھی بند رہی۔ مختلف علاقوں میں پولیس اور مشتعل نوجوانوں میں فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ مورچہ بند فائرنگ ہوئی۔ ایک پیٹرول پمپ، دو بنک اور واپڈا کا دفتر جلا دیا گیا۔ حیدر آباد میں بھی بنک، دو گاڑیاں اور ایک ڈاکخانہ نذر آتش کر دیا گیا۔ کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں تین افراد جاں بحق ہو گئے۔

11 دسمبر کو شام سوا سات بجے گلبرک تھانہ کے انچارج نے نائن زیرو پر آ کر الطاف حسین کی تحریری درخواست وصول کی جسے ایف۔ آئی۔ آر تصور کیا جائے گا۔ درخواست میں الطاف حسین نے اپنے بھائی اور بھتیجے کے قتل کا الزام صدر، وزیراعظم، وزیر داخلہ، وزیراعلیٰ، کور کمانڈر، رینجرز اور گلبرگ تھانہ کے انچارج پر عائد کیا ہے۔

کلنٹن انتظامیہ کی تشویش

12 دسمبر کو کلنٹن انتظامیہ نے کراچی میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال، سکیورٹی

کہا کہ حکومت بیرونی امداد حاصل کرنے والے ملاؤں کی فہرستیں شائع کرنے پر غور کر رہی ہے۔

تحریک عدم اعتماد

15 اپریل کو اجمل خٹک اور ولی خان نے کہا کہ ہماری تیاریاں مکمل ہیں۔ ایوان کے اندر تبدیلی ہونے والی ہے۔ مشاہد حسین نے کہا کہ عدم اعتماد کی تحریک جلد ہی لائی جا رہی ہے۔ نواز کھوکھر نے کہا کہ میں وزیراعظم کا ساتھ دوں گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اسمبلی کے اندر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اب کوئی مرد مجاہد میدان میں نکلے گا تو لوگ اُس کا ساتھ دیں گے۔

فوجی کمانڈروں کا اجلاس

15 اپریل کو جی ایچ کیو میں فوجی کمانڈروں کے اجلاس میں قومی سلامتی کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ جنرل وحید نے کہا کہ ملکی سلامتی کے لیے چیلنج بڑھ گئے ہیں۔ پڑوسی ملک کی جانب سے تباہ کن میزائلوں کی تیاری اور تنصیب سے دفاعی حوالے سے ہمارے خطرات میں اضافہ ہوا ہے۔

پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی منور منج کی گاڑی سے اسلحہ اور ہیروئن برآمد ہوئی۔ منور منج نے قومی اسمبلی میں کہا کہ مجھے منشیات کے کیس میں غلط طور پر ملوث کیا گیا ہے۔ چودھری شجاعت نے کہا کہ اس سے ثابت ہوگیا کہ حکمران جماعت کے کئی ارکان منشیات کا دھندا کر رہے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کی جائیدادیں ضبط کر کے عوام میں تقسیم کر دیں گے۔ 20 اپریل کو دس کروڑ روپے کا مچلکہ جمع نہ کرانے پر عدالت نے منور منج کی عبوری ضمانت منسوخ کر دی۔ جس کے بعد اسلام آباد ایئرپورٹ پر انہیں گرفتار کر کے نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا گیا۔ 18 اپریل کو لاہور ہائی کورٹ نے ان کی دو روز کیلئے قبل از ضمانت عبوری رہائی کی درخواست منظور کی تھی۔

آئی ایم ایف کے اختیارات

17 اپریل کو وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے کہا کہ آئی ایم ایف اگر ہمیں قرضے دیتا ہے تو اسے پاکستان کے مالیاتی امور کو مانیٹر کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔ آئی ایم ایف کی ہدایت پر سیلز ٹیکس کا دائرہ وسیع کیا گیا اور اقتصادی پالیسی میں ترمیم کی گئی۔ عوام اپنی بیلٹ کس لیں۔ آئندہ بجٹ سخت ہوگا۔ مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ قدرتی آفات اور دیگر حادثات کے باعث بینکوں اور مالیاتی اداروں نے چار ارب روپے کے قرضے

فورسز کے ہاتھوں مبینہ قتل کی وارداتوں، جگا ٹیکس کی وصول اور زیر حراست افراد کے قتل کے بڑھتے ہوئے واقعات پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ کراچی کی صورت حال سے نمٹنے کا واحد حل "کچھ لو اور کچھ دو۔" کی بنیاد پر حکومت اور ایم۔ کیو ایم کے درمیان مذاکرات ہیں۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ اس سال پاکستان کی اہم بندرگاہ کراچی میں 1800 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے بھائی دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد الطاف حسین کے دو عزیزوں کی لاشیں جن کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ پولیس کی تحویل میں تھے، اس حالت میں ملیں کہ اُنھیں تشدد کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا گیا۔

حکومت پاکستان کے ترجمان نے امریکی محکمہ خارجہ کے اس بیان کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور باہمی تعلقات کے اصولوں کے منافی قرار دیا۔ ترجمان نے کہا کہ کسی بے گناہ کو دوران حراست ہلاک کرنے کا الزام غلط ہے۔ امریکی سفیر نے کہا کہ میرا ملک پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کا خواہش مند نہیں۔ لیکن ہم نے جو کچھ کہا ہے، اُس پر اب بھی قائم ہیں۔ صدر اور وزیر اعظم نے امریکہ کے اس بیان پر غور کیا۔

12 دسمبر کو بھی کراچی اور حیدر آباد ہنگاموں کی زد میں رہے۔ 18 افراد جاں بحق ہو گئے۔ اورنگی اور شریف آباد سے بوری میں بند نعشیں ملیں۔ گلشن اقبال میں دو سگے بھائیوں کی رسیوں سے بندھی ہوئی نعشیں ملیں۔ ایک بھائی کی بیٹی کو بھی گلا گھونٹ کر مار دیا گیا۔ گلزار ہجری میں ایک چوکیدار کو تشدد کر کے ہلاک کیا گیا۔ صاحب داد گوٹھ میں ایک کانسٹیبل مردہ حالت میں ملا۔ ان غریب اور غیر معروف افراد کی ہلاکتیں بھی غم و اندوہ میں کسی سے کم نہیں۔ ان خاندانوں پر بھی قیامت ٹوٹ پڑتی ہے، لیکن ایسے قتل تو ایک ایسا معمول بن گئے ہیں جن سے فضا میں نہ تو کوئی ارتعاش پیدا ہوتا ہے، نہ کوئی سوگ اور نہ کوئی احتجاج۔

اخبارات کے خلاف کارروائی

12 دسمبر کو کراچی سے شام کو نکلنے والے پانچ اخبارات عوام، پبلک، پرچم، قومی اخبار اور اسٹار کے خلاف اشتعال انگیز مواد شائع کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا گیا۔ اور اُن کے پبلشرز، ایڈیٹرز اور رپورٹروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ 13 دسمبر کو سول لائن تھانے میں ایس۔ ایچ۔ او کے سامنے پیش ہوں۔ اخبارات کی ایکشن کمیٹی نے اسے صحافت کی آزادی پر حملہ قرار دیا اور فیصلہ کیا کہ کوئی بھی ایس۔ ایچ۔ او کے سامنے پیش نہیں ہو گا۔ اخبارات کے نمائندوں کے ایک مشترکہ وفد نے اس ضمن میں عبداللہ شاہ سے ملاقات کی۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ حکومت اخبارات اور صحافیوں کی قدر کرتی ہے۔ طے پایا کہ ضابطہ اخلاق کمیٹی کو فعال بنایا جائے اور منافرت انگیز مواد کی اشاعت سے اجتناب برتا جائے۔ حکومت نے اخبارات کے خلاف

معاف کیے ہیں- 15 ارب روپے کے قرضے ڈوب گئے- لیکن انہوں نے نام اور تفصیلات بتانے سے انکار کر دیا-

ایرانی صدر کا دورہ بھارت

18 اپریل کو ایران کے صدر سید علی اکبر ہاشمی رفسنجانی جب بھارت کے دورہ پر لکھنؤ پہنچے تو وزیراعلیٰ ملائم سنگھ اور دوسرے حکام نے ان کا استقبال کیا- ایرانی صدر نے کہا کہ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش باہمی تعاون سے خطے میں امن کو ممکن بنائیں- بھارت نے اعتراف کیا کہ گزشتہ پانچ سال کے دوران کشمیر میں گیارہ ہزار شہری اور پانچ ہزار مجاہدین جاں بحق ہوگئے- ساڑھے تین ہزار افراد معذور ہوگئے- ایرانی صدر کے دورہ کے موقع پر بھارت اور ایران کے درمیان چھ معاہدوں پر دستخط ہوگئے- ایران نے بھارت کو وسط ایشیا کے لیے راہداری فراہم کر دی- 19 اپریل کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ایرانی صدر نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ کشمیری عوام، پاکستان اور بھارت کے ساتھ سہ طرفہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے- انہوں نے ثالثی کی تجویز ایک مرتبہ پھر پیش کر دی- دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ پاک ایران تعلقات مضبوط بنیادوں پر استوار ہیں- ایرانی صدر کے دورہ بھارت سے یہ متاثر نہیں ہوں گے-

قومی اسمبلی کا اجلاس

26 اپریل کو قومی اسمبلی کا اجلاس شدید ہنگاموں، دھمکیوں اور گالم گلوچ کے باعث ملتوی کرنا پڑا- حکومت اور اپوزیشن کی جانب سے ایک دوسرے کے لیے چور چور اور ڈاکو ڈاکو کے نعرے لگتے رہے- ایک مسلم لیگی ممبر نے کہا کہ بے نظیر سینیٹر گلزار کے گھر جا کر ٹھہرتی ہیں جو قومی مجرم ہے اور جس نے کو آپریٹو کے 37 کروڑ روپے ہڑپ کر رکھے ہیں- نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے لوگوں نے ڈھائی ارب روپے کے قرضے معاف کرائے- چھ ارب روپے کو آپریٹو کے کھا گئے- بے نظیر کے ساتھی قوم کے دس ارب روپے ہضم کر کے چور ثابت ہو چکے ہیں-

پرویز الٰہی کی رہائی

17 اپریل کو لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب اسمبلی میں قائم مقام اپوزیشن لیڈر چودھری پرویز الٰہی کو عبوری ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دے دیا- وہ رات گئے اڈیالہ جیل سے رہا کر دیئے گئے-

کارروائی واپس لے لی۔

مڈنائٹ آپریشن

17 دسمبر کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی، لیاقت آباد، جہانگیر آباد اور بلدیہ ٹاؤن کی ناکہ بندی کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ راستوں اور گلیوں کو بند کر کے لوگوں کو آنے جانے سے روک دیا گیا۔ 150 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک رہنما اعجاز احمد کو اُن کے گھر گھس کر گرفتار کر لیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ حراست کے دوران اعجاز احمد کی جان کو خطرہ ہے۔

17 دسمبر کو حیدر آباد میں بھی پولیس نے کئی علاقوں کا محاصرہ کر کے خاردار تاریں لگا کر ناکہ بندی کر محاصرہ کے دوران شہر میں اندھیرا کر دیا گیا۔ پولس نے میگافون پر لوگوں کو محاصرہ کی اطلاع دی اور کہا کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ چھوٹکی گھٹی، فقیر کا پڑ، چیتل پاڑہ پر بکتر بند گاڑیوں سمیت اہلکاروں نے اچانک ہلہ بول دیا، لیکن مشتعل نوجوانوں نے اس کی زبردست مزاحمت کی۔ ایک عمارت میں پولیس چوکی قائم کرنے کی کوشش ناکام بنا دی۔ علاقہ دھماکوں سے گونج اٹھا۔ مساجد سے اعلان کیا گیا کہ لوگ اپنا دفاع کریں۔ چار اہلکار یرغمال بنا لیے گئے۔ سخت مزاحمت کے باوجود پولیس اور رینجرز گنجان آبادیوں میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ نئی چوکیاں قائم کر لیں۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ ایک اڈہ سے جدید اسلحہ اور دستی بم برآمد ہوئے ہیں۔ بی۔ بی۔ سی نے بھی بتایا کہ پولیس نے چھتوں پر اپنے مورچے قائم کر لیے ہیں۔ بعض علاقوں میں پولیس کے داخلہ پر لوگوں نے مٹھائی تقسیم کی۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت حیدر آباد میں آگ اور خون کا کھیل کھیلنے بنا رہی ہے۔ بزرگوں، نوجوان اور بچوں کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

19 دسمبر کو اورنگی، کورنگی، لیاقت آباد، فیڈرل بی ایریا، عثمان آباد، رنچھوڑ لائن، الکرم اسکوائر اور نارتھ کراچی میں بھی پولیس کو حیدر آباد کی طرح محاصرہ کے دوران مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر کے مختلف علاقوں میں دن بھر گولیاں چلتی رہیں۔ پہلی مرتبہ محاصروں کے دوران بعض دکانوں کی بھی تلاشی لی گئی۔

صدر لغاری نے کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گردی ترک کر دے تو اُسے حکومت میں شامل کر لیں گے۔ 1996ء کراچی میں امن کا سال ہو گا۔ اقتصادی صورت حال بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن کا کردار منفی نہ ہوتا تو کراچی کے حالات ایسے خراب نہ ہوتے۔ نواز شریف نے پہلے الطاف حسین کو سرمایہ فراہم کیا اور وہ اب اُسے سیاست کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

مسلم لیگی کارکنوں نے بڑی تعداد میں ان کا استقبال کیا اور پچاس گاڑیوں کے جلوس میں گھر لے جایا گیا۔

30 اپریل کو پنجاب اسمبلی میں ایک بل کی منظوری کے سلسلے میں حکومت کو شکست ہو گئی۔ رائے شماری میں حکومت کو 36 ووٹ ملے جبکہ اپوزیشن نے 48 ووٹ حاصل کیے۔ اپوزیشن اس کامیابی کی خوشی میں "حکومت گئی، حکومت گئی" اور "گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو" کے پرجوش نعرے لگائے۔

کراچی میں خون کی ہولی

اپنے دورہ امریکہ کے دوران بے نظیر بھٹو کراچی کے حالات کو واشنگٹن اور نیو یارک سے بدرجہا بہتر قرار دے رہی تھیں اور ادھر کراچی خون میں نہا رہا تھا۔ اپریل کے پہلے ہفتے میں ہی ایک عورت اور تین پولیس اہلکاروں سمیت 23 افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ پٹیل پاڑہ میں 3 اپریل کو ایک سب انسپکٹر کو گولی مار دی گئی۔ کورنگی میں ملزمان دو افراد کی نعشیں پھینک کر فرار ہو گئے۔

3 اپریل کو بے نظیر نے امریکی جریدے "نیوز ویک" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کراچی کا کنٹرول دوبارہ ایم کیو ایم کے حوالے نہیں کریں گے۔ یہاں بیروت جیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں جلد ہی امن قائم ہو جائے گا۔ نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں اور ان کے ساتھیوں کو عام معافی دی جائے۔

اپریل کے دوسرے ہفتے میں ایک سب انسپکٹر، ایک ہیڈ کانسٹیبل اور پانچ پولیس والوں سمیت 27 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ 8 اپریل کو مسلح افراد نے کورنگی تھانہ پر حملہ کیا، پولیس موبائلوں پر بھی حملے جاری رہے۔

مرتضیٰ کی اپیل پر ہڑتال

16 اپریل کو میر مرتضیٰ کی اپیل پر اپنے حامیوں کی گرفتاری اور انتقامی کارروائیوں کے خلاف سندھ کے اندرونی شہروں اور قصبوں میں جزوی ہڑتال ہوئی۔ کراچی میں لیاری اور ملیر کے علاقوں میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔ 20 گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ مرتضیٰ نے کہا کہ اگر مجھے "را" کا ایجنٹ قرار دیا گیا تو میں بے نظیر راجیو راز فاش کر دوں گا۔

کراچی میں اپریل کے تیسرے ہفتے میں بھی دو سپاہی اور کانسٹیبل سمیت 27 افراد موت کی آغوش میں چلے گئے۔ 17 اپریل کو نگینہ سکوائر میں کار میں سوار مسلح افراد نے رات دس بجے

فاروق ستار نے کہا کہ کراچی میں 300 محاصرے ہوئے۔ وزیراعلیٰ نے ان کے دوران 28 ہتھیار برآمد ہونے کا اعتراف کیا۔ حراست کے دوران ڈیڑھ سو سے زائد افراد مارے جا چکے ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ پولیس تحویل میں صرف 6 افراد ہلاک ہوئے۔ کراچی میں محاصروں کے دوران صرف 69 کو گرفتار کیا گیا۔ دو سال میں چھ نجی جیلوں اور ٹارچر سیل کے مراکز کا پتا چلایا گیا۔

دسمبر کے تیسرے ہفتے میں مزید 26 افراد موت سے ہمکنار ہوگئے۔ الٰہی بخش کالونی میں پولیس چوکی اور ایکسر لائن میں پولیس پارٹی پر حملہ کیا گیا۔

محاصرے اور قتل و غارت

دسمبر کے آخری ہفتہ میں محاصرے اور بدامنی دونوں اپنے عروج پر تھے۔ 23 دسمبر کو مڈنائٹ آپریشن میں پولیس اور رینجرز نے ایک ملزم اجمل پہاڑی کی تلاش میں کورنگی، داتا نگری، گبول کالونی اور مختلف علاقوں میں چھاپے مار کر ایک درجن سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا۔ ریحان کانا اور اُس کے ساتھیوں کی تلاش میں لیاقت آباد میں ایک رات میں 14 چھاپے مار کر پولیس نے کئی افراد کو حراست میں لے لیا۔ 20 دسمبر کو نارتھ کراچی میں چھاپہ مار کر سات دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے بھاری تعداد میں جدید اسلحہ برآمد ہوا۔ گرفتار شدگان ایک کانسٹیبل کو ہلاک کرنے سمیت مختلف سنگین وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 27 دسمبر کو حیدر آباد میں چھاپے مار کر 22 دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ ایک ٹارچر سیل پکڑا گیا۔ آتش گیر مادہ اور مدفون اسلحہ برآمد ہوا۔ 29 دسمبر کو پولیس مقابلہ میں 5 افراد ہلاک ہوگئے۔ ہلاک شدگان میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک سابق کونسلر شبیر حسین عابدی بھی شامل تھا۔ جو اورنگی میں پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوا۔ پولیس ذرائع کے مطابق اُس سے ایک کلاشن کوف اور میگزین برآمد ہوا۔ مقتول عابدی قتل کی متعدد وارداتوں میں ملوث بتایا گیا۔ اُس کی گرفتاری پر انعام بھی مقرر کیا تھا۔ الطاف حسین نے عابدی کے قتل کو حکومتی دہشت گردی قرار دیا اور کہا کہ نوجوان مایوس نہ ہوں، شہداء کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔

محاصروں اور گرفتاریوں کے باوجود دہشت گردی کا سلسلہ جاری رہا۔ 21 دسمبر کو نصرت بھٹو کالونی سے ایک سر ملا جس کا دھڑ غائب تھا۔ سمن آباد کی پہاڑی سے دو نعشیں ملیں۔ 24 دسمبر کو کورنگی میں ایک سوزکی سے 5 لاشیں ملیں۔ 26 دسمبر کو بھی 5 افراد دہشت گردی کی نذر ہوگئے۔ 27 دسمبر کو اورنگی میں مسلح افراد نے گھر میں گھس کر ایک نوجوان کو جگایا اور پھر کھڑا کر کے گولیوں سے بھون ڈالا۔ مومن آباد، ملیر سٹی اور مچھر کالونی میں تین افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ 28 دسمبر کو اورنگی میں مسلح افراد نے 8 افراد کو اغوا کر کے اُن پر فائرنگ کر دی گئی۔ 29 دسمبر کو

حقیقی کے چار کارکنوں کو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا۔ وہ ایک دکان پر بیٹھے بن کباب کھا رہے تھے کہ فائرنگ کی زد میں آگئے۔

17 اپریل کو پولیس اور رینجرز نے لیڈی سرچ کے ساتھ سعید آباد کا بارہ گھنٹے تک محاصرہ کرکے گھر گھر تلاشی لی۔ 270 افراد گرفتار کرلیے گئے۔ بلدیہ ٹاؤن کا بھی تیسری مرتبہ صبح سویرے محاصرہ کرکے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ لوگ اپنے گھروں کے اندر محصور ہوگئے۔ اگلے دن بھی محاصرہ اور تلاشیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

17 اپریل کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ انہیں یہ اطلاع ملی کہ امریکی سفارت کاروں کا مبینہ قاتل ندیم کمانڈو ایک مکان میں چھپا ہوا ہے۔ پولیس نے اس مکان پر چھاپہ مارا تو ملزمان نے پولیس پارٹی پر فائرنگ شروع کردی۔ پولیس نے گھیراتنگ کرکے جوابی فائرنگ کی جس میں ندیم کمانڈو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ جبکہ اس کے ایک ساتھی سہیل کو گرفتار کرلیا گیا۔ ندیم کمانڈو کے فنگر پرنٹس اور تصاویر امریکی تحقیقاتی ٹیم کو فراہم کردی گئیں۔ دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے پولیس مقابلوں میں ہلاکت کی نئی حکمت عملی کا آغاز ہوگیا۔

بے نظیر نے کہا کہ ہم قائداعظم کے شہر پر خون اور لاشوں کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کی کوشش ناکام بنادیں گے۔ پولیس اور رینجرز گرفتاریوں کی رفتار برقرار رکھے۔

حیدرآباد بھی بدامنی کی لپیٹ میں

حیدرآباد شہر میں امن و امان تھا لیکن اچانک حکومت نے ایم کیو ایم کی خدمت کمیٹی کے دفتر کی لیز منسوخ کردی اور پولیس دفتر کا قبضہ لینے پہنچ گئی۔ کارکنان نے مزاحمت کی اور پولیس نے زبردستی قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں وہاں بھی ہنگامے پھوٹ پڑے۔ دو افراد فائرنگ سے ہلاک ہوگئے۔ چار گاڑیاں نذر آتش کردی گئیں، ایک سرکاری جیپ اور واپڈا کی تین بسوں کو آگ لگادی گئی۔ پولیس نے اندھا دھند فائرنگ کی اور آنسو گیس کے گولے پھینکے، پولیس نے دفتر کو سیل کرکے بھاری تعداد میں نفری وہاں تعینات کردی۔

25 اپریل دفتر پر قبضہ کرنے اور گرفتاریوں کے خلاف حیدرآباد میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ سرکاری دفاتر اور گاڑیوں کو نذر آتش کیا گیا، سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے، دو ڈاک خانے اور ایک انکم ٹیکس دفتر کو جلا دیا گیا۔ شہر کے بیشتر تھانے رینجرز کے حوالے کردیئے گئے۔ ایم کیو ایم کے پچاس کارکنوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ 26 اپریل کو بھی ہنگامے جاری رہے۔ پانچ دفاتر، بلدیہ کی دو گاڑیاں اور 20 کاریں جلادی گئیں۔ پورے دن دھماکے اور فائرنگ ہوتی رہی، ٹرینوں پر پتھراؤ کیا گیا، ایک مجسٹریٹ کی گاڑی کے ڈرائیور کو زدوکوب کرکے گاڑی کو آگ لگادی۔ ایک پولیس آفیسر کے گھر پر آتش گیر مادہ پھینکا گیا۔ واپڈا، پوسٹ آفس، نیشنل بینک اور مہران آرٹس کونسل

بھی مزید پانچ افراد دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ 30 دسمبر کو ایک کانسٹیبل سمیت پانچ افراد جاں بحق ہوئے۔ 31 دسمبر کو ایک ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ ایک اے۔ ایس۔ آئی ابوالحسن کو بھی نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ اورنگی، لیاقت اور کارساز سے تین نعشیں ملیں۔ اس دوران مختلف علاقے فائرنگ اور پُراسرار دھماکوں سے گونجتے رہے۔ پولیس موبائلوں اور بکتربند گاڑیوں پر حملے ہوئے۔

27 دسمبر کو وزیرِاعظم بے نظیر نے کہا کہ بھارت الطاف گروپ کی مدد کر رہا ہے۔ دہشت گردوں کی تربیت کے لیے بھارت میں چالیس کیمپ قائم ہیں۔ گرفتاری یا موت دہشت گردوں کا مقدر ہے۔ ایک بھارتی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے پاس کوئی قانونی یا غیر قانونی اسلحہ نہیں۔ عالمی برادری حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کرے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی میں بدامنی کی ذمہ داری حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ صدر صوبہ سندھ کی حکومت کو برطرف کر کے اپنا آئینی کردار ادا کریں۔

27 دسمبر کو نصیر بابر نے اسلام آباد میں کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم ہتھیار پھینک دے تو اُس سے مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہمیں لاشوں کے تحفے دیئے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں مذاکرات کا کوئی جواز نہیں۔

27 دسمبر کو اجمل دہلوی نے وزیرِاعظم بے نظیر سے ایک طویل ملاقات کی۔ فریقین نے اس کی تفصیلات بتانے سے گریز کیا۔ اس سے قبل صدر لغاری نے حکومت کو ہدایت دی تھی کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مفاہمت کے لیے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

سال نو کا جشن

ماتمی شہر کراچی کے پوش علاقوں اور عالی شان بنگلوں میں ایک دوسری مخلوق بھی بستی ہے۔ جس نے دھوم دھام کے ساتھ سال نو کا جشن منایا۔ 31 دسمبر کو جیسے ہی گھڑی کی سوئیاں رات کے بارہ بجے پر پہنچیں تو شہر فائرنگ اور دھماکوں سے گونج اُٹھا۔ ساحل سمندر کی جانب لڑکوں، لڑکیوں اور لوگوں کا سیلاب رواں ہو گیا۔ موٹر کاروں کے ہارن بجا کر موٹر سائیکلوں کے سائیلنسر نکال کر شور مچایا گیا۔ کوٹھیوں اور فائیو اسٹار ہوٹلوں میں رقص و سرود کی محفلیں برپا ہوئیں۔ ایک کروڑ روپے سے زائد کی شراب لنڈھا دی گئی۔ ایک لیڈی پولیس آفیسر اپنی کار خود چلاتے ہوئے خواتین اور بچوں کے ہمراہ سال نو کا جشن منانے جا رہی تھیں کہ گلشن اقبال میں اُن کی کار الٹ گئی۔ ایک بچی ہلاک اور چار خواتین زخمی ہو گئیں۔

کے دفاتر نذر آتش کر دیئے گئے۔ چوتھے روز 27 اپریل کو بھی مکمل ہڑتال رہی، چھ گاڑیاں جلا دی گئیں، فائرنگ اور دھماکے ہوتے رہے۔ انتظامیہ پوری کوشش کے باوجود بازار نہیں کھلوا سکی۔ 28 اپریل کو بھی رینجرز کی چوکی پر کریکر پھینکا گیا، پولیس موبائل پر دھماکہ خیز مادہ پھینکا گیا، ایک پوسٹ آفس کو آگ لگا دی گئی اور واپڈا کی کار پر فائرنگ ہوئی۔ 29 اپریل کو فائرنگ سے ایک اے ایس آئی جاں بحق ہوگیا۔ بینک اور گاڑیاں جلائی گئیں، پولیس موبائلوں پر حملے کیے گئے۔ 30 اپریل کو بھی ایک بینک کو آگ لگا دی گئی، بجلی کا ایک ٹرانسفارمر اڑا دیا۔ شعیب بخاری نے کہا کہ یہ ہڑتال ہماری نہیں بلکہ عوام کا احتجاج ہے۔ ایک سازش کے ذریعے حیدر آباد کی معیشت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ بے نظیر وفاق کی نہیں بلکہ نفاق کی علامت ہیں۔ حیدر آباد کے واقعات کی سپریم کورٹ کے جج سے تحقیقات کرائی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ حیدر آباد میں امن کی تباہی "سندھ کارڈ" کو دوبارہ زندہ کرنے کی ایک کوشش ہے۔

وسیع تر اتحاد

یکم مئی 1995ء کو ولی خاں نے کراچی میں پیر پگاڑا سے ایک طویل ملاقات کے بعد کہا کہ وسیع تر اتحاد کی بات چیت کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ حکومت عوام کے بجائے امریکہ پر تکیہ کر رہی ہے۔ نواز شریف ہمارے کپتان ہیں اور ہم ان کے حکم کے منتظر ہیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ ملکی مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ وزیراعظم کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہو۔ بے نظیر حکومت کو گرانا ہمارے ایجنڈے کا پہلا نکتہ ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے خلاف فائنل راؤنڈ کی تیاریاں مکمل ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت کو گیدڑ بھبکیوں سے خوفزدہ نہیں کیا جاسکتا۔ اب ایوان میں سازشیں نہیں ہوتیں۔

سارک کانفرنس

2 مئی کو نئی دہلی میں ہونے والی سارک کانفرنس میں وزیراعظم بے نظیر نے نہیں بلکہ صدر لغاری نے شرکت کی۔ صدر لغاری نے مسئلہ کشمیر کانفرنس میں نہیں اٹھایا البتہ بھارتی وزیراعظم نرسیما راؤ سے علیحدہ ملاقات میں کشمیر اور دیگر امور پر بات چیت کی۔ بھارت نے کشمیر کے مسئلہ پر کسی نرمی کا اظہار نہیں کیا۔ صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بھارتی وزیراعظم نے کہا کہ اس مسئلہ پر ٹھنڈک پڑی رہے تو اچھا ہے۔ پہلے تجارت اور معیشت کے معاملات طے کر لیے جائیں۔ صدر لغاری نے تاج محل دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اس لیے وہ تاج محل دیکھ کر پاکستان واپس جائیں گے۔

صوبہ سرحد میں تخریب کاری

21 دسمبر کو پشاور میں پُررونق شاہراہ صدر روڈ پر زبردست دھماکے کے نتیجے میں 56 افراد ہلاک اور 200 زخمی ہوگئے۔ دھماکہ گارمنٹس کی دکان کے سامنے کھڑی کار میں ہوا۔ کار 20 فٹ بلندی پر اُڑتی ہوئی گری تو ہر طرف تباہی پھیل گئی۔ دھماکے سے پورا علاقہ لرز اُٹھا پھٹنے والا بم 25 کلو وزنی تھا جسے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اُڑایا گیا۔ اس کی تباہ کاری سے ہر طرف چیخ وپکار تھی۔ لاشیں بکھری ہوئی پڑی تھیں۔ گوشت کے لوتھڑے بکھر گئے۔ درجنوں گاڑیاں اور دکانیں جل کر تباہ ہوگئیں۔ قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔ صوبہ سرحد کے گورنر میجر جنرل (ر) خورشید علی خان کی صاحبزادی اور اُن کی دو بچیاں بھی اس المناک حادثہ میں جاں بحق ہوگئیں۔ وہ شاپنگ کے لیے وہاں آئی ہوئی تھیں۔ گزشتہ مہینوں کے گیارہ بم دھماکوں میں یہ سب سے زیادہ شدید تھا۔ حکومت نے دھماکہ میں ملوث ملزم یا ملزمان کی نشاندہی پر ایک کروڑ روپے انعام کا اعلان کر دیا۔ صدر لغاری نے کہا کہ دھماکے کے مرتکب عناصر عبرت ناک انجام سے بچ نہیں سکتے۔

پاکستان نے پشاور میں متعین افغان قونصل جنرل موسیٰ خاں کو پاکستان کے منافی سرگرمیوں میں ملوث پائے جانے پر ناپسندیدہ شخص قرار دے کر انہیں 48 گھنٹے کے اندر ملک چھوڑنے کی ہدایت کر دی۔ یہ فیصلہ پشاور میں بم دھماکے کے باعث کیا گیا۔ قونصل جنرل موسیٰ خاں نے کہا کہ بعض عناصر پاکستان اور افغانستان کو ایک دوسرے سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔

صوبہ بلوچستان

26 دسمبر کو کوئٹہ میں بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سکریٹری محمد علی رند کو نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ وہ اپنے دفتر جا رہے تھے کہ موٹر سائیکل پر نقاب پوش افراد نے انہیں روکا اور اُن کے سر پر گولیاں مار دیں۔

سونے کا تاج

2 جنوری 1996ء کو شہداد کوٹ میں اللہ بخش لغاری نے وزیر اعظم بے نظیر کو دس تولے سونے کا تاج پہنایا اور اُنہیں پانچ تولہ وزنی سونے کا تیر بھی پیش کیا گیا۔ سجاد حسین سومرو نے صدقے کے لیے دو بیل پیش کیے جن پر بے نظیر نے ہاتھ پھیر کر صدقہ کرنے کی اجازت دے دی۔

بھارت کے نائب وزیر خارجہ مسٹر بھاٹیہ نے کہا کہ مسئلہ کشمیر "بھٹو اندرا" مفاہمت کے تحت حل کیا جائے۔ اس وقت بے نظیر بھی شملہ میں موجود تھیں اور انہیں اس مفاہمت کا علم ہے وہ خود اس مفاہمت کے راز سے پردہ اٹھا دیں۔ وفاقی وزیر سردار آصف نے کہا کہ شملہ معاہدہ ایک کھلی دستاویز ہے۔ بھٹو پر کسی مفاہمت کا الزام سفید جھوٹ ہے۔ نواز شریف نے بے نظیر سے مطالبہ کیا کہ وہ قوم کو بتائیں کہ شملہ میں کیا سازش ہوئی تھی۔

رحمت مسیح، سلامت مسیح کا انٹرویو

3 مئی کو ایک جرمن جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے رحمت مسیح اور سلامت مسیح نے کہا کہ ہم بے نظیر پر اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے ہم پھانسی سے بچ گئے۔ پاکستان میں سارے مسلمان مذہبی جنون میں مبتلا ہیں۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران ہمارے وکلاء کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ عدالت عالیہ کے حکم پر رہائی پانے کے بعد بے نظیر حکومت نے ان دونوں کو جو توہین رسالت کے مقدمہ میں ملوث تھے، بیرون ملک جانے میں مدد کی تھی۔

پنجاب اور بلوچستان کی اسمبلیوں نے متفقہ طور پر قراردادیں منظور کیں جن میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے قانون میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی ترمیم منظور نہ کی جائے۔ انبیاء کی توہین سے بڑھ کر کوئی سنگین جرم نہیں ہو سکتا۔ اس کی سزا قتل ہے۔ غلط مقدمہ درج کرانے والے کے لئے قانون میں سزا موجود ہے۔

توہین رسالت کے قانون میں کسی ترمیم کے خلاف ملی یک جہتی کونسل کی اپیل پر 27 مئی کو پورے ملک میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ جلسے جلوسوں اور مظاہروں کا اہتمام ہوا۔ مولانا نورانی نے کہا کہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ گولی کھا کر ناموس رسالت کی حفاظت کریں گے۔

عمران خان کی شادی

16 مئی کو پیرس میں عمران خان نے برطانیہ کے ساتویں بڑے سرمایہ دار ایک یہودی گولڈ سمتھ کی بیٹی جمیما گولڈ سمتھ سے شادی کر لی۔ جمیما نے اسلام قبول کر لیا اور ان کا نام حائقہ رکھا گیا۔ ان کا نکاح اسلامک سینٹر پیرس میں پڑھایا گیا۔ پاکستانی سفیر اور قونصل جنرل نے بطور گواہ دستخط کیے۔ نکاح کی تقریب میں دلہن کے والدین نے بھی شرکت کی۔ حائقہ نے کہا کہ میں عبداللہ یوسف علی کا ترجمہ قرآن اور مولانا مودودی کی کتاب پڑھ کر مسلمان ہوئی ہوں۔ بی بی سی نے کہا کہ عمران خان اگر سیاست میں آئے تو سسر کا اثر و رسوخ اور سرمایہ کام آئے گا۔

بیگم شیفتہ کی رحلت

ہفتہ 6 جنوری کو سابق صدر ضیاء الحق مرحوم کی اہلیہ بیگم شیفتہ ضیاء الحق کا لندن کے ایک اسپتال میں انتقال ہوگیا۔ حکومت نے بیگم شیفتہ کی میت لندن سے پاکستان لانے کے لیے ہر قسم کی سہولت فراہم کرنے کی پیش کش کر دی اور کہا کہ لندن میں مرحومہ کے علاج پر خرچ ہونے والے تمام اخراجات بھی حکومت برداشت کرلے گی۔ نواز شریف اور اعجاز الحق میت کے ساتھ 7 جنوری کو وطن پہنچ رہے ہیں۔ نواز شریف 2 جنوری کو بیگم شیفتہ کی عیادت کے لیے لندن گئے تھے۔

نواز شریف کے جلوس پر حملہ

9 جنوری کو مالا میں نواز شریف کے جلوس پر پتھراؤ کیا گیا۔ لٹھ بردار افراد جلوس پر حملہ آور ہوگئے۔ ایک گولی نواز شریف کی گاڑی پر لگی۔ جلوس میں شامل ایک درجن گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔ پولیس کھڑی تماشا دیکھتی رہی۔ وفاقی وزیر خورشید شاہ نے کہا کہ یہ شرپسندوں کی شرارت ہے، پیپلز پارٹی اس کی مذمت کرتی ہے۔

بری فوج کے نئے سربراہ

11 جنوری کو بری فوج کے ریٹائر ہونے والے جنرل وحید کے اعزاز میں جی۔ ایچ۔ کیو میں الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ جنرل وحید نے کہا کہ وہ سیاست میں حصہ نہیں لیں گے۔ نئے چیف آف آرمی اسٹاف جہانگیر کرامت نے اپنا منصب سنبھال لیا۔ وہ بارہویں چیف آف اسٹاف ہیں اور میرٹ اور سنیارٹی کے لحاظ سے پہلے غیر متنازعہ آرمی چیف ہیں۔ جنرل جہانگیر نے کہا کہ پاک فوج قومی فوج ہے۔ مسلح افواج عوام کو مایوس نہیں کریں گی اور اُن کے اعتماد پر پوری اُتریں گی۔ قاضی حسین احمد نے اپنے پیغام میں جنرل جہانگیر کرامت کو عہدہ سنبھالنے پر مبارکباد دی اور اُمید ظاہر کی کہ وہ پاک فوج کی اعلیٰ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ملک میں اسلامی نظریہ کی حفاظت کریں گے۔

12 جنوری کو صدر لغاری نے ارکان پارلیمنٹ، صدر اور وزیراعظم کی تنخواہوں اور مراعات میں کئی گنا اضافہ کرنے کا ایک آرڈی نینس جاری کر دیا۔ نواز شریف نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ عوام کمر توڑ مہنگائی سے عاجز آچکے ہیں۔ ملکی خزانہ خالی ہے۔ حکومت ادھار پر چل رہی ہے۔ اس کے باوجود یہ اضافے کئے جا رہے ہیں۔

سینٹ سے واک آؤٹ

16 مئی کو بھی چیئرمین کی رولنگ کے باوجود حکومت اسیر کارکنان کو اجلاس میں شرکت کے لیے نہیں لائی۔ نصیر بابر نے پھر کہا کہ اسیر کارکنان کی اجلاس میں شرکت کے لئے اپوزیشن عدالت سے رجوع کرے۔ اس پر اپوزیشن کے ارکان سینٹ سے بطور احتجاج واک آؤٹ کر گئے۔

حمید گل کی جماعت

20 مئی کو لاہور میں لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل نے اپنی جماعت "تحریک اتحاد" کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ انہوں نے مسئلہ کشمیر پر اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کے لیے "قومی کشمیر کمیٹی" تشکیل دینے کا فیصلہ بھی کر لیا۔ یہ کمیٹی اقتدار کی کشمکش سے علیحدہ رہے گی۔

21 کو نصیر بابر نے کہا کہ سرکاری دباؤ کے ذریعے بینکوں سے 36 کروڑ روپے حاصل کرنے اور خورد برد کے الزامات میں نواز شریف اور ان کے اہل خاندان کے خلاف مزید تین مقدمات درج کر لیے گئے ہیں۔

نواز شریف کی واپسی

24 مئی کو نواز شریف لندن سے وطن واپس پہنچ گئے۔ اسلام آباد ایئر پورٹ پر ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ واپسی کے فوراً بعد مسلم لیگ سیکرٹریٹ میں وفود سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ میں انتقامی کارروائیوں سے مرعوب نہیں ہوں گا۔ ملک کو دو لخت کرنے والی پارٹی کو دوبارہ ملکی سلامتی کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ موجودہ بحران 1971ء کے بحران سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ بے نظیر خود احتساب سے خوفزدہ ہیں۔ ملک قاسم کمیٹی کو بھی اپنے پسندیدہ افراد کے خلاف تحقیقات سے روک دیا گیا۔

بے نظیر نے کہا کہ انتقامی سیاست ہمارے منشور کا حصہ نہیں۔ ہم سیاست میں اچھی روایات قائم کرنا چاہتے ہیں۔

خصوصی عدالت میں طلبی

29 مئی کو لاہور میں خصوصی عدالت نے پلاٹوں کے ناجائز الاٹمنٹ کے فوجداری ریفرنس میں 11 جون کو نواز شریف کو عدالت میں طلب کر لیا۔ سماعت کے دوران مسلم لیگی کارکنوں نے

دعوت ولیمہ

13 جنوری کو صدر لغاری نے اپنے بیٹے کی شادی کی تقریب کے موقع پر ایوان صدر اسلام آباد میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر خورشید قصوری نے نواز شریف کی نمائندگی کرتے ہوئے تقریب میں شرکت کی اور نواز شریف کی جانب سے دولہا اور دلہن کے لیے چاندی کا ایک خوبصورت منقش آرائشی پیالہ جسے خاص طور پر ڈیزائن کرایا گیا تھا، تحفہ کے طور پر نواز شریف کے خط کے ساتھ صدر کو بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

حاکم علی زرداری کا بیان

قومی اسمبلی کی اقتصادی اُمور کی کمیٹی کے چیئرمین اور بے نظیر کے خسر حاکم علی زرداری نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ میرے بیٹے آصف زرداری پر تمام الزامات جھوٹے ہیں۔ آصف کی سات پشتیں لاکھوں ایکڑ زمین کی مالک رہی ہیں۔ ایسی کثیر آمدنی کی موجودگی میں اُسے کسی کرپشن میں ملوث ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو نواز شریف اور چوہدری شجاعت بتائیں کہ وہ کس طرح ارب پتی اور بڑے صنعت کار بن گئے۔ افغانستان کی جنگ سے صرف چند جرنیلوں کو فائدہ پہنچا۔ وہ لاکھوں ڈالر کھا گئے۔ قائداعظم نے کبھی پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کی بات نہیں کی۔ میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے خلاف تھا۔ ہمیں لوگوں نے دستور بنانے کے لیے ووٹ دیا تھا کسی کو کافر قرار دینے کے لیے نہیں۔

بے نظیر کا خسر ہونے کے ناطے سے حاکم علی زرداری کو بھی زبان مل گئی۔ بھٹو مرحوم کے دور حکومت میں وہ پچھلی نشستوں میں بیٹھنے والے ایک خاموش رکن اسمبلی تھے۔ بھٹو نے اُن کو کوئی عہدہ یہ منصب نہیں دیا۔ اپریل 1973ء میں جب دستور کے آرٹیکل 2 میں درج کیا جا رہا تھا کہ "مملکت پاکستان مذہب اسلام ہوگا" اُس وقت حاکم علی نے مسٹر بھٹو سے یہ نہیں کہا کہ وہ قائداعظم کے اصولوں سے انحراف کر رہے ہیں۔ ختم رسالت کے بارے میں بھی اُنھوں نے غلط بیانی سے کام لیا۔ قومی اسمبلی میں ایک ماہ تک چلنے والی بحث کے دوران قادیانیوں کے دونوں گروہوں نے اسمبلی میں واشگاف طور پر کہا کہ اُن کے عقیدہ کے مطابق جو بھی مرزا کی رسالت پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور جہنمی ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ دستور میں اس شق کے اضافے سے متفق نہیں تھے تو رائے شماری کے وقت اُس کے خلاف اپنے ووٹ کا استعمال کیوں نہیں کیا۔ اب بے نظیر کے دور حکومت میں حاکم اور آصف دونوں خود فائدے سمیٹ رہے ہیں اور بے نظیر کے لیے دشواریوں اور رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔

زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرین ایک ترازو اٹھائے ہوئے تھے جس کے ایک پلڑے میں لوٹے اور دوسرے میں کرنسی نوٹ رکھے ہوئے تھے۔ کارکنوں نے ایک پتلے کو جس پر بے نظیر بھٹو لکھا ہوا تھا اپنے پاؤں تلے روندا اور اس پر جوتے مارے۔ بعض نے حکومت اور عدلیہ کو بددعائیں دیں۔ مظاہرین کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے اور "انصاف، انصاف" کی صدائیں لگا رہے تھے۔ پولیس نے مظاہرین سے کوئی تعارض نہیں کیا۔

حکومت کی عدم کارکردگی

سرکاری اطلاعات کے مطابق بھی 94-1993ء کا رواں سال حکومت کی ناکامیوں کا بدترین سال ثابت ہوا۔ حکومت نے اس سال میں جن اہداف کے حصول کا اعلان کیا تھا ان میں سے کوئی ایک بھی پورا نہیں کیا جاسکا۔ حکومت کی منفی پالیسیوں کی وجہ سے ملک اقتصادی تباہی سے دوچار ہے۔ ٹیکسوں کی وصولی، مجموعی قومی پیداوار کی شرح، صنعتی اور زرعی شعبہ میں ترقی کے جو اہداف حکومت نے مقرر کیے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہیں کیا جاسکا۔ آمدنی کی مد میں حکومت کو 60 ارب روپے کی کمی کا سامنا ہے۔ ایک سال میں دو ہزار صنعتی یونٹ بند ہوگئے۔ بیروزگاری، مہنگائی اور افراط زر کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ بجٹ کا خسارہ ایک کھرب روپے تک پہنچ گیا۔ حکومت قومی مسائل کے حل میں سنجیدہ کوششیں کرنے کے بجائے سستی شہرت حاصل کرنے، بلند بانگ دعوے کرنے اور اپوزیشن کے خلاف انتقامی کارروائیوں میں مصروف ہے۔

گورنر پنجاب کی وفات

اتوار 21 مئی کو شام سات بجے پنجاب کے گورنر چودھری الطاف حسین اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ وہ اپنی معمول کی مصروفیات نمٹا رہے تھے کہ اچانک دل کا شدید دورہ پڑا اور کوئی طبی امداد ملنے سے قبل ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی عمر 84 سال تھی۔ 22 مئی کو انہیں ان کے آبائی گاؤں واقع جہلم میں سپرد خاک کیا گیا۔

نئے گورنر کی تقرری حکومت کے لیے ایک مسئلہ بن گئی۔ چودھری الطاف کی وفات کے تقریباً چار ہفتے بعد 18 جون کو لیفٹیننٹ جنرل (ر) راجہ سروپ کو پنجاب کا نیا گورنر مقرر کیا گیا۔

صوبہ سندھ کے حالات

ایم کیو ایم کی خدمت خلق کمیٹی کے دفتر کی لیز منسوخ کر کے اور پولیس فورس کے

بے نظیر کا خطاب

20 جنوری کو ٹوکیو کی ایک یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھارت ہمارے ساتھ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے موضوع پر بات کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ بھارتی وزیراعظم میرے ساتھ بیٹھ کر ایٹمی ہتھیار بنانے سے انکار کر دیں اور یقین دلا دیں کہ جو کچھ ہیروشیما اور ناگاساکی میں ہو چکا ہے' وہ لاہور یا دہلی میں نہیں ہو گا لیکن بھارتی وزیراعظم نرسما راؤ نے نئی دہلی میں کہا کہ بھارت اپنا ایٹمی پروگرام ترک نہیں کرے گا۔ ہم اپنے دفاع پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ یہی نہیں بلکہ بھارت نے مہلک پرتھوی میزائل کا پندرھواں تجربہ بھی کر ڈالا جو ایک ٹن ایٹمی ہتھیار 250 کلومیٹر تک لے جا سکتا ہے۔ بھارت نے کہا کہ وہ ایٹمی ہتھیار لے جانے والے 500 دور مار میزائل پاکستان کی سرحدوں پر نصب کرے گا۔

وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ ہم نے فی الوقت ایٹمی پروگرام کیپ کر رکھا ہے لیکن ہم ایٹمی صلاحیت رکھتے ہیں اور دشمن کو منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے۔ کشمیر کمیٹی کے چیئرمین نوابزادہ نصر اللہ خاں نے کہا کہ حکومت پاکستان کا ردعمل بے جان ہے۔ پاکستان کو بھی بھارت کی طرح ایٹمی دھماکہ کرنا چاہیے اور سرحدوں پر میزائل نصب کرنا چاہیے۔ صدر لغاری نے کہا کہ اگر بھارت باز نہ آیا اور وہ اپنے میزائل پروگرام کو فروغ دیتا رہا تو پاکستان بھی اس دوڑ میں شریک ہونے پر مجبور ہو جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارت کو پاکستان کے خلاف جارحیت کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ بھارت کی جارحیت کے باوجود وفاقی وزیر پٹرولیم انور سیف اللہ نے بھارت کو یہ یقین دہانی کرائی کہ ایران سے بھارت کو گیس کی فراہمی کے لیے پاکستان کے ساتھ تعمیر کی جانے والی گیس پائپ لائن بچھانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

امریکی پابندیوں میں نرمی

صدر کلنٹن نے براؤن ترمیمی بل کی منظوری دے دی۔ اس ترمیم نے پریسلر قانون کے ذریعہ پاکستان پر عائد پابندیوں کو نرم کر دیا۔ اب توقع ہے کہ پاکستان کے لیے 368 ملین ڈالر کی امریکی امداد بحال ہو جائے گی اور پریسلر ترمیم کے تحت عائد تجارتی سمیت دیگر پابندیاں بھی اٹھا لی جائیں گی۔

آزاد کشمیر پر حملہ

26 جنوری کو رمضان کے مقدس مہینے میں بھارتی افواج نے آزاد کشمیر پر اُس وقت راکٹوں سے حملہ کر دیا جب مساجد میں نماز جمعہ ادا کی جا رہی تھی۔ ان حملوں میں 34 افراد

ذریعے اس پر قبضہ کر کے حکومت نے 24 اپریل کو حیدر آباد شہر میں بلاجواز فسادات کی جو آگ لگائی تھی اس کے شعلے مئی کے مہینے میں بھی بھڑکتے رہے۔ یکم سے 3 مئی تک آٹھویں، نویں اور دسویں دن بھی شہر میں زندگی معطل رہی۔ بینک بند ہونے کی وجہ سے ملازمین کو تنخواہیں نہیں مل سکیں۔ ایک سرکاری دفتر، تین مکانات اور دو گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی، ہوائی فائرنگ سے خوفزدہ ہو کر پولیس اہلکار ایک چوکی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ چھاپوں کے دوران سو سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ بے گناہ افراد کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے خواتین نے دھرنا دے کر قومی شاہراہ بلاک کر دی۔ الطاف حسین نے فون پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپریشن کے دوران ماؤں، بہنوں کا حوصلہ ناقابل فراموش ہے۔ سانحہ مشرقی پاکستان کو دہرانے کی سازش ہو رہی ہے۔ شعیب بخاری نے کہا کہ کمیٹی کے دفتر پر حکومتی کارروائی سماجی کاموں پر ایک ضرب کاری ہے۔ نواز شریف نے حیدر آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کمیٹی کے دفتر پر کارروائی حکومتی غنڈہ گردی ہے۔ حیدر آباد میں امن و امان کا مسئلہ خود حکومت کا پیدا کردہ ہے۔ حیدر آباد کے عوام خود کو تنہا نہ سمجھیں۔ ایم کیو ایم کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اپوزیشن حکومت کے مظالم کے خلاف آواز اٹھائے گی۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ حیدر آباد میں ایم کیو ایم نے ایک رفاہی پلاٹ پر قبضہ جما لیا تھا جو ہم نے واگزار کرایا ہے۔ ہم اس پر چار کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ہسپتال قائم کریں گے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہم سیاست کو جرائم سے پاک بنائیں گے۔

کراچی میں بھی تشدد اور فائرنگ کی وارداتوں میں مئی کے پہلے ہفتے میں 22 افراد جاں بحق اور دو درجن سے زائد زخمی ہوگئے۔

4 مئی کو خصوصی عدالت نے ہنگامہ اور بلوہ سے متعلق مقدمہ میں الطاف حسین کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا۔ فاروق ستار سمیت ایم کیو ایم کے گیارہ افراد پہلے ہی ہے اس مقدمہ میں زیر حراست ہیں۔

امریکی ویزا آفس

6 مئی سے کراچی کے قونصل خانہ سے امریکہ کے لیے ویزا کا اجرا بند کر دیا گیا۔ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ نے کہا کہ کراچی میں قونصل خانہ بند نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ سندھ سے ویزا کی درخواستوں پر کارروائی اب کراچی کے بجائے لاہور کے امریکی قونصلیٹ میں ہوگی۔

شہید اور 35 زخمی ہوگئے۔ پاک فوج نے جوابی کارروائی کر کے بھارتی مشین گنوں کو خاموش کر دیا۔ صدر لغاری نے کہا کہ پاکستان بھارتی حملے کا بھرپور جواب دے گا۔ بھارتی جارحیت سے علاقے کا امن تباہ ہو سکتا ہے۔ سیاسی رہنماؤں نے کہا کہ مسجد پر بھارتی حملہ کھلی جارحیت ہے۔ اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ 30 جنوری کو بھی بھارتی فوجوں نے فائرنگ کر کے 5 افراد کو شہید کر دیا۔ پاکستانی فوج نے جوابی فائرنگ کر کے بھارتی توپوں کو خاموش کر دیا۔ ایوان صدر میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر اور آرمی چیف میں دو گھنٹے تک آزاد کشمیر پر بھارتی راکٹوں کے حملے اور پرتھوی میزائل کی تنصیب پر تبادلہ خیال ہوا۔

صوبوں کا مطالبہ

28 جنوری کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے قومی مالیاتی کمیشن کے اجلاس میں چاروں صوبوں نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا کہ قومی وسائل میں وفاقی حکومت اپنا حصہ کم کرے اور صوبوں کو زیادہ وسائل دیئے جائیں اور یہ کہ مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ سے قبل نئی مردم شماری کرائی جائے۔

پنجاب میں دھماکے

18 جنوری کو لاہور میں دیال سنگھ کالج اور صدر بازار میں یکے بعد دیگرے بموں کے دو دھماکوں میں چار فوجیوں سمیت 34 افراد زخمی ہوگئے۔ وزیراعلیٰ پنجاب سردار نکئی جو وزیراعظم کے ساتھ جاپان کے دورہ پر گئے ہوئے ہیں، وہاں سے کہا کہ دھماکے اپوزیشن کرا رہی ہے، واپس آکر نمٹ لوں گا۔

صوبہ سندھ

یکم جنوری کو کراچی میں صدر لغاری کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں کراچی میں امن و امان کے قیام پر غور کیا گیا۔ صدر نے انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو قیام امن کے لیے اپنے اقدامات جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں کہا کہ کراچی کے حالات بہتر بنانے میں رینجرز اور پولیس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہاں حالات بہتر ہونے سے عوام خوش ہیں۔

یکم جنوری کو نصیر بابر نے اسلام آباد میں کہا کہ کراچی میں آپریشن اور محاصرے بند کر دیئے گئے ہیں۔ حقیقی کی حمایت کا تاثر ختم کرنے کے لیے مجبوراً لائنز ایریا کا محاصرہ کرنا پڑا۔

غوث علی شاہ کی وضاحت

7 مئی کو پاکستان مسلم لیگ سندھ کے صدر سید غوث علی شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم میں نے نہیں بنائی اور نہ اس بارے میں مجھے اعتماد لیا گیا۔ مجھے معلوم نہیں یہ کیوں اور کیسے بنی۔ اس کا سارا کریڈٹ جنرل ضیاء کو جاتا ہے۔ میں نے الطاف حسین کو مختلف مقدمات میں 1986ء اور 1988ء میں دو مرتبہ گرفتار کیا اور انہیں جیل میں ڈالا لیکن جب میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ ان مقدمات میں ملوث نہیں ہیں تو میں نے انہیں رہا کر دیا۔

مئی کے دوسرے ہفتے میں پولیس اور رینجرز نے فیصل کالونی، کورنگی، ملیر، لیاقت آباد، بریگیڈ، لطیف کالونی اور محمود آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ پانچ دہشت گردوں سمیت دو سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اور اسلحہ بھی برآمد کیا گیا۔

لیکن اس دوران بھی پولیس افسران اور اہلکار سمیت تیرہ افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ 8 مئی کو لانڈھی میں ایک اے ایس پی کی کار پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیا گیا۔

مئی کے تیسرے ہفتے میں بھی رینجرز اور پولیس نے متاثرہ علاقوں کی مکمل ناکہ بندی کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ بکتر بند گاڑیاں استعمال کی گئیں۔ تلاشی کے دوران راکٹ اور کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ دس افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ رینجرز کے کرنل منیر بٹ نے کہا کہ رینجرز کی گاڑیوں پر منصوبہ بندی کے تحت حملہ کیا گیا۔ ایم کیو ایم کا نعیم شری گروپ اس میں ملوث ہے۔ کراچی کے علاوہ اسلام آباد، صادق آباد، ملتان اور کوئٹہ سمیت کئی دوسرے شہروں میں بھی چھاپے مار کر ایم کیو ایم کے متعدد رہنما اور کارکنان گرفتار کر لیے گئے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ گرفتار کیے جانے والے دو دہشت گردوں نے 59 افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔

گورنر سندھ کا استعفیٰ

17 مئی کو سندھ کے گورنر محمود اے ہارون نے صحت کے باعث اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ لیکن بی بی سی نے بتایا کہ انہوں نے حکومت کے ساتھ بعض اختلافات کی وجہ سے استعفیٰ دیا ہے۔ ان کی جگہ سینیٹر کمال اظفر کو سندھ کا نیا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ وہ سینٹ سے مستعفی ہو گئے اور 22 کو گورنر کے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔

مئی کے آخری سات دنوں میں دو فوجیوں اور ایک کانسٹیبل سمیت مزید 34 افراد ہلاک اور 25 سے زائد زخمی کر دیئے گئے، سات گاڑیاں، دو بینک اور قومی بچت کے مرکز کو آگ لگا دی گئی۔

مئی کے مہینے میں 131 افراد، مشاورتی کونسل کے تین ارکان اور قانون نافذ کرنے والے

حالات ہمارے قابو میں ہیں۔ ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھانے والوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔ ایم۔ کیو۔ ایم جہاد کشمیر کے نام پر افغانستان میں دہشت گردوں کو تربیت دلا رہی ہے۔ 27 افراد کا ایک ٹولہ ابھی حال میں وہاں بھیجا گیا ہے۔ واپسی پر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ ایم۔ کیو۔ ایم ہتھیار ڈال دے تو تنازعہ ختم ہو سکتا ہے۔ مسئلہ کا حل سیاسی مذاکرات میں ہے۔ برطانوی حکومت سے پھر مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ الطاف حسین کو ہمارے حوالے کر دے لیکن برطانوی وزیر داخلہ نے کہا کہ الطاف حسین پر دہشت گردی کے جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ انہیں برطانیہ بدر کرنے کے لیے کافی نہیں۔ الطاف حسین کو پاکستان کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

کراچی میں حالات پر قابو پا لینے اور محاصرے بند کر دینے کے بارے میں حکومتی دعوے درست ثابت نہیں ہوئے۔ یکم جنوری کو کراچی میں 18 افراد موت سے ہمکنار ہو گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ 18 افراد کا قتل سازش کا حصہ ہے۔ حکومت اس کی ذمہ دار ہے۔ نئے آرمی چیف اور ایم۔ کیو۔ ایم میں اچھے رابطوں کا تاثر مل رہا تھا۔ یہ سازش اُسے نقصان پہنچانے کے لیے کی گئی ہے۔ میں نے ہمیشہ پُرامن رہنے اور صبر کرنے کا درس دیا ہے۔ 2 جنوری کو بھی سات افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ صدر میں ایف۔ آئی۔ اے کے دفتر کے سامنے ایک ٹائم بم کے دھماکے سے تین افراد زخمی ہو گئے۔ 3 جنوری کو مزید سات افراد جاں بحق ہو گئے۔

یکم جنوری کو سی۔ آئی۔ اے اور پولیس نے چھاپے مار کر 13 مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا۔ اُن سے بھاری تعداد میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ 2 جنوری کو غریب آباد میں محاصرے کے دوران فائرنگ کے تبادلہ میں چار مسلح افراد ہلاک ہو گئے۔ پولیس ذرائع کے مطابق ہلاک ہونے والوں میں دو کپتانوں اور دیگر چار افراد کے قتل کے نامزد ملزم بھی شامل ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے اپنے ان چار کارکنوں کی جعلی پولیس مقابلہ میں ہلاکت کے خلاف 4 جنوری کو یوم احتجاج منانے کا اعلان کر دیا۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ہڑتال کی کال بلاجواز ہے۔

4 جنوری کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر ہڑتال ہوئی۔ مختلف علاقوں میں فائرنگ ہوتی رہی، درجنوں گاڑیاں جلا دی گئیں۔ متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ حقیقی کے زیر اثر علاقوں ملیر، ڈرگ روڈ، ڈرگ کالونی، لانڈھی، محمود آباد اور ڈیفنس میں بازار اور دکانیں کھلی رہیں۔ حیدر آباد میں بھی جزوی ہڑتال ہوئی۔ ایک بچہ فائرنگ سے جاں بحق ہو گیا۔ چھ گاڑیاں جلا دی گئیں۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر سندھ کو تقسیم کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ حکومت ختم ہو جائے تو سات روز میں حالات بہتر ہو جائیں۔ مسلم لیگ کراچی میں جاں بحق ہونے والوں کے ورثاء کی امداد کے لیے فنڈ قائم کرے گی۔

بے نظیر نے کہا کہ ہڑتالیں کرنے والے حکومت کو نہیں بلکہ عوام کو معاشی لحاظ سے کمزور کر رہے ہیں۔ لاشوں کی سیاست کرنے والوں کو سیاسی میدان سے نکال باہر کریں گے۔ دہشت گردوں کی مکمل سرکوبی تک آپریشن بند نہیں ہو گا۔ نواز شریف کو تین بار اقتدار ملا لیکن

اداروں کے 25 اہلکار دہشت گردی کا شکار ہوئے۔ سو سے زائد گاڑیاں جلائی گئیں۔

سرکاری ذرائع نے بتایا کہ 1300 افراد کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ ایک گرفتار شدہ دہشت گرد سے اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ الطاف حسین کے خلاف نئے مقدمات درج کیے گئے ہیں۔

31 مئی کو وائس آف امریکہ نے کہا کہ حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کی دہشت گردی میں ایک نہیں کئی پارٹیاں ملوث ہیں۔ ایم کیو ایم دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ وطن کے غدار موت کے حقدار ہیں۔ تکبیر کے صلاح الدین اور رینجرز کے قاتلوں کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ کلاشنکوف لے کر گھومنے والے کس طرح خود کو معصوم کہتے ہیں۔ یہاں کسی کو کربلا نہیں بنانے دیں گے۔ بھارت مجھے قتل کرانا چاہتا ہے۔ بھارت نے ایک تنظیم کو راکٹ لانچر فراہم کر دیئے ہیں۔ مجھے اپنی جان کی پروا نہیں، میں کراچی کے عوام کو بچانا چاہتی ہوں۔

وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گردوں سے ہماری کھلی جنگ ہے۔ جون میں دہشت گردی پر قابو پا لیا جائے گا۔

قومی اسمبلی کا اجلاس

یکم جون 1995ء کو قومی اسمبلی کا اجلاس پہلے ہی روز شدید ہنگامہ آرائی کی نذر ہو گیا۔ اپوزیشن کا اصرار تھا کہ سب سے پہلے کراچی کی صورتحال پر بحث کی جائے لیکن حکومت نے اس سے اتفاق نہیں کیا جس پر شور شرابہ اور گالم گلوچ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اپوزیشن کے ارکان اجلاس سے واک آوٹ کر گئے۔ بعد میں وہ مذاکرات کے بعد ایوان میں واپس آ گئے۔ اسیر ارکان اسمبلی کو ایوان میں شرکت کے لئے نہ لانے پر اپوزیشن نے پھر علامتی واک آوٹ کیا۔

باہمی اختلافات کے باوجود 11 جون کو قومی اسمبلی میں سانحہ چرار شریف اور درگاہ نور الدین ولی کو نذر آتش کرنے پر بھارت کے خلاف اتفاق رائے سے ایک قرار داد منظور کی گئی۔ بھارتی فوج کو اس کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ حکومت نے کشمیری پناہ گزینوں کی امداد اور کشمیر کے مسئلہ کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کے لیے کشمیر فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا۔ گوہر ایوب نے کہا کہ کشمیر پالیسی کو موثر بنایا جائے۔ بھارت افغانستان میں روس کی شکست سے سبق حاصل کرے۔

وہ عوام کی خدمت نہیں کر سکے۔
نواز شریف نے بی۔بی۔سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کراچی کا مسئلہ بے نظیر کا پیدا کردہ ہے۔اس حکومت کے رہتے ہوئے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ کا واحد حل مڈٹرم الیکشن ہیں۔

گرفتاری پر انعام

صوبائی وزیر ظفر لغاری نے کہا کہ نعیم شری کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے والے کے لیے انعام کی رقم دس لاکھ سے بڑھا کر 50 لاکھ روپے کر دی گئی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ الطاف گروپ کا نعیم شری قتل و غارت گری میں ملوث ہے۔
اجمل دہلوی، الطاف حسین سے ملاقات کے لیے لندن روانہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت مذاکرات چاہتی ہے تو گولی اور گالی کا استعمال ترک کر دے۔

نواز الطاف مذاکرات

4 جنوری کو نواز شریف نے لندن میں الطاف حسین سے تین گھنٹے طویل ملاقات کی۔ دونوں کے درمیان دو گھنٹے تنہائی میں بھی ملاقات ہوئی۔ مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ موجودہ حکومت کو ہٹائے بغیر حالات کی اصلاح ممکن نہیں۔ زیر حراست اور بے گناہ مہاجروں کی ہلاکت پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ مسلم لیگ اور ایم۔کیو۔ایم کے اشتراک سے حکومت کے خلاف فیصلہ کن تحریک چلانے پر اتفاق ہو گیا۔ مسلم لیگ نے ایم۔کیو۔ایم کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ مہاجروں کا قتل دراصل نظریہ پاکستان کا قتل ہے۔
بے نظیر نے کہا کہ تحریک چلانے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئی ہیں، ہم کراچی سے دہشت گردی کا صفایا کر دیں گے۔ اپوزیشن 1998ء تک انتظار کرے۔ کرسی کی سیاست کرنا چھوڑ دے۔ ہماری سیاست عوام کی سیاست ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مخالفین کتنا ہی شور مچائیں، وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

بھٹو کی سالگرہ

5 جنوری کو بھٹو کی 68 ویں سالگرہ کے موقع پر لاڑکانہ میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ آمریت کے دور میں ایک گروہ کو ہر طرح کی مراعات دے کر ملک کو دہشت گردی کا اڈہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ اُس دور کے غلط اقدامات کی قیمت کراچی ادا کر رہا ہے۔ ملک میں آئین اور قانون کی بالادستی قائم رکھیں گے۔ دہشت گردی کے خلاف

نواز شریف کے خلاف مقدمات

11 جون کو لاہور ہائی کورٹ میں نواز شریف کے خلاف پلاٹوں کے ناجائز الاٹمنٹ کے ریفرنس میں مقدمات کی سماعت کے دوران مسلم لیگی کارکنان عدالت کے عقبی دروازے سے پولیس کو دھکے دیتے اور پتھراؤ کرتے ہوئے اندر داخل ہوگئے۔ مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے پولیس نے ہوائی فائرنگ اور شیلنگ کی۔ کچھ خواتین نے بھی عدالت کے احاطہ کے اندر نعرہ بازی کی۔ پولیس نے خواتین کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ بعض خواتین کو گھسیٹتے ہوئے گاڑیوں میں ڈالا اور گرفتار کر کے لے گئے۔ مظاہرین باہر سے عدالت کے مختلف دروازوں پر پتھراؤ کرتے رہے، پولیس نے درجنوں مرد مظاہرین کو بھی حراست میں لے لیا۔ اس روز نواز شریف خود عدالت میں پیش نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے خصوصی عدالت کی تشکیل کے قانون کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر رکھا ہے۔

ریفرنس کی اگلی سماعت کے موقع پر بھی 28 جون کو مال روڈ پر مسلم لیگی کارکنوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ پولیس نے مظاہرین کو ہائی کورٹ کی عمارت میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ مظاہرین نے بے نظیر کا پتلا جلایا۔ وہ "بے نظیر بھگاؤ، پاکستان بچاؤ" کے نعرے لگا رہے تھے۔ مظاہرین نے کہا کہ ہم ظلم کا حساب لاہور کی سڑکوں پر چکا دیں گے۔ خصوصی عدالت ریفرنس کی سماعت نہیں کر سکی۔ اگلی سماعت 2 جولائی کو ہوگی۔

سابق کونسلر کا قتل

11 جون کو بھاٹی کے علاقے لاہور میں چار مسلح افراد نے مسلم لیگ (نواز) کے سابق کونسلر چودھری نواز کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ قاتلوں نے نعش پر قہقہے لگائے۔ پولیس نے کوئی مداخلت نہیں کی، مشتعل ہجوم نے تھانے پر ہلہ بول دیا۔ مظاہرین اور پولیس میں دوبدو لڑائی ہوئی۔

12 جون کو نواز شریف نے دوسرے مسلم لیگی رہنماؤں کے ساتھ جماعت اسلامی لاہور کے دفتر میں قاضی حسین احمد سے ملاقات کی جو تقریباً سوا گھنٹے جاری رہی۔ نواز شریف نے قومی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جو قاضی حسین احمد نے قبول کر لی۔

نواز شریف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ

12 جون کو پنجاب کے ہوم سیکرٹری نے حبیب اللہ اغوا کیس کو بنیاد بنا کر نواز شریف،

کارروائی جاری رہے گی۔ ہم نے بھٹو کی خواہش کے مطابق پاکستان کو ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔ لاڑکانہ میں آتش بازی کا زبردست مظاہرہ کیا گیا۔

5 جنوری کو پولیس اور رینجرز نے مختلف علاقوں کا محاصرہ کر کے نعیم شری اور ریحان کانا کی گرفتاری کے لیے چھاپے مار کر ایک یونٹ انچارج سمیت 35 افراد کو گرفتار کر لیا۔ بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا اور نگی میں پولیس مقابلہ میں ایک دہشت گرد ہلاک ہو گیا جبکہ اُس کے دوسرے ساتھی فرار ہو گئے۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مار کر گرفتاریاں کی گئیں۔ خواتین نے بے گناہ افراد کی رہائی کے لیے دھرنا دیا۔

6 جنوری کو بے نظیر بھٹو سن گئیں جہاں انھوں نے جی۔ ایم۔ سید مرحوم کے بڑے بیٹے سے اُن کے والد کے انتقال پر تعزیت کی اور فاتحہ پڑھی۔ بے نظیر نے قوم پرست رہنماؤں سے بند کمرے میں ملاقات کی۔ "سن" پہنچنے پر بے نظیر کا "جئے سندھو دیش" کے نعروں سے استقبال کیا گیا۔ سندھو دیش کے حامی رہنماؤں سے بے نظیر کی بند کمرے میں ملاقات کو پیپلز پارٹی کی سیاست میں ایک اہم موڑ سے تعبیر کیا گیا۔

کراچی میں 5 اور 6 جنوری کو گولیاں چلتی رہیں۔ تین افراد ہلاک اور ایک بچی سمیت متعدد زخمی ہو گئے۔

بس میں دھماکہ

7 جنوری کو صدر سے گلشن جانے والی ایک بس میں بم کا زبردست دھماکہ ہوا۔ 8 مسافر موقع پر جاں بحق اور 35 شدید زخمی ہو گئے۔ بس میں آگ لگ گئی۔ دو لاشیں جل گئیں۔ مسافروں کے اعضاء کٹ کر دور گرے۔ عبداللہ شاہ نے زخمیوں کی عیادت کی اور کہا کہ یہ بم دھماکہ لندن پلان کا ایک حصہ ہے۔ نواز شریف اور الطاف حسین کراچی میں امن نہیں چاہتے، وہ ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں، ہم منہ توڑ جواب دیں گے۔ کراچی جیسے بڑے شہر میں فول پروف انتظامات کرنا مشکل ہیں، عوام خود بھی چوکنا رہیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں دہشت گردی کا زور توڑ دیا ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گردی میں ملوث ہے۔ ایسے مزید واقعات بھی ہو سکتے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک دہشت گرد منیلا میں بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ حکومت سندھ نے بس میں دھماکے میں ملوث افراد کے بارے میں خبر دینے والے کو دس لاکھ روپے انعام دینے کا اعلان کر دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہلاک شدگان کے ورثاء اور زخمیوں کو معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ مسافر بس میں دھماکہ حکومت کی نااہلی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت کی تبدیلی کے بغیر کراچی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

چودھری شجاعت، میاں اظہر، یٰسین وٹو، چودھری غفور، بنیامین اور اختر رسول سمیت 17 مسلم لیگی رہنماؤں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ سیشن جج لاہور کو سماعت کے لیے بھیج دیا۔ ان سب کو 25 جون کو عدالت میں طلب کر لیا گیا۔

نواز شریف نے کہا کہ ہم ظلم کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ قوم جاگ رہی ہے، قومی مفادات کا تحفظ ہمارا مشن ہے جب تک جان میں جان ہے غیر ملکی ایجنڈے پر عمل نہیں ہونے دوں گا۔

صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ دائر کرنے سے قبل حکومت پنجاب کو اچھی طرح غور کر لینا چاہیے تھا۔ سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ نواز شریف پر بغاوت کا مقدمہ سیاسی انتقام ہے۔

15 جون کو واشنگٹن میں امریکی حکومت کے ایک ترجمان نے نواز شریف اور ان کے ساتھیوں پر بغاوت کا مقدمہ قائم کرنے پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ جمہوری نظام اور عدلیہ کے لیے نیک شگون نہیں ہے۔ حکومت اور اپوزیشن سیاسی مذاکرات کریں۔ پاکستان کے دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ امریکہ کا یہ بیان ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ امریکہ کے کہنے پر کوئی مقدمہ واپس نہیں لیا جائے گا۔ سیاسی مبصرین نے امریکی ترجمان کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے بے نظیر حکومت کے جلد خاتمے اور نواز شریف کے دوبارہ اقتدار میں آنے کا اشارہ قرار دیا۔

عدالت سے رہائی

13 جون کو عدالت نے نواز شریف کے بھائی عباس شریف اور شہباز شریف کے بیٹے حمزہ شریف کو ضمانت پر رہا کر دیا۔

نئے مالی سال کا بجٹ

15 جون کو مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی کے سامنے بجٹ پیش کر دیا جس میں 16 ارب 30 کروڑ روپے کے لیے نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ پٹرولیم کی قیمتوں میں پانچ فی صد اضافہ کیا گیا ہے۔ اپوزیشن نے بجٹ تقریر کا بائیکاٹ کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم عوام دشمن بجٹ میں فریق نہیں بن سکتے۔ مہنگائی پہلے ہی آسمان سے باتیں کر رہی ہے، منی بجٹ آتے رہیں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بجٹ میں سارا بوجھ عام آدمی پر ڈال دیا گیا ہے۔ پروفیسر خورشید نے کہا کہ بجٹ کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔

مرتضیٰ بھٹو کا خطاب

8 جنوری کو شہداد پور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ کوئی ڈاکو مرتا ہے تو حکمرانوں کو دکھ ہوتا ہے لیکن کراچی میں ہر روز بے گناہ مارے جاتے ہیں تو اُن پر دہشت گردی کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔ بے نظیر سندھ کی تقسیم کی حامی ہیں۔ میں نے کراچی میں پارٹی الیکشن پر زور دیا تو بے نظیر نے کہا کہ کراچی سندھ کا حصہ نہیں۔ یہ ایک راز تھا جسے میں نے آج افشا کر دیا۔

جنوری کے دوسرے ہفتے میں 18 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں امن قائم ہو چکا ہوتا لیکن نواز شریف نے لندن جا کر الطاف حسین کو پُرتشدد کارروائیاں کرنے پر اُکسایا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں بھارت کا تیار کردہ اسلحہ پکڑا گیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم ایک جیسی جماعتیں ہیں۔ یہ دونوں کراچی کا مسئلہ حل نہیں کر سکتیں۔ نواز شریف نے کہا کہ 1988ء میں بے نظیر نائن زیرو کے طواف کر کے الطاف بھائی الطاف بھائی پکارتی تھیں، اب دہشت گرد اور غدار کہہ رہی ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ قتل و غارت گری میں ایجنسیاں ملوث ہیں۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ 1996ء میں حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان معاہدہ طے پا جائے گا۔ ایسا ہو گیا تو کراچی میں بلدیاتی انتخابات کرا کے اُنہیں نمائندگی دیں گے اور اقتدار میں بھی شریک کر لیں گے۔

17 جنوری کو بے نظیر نے ٹوکیو میں پاکستانیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے حالات ایسے تشویش ناک نہیں ہیں جیسا کہ بتائے جاتے ہیں۔ وہاں کارخانے معمول کے مطابق چل رہے ہیں۔ لوگ اندرون شہر سفر کرتے ہیں اور اپنی ملازمتوں پر جاتے ہیں۔

جنوری کے تیسرے ہفتے میں 14 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

ریحان سمیت 5 افراد کی ہلاکت

20 جنوری کو ریحان کانا سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے پانچ کارکنان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گئے۔ پولیس نے بتایا کہ ریحان اپنے ساتھیوں سمیت ٹیکسی میں جا رہا تھا۔ نصرت بھٹو کالونی کے پاس اُس کا پولیس سے مقابلہ ہو گیا۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ریحان، اُس کا ایک بھائی اور بہنوئی سمیت پانچ افراد ہلاک ہو گئے۔ دو پولیس والے بھی زخمی ہوئے۔ اُن سے راکٹ، کلاشن کوف اور دوسرا اسلحہ ملا۔ ریحان قتل کی درجنوں وارداتوں میں ملوث بتایا گیا ہے۔ حکومت نے پولیس پارٹی کو ترقی اور انعام دینے کا اعلان کیا۔ تھانہ انچارج کو سب انسپکٹر بنا دیا گیا۔

بجٹ پیش ہونے کے موقع پر کلرکوں نے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کیا۔ وہ بے نظیر حکومت کے خلاف سر پیٹتے، ماتم کرتے اور نعرہ بازی کرتے رہے۔ پولیس کلرکوں پر ٹوٹ پڑی۔ لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کا بے دریغ استعمال کیا۔ متعدد مظاہرین گرفتار کر لیے گئے۔

بے نظیر نے کہا کہ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا۔ وزیر اعظم کے مشیر وی اے جعفری نے کہا کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرنا ممکن نہیں۔ بجٹ سازی میں حکومت نے آئی ایم ایف کی ہدایات کی پابندی کی ہے۔

22 جون کو قومی اسمبلی میں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ وزیر اعظم کے 29 بے مقصد دوروں نے بجٹ خسارہ میں اضافہ کیا ہے۔ لوڈشیڈنگ اور ناقص سرکاری پالیسیوں کی وجہ سے ملک کی آدھی سے زیادہ صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ افراط زر کی شرح 19 فیصد تک جا پہنچی ہے۔ ضروری اشیاء کی قیمتوں میں بیس سال کے دوران اس قدر اضافہ نہیں ہوا تھا جتنا بے نظیر کے دور میں ہوا۔ حکومت کی ناقص خارجہ پالیسی نے پاکستان کو یک و تنہا کر دیا ہے۔ نواز شریف کی تقریر جاری تھی کہ بے نظیر اچانک اٹھ کر ایوان سے چلی گئیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر میں اتنا حوصلہ بھی نہیں ہے کہ وہ میری تقریر سن کر جاتیں۔ ہمارا پھینکا ہوا کشکول حکومت نے اٹھا لیا ہے۔ دھاندلی کی پیداوار حکومت کو مزید مہلت نہیں دی جا سکتی۔

بے نظیر نے 22 جون کو ممبران اسمبلی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ عوام نے ہمیں پانچ سال اقتدار میں رہنے کا حق دیا ہے۔ اپوزیشن بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے، اقتدار میں آنے کا کوئی شارٹ کٹ نہیں۔

نواز شریف نے غیر ملکی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر کے بغیر پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر حکومت تشکیل دی جا سکتی ہے۔ مسائل کے حل کے لیے بھٹو خاندان سے باہر کے کسی شخص کا وزیر اعظم بننا ضروری ہے۔

27 جون کو اپوزیشن کی عدم موجودگی میں قومی اسمبلی نے بجٹ منظور کر لیا۔

27 جون کو پشاور کے قریب تین جرمن انجینئرز کو اغوا کر لیا گیا۔ کسی نے اس کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

28 جون کو ایک سوال کے جواب میں وزیر اطلاعات خالد کھرل نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ دسمبر 1994ء سے اپریل 95ء تک ٹی وی پر حکومت کو 16 گھنٹے 39 منٹ اور اپوزیشن کو ایک گھنٹے سے کم کوریج دی گئی۔ 28 جون کو سپاہ محمد نے ملی یک جہتی کونسل سے علیحدگی اختیار کر لی۔

میاں ممتاز دولتانہ کی رحلت

جمعہ 30 جون کو مسلم لیگ کے سابق صدر اور تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرنے

الطاف حسین نے ریحان سمیت پانچ کارکنوں کی پولیس کے ہاتھوں سفاکانہ قتل کی واردات کو ریاستی دہشت گردی اور مہاجروں کی نسل کشی کا عمل قرار دیا۔ انھوں نے صدر سے اپیل کی کہ وہ مہاجروں کے قتل عام کو روکیں۔ نواز شریف کو بھی فون پر قتل کے واقعات سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا ہم ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں کی ماورائے عدالت ہلاکتوں کا معاملہ قومی اسمبلی میں اٹھائیں گے۔ اشتیاق اظہر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہمیں یہ بھی نہیں بتایا جا رہا کہ ہمارے مقتول کارکنوں کی نعشیں کہاں رکھی ہیں۔ اُن کے اہل خانہ کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جعلی پولیس مقابلوں میں ہلاکتوں کے خلاف 21 جنوری کو سندھ میں یوم سوگ منایا جائے گا۔ صوبائی وزراء نے کہا عوام ہڑتال کی کال مسترد کر دیں۔

21 جنوری کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر کاروباری مراکز اور تعلیمی ادارے بند رہے۔ ضلع وسطی میں ٹرانسپورٹ بھی بند رہی۔ دیگر اضلاع ٹرانسپورٹ جزوی طور پر چلتی رہی۔ ہڑتال کے دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ عوام نے یوم سوگ میں حصہ لے کر حکومت کے خلاف اپنے عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ انھوں نے اپنے کارکنوں کو سختی کے ساتھ ہدایت کی کہ وہ حکومت کے ظلم سے محفوظ رہنے کے لیے روپوش ہو جائیں۔ کارکنان جعلی پولیس مقابلوں میں مارے جا رہے ہیں۔ وہ اپنی جانیں بچائیں۔ میرے لیے اپنے ایک ایک ساتھی کی زندگی قیمتی ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ بھارت اور افغانستان تخریب کاری میں ملوث ہیں۔ کراچی میں دہشت گردی کے خلاف آپریشن جاری رہے گا۔ امریکہ کراچی میں سیاسی مفاہمت کا خواہش مند ہے۔ ہم خود بھی سیاسی حل چاہتے ہیں۔ میں کراچی جا کر حالات کا جائزہ لوں گا۔ اب صرف تین بڑے دہشت گرد باقی رہ گئے ہیں۔ وفاقی وزیر این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ حکومت کراچی میں اپنی اتھارٹی قائم کر کے رہے گی۔ الطاف گروپ کے کارکنوں کو عام معافی نہیں دی جا سکتی۔ اُن کے ساتھ مذاکرات کا بھی فی الحال کوئی امکان نہیں۔

محاصرے

21 جنوری کو کراچی، حیدر آباد اور سکھر میں مختلف علاقوں کی ناکہ بندی کر کے مکانوں کی تلاشی لی گئی۔ درجنوں افراد کو گرفتار کر کے مخبروں سے اُن کی شناخت کرائی گئی۔ 22 جنوری کو نئی کراچی، اورنگی، بفرزون، جٹ لائن اور شاہ فیصل کالونی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ پولیس کے مطابق 9 دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ 25 جنوری کو جوڑیا بازار کی ایک دکان پر چھاپہ مار کر پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے چار عہدیداروں کو اُس وقت گرفتار کر لیا جب وہ ٹیلی فون پر اپنے ساتھیوں کو تخریب کاری کی ہدایت دے رہے تھے۔ گلشن اقبال میں رضا اسکوائر کا

والے رہنما میاں ممتاز محمد خان دولتانہ 78 سالہ کی عمر میں انتقال کر گئے۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد انہوں نے عملی سیاست سے کنارہ کشی کر لی تھی۔

بموں کے دھماکے

یکم جون کو سندھ اسمبلی بلڈنگ کے اندر کھڑی ہوئی ایک کار میں جو 27 مئی کو چوری کی گئی تھی نصب بم کے پھٹنے سے وہاں کھڑی گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ جن کے ٹکڑے دور دور تک پھیل گئے۔ قرب و جوار کی عمارتیں لرز گئیں۔ اور عمارتوں کے شیشے ٹوٹ کر چکنا چور ہو گئے۔ دھماکہ کے وقت اسمبلی بلڈنگ میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس جاری تھا۔

20 منٹ کے بعد مارٹی پور روڈ پر کھڑی ہوئی کار کے اندر نصب بم کے پھٹنے سے دو فلیٹوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ ان بموں کے دھماکوں کی آواز میلوں دور تک سنی گئی۔ اسی روز نیو کراچی تھانہ پر راکٹ داغا گیا۔ دو کانسٹیبل زخمی ہو گئے۔ سندھ اسمبلی کے ایک رکن کے گھر کو آگ لگا دی گئی۔ وزیر اعلیٰ کے مشیر کے گھر پر فائرنگ سے سکیورٹی گارڈ زخمی ہو گیا۔ فیصل کالونی، اورنگی ٹاؤن اور لانڈھی میں حقیقی کے ایک کارکن اور پیپلز پارٹی کے ایک عہدیدار سمیت پانچ افراد کو قتل گیارہ کو زخمی کر دیا گیا۔ نوجوانوں کی فائرنگ سے فیصل کالونی میں بجلی کی سپلائی منقطع ہو گئی، لوگ گھروں کے اندر محصور ہو گئے۔

ایم کیو ایم کے دفتر پر چھاپہ

جمعہ 2 جون کو رینجرز اور پولیس کی بھاری نفری نے بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ ایم کیو ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو کو محاصرہ میں لے کر صبح سویرے اور پھر شام کے وقت چھاپہ مارا اور تلاشی لی۔ ان چھاپوں کے دوران مرد کارکنان دفتر میں موجود نہیں تھے اس لیے خواتین کارکنان سے پوچھ گچھ کی گئی اور ریکارڈ اور کیش اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ایم کیو ایم کے ذرائع نے کہا کہ سرکاری اہلکاروں نے خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی، دفتر میں توڑ پھوڑ کی اور 48 ہزار روپے بھی ساتھ لے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ خواتین کے ساتھ بدتمیزی کرنے والے اگر اتنے ہی سورما ہیں تو انہیں کشمیر فتح کرنے کے لیے بھیج دیا جائے۔

مرکزی دفتر پر چھاپے کی خبر پھیلتے ہی شہر میں زبردست فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ متاثرہ علاقوں میں اکثر لوگ نماز جمعہ میں بھی شرکت نہیں کر سکے۔ 2 اور 3 جون کو دو پولیس اہلکاروں سمیت 20 افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ 63 گاڑیوں اور چار بینکوں کو آگ لگا دی گئی، چار تھانوں پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔

محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی کے دوران پولیس نے مشکوک افراد کو حراست میں لے لیا۔ ضلع ملیر میں تحریک جعفریہ، سپاہ محمد اور سپاہ صحابہ کے دفاتر بند کر دیئے گئے۔ 26 جنوری کو حیدر آباد میں پولیس نے چھاپے مار کر 8 ڈاکٹروں سمیت 24 افراد کو گرفتار کر لیا۔ پولیس مشتبہ افراد کی گرفتاری کے لیے مسجد میں داخل ہوگئی۔ علاقے کے لوگوں نے اس پر احتجاج کیا۔

فہیم بھورا کی ہلاکت

26 جنوری کو پولیس نے بتایا کہ فہیم بھورا فرار ہونے کی کوشش میں زیر تعمیر عمارت کی دوسری منزل سے گر کر ہلاک ہوگیا۔ ملزم کی نشاندہی پر پولیس اُسے منظور کالونی میں زیر تعمیر عمارت میں لے گئی تھی۔ وہاں سے دو کلاشن کوفیں برآمد ہوئیں۔ واپسی پر فہیم بھورا نے اچانک ہیڈ کانسٹیبل کو دھکا دے کر خود کو آزاد کرا لیا اور فرار ہونے کے لیے دوسری منزل سے چھلانگ لگا دی۔ پولیس کے مطابق ملزم سندھ سکرٹریٹ اور ساؤتھ پولیس ہیڈ کوارٹر پر راکٹوں سے حملوں کے علاوہ ایک ڈی۔ ایس۔ پی اور چار پولیس اہلکاروں سمیت 25 افراد کے قتل میں ملوث تھا۔ پولیس نے 19 جنوری کو چھاپوں کے دوران فہیم کو گرفتار کیا تھا۔ الطاف حسین نے اُس وقت کہا تھا کہ اُس کی جان خطرہ میں ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ فہیم کے قتل کی ذمہ داری براہ راست بے نظیر پر عائد ہوتی ہے۔ قاتل حکمرانوں کے خلاف جنگی جرائم کا مقدمہ چلے گا۔ مہاجروں کی نسل کشی نہ روکی گئی تو حکومت سندھ کے شہری علاقوں کو روانڈا اور بوسنیا بنا دے گی۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ حکومت ہمارے کارکنوں کے سفاکانہ قتل کا اعتراف کر لے۔ حکومت آپریشن روک دے تو مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ مذاکرات بحال نہ ہونے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں۔

27 جنوری کو کراچی میں پولیس مقابلوں ہلاکتوں کے خلاف سینٹ میں ایم۔ کیو۔ ایم اور اپوزیشن کے ارکان نے احتجاجی واک آؤٹ کیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گرد کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ یہ لوگ بے گناہوں کو مار رہے ہیں۔ حکومت کوئی غلط کام نہیں کر رہی۔ اسلحہ کے زور پر کراچی پر حکمرانی کا خواب دیکھنے والے دہشت گرد مار دیئے گئے ہیں یا گرفتار ہوگئے ہیں۔ جب تک دہشت گرد ہتھیار نہیں ڈالتے اُس وقت تک آپریشن جاری رہے گا۔ جو لیڈر الطاف حسین سے سیاسی معاہدے کر رہے ہیں، انہیں سر چھپانے کو جگہ بھی نہیں ملے گی۔

حکومت نے محاصروں اور چھاپوں میں مزید شدت پیدا کر دی۔ 27 جنوری کو کھوکھرا پار اور علی گڑھ کالونی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی کے دوران 50 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ 28 جنوری کو پولیس کی فائرنگ سے ایم۔ کیو۔ ایم کے دو کارکن صادق علی اور ناظم ہلاک ہوگئے۔ پولیس کے مطابق یہ دونوں ریحان کانا کی قبر پر حاضری دینے گئے تھے۔ اطلاع ملنے پر پولیس نے

3 جون کو یہ ہنگامے حیدر آباد اور اندرون سندھ تک وسیع ہوگئے۔ حیدر آباد میں دو ڈاک خانے اور چودہ گاڑیاں جلا دی گئیں۔ ایک تھانہ پر حملہ کیا گیا، دو اہلکار زخمی ہوگئے۔ وزیراعلیٰ کے معاون خصوصی الٰہی بخش قائم خانی کے گھر پر موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کی۔ تمام تجارتی مراکز مکمل طور پر بند ہوگئے۔ سو افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ میرپور خاص میں ٹرین کی ایک بوگی کو آگ لگا دی گئی۔ سکھر نواب شاہ اور دوسرے شہروں میں بھی فائرنگ اور دھماکے ہوتے رہے، کاروبار بند رہا۔

3 جون کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کرکے کراچی کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ ایم کیو ایم سے مذاکرات ہوسکتے ہیں لیکن دہشت گردوں کے ساتھ نہیں ہوسکتے۔

اجمل دہلوی کی ملاقات

3 جون کو ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے ایک رکن اجمل دہلوی نے عبداللہ شاہ سے ملاقات کرکے ایک گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں وہ الطاف حسین سے ملاقات کے لیے لندن روانہ ہوگئے۔ لیکن عبداللہ شاہ نے کہا کہ اجمل دہلوی سے کوئی مذاکرات نہیں ہوئے ان کا اپنا کوئی چکر تھا۔

زاہد اختر کی گرفتاری کے بعد ہنگاموں میں مزید شدت پیدا ہوگئی۔ 4 اور 5 جون کو دو دنوں میں چار پولیس اہلکار سمیت 32 افراد ہلاک کردیئے گئے۔ امریکی قونصل خانے کی ایک گاڑی سمیت 37 گاڑیاں، ایک ڈاک خانہ، ایک بینک اور ایک پٹرول پمپ کو جلا دیا گیا۔ سولہ تھانوں پر حملے ہوئے۔ بکتربند گاڑیوں پر روسی ساخت کے بم پھینکے گئے، ایک سرکاری وین دس افراد سمیت اغوا کرلی گئی۔ عباسی شہید ہسپتال پر فائرنگ سے بھگدڑ مچ گئی۔ سینٹرل جیل کراچی پر فائرنگ کی گئی۔ 5 جون کو ایم اے جناح روڈ پر نقاب پوش ایک گھنٹے تک فائرنگ کرتے رہے۔ متاثرہ علاقوں میں کاروبار تباہ ہوگیا۔ لوگ فاقوں کا شکار ہوگئے۔ لیاقت آباد میں رات گئے لوگوں نے اذانیں دینا شروع کردیں۔

4 جون کو سینیٹر زاہد اختر کراچی سے پشاور پہنچا دیا گیا۔ خصوصی عدالت نے دہشت گردی اور اسلحہ کی سمگلنگ میں ملوث ہونے پر انہیں تین دن کے جسمانی ریمانڈ پر سی آئی ڈی پولیس کے حوالے کردیا گیا۔ بعد میں 6 جون کو خصوصی عدالت نے زاہد اختر کو چودہ دن کے ریمانڈ پر پشاور جیل بھجوا دیا۔ ان کے والد اور سسر کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں دی گئی۔ 14 جون کو انہیں ایف آئی اے کے حوالے کردیا گیا۔ زاہد اختر نے کہا کہ ایم کیو ایم کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

چھاپہ مارا تو انہوں نے پولیس پر فائرنگ شروع کر دی۔ جوابی فائرنگ سے دونوں ہلاک ہوگئے۔ قبرستان سے بڑی تعداد میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ الطاف حسین نے کہا کہ صادق اور ناظم کا قتل مہاجروں کی نسل کشی کا تسلسل ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کو اب گھروں میں پناہ نہیں مل رہی ہے اس لیے وہ قبرستانوں کا رخ کر رہے ہیں۔ محمود آباد کے علاقے میں بھی دو مشتبہ ملزمان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگئے۔ پولیس نے بتایا کہ اُس نے چھاپوں کے دوران 8 دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

جمیل کمانڈو کی ہلاکت

29 جنوری کو اورنگی ٹاؤن میں ایم۔ کیو۔ ایم کا یونٹ انچارج خالد جمیل عرف کمانڈو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ اُس کا ایک ساتھی گرفتار کر لیا گیا جبکہ دو ملزم بکتربند گاڑی پر فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے۔ پولیس کے مطابق سرکاری سب مشین گن، راکٹ لانچر اور چار راکٹ برآمد ہوئے۔ اُسی روز پولیس نے کالی پہاڑی سے ایم۔ کیو۔ ایم یونٹ انچارج چچا شہزاد کو گرفتار کر لیا۔ اُن کی گرفتاری کے لیے دس لاکھ روپے کا انعام مقرر تھا۔ اُن سے بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ 30 جنوری کو بھی پولیس مقابلہ میں ایک مبینہ دہشت گرد ہلاک ہوگیا جبکہ اُس کے دیگر ساتھی فرار ہوگئے۔ سعید آباد پولیس نے دہشت گردی میں ملوث ایک ملزم کو گرفتار کر کے اُس کے قبضے سے پستول برآمد کر لیا۔ وہ نعیم شری اور یوسف پٹیل کا قریبی ساتھی بتایا گیا۔ ملزم کی نشان دہی پر پولیس نے اورنگی ٹاؤن، لیاقت آباد، شریف آباد اور نیو کراچی میں چھاپے مار کر خطرناک ملزمان کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔ دہشت گردوں کا علاج کرنے والا معالج بھی پکڑا گیا۔ 31 جنوری کو بھی اورنگی ٹاؤن، ماڈل کالونی اور گارڈن کی ناکہ بندی کر کے چھاپوں کے دوران 25 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

عطاء اللہ مینگل کی وطن واپسی

16 جنوری کو بلوچستان کے سردار عطاء اللہ مینگل اپنی خودساختہ جلاوطنی ختم کر کے لندن سے کراچی پہنچ گئے۔ وہ 1978ء سے لندن میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

امریکی سفیر کی ملاقات

5 فروری کو پاکستان میں متعین نئے امریکی سفیر تھامس سائمنز جونیر نے اسلام آباد میں نواز شریف سے ایک طویل ملاقات کر کے تبادلہ خیال کیا۔ اس ملاقات کے بعد یہ قیاس آرائی کی جا

باب 16

ایم کیو ایم اعترافِ جرم کرتی ہے

6 جون کو پشاور کی ایک عدالت میں ملیر کراچی سے متعلق ایم کیو ایم کے ایک رہنما محمد عارف قریشی نے اعتراف جرم کرتے ہوئے کہا کہ وہ لندن گئے تھے جہاں الطاف حسین نے انھیں چار ہزار پونڈ دیئے تاکہ سرحد سے اسلحہ گولہ بارود اور راکٹ لانچر خرید کر سندھ لے جائیں۔ سندھ میں موجودہ دہشت گردی کے ذمہ دار الطاف حسین ہیں۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ عارف قریشی کو چند دن قبل اسلحہ کی سمگلنگ اور حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش میں ملوث ہونے پر پشاور ایئرپورٹ سے گرفتار کرلیا گیا تھا۔

7 جون کو کراچی میں ایک پولیس کانسٹیبل نے جو کئی روز سے ڈیوٹی پر نہیں آ رہا تھا گرفتاری کے بعد مختلف مقامات پر پچاس بے گناہ افراد کو قتل کرنے کے بارے میں سنسنی خیز انکشافات کیے۔ اس کے بعض ساتھی پہلے ہی گرفتار کیے جا چکے ہیں۔

اس دوران کراچی، حیدر آباد اور سندھ کے دوسرے شہروں میں دہشت گردی کی وارداتیں جاری رہیں اور نگی ٹاؤن سے پیپلزپارٹی کے رکن قومی اسمبلی آفاق شاہد کے گھر پر فائرنگ سے پولیس اہلکار سمیت ایک درجن افراد زخمی ہوگئے۔ فائرنگ کی مختلف وارداتوں میں پیپلزپارٹی اور ایم کیو ایم کے کارکنوں سمیت نو افراد جاں بحق ہوگئے۔ اورنگی میں دو بھائیوں کو اغوا کرکے گولی مار دی گئی۔ عباسی شہید ہسپتال پر پھر فائرنگ کی گئی۔ گلشن اقبال میں ایس ڈی ایم کی گاڑی پر فائرنگ سے گن مین اور ڈرائیور جاں بحق ہوگئے۔ راما سوامی میں ایک اے ایس آئی کو گولیوں سے چھلنی کردیا گیا۔ پولیس نے کراچی، حیدر آباد اور سکھر میں چھاپے مار کر تقریباً تین سو افراد کو گرفتار کرلیا۔ وزیراعظم نے سندھ کے حالات پر رپورٹ طلب کرلی۔

رہی ہے کہ امریکہ نے نواز شریف کو اپنی غیر جانبداری کا یقین دلایا ہے اور بتایا ہے کہ اگر بے نظیر حکومت کے خلاف کوئی تحریک چلائی گئی تو امریکہ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ سیاسی حلقوں نے اس امریکی اشارہ کو نواز شریف کے حق میں گرین سگنل قرار دے دیا۔ ملاقات کے بعد نواز شریف نے کہا کہ کراچی سے خیبر تک انقلاب برپا کر کے لٹیروں کا خاتمہ کر دیں گے۔ ایسی حکومت کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں جس کے دور میں ظلم و زیادتی ہو، لاقانونیت اور دہشت گردی عام ہو۔ مظلوموں کو انصاف نہ ملے اور مجرم پکڑے نہ جائیں۔ دس بڑے مجرموں کو سرعام پھانسی دے دی جائے تو گیارھواں جرم کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ ہم برسر اقتدار آکر مجرموں کو سرعام پھانسی دیں گے۔ مسلم لیگی زعماء نے بھی وسیع تر اتحاد کے لیے دوسری جماعتوں کے ساتھ رابطے تیز کر دیئے۔

6 فروری کو نواز شریف کو لندن روانگی کے موقع پر ایئرپورٹ پر روک لیا گیا۔ نصف گھنٹے کے بعد انہیں جانے کی اجازت مل گئی۔ اب وہ آئندہ کسی تاریخ کو لندن جائیں گے۔

بھارتی میزائلوں کی تنصیب

6 فروری کو بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی سرحد سے قریب دور تک نشانہ بنانے والے پرتھوی میزائل نصب کر دیئے۔ صدر لغاری نے کہا کہ بھارتی میزائلوں سے علاقے میں طاقت کا توازن متاثر ہوگیا ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ بھارت کے میزائل پروگرام سے صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ خطے کے بیشتر ممالک اس کی زد میں آ گئے ہیں۔ قومی اسمبلی کی دفاعی کمیٹی نے کہا کہ پاکستان، بھارت کے ایٹمی دھماکے اور میزائلوں کی تنصیب کا بھرپور جواب دے گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بھارت کے مقابلے کے لیے فوری طور پر ایٹمی صلاحیت حاصل کی جائے۔ امریکی ترجمان نے واشنگٹن میں کہا کہ امریکہ اس خطے کو ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ سے روکنے کی جدوجہد جاری رکھے گا لیکن جب 1974ء میں بھارت نے پوکھران میں ایٹمی دھماکہ کیا تھا، اس وقت امریکہ نے خاموشی اختیار کر کے بھارت کو ایٹمی قوت بننے کا موقع دیا۔

نواز شریف کا خطاب

7 فروری کو نواز شریف نے لاہور میں مسلم لیگ اور اس کی اتحادی جماعتوں کی سپریم کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہ حکومت کے خاتمے کا فیصلہ کن مرحلہ آگیا ہے۔ پوری قوم کی خواہش ہے۔ 1996ء تبدیلی کا سال ہے۔ لوگ میدان میں آجائیں۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ آئندہ صدر کو نہیں بلکہ وزیراعظم کو ہدف بنایا جائے اور صدر پر دباؤ بڑھایا جائے کہ وہ ملک

اعلیٰ سطحی اجلاس

7 جون کو ایوان صدر اسلام آباد میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں جس میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر، جنرل عبدالوحید اور حساس اداروں کے سربراہوں نے شرکت کی، کراچی میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ایک جامع پروگرام تیار کیا گیا۔ صدر نے کہا کہ ایم کیو ایم میں سب دہشت گرد نہیں۔ اس میں اچھے لوگ بھی موجود ہیں۔ مثبت سوچ رکھنے والوں سے ہمارا رابطہ قائم ہے۔ حالات کو معمول پر لانے کے لیے دہشت گردوں کا خاتمہ ضروری ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ کراچی کی صورتحال جلد بہتر ہو جائے گی۔ میں نے ایم کیو ایم کو بزدل چوہا نہیں کہا۔ یہ ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا تھا جو چھپ کر رینجرز اور پولیس پر حملے کرتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق نے کہا کہ ایم کیو ایم کے بعض گرفتار شدہ افراد نے الطاف گروپ کے بھارت کے ساتھ رابطے کا اعتراف کر لیا ہے۔ وفاقی وزیر این ڈی خاں نے کہا کہ بندوق کی نوک پر مذاکرات نہیں ہوسکتے۔ گورنر کمال اظفر نے کہا کہ ایم کیو ایم نے کراچی میں بغاوت جیسی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ 7 جون کو الطاف حسین نے نواز شریف سے ٹیلی فون پر بات چیت کی۔ جس کے بعد نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے باشندوں کو حب الوطنی کی سزا دی جا رہی ہے۔ کراچی کا مسئلہ صرف "نان بھٹو وزیراعظم" ہی حل کر سکتا ہے۔

الطاف حسین نے صدر اور بری فوج کے سربراہ کے نام اپنے خطوط میں لکھا کہ حکومت "سول وار" کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ خدارا پاکستان کو بچا لیں۔ انہوں نے مہاجروں کے خلاف بے نظیر کی جانب سے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے کے خلاف احتجاجی تحریک کو عارضی طور پر ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔

10 جون کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے احتجاجی تحریک چند یوم کے لیے ملتوی کر دی ہے۔ وزیراعظم نے جس قوم کو چوہا کہا ہے وہ کسانوں اور غریبوں کا خون چوسنے والوں پر فتح حاصل کر کے دکھائیں گے۔ صدر مہاجروں پر ظلم بند نہیں کرا سکتے تو استعفیٰ دے دیں۔ غیر جانبدار افراد کی ثالثی میں مذاکرات ہوسکتے ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ الطاف حسین بااختیار ٹیم بنا دیں تو ہم فوری طور پر مذاکرات شروع کر دیں گے۔ لیکن تخریب کاروں سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ میں تصادم سے نکلنا چاہتا ہوں اور ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہوں۔ ایم کیو ایم مذاکراتی ٹیم کو اختیارات بھی دے۔ آصف زرداری نے کہا کہ ایم کیو ایم کو دہشت گردی ترک کرنا ہوگی۔ نواز شریف سیاسی مفادات کے حصول کے لیے ایم کیو ایم کی حمایت کر رہے ہیں۔ مارشل لا کی باقیات کے خاتمے کے بعد ہی کوئی مفاہمت ہوسکے گی۔ مسلم لیگ کے مشاہد حسین نے کہا کہ اس وقت ضیا دور کے 38 افراد بے نظیر کی ٹیم میں شامل ہیں۔

کو بحران سے نکالنے کے لیے اپنا آئینی کردار ادا کریں اور قومی اسمبلی توڑ کر وفاقی کابینہ کو برطرف کر دیں۔ نواز شریف نے اپنے ایک مضمون میں حکومت سے تعاون کے لیے اپنے اس پانچ نکاتی فارمولے کا اعلان کر دیا:

(1) کراچی کے بحران کا منصفانہ اور پائیدار حل تلاش کیا جائے۔

(2) پارلیمنٹ کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی اور غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے لیے دستور میں ترمیم کی جائے۔

(3) قانون نافذ کرنے والے اداروں کی غیر جانبداری، غیر وابستگی اور اُن پر عوامی اعتماد کی بحالی کے لیے ایک پیکج تیار کیا جائے اور اُس پر عمل کو یقینی بنایا جائے۔

(4) اقتصادی حالات کی درستگی اور معاشی خوشحالی کے لیے موثر اقدامات کئے جائیں---

(5) ملکی دفاع کو مضبوط بنایا جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم ملکی معاملات میں اصلاح کے خواہاں ہیں اور حکومت کو بھی عوامی غیض و غضب سے بچانا چاہتے ہیں۔

افطار پارٹی سے قاضی صاحب کا خطاب

9 فروری کو کراچی میں ملی یک جہتی کونسل کے رہنماؤں کے اعزاز میں دی جانے والی ایک افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکمران مہنگائی کو فروغ دے رہے ہیں۔ ملکی خزانہ کو تباہ کرنے کے لیے دھڑا دھڑ نئے کرنسی نوٹ چھاپے جا رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں سودی نظام جاری رکھنے کے حق میں ہیں۔ اب آزمائے لوگوں کو مسترد کرنا ہوگا۔ صالح قیادت ہی قوم کو ظالم لٹیروں سے نجات دلا سکتی ہے۔ عید کے بعد ہم عوام کے سامنے اپنا پروگرام پیش کریں گے۔ سیاسی تبدیلی کے لیے نواز شریف کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ہم عوام کو اسلامی انقلاب کی طرف بلائیں گے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ ہم امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ملی یکجہتی کونسل انتخابی اتحاد نہیں بلکہ سیاسی اتحاد ہے۔

9 فروری کو نواز شریف اپنی والدہ کے ہمراہ لندن روانہ ہوگئے۔ اُن کے والد میاں شریف لندن میں عارضہ قلب کے ایک اسپتال میں زیر علاج تھے۔ جو اب اسپتال سے گھر منتقل ہو چکے ہیں۔

9 فروری کو وزیر اعظم بے نظیر عمرہ کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس روانہ ہوگئیں۔ 10 فروری کو اُنھوں نے عمرہ ادا کیا اور روضہ رسول پر حاضری دی۔ مکہ مکرمہ میں بے نظیر نے سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز سے شاہی محل میں ملاقات کر کے اُنھیں مقبوضہ کشمیر

10 جون کو قاضی حسین احمد نے صدر لغاری سے ملاقات کے موقع پر کہا کہ ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات کی ضرورت ہے۔ کراچی کا مسئلہ طاقت کے زور پر حل نہیں کیا جا سکتا۔ بعد میں قاضی صاحب نے کراچی میں شاہ احمد نورانی سے ملاقات کر کے فرقہ وارانہ کشیدگی اور کراچی میں امن و امان کی بحالی پر تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے شہروں تو تمام سیاسی اور معاشرتی حقوق دیئے جائیں اور بلدیاتی انتخابات فوری طور پر کرائے جائیں۔

آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ کراچی کا بحران حل کرنے کے لیے بااعتماد شخصیات پر مشتمل ایک مصالحتی کونسل تشکیل دی جائے۔ کسی سیاسی قوت کو جبر کے ساتھ ختم نہیں کیا جا سکتا۔ جماعت اسلامی، نیب اور عوامی لیگ کو ختم کرنے کی کوشش عبرت ناک انجام سے دوچار ہو چکی ہیں۔

8 جون کو بری فوج کے سابق سربراہ جنرل اسلم بیگ نے پشاور میں کہا کہ ایم کیو ایم میں نے نہیں بلکہ جنرل ضیاء نے بنائی۔ میں 1988ء میں ایسے وقت منظرعام پر آیا جب ایم کیو ایم ایک بڑی سیاسی قوت بن چکی تھی۔ ایم کیو ایم میں تشدد کے عوامل موجود ہیں۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے فوج کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔

پاکستان کے سابق نگران وزیراعظم معین قریشی نے نیویارک میں کہا کہ ایم کیو ایم حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے وجود میں آئی۔ مہاجروں نے پاکستان بنایا، اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ کراچی کی انتظامیہ کمزور ہے، پولیس دہشت گردوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

سندھ اسمبلی کا بائیکاٹ

11 جون کو ایم کیو ایم نے سندھ اسمبلی کے بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ فاروق ستار نے کہا کہ ہمارے اسیر ارکان اسمبلی کو ایوان میں نہیں لایا گیا۔ ہمارے تین سو سے زیادہ اسیروں کو کراچی سے اندرون سندھ کی جیلوں میں منتقل کر دیا گیا۔ مشکلات کے ازالے تک ہم اسمبلی میں نہیں آئیں گے۔

12 جون کو امریکی سفیر جان سی مانجو نے لاہور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کراچی کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کی کسی کوشش میں ملوث نہیں ہے۔ پاکستان کی دونوں بڑی پارٹیوں کا امریکہ کی پالیسیوں پر اتفاق ہے۔ اس لیے حکومت کی کسی تبدیلی سے پاک امریکہ تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

12 جون کو رینجرز اور پولیس کی مشترکہ ٹیم نے گلبہار میں دہشت گردوں کے ایک ٹھکانے پر چھاپہ مار کر بڑی تعداد میں اسلحہ اور تخریبی مواد حاصل کر لیا، ایک شخص کو حراست

کی صورت حال، بھارت کے ایٹمی دھماکے اور پاکستانی سرحدوں پر پرتھوی میزائلوں کی تنصیب کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ وہ 13 فروری کو وطن واپس پہنچ گئیں۔

آئی۔ایم۔ایف کا اظہار خیال

10 فروری کو آئی۔ ایم۔ ایف وفد کے سربراہ نے جو ان دنوں پاکستان کے دورے پر آیا ہوا تھا۔ اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ حکومت نے وفد کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان اپنے دفاعی بجٹ میں اضافہ نہیں کرے گا۔ معاشی ترقی کے اہداف پورے کئے جائیں گے۔ سربراہ نے کہا کہ ان یقین دہانیوں کے باعث آئی۔ ایم۔ ایف نے 80 ملین ڈالر کا جو قرضہ دسمبر 95 میں منظور کیا تھا، وہ اب پاکستان کو مل سکتا ہے، لیکن امریکی سفیر نے کراچی میں کہا کہ امریکہ پاکستان کو کوئی سرکاری امداد نہیں دے گا اور نہ ہی پاکستان کے ساتھ اسلحہ کی فروخت کے تعلقات بحال ہوں گے۔

وائس آف جرمنی کا انکشاف

10 فروری کو ریڈیو جرمنی نے اپنی نشریات میں یہ انکشاف کیا کہ بری فوج کے سربراہ کے عہدہ پر تقرری کے معاملے میں صدر فاروق لغاری اور وزیراعظم بے نظیر کے درمیان اختلافات تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تقرری کے اعلان میں تاخیر ہوئی۔ بے نظیر بھٹو جنرل نصیر اختر کو چیف آف آرمی اسٹاف بنانا چاہتی تھیں جبکہ صدر لغاری میرٹ کے تحت جہانگیر کرامت کی تقرری کے حق میں تھے۔ جنرل نصیر اختر گو عہدہ میں جنرل جہانگیر کرامت سے کم تھے لیکن کراچی کے کور کمانڈر کی حیثیت سے اُنھوں نے حکمران جماعت پیپلز پارٹی اور آصف زرداری کے لیے بہت سی خدمات انجام دی تھیں۔ اُن کے بارے میں خیال ہے کہ اُنھوں نے ایم۔ کیو۔ ایم کے حقیقی گروپ کی سرپرستی کی اور اُسے آگے بڑھایا، لیکن آخر کار صدر لغاری جہانگیر کرامت کی نامزدگی منوانے میں کامیاب ہوگئے۔ گزشتہ دو برسوں میں صدر لغاری کے لیے پیپلز پارٹی کے مفادات سے بالاتر ہو کر اپنے فرائض کی انجام دہی کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن اب صدر اہم فیصلوں میں وزیراعظم سے فاصلہ اختیار کرنے لگے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اب پارٹی کی سیاست کے سائے سے باہر نکل آئے ہیں اور اب صدر لغاری اپنے وہ دستوری اختیارات بھی استعمال کرسکتے ہیں جو اُنھیں سابق صدر ضیاء الحق سے وراثت میں ملے ہیں۔

ریڈیو جرمنی کے اس انکشاف پر سرکاری حلقوں نے خاموشی اختیار کی لیکن بہرحال اس سے یہ بات بڑی حد تک واضح ہوگئی کہ مستقبل میں ملکی سیاست کیا رخ اختیار کرسکتی ہے۔ نواز

میں لے لیا گیا۔

12 جون کو فیلڈ کورٹ مارشل نے کراچی میں ایک نو عمر لڑکی سے دست درازی کرنے پر آرمی کے دو جوانوں کو 30 کوڑوں اور عمر قید کی سزا سنادی اور انہیں ملازمت سے بھی برطرف کر دیا گیا۔ فوجی حکام نے شکایات ملتے ہی ان کے خلاف کارروائی کی۔

جون کے دوسرے ہفتے میں اعلیٰ سرکاری حکام اور دس کانسٹیبل سمیت 62 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

دہشت گردی کی لرزہ خیز واردات

15 جون کو سپر مارکیٹ لیاقت آباد میں واقع رجسٹرار آفس پر کلاشنکوفوں اور مشین گنوں سے مسلح افراد نے صبح گیارہ بجے دفتر میں گھس کر فائرنگ شروع کر دی۔ وہ پندرہ منٹ تک اطمینان کے ساتھ فائرنگ کرتے رہے۔ تین سب رجسٹرار اور دو وکلاء سمیت دس افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ سپر مارکیٹ کی چھت پر تعینات رینجرز اور پولیس کا عملہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ ملزمان نے فائرنگ سے قبل دوسرے دفاتر کے دروازے بند کر دیئے تھے۔ ایک شخص نے موبائل ٹیلی فون پر ہدایت ملنے کے بعد حملہ آوروں کو اشارہ دیا جس کے بعد انہوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس جائے واردات پر اس وقت پہنچی جب دہشت گرد واردات کر کے فرار ہو چکے تھے۔ حکومت سندھ نے سانحہ لیاقت آباد میں ملوث دہشت گردوں کی گرفتاری کے لیے 30 لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کر دیا۔

بے نظیر نے کہا کہ ایم کیو ایم ریاست کے اندر ریاست قائم کرنا چاہتی ہے۔ الطاف حسین کے حکم پر سرکاری عملے اور عمارت پر فائرنگ کی جا رہی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کراچی کا مسئلہ حل کرنے میں سنجیدہ نہیں۔ فاروق ستار نے کہا کہ الطاف حسین ایم کیو ایم کے غیر متنازعہ لیڈر ہیں۔ حکومت عوام کے مینڈیٹ کا احترام کرے۔

کراچی کے نئے ڈی آئی جی

18 جون کو ڈاکٹر محمد شعیب سڈل نے کراچی کے نئے ڈی آئی جی پولیس کے عہدہ کا چارج لے لیا۔

الطاف حسین نے لندن سے صدر لغاری سے مطالبہ کیا کہ ایم کیو ایم کے رکن صوبائی اسمبلی قمر منصور کی ہمشیرہ رئیس فاطمہ کو ایجنسیوں کے قبضہ سے بازیاب کرایا جائے۔

18 جون کو سندھ اسمبلی میں فنکشنل مسلم لیگ کے رکن اسمبلی اور سابق وزیر اعلیٰ کے

شریف نے موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کہا کہ آرمی چیف کے بارے میں صدر کا کردار قابل تعریف ہے۔ آئندہ بھی اگر وہ اسی طرح فیصلے کریں گے تو ہم اُن کی بھرپور حمایت کریں گے۔

عمران خاں کا انٹرویو

11 فروری کو زی۔ ٹی۔ وی کو انٹرویو دیتے ہوئے قومی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان عمران خاں نے کہاں کہ اگر مجھے اچھی ٹیم میسر آگئی تو میں ایک ماہ کے اندر سیاست میں آ جاؤں گا۔ عوام بیزار ہیں اور تبدیلی چاہتے ہیں۔ بعد میں اُنھوں نے کراچی میں کہا کہ مجھے کینسر اسپتال کے لیے چندہ جمع کرنے سے روک دیا گیا۔ حکومت نے قوم کو فٹ بال بنا رکھا ہے۔ عوام کے حقوق کے لیے ہم خیال افراد کے ساتھ مل کر تحریک چلاؤں گا۔ مجھے اقتدار کی ہوس نہیں، دو مرتبہ مجھے وزارت عظمیٰ پیش کی جا چکی ہے، لیکن عمران خان نے یہ نہیں بتایا کہ یہ پیش کش اُنہیں کس نے کی۔ نواز شریف نے کہا کہ میں عمران خان سے حسد نہیں کرتا۔ بے نظیر نے کہا کہ میں عمران خاں کو اپنا سیاسی حریف نہیں سمجھتی۔ میں تیسری مدت کے لیے بھی وزیر اعظم منتخب ہونا چاہتی ہوں۔

12 فروری کو لندن میں برطانوی حکومت نے پاکستانی سفارت خانے کے ایک ملازم محمد سلیم کو قومی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دے کر ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اُس پر الزام تھا کہ وہ پاکستان کے لیے ایٹمی ہتھیاروں میں استعمال ہونے والا جدید سامان خریدنے پر مامور ہے۔

14 فروری کو نواز شریف نے واشنگٹن میں امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل اور وہائٹ ہاؤس کے دیگر اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کر کے اُنہیں بھارت کے جوہری پروگرام اور اُس کی میزائل منصوبوں کے بارے میں پاکستان کی تشویش سے آگاہ کیا۔ بعض ذرائع نے قیاس آرائی کی۔ ان ملاقاتوں میں نواز شریف نے امریکی حکام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی، قیادت کے لیے وہ بے نظیر سے زیادہ اہل ہیں۔

14 فروری کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ ہمارا ایٹمی پروگرام بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ ہم اپوزیشن سے اچھے تعلقات کار قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔ ملک میں کوئی بحران نہیں۔ اپوزیشن کے پاس اسٹریٹ پاور نہیں۔ ہمیں حکومت دھاندلی کے ذریعے نہیں ملی، ہم آمریت کا ایجنٹ بن کر نہیں آئے ہیں۔ صنعت کار تو پیسہ خرچ کر کے پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہو جاتے ہیں، لیکن ہم سیاست کو پیسے سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔

بھتیجے جام مدد علی کی نشست خالی قرار دے دی گئی۔ وہ چالیس دن سے زیادہ چھٹی کی درخواست کے بغیر اسمبلی سے غیر حاضر رہے۔

جون کے تیسرے ہفتے میں بھی کراچی میں سرکاری افسران اور اہلکار سمیت 54 افراد لقمہ اجل بن گئے۔

صدر لغاری کی کراچی آمد

19 جون کو صدر لغاری کراچی آئے اور انہوں نے مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں۔ انہوں نے امن و امان کے قیام کے لیے اتفاق رائے پر زور دیا۔ قتل و غارت گری بند کرانے میں ایم کیو ایم ہمارا ساتھ دے، بدامنی کا سب سے زیادہ نقصان خود مہاجروں کو اٹھانا پڑ رہا ہے۔ صدر ایم کیو ایم کے دونوں دھڑوں سے کوئی ملاقات نہیں کر سکے۔ شعیب بخاری نے کہا کہ مذاکرات کے لیے حکومت لندن میں الطاف حسین کے ساتھ رابطہ قائم کرے۔

الطاف حسین نے کہا کہ صدر لغاری کراچی میں جن لوگوں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں وہ غیر نمائندہ ہیں۔ مہاجر تیتر یا ہرن نہیں ہیں، وہ اپنا شکار نہیں ہونے دیں گے۔

21 جون کو صدر لغاری نے اسلام آباد میں کہا کہ مہاجروں سے زیادہ پاکستان کا محافظ اور کون ہو سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ کسی دن مہاجر بھی پاکستان کا صدر بنے۔ کراچی کے عوام کو برابری اور انصاف کی بنیاد پر حقوق دیئے جائیں، حالات کی درستگی کے لیے بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کو اس کا جائز مقام دینے اور شکایات کا ازالہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کراچی میں حکومت کو منی بغاوت کا سامنا ہے۔ دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں کیے جا سکتے۔ حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے تو پھر ہر شخص بندوق کے زور پر اپنی بات منوانے کی راہ پر چل پڑے گا۔

22 جون کو قومی اسمبلی میں نواز شریف نے کہا کہ پاکستان کی معاشی شہہ رگ اور سب سے زیادہ ٹیکس دینے والا شہر کراچی جل رہا ہے۔ روز لاشیں گر رہی ہیں، حکومت کراچی کو دشمنی کی چھری تلے دباتی چلی جا رہی ہے۔ حکومت الطاف اور حقیقی گروپوں کے تنازع کا تاثر دے کر بھارتی مقاصد کی راہ ہموار کر رہی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ ایم کیو ایم ایک سیاسی حقیقت ہے۔ کراچی کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ ایم کیو ایم پر دہشت گردی کا الزام تھوپنے کا کوئی جواز نہیں۔ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم مل کر کراچی کے مسائل حل کریں۔

انتخابی اصلاحات

26 فروری کو وفاقی کابینہ نے آئندہ انتخابات کو منصفانہ بنانے کے لیے انتخابی اصلاحات کمیٹی کی سفارشات کو منظور کر لیا۔ ان سفارشات کے مطابق قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن ہوں گے۔ کسی امیدوار کی موت کی صورت میں انتخابی عمل روکا نہیں جائے گا۔ شناختی کارڈ کی پابندی ختم کر دی جائے گی۔ اقلیتوں کو دہرے ووٹ کا حق حاصل ہوگا۔ یہ سفارشات الیکشن کمیشن کی سفارشات کے مطابق نہیں، کابینہ نے الیکشن کمیشن کی سفارشات مسترد کر دیں۔ نواز شریف نے کہا کہ ان سفارشات کا مقصد انتخابات میں دھاندلیاں کرانا ہے۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ ہم بوگس انتخابی فہرستوں پر الیکشن نہیں ہونے دیں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مجوزہ اصلاحات ملک کی نظریاتی اساس پر حملہ ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن اصلاحات کی مخالفت کرنے کے بجائے الیکشن کی تیاری کرے۔

یونائیٹڈ بنک کی نجکاری

26 فروری کو وفاقی حکومت نے یونائیٹڈ بنک کی نجکاری کے لیے ایک غیر معروف ادارے سعودی بشارہ گروپ کی پیش کش منظور کر لی جس کے مطابق بنک کے 26 فیصد حصص بغیر کسی شرط کے پندرہ روپے دس پیسے فی حصہ کی شرح سے فروخت کر دیئے جائیں گے جبکہ متعدد دوسری پارٹیوں نے اس سے کہیں زیادہ قیمت پر خریدنے کی آمادگی ظاہر کی تھی۔ حکومت نے ایک اور اسکینڈل کو جنم دے دیا۔ پورے ملک میں اس سودے کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اندھیروں میں بنکوں کے سودے ہو رہے ہیں۔ ہر چیز کی بولی لگ رہی ہے۔ وزیراعظم کے مشیر وی۔ اے جعفری نے کہا کہ بنک کے حصص جلد بازی میں فروخت نہیں کئے گئے۔ بشارہ گروپ 300 ملین ڈالر کے ڈیپازٹ لائے گا حالانکہ ڈیپازٹ کا کوئی تعلق قیمت فروخت کے ساتھ نہیں ہے۔ انہوں نے اس اعتراض کا سرے سے کوئی جواب نہیں دیا کہ زیادہ قیمت ادا کرنے والوں کی پیش کش کو کیوں مسترد کیا گیا۔ اس سے قبل صدر لغاری اپنے ایک خط میں وزیراعظم کو نجکاری کے غیر شفاف عمل پر اپنی تشویش سے آگاہ کر چکے تھے، لیکن حکومت نے اس کے باوجود ملک کے ایک انتہائی اہم بنک کی نجکاری کے بارے میں بھی مشکوک رویہ اپنایا۔ نواز شریف نے قومی اسمبلی میں مطالبہ کیا کہ یو۔ بی۔ ایل کی نجکاری کے سلسلہ میں ہونے والی خفیہ سودے بازی سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔ بنک آف انگلینڈ بشارہ گروپ کو مشکوک قرار دے چکا ہے۔

سپریم کورٹ میں سماعت

21 جون کو اسلام آباد میں سپریم کورٹ میں ایم کیو ایم کی آئینی درخواست پر سماعت کے دوران حکومت پاکستان اور سندھ کی صوبائی حکومت کے جوابی بیان میں کہا گیا کہ الطاف حسین مہاجر صوبہ کی آڑ میں پاکستان کو توڑ کر سندھ کی سرزمین کے وسیع علاقے کو کاٹ کر کراچی ڈویژن، راجستھان کی بھارتی سرحد اور ٹھٹھہ کے ساحلی علاقوں تک پھیلی ہوئی آزاد ساحلی ریاست "جناح پور" کے قیام کے لیے اپنے خفیہ عزائم پورا کرنا چاہتے ہیں۔ ایم کیو ایم نے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور مسلح افواج پر جھوٹے الزامات لگائے ہیں۔ ایم کیو ایم سیاسی جماعتوں کے قانون مجریہ 1976ء کے تحت کوئی رجسٹرڈ سیاسی جماعت نہیں ہے، نہ ہی اس کا کوئی منشور ہے۔ ایم کیو ایم کا الطاف گروپ جدید اسلحہ، ہینڈ گرنیڈ، ٹینک شکن میزائلوں اور دیگر اسلحہ سے لیس ہے۔ ایم کیو ایم نے اپنی اس آئینی درخواست کے ذریعے سپریم کورٹ کو بھی نسلی تنازعات مں ملوث کرنے کی کوشش کی ہے۔

الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ جناح پور کی سازش بریگیڈیئر آصف ہارون نے تیار کی۔ میری آواز کی نقل کر کے جعلی ٹیپ اعلیٰ حکام کو سنایا گیا۔

21 جون کو بھی کراچی میں فائرنگ ہوتی رہی۔ ایک کانسٹیبل اور حقیقی کے تین کارکنوں سمیت پانچ افراد جاں بحق ہو گئے۔ آئی آئی چند ریگر روڈ پر قومی اخبارات کے دفاتر کے سامنے ایک شخص زخمی حالت میں اس طرح ملا کہ اس کے ہونٹ ٹانکے لگا کر سی دیئے گئے تھے، صحافی حلقے اس سے خوفزدہ ہو گئے۔

سینیٹر زاہد اختر بھی پریس کے سامنے

زاہد اختر کو 4 جون کو کراچی سے گرفتار کر کے پشاور لے جایا گیا تھا۔ 14 جون کو انہیں ایف آئی اے کے حوالے کر دیا گیا۔ 29 جون کو سینیٹر زاہد اختر نے بھی اسلام آباد میں پولیس کے زیر حراست سرکاری اہتمام میں پی آئی ڈی کے دفتر میں ایک خصوصی پریس کانفرنس میں اپنا بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں مارچ 1991ء میں ایم کیو ایم کے ٹکٹ پر سینیٹر منتخب ہوا۔ میرا مقصد ملک و قوم کی خدمت کرنا تھا۔ ایم کیو ایم دہشت گرد جماعت نہیں بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک چند دہشت گردوں نے اسے یرغمال بنا لیا ہے۔ جماعت کا ہر کارکن اور مہاجر قوم کا ہر شریف آدمی ان عناصر کی کارروائیوں سے پریشان رہنے لگا۔ میں بھی اندر ہی اندر کڑھتا تھا۔ گزشتہ دنوں مجھے ان دہشت گردوں کی جانب سے وزیراعظم بے نظیر، ان کے شوہر آصف زرداری اور ان کے بچوں کو ان کے طیارے کو تباہ کر کے قتل کرنے کے ایک منصوبے کا علم

عدلیہ سے برہمی

29 فروری کو کراچی میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے داماد کے گھر پر پولیس نے دوسری مرتبہ چھاپہ مارا۔ ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں مکان کا تالہ توڑ کر سامان نکال کر سڑک پر پھینک دیا گیا۔ حکومت کا موقف تھا کہ سید پرویز علی شاہ کو مکان میں رہائش پذیر رہنے کا حق حاصل نہیں رہا۔ حکومت کی اس برہمی کا اصل سبب یہ ہے کہ جسٹس سجاد علی شاہ پوری شدت کے ساتھ عدلیہ کی آزادی اور خودمختاری کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ اپوزیشن نے اس حکومتی اقدام کی شدید مذمت کی اور اسے انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا، لیکن بے نظیر نے کہا کہ ہمارا چیف جسٹس کے ساتھ کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ بے نظیر کو ابھی اس کا اندازہ نہیں کہ یہ چومکھی محاذ آرائی اُن کے لیے کس قدر گراں ثابت ہو سکتی ہے۔

امریکی سفیر کا انتباہ

29 فروری کو لاہور میں امریکی سفیر تھامس ڈبلیو سائمنز نے کہا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ پاکستان اور امریکہ ہر معاملہ میں متفق ہوں۔ اگر پاکستان اپنے ساتھ کوئی زیادتی محسوس کرتا ہے تو اُس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ امریکہ کے بجائے اپنی پسند کے کسی دوسرے دوست کو تلاش کر لے۔ امریکہ تو پاکستان کے ساتھ دوستی اور قریبی تعلقات رکھنے کا خواہاں ہے، لیکن اگر پاکستان ہمارے ساتھ دوستی نہیں چاہتا تو ہمیں بھی اُن کی ضرورت نہیں۔ اُنھوں نے امریکہ کے اس مطالبہ کو پھر دہرایا کہ پاکستان نے اپنے ایٹمی پروگرام کے ضمن میں جو رنگ میگنٹ چین سے خریدے ہیں وہ اُنھیں خاموشی کے ساتھ چین کو واپس کر دے، حالانکہ وزیراعظم بے نظیر اس سے قبل کئی بار یہ وضاحت کر چکی تھیں کہ پاکستان پر چین سے رنگ میگنٹ خریدنے کا الزام بے بنیاد ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

سفارتی روایات اور آداب سے متجاوز امریکی سفیر کا یہ تند و تیز لہجہ غالباً اس بات کا اظہار تھا کہ اب امریکہ کو بے نظیر حکومت پر اعتماد باقی نہیں رہا۔ بے نظیر بھٹو نے امریکی سفیر کے بیان کا حوالہ دیئے بغیر کہا کہ ہم نے امریکہ اور مغرب پر انحصار کے بجائے مشرق کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد نئی دنیا جنم لے رہی ہے۔ اب امریکہ یا کوئی دوسرا ملک ہمیں مالی امداد نہیں دے گا، ہمیں اپنے وسائل خود بروئے کار لانا ہوں گے۔ ہمیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

ہوا تو میں کانپ گیا کیونکہ اس سے ملک میں امن و امان کی صورتحال خوفناک شکل اختیار کر لیتی اور مہاجر عوام کو بدنامی کا سامنا کرنا پڑتا۔ ان حالات میں میرے لیے اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں کہ میں پوری صفائی کے ساتھ ایم کیو ایم کو یرغمال بنانے والے دہشت گردوں سے اپنی علیحدگی کا اعلان کروں۔ میں مہاجر قوم کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ وہ دہشت گردوں کا ساتھ نہ دیں اور کراچی میں قتل و غارت گری کی مذمت کریں۔ ملک و قوم کی ترقی، خوشحالی اور بحالی جمہوریت کے لیے ہمیں موجودہ حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ سوالوں کا جواب دیتے ہوئے زاہد اختر نے کہا کہ میں اب مہاجروں کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کے ساتھ ہوں اور پیپلز پارٹی میں شامل نہیں ہو رہا ہوں۔ میرا یہ بیان حکومتی دباؤ کا نتیجہ نہیں ہے۔

حسام الظفر اور زاہد اختر کو کسی عدالت کے سامنے پیش کرنے کے بجائے پریس کانفرنس میں بیانات دلوانے سے یہ ساری کارروائی مشکوک اور ناقابل اعتبار ہو گئی۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت تشدد کے ذریعے جبری بیان دلوا رہی ہے۔ تشدد کر کے اسیر کارکنوں کے ذہن مفلوج کر دیئے گئے ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں اس کی تحقیق کے لیے اپنے نمائندے پاکستان بھیجیں۔ حکومت مہاجروں پر ایک اور شب خون مارنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے جرائم پیشہ افراد میں اسلحہ تقسیم کیا جا رہا ہے اور مورچے بنائے جا رہے ہیں۔

28 جون کو حقیقی کے آفاق احمد نے کہا کہ سندھی مہاجر فسادات کرانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ حقیقی کے وائس چیئرمین بدر اقبال نے کہا کہ الطاف گروپ نے لسانی فسادات کرانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

الطاف حسین کی گرفتاری

28 جون کو نصیر بابر نے کراچی میں کہا کہ حکومت انٹرپول کی معرفت الطاف حسین کو لندن میں گرفتاری کے وارنٹ جاری کر رہی ہے تاکہ ان کے جرائم کے الزامات میں پاکستانی عدالتوں میں مقدمات چلائے جا سکیں اور ایک فوجی افسر کے اغوا کے مقدمہ میں بھی ان کو سزا دی جا سکے۔ لیکن برطانوی اخبارات نے لکھا کہ برطانوی حکومت الطاف حسین کو پاکستان کے حوالے نہیں کرے گی۔

28 جون کو وزیراعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے کراچی میں دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ کر دیا ہے۔ ان کے حوصلے پست ہو چکے ہیں۔ اب انہیں کہیں بھی پناہ نہیں مل رہی ہے۔ عظیم طارق اور صلاح الدین کے قاتل گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ ہم نے ایم کیو ایم کے تمام مطالبات تسلیم کر لیے لیکن ہتھیار پھینکنے اور دہشت گردوں کو قانون کے حوالے کرنے کا ہمارا ایک مطالبہ نہیں مانا جاتا۔

صوبہ سندھ

رمضان کے بابرکت مہینے اور عید کے پُرمسرت موقع پر بھی کراچی اور دیگر علاقے خوشیوں اور امن و امان سے محروم رہے۔ محاصروں، چھاپوں، گرفتاریوں کا سلسلہ اور موت کا رقص جاری رہا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ہم دہشت گردوں کے عزائم ناکام بنا دیں گے، اُن کا تعاقب جاری رہے گا۔ ہم کراچی کو اتنی ترقی دیں گے کہ لوگ "دبئی چلو" کا نعرہ بھول جائیں گے۔ یکم فروری کو سندھ اسمبلی نے وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ کو اپنے ذاتی استعمال کے لیے ایک مرسڈیز کار درآمد کرنے کی اجازت دے کر اس خوشحالی کا آغاز کر دیا۔

ضیاءاللہ کی پریس کانفرنس

یکم فروری کو اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ایم-کیو-ایم کے ایک مبینہ دہشت گرد ضیاء اللہ نے ایک پُرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ کراچی جلد الگ ہو جائے گا۔ لندن میں اُس کی آزادی کا اعلان ہو چکا ہے۔ لندن سے حکم ملنے پر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک قتل کیا جبکہ تین مزید ہلاکتوں میں شریک رہا۔ میں اپنے بھائیوں کی جانیں بچانے کے لیے مجبوراً ایم-کیو-ایم میں شامل ہوا تھا۔ حکومت نے میرے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ اسی طرح کے بیانات حاصل کرنے کے لیے ہمارے کئی دوسرے اسیر کارکنان کو بھی اسلام آباد منتقل کر دیا گیا ہے۔

محاصرے اور چھاپے

یکم فروری کو نعیم شری کی تلاش میں پولیس اور رینجرز نے گلبرک کے ایک مکان پر چھاپہ مارا۔ فائرنگ کے تبادلہ میں نعیم شری کا ایک ساتھی رحمان ہلاک ہوگیا جبکہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت فرار ہوگیا۔ مقتول رحمان پندرہ افراد کے قتل میں نامزد تھا۔ نعیم شری کے اہل خانہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ الطاف حسین نے صدر سے مداخلت کی اپیل کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ رحمان کے قاتل گرفتار کیے جائیں اور نعیم شری کے اہل خانہ کو رہا کیا جائے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ اُنہیں گرفتار نہیں کیا گیا ہے بلکہ حفاظتی طور پر ایدھی ہوم میں رکھا گیا ہے۔ 2 فروری کو پولیس نے کورنگی میں ایک کامیاب آپریشن کے نتیجے میں الطاف گروپ کے دو دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا جو 16 افراد کے قتل میں ملوث بتائے گئے۔ ایک سرکاری اسکول میں زیرزمین اسلحہ خانے سے راکٹ لانچروں اور راکٹوں سمیت بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ نصیر بابر نے کہا کہ کراچی کی صورت حال پہلی جیسی نہیں رہی۔ حکومت نعیم شری کے

وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے بے نظیر سے ملاقات کر کے امن و امان کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔

امن و امان کی صورتحال میں بہتری کے دعوؤں کے باوجود 28 اور 29 جون کو بھی 28 افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اورنگی ٹاؤن میں دو گروہوں کے درمیان فائرنگ سے پورا علاقہ محاذ جنگ بن گیا۔ شہر میں اذانیں دی جانے لگیں۔ وزیراعظم نے صوبائی حکومت کو انتہائی اقدام کرنے کا اختیار دے دیا۔

شام کے اخبارات پر پابندی

29 جون کو حکومت سندھ نے شام کے چھ اردو اخبارات پبلک، قومی اخبار، عوام، آغاز، پرچم اور ایوننگ سپیشل پر دو ماہ کے لیے پابندی عائد کر دی۔ سرکاری اہلکاروں نے چھپے ہوئے اخبارات کی تمام کاپیاں ضبط کر لیں۔ بے نظیر نے کہا کہ شام کے اخبارات سنسنی خیز اور مبالغہ آمیز خبریں بڑھا چڑھا کر شائع کر رہے تھے۔ عبداللہ شاہ نے بھی کہا کہ یہ اخبارات خوفناک تصاویر شائع کر رہے تھے۔

عارف نظامی اور حمید ہارون نے کہا کہ اخبارات پر پابندی آزادی صحافت کی تاریخ میں یوم سیاہ ہے۔ ایک اجلاس میں اخبارات پر پابندی کا یہ حکم فوری طور پر واپس لینے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اس ظالمانہ اقدام کی واپسی تک بھرپور مہم چلائیں گے۔ ہزاروں متاثر صحافیوں نے احتجاجاً بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھیں۔

نواز شریف نے کہا کہ ہماری حکومت نے ایم کیو ایم کو اعتماد میں لے کر اس کی رضا مندی کے ساتھ سندھ میں فوج بھیجی تھی۔ لیکن جنرل آصف نواز نے مینڈیٹ سے تجاوز کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے مسئلہ پر ایک قومی کانفرنس کراچی میں منعقد کی جائے گی۔

ملی یک جہتی کونسل نے بھی بلدیہ عظمیٰ کراچی کے انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اندھا دھند گرفتاریاں بند کی جائیں۔

29 جون کو وزیر قانون این ڈی خاں نے کہا کہ ایم کیو ایم کے منتخب نمائندے مذاکرات کے لیے 6 جولائی کو اسلام آباد آ جائیں۔ ان کی حفاظت کا معقول بندوبست کیا جائے گا۔

یوم احتجاج

رابطہ کمیٹی کے اس اعلان کے مطابق کہ بلاناغہ ہڑتال کے بجائے مطالبات کی منظوری تک اب ہر جمعہ اور ہفتہ کو ہڑتال کی جایا کرے گی، جمعہ 30 جون کو کراچی سمیت سندھ کے کئی

اڈوں تک پہنچ گئی ہے۔ 600 دہشت گرد پکڑے جا چکے ہیں، 70 مار دیئے گئے ہیں۔ صرف تین بڑے دہشت گرد باقی بچے ہیں۔ 3 فروری کو عثمانیہ کالونی میں پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک 25 سالہ کارکن نعیم احمد ہلاک ہوگیا۔ کالی پہاڑی پر چھاپہ مار کر پولیس نے تین مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کرلیا جن کی نشاندہی ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک زیر حراست کارکن نے کی تھی۔

صدر کی تقریر

5 فروری کو زیورخ سوئٹزر لینڈ میں ایک عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ الطاف حسین لندن میں بیٹھ کر دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے معاہدے توڑ کر دہشت گردی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ضیاء الحق نے جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کے اثرات کم کرنے کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ دہشت گردی پر ضرب کاری لگانے سے مذاکرات کا ماحول سازگار ہو جائے گا۔

نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے مسئلہ کے حل کے لیے مڈٹرم انتخابات ناگزیر ہوگئے ہیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی کے شہریوں کو پیپلز پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم نے یرغمال بنا رکھا ہے۔ حکمرانوں کی ایماء پر کراچی کے شہریوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ اجمل خٹک نے بتایا کہ بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم اور اکبر بگٹی میں مفاہمت ہوگئی ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ مہاجروں کا قتل عام جاری رہا تو پھر ہڑتالیں بھی ہوں گی۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ہڑتالیں بہت ہو چکیں، اب ایم۔ کیو۔ ایم۔ بات چیت کرے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ حکومت مذاکرات چاہتی ہے تو لندن میں الطاف حسین سے براہ راست رابطہ کرے۔

اعجاز شفیع کی رکنیت بحال

6 فروری کو سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے اپنے اکثریتی فیصلے میں کراچی سے مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی اعجاز شفیع کی اپیل منظور کرتے ہوئے اُن کی رکنیت بحال کر دی۔ الیکشن ٹریبونل نے ووٹوں کی دوبارہ گنتی کی بنیاد پر اُن کی جگہ پیپلز پارٹی کے مسرو احسان کو کامیاب دے دیا تھا۔

7 فروری کو لندن میں الطاف حسین نے نواز شریف کے والد محمد شریف کی جلد اور مکمل صحت یابی کی دعا کرتے ہوئے اُن کے لیے گلدستہ بھجوایا۔

8 فروری کو نعیم شری کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے گئے۔ سراغ رساں کتوں کی مدد

شہروں میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ لیکن یہ احتجاج بھی پرامن نہیں رہ سکا۔ فائرنگ کی وارداتوں میں چودہ افراد جاں بحق اور آٹھ زخمی ہوگئے، چار گاڑیاں اور دو مکانات جلا دیئے گئے، بکتر بند گاڑیوں پر حملے کیے گئے، ایک پانچ سالہ بچہ بھی فائرنگ کی زد میں آکر موقع پر دم توڑ گیا۔ گجی گراؤنڈ سے دو نعشیں ملیں۔

ایم کیو ایم کے رکن صوبائی اسمبلی رانا صفدر ایڈووکیٹ کو گرفتار کرلیا گیا۔ وہ اپنے عزیز کے ہاں مقیم تھے کہ پولیس اور رینجرز کی بھاری اکثریت نے پورے علاقہ کا محاصرہ کر کے گھر پر چھاپہ مارا اور انہیں گرفتار کرلیا۔

جون کا خون آشام مہینہ گزر گیا۔ اس کی آمد سے قبل وفاقی اور صوبائی حکومت نے کہا تھا کہ کراچی میں جون کے مہینے میں امن و امان قائم کردیا جائے گا۔ لیکن کراچی خون میں نہاتا رہا، بوریوں میں بند نعشیں ملتی رہیں، شہری دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے گئے، حکومت دونوں دھڑوں کو باہم لڑاتی رہی، دہشت گردوں کے بجائے بستیوں کا محاصرہ کر کے پوری پوری آبادیوں کو ہراساں اور خوفزدہ کیا جاتا رہا، حکومت بے بس اور بے حس رہی اور عوام بے یار و مددگار۔

حمید گل کی ملاقات

یکم جولائی کو آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے وزیراعظم سے اسلام آباد میں ملاقات کر کے کراچی میں امن کی بحالی کے لیے اپنی تجویز دیں۔ اس دو گھنٹے کی ملاقات میں این ڈی خاں اور آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل جاوید اختر بھی موجود تھے۔

یکم جولائی کو پولیس نے سعید آباد کے علاقے میں چھاپہ مار کر ایم کیو ایم کے محمد ارشد کو گرفتار کر کے اس کے قبضہ سے ٹی، ٹی پستول برآمد کرلیا۔ پولیس ذرائع کے مطابق دہشت گرد ارشد نے متعدد افراد کو اغوا کر کے ان پر تشدد کرنے کے بعد قتل کر کے ان کی لاشیں بوریوں میں بند کر کے سڑک پر پھینکنے کا اعتراف کرلیا۔

عالمی بینک اور آئی ایم ایف نے کراچی کی صورتحال پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اثر ملک کی اقتصادی اور صنعتی ترقی پر پڑ رہا ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران قیام امن کے لیے گیارہ ارب 75 کروڑ روپے خرچ کیے جاچکے ہیں۔

موبائل فون بند

یکم جولائی کی شب سے وفاقی حکومت کے حکم پر کراچی میں کام کرنے والے 18 ہزار

لی گئی۔ نعیم فرار ہوگیا، لیکن اُس کو پناہ دینے کے الزام میں متعدد افراد کو گرفتار کرلیا لیاقت آباد میں فائرنگ کے تبادلہ کے بعد پولیس نے ایم۔کیو۔ایم ایک کارکن کو زخمی حالت میں گرفتار کر لیا۔ اُس کی نشاندہی پر تین ساتھی کلاشن کوف سمیت پکڑے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت غنڈہ گردی پر اتر آئی ہے۔ 10 فروری کو فیڈرل بی ایریا نئی کراچی کورنگی، اورنگی اور بلدیہ ٹاؤن کا محاصرہ کرکے رات بھر چھاپے مارے جاتے رہے۔ نعیم شری ہاتھ نہیں آیا۔ متعدد دوسرے نوجوانوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مارے گئے۔ نائٹ کرکٹ میچ کھیلنے والوں کو فائرنگ کرکے منتشر کر دیا گیا۔ 10 فروی کو پولیس مقابلہ میں ایم۔کیو۔ایم کا ایک کارکن ریحان لنگڑا ہلاک ہوگیا جو پولیس کے مطابق 50 سے زائد افراد کی ہلاکت اور دوسری وارداتوں میں ملوث تھا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ریحان کی ہلاکت کھلا قتل ہے۔ جواں سال ریحان کو گرفتار کرنے کے بعد تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کیا گیا۔ لیاقت آباد میں محاصرہ کے دوران صولت مرزا اور نعیم کن کٹا پولیس کا گھیراؤ توڑ کر فرار ہوگئے۔ 12 فروری کو غازی آباد میں رینجرز کے ساتھ مبینہ مقابلے میں ایم۔کیو۔ایم کے دو نوجوان ابرار اور سراج چھوٹو مارے گئے۔ وہ قتل کی متعدد وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 13 فروری کو نیو کراچی میں پولیس مقابلہ میں ایک ملزم ہلاک ہوگیا۔ نعیم شری کی گرفتاری کے لیے کورنگی، پاک کالونی، لیاقت آباد، ناظم آباد اور گلبہار میں چھاپے مارے گئے۔ 50 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ سعید آباد میں مسجد دارالعلوم اور اساتذہ کے گھروں کی تلاشی لی گئی۔ شبینہ میں شریک دو نوجوانوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ 14 فروری کو ایم۔کیو۔ایم سے متعلق قطب الدین مجو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ وہ ایک سپاہی اور ایک حوالدر کے قتل میں ملوث تھا۔ پولیس نے دہشت گردی میں ملوث 5 افراد کو اورنگی میں ایک مکان سے اور 4 کو قبرستان سے گرفتار کرلیا۔ وہ ایک عورت سمیت قتل کی مختلف وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔

بلدیاتی انتخابات

10 فروری کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ وفاقی حکومت نے مئی کے اواخر میں بلدیاتی انتخابات کرانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ یہ فیصلہ بلدیہ عظمیٰ کے ایڈمنسٹریٹر فہیم الزماں کی اس رپورٹ پر کیا گیا کہ کراچی میں پیپلز پارٹی کی پوزیشن مضبوط ہے اور اضلاع میں انتخاب آسانی سے جیت سکتی ہے۔

موبائل فون، 15 ہزار پیجر اور تمام کارڈ فون تا حکم ثانی بند کر دیئے گئے۔ بی بی سی نے کہا کہ اس سے کاروباری طبقہ متاثر ہو گا۔

بھارت کے دور درشن ٹیلی وژن نے اپنی ایک شرانگیز خبر میں کہا کہ حکومت نے غیر مہاجروں سے کہا ہے کہ وہ فوری طور پر کراچی چھوڑ دیں کیونکہ ایم کیو ایم کے خلاف ایک بڑا آپریشن شروع کیا جانے والا ہے۔

احتجاج کے دو دن گزر جانے کے بعد کراچی اتوار 2 جولائی کو بھی امن سے محروم رہا۔ طویل ہڑتالوں کے بعد لوگوں نے ابھی اپنی دکانیں کھولی ہی تھیں کہ تجارتی مراکز جوڑیا بازار، میریٹ روڈ، بولٹن مارکیٹ اور بمبئی مارکیٹ میں انہیں دھمکی آمیز ٹیلی فون ملے جن میں فوری طور کاروبار بند کرنے کے لیے کہا گیا۔ تاجروں میں خوف و ہراس پھیل گیا اور وہ فوری طور پر اپنی دکانیں اور دفاتر بند کر کے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اس روز بھی فائرنگ سے دو سپاہیوں سمیت چودہ افراد جاں بحق ہو گئے۔ اورنگی میں ایک عورت، دو نوجوان اور ایک بارہ سالہ لڑکا گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

جماعت اسلامی کی تجاویز

2 جولائی کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی جس میں کہا گیا کہ کراچی میں علاقائی اور لسانی تصادم کرانے کی سازش کی جا رہی ہے۔ ملک کے سیاسی اور معاشی مستقبل کا انحصار کراچی کے حالات کی اصلاح پر ہے۔ مسائل مذاکرات کے ذریعے حل کیے جائیں۔ تصادم کی راہ ترک کی جائے، بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی لہو میں ڈوبا ہوا ہے اور افسران عیش و عشرت میں غرق ہیں۔

اخبارات کے خلاف کارروائی

2 جولائی کو حکومت سندھ نے باقاعدگی سے شائع ہونے والے دو اخبارات "جرات" اور "عوامی آواز" سمیت 122 اخبارات کو ڈمی قرار دیتے ہوئے ان کے ڈکلریشن منسوخ کر دیئے گو ان اخبارات کی ڈمی باقاعدگی سے محکمہ اطلاعات کے پاس جمع کرائی جاتی رہی ہے۔ مشترکہ ایکشن کمیٹی نے اعلان کیا کہ اخبارات پر پابندی کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے 5 جولائی کو ملک گیر ہڑتال ہو گی۔ اور جمعرات کو ملک بھر میں کوئی اخبار شائع نہیں ہو گا۔ اخباری تنظیموں کے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے بعد وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کراچی کے اردو اخبارات پر پابندی ختم کرنے کا اعلان کر دیا جس کے بعد اخبارات نے ملک گیر ہڑتال کی اپیل واپس لے لی۔

امریکی سفیر کی کراچی آمد

11 فروری کو امریکی سفیر تھامس ڈبلیو سائمنز نے گورنر سندھ، وزیر اعلیٰ اور اپوزیشن کے ارکان قومی اسمبلی سے مل کر کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ امریکی سفیر نے کہا کہ مجھے وہ وقت یاد ہے جب میں کراچی کی سڑکوں پر سائیکل چلاتا تھا۔ شہر کی موجودہ صورت حال کی وجہ سے امریکہ کو کاروباری نقصان ہوا ہے۔ پاکستان کی اقتصادی ترقی میں کراچی کا مسئلہ بڑی رکاوٹ ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ہم نے عوام کے تعاون سے امن قائم کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ کراچی شہر کی روشنیاں بحال ہو رہی ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم سے مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ماورائے عدالت ہلاکتیں اور آپریشن روک دیا جائے تو مذاکرات ممکن ہیں۔ 12 فروری کو لندن میں اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہم منزل پر پہنچے بغیر اپنی جدوجہد سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

امریکی قونصل خانہ میں پناہ

15 فروری کو ایم۔ کیو۔ ایم کے رکن قومی اسمبلی کنور خالد یونس کو کراچی میں جیل سے عدالت میں پیشی کے لیے لایا گیا۔ انہوں نے پولیس کو چکمہ دے کر امریکی قونصل خانہ میں پناہ لے لی۔ خالد یونس نے قونصل خانہ میں مہاجروں کے قتل کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا اور کہا کہ ہم نے سب سے بڑی اتھارٹی کو اپنے کارکنوں کے قتل عام سے آگاہ کر دیا۔ امریکی سفارت کاروں نے اسے سیاسی پناہ کا کیس بننے سے قبل فریقین سے چار گھنٹے تک گفتگو کی۔ امریکہ کی جانب سے دی جانے والی یقین دہانیوں کے بعد خالد یونس نے خود کو پاکستانی حکام کے حوالے کر دیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ کنور خالد کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے گا۔ کنور خالد کو لانڈھی جیل منتقل کر دیا گیا۔

یوم دعا

16 فروری 26 رمضان المبارک جمعتہ الوداع کے موقع پر ایم۔ کیو۔ ایم نے یوم دعا منایا، لیکن اُس دن بھی پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کے 8 نوجوان ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس کے مطابق ملزمان ایک مکان میں چھپے ہوئے ٹیلی فون ایکسچینج کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے کہ پولیس مقابلہ ہوگیا۔ دو کو گرفتار کر لیا گیا۔ بھاری تعداد میں اسلحہ ملا۔ پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک سابق رکن قومی اسمبلی انیس ایڈووکیٹ کو گرفتار کر لیا۔ اُن کی والدہ نے اپنے بیٹے کی جان بچانے کے لیے اپیل کی۔ الطاف حسین نے کہا کہ بے نظیر مہاجر ماؤں کی گود اُجاڑ رہی ہیں۔

سپریم کورٹ میں درخواست

2 جولائی کو ایم کیو ایم کے محمد نعیم خان نے گرفتار رہنماؤں حشام الظفر اور زاہد اختر کے اقبالی بیانات ٹیلی کاسٹ کیے جانے کے خلاف سپریم کورٹ میں ایک درخواست داخل کر دی جس میں کہا گیا کہ گرفتار شدگان کے ذہنوں کو دواؤں کے ذریعے ماؤف کر کے اعتراف کرائے جانے کا حکومتی رویہ غیر اخلاقی، غیر قانونی اور انسانی عظمت کے خلاف ہے۔

بلوچستان میں پناہ

بعض ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ دہشت گرد کراچی میں وارداتیں کرنے کے بعد بلوچستان فرار ہو جاتے ہیں۔ جہاں انہیں بااثر شخصیات کی پناہ حاصل ہے۔ پہاڑی علاقوں میں انہیں اسلحہ چلانے کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔
بلوچستان کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل (ر) عمران اللہ خان نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے بتایا کہ بلوچستان کے راستے کراچی کو اسلحہ کی فراہمی کے تمام امکانات ختم کر دیئے گئے ہیں۔ کراچی میں قیام امن کی خاطر کراچی سے ملحقہ بلوچستان کے علاقے حب میں بھی موبائل فون اور پیجر سروس بند کر دی گئی ہے۔

اورنگی کا محاصرہ

2 جولائی کو رینجرز اور پولیس کی بھاری نفری نے اورنگی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ دہشت گرد عام لوگوں کو ڈھال بنا کر فائرنگ کرتے ہیں۔ اہلکاروں نے بعض مورچوں پر قبضہ کر کے نو دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ حیدر آباد میں گھر گھر تلاشی لی گئی اور ایک سو سے زائد افراد گرفتار کر لیے گئے۔

نصیر بابر کی کراچی آمد

3 جولائی کو نصیر بابر نے کراچی کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور خفیہ اداروں اور انتظامیہ کے اہلکاروں سے ملاقاتیں کیں۔ امریکی اور جرمن ریڈیو کو انٹرویو دیتے ہوئے نصیر بابر نے کہا کہ حکومت سے کوئی نہیں لڑ سکتا۔ کراچی کے شہری قومی سیاست کے دھارے میں شامل ہوں۔ دہشت گرد ہتھیار پھینک دیں تو کسی کارروائی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کسی نے گڑبڑ کی تو اس کی سرکوبی کی جائے گی۔

یوم سوگ

17 فروری کو یوم سوگ کے موقع پر جزوی ہڑتال ہوئی- منی بسیں اور رکشہ چلتے رہے- لانڈھی، ملیر، لیاری اور گزری میں ہڑتال کا کوئی اثر نہیں ہوا- الطاف حسین نے تاریخی سوگ منانے پر حق پرست عوام کا شکریہ ادا کیا- بی- بی- سی نے کہا کہ ماضی کے مقابلے میں آج زیادہ گاڑیاں چلتی رہیں-

17 فروری کو پولیس کے ساتھ فائرنگ کے تبادلہ میں ایم- کیو- ایم کا ایک نوجوان شاہد حسین فیروز آباد میں ہلاک ہوگیا- عینی شاہد نے بتایا کہ مقتول اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ پولیس نے اچانک فائرنگ کر دی-

16 فروری کو "عرب نیوز" کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھارت کراچی میں مداخلت کر رہا ہے- اُس نے دہشت گردی کے 39 کیمپ قائم کر رکھے ہیں- ایم- کیو- ایم کو اقتدار میں شریک کرنے کی غلطی دہرائی نہیں جا سکتی- دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں ہوسکتے- اپوزیشن کا ایم- کیو- ایم سے اتحاد منافقت ہے- این- ڈی خاں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ الطاف گروپ تشدد کی سیاست ترک کر دے- نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے ایم- کیو- ایم کے دہشت گردوں کا نیٹ ورک توڑ دیا ہے- سعودی عرب نے سات دہشت گردوں کو ہمارے حوالے کر دیا ہے- مشرق وسطی اور مشرق بعید سے بھی متعدد دہشت گرد پاکستان کے حوالے کر دیئے جائیں گے- کئی افراد افغانستان میں بھی تربیت حاصل کر رہے ہیں-

یورپی پارلیمنٹ کی تشویش

16 فروری کو لندن میں یورپی پارلیمنٹ نے صوبہ سندھ بالخصوص کراچی اور حیدر آباد میں مہاجروں کے ماورائے قتل پر اپنی تشویش کا اظہار کیا- الطاف حسین نے یورپی پارلیمنٹ کے لیڈر سے کہا کہ لیاقت علی خان کے بعد کسی مہاجر کو پاکستان کا وزیر اعظم نہیں بنایا گیا- صوبہ سندھ میں مہاجروں کی اکثریت ہے لیکن اس کے باوجود یہاں کوئی بھی مہاجر وزیر اعلیٰ نہیں بنا- الطاف حسین نے حکومت کو یورپی پارلیمنٹ کی زیر نگرانی مذاکرات کی پیش کش کر دی-

حکومت نے الطاف حسین کی یہ تجویز مسترد کر دی- بے نظیر نے کہا کہ وہ یورپی نہیں، پاکستانی پارلیمنٹ سے رجوع کریں- نصیر بابر نے کہا کہ گھر کے فیصلے گھر کے اندر کرنا ہوں گے- چوہدری شجاعت نے حکومت اور ایم- کیو- ایم کے درمیان مذاکرات دوبارہ شروع کرانے کے لیے اپنی خدمات پیش کر دیں- اُنھوں نے کہا کہ سندھ حکومت اپنی نااہلی تسلیم کرتے ہوئے

3 جولائی کو اسلام آباد میں فوجی سربراہوں کے اجلاس میں کراچی کی صورتحال زیر بحث آئی- اجلاس میں اس توقع کا اظہار کیا گیا کہ حکومت بحران کا منصفانہ سیاسی حل نکالنے میں کامیاب ہو جائے گی-

3 جولائی کو اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر ہمیں اقتدار مل جائے تو ہم چوبیس گھنٹے کے اندر کراچی کی رونقیں بحال کر دیں گے- بے نظیر نے جان بوجھ کر آگ لگائی ہے- ہم سندھ کے عوام کو تنہا نہیں چھوڑیں گے-

مذاکرات پر آمادگی

ایم کیو ایم نے الطاف حسین کی منظوری کے بعد حکومت کے ساتھ مذاکرات کے لیے اجمل دہلوی کی سربراہی میں طارق جاوید، شعیب بخاری، قاضی خالد، اور شیخ لیاقت پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی- 3 جولائی کو حکومت نے بھی این ڈی خان کی قیادت میں آفاق شاہد اور زہیر اکرم ندیم پر مشتمل اپنی مذاکراتی ٹیم کا اعلان کر دیا- بتایا گیا کہ مذاکرات 6 جولائی سے اسلام آباد میں ہوں گے لیکن باہمی رضامندی سے انہیں موخر کر دیا گیا اور کہا گیا کہ نئی تاریخ کا اعلان بعد میں ہو گا- وائس آف امریکہ نے کہا کہ دونوں اپنی قوت کا اندازہ لگا رہے ہیں- مذاکرات سے کچھ بھی حاصل ہونے کی توقع نہیں-

3 اور 4 جولائی کو کراچی میں ایک بچی، تین خواتین اور دو سپاہیوں سمیت چودہ افراد ہلاک ہو گئے- پولیس ہیڈ کوارٹر پر رات نو بجے سے صبح پانچ بجے تک فائرنگ ہوتی رہی- اورنگی سے ہزاروں افراد نقل مکانی کر گئے-

رینجرز اور پولیس نے اورنگی میں خندقیں بند کر کے اپنے مورچے قائم کر لیے- پورے علاقہ کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی- محاصرے کے دوران اگر کوئی گھر سے باہر نکلتا تو اسے مرغا بنا دیا جاتا- اس کارروائی کے باعث زندگی معمول پر آنا شروع ہو گئی- گرفتاری سے بچنے کے لیے دہشت گردوں نے اندرون ملک کا رخ کر لیا- حیدر آباد میں بھی گھر گھر تلاشی کے دوران چودہ افراد گرفتار کر لیے گئے-

دفاعی کمیٹی کا اجلاس

4 جولائی کو اسلام آباد میں وزیراعظم کی صدارت میں کابینہ کی دفاعی کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں وزیر دفاع، وزیر داخلہ، جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین، تینوں مسلح افواج کے سربراہوں اور دیگر اعلیٰ حکام نے شرکت کی- کراچی کی صورتحال پر غور کیا گیا- بعد میں بے

مستعفی ہو جائے۔

23 فروری کو لندن میں الطاف حسین نے یورپی پارلیمنٹ کے لیڈر سے دوبارہ دو گھنٹے طویل ملاقات کر کے اُنہیں مہاجروں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ مہاجر دشمنی میں حکومت آئین اور قانون کو پامال کر رہی ہے۔ عالمی ادارے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور مہاجروں کی نسل کشی کا نوٹس لیں۔ بے نظیر نے کہا کہ الطاف حسین کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو مارتے رہنے اور مرتے رہنے کا سلسلہ بند کر دیں۔

وزیراعظم کی کراچی آمد

23 فروری کو وزیراعظم بے نظیر نے گورنر، وزیراعلیٰ، آئی۔ جی پولیس اور رینجرز کے ڈائریکٹر جنرل سے کراچی کی صورت حال پر صلاح مشورے کئے۔ اُنھوں نے سخت ترین حفاظتی انتظامات میں کراچی کے بعض مقامات کا دورہ بھی کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ پولیس کا کردار جرات مندانہ ہے۔ کسی بے گناہ شہری کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ الطاف حسین بیرونی آقاؤں کے اشارہ پر کراچی کے عوام کا قتل عام کرا کے اُن کی نسل کشی کر رہے ہیں۔ گزشتہ سال کراچی میں دو ہزار افراد مارے گئے۔ اُن مقتولین کا کیا قصور تھا جن کو اغوا کر کے تشدد کیا گیا اور پھر زندہ جلا دیا گیا۔ 258 پولیس والے بھی ہلاک ہوئے۔ دہشت گرد مسلح ہو کر نکلیں گے تو مارے جائیں گے، پولیس مقابلے درست تھے۔ قتل کے لیے دہشت گردوں کو گرین سگنل نہیں دے سکتے۔ ہم کراچی کے مسائل کا سیاسی حل چاہتے ہیں۔ الطاف گروپ دہشت گردی بند کر دے تو چھ ماہ میں بلدیاتی انتخابات کرا دیں گے۔ اسلحہ چھوڑ کر صحیح راستے پر آجائیں تو مذاکرات کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ نواز شریف نے لندن میں کہا کہ حکومت گن پوائنٹ پر مذاکرات چاہتی ہے۔

ڈبل سواری پر پابندی ختم

27 فروری کو عبداللہ شاہ نے کراچی میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اب کراچی کے حالات حکومت کے قابو میں آگئے ہیں۔

انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ

انسانی حقوق کمیشن پاکستان نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ 1995ء میں دو ہزار افراد

نظیر نے کہا کہ ہم دہشت گردی، لاقانونیت اور فرقہ واریت کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں گے۔ دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ وہ بچ کر نہیں نکل سکیں گے۔ حکومتی ٹیم جلد ایم کیو ایم سے مذاکرات کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم مذاکرات کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ حکومت پہلے ہی مان جاتی تو ہزاروں جانیں ضائع نہ ہوتیں۔

سعید الدین کا اعتراف جرم

4 جولائی کو اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں 19 سالہ مبینہ دہشت گرد سعید الدین عرف چیتا نے حراست کے دوران اخبار نویسوں کو بتایا کہ میں نے ایک سال قبل ایم کیو ایم کے لیاقت آباد یونٹ میں شامل ہو کر اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ اس یونٹ میں میرے علاوہ ریحان کانا، ندیم کمانڈو، جاوید بچھو اور علی نامی لڑکے بھی شامل تھے۔ یونٹ کا انچارج باوا نامی ایک شخص تھا جسے براہ راست موبائل فون پر الطاف حسین سے ہدایات ملتی تھیں۔ باوا کی ہدایت پر ہم نے سپر مارکیٹ کی تیسری منزل پر کے ایم سی کے دفتر پر فائرنگ کی۔ لیاقت آباد میں پولیس موبائل پر حملہ بھی ہمارے یونٹ نے کیا تھا۔ جون 1995ء کی ہڑتال کے دوران ہم نے ڈاک خانے کے قریب پولیس پر اور لیاقت آباد تھانے پر فائرنگ کی۔ میں بہاولپور سے ایک رشتہ دار کے گھر جا رہا تھا کہ سی آئی اے کے اہلکاروں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ میں نے اپنے تمام جرائم کا اعتراف کر لیا، اہلکاروں نے مجھ پر کوئی تشدد نہیں کیا۔

اعتراف جرم کے بعد یہ افراد منظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی حکومت نے عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا۔

5 جولائی کو کورنگی میں فائرنگ سے گیارہ افراد جاں بحق اور ایک پولیس افسر سمیت چوبیس زخمی ہو گئے۔ پولیس چوکیوں پر حملے کیے گئے، بکتر بند گاڑی اور ماڈل ٹاؤن کے تھانہ پر حملہ کیا گیا۔ کاروبار زندگی مفلوج ہو گیا اور لوگ اپنے گھروں کے اندر محصور ہو گئے۔

5 جولائی کو رینجرز اور پولیس نے کورنگی، عثمان آباد، ناصر کالونی اور زمان ٹاؤن میں بڑے پیمانہ پر آپریشن کا آغاز کر دیا۔ محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی، بڑی تعداد میں نوجوانوں کو گرفتار کر کے نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا گیا۔ کورنگی میں اہلکاروں نے ایک ٹارچر سیل پر چھاپہ مارا جس کے دوران فائرنگ کے تبادلہ میں ایک دہشت گرد ہلاک ہو گیا۔ یہ ٹارچر سیل ایک سکول میں قائم تھا جہاں تشدد کر کے لوگوں کو ہلاک کیا جاتا تھا۔ چھاپے کے دوران دو رائفلیں، راکٹ لانچر کا شیل، ہتھکڑی، رسے، قینچیاں اور دیگر سامان برآمد ہوا۔ سکول میں پولیس نے اپنی چوکی قائم کر لی۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ٹی وی پر دکھائے جانے والے ٹارچر سیل جعلی ہیں۔

6 جولائی کو بھی کورنگی میں رینجرز اور مسلح افراد کے درمیان دن بھر مقابلہ ہوتا رہا۔ مسلح

ہلاک ہوئے۔ ماورائے قتل کی وارداتوں میں حکام براہ راست ملوث ہیں۔ کراچی کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ سرکاری سروے کے مطابق کراچی میں دہشت گردی کی وارداتوں میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ دہشت گردی میں "را" ملوث ہے۔ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم دونوں کی مقبولیت میں کمی ہوئی ہے۔

29 فروری کو اقوام متحدہ کے نمائندوں پر مشتمل ایک خصوصی ٹیم کراچی پہنچ گئی جو ماورائے عدالت قتل، زیر حراست افراد کی ہلاکت اور ریاستی تشدد کے بارے میں شکایات کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ اقوام متحدہ میں پیش کرے گی۔

امریکی محکمہ خارجہ کی حقوق انسانی کی رپورٹ برائے سال 1996ء میں کہا گیا کہ دوران سال پاکستان میں ماورائے عدالت ہلاکتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ بیشتر اموات سندھ میں ہوئیں۔ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم ان ہلاکتوں کے ذمہ دار ہیں۔ فورسز نے پچاس سے زائد افراد کو تشدد کر کے ہلاک کیا۔ من مانی گرفتاریاں کیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں کو مقابلہ میں مارا۔ عورتوں کے خلاف تشدد کا مسئلہ سنگین ہو گیا۔ عدلیہ آزاد نہیں۔ عارضی جج مستقل ہونے کے لیے حکومت کے کیس کی تائید کرتے ہیں۔ حکومت نے سیاست دانوں، سیاسی کارکنوں اور مشتبہ افراد کی نگرانی کے لیے کئی انٹیلی جنس ایجنسیاں بنا رکھی ہیں۔ آرمی چیف غیر سرکاری ٹرائیکا کے تیسرے رکن ہیں۔

پاکستان نے انسانی حقوق سے متعلق امریکی الزامات مسترد کر دیئے۔

یکم مارچ 1996ء کو قاضی حسین احمد نے لاہور میں کہا کہ بے نظیر کو ہم نہیں نواز شریف اقتدار میں لائے۔ انہوں نے اپنے والد کی بات تک نہیں مانی اور اسلامی جمہوری اتحاد کو ختم کر دیا۔ ہم قوم کو مفادات کے چکر سے نکال نجات کی راہ دکھانا چاہتے ہیں۔ قاضی صاحب نے پشاور میں کہا کہ ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ بے نظیر حکومت کو اب رخصت ہو جانا چاہیے۔ ملک کا سب سے بڑا مسئلہ نااہل، بددیانت اور خود غرض حکمران ہیں۔ ہم ملک میں اسلامی جمہوری نظام کے سوا کوئی دوسرا نظام نہیں چلنے دیں گے۔ اے۔ این۔ پی کے سربراہ اجمل خٹک نے کہا کہ جماعت اسلامی انتہائی منظم اور اصول پسند جماعت ہے۔ ہم اس سے ہر سطح پر تعاون کے لیے تیار ہیں۔ 5 مارچ کو ڈسٹرکٹ بار پشاور سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ ملک قانون کی حکمرانی نہیں بلکہ حکمرانوں کا قانون چل رہا ہے۔

شیخ رشید کی رہائی

10 مارچ کو ہائی کورٹ کے راولپنڈی بینچ نے رکن قومی اسمبلی شیخ رشید احمد کو کلاشنکوف کیس میں بری کر کے خصوصی عدالت کی طرف سے 19 اکتوبر 1994ء کو سنائی جانے والی سات

افراد نے خندقیں کھود لیں۔ مسلسل فائرنگ کے باعث رینجرز انہیں عبور نہیں کر سکے۔ بکتر بند گاڑیوں پر راکٹوں سے حملے کیے گئے، ایدھی ایمبولینس پر فائرنگ کی گئی، فائرنگ کی وارداتوں میں سولہ افراد جاں بحق اور 23 زخمی ہوگئے۔ بجلی کے سولہ ٹرانسفار مرتباہ کر دیئے گئے۔ ایک بس نذر آتش کر دی گئی۔ بعض متاثرہ علاقوں میں رینجرز نے راشن اور دوائیں تقسیم کیں۔ حیدر آباد میں بھی مسلح افراد اور رینجرز کے درمیان مقابلہ ہوا، 55 افراد گرفتار کر لیے گئے۔

بی بی سی نے کہا کہ کورنگی کے محاصرہ میں پولیس اور رینجرز کو مزاحمت کا سامنا ہے۔ علاقہ میں ایمبولینس کا داخلہ بھی ممکن نہیں۔ پانچ لاشیں 48 گھنٹے تک بے گور و کفن پڑی رہیں۔ کوئی قابل ذکر اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ فورسز کا مقابلہ کرنے والے صرف دس جوان گرفتار کیے جا سکے، 80 سے زائد مسلح نوجوان روپوش ہیں۔

یوم سیاہ

5 جولائی کو اٹھارہ سال قبل ملک میں مارشل لا کے نفاذ اور بھٹو حکومت کو برطرف کرنے کے خلاف حکومت کے زیر اہتمام یوم سیاہ منایا گیا۔

دو روزہ ہڑتال

ایم کیو ایم کی اپیل پر جمعہ 7 جولائی اور ہفتہ 8 جولائی ہڑتال کی گئی۔ شہری زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی، فائرنگ کی وارداتوں میں ان دو دنوں میں تیس افراد جاں بحق اور 27 زخمی ہوگئے۔ درجنوں گاڑیاں جلا دی گئیں۔ کورنگی میں رینجرز کی چیک پوسٹ پر حملے سے ایک سپاہی جاں بحق ہوگیا۔ لیاقت آباد میں بکتر بند گاڑی پر حملہ کیا گیا، عیدگاہ گراؤنڈ سے 6 نعشیں ملیں۔ حیدر آباد میں بھی نقاب پوش افراد نے پھلیلی تھانہ پر حملہ کیا۔ ایک سپاہی جاں بحق اور دو زخمی ہوگئے۔

اسلم سبزواری کی ہلاکت

7 جولائی کو پولیس کی حراست کے دوران ایم کیو ایم کے ایک سابق کونسلر اسلم سبزواری جاں بحق ہوگئے۔ پولیس کے مطابق حراست کے چند گھنٹوں کے بعد انہیں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ وہ 45 مقدمات میں پولیس کو مطلوب تھے اور ان کی گرفتاری کے لیے پانچ لاکھ روپے کا انعام تھا۔ لیکن ایم کیو ایم کے مطابق سبزواری کے جسم پر تشدد کے واضح نشانات موجود تھے۔ الطاف حسین نے کہا کہ سبزواری کے قتل کا مقدمہ بے نظیر اور عبداللہ شاہ کے خلاف قائم کیا جائے گا۔ حکومت مظالم سے فرعون اور ہلاکو کی روحیں بھی لرز اٹھی ہیں۔ ایجنسیاں ظالم

سال قید سخت اور دو لاکھ روپے جرمانہ کی سزا کالعدم قرار دے دی اور حکم دیا کہ اگر کسی اور مقدمہ میں ملوث نہ ہوں تو انھیں رہا کر دیا جائے۔ شیخ رشید کے خلاف اپوزیشن کی ہڑتال کے موقع پر 20 ستمبر 94ء کو ایک اور مقدمہ درج ہونے کے باعث وہ فوری طور پر رہا نہیں ہو سکے۔ قومی اسمبلی میں شیخ رشید کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرنے پر شدید ہنگامہ آرائی ہوئی۔ 13 مارچ کو شیخ رشید نے کہا کہ عدالت کے فیصلے کے باوجود انھیں رہا نہیں کیا گیا تو وہ تادم مرگ بھوک ہڑتال کریں گے۔ 15 مارچ کو قومی اسمبلی کے اسپیکر یوسف رضا گیلانی نے کہا کہ حکومت شیخ رشید کو رہا کرنے میں مخلص نہیں ہے۔ میں اسپیکر شپ چھوڑنے سے گریز نہیں کروں گا۔

17 مارچ کو سپریم کورٹ نے دوسرے کیس میں بھی شیخ رشید کی ضمانت منظور کر لی۔ حکومت نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ 18 مارچ کو انھیں اڈیالہ جیل سے رہا کر دیا گیا۔

وزیر مملکت کا بیان

وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی میں کہا کہ عالمی مالیاتی ادارے پاکستان کے مفادات کے بہترین محافظ ہیں۔ پاکستان میں خوش حالی کے لیے اُن کے مشوروں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ آئی۔ ایم۔ ایف اور عالمی بنک ہم سے زیادہ دیانت دار ہیں۔ اُن کے مشورے ہماری معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے ہوتے ہیں۔ آئی۔ ایم۔ ایف کے احکام کی تعمیل میں وفاقی سیکرٹری خزانہ جاوید طلعت نے کہا کہ 24 ارب روپے کا خسارہ ختم کرنے کے لیے تمام اشیاء پر تھوک اور پرچون سطح پر ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ جس سے قیمتوں میں دو فیصد اضافہ ہو گا۔

اپوزیشن کے الزامات

19 مارچ کو قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے غلام مصطفیٰ کھر پر سنگین الزامات لگاتے ہوئے کہا کہ کھر "را" کا ایجنٹ ہے۔ وہ "را" سے پیسے لیتا رہا ہے۔ اُس نے ملک کا سودا کیا اور بھارت کے چکر لگاتا رہا۔ وہ واپڈا کا سارا مال کھا گیا۔ واپڈا کے جہاز اور گاڑیوں کا غلط استعمال کیا۔

اپوزیشن نے نوابزادہ نصراللہ خاں پر بھی الزامات عائد کئے اور مطالبہ کیا کہ انھیں نوابزادہ کو فراہم کی جانے والی قیمتی کاروں اور کشمیر کمیٹی کی عدم کارکردگی پر بولنے کی اجازت دے دی جائے۔ اپوزیشن کے ممبران میں "حیا کرو، شرم کرو، دونوں کاریں واپس کرو" کے نعرے لگاتے رہے۔ نوابزادہ نے کہا کہ میں نے کوئی چوری یا بدعنوانی نہیں کی۔ گاڑیاں مرکزی پول سے دی گئی ہیں۔ اسپیکر نے کاروں کے معاملہ پر بولنے کی اجازت نہیں دی اور کہا کہ اگر کارروائی

حکمرانوں کی محافظ بن گئی ہیں۔

ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے اعلان کیا کہ اسلم سبزواری کے قتل پر احتجاج کرنے کے لیے اتوار اور پیر کو یوم سوگ منایا جائے گا۔ کمیٹی نے ذمہ دار اہلکاروں کی گرفتاری اور سبزواری کے لواحقین کو پندرہ لاکھ روپے معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا۔ گزشتہ پندرہ دنوں کے دوران چھ دن کی ہڑتالوں، احتجاج اور یوم سوگ کے باعث کراچی کی اقتصادی، معاشی، تجارتی اور صنعتی سرگرمیاں تعطل کا شکار رہیں۔ یومیہ اجرت پر کام کرنے والے آٹھ لاکھ محنت کش بے روزگار ہوگئے۔ محصولات کی مد میں حکومت کو چھ ارب روپے کا خسارہ ہوا، کھانے پینے کی اشیاء ناپید ہوگئیں، پانی کا بحران پیدا ہوگیا۔ بیماروں کے لیے دواؤں کا حصول بھی مشکل ہوگیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ایم کیو ایم نے ایسے ورکر کی ہلاکت پر احتجاج کی کال دی ہے جو کئی مقدمات میں ملوث تھا۔ ہڑتالوں میں بے گناہ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔

اورنگی کا محاصرہ

7 جولائی کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی کا محاصرہ کر کے ایک ٹارچر سیل پر چھاپہ مارا۔ فائرنگ کے تبادلے پر ایک سپاہی جاں بحق اور ایک شرپسند ہلاک ہوگیا۔ پانچ افراد گرفتار کر لیے گئے۔ ٹارچر سیل سے ہاتھ پیر باندھنے کے کلپ، پستول، لاٹھیاں، دو موٹر سائیکلیں اور دو کاریں برآمد ہوئیں۔ اہلکاروں نے علاقے میں اپنی بارہ چوکیاں قائم کر دیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ اورنگی اور کورنگی کو دہشت گردوں نے یرغمال بنا رکھا تھا۔ اب لوگوں نے سکون کا سانس لیا ہے۔ کراچی کے واقعات میں بھارت ملوث ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ آپریشن کے نتیجے میں خطرناک دہشت گرد اندرون ملک منتقل ہوگئے ہیں۔ چاروں صوبوں میں انتظامیہ کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔

الطاف حسین نے لندن سے آرمی چیف جنرل وحید کے نام اپنے خط میں لکھا کہ اورنگی میں قتل عام کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ مہاجر بستیوں میں سرکاری دہشت گردی ختم کرائی جائے، خط کی نقول تمام ممالک کے سربراہوں کو بھی ارسال کی گئیں۔

قاضی حسین احمد کی صدر سے ملاقات

8 جولائی کو قاضی حسین احمد نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے کراچی کے معاملات پر تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان نتیجہ خیز مذاکرات کی ضرورت پر زور دیا۔ صدر نے بتایا کہ اس مسئلہ پر قومی اتفاق رائے کی کوشش کی جا رہی

ایجنڈے کے مطابق نہیں چلے گی تو میں یہ اجلاس معطل کر دوں گا' لیکن اس کے باوجود اپوزیشن کا احتجاج جاری رہا۔ اسپیکر نے اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا۔

بے نظیر نے کہ کہ نوابزادہ کے بارے میں اپوزیشن کا یہ رویہ افسوس ناک تھا۔ مسئلہ کشمیر پر اُن کی کوششیں اور کشمیر کمیٹی کی کارکردگی قابل تعریف ہیں۔ نوابزادہ نے کہا کہ اپوزیشن میرے اور میرے بیٹے کے خلاف لگائے گئے الزامات کی تحقیقات کرا لے' میرے خلاف کوئی الزام ثابت ہو گیا تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ اپوزیشن کو میرے احتساب کا حق تو ہے لیکن گالی دینے کا حق نہیں۔

ملی یکجہتی کونسل کا احتجاج

19 مارچ کو ملی یک جہتی کونسل کے زیر اہتمام مجوزہ انتخابی اصلاحات اور فحاشی و عریانی کے خلاف پارلیمنٹ ہاؤس اور ٹیلی ویژن اسٹیشن کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ جس میں تمام جماعتوں کے سربراہوں' کارکنوں اور ارکان پارلیمنٹ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ دوسرے شہروں میں احتجاجی جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کیا گیا۔ بعض مقامات پر پولیس نے لاٹھی چارج اور فائرنگ کر کے مظاہرین کو منتشر کیا۔ متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ 32 علماء سمیت تقریباً ایک سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔

تحریک عدم اعتماد

20 مارچ کو مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں کی پارلیمانی پارٹی نے دعویٰ کیا کہ وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کے لیے اُنھیں چالیس سے زیادہ حکومتی ارکان کی حمایت بھی حاصل ہو گی ہے۔ 1996ء تبدیلی کا سال ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ چالیس حکومتی ارکان کی حمایت کا دعویٰ بے بنیاد ہے' بلکہ مثبت سوچ رکھنے والے اپوزیشن کے ممبران کی اکثریت بھی اُن کا ساتھ نہیں دے گی۔ آصف زرداری نے کہا کہ حکومت مضبوط ہے' اُسے کسی جانب سے کوئی خطرہ نہیں۔

اگلا بجٹ

22 مارچ کو وزیر مملکت مخدوم شہاب الدین نے کہا کہ آئندہ سال کا بجٹ خاصا سخت ہو گا۔ ٹیکسوں کی بنیاد وسیع ہو گی۔ براہ راست ٹیکسوں میں اضافہ ہو گا۔ ٹیکسوں کی وصول یابی کے لیے سخت اقدامات کیئے جائیں گے۔ زرعی شعبہ کو بھی زیادہ ٹیکس دینا پڑیں گے۔ مخدوم صاحب

ہے۔

بھارتی سفیر کو ظہرانہ

8 جولائی کو نواز شریف نے اپنی مری کی رہائش گاہ پر بھارتی سفیر ایس کے لامبا کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔ وہ اپنے عہدہ کی مدت پوری ہونے پر بھارت واپس جا رہے ہیں۔

یوم سوگ

اتوار 9 جولائی کو بھی کراچی میں کاروبار بند رہا۔ ایم کیو ایم نے سبزواری کی ہلاکت پر یوم سوگ منانے کا اعلان کیا تھا۔ فائرنگ کی وارداتوں میں پیپلز پارٹی کے دو عہدیداروں اور ایک عورت سمیت دس افراد جاں بحق ہو گئے۔ ایک بس، ایک منی بس، چار گاڑیاں اور ایک بینک کو آگ لگا دی گئی۔

۷ جولائی کو ایوان صدر میں وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری اور جنرل وحید سے کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ معتبر ذرائع نے بتایا کہ اگر بے نظیر حکومت دوسری مرتبہ ختم ہوئی تو کراچی کی بدامنی اس کا جواز بنے گی۔ ایوان صدر اور مقتدر حلقوں میں عبوری حکومت کے ڈھانچہ پر غور شروع کر دیا گیا۔

9 جولائی کو سینٹ میں کراچی کی صورت حال پر بحث کرتے ہوئے اپوزیشن نے کراچی میں آپریشن بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ اقبال حیدر نے کہا کہ آپریشن مہاجروں کے نہیں بلکہ دہشت گردوں کے خلاف ہے۔ اپوزیشن نے اسیر سینیٹروں کو ایوان میں نہ لانے پر اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ زاہد اختر حکومت سرحد کی تحویل میں ہیں اور سعید قادر کی درخواست عدالت میں زیر سماعت ہے۔ چیئرمین وسیم سجاد نے کہا کہ حکومت مجھے عدالتوں سے لڑانا چاہتی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ میں اسیر سینیٹروں کی اجلاسوں میں شرکت کے لیے عدالتوں کو ہدایت جاری کروں۔

مذاکرات کا آغاز

مذاکراتی ٹیم کے سربراہ اجمل دہلوی نے کہا کہ منگل 11 جولائی سے اسلام آباد میں حکومت سے مذاکرات کا آغاز ہو گا۔ ہم اپنے اٹھارہ نکاتی مطالبات پیش کریں گے۔ آپریشن جاری رہے گا تو پھر احتجاج بھی جاری رہے گا۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ کراچی کا معاملہ کچھ دو اور کچھ لو کی بنیاد پر حل ہو سکتا ہے۔ این ڈی خان نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کے وفد کو مکمل تحفظ اور پروٹوکول دیں

بجٹ کی آمد سے تین ماہ قبل ہی سب کو خوفزدہ کر کے اپوزیشن کی احتجاجی تحریک کے لیے راہ ہموار کرنے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حکومت بالمقابل عدلیہ

24 جنوری 96ء کو سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ 23 مارچ 96ء تک عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرنے کے بجائے بے نظیر حکومت نے عدلیہ کی رہی سہی خودمختاری پر بھی حملے شروع کر دیئے۔ ججوں کی تقرری اور تبادلوں کے بارے میں دستور پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت نے ایسا رویہ اختیار کیا کہ عدلیہ آزاد ہونے کے بجائے اُس کے تابع ہو جائے۔ اُس وقت صورت حال یہ تھی کہ تین صوبوں میں مستقل چیف جسٹس صاحبان کو ہٹا کر قائم مقام چیف جسٹس صاحبان کی تقرری عمل میں آ چکی تھی۔ موجودہ حکومت نے ہائی کورٹس میں جن ایڈیشنل ججوں کو مقرر کیا تھا انہیں بھی مستقل نہیں کیا جا رہا تھا۔ سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد سے حکومت اس وجہ سے ناراض ہوئی کہ اُن کا بطور سزا فیڈرل شریعت کورٹ میں تبادلہ کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ میں بھی مستقل کے بجائے ایڈہاک جج مقرر کیئے گئے۔ اس طرح حکومت عدلیہ کی آزادی اور خودمختاری کے بارے میں پاکستان کے دستور، اپنے منشور، وعدوں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی تھی۔

سپریم کورٹ میں درخواست

راولپنڈی کے ایک ایڈووکیٹ حبیب الوہاب الخیری نے اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری، تبادلوں اور منتقلی کے بارے میں انتظامیہ کے اختیارات سے متعلق اپنی آئینی درخواستیں سپریم کورٹ میں دائر کر دیں۔ چیف جسٹس جناب جسٹس سجاد علی شاہ، جناب جسٹس اجمل میاں، جناب جسٹس فضل الٰہی خاں، جناب جسٹس منظور حسین سیال اور جناب جسٹس میر ہزار کھوسہ پر مشتمل سپریم کورٹ کی فل بینچ نے ان درخواستوں کی سماعت کی۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد عدالت عظمٰی نے کہا کہ وہ اس بارے میں اپنا فیصلہ 20 مارچ کو سنائے گی۔

فیصلے کا انتظار کئے بغیر اُس سے محض ایک دن قبل یعنی 19 مارچ کو صدر نے وزیر اعظم کے مشورہ پر لاہور ہائی کورٹ کے دس ایڈہاک ججوں کو مستقل کر دیا۔ سندھ ہائی کورٹ کے ساتھ ایڈیشنل جج بھی مستقل کر دیئے گئے اور ایک کی مدت ملازمت میں توسیع کر دی گئی۔

گے۔ انہیں الطاف حسین سے براہ راست رابطہ کی سہولت حاصل رہے گی۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مخلص نہیں ہے، وہ عالمی دباؤ پر مذاکرات کے لیے آمادہ ہوئی ہے۔ بہرحال الطاف نے پیر 10 جولائی کو ہڑتال کی کال جذبہ خیرسگالی کے طور پر واپس لے لی۔ البتہ جمعہ اور ہفتہ کے روز احتجاج جاری رہے گا۔

ہڑتال کی کال واپس لینے پر پیر 10 جولائی کو کراچی کے تمام تجارتی مراکز کھل گئے۔ غیریقینی صورتحال کی وجہ سے لوگوں نے بھاری مقدار میں کھانے پینے کا سامان خریدا لیکن 10 اور 11 جولائی کو بھی کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں 125 افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی ہوگئے۔ کورنگی سے دس افراد کی نعشیں ملیں۔

امریکی جریدے "ٹائم" نے لکھا کہ کراچی میں امن و امان کی صورتحال تشویش ناک ہے۔ کوئی علاقہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ ایک ماہ کے دوران تین سو افراد ہلاک کئے جا چکے ہیں۔ بدامنی کی وجہ سے غیرملکی سرمایہ کار بے یقینی کا شکار ہیں۔ ان حالات میں "جنرل ٹائر" نے اپنا چالیس بلین ڈالر کا صنعتی منصوبہ منسوخ کر دیا۔

مذاکرات کا آغاز

ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم منگل 11 جولائی کو اسلام آباد پہنچ گئی۔ انہیں عزت و احترام کے ساتھ فائیو سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ سرکاری عملہ ان کی حفاظت پر مامور ہے، اسی روز حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان سوا دو گھنٹے تک پارلیمنٹ ہاؤس میں مذاکرات ہوئے۔ ایم کیو ایم نے اپنا اٹھارہ نکاتی ایجنڈا پیش کیا جس میں آپریشن بند کرنے، اسیروں کو رہا کرنے، بلدیاتی انتخابات کرانے، کوٹہ سسٹم کے خاتمے، ہلاک زدگان اور زخمیوں کے لیے معاوضہ کی ادائیگی، اسلم سبزواری کی موت کی عدالتی تحقیقات، رئیس فاطمہ کا عدالت میں پیش کیے جانے کے مطالبات شامل تھے۔ حکومت نے آپریشن بند کرنے کے لیے مفرور ملزمان کو عدالت میں پیش کرنے، اسلحہ تھانوں میں جمع کرانے اور امن و امان کے قیام میں تعاون کرنے کی شرائط پیش کر دیں۔ این ڈی خان نے کہا کہ وہ مذاکرات میں پیش رفت سے مطمئن ہیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہم ابتدائی باتوں سے مطمئن ہیں۔ الطاف حسین مقدمات کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہر ایک سے اسلحہ واپس لیا جائے تو ہم بھی واپس کر دیں گے۔ مذاکرات ناکام ہوئے تو اس سے مایوسی پھیلے گی۔ مہاجر قوم علیحدہ صوبے کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ کراچی میں غیرملکی مداخلت کا جواز پیدا ہو سکتا ہے۔ احتجاج ملتوی کرنے کے باوجود ہمیں لاشوں کے تحفے دیئے جا رہے ہیں۔ سینیٹر اشتیاق اظہر کو اس مرتبہ مذاکرات سے بالکل بے خبر اور لاتعلق رکھا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ مذاکرات کے باوجود آپریشن جاری رہے گا۔ این ڈی خان نے مذاکراتی ٹیم کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا۔

سپریم کورٹ کا تاریخی فیصلہ

20 مارچ 1996ء کو سپریم کورٹ نے اپنا تاریخی فیصلہ سنا دیا جس میں کہا گیا کہ ججوں کی تقرری کے معاملہ پر صدر چیف جسٹس کے مشورہ کا پابند ہے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے مستقل چیف جسٹس صاحبان کی سفارش کے بغیر صدر کی جانب سے ججوں کی تقرری اور منتقلی کو غیر آئینی اور غیر موثر قرار دے دیا گیا۔ قائم مقام چیف جسٹس صاحبان مشورہ دینے کے اہل نہیں۔ سپریم کورٹ کا جج ہائی کورٹ کا قائم مقام چیف جسٹس نہیں ہو سکتا۔ چیف جسٹس یا کسی مستقل جج کی مرضی کے بغیر وفاقی شرعی عدالت میں اُس کی تقرری غیر آئینی ہے۔ - ہائی کورٹ کے ججوں کا تبادلہ بطور سزا نہیں کیا جا سکتا۔ ایڈہاک ججوں کی تقرری غیر آئینی ہے۔ سپریم کورٹ میں مستقل ججوں کی آسامیوں کی موجودگی میں ایڈہاک جج مقرر نہیں کئے جا سکتے۔ اُنہیں مستقل کیا جائے یا واپس بھیج دیا جائے۔ تین صوبوں میں قائم مقام چیف جسٹسوں کی تقرری عدلیہ کی آزادی اور آئین سے متصادم ہے۔ سپریم کورٹ نے اپنے اس اہم فیصلے میں 30 دن کے اندر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس میں ججوں کی تقرری کو متعلقہ چیف جسٹس صاحبان کی سفارش کے مطابق بنانے، تمام صوبوں میں مستقل چیف جسٹس مقرر کرنے اور سپریم کورٹ میں مستقل آسامیوں پر ایڈہاک جج مقرر نہ کرنے کا حکم دے دیا۔ فیصلہ میں صراحت کی گئی کہ انتظامیہ آئین کی عدالتی تشریح کی پابند ہے۔ فیصلہ سنانے کے موقع پر کمرہ عدالت اور احاطہ وکلاء اور دیگر افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

اس فیصلے کا اثر تین صوبوں کے ہائی کورٹس کے قائم مقام چیف جسٹسوں اور چاروں صوبوں کے تقریباً 44 ججوں پر پڑے گا۔ جسٹس ناصر اسلم زاہد وفاقی شرعی عدالت سے سندھ ہائی کورٹ واپس آ جائیں گے اور قائم مقام جسٹس سندھ ہائی کورٹ سپریم کورٹ واپس ہوں گے۔

وہاب الخیری ایڈووکیٹ نے کہا کہ اگر اس فیصلہ پر عمل نہیں کیا گیا یا اس میں کوئی رکاوٹ ڈالی گئی تو سپریم کورٹ آئین کے آرٹیکل 189 اور 190 کے تحت اپنے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے فوج کا تعاون حاصل کر سکتی ہے۔ ممتاز ماہر قانون شریف الدین پیرزادہ نے کہا کہ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ عدلیہ کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ لاہور ہائی کورٹ کے وکلاء کے ایک اجلاس میں کہا گیا کہ جن ججوں کی تقرری کی توثیق نہیں کی گئی ہے ایسے افراد کو کمرہ عدالت سے باہر پھینک دیں گے۔ سندھ اور پشاور ہائی کورٹس بار میں اس فیصلے کے حق میں قراردادیں منظور کی گئیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس تاریخی فیصلہ پر فل بینچ کے تمام جج مبارکباد کے مستحق ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ اس تاریخ ساز فیصلہ کو پوری قوم اور اپوزیشن کی تائید حاصل ہے۔

ایوان صدر کے ترجمان نے کہا کہ فیصلہ ملک و قوم کے مفاد میں ہے۔ آئین کی بالادستی برقرار رکھی جائے گی۔ وزیر اعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل

اجمل دہلوی نے الطاف حسین کو مذاکرات کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ مذاکرات کو مثبت بنانے کے لیے الطاف حسین نے جمعہ اور ہفتہ کا احتجاج ملتوی کر دیا لیکن ساتھ ہی کہا کہ حکومت کھلی آمریت اور دہشت گردی کر رہی ہے۔ اس نے مذاکرات کا یہ ڈھونگ محض دھوکہ دینے کے لیے رچایا ہے۔ اس کے باوجود حکومت کو جاری آپریشن کو کامیاب بنانے اور ایم کیو ایم کو حفاظتی تدابیر کے لیے وقت درکار تھا۔ ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم نے سرکاری خرچ پر فائیو سٹار ہوٹل میں قیام کر کے اور ایجنسیوں کو اپنی حفاظت پر مامور ہونے پر رضامندی کا اظہار کر کے کوئی اچھی مثال قائم نہیں کی۔

11 جولائی کو "ٹائم" نے لکھا کہ مذاکرات کی کامیابی کی کوئی توقع نہیں۔ وزیراعظم بے نظیر ایم کیو ایم سے کوئی معاہدہ کر کے اپنے سندھی ووٹروں کو ناراض نہیں کر سکتیں۔ بی بی سی نے بھی کہا کہ معاہدہ ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔

12 جولائی کو اجمل دہلوی کی قیادت میں مذاکراتی ٹیم نے سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی سے ملاقاتیں کر کے کراچی کے معاملات پر مداخلت کی اپیل کی اور کہا کہ ہم پر زیادتیاں کی جا رہی ہیں۔

اسلام آباد میں مذاکرات اور کراچی میں قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ 12 جولائی کو بھی دس افراد لقمہ اجل بن گئے۔

مذاکرات کا دوسرا دور

13 جولائی کو مذاکرات کا دوسرا دور پارلیمنٹ ہاؤس میں پانچ گھنٹے جاری رہا۔ اس دوران حکومتی ٹیم نے اپنے 21 مطالبات کی فہرست پیش کر دی جس میں الطاف گروپ کا تشدد کی پالیسی ترک کرنے ہڑتال کی کال نہ دینے، ہتھیار پولیس تھانوں میں جمع کرانے، مطلوبہ افراد کو پولیس کے حوالے کرنے، مخالفین کا قتل بند کرنے، حقیقی اور دوسری جماعتوں کو برداشت کرنے، سرکاری اہلکاروں کو قتل نہ کرنے، بھارت میں قائم تربیتی مراکز بند کرنے، جاوید لنگڑا اور اس کے ساتھیوں کو بھارت سے واپس بلانے، ملزمان کا عدالتوں کا سامنا کرنے، سندھ کی تقسیم کے مطالبہ سے دستبردار ہونے، مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کی مذمت کرنے، پریس کو دھمکانے کی پالیسی ترک کرنے، "قائد کا جو غدار ہے وہ موت کا حق دار ہے" کا نعرہ واپس لینے، خواتین کو بے وقار کر کے عوامی جذبات کو بھڑکانے، سیاسی کارکنوں اور سرکاری اداروں کے مقتول اہلکاروں کے خاندانوں کو معاوضہ ادا کرنے، ٹارچر سیل بند کرنے، بھتہ کی وصولیابی ختم کرنے اور سرکاری کراچی پیکیج کا خیر مقدم کرنے کے مطالبات شامل تھے۔ مطالبات کی یہ فہرست دراصل ایک چارج شیٹ تھی جو حکومت نے ایم کیو ایم کے حوالے کی۔ مذاکرات کے اس دور

ملاقات کر کے فیصلہ کے مضمرات کا جائزہ لیا۔

وفاقی کابینہ نے اپنے طویل اجلاس میں عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی کے بارے میں قانونی اصلاحات کے آرڈیننس کے مسودہ کی منظوری دے دی۔ ایڈیشنل ججوں کو متعلق ہائی کورٹس کے کنٹرول میں دے دیا جائے گا۔ انتظامی مجسٹریٹ صوبائی حکومتوں کے تحت کام کریں گے۔ وفاقی حکومت نے کہا کہ وہ فیصلہ کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد جواب دے گی۔ وزارت قانون نے کہا کہ سپریم کورٹ نے ججوں کو فرائض کی انجام دہی سے نہیں روکا ہے۔ یہ تاثر غلط ہے کہ چند جج اپنے فرائض کی انجام دہی سے قاصر رہیں گے۔ آئینی ماہرین نے سپریم کورٹ سے استدعا کی کہ وہ ابہام کے خاتمے کے لیے صورت حال کی وضاحت کرے۔ سپریم کورٹ کے ایڈہاک جج اپنے چیمبرز میں رہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے متاثرہ ججوں کی عدالتوں میں تالے لگ گئے۔ وکلاء نے ایسے ججوں کی عدالتوں کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

حکومت کی برہمی

22 مارچ کو وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ غصہ پر مبنی ہے۔ ججوں کی تقرری کا اختیار صدر کو حاصل ہے، نہ کہ عدلیہ کو۔ یہ فیصلہ حکومت کے نہیں بلکہ خود عدلیہ کے خلاف ہے۔ عدلیہ کو روشن خیال ججوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں مکمل فیصلے کا انتظار ہے۔ اپوزیشن لیڈر مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ اسی لیے وہ محاذ آرائی کی سیاست پر یقین رکھتے ہیں۔ نصیر بابر نے بے نظیر سے کہیں آگے بڑھ کر کہا کہ جج صاحبان آئین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ وہی جج ہیں جنہوں نے ہر مارشل لاء اور ہر ڈکٹیٹر کا ساتھ دیا اور اُسے جائز قرار دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ عدلیہ کے بارے میں تضحیک آمیز رویہ وزیراعظم کے شایان شان نہیں۔ اُن کے بیانات سے بغاوت کی بُو آ رہی ہے۔

24 مارچ کو پیپلز پارٹی اور اُس کی حلیف جماعتوں کی مشترکہ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں اس فیصلے کو حکومت کے خلاف قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ اس میں پارلیمنٹ کے اختیارات عدلیہ کو منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ارکان نے تجویز دی کہ ججوں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ بنایا جائے۔ حکومت نے اپنے کارکنوں کو اس فیصلے کے خلاف ملک گیر مہم چلانے کا سگنل دے دیا۔

25 مارچ کو جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ حتمی ہے۔ اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے تمام اقدامات کریں گے۔ سپریم کورٹ کو آئین کی تشریح کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اگر یہ حق واپس لینا ہے تو پھر عدالت کا وجود ختم کرنا ہوگا۔ وزیراعظم کا اپنا نقطہ نظر ہے۔ حکومت اگر فیصلے پر عمل نہیں کر سکتی تو نظر ثانی کی اپیل دائر کر دے۔ 26 مارچ کو

میں ایم کیو ایم کے اٹھارہ نکاتی مطالبات میں سے صرف چھ پر سرسری تبادلہ خیال ہوا- بارہ نکات پر بات چیت کو یہ کہہ کر موخر کر دیا گیا کہ ان میں سے جن کا تعلق صوبائی معاملات سے ہے ان پر حکومت سندھ سے مشورہ کیا جائے گا اور وفاقی معاملات پر وزیراعظم سے مشورہ کرنے کے بعد کچھ کہا جا سکتا ہے- طے پایا کہ مذاکرات کا اگلا دور گورنر ہاؤس کراچی میں ہو گا- قادر مگسی نے کہا کہ ایم کیو ایم مہاجر صوبے کی بات زبان پر بھی نہ لائے- سندھی اپنی دھرتی کے تحفظ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے-

اجمل دہلوی نے مذاکرات پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ کراچی میں مذاکرات ہماری خواہش پر منتقل کیے گئے ہیں- ہمارے جذبہ خیرسگالی کو کمزوری نہ سمجھا جائے- ہم ایک منٹ کے نوٹس پر پھر احتجاج کی کال دے سکتے ہیں- قاضی حسین احمد نے کہا کہ اٹھارہ اور بارہ نکات کراچی کے مسئلہ کا حل نہیں-

13 جولائی کو ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم "میٹ دی پریس" پروگرام میں شرکت کے لیے راولپنڈی پریس کلب اس شان سے پہنچی کہ سائرن بجاتی ہوئی پروٹوکول کی گاڑیاں اور موٹر سائیکل سوار سارجنٹ ان کے ہمراہ تھے- صحافیوں نے اس پر اپنی حیرت کا اظہار کیا-

13 جولائی کو بھی کراچی میں فائرنگ سے سات افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے-

ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم پورے پروٹوکول کے ساتھ اسلام آباد سے کراچی روانہ ہو گئی- اس موقع پر شعیب بخاری نے کہا کہ ایجنسیوں نے مہاجروں سے کراچی میں اربوں روپے رشوت میں لیے ہیں- حکومت تحقیقات کے لیے ایک عدالتی کمیشن قائم کر دے ہم اس کے سامنے ٹھوس ثبوت فراہم کر دیں گے-

13 جولائی کو نصیر بابر بھی کراچی پہنچ گئے- انہوں نے کہا کہ کچھ دہشت گردوں نے کراچی میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کر رکھا ہے- اس پر جلد قابو پا لیا جائے گا- اورنگی اور کورنگی میں ابھی دہشت گرد نہیں پکڑے جا سکے ہیں- تاخیر سے اطلاع ملنے کی وجہ سے عمران فاروق بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا- جاوید لنگڑا کی گرفتاری کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں-

وزیراعظم کی کراچی آمد

8 ہفتوں کے بعد بے نظیر بھٹو بھی 13 جولائی کو کراچی آ گئیں- انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم ایجی ٹیشن کی سیاست ترک کر دے- ہم اس کے جائز مطالبات پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں- ملزموں کو عدالت میں پیش ہونا ہو گا- دہشت گردوں کو عوام کی جانوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی- ہم کراچی کو ہتھیاروں سے پاک کر کے قاتلوں سے نجات دلائیں گے-

جسٹس سجاد علی شاہ نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے طویل ملاقات کر کے فیصلے کے بارے میں صدر کو بریف کیا۔ بعد میں وزیر اعظم بے نظیر نے بھی صدر سے طویل ملاقات کی۔

لاہور ہائی کورٹ کے احاطہ کے اندر مسلم لیگی وکلاء اور کارکنوں نے عدلیہ کی آزادی اور فیصلہ پر عملدر آمد کرنے کے لیے مظاہرہ کیا۔ پولیس مظاہرین پر ٹوٹ پڑی۔ درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس کے اس تشدد کے خلاف ملک بھر میں وکلاء نے ہڑتال کی۔ احتجاجی جلوس نکالے اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ لاکھوں مقدمات کی سماعت نہیں ہو سکی۔

صدر کے نام خط

26 مارچ کو اپوزیشن کے ایک وفد نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے انہیں نواز شریف کا ایک خط پہنچایا۔ خط میں نواز شریف نے لکھا تھا کہ حکومت عدالتی فیصلے کی پابند ہے لیکن وہ اس پر عمل کرنے سے گریز کر رہی ہے۔ اس سے آئینی اور قانونی بحران پیدا ہو گیا ہے۔ عدلیہ نہ بچی تو پارلیمنٹ بھی نہیں بچ سکے گی۔ صدر اس ضمن میں اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کریں۔ وفد کے ایک رکن راجہ ظفر الحق نے بعد میں بتایا کہ صدر نے یقین دلایا ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدر آمد کرانے کے لیے وہ اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

نااہل قرار دینے کا ریفرنس

27 مارچ کو رکن قومی اسمبلی بیگم تہمینہ دولتانہ نے وزیر اعظم بے نظیر، وزیر خارجہ نصیر بابر اور وزیر اطلاعات خالد احمد خاں کھرل کے خلاف نااہلی کے ریفرنس داخل کر دیئے جن میں اسپیکر سے استدعا کی گئی کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف بیان بازی کرنے اور اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی شہرت کو داغدار کرنے کے باعث ان تینوں کو آئین کے آرٹیکل 63 کے تحت نااہل قرار دیا جائے۔

بے نظیر کا موقف

28 مئی کو وزیر اعظم بے نظیر نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عدلیہ کو "منی آئین" بنانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ دنیا بھر میں ججوں کی تقرری کا اختیار انتظامیہ کے پاس ہوتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 177 اور 193 کے تحت ججوں کی تقرری کا اختیار صدر کو حاصل ہے اس لیے سپریم کورٹ کا فیصلہ آئین سے متصادم ہے۔ یہ فیصلہ انتظامیہ کے نہیں بلکہ خود عدلیہ کے خلاف ہے۔ اس سے پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ اس سے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد

پولیس مقابلے میں ہلاکت

13 جولائی کو پولیس مقابلہ میں ایم کیو ایم کے پانچ کارکنان ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ دو مکانوں کا محاصرہ کرنے پر دہشت گردوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ جوابی فائرنگ سے پانچ دہشت گرد ہلاک کر دیئے گئے۔ رابطہ کمیٹی نے کہا کہ پولیس نے ہمارے کارکنوں کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد اجتماعی طور پر قتل کر کے حیوانیت اور درندگی کا ثبوت دیا ہے۔ عدالتی جھمیلوں سے بچنے کے لیے حکومت کو بظاہر یہ آسان نسخہ ہاتھ آگیا کہ مشتبہ افراد کو گرفتار کر کے پولیس مقابلوں میں ٹھکانے لگا دیا جائے لیکن یہ غیر قانونی اور غیر آئینی طریقہ سنگین نتائج کا حامل بھی ہے۔ پولیس کو یہ اختیار دینے کے بعد کوئی شہری بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

13 جولائی کو جنرل حمید گل ایک پانچ نکاتی فارمولا لے کر لندن روانہ ہوگئے جہاں وہ الطاف حسین سے ملاقات کر کے اس پر بات چیت کریں گے۔

احتجاج کی کال واپس لینے کے باوجود جمعہ 14 جولائی کو بھی کراچی میں ایک ہیڈ کانسٹیبل سمیت چار افراد جاں بحق ہوگئے۔ کورنگی میں فائرنگ کی شدت کی وجہ سے ایمبولینس گاڑیاں زخمیوں کو بھی نہیں اٹھا سکیں، لوگ وہاں سے نقل مکانی کرنے لگے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ دہشت گرد گروپ نے خود کو فوج کی طرح منظم کیا ہے۔ اس کے پاس جدید ترین مواصلاتی نظام موجود ہے۔ اس نے میزائل اور طیارہ شکن توپیں خریدنے کے لیے رابطے کیے ہیں۔ ہم مذاکرات کے لیے دروازے کھلے رکھیں گے۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مذاکرات میں سنجیدہ نہیں۔ کشمیر پر ہماری پالیسی وہی ہے جو قوم کی ہے۔ بھارت سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں اور نہ ہی وہاں ہمارا کوئی تربیتی کیمپ ہے۔ پیپلز پارٹی سے نجات کے لیے اگر مارشل لا لگتا ہے اور ہمارے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کر کے ہمارے حقوق دیئے جاتے ہیں تو ہم مارشل لا کا خیر مقدم کریں گے۔

15 جولائی کو بھارتی رسالے "انڈیا ٹوڈے" کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ مہاجروں کے ساتھ جنگی قیدیوں جیسا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ بے نظیر لسانی فسادات کرانا چاہتی ہیں، وہ ہٹلر سے مختلف نہیں۔

برطانوی حکومت کا فیصلہ

برطانوی حکومت نے الطاف حسین کی جانب سے کوئی باضابطہ درخواست نہ دیئے جانے کے باوجود اُنہیں برطانیہ میں غیر معینہ مدت تک قیام کی اجازت دے دی۔ نصیر بابر نے اس کے باوجود کہا کہ ہم الطاف حسین کو گرفتار کرانے کی اپنی کوشش جاری رکھیں گے۔ الطاف حسین

علی شاہ سمیت 13 ججوں کی تقرری غیر آئینی ہو چکی ہے۔ حکومت آئین کا دفاع کرے گی، ہم سپریم کورٹ سے اس فیصلے پر نظر ثانی کے لیے کہیں گے۔ اپوزیشن اس کی آڑ میں سیاسی فائدے اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔ اقتدار میں آنے کے چور دروازے بند ہو چکے ہیں۔ نواز شریف کوئی تحریک نہیں چلا سکتے۔ بہتر ہے کہ وہ مذکرات کی میز پر آجائیں۔ نصیر بابر نے بھی کہا کہ نواز شریف حکومت کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلا سکتے، اب انہیں حکومت نہیں بلکہ جیل دیکھنا ہے۔

نواز شریف نے قومی اسمبلی میں اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ بے نظیر نے عدلیہ کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔ بے نظیر عدلیہ کے بجائے آئین کی تشریح خود ہی کر رہی ہیں۔ ہم عدلیہ کو بلڈوز کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ وہ فیصلے کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں، ہم اس پر عمل کرا کے دکھائیں گے۔

سپریم کورٹ کا فیکس

29 مارچ کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے وفاقی حکومت کو ایک فیکس ارسال کیا جس میں کہا گیا کہ سندھ ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس عبدالحفیظ میمن اور لاہور ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس ارشاد حسین خاں سپریم کورٹ کے مستقل جج ہیں۔ انہیں سپریم کورٹ واپس بھیجنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے اُن کی جگہ مستقل چیف جسٹس مقرر کیے جائیں۔ چیف جسٹس عبدالحفظ میمن نے کہا کہ نوٹیفیکیشن کے بغیر عہدہ نہیں چھوڑوں گا۔ چیف جسٹس ہوں، کلرک نہیں۔

30 مارچ کو کراچی میں دو مسلح افراد نے گیارہ بجے دن کلفٹن میں چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی گاڑی چھین لی۔ ملزمان نے ڈرائیور زدو کوب کیا اور چیف جسٹس اور اُن کے خاندان کے خلاف مغلظات بکیں۔ پولیس نے گاڑی چھیننے کی ایف۔ آئی۔ آر میں ڈرائیور کو زد و کوب کرنے اور مغلظات بکنے کا اندراج کرنے سے انکار کر دیا۔ وزیراعظم نے اس واقعہ پر سندھ حکومت سے رپورٹ طلب کر لی اور گاڑی بازیاب کرانے کی ہدایت کی۔

ججوں کی لاہور آمد

30 مارچ کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ دوسرے دس ججوں کے ہمراہ عدالتیں منعقد کرنے کے لیے لاہور آئے تو نہ ہی انہیں سرکاری پروٹوکول دیا گیا اور نہ ہی ٹرانسپورٹ فراہم کی گئی۔ سپریم کورٹ کے حکام نے ہنگامی طور پر لاہور سے گاڑیاں منگوائیں۔ بعد میں حکومت پنجاب نے

نے کہا کہ حکمرانوں کو مہاجروں کی خون میں ڈوبی ہوئی لاشوں کو دیکھ کر سکون ملتا ہے۔

گلبہار کا محاصرہ

21 جولائی کو پولیس اور رینجرز نے بکتربند گاڑیوں کے ساتھ صبح چار بجے گلبہار کا محاصرہ کر کے 28 منٹ میں علاقے پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ ایک بم بنانے والی فیکٹری اور دو مسروقہ کاریں برآمد ہوئیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم سے متعلق 13 افراد کو گرفتار کر لیا گیا جنہوں نے خندقیں کھود کر راستے مسدود کر دیئے تھے۔

لیکن اسی روز دوسرے علاقوں میں فائرنگ سے 9 افراد ہلاک ہو گئے۔ سرجانی ٹاؤن سے ایک کانسٹیبل کی نعش ملی۔ حقیقی کے ایک کارکن کو گولی ماردی گئی۔ ناظم آباد میں کار کی ڈکی سے دو نعشیں ملیں۔ 22 جولائی کو بھی مزید 22 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

عقوبت خانوں کا دورہ

22 جولائی کو ڈپٹی کمشنر خسرو پرویز نے صحافیوں اور دیگر افراد کو کھجی گراؤنڈ کے عقوبت خانہ کا دورہ کرایا۔ انہوں نے وہ جگہ دکھائی جہاں لوگوں کو لٹکا کر گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ مخالفین کے سر قلم کر کے ان کی نعشیں بوریوں میں بند کی جاتی تھیں۔ صحافیوں کو بتایا گیا کہ اس عقوبت خانہ میں 45 افراد کو قتل کیا گیا لیکن وہاں ایسے کوئی نشانات نہیں پائے گئے جن سے اس کی تصدیق ہوتی ہو۔ ڈی۔ سی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ بارش کی وجہ سے خون کے نشانات مٹ گئے ہیں۔ کوئی دہشت گرد گرفتار نہیں کیا جا سکا کیونکہ وہ چھاپے سے قبل ہی فرار ہو چکے تھے۔

اس کے بعد اورنگی نالے کے کنارے پر قالین کے ایک پرانے کارخانے میں قائم ایک دوسرے عقوبت خانہ میں صحافیوں کی جماعت کو لے جایا گیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ یہاں مخالفین کو الٹا لٹکا کر ان پر تشدد کیا جاتا تھا۔ یہاں سے رسیوں کے پھندے اور خون آلود بوریاں ملیں۔ اس کی دیوار پر لکھا تھا "آ جا میرے بالما، تیرا انتظار ہے۔"

23 جولائی کو وفاقی وزیر نصیر بابر نے 19 ممالک کے قونصل جنرلوں کو اپنے ہمراہ لے کر کھجی گراؤنڈ اور اورنگی کے عقوبت خانوں کا دورہ کرایا اور انہیں وہ پول بھی دکھائے جن پر لٹکا کر لوگوں کو پھانسی دی جاتی تھی۔ آس پاس کے لوگ اس موقع پر جمع ہو گئے اور انہوں نے بھی اپنی مشکلات اور مصائب سے انہیں آگاہ کیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔ جناح پور کی تحریک ختم ہو جائے گی۔ عوام علیحدگی پسندوں کو مسترد کر چکے

سرکاری کاریں فراہم کرنے کی پیش کی جسے اُس کی سردمہری اور عدم تعاون کی بنا پر قبول نہیں کیا گیا۔

وزیراعظم بے نظیر نے لاہور میں کہا کہ صدر لغاری میرے گروپ کے بندے ہیں، سپریم کورٹ کے فیصلے سے پیدا ہونے والا بحران اب ختم ہوگیا ہے۔ صدر کے لیے لفظ "بندے" کے استعمال کی بے نظیر کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑ سکتی ہے۔

31 مارچ کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کور کمانڈروں کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا۔ میڈیا نے اس کی خاصی تشہیر کی جس کا مقصد یہ باور کرانا تھا کہ حکومت کو فوج کا اعتماد حاصل ہے۔

31 مارچ کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ آئین کی تشریح صرف عدالت کرتی ہے، سپریم کورٹ کا فیصلہ عدالتی بغاوت نہیں۔ جج عدالت سے باہر نہیں بولتے۔ اُن کا فیصلہ بولتا ہے۔ ہر ایک کو فیصلہ پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ انھوں نے بے نظیر کے ریمارکس پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

31 مارچ کو صدر لغاری نے بھی کہا کہ ملک کا ہر ادارہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرنے کا پابند ہے۔ حکومت ہر صورت میں اس پر عمل کرے گی۔ البتہ سپریم کورٹ میں آئین کے آرٹیکل 186 کے تحت نظرثانی کی درخواست دائر کی جا سکتی ہے۔ بے نظیر بھٹو ملک کی وزیراعظم ہیں، میں صدر ہوں۔ ہمارے درمیان بڑے خوشگوار تعلقات قائم ہیں۔ ایک صحافی کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ وزیراعظم نے کہا ہے کہ صدر میرے گروپ کے بندے ہیں، صدر نے کہا کہ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں۔

مملکت کا چوتھا ستون

27 مارچ کو لاہور ہائی کورٹ نے پاکستانی روزناموں کی اپیل منظور کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ اخبارات اور پریس کو آئینی تحفظ حاصل ہے۔ غلط کاموں کی نشاندہی کرنا اُن کا فرض ہے، خواہ ہتک آمیز ہی کیوں نہ ہو۔ ریاست کے اس چوتھے ستون نے بے جگری کے ساتھ معاشرتی برائیوں کو بے نقاب کر کے معاشرہ میں اپنا مقام بنایا ہے۔ لوگوں اور بالخصوص سیاسی رہنماؤں کے ذاتی کردار کے بارے میں چھپے ہوئے پہلوؤں کو اُجاگر کرنا عوام کی خدمت ہے بشرطیکہ یہ فریضہ پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کیا جائے۔

20 مارچ کے سپریم کورٹ کے فیصلے نے ثابت کر دیا کہ ایک آزاد اور خودمختار عدلیہ ہی ریاست کے مختلف ستونوں اور عوام کے حقوق کا تحفظ کر سکتی ہے۔ انتظامیہ کی ماتحت عدلیہ سے اس نوعیت کے جرأت مندانہ فیصلوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اگست کے اوائل تک آپریشن مکمل ہو جائے گا۔

23 جولائی کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی توسیع اور مومن آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ 900 سے زائد افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 51 ہتھیار اور 22 مسروقہ گاڑیاں اپنے قبضہ میں لے لیں۔ سرکاری عملہ نے خندقیں بھر کر علاقے میں چوکیاں قائم کر لیں۔ اسی طرح سب سے زیادہ متاثرہ علاقوں میں حکومت نے بتدریج اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ ضرورت پڑنے پر فوج بھی طلب کی جا سکتی ہے۔

حیدر آباد میں بھی لطیف آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے 30 سے زائد کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ محاصروں کے نام پر مہاجرین کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مجھ پر دباؤ ہے کہ جمعہ اور ہفتہ کی ہڑتال کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دوں۔

24 جولائی کو پولیس نے کورنگی کو گھیرے میں لے لیا تو مسلح افراد سے پولیس مقابلہ ہو گیا۔ دہشت گردوں نے ایک وین کے اوپر ایل۔ ایم۔ جی نصب کر رکھی تھی۔ ان کارروائیوں میں سرکاری اہلکاروں نے ہیلی کاپٹر بھی استعمال کیے۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایک دہشت گرد ہلاک ہو گیا۔ اُس کے ساتھی اُس کی لاش، راکٹ لانچر، دستی بم، ایل ایم۔ جی سمیت بھاری اسلحہ چھوڑ کر فرار ہو گئے جن میں بھاگے تین سپاہی بھی شامل تھے۔

24 جولائی کو نصیر بابر نے کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں ایک ہزار دہشت گرد موجود ہیں۔ اب تک مقابلوں میں 50 دہشت گرد مارے جا چکے ہیں، 70 کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم نے اسلحہ کی فراہمی کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ درہ خیل کے اسلحہ کے گیارہ تاجروں نے خود کو حکام کے حوالے کر دیا ہے۔ جاوید لنگڑا کو واپس لانے کے لیے ہم بھارتی حکومت سے رابطہ کریں گے۔ اگر کراچی کے عوام کو فورسز سے شکایت ہے تو پھر وہ دہشت گردوں سے خود ہی نمٹ لیں۔

24 جولائی کو بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے کراچی کے حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ انھوں نے صدر کو بتایا کہ کراچی کو جلد ہی دہشت گردوں سے پاک کر دیا جائے گا۔

بے نظیر کے ایلچی کی حیثیت سے مخدوم امین فہیم نے لندن میں الطاف حسین سے ملاقات کر کے بے نظیر کا خصوصی پیغام پہنچایا اور کہا کہ مذاکرات کی کامیابی اور امن کی بحالی میں وہ اپنا کردار ادا کریں۔

24 جولائی کو بھی کراچی میں فائرنگ سے 18 افراد ہلاک ہو گئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ برطانوی حکومت نے الطاف حسین کو پاکستان کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے لندن کو بطور ایک اڈہ استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ برطانیہ الطاف حسین کو ہمارے حوالے کرے۔ برطانوی حکام نے پھر کہا کہ الطاف حسین کے

وزیراعظم بے نظیر نے عدلیہ سے محاذ آرائی مول لے کر اپنی سیاسی زندگی کی سب سے بڑی اور سنگین غلطی کا ارتکاب کیا۔ صدر کو اپنے گروپ کا بندہ قرار دینا بھی اُن کی بھول تھی۔ صدر لغاری نے اس بارے میں کسی رازداری سے کام نہیں لیا کہ وہ خود مختار عدلیہ کے حق میں ہیں اور حکومت کی کارکردگی سے غیر مطمئن ہیں، لیکن اقتدار کا خمار حقائق کا ادراک کرنے کی راہ میں حائل ہے۔

صوبہ پنجاب

4 مارچ کو لاہور میں مسلم لیگ (جونیجو) کے رکن اور یوتھ ونگ کے صدر ارشد امین چوہدری اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن (جونیجو) کے جنرل سیکرٹری عارف چوہدری کی گاڑی پر مسلح افراد نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ دونوں موقع پر ہلاک ہو گئے۔ سرکاری گن مین اور ایک راہ گیر زخمی ہو گیا۔

5 مارچ کو لاہور ہائی کورٹ نے شہباز شریف کے عزیز و اقارب کو ہر دوسرے روز جیل میں اُن سے ملاقات کرنے کی اجازت دے دی۔ عدالت نے شہباز شریف کو فزیو تھراپی اور دیگر سہولتیں فراہم کرنے کا بھی حکم دیا۔ اسی روز اپوزیشن نے شہباز شریف کی گرفتاری کے خلاف پنجاب اسمبلی سے احتجاجی واک آوٹ کیا۔

صوبہ سندھ

یکم مارچ کو نواز شریف نے لندن میں الطاف حسین سے دو گھنٹے طویل ملاقات کی۔ الطاف حسین نے اُنھیں کراچی میں کارکنوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں پاکستانی قوم کا قتل عام ہو رہا ہے۔ ملک کا وجود خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ پاکستان واپس آکر نواز شریف نے مسلم لیگ کی اعلیٰ قیادت کو الطاف حسین سے ملاقات کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا اور کہا کہ ہم کراچی کے عوام کو حکومت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے۔

یکم مارچ کو واشنگٹن میں امریکی وزارت خارجہ کے ایک اہلکار نے کہا کہ ہمیں کراچی میں ہونے والے تشدد پر تشویش ہے۔ امریکہ، ایم۔ کیو۔ ایم کو ایک جائز سیاسی پارٹی تصور کرتا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے بھی کہا کہ کراچی میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر امریکہ کو تشویش ہے۔ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم سیاسی راستہ اختیار کریں اور کراچی کے حالات کو معمول پر لانے کے لیے سیاسی حل نکالا جائے۔

دہشت گردی میں ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں، وہ لندن میں رہ سکتے ہیں۔

محاصرے اور چھاپے

25 جولائی کو لیاقت آباد کا چودہ گھنٹے تک محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی، کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ سو سے زائد افراد گرفتار کر لیے گئے۔ کورنگی، بلدیہ ملیر، گلزاری ہجری اور بلدیہ ٹاؤن میں چھاپے مار کر بڑی تعداد میں اسلحہ برآمد کر لیا گیا۔ ایک خالی مکان سے کلاشنکوف، سب مشین گن، ریوالور، ٹی۔ ٹی پستول، وڈیو کیسٹ، موبائل فون اور اہم دستاویزات پکڑی گئیں۔ سپرہائی وے پر ایک بس پر چھاپہ مار کر ہتھیاروں کی اسمگلنگ میں ملوث تین ملزمان گرفتار کر لیے گئے۔ اُن کے قبضے سے بھاری تعداد میں اسلحہ اور کارتوس برآمد ہوئے۔ ملزمان نے اعتراف کر لیا کہ وہ جنوبی وزیرستان سے اسلحہ لا کر کراچی میں فروخت کیا کرتے ہیں۔ پیاز کی بوریوں میں بھر کر بلوچستان سے کراچی اسلحہ لانے والے ایک دہشت گرد کو گرفتار کر لیا گیا۔ اعجاز نامی شخص سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے سات حامیوں کو ڈیرہ غازی خاں میں پکڑا گیا جو کراچی میں قتل، ڈاکہ زنی اور تشدد کی وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 28 جنوری کو پولیس نے چھاپے مار کر دو پولیس اہلکار سمیت چار ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ وہ تھانے پر راکٹ سے حملہ کرنے اور تین سپاہیوں کے قتل میں ملوث ہیں۔ 29 جولائی کو سی۔ آئی۔ اے نے پانچ دہشت گرد گرفتار کر لیے۔ اُن سے بڑی تعداد میں اسلحہ اور مصنوعی داڑھیاں برآمد ہوئیں۔ ایک ملزم نے گیارہ افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کیا۔ 31 جولائی کو ناظم آباد اور نئی کراچی کا محاصرہ کر کے دس مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے چار کلاشنکوف، ریپٹر، دو ٹی۔ ٹی، دو پیٹی گولیاں، سو کارتوس اور مسروقہ گاڑیاں برآمد ہوئیں۔ ملزمان چار افراد کے قتل اور اغوا برائے تاوان کی درجنوں وارداتوں میں ملوث ہیں۔ نصیر بابر نے کراچی میں کہا کہ ہم شہریوں کو تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔ طاقت کا کم از کم استعمال کر کے کراچی کے بڑے حصے سے دہشت گردی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

وزیر داخلہ کے اس دعوے کے باوجود جولائی کے آخری ہفتے میں 44 افراد کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ آفاق احمد کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی۔ گاڑی گولیوں سے چھلنی ہو گئی۔ آفاق احمد گاڑی میں نہیں تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ مہاجروں کو آپس میں لڑانے کی سازش ہے۔

الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ نصیر بابر کے حکم پر ہمارے چار سو سے زائد کارکنوں کو حراست میں لینے کے بعد تشدد کر کے ہلاک کیا جا چکا ہے، ہم اُن کے قتل کا مقدمہ درج کریں گے۔ ایم۔ کیو۔ ایم زیادہ دیر تک عوامی جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتی۔

29 جولائی کو کراچی میں شباب ملی کی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے

یکم مارچ کو ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک وفد نے کراچی میں یونیسف کے دفتر میں انسانی حقوق کمیشن کے نمائندوں سے ملاقات کر کے انھیں 256 ماورائے عدالت قتل کی وارداتوں اور اسیر رہنماؤں کی فہرستیں پیش کیں۔ یہ ملاقات ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ وفد کے ارکان نے خود بھی کراچی میں اسے افراد سے ملاقاتیں کر کے سندھ کے شہری علاقوں میں مہاجروں پر ہونے والے مظالم اور تشدد سے آگاہ کیا اور مظالم کے دستاویزی ثبوت بھی فراہم کئے۔

محاصرے

یکم سے 5 مارچ تک رینجرز اور پولیس نے عثمان آباد، کھارادر، گذری، صدر، ٹاؤن، کورنگی، گلبہار اور سرجانی ٹاؤن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی کے دوران 80 افراد کو گرفتار کر لیا اور بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد کیا۔ گرفتار شدگان میں متحدہ کے اہم کارکنان وحید چاچا اور خالد کاظمی بھی شامل تھے۔

وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کو غیر مسلح اور غیر موثر کر دیا گیا ہے۔ نوجوان ہتھیار پھینک دیں۔ اُن کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث پاکستانی باشندوں کو غیر ممالک سے واپس لایا جائے گا۔ برطانیہ الطاف حسین کو ملک بدر کرنے پر آمادہ ہوگیا ہے۔ سعودی عرب مصر اور لیبیا سے ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں کو نکالنے کے لیے رجوع کیا گیا ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی ختم کر دی گئی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے 50 کارکن رضاکارانہ طور پر حکومت کے سامنے پیش ہوگئے ہیں۔ رینجرز کے قیام میں تین ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے 600 گرفتار شدگان میں سے 400 کے چالان عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔

نعیم شری کی ہلاکت

10 مارچ کو پولیس ذرائع نے بتایا کہ رات گئے ضلع وسطی میں رینجرز اور دہشت گردوں کے درمان 20 منٹ تک فائرنگ کے زبردست تبادلہ میں نعیم شری اور اُس کا ایک ساتھی امجد خلیل ہلاک ہوگئے۔ جائے واردات پر سب مشین گن، ٹی۔ ٹی پستول اور 60 کارتوس برآمد ہوئے۔ رینجرز کا ایک کپتان، دو افسر اور ایک سپاہی شدید زخمی ہوگئے۔ نعیم شری کے متعلق بتایا گیا کہ وہ 150 افراد کے قتل میں ملوث تھا۔ صرف ضلع وسطی میں اُس کے ہاتھوں 97 افراد قتل ہوئے۔ اُس نے 35 سپاہی، دو فوجی کپتان اور رینجرز کے ایک کیپٹن کو قتل کیا۔ موسیٰ کالونی میں 8 افراد اور گلبرک میں 15 افراد کو بھی اُس نے قتل کیا۔ لوگ اُس کا نام سن کر کانپتے تھے۔

کہا کہ عوام گھروں سے نکل کر کراچی کو دہشت گردی اور تباہی سے بچانے کے لیے انقلابی جدوجہد کا آغاز کریں۔ اگر مختلف قومیتوں کی بات کرنے کے بجائے ایک قومیت کی بات کی جاتی تو آج حالات مختلف ہوتے۔ کراچی اور کشمیر کے مسئلہ کو ہم پلہ قرار دینے والے بھارت کے آلہ کار ہیں۔ کراچی کے لوگوں نے کڑوے پھل کا مزہ چکھ لیا۔ ظالمانہ نظام کی تبدیلی کے لیے انقلاب کی ضرورت ہے۔

30 جولائی کو لندن سے لاہور آمد پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے عوام صبر کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ سندھ کی تباہی کی ذمہ دار پیپلز پارٹی ہے۔ اس سے نجات دلانا ہماری ذمہ داری ہے۔

مذاکرات

30 جولائی کو اجمل دہلوی نے کہا کہ اگر حکومت نے ہم سے رابطہ کیا تو ہم مذاکرات کے لیے اسلام آباد جائیں گے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ یہ طے ہوگیا تھا کہ اگلے مذاکرات کب اور کہاں ہوں گے۔ اس لیے ہم رابطہ نہیں کریں گے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی ٹیم کو خود ہی آنا ہوگا اور انہیں دو قومی نظریہ اور بھارت کے ساتھ کنفیڈریشن پر اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنا ہوگی۔

31 جولائی کو حکومتی ٹیم گیارہ بجے سے ایم۔ کیو۔ ایم کی مذاکراتی ٹیم کا انتظار کرتی رہی لیکن وہ کراچی سے نہیں آئے۔ اجمل دہلوی نے کراچی میں کہا کہ سرکاری ٹیم نے وعدہ کیا تھا کہ میڈیا پر الطاف گروپ نہیں بلکہ ایم۔ کیو۔ ایم کہا جائے گا لیکن حکومت نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اگر حکومت الطاف گروپ کے بجائے ایم۔ کیو۔ ایم کہنا شروع کر دے تو مذاکرات میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ آفاق احمد نے کہا کہ طفلانہ مطالبہ کو جواز بنا کر مذاکرات میں تعطل عوام سے مذاق کرنا ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ یہ التوا عارضی ہے۔ الطاف گروپ سے دوبارہ رابطہ کروں گا۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت ڈیڈلاک ختم کرنا چاہتی ہے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ تعطل سے کشیدگی میں اضافہ ہوگا۔ مذاکرات دوبارہ شروع ہونے کی اُمیدیں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ نئی صورت حالت پر بے نظیر، نصیر بابر، این۔ ڈی۔ خاں اور عبداللہ شاہ نے باہمی تبادلہ خیال کیا۔

عمران خاں کی سیاست میں آمد

9 جولائی کو عمران خاں نے لاہور میں کہا کہ میری شادی کو یہودی سازش قرار دیا جا رہا ہے۔ اُن کی اہلیہ جمیما نے بھی کہا کہ میں نے کسی دباؤ میں آ کر اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ میں زندہ دلوں کے شہر لاہور کو بہت پسند کرتی ہوں۔ عمران خاں نے کہا ہے کہ سیاست میں کرپشن کا

حکومت نے اُس کے سر کی قیمت 50 لاکھ روپے مقرر کی تھی۔ گزشتہ عرصے میں اُس کی تلاش میں متعدد چھاپے مارے گئے کہ ہر مرتبہ کہا جاتا رہا کہ نعیم شری اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ اس مرتبہ اُس کی ہلاکت کے بعد ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا کہ کہانی ختم ہوگئی، مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں۔

الطاف حسین نے کہا کہ نعیم شری اور امجد خلیل کی ہلاکت قتل ہے۔ وہ نہتے اور بے گناہ تھے، وہ کسی پولیس مقابلہ میں نہیں مارے گئے بلکہ رینجرز کے اہلکاروں نے اُنہیں گرفتار کرکے بے دردی کے ساتھ قتل کیا۔ نعیم دہشت گرد نہیں، قوم کا مجاہد تھا۔ ہمیشہ ظلم کے آگے سینہ سپر رہا۔ وزیراعظم، وزیر داخلہ اور رینجرز کے ڈائریکٹر جنرل نعیم اور امجد کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔ نعیم کو ہلاک کرکے رینجرز کے اہلکاروں نے جشن کیوں منایا اور پاکستان زندہ باد کے نعرے کیوں لگائے؟ الطاف حسین نے نواز شریف سے فون پر رابطہ کرکے نعیم شری اور دوسرے کارکنوں کے قتل کے واقعات سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت جعلی پولیس مقابلوں میں شہریوں کو قتل کرا رہی ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہم فضاء کو مذاکرات کے لیے سازگار بنانا چاہتے ہیں لیکن حکومت ہمارے کارکنوں کو دہشت گرد قرار دے کر قتل کرا رہی ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ مذاکرات میں تعطل کی ذمہ دار خود ایم۔ کیو۔ ایم ہے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ یہ نعیم شری کو مجاہد کہنے والے پاکستان کے دشمن ہیں، وہ کراچی کے نہتے عوام کا قاتل تھا۔ وہ گرفتار نہیں تھا بلکہ پولیس مقابلہ میں مارا گیا۔ بچ جانے والے دہشت گردوں کا بھی صفایا کر دیں گے۔ 1988ء میں ایم۔ کیو۔ ایم سے اتحاد کرکے ہم نے غلطی کی تھی۔

12 مارچ کو نعیم شری کی ہلاکت پر اپوزیشن نے سینٹ سے واک آؤٹ کیا۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ نعیم کو گرفتار کرکے مارا گیا۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے اس سے پہلے کبھی نہیں کہا کہ نعیم گرفتار ہے۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے مطالبہ کیا کہ ماورائے عدالت ہلاکتوں کی تحقیقات کے لیے قومی اسمبلی کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ حکومت نے پولیس تحویل میں ہلاکتوں کے الزام کو غلط قرار دے دیا۔

12 مارچ کو نعیم شری اور امجد خلیل کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ عبدالستار ایدھی نے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ جنازے اُٹھنے پر کہرام مچ گیا۔ خواتین نے سینہ کوبی کی اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے گئے۔

12 مارچ کو سی۔ آئی۔ اے نے چھاپہ مار کر متحدہ کے سیکٹر انچارج اشرف علی سمیت سات افراد کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن میٹروپول اور گلبہار میں رینجرز کے ساتھ مقابلہ میں دو مبینہ دہشت گرد ہلاک ہوگئے۔ مختلف علاقوں میں چھاپے مار کر ایم۔ کیو۔ ایم کے 17 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ چھاپوں اور گرفتاریوں کے باوجود کراچی فائرنگ کی آوازوں سے گونجتا رہا۔ لیاقت آباد

دور دورہ ہے۔ میں سیاست میں آ کر اپنی عزت گنوانا نہیں چاہتا۔ لیکن عمران خاں کے حمید گل اور پاسبان سے رابطوں کی وجہ سے ملک میں یہ خبریں پھیلتی رہی ہیں کہ وہ جلد ہی سیاست میں آنے کا اعلان کرنے والے ہیں لیکن عمران خاں نے کہا کہ حمید گل اور پاسبان سے میرے تعلقات کی خبریں پچاس فیصد خود ساختہ ہیں۔ کیا میں اتنا پاگل ہوں کہ پاسبان جیسی کمزور جماعت کے ذریعے سیاست میں آؤں۔ اگر میں پانچ دس نشستیں جیت بھی لوں تو عوام کی کیا خدمت کر سکوں گا۔

10 جولائی کو نواز شریف نے پارلیمنٹ ہاؤس میں اپوزیشن کے ارکان سینٹ کے اعزاز میں ایک ظہرانے کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر نواز شریف نے قاضی حسین احمد کے ساتھ صلاح مشورہ کیا۔ 11 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ تمام مسائل کا حل نان بھٹو حکومت کے قیام میں ہے۔ ملک بچانے کے لیے بھٹو خاندان کو سیاست سے نکالنا ہو گا۔

لاہور ہائی کورٹ کے سامنے مظاہرہ

9 جولائی کو لاہور ہائی کورٹ میں نواز شریف کے خلاف بغاوت کیس کی سماعت کے دوران مسلم لیگی کارکنوں نے مال روڈ پر عدالت عالیہ کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا۔ پولیس پر پتھراؤ سے ایک ڈی۔ ایس۔ پی زخمی ہو گیا۔ مظاہرین نے پولیس بس نذر آتش کر دی۔ ایک سپاہی کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ پولیس نے جوابی کارروائی کی۔ 5 خواتین سمیت 15 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ حکومت نواز شریف، چوہدری شجاعت حسین، میاں اظہر اور اُن کے بارہ ساتھیوں کے خلاف مقدمہ بغاوت واپس لینے پر غور کر رہی ہے۔ امریکی سفیر اور غیر ملکی حکام نے اسے انتقامی کارروائی قرار دے کر اس پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسے اقدام کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔

15 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ وزیراعظم نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران ثقافتی طائفے پر 28 کروڑ روپے کا زرمبادلہ لٹا دیا۔ جس قوم کو بے نظیر جیسا عوام دوست اور "غریب پرور" وزیراعظم میسر ہو، اُسے کسی دوسرے دشمن کی ضرورت نہیں۔

19 جولائی کو لاہور میں صدر لغاری کی جواں سال بھتیجی کو سول سکرٹریٹ کے سامنے تین موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے زخمی کر دیا۔ آپریشن کر کے گولی نکال دی گئی۔

27 جولائی کو ایف۔ آئی۔ اے کی درخواست پر لاہور کے مجسٹریٹ نے میاں نواز شریف کے والد میاں محمد شریف، بھائی شہباز شریف اور بیٹے میاں حسن نواز کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ اُن پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے حدیبیہ پیپر ملز کے نام پر قرضہ حاصل کرنے کا الزام ہے۔

میں فائرنگ سے دو افراد جاں بحق ہوگئے۔

نواز شریف کا دورہ

16 مارچ کو نواز شریف نے کراچی ایئرپورٹ سے ایک بڑے جلوس کی شکل میں بدین پہنچے جہاں اُن کا پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا حکومت دہشت گردی میں ملوث ہے۔ اُس نے سندھ کے عوام سے خوشیاں چھین لی ہیں۔ ہم نفرتوں کے کانٹے چن کر محبت کے پھول کھلائیں گے۔ اقتدار میں آکر 60 دن کے اندر عوام کو انصاف فراہم کردیں گے۔ گولارچی میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے نواز شریف کے قافلے پر لاٹھیوں سے حملہ کردیا اور پتھراؤ کیا۔ کئی گاڑیوں کو نقصان پہنچا اور ایک خاتون سمیت کئی رہنماء زخمی ہوگئے۔ جیالوں نے نواز شریف کے خلاف نعرے لگائے۔ اجمل خٹک نے جو خود بھی قافلے میں شامل تھے کہا کہ پیپلز پارٹی غنڈہ گردی سے باز نہ آئی تو بلاول بھی محفوظ نہیں رہے گا۔

بے نظیر کا خطاب

17 مارچ کو کراچی میں پیپلز پارٹی کے نئے سیکریٹریٹ کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ الطاف گروپ ہتھیار ڈال دے اور دہشت گردوں کو حکومت کے حوالے کردے۔ ہم سیاسی مطالبات مان سکتے ہیں لیکن دہشت گردی سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ نصیر بابر نے اسلام آباد میں کہا کہ بھارت میں تربیت حاصل کرنے کے بعد "را" کے ایجنٹ پاکستان میں داخل ہو کر کراچی اور حیدر آباد میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔

مڈنائٹ آپریشن

18 مارچ کو مڈ نائٹ آپریشن میں نیو کراچی، شریف آباد، الکرم اسکوائر، فیڈرل بی ایریا اور کورنگی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ سینکڑوں افراد سے پوچھ گچھ کی گئی۔ درجنوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ نعیم شری کے تین ساتھی گرفتار کرلیے گئے۔ اُن میں سے ایک نعیم کا برادر نسبتی ہے جو آرمی افسران کے قتل میں ملوث بتایا گیا۔ عمران فاروق کی تلاش میں ملیر گوٹھ پر چھاپہ مارا گیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ حسین آباد کا محاصرہ کر کے تلاشی لی گی۔ عمران فاروق کو پناہ دینے کے الزام میں 20 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مار کر 150 افراد مع اسلحہ گرفتار کرلیے گئے۔ 19 مارچ کو سرجانی ٹاؤن کا محاصرہ کر کے چھاپوں کے دوران پولیس نے کلاشن کوفیں مشین گن میگزین اور کارتوس برآمد کرلیے۔ ملیر،

محاصرے اور چھاپے

اگست 1995ء میں بھی صوبہ سندھ کے حالات ملکی سیاست پر چھائے رہے۔ یکم اگست کو اورنگی اور پیپلز کالونی میں چھاپہ مار کر پولیس نے فائرنگ اور ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث پانچ دہشت گردوں اور 36 افراد کو حراست میں لے لیا۔ گرفتار شدگان سے اسلحہ برآمد ہوا۔ اُن سے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی جارہی ہے۔ اسی روز ایف۔ آئی۔ اے نے تفتیش کے لیے چار زیر حراست نوجوانوں کو کراچی سے اسلام آباد منتقل کر دیا۔ ایئرپورٹ آمد پر اُن کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

فاروق دادا کی ہلاکت

2 اگست کو صبح سویرے فاروق دادا اپنے تین ساتھیوں جاوید مائیکل، غفار اور حنیف سمیت پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق وہ ایک چھینی ہوئی کار میں سوار ہو کر ایک اہم شخصیت کو لے جانے والے ہوائی جہاز کو اُڑانے کے لیے ایئرپورٹ جا رہے تھے۔ اُن سے 12 کلاشن کوف، راکٹ لانچر اور بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ فاروق دادا پر فوج کے کپتان، دو تھانے داروں اور متعدد پولیس اہلکاروں سمیت 100 افراد کے قتل کا الزام تھا۔ اُس کے سر کی قیمت دس لاکھ روپے اور جاوید مائیکل کے سر کی قیمت پانچ لاکھ تھی۔ بے نظیر بھٹو نے فاروق دادا اور ساتھیوں کو ہلاک کرنے والی پولیس پارٹی کے لیے ایک ایک لاکھ روپے انعام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں جلد امن قائم ہو جائے گا۔

نصیر بابر نے کہا کہ فاروق دادا دہشت گردوں کا کمانڈر انچیف تھا۔ اُس کی نعش بے گور و کفن پڑی رہی۔ کوئی اُس کی باڈی کلیم نہیں کر رہا ہے۔ دہشت گرد اس سے عبرت حاصل کریں۔ ہمارا خیال تھا کہ ایم۔ کیو۔ ایم فاروق دادا کی ہلاکت پر کوئی کال دے گی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ عمران فاروق بال بال بچ گیا ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے تک آپریشن جاری رہے گا۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ اس سے قبل بھی پولیس اس نام کے دو افراد کو مار چکی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مرتبہ اصل فاروق دادا مارا گیا ہو۔ الطاف حسین نے کہا کہ فاروق دادا اور اُس کے تین ساتھیوں کو گرفتار کر کے تشدد کیا گیا اور پھر قتل کیا گیا۔ یہ کیسا پولیس مقابلہ تھا کہ کسی سرکاری اہلکار کے خراش تک نہیں آئی۔ وزیر داخلہ کے خلاف ان کے قتل کا مقدمہ درج کیا جائے۔ نصیر بابر نے کہا کہ یہ درست نہیں ہے کہ فاروق دادا کو پہلے پکڑا گیا اور پھر مارا گیا۔ فاروق دادا کو ایم۔ کیو۔ ایم کے پرچم کے ساتھ 11 اگست کو دفن کیا گیا۔ ایف۔ آئی۔ اے نے فاروق دادا کے

عزیز آباد، اورنگی اور لیاقت آباد میں چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

25 مارچ کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ لاہور میں ایسے آٹھ خطرناک دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے جو تین سو افراد کے قتل میں ملوث ہیں۔ اُن میں سے ایک نعیم بہاری نے 30 اور دوسرے محمد اصغر نے 27 قتل کیے۔ اُن کے منصوبے میں صدر، وزیراعظم اور دیگر اہم شخصیات کو قتل کرنا بھی شامل تھا۔ 26 مارچ کو کراچی میں مختلف آبادیوں کا محاصرہ کر کے چار گھنٹے تک گھروں کی تلاشی لی گئی۔ 20 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے راکٹ سمیت جدید اسلحہ برآمد ہوا۔ 27 مارچ کو اورنگی ٹاؤن میں چھاپے مار کر پولیس نے 18 افراد کو گرفتار کر لیا۔

الطاف حسین نے کہا کہ ہم پر دہشت گردی کا الزام درست نہیں۔ ہم سے غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ میں قوم سے معافی مانگنے کو تیار جنرل آصف نواز نے سامنے ہم ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ایم۔کیو۔ایم فوج کے مخالف نہیں، لیکن اُنھوں نے اپنا دل صاف نہیں کیا۔ حکومت ایکشن بند کر دے تو امن ہو جائے گا۔ ہم پاکستان کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں لیکن حکومت مہاجر دشمنی میں پاگل ہو گئی ہے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف حسین معافی مانگیں، قوم اُنھیں معاف کر دے گی۔ روپوش کارکن باہر آ جائیں، ہم اُنھیں انصاف اور روزگار دیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ الطاف حسین کی کہانی جلد ختم ہونے والی ہے، اُنھیں جیل کی ہوا کھانا پڑے گی۔

علیم الدین کا اقبالِ جرم

27 مارچ کو گرین ٹاؤن سے گرفتار ہونے والے علیم الدین نے صحافیوں کے سامنے اعتراف کیا کہ وہ چودہ قتل کر چکا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں ایک فیکٹری میں ملازم تھا۔ کلیم اللہ کی وساطت سے ایم۔کیو۔ایم میں آیا۔ میں نے دو لڑکوں کو اُن کے گھروں سے اغوا کیا۔ رہائی کے لیے اُن کے گھر والوں سے دس دس ہزار روپے طلب کیے۔ اُن کے انکار پر میں نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ دہشت گردی کے واقعات کی ہدایات لندن سے فون پر ڈاکٹر عمران فاروق کو ملتی تھیں۔ وہ عادل صدیقی کو اُس سے آگاہ کرتے اور عادل صدیقی یہ کام کرنے کی ہدایت کلیم اللہ کو دیتے۔ علیم الدین نے کہا کہ ہم نے پولیس انسپکٹر خادم حسین کو اغوا کر کے قتل کیا تھا۔ میں اچھی ملازمت کے لالچ میں یہ کام کیا کرتا تھا۔

پولیس مقابلوں میں ہلاکت

28 مارچ کو مبینہ پولس مقابلہ میں جاوید لنگڑا کا ایک ساتھی یامین ہلاک ہو گیا۔ وہ 38

والد، بہن اور تین بھائیوں کو اسلام آباد منتقل کر دیا گیا جہاں سے اُن سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

آئی۔ جی۔ پولیس سندھ نے بتایا کہ کراچی میں 6 ہزار دہشت گرد ہیں۔ بدامنی کی حالیہ لہر میں 55 سرکاری اہلکار ایم۔ کیو۔ ایم کے 108، حقیقی کے 96، پیپلز پارٹی کے 31، سپاہ صحابہ کے 52 اور سپاہ محمد کے 68 افراد سمیت 1312 افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

الطاف حسین نے صدر لغاری سے اپنے خط میں اپیل کی کہ وہ اُن کے کارکنوں پر تشدد بند کرائیں۔ حکومت ہمارے اسیروں پر تشدد کر کے ایک نئی ایم۔ کیو۔ ایم بنوا رہی ہے۔ اجمل دہلوی نے بھی صدر کے نام اپنے خط میں لکھا کہ ہمیں لاشوں کے تحفے دینے کا مقصد یہ ہے کہ مذاکرات کو ناکام بنا دیا جائے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ اب مذاکرات شروع کرنے سے قبل ایم۔ کیو۔ ایم ہماری طلب کی ہوئی وضاحتوں کے تحریری جواب دے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ حکومت اپنے سخت رویہ میں کسی تبدیلی پر آمادہ نہیں۔

سخت ترین حفاظتی انتظامات کے باوجود یکم اور دو اگست کو 8 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

3 اگست کو پولیس نے نیشنل ہائی وے پر ایک ٹرک سے ایک کروڑ روپے سے زائد مالیت کا اسلحہ برآمد کر لیا جو کراچی لایا جا رہا ہے۔ الفلاح، شمسی سوسائٹی، گولڈن ٹاؤن، پنجاب کالونی، گلبہار، اورنگ آباد، پاپوش نگر، بلدیہ اور سعید آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ دو سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اسلحہ دستیاب نہیں ہوا۔ ایئر فورس کے دو اہلکاروں کے اغوا کی اطلاع پر الکرم اسکوائر کا محاصرہ کر کے ایم۔ کیو۔ ایم کے دفتر کی تلاشی لی گئی۔ 5 اگست کو اورنگی کا تیسری مرتبہ محاصرہ کر کے دو ہزار افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ بیشتر کو پوچھ گچھ کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ 7 اگست کو نظام آباد کے ایک مکان پر چھاپہ مار کر پولیس نے فہیم کمانڈو اور اُس کے تین ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ فہیم نے انسپکٹر بہادر علی، ڈی۔ ایس۔ پی امداد علی اور کئی سرکاری اہلکاروں کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔ ملزمان نے بتایا کہ وہ ڈی۔ ایس۔ پی چوہدری مجید کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے اور یہ کہ اُنہیں ندیم نصرت کے ذریعے لندن سے ہدایات ملتی ہیں۔ دوسرے مقامات پر چھاپوں کے دوران 17 خطرناک ملزمان بھی گرفتار کر لیے گئے۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مار کر 12 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ مطلوبہ افراد کے نہ ملنے پر رشتہ دار گرفتار کر لیے گئے۔

7 اگست کو صبح کے وقت میٹھادر سے کلاشنکوف سمیت گرفتار ہونے والا ملزم محمد الطاف انتقال کر گیا۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ اُس کی موت دل کے دورہ کی وجہ سے ہوئی۔

محاصروں، چھاپوں اور گرفتاریوں کے باوجود 3 سے 17 اگست تک 60 افراد کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ 3 اگست کو ایک گھر میں گھس کر چار افراد کو قتل کر دیا گیا۔ ایک کوچ سے بارہ افراد کی نعشیں ملیں جن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور ہر فرد کے سر اور ماتھے پر گولیاں مار

مقدمات میں پولیس کو مطلوب تھا اور اُس کی گرفتاری پر دس لاکھ روپے کا انعام تھا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے کہا کہ یامین کو گرفتار کر کے ہلاک کیا گیا ہے۔ پولیس نے اس کی تردید کی۔ اورنگی میں بھی کالی پہاڑی کے قریب فائرنگ کے تبادلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک کارکن شفیق ہلاک ہوگیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ شفیق کئی مقدمات میں ملوث تھا۔ اُس نے پولیس موبائل پر فائرنگ کی اور جوابی فائرنگ میں خود ہلاک ہوگیا۔ جبکہ اُس کے دو ساتھی فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ 29 مارچ کو پولیس نے غریب آباد میں چھاپہ مار کر تین ملزمان کو گرفتار کرلیا گیا۔ گرفتار شدگان نے فائرنگ کرنے والے دکانداروں سے جبری بھتہ وصول کرنے اور لوگوں پر تشدد کرنے کا اعتراف کر لیا۔ جوہر آباد میں بھی پولیس نے ڈکیتی کی نیت سے بیٹھے ہوئے چار مسلح افراد کو گرفتار کرلیا۔ چاروں افراد نے دکانیں اور گاڑیاں لوٹنے کا اعتراف کر لیا۔ ان کے قبضہ سے مسروقہ مال بھی برآمد ہوا۔

سیّد پرویز علی شاہ کی درخواست

28 مارچ کو چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کے داماد سید پرویز علی شاہ کی درخواست پر سندھ ہائی کورٹ نے نوٹس جاری کر دیئے۔ درخواست گزار کا کہنا تھا کہ پولیس نے اُن کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور اُن کا سامان گھر سے نکال کر باہر سڑک پر پھینک دیا۔

سبک مجید کے خلاف کارروائی

28 مارچ کو حکومت نے میر مرتضٰی بھٹو کے ایک قریبی ساتھی سبک مجید کی کروڑوں کی جائیداد ضبط کرلی۔ اُس پر منشیات کی تجارت میں ملوث ہونے کا الزام ہے۔ پیپلز پارٹی بھٹو گروپ نے اس کی تردید کرتے ہوئے اسے ایک انتقامی کارروائی قرار دیا۔

ضمانت پر رہائی

28 مارچ کو اسپیشل جج راولپنڈی نے سینیٹر زاہد اختر اور تین ممبران سندھ اسمبلی سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے 93 کارکنوں کی ضمانت پر رہائی کی درخواستیں منظور کر کے اُن کو 50,50 ہزار روپے کے مچلکے داخل کرانے کی ہدایت کی۔

کر ہلاک کیا گیا تھا۔ گلشن اقبال میں ایس۔ ڈی۔ ایم کی گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں ایس۔ ڈی۔ ایم محمد نواز خٹک اور اُن کا گن مین موقع پر دم توڑ گئے۔ نواز خٹک مقابلہ کا امتحان پاس کر کے براہ راست ایس۔ ڈی۔ ایم مقرر ہوئے تھے۔

حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کی رابطہ کمیٹی اور مذاکراتی ٹیم کے ارکان پر بیرون ملک جانے پر پابندی لگا دی۔ اجمل دہلوی اور شعیب بخاری کو لندن جانے سے روک دیا گیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ یہ پابندی دستور اور اخلاقیات کے خلاف ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم سیاسی جماعت نہیں۔ یہ دہشت گردی پر یقین رکھتی ہے۔ جاوید لنگڑا، ندیم کمانڈو جیسے لوگ سرسید اور لیاقت علی خاں مرحوم کے کلچر کی نمائندگی نہیں کرتے، یہ بھارت کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ دو قومی نظریہ کا مذاق اُڑانے والوں کے ساتھ مذاکرات کس طرح ہو سکتے ہیں۔ صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کو علیحدہ ریاست بنانے کی سازش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ نصیر بابر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم میں خود بخود نئی قیادت اُبھرے گی۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کو الطاف گروپ نہ کہنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ مہاجر متحد رہیں۔ بے نظیر، نصیر بابر اور عبداللہ مہاجر کے قاتل ہیں۔ میں لندن میں بیٹھ کر اپنے کارکنوں کو لوگوں کے قتل کرنے کے احکامات نہیں دے رہا ہوں۔ ظالم حکمرانوں پر اللہ کا قہر نازل ہو گا۔

نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے جان بوجھ کر مذاکرات میں ڈیڈلاک پیدا کیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم دونوں غیر سنجیدہ اور متعصب گروہ ہیں۔ مڈٹرم انتخابات ہی ملکی مسائل کا حل ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ مڈٹرم انتخابات کا کوئی امکان نہیں۔ دس سال بعد کراچی میں حکومت کی اتھارٹی قائم ہوئی ہے۔

5 اگست کو حقوق انسانی کی تنظیم کے انصار برنی ملک چھوڑ کر لندن چلے گئے۔ اُنھوں نے کہا کہ میں دلبرداشتہ ہو کر لندن جا رہا ہوں۔ بعض شخصیات نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم سے چند اہم لوگوں کی جان کو خطرہ ہے۔

7 اگست کو وزیراعظم بے نظیر نے اچانک کسی اطلاع کے بغیر بنارس، چوک، اورنگی، بلدیہ ٹاؤن، اور کچی گراؤنڈ کا تین گھنٹے تک طوفانی دورہ کیا۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ اُن کے ساتھ تھے۔ گلبہار کی ترقی کے لیے اُنھوں نے تین کروڑ روپے دینے کا اعلان کیا۔

8 اگست کو گلشن اقبال میں شاہراہ پر واقع ایک بنک سے مسلح افراد ڈیڑھ کروڑ روپے لوٹ کر فرار ہو گئے۔ عملے کو یرغمال بنا کر وہ دو گھنٹے تک اطمینان سے کارروائی کرتے رہے۔ کراچی کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا بنک ڈاکہ تھا۔

9 اگست کو میاں نواز شریف نے لاہور میں قاضی حسین احمد سے ملاقات کی۔ سرتاج عزیز بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ ملک اور خصوصاً کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال ہوا۔

ہلاکتیں اور اسلحہ کی بازیابی

30 مارچ کو گلبہار میں ریحان کانا کا ساتھی انور ویڈیو والا پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ اُس سے ایک کلاشن کوف اور کارتوس برآمد ہوئے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق وہ قتل و غارت گری کی 40 وارداتوں میں ملوث تھا۔ مومن آباد کے علاقے میں پولیس کے ساتھ مقابلہ میں تین کارکن مارے گئے۔ اُن کے تین ساتھی فائرنگ کی آڑ میں فرار ہوگئے۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایک پولیس انسپکٹر بھی زخمی ہوگیا۔ پولیس کے مطابق مقتول کارکنان قتل اور اقدام قتل سمیت متعدد وارداتوں میں ملوث تھے۔ پولیس نے ندیم بوٹا کے ٹھکانے پر چھاپہ مار کر ٹینکی کے نیچے چھپے ہوئے ہینڈ گرینیڈ اور دوسرا جدید اسلحہ برآمد کرلیا۔

الطاف حسین نے کہا کہ جعلی پولیس مقابلوں میں ہمارے کارکنوں کے قتل کی ذمہ دار وزیراعظم ہیں۔ اُنھوں نے ایک ہفتے کی ہڑتال کے لیے عوام سے رائے طلب کی۔

31 مارچ کو پاک کالونی سے ایک نوجوان کی نعش ملی جسے اغوا کرکے ہلاک کیا گیا۔ سوسائٹی کے علاقے سے بھی ایک نوجوان کی نعش ملی جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ لیاقت آباد میں ایک کانسٹیبل کو اغوا کرکے اُس پر تشدد کیا گیا۔ فائرنگ سے ایک اور نوجوان ہلاک ہوگیا۔ مسلح افراد نے ایس۔ ڈی۔ ایم کی کار اور ایک بکتر بند گاڑی پر فائرنگ کی۔ ایک کانسٹیبل سمیت تین افراد زخمی ہوگئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ میری حکومت نے ملک کے سب سے بڑے مسئلہ کراچی کو حل کرلیا۔ دوسرے مسائل کی اس کے سامنے کیا حیثیت ہے۔ نصیر بابر نے کہا جہاں بھی دہشت گردی ہوگی، ہم اُسے ختم کردیں گے۔ الطاف حسین کی نبض ڈوب رہی ہے، اُسے دورہ پڑا ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ سندھ میں امن کے قیام میں کامیابی اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے۔ میری حکومت صوبہ کے تمام باشندوں کی خدمت کررہی ہے۔

پارلیمنٹ کے حق پر ڈاکہ

یکم اپریل 96 کو پیپلز پارٹی کے رکن اسمبلی علی اکبر نے ایوان میں سپریم کورٹ کے 20 مارچ کے فیصلے پر شدید ترین تنقید کرتے ہوئے اُسے پارلیمنٹ کے حق پر ڈاکہ قرار دیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ججوں کا کردار ٹھیک نہیں ہے۔ چیف جسٹس صاحب کو جج مقرر کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر وہ انتخاب لڑ کر ملک کے صدر بن جائیں۔ ممبران اسمبلی کو ایوان میں کی جانے والی تقاریر پر تحفظ حاصل ہوتا ہے، اس لیے اُن پر توہین عدالت کا کیس نہیں بن سکتا۔

آپریشن

9 اگست کو ناظم آباد اور لیاقت آباد کی گھر گھر تلاشی لی گئی۔ سات سو افراد کو حراست میں لیا گیا۔ 45 لائسنس یافتہ ہتھیار برآمد ہوئے۔ 10 اگست کو سعید آباد میں پولیس مقابلہ میں ایک نوجوان خورشید عرف پونا ہلاک ہوگیا۔ اُس کے دوسرے ساتھی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے۔ 12 اگست اورنگی کا محاصرہ کرکے پھر گھر گھر تلاشی لی گئی۔ اس دوران کسی کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ دو سو افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ بھاری تعداد میں اسلحہ بھی ملا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہم مہاجروں کی گرفتاریوں پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ مہاجروں کو مٹانے کا مطلب پاکستان کو مٹانا ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں امن قائم کردیا ہے۔ اس وقت آٹھ سو دہشت گرد کراچی میں سرگرم عمل ہیں۔ دو تین سو کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ ہم نے کراچی کے تمام گھروں کا فضائی سروے مکمل کرلیا ہے۔ فہیم کمانڈو کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اعلیٰ قیادت نے گرفتار کروایا۔ شعیب بخاری نے کہا کہ یہ انکشاف دراصل فہیم کے قتل کی دھمکی ہے۔

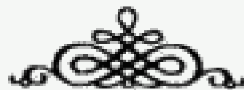
12 اگست کو نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے عوام پر ظلم روا رکھا جارہا ہے۔ غیر جانبدار حکومت کی نگرانی میں نئے انتخابات ناگزیر ہوگئے ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ہماری حکومت پانچ سال مکمل کرے گی۔

اگست کے دوسرے ہفتے میں بھی کراچی میں 21 افراد ہلاک کردیئے گئے۔

49واں یوم آزادی

14 اگست کو پاکستان کے 49 ویں یوم آزادی کے موقع پر صدر لغاری نے کہا کہ آج کے عظیم دن لسانی، علاقائی اور مذہبی اختلافات اور تفرقہ بازی کو ختم کرنے کا عہد کیا جائے۔ وزیراعظم بے نظیر نے اس موقع پر کہا کہ قوم دہشت گردی، تشدد اور علیحدگی پسندی کی مذمت کرے۔

یوم آزادی کے موقع پر بھی دہشت گرد کراچی کے شہریوں کو موت کا پیغام دینے میں مصروف رہے۔ اُس روز بھی 14 افراد کو مدت کی نیند سلا دیا گیا۔ قائداعظم کے مزار پر تقریب کے دوران ایک سپاہی کو گولی لگی۔ اُس وقت گورنر بھی وہاں موجود تھے۔ مقتول ایس۔ ایچ۔ او بہادر علی کے بھائی کو بھی گولی ماردی گئی۔ نئی کراچی میں ایک کوسٹر سے 16 افراد کی نعشیں ملیں۔



سپریم کورٹ کا تفصیلی فیصلہ

12 اپریل کو سپریم کورٹ نے اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے بارے میں 277 صفحات پر مشتمل تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا۔ اس میں کہا گیا کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر مملکت چیف جسٹس صاحبان سے مشورہ کرنے کا پابند ہو گا۔ کسی اُمیدوار کی موزونیت کے بارے میں صدر کی جانب سے ٹھوس اسباب تحریری شکل میں نہ ہونے کی صورت میں صدر کو چیف جسٹس کی رائے قبول کرنا ہوگی۔ تفصیلی فیصلہ کے اجرا کے بعد جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ تمام ادارے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے پابند ہیں۔ حکومت کو اِس پر عمل کرنا چاہیے۔

جسٹس کھوسو کا اختلافی نوٹ

سپریم کورٹ کی پانچ رکنی فل بینچ کے ایک جج جسٹس میر ہزار خاں کھوسو نے اکثریتی فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے 30 صفحات پر مشتمل اپنا اختلافی نوٹ لکھا۔ اُنہوں نے لکھا کہ آئین اور اُس کی روح کے مطابق اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی تقرری کا حتمی اختیار صدر کو حاصل ہے۔ صدر ہی عوام اور پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہیں، چیف جسٹس صاحبان نہیں۔ اگر چیف جسٹس کے "مشورے" کو لازمی پابندی کے معنی پہنائے جائیں تو یہ آئین میں ترمیم اور چیف جسٹس کو ویٹو دینے کے مترادف ہو گا۔ البتہ ہائی کورٹس کے چیف جسٹس اور جج حضرات کی تقرری صلاح مشورہ سے مشروط ہیں۔ مشورہ آئینی ضرورت ہے جس کے بغیر جج کی تقرری کو باقاعدہ نہیں کہا جا سکتا۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی تقرری کے لیے صدر کو کسی مشورہ کی ضرورت نہیں۔ ہائی کورٹ کے کسی جج کو شرعی عدالت میں تعینات کرنے کا اختیار صدر کو حاصل ہے۔

صدر سے مشورہ

2 اپریل کو وزیر اعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے سپریم کورٹ کے فیصلے کے بارے میں تین گھنٹے تک صلاح مشورہ کیا۔ صدر نے بے نظیر پر واضح کیا کہ ہم سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے پابند ہیں۔ عدالتی فیصلہ کو محاذ آرائی کے لیے استعمال کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہو گی۔

سابق اٹارنی جنرل چوہدری فاروق نے انکشاف کیا کہ بے نظیر چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی برطرفی کی سمری لے کر صدر کے پاس گئی تھیں لیکن صدر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بے نظیر نے اس کی تردید کر دی اور کہا کہ وہ ایسی کوئی سمری لے کر صدر کے پاس نہیں گئی تھیں۔



جماعت اسلامی کے زیر اہتمام ملین مارچ کا ایک منظر

تحفظات کے باوجود ہم فیصلہ پر عمل کر رہے ہیں۔ اس پر نظر ثانی کے لیے درخواست دائر کریں گے۔ عدلیہ کو تنازعہ سے مبرا ہونا چاہیے۔ وفاقی حکومت نے تمام وزارتوں کو یہ سرکلر بھی جاری کر دیا کہ وہ سپریم کورٹ کے احکامات کی پابندی کریں۔

3 اپریل کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے سپریم کورٹ کے ججوں کے ہمراہ لاہور ہائی کورٹ کا دورہ کیا۔ وکلاء نے اُن کا پُرتپاک استقبال کیا اور کہا کہ آپ نے آمریت کی کمر توڑ کر بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ مرد مجاہد ہیں لیکن اسی روز وزیراعظم بے نظیر نے لاڑکانہ میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منتخب نمائندے فیصلے کرنے میں آزاد کسی فرد واحد کا فیصلہ ملک پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ

3 اپریل کو "نیویارک ٹائمز" نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ اس سال کے آغاز ہی سے بے نظیر کو ناکامیوں کا سامنا ہے۔ صدر کے ساتھ اُن کی ہم آہنگی کا رشتہ کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ سپریم کورٹ کی جانب سے اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے بارے میں فیصلے اور صدر کا اس پر عمل درآمد کرنے سے اصرار سے اُنھیں زک پہنچی۔ اس فیصلے سے عدلیہ کو حکومت کے زیراثر لانے کی بے نظیر کی خواہش پر پانی پھر گیا۔ صدر اور وزیراعظم کے باہمی تعلقات میں پہلی دراڑ اُس وقت پڑ گئی تھی جب صدر لغاری نے بے نظیر کے پسندیدہ جونیئر جرنیل کے بجائے سینیئر ترین جرنیل جہانگیر کرامت کو بری فوج کا سربراہ نامزد کر دیا تھا۔ صدر کی جانب سے یہ پہلا اشارہ تھا کہ وہ اب اپنے فیصلوں میں غیرجانبداری اور اپنے منصب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھیں گے۔ صدر اور وزیراعظم کے درمیان بڑھتے ہوئے یہ فاصلے بے نظیر حکومت کے خاتمے کا سگنل دے رہے ہیں۔ ان حالات میں غیر متوقع تبدیلیاں عمل میں آ سکتی ہیں۔

3 اپریل کو نواز شریف نے کہا کہ ہم عدلیہ کی آزادی کے قیام تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ بے نظیر عدلیہ کے فیصلہ پر عمل کریں۔ اس ضمن میں ہمارے کسی تعاون کی ضرورت ہو تو بتائیں۔ بے نظیر نے نواز شریف کی جانب سے تعاون کی پیشکش کا خیرمقدم کرتے ہوئے اُنھیں مذاکرات کی دعوت دے دی۔

6 اپریل کو بے نظیر نے کہا کہ سیاسی گروپوں نے اپنے جمہوریت دشمن ایجنڈے کی تکمیل کے لیے صدر، مسلح افواج اور عدلیہ کو استعمال کیا۔ ہر آمر کو آئین کے خاتمے کو جائز قرار دینے کے لیے عدلیہ تیار ملی۔ ہمارے مقرر کردہ کسی جج کا آمریت کو جائز قرار دینے میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک خاتون صحافی کے اس سوال کے جواب میں کہ جج صاحبان کس کے سامنے جوابدہ ہیں، وزیراعظم نے کہا کہ اگر میں اس کا جواب دوں تو ملک میں ایک نیا شوشہ شروع ہو جائے

باب 17

سندھ آتش فشاں کے دہانے پر

دہشت گردوں کے خلاف حکومت کے بڑے آپریشن کے باوجود آزادی کے 48 سال مکمل ہونے کے بعد ملک اور اُس کا سب سے بڑا شہر کراچی شدید بدامنی کا شکار ہیں۔ پورے پاکستان کو بدعنوانی کا ایک ایسا سمندر بنا دیا گیا ہے جس میں دیانت داری کا کوئی چھوٹا سا جزیرہ بھی نظر نہیں آتا۔ دہشت گردوں کی تلاش میں کراچی کی پوری پوری بستیوں کا طویل دورانیوں تک محاصرہ کرنے، ہزارہا افراد کو حراست میں لینے، فضائی سروے مکمل کرنے اور ملزمان کو پولیس مقابلوں میں قتل کرانے والے حکمرانوں نے یہ حقیقت فراموش کی ہے کہ ٹیکسوں کی چوری، کک بیک، پرمٹ، پلاٹ اور لائسنس کے اجراء اور سرکاری فنڈز میں خورد برد بھی تو دہشت گردی اور وطن دشمنی کی بدترین مثالیں ہیں۔ کیا طیاروں، آبدوزوں اور ریلوے انجنوں کی خریداری پر کمیشن کی بھاری رقوم حاصل کرنا غداری کے مترادف نہیں۔ فیڈرل انٹی کرپشن کمیٹی کی جانب سے بعض شدید بدعنوانیوں کی نشاندہی کے باوجود حکومت نے خاموشی سادھ کر اس اہم ادارے کو محض کاغذ کی ایک ناؤ کیوں بنا رکھا ہے۔ ڈاکٹر محبوب الحق کے اس انکشاف کے باوجود کہ صرف ٹیکسوں کی مد میں 40 ارب روپے سالانہ کی چوری کی جاتی ہے، حکومت ٹیکس چوروں پر ہاتھ ڈالنے سے کیوں گریزاں ہے جبکہ دہشت گردی کی طرح کرپشن بھی تو ملک کا مسئلہ نمبرون ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک اندازاً 100 کھرب سے زائد رقم بدعنوانیوں اور بےقاعدگیوں کی نذر ہو چکی ہے لیکن پھر بھی حکومت اس بارے میں کوئی آپریشن نہیں کرتی کیونکہ خود وہ اس میں ملوث اور شریک ہے۔ ایسی حکومت جس کے ہاتھ کرپشن میں خود رنگے ہوں، کسی شعبہ میں بھی اصلاح کا کوئی کام انجام نہیں دے سکتی۔ اگر دہشت گردوں سے بڑے مجرم حکمرانوں کی اپنی صفوں میں موجود ہوں تو ملک میں امن، عدل اور انصاف کا قیام

گا۔ عبداللہ شاہ نے بھی کہا کہ عدلیہ کی خود مختاری کا شور مچانے والے اپنی ماضی کو بھی یاد رکھیں۔ اُنھوں نے ضیاء الحق کو دستور میں ترمیم کرنے کا حق دیا۔ گورنر جنرل کے حکم کو آئینی قرار دیا اور ایوب خاں کے انقلاب کو جائز قرار دیا۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ دہرے نظام کا تصور دیتا ہے، اس پر نظر ثانی کی جائے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ عدلیہ کے بارے میں وزیراعظم کا رویہ افسوس ناک ہے۔ ایسی صورت میں اتفاق رائے ممکن نہیں۔

صدر لغاری نے کہا کہ میں نے حکومت کو فیصلے کے مطابق عمل کرنے کے لیے کہہ دیا ہے۔ ہم اس کے پابند ہیں۔ عدالتی فیصلے کو محاذ آرائی اور سیاسی فائدوں کے لیے استعمال کرنا ٹھیک نہیں۔

10 اپریل کو اسلام آباد میں سپریم کورٹ بار سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عدلیہ نہ بچی تو کوئی ادارہ بھی نہ بچ سکے گا۔ ہم عدلیہ کی عزت، وقار اور آزادی کے لیے ہر قربانی دیں گے۔ اُس پر حکومتی یلغار کا مقابلہ کریں گے۔ جمہوریت کی بقا کے لیے عدلیہ کا تحفظ ضروری ہے۔ میں دوبارہ اقتدار میں آیا تو عدلیہ کی آزادی اور قانون کی بالادستی کے بارے میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوں گا۔ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے عدلیہ میں بھی ہارس ٹریڈنگ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بعض ججوں سے پیشگی استعفیٰ لیے جا رہے ہیں۔ حکومتی اقدامات آئین کی کھلی بغاوت ہیں۔ ججوں کی کردار کشی کی باقاعدہ مہم شروع کر دی گئی ہے۔ بے نظیر کو اقتدار میں رہنے کا حق حاصل نہیں رہا۔ صدر کو خود اپنی آئینی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔

سیمینار میں تقاریر

12 اپریل کو لاہور کے ایک ہوٹل میں پیپلز پارٹی کے زیر اہتمام اُس کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق کی صدارت میں ایک سیمینار منعقد ہوا جو عملاً ججوں کے خلاف ایک جلسہ عام میں منتقل ہو گیا۔ مقررین نے اس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کچھ لوگ عدلیہ کے چور دروازے سے حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ جب عوامی حکومت آتی ہے تو جج اُس کے خلاف سازش شروع کر دیتے ہیں۔ سیاسی اور فوجی آمریت غلط ہے تو عدالتی آمریت بھی ہمیں قبول نہیں۔

ہمیں اقتدار عوام نے دیا ہے۔ ہم اُس پر کسی کو ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ پارلیمنٹ کا اختیار کسی اور کو نہیں دیا جا سکتا خواہ وہ فوج ہو یا عدلیہ ہو، ہم لوگ تو فوج سے بھی نہیں ڈرتے، یہ لوگ ہمارے سامنے کیا چیز ہیں۔ بے نظیر نے بغاوت کے تمام راستے بند کر دیئے

ممکن نہیں۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کرپشن کا خاتمہ ناگزیر ہے اور امن کے قیام کے لیے انصاف لازمی ہے۔

اگست کے تیسرے ہفتے میں بھی محاصروں، چھاپوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ 16 اگست کو پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے عزیز آباد کے دفتر پر کمانڈو ایکشن کر کے بغیر کسی مزاحمت کے چار کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ ایک بنگلہ پر چھاپہ مار کر چھ افراد کے قتل میں ملوث طارق عرف کمانڈو کو گرفتار کر لیا گیا۔ 17 اگست کو نصرت بھٹو کالونی میں پولیس مقابلہ میں ایک ملزم ہلاک ہو گیا۔ اور نگی ٹاؤن سے گجی گراؤنڈ کے انچارج اور بارہ افراد کے قتل میں ملوث دو افراد کمال انصاری اور صدیق ماما کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کارروائیوں میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ حیدر آباد میں بھی ایک خالی پلاٹ پر چھاپہ مار کر پولیس نے راکٹ لانچر، چار گولے، تین ہینڈ گرینڈ اور آتش گیر مادہ برآمد کر لیا۔ 17 اگست کو ناظم آباد کراچی سے سات مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ 18 اگست کو رابطہ کمیٹی نے کہا کہ لیاقت آباد پولیس نے ہمارے ایک کارکن رفیق احمد کو تشدد کر کے ہلاک کر دیا۔ 20 اگست کو پولیس نے پاک کالونی کا 15 گھنٹے تک محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ سرکاری ذرائع کے مطابق ایم۔ کیو۔ ایم سے متعلق ندیم عرف چھتر، امین ٹی ٹی اور اسلم سمیت 9 خطرناک ملزم گرفتار کر لیے گئے۔ محاصرہ کے دوران 9 ہزار افراد سے پوچھ گچھ کی گئی۔ گلشن اقبال سے بھی ایم۔ کیو۔ ایم کے یونٹ انچارج سمیت سات دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ یونٹ انچارج ایک لیڈی ڈاکٹر کے قتل اور 5 بسوں کے جلانے میں ملوث ہے۔ ملیر سے ایک دہشت گرد ممتاز منا کو گرفتار کر لیا گیا۔ اُس نے ایک کانسٹیبل سمیت سات افراد کے قتل کا اعتراف کر لیا۔ اورنگی ٹاؤن میں ایک ٹارچر سیل پر چھاپے کے دوران پولیس مقابلہ میں دو نوجوان اشفاق احمد اور حمید گل مارے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ پولیس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے ٹارچر سیل میں تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر قتل کر کے پولیس مقابلہ قرار دے دیا۔ ہم ہر روز اپنے پیاروں کی شہادت پر خون کے آنسو روتے ہیں۔ مہاجر ہونا جرم بن گیا ہے۔ حکومت اپنے ذہن سے مہاجر دشمنی کا بھوت اتار دے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم بموں اور راکٹوں کی سیاست نہیں کرنے دیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے ایم۔ کیو۔ ایم کی بڑی بڑی مچھلیاں پکڑی ہیں۔ کراچی میں اب محاصروں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اب تک دو سو دہشت گرد گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ صدر لغاری نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم اور حقیقی دونوں میں دہشت گرد موجود ہیں، حکومت نے انہیں پکڑنے اور مارنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔

اگست کے تیسرے ہفتے میں بھی کراچی میں 50 افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ صرف ایک دن میں 15 اگست کو پاک بحریہ کے ایک جوان سمیت 20 افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ 16 اگست کو کورنگی سے دو نوجوانوں کی ہاتھ پاؤں بندھی لاشیں ملیں۔ 17 اگست کو چار افراد گولیوں سے

ہیں۔ اس طرح پیپلز پارٹی نے کسی جواز، وجہ اور ضرورت کے بغیر صدر اور عدلیہ کے علاوہ فوج سے بھی محاذ آرائی لے لی۔

چیف جسٹس کی علالت

18 اپریل کو رات کے وقت سینے میں تکلیف محسوس کرنے کی وجہ سے چیف جسٹس علی شاہ کو اسلام آباد کے اسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ اُن کے دل کا آپریشن ہو چکا ہے۔ اُن کی حالت خطرہ سے باہر بتائی گئی۔ 20 اپریل کو بے نظیر بھٹو نے اسپتال جا کر اُن کی عیادت کی اور کہا کہ مجھے آپ کی علالت پر تشویش ہے۔ میں آپ کے لیے چاکلیٹ لائی ہوں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کا ہر کام بدنیتی پر مبنی ہے۔ پہلے کچھ کرا دیتی ہیں اور پھر چاکلیٹ لے کر پہنچ جاتی ہیں۔

سپریم کورٹ میں ریفرنس

16 مئی کو صدر لغاری نے سپریم کورٹ میں ایک ریفرنس داخل کیا جس میں اُس کے 20 مارچ کے فیصلے کی وضاحت کے لیے بعض سوالات پر اُس کی رائے طلب کی۔ ریفرنس میں عدالت سے استفسار کیا گیا کہ اُن ججوں کی آئینی حیثیت کیا ہے جن کی اعلیٰ عدالتوں میں بطور جج تقرری اور توثیق قائم مقام چیف جسٹس صاحبان نے مارشل لا کے دور حکومت میں 1977ء سے 1985ء اور پھر 87-1986ء کے دوران کی تھی۔ 20 مارچ کا فیصلہ سنانے والی بینچ میں خود چیف جسٹس بھی شامل تھے حالانکہ اُن کی تقرری متنازعہ تھی۔ اس لیے ایسی بینچ کے فیصلہ کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ سپریم کورٹ نے نظریہ ضرورت کو آئین کے اصول کی حیثیت سے بحال کر دیا۔ اس نظریہ کے منافی اثرات سے تحفظ کی کیا صورت ہوگی اور یہ کہ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی تقرری کی آئینی حیثیت کیا ہے؟

یہ سوالات نہیں بلکہ ماضی میں عدلیہ کے کردار کے خلاف ایک چارج شیٹ تھی۔ اور ریفرنس میں سپریم کورٹ کو اس بینچ اور اُس کی سربراہی کرنے والے چیف جسٹس کی آئینی حیثیت کو چیلنج کیا گیا تھا جس نے 20 مارچ 96 کا فیصلہ صادر کیا تھا۔

صدر کی جانب سے اس ریفرنس کے دائر ہونے کے فوراً بعد ایوان صدر سے صدر کے ترجمان نے وضاحت کی مذکورہ ریفرنس کی تیاری یا اُس کے دائر کرنے میں صدر یا ایوان صدر کا کوئی تعلق نہیں۔ وزیراعظم کے ترجمان نے کہا کہ اس ریفرنس کا صدر کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آئینی ضرورت پوری کرنے کے لیے اُس میں صدر کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ آئینی ماہرین نے کہا کہ وزیراعظم کی جانب سے صدر کے اختیارات کو بھی اپنی مرضی سے استعمال

چھلنی کر دیئے گئے۔ 18 اگست کو لیاقت آباد سے اسلامی جمیعت طلبہ کے دو کارکنوں کی نعشیں ملیں۔ 21 اگست کو عزیز آباد میں کرائم برانچ کے اے۔ ایس۔ آئی محمد نذیر احمد کو دن دہاڑے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ بفرزون میں دو نوجوانوں کو اغوا کر کے تشدد کرنے کے بعد گولی مار دی گئی۔

16 اگست کو نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت رخصت ہونے والی ہے۔ کارکن انتخابات کی تیاری کریں۔ بے نظیر جیل میں بند شیخ رشید کا ہی مقابلہ کر کے دکھائیں۔ ہم اقتدار میں آ کر 60 دن کے اندر امن بحال کر کے لوٹا ہوا مال واپس لے لیں گے۔ مظلوموں کو دہلیز پر انصاف ملے گا۔ مجھے نقصان پہنچانے کے لیے میری شوگر ملوں کو سربمہر کیا گیا۔ جنرل وحید کے بارے میں تاریخ فیصلہ کرے گی۔ غلام اسحٰق، آصف نواز اور اسلم بیگ نے میری حکومت نہیں چلنے دی۔

ایم۔کیو۔ایم کی مذاکرات پر آمادگی

17 اگست کو ایم۔ کیو۔ ایم نے اچانک حکومت کو مذاکرات کی بحالی کی دعوت دے دی اور کہا کہ اگر حکومت "الطاف گروپ" کی رٹ لگانے پر بضد ہے تو اپنا یہ شوق بھی پورا کرتی رہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہم وقت، ہر جگہ غیر مشروط طور پر مذاکرات کے لیے آمادہ ہیں۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ دوسری مصروفیت کی وجہ سے اس ہفتے کے دوران مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ اس ماہ کے آخر میں مذاکرات کا امکان ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی جانب سے غیر معمولی نرمی اور حکومت کی طرف سے سختی اس بات کی دلیل ہے کہ حکمرانوں کو کراچی کی حالت پر قابو پا لینے کا یقین ہو گیا ہے۔

مختار حسن کی رحلت

20 اگست کو ممتاز صحافی، ہفت روزہ زندگی کے ڈپٹی ایڈیٹر اور روزنامہ "جسارت" کے کالم نویس مختار حسن قضائے الٰہی سے اسلام باد میں وفات پا گئے۔ دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا۔

بی۔بی۔سی کے دفتر پر حملہ

24 اگست کو چھ بجے شام مسلح افراد نے بی۔ بی۔ سی کے دفتر واقع اسلام آباد پر حملہ کر کے آگ لگانے والا ایک بم پھینکا جس سے عمارت میں آگ بھڑک اٹھی۔ دفتر کے اندر توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ ایک حملہ آور نے بی۔ بی۔ سی کے بیورو چیف ڈینیل لیک پر لوہے کی سلاخ سے

کرنے سے ایک نیا بحران جنم لے سکتا ہے۔ حکومت کسی قیمت پر بھی سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔

19 مئی کو سپریم کورٹ نے یہ ریفرنس اس اعتراض کے ساتھ واپس کر دیا کہ اس پر صدر پاکستان کے دستخط ثبت نہیں ہیں۔ آرٹیکل 186 صرف صدر مملکت ہی کو کسی اہم قانونی معاملہ میں سپریم کورٹ سے وضاحت کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

حکومت اپنی ضد پر قائم رہی۔ وفاقی وزیر کھرل نے کہا کہ سیکرٹری قانون کے دستخطوں سے بھیجے گئے کسی ریفرنس کی اس طرح واپسی کی کوئی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ وزیر مملکت رضا ربانی نے بھی کہا کہ آئین اور روایات کے مطابق آرٹیکل 186 کے تحت دائر کئے جانے والے ریفرنس پر صدر کے دستخط ضروری نہیں۔ سپریم کورٹ کے ترجمان نے وضاحت کی کہ 1957ء میں صدر کے دستخطوں کے بغیر ریفرنس واپس کیا گیا۔ لیکن وزارت قانون نے اس وضاحت کو حیران کن قرار دیتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ نے 1973ء کے آئین کے بعد دائر کردہ ریفرنسوں کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ ریفرنس دوبارہ سپریم کورٹ کو ارسال کیا جائے۔ نواز شریف کی صدارت میں اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی نے فیصلہ کیا کہ اگر حکومت نے عدلیہ کی آزادی اور جانبداری سے کھیلنے کی کوشش کی تو اس کی بھرپور مذمت کی جائے گی۔ صدر کے دستخطوں کے بغیر سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس دائر کرنا حکومت کے آمرانہ رویہ کا عکاس ہے۔

فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست

19 مئی کو وفاقی حکومت نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ کے 20 مارچ کے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست دائر کر دی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق صدر لغاری اس کے حق میں نہیں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کشمکش کا راستہ ترک کر کے حکومت فیصلے پر عمل کرے۔ ایوان صدر سے نظر ثانی کی درخواست سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔ وزیراعظم بے نظیر نے 22 مئی کو ایوان صدر میں صدر لغاری سے ڈھائی گھنٹے طویل ملاقات کی لیکن صدر نے ریفرنس پر اپنے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے باوجود 23 مئی کو وفاقی حکومت نے ججوں کی تقرری کے بارے میں صدارتی ریفرنس کے لیے سمری صدر کے دستخطوں کے لیے ایوان صدر بھجوا دی گئی۔ قانونی مشورہ حاصل کرنے کے بعد صدر نے ریفرنس پر اپنے دستخط کر دیئے اور کہا: آئین کے مطابق ایسا کرنا ضروری تھا۔ اب یہ ریفرنس سپریم کورٹ میں دوبارہ پیش کیا جائے گا۔

26 مئی کو وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری وزیراعظم کا حق

حملہ کر دیا۔ وہ بی۔ بی۔ سی مردہ باد کے نعرے لگاتے اور فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔

مذاکرات کی دعوت

غیر متوقع طور پر این۔ ڈی۔ خاں نے اچانک ایم۔ کیو۔ ایم کو 29 اگست کو چار بجے شام گورنر ہاؤس کراچی میں مذاکرات کی دعوت دے دی اور کہا کہ ہم مذاکرات میں اپنا وضاحتوں کا مطالبہ نہیں اٹھائیں گے۔ اگر الطاف گروپ امن کی بحالی میں ہماری مدد کرے تو ہم اُسے حکومت میں حصہ دینے کو تیار ہیں۔ تین ماہ میں بلدیاتی انتخابات بھی کرائے جا سکتے ہیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کو اب بھی الطاف گروپ کہنے کے باوجود ہم نے مذاکرات میں شرکت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن ہماری مصروفیات کی وجہ سے وقت چار بجے کے بجائے چھ بجے رکھا جائے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مذاکرات پر آمادگی اجمل دہلوی کے محب وطن ہونے کا ثبوت ہے۔

23 اور 24 اگست کی ہڑتال پہلے جیسی تو کامیاب نہیں تھی لیکن پھر بھی حکومت اپنے تمام وسائل کو کام میں لانے کے باوجود اُنہیں ناکام نہیں بنا سکی اور نہ ہی دہشت گردی کی وارداتوں کو ختم کر سکی۔ دونوں کو اپنی اس کمزوری کا احساس تھا۔ اس بنا پر سابقہ روش سے رجوع کر کے حکومت نے از سرِ نو مذاکرات پر اپنی آمادگی ظاہر کی اور ایم۔ کیو۔ ایم نے بھی اسے غیر مشروط طور پر قبول کر لیا۔

خیر سگالی کی فضاء کے باوجود 25 اگست کو بھی کراچی میں 6 افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ ماڈل کالونی میں ایک کانسٹیبل کو ہلاک کر دیا گیا۔ سرگودھا سے فیصل آباد جانے والی مسافر بس میں بم کے ایک خوفناک دھماکے میں 15 افراد ہلاک اور 22 زخمی ہو گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ بس میں بم دھماکہ کی ذمہ دار حکومت ہے۔ جس نے ملک کو دہشت گردوں اور تخریب کاروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ مسلم لیگ کے مشاہد حسین نے کہا کہ حالات ایسے ہی رہے تو پھر ملک صومالیہ یا لبنان بن جائے گا۔ نصیر بابر کراچی میں نعشوں کی سیاست کر رہے ہیں۔ بحران کا واحد حل مڈٹرم الیکشن ہیں۔

26 اگست کو دہشت گردی کی ایک لرزہ خیز واردات نے پورے کراچی کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس روز صبح سویرے ایک درجن سے زائد افراد نے جو خود کو پولیس والے کہہ رہے تھے، موہنی کالونی میں تین گھروں سے دس افراد کو اغوا کر کے ایک مکان میں جمع کیا۔ تمام افراد کے ہاتھ پیر باندھے، آنکھوں پر پٹیاں چڑھا دیں۔ پھر اُن سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھ لو اور ساتھ ہی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ گولیاں لگتے ہی یہ ایک دوسرے پر گر گئے۔ تین افراد کے بھیجے اُڑ گئے۔ دو زخمی نعشوں کے نیچے دب جانے سے معجزانہ طور پر بچ گئے جبکہ 8 ہلاک ہو گئے۔ ہلاک شدگان کا

ہوتا ہے لیکن سپریم کورٹ نے میرا یہ حق خود لے لیا۔ سپریم کورٹ عوامی سطح پر حکومت کے ساتھ متحارب نہ ہو۔ اگر چیف جسٹس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو وہ کسی بھی جج کو مقرر کر دیں۔ میں صفائی پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔

29 مئی کو وفاقی حکومت نے صدر کے دستخطوں کے ساتھ ریفرنس دوبارہ سپریم کورٹ میں دائر کر دیا۔ بے نظیر بھٹو نے ججوں کی تقرری کے بارے میں ویٹو کا آئینی اختیار حاصل کرنے کے لیے ہر چیز داؤ پر لگا دی۔ عدلیہ کے ساتھ صدر سے بھی کھلی محاذ آرائی مول لے لی۔ ترجیحات کا یہ غلط تعین بے نظیر حکومت کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔

حزب اختلاف کی جماعتوں نے صدر لغاری کے نام اپنے ایک خط میں لکھا کہ وہ اپنا آئینی کردار ادا کرتے ہوئے 20 مارچ کے فیصلے پر عملدر آمد کرائیں۔ حکومت اسے سبوتاژ کر کے سیاسی، آئینی اور قانونی بحران کو جنم دے رہی ہے جس نے ریاستی ڈھانچہ کو کمزور اور پورے نظام کو مفلوج کر دیا ہے۔

کالاباغ ڈیم

3 اپریل کو ولی خاں نے سوات میں کہا کہ کالا باغ ڈیم بنا تو ہم اُسے بم سے اُڑا دیں گے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کالا باغ ڈیم سندھ کے لیے ڈیتھ وارنٹ ہے۔ ہم اسے نہیں بننے دیں گے۔ پنجاب کو خوش کرنے کے لیے سندھ کے مفادات کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستان پوسٹ کا انکشاف

7 اپریل کو نیویارک سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ "پاکستان پوسٹ" نے یہ خبر شائع کی کہ مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ میں دوسری شادی کر لی ہے جو گزشتہ سال اُن کے دورہ امریکہ کے دوران ہوئی جب وہ کشمیر کمیٹی کے وفد کے ہمراہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے اس پر کوئی تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

بھٹو کی برسی

4 اپریل کو بھٹو کی برسی سرکاری اہتمام میں منائی گئی۔ نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل میں ذوالفقار علی بھٹو کو 4 اپریل 1979ء کو دو بجے شب ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی میں پھانسی دی گئی تھی۔ بے نظیر اور مرتضیٰ بھٹو نے الگ الگ مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔ اس موقع پر بے نظیر نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ

تعلق مانسہرہ سے تھا۔ اُن میں چار حقیقی بھائی تھے۔ ملزمان واردات کے بعد دو گاڑیوں میں بیٹھ کر فرار ہوگئے۔ پولیس دو گھنٹے تاخیر سے پہنچی۔ آٹھوں افراد کی میتیں مانسہرہ روانہ کر دی گئیں۔ صوبائی وزیر خواجہ محمد اعوان میتوں کے ساتھ گئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ 8 افراد کا قتل حکومت پر دباؤ ڈالنے کی حکمت عملی لگتی ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ وزیر خارجہ اپنے ہی عوام کا قتل عام کرا کے جنگی جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ان افراد کے قتل میں حکومت خود ملوث ہے۔ ہماری جدوجہد غاصب حکمرانوں کے خلاف ہے۔ فائرنگ کی دوسری وارداتوں میں مزید 13 افراد جاں بحق ہوگئے۔ ایک سپاہی موبائل کی مرمت کر رہا تھا کہ نامعلوم افراد نے اُسے ہلاک کر دیا۔ قصبہ کالونی سے بوری میں بند نعش ملی۔

ریٹائرڈ میجر کا قتل

27 اگست کو میجر (ر) شاہنواز اپنے بیٹے خرم کے ہمراہ شمالی ناظم آباد کے مکان سے دفتر جانے کے لیے کار میں روانہ ہوئے کہ پہلے سے اُن کی گھات میں بیٹھے ہوئے موٹر سائیکل سواروں نے اُن پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ شاہنواز نے موقع پر دم توڑ دیا جبکہ اُن کا 16 سالہ بیٹا شدید زخمی ہوگیا۔ شاہنواز امریکی ڈرگ انفورسمنٹ ایجنسی کے لیے کام کرتے تھے۔ خرم اپنے والد کو بس اسٹاپ چھوڑنے جا رہا تھا کہ فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ فائرنگ کی دوسری وارداتوں میں بھی دو افراد ہلاک ہوگئے۔ مختلف علاقے فائرنگ سے گونجتے رہے۔

27 اگست کو کورنگی میں ایک شخص کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیا گیا۔

محاصرے

28 اگست کو فیڈرل "بی" ایریا، یوسف پلازہ، کورنگی، جمشید کوارٹرز اور ککری گراؤنڈ کا محاصرہ کر کے مکانوں اور فلیٹوں کی تلاشی لی گئی۔ ڈھائی سو سے زائد افراد کو حراست میں لینے کے علاوہ 8 دہشت گرد بھی گرفتار کر لیے گئے۔ اُن میں سے دو فاروق اور منظور ایم۔ کیو۔ ایم کے یونٹ انچارج رہ چکے ہیں۔ چار دہشت گردوں نے سکیورٹی گارڈز، حقیقی اور اسلامی جمعیت طلبہ کے کارکنوں کے قتل اور گاڑیوں کو آگ لگانے کی وارداتیں کرنے کا اعتراف کرلیا۔ دوسرے گرفتار شدگان میں زیادہ تر نوعمر لڑکے اور نوجوان شامل ہیں۔

28 اگست کو ایم۔ کیو۔ ایم کا ارشد کے۔ ٹو ٹونیرنگ سینما لیاقت آباد کے عقب میں پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ ارشد سپر مارکیٹ فائرنگ کیس میں نامزد ملزم تھا۔ پولیس نے ارشد کی نعش اُس کی ماں کے حوالے کر دی۔ نصیر بابر نے کہا کہ ارشد کی ہلاکت کے بعد دہشت گردوں

کے 9 ججوں میں سے دو کو جبری رخصت پر بھیج دیا گیا۔ سات رکنی بینچ کے تین ججوں نے بھٹو کے حق میں فیصلہ دیا۔ بھٹو جانتے تھے کہ اُنھیں قتل کر دیا جائے گا۔ 3 اپریل کو آخری ملاقات کے موقع پر ہماری حالت دیکھ کر انھوں نے کہا کہ جذباتی مت بنو، ہر شخص کو آخرکار ایک دن مرنا ہے۔ بے نظیر بھٹو کی سپریم کورٹ سے الرجی اور ہر قیمت پر اُسے اپنے تابع رکھنے کی خواہش میں بھٹو کے بارے میں عدالتی فیصلے کو بھی دخل حاصل ہے۔

میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ بے نظیر کا جلسہ سرکس شو تھا۔ وہ تو جنرل ضیاء کی وزیراعظم بننے کے لیے بھی تیار تھیں۔ انھوں نے بھٹو کے قاتلوں سے سمجھوتہ کر لیا۔ ماں باپ سے غداری کرنے والی وزیراعظم عوام سے کس طرح وفا کرے گی۔

نواز شریف نے کہا کہ بھٹو کی برسی کے ضمن میں سرکاری ٹرانسپورٹ اور ٹرینیں گڑھی خدا بخش جانے کے لیے استعمال کی گئیں۔ جیالوں کو چارٹرڈ طیاروں میں لاڑکانہ لے جایا گیا۔ اس پر سرکاری خزانہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ عوام کی خون پسینے کی کمائی بھٹو کے مزار پر لگائی جا رہی ہے۔ ہم بھٹو خاندان سے اس کا حساب لیں گے۔

مسلم لیگ کے جلوس پر فائرنگ

4 اپریل کو بھٹو کی برسی کے دن مسلم لیگ اور یوتھ ونگ کے کارکنوں نے عدلیہ کی حمایت میں لاہور میں ایک جلوس نکالا۔ جلوس کے شرکاء "قاتل قاتل۔ بھٹو قاتل" "سپریم کورٹ زندہ باد" اور "وزیراعظم نواز شریف" کے نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس نے جلوس کے شرکاء پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ مشتعل ہجوم نے جوابی پتھراؤ کیا اور ایک پولیس چوکی تباہ کر دی۔ پولیس کی فائرنگ سے تین افراد شدید زخمی ہو گئے۔ اُن میں سے ایک مسلم لیگ کے رہنما جاوید اشرف نے زخموں کی تاب نہ لا کر موقع پر ہی دم توڑ دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ جاوید اشرف کی قربانی نے حکمرانوں کا انجام قریب تر کر دیا ہے۔ ہم قاتلوں کو معاف نہیں کریں گے۔ جاوید اشرف کیس محمد احمد خاں کیس ثابت ہو گا۔ باپ محمد احمد خاں کا قاتل اور بیٹی جاوید اشرف کی قاتل ہے۔

5 اپریل کو بے نظیر نے سکھر میں کہا کہ جاوید اشرف کی ہلاکت کے ذمہ دار نواز شریف ہیں۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں۔ دہشت گردوں کو بموں سے لیس کر کے لاہور میں خونریزی کا مشن سونپا گیا ہے۔ لیکن ہم لاہور سے بھی دہشت گردوں کو اسی طرح بھگا دیں گے جس طرح کراچی سے بھگایا ہے۔ دہشت گردی کے ذریعے اقتدار حاصل کرنے کی اپوزیشن کی خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی۔

8 اپریل کو صدر لغاری نے کہا کہ حکومت احتیاط سے کام لے اور اپوزیشن کو انتقامی

کی کمر ٹوٹ گئی۔ اب وہ پناہ کی تلاش میں ہیں۔ 90 فیصد اسلحہ بازیاب کر لیا گیا ہے۔ حالات قابو میں آ رہے ہیں۔ امن کی بحالی کے دوران 233 پولیس اہلکار جاں بحق ہوئے۔
الطاف حسین نے کہا کہ حکومت ظلم کر کے مہاجروں کو دیوار سے لگا رہی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت نے ملک کو سنگین خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

اخبارات کا احتجاج

نیوز پرنٹ پیپر پر ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس لگانے کے خلاف اخبارات نے بطور احتجاج 4 ستمبر کو ملک گیر ہڑتال کرنے فیصلہ کر لیا۔ بے نظیر نے کہا کہ خواہ سال کے 365 دن کوئی بھی اخبار شائع نہ ہوا، پھر بھی ڈیوٹی واپس نہیں لیں گے۔ اپوزیشن نے ہڑتال کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر کا بیان فرعونیت ہے۔
آل پاکستان کلرکس ایسوسی ایشن کے صدر نے کہا کہ حکومت نے ہمارے مطالبات کے بارے میں اپنے وعدوں سے انحراف کیا ہے اس لیے ہم 26 ستمبر کو اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے۔

مذاکرات کا آغاز

29 اگست کو حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات کا چھٹا دور گورنر ہاؤس کراچی شروع ہوا۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ اگر ظلم و زیادتی کا ازالہ ہو، آپریشن بند ہو اور محاصرے ختم ہوں تو اعتماد بحال ہو جائے گا۔ اور اس طرح حکومت میں شمولیت کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ اگر بوریوں میں بند لاشیں ملتی رہیں تو پھر اعتماد کس طرح بحال ہو سکتا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں 6 ماہ کے لیے سیزفائر ہو جائے گی تو ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ اقتدار میں شرکت کا فارمولا طے پا سکتا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ اقتدار ہماری منزل نہیں۔ حکومت اپنی انتظامیہ کو سیزفائر کا حکم دے۔ یہ مذاکرات مخلصانہ نہیں بلکہ دونوں جانب سے وقت گزاری کا ایک ذریعہ تھے۔ نتیجہ خیز نہ ہونے کے باوجود 30 اگست کو بھی دونوں کے درمیان تین گھنٹے تک مذاکرات ہوئے اور طے پایا کہ اگلا دور 3 ستمبر کو ہو گا۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم امن کے قیام میں تعاون کرے اور ہڑتالوں سے گریز کرے۔ الطاف حسین نے کہا کہ عوام پُرامن احتجاج کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔
30 اگست کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے حکومت سندھ کے وزراء اور ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماؤں سے ملاقات کر کے کراچی کی صورت حال پر بات چیت کی۔ رابن

کارروائیوں کا تاثر نہ دے۔ حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔ قیمتیں عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہوتی جارہی ہیں۔

10 اپریل کو نصیر بابر نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جاوید اشرف پٹرول بم لے کر جارہا تھا۔ نواز شریف نے اسپیکر سے مطالبہ کیا کہ وہ وزیر داخلہ کو بے بنیاد الزامات لگانے سے روکیں ورنہ ہم بندوبست کریں گے۔

حکومت پنجاب کی ہدایت پر لاہور ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس نے سینیئر جج مسٹر جسٹس احسان الحق چوہدری کو جاوید اشرف ہلاکت کیس میں تحقیقات کے لیے نامزد کردیا لیکن پھر اسلام آباد سے ہدایت ملنے پر اس میں تبدیلی کر کے 10 اپریل کو جسٹس منیر۔ اے شیخ کی سربراہی میں نیا سہ رکنی ٹریبونل مقرر کردیا جو پولیس چوکی تباہ کرنے اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے کے ذمہ داران کی بھی نشاندہی کرے گا۔ مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ جاوید اشرف کے قتل کی تحقیقات سپریم کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔

بھارتی آلو کی درآمد

اخباری ذرائع کے مطابق بھارتی آلو درآمد کرنے کی وجہ سے یوٹیلٹی اسٹور کو 38 لاکھ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ایک کروڑ 18 لاکھ روپے میں خریدے گئے آلو 80 لاکھ روپے میں فروخت ہوئے۔

مردم شماری

مرکز اور صوبوں کے درمیان عدم اتفاق کے باعث ملک بھر میں نئی مردم شماری کا کام پھر روک دیا گیا اور طے پایا کہ وسائل کی تقسیم اور دیگر اُمور میں 1981ء کی مردم شماری کے تحت انجام پائیں گے۔ اب تک خانہ شماری پر 35 ملین روپے خرچ کئے جاچکے ہیں جو سب ضائع کئے گئے۔

سیلز ٹیکس کا نفاذ

سرتاج عزیز نے کہا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر 46 اشیاء پر سیلز ٹیکس کا نفاذ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ یہ حکومت کا تیسرا منی بجٹ ہے۔ غربت سے تنگ آئے ہوئے عوام مزید مشکلات کا شکار ہو جائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ پارلیمنٹ کو بائی پاس کر کے کئی منی بجٹ اور دوسرے آرڈیننس جاری کئے گئے۔ میرے اقتدار میں آنے کا راستہ اب کوئی نہیں روک

رافیل نے کراچی میں خونریزی بند کرنے کے لیے دونوں فریقوں کے درمیان سیاسی تصفیہ کرنے پر زور دیا۔

30 اگست کو رابن رافیل نے صوبہ سندھ کے وزراء اور ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماؤں سے ملاقات کر کے کراچی کی صورت حال پر بات چیت کی۔ رابن رافیل نے کراچی میں خونریزی بند کرنے کے لیے دونوں فریقوں کے درمیان سیاسی تصفیہ کرنے پر زور دیا۔

30 کو حکومت سندھ نے صوبہ بھر میں اسلحہ فروشوں کے لائسنس معطل کر کے اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کر دی۔ اسی روز ناظم آباد میں ایک گھر میں گھس کر مسلح افراد نے سوتے ہوئے دو حقیقی بھائیوں کو گولیوں سے بھون ڈالا۔

محاصرے اور گرفتاریاں

30 اگست کو بلدیہ ٹاؤن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ 500 افراد کو حراست میں لے کر انہیں قطار میں کھڑا کر کے نقاب پوش مخبروں سے شناخت کرائی گئی۔ اُن کی نشاندہی پر 151 افراد کو باضابطہ طور پر گرفتار کر لیا گیا۔ دوسرے علاقوں میں چھاپے مار کر 30 مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ مخبروں کی نشاندہی پر قبر میں دفن راکٹ لانچر اور دستی بم برآمد کئے گئے۔ کچی گراؤنڈ کے ایک بڑے ملزم کو بس اسٹاپ سے گرفتار کر لیا گیا۔ 39 افراد کو اغوا کر کے قتل میں ملوث چار مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن میں سے تین ملزمان امجد خاں عرف بڈھے کی روح، کمال عرف پارا اور طارق عرف تیمور نے 34 افراد کو قتل کر کے اُن کی لاشیں کچی گراؤنڈ میں پھینکنے کا اعتراف کر لیا۔ فیروز آباد میں بھی فائرنگ کے تبادلہ کے بعد چار ملزمان گرفتار کر لیے گئے۔ حیدر آباد میں بھی ایم۔ کیو۔ ایم کے ظفر مغل سمیت 24 افراد گرفتار کر لیے گئے لیکن یہ بات باعث حیرت ہے کہ ایسے سنگین جرائم کا اعتراف کرنے والے ملزمان کو حکومت کسی عدالت کے سامنے پیش نہیں کرتی۔ یا تو وہ منظر سے غائب ہو جاتے ہیں یا پولیس مقابلہ میں قتل ہو جاتے ہیں۔

31 اگست کو اجمل دہلوی نے کہا کہ نصیر بابر کے حکم پر ایم۔ کیو۔ ایم کی خواتین بھی گرفتار کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے 48 گھنٹے کے اندر خواتین کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہم ماؤں اور بہنوں کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہماری کارکن سیما زریں کو فوری طور پر رہا نہیں کیا گیا تو ہم آئندہ لائحہ عمل بنانے میں آزاد ہوں گے۔ نصیر بابر نے خواتین کی گرفتاری کی تردید کی اور کہا کہ ہم ماؤں بہنوں کی عزت کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اگر مجھے کراچی کا ٹکا خاں سمجھتے ہیں تو یہ اُن کی سوچ ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ بے نظیر نے کہا

سکتا۔ بے نظیر نے 11 اپریل کو کہا کہ اقتدار میں آنے کے تمام چور دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ ملک میں کوئی سیاسی یا آئینی بحران نہیں۔ دہشت گردی کے ذریعے مڈٹرم انتخابات نہیں کرائے جاسکتے۔

11 اپریل کو کاکول میں پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے جنرل جہانگیر کرامت نے کہا کہ فوج کا کام سرحدوں کی حفاظت کرنا اور قومی سلامتی کو یقینی بنانا ہے۔ فوج اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرے گی۔

برطانوی اخبار "فنانشل ٹائمز" نے اپنی خصوصی رپورٹ میں کہا کہ فوج کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے امکانات کم ہوگئے ہیں۔ کرپشن کی وجہ سے سیاست دانوں سے عوام کا اعتقاد ختم ہوگیا ہے۔ غریبوں کو بنیادی ضروریات زندگی میسر نہیں۔

12 اپریل کو نواز شریف نے کہا کہ ہماری جدوجہد آہستہ آہستہ کامیاب ہو رہی ہے۔ باہر سے مسلط کردہ حکومتوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آج کے حکمران بہت جلد لوٹ مار، بدعنوانی اور قتل کا حساب دینے کے لیے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ ملک میں دن بدن افراتفری، بدعنوانی اور گرانی بڑھتی جا رہی ہے۔ 13 اپریل کو ارکان اسمبلی سے گفتگو کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ملکی ترقی ہماری اولین ترجیح ہے۔ اپوزیشن افراتفری، تشدد اور انتشار پھیلانے میں کامیاب نہیں ہوگی۔

ایوان صدر میں خصوصی سیل

ایک ہفت روزہ کی رپورٹ کے مطابق ایوان صدر میں حکومت کی بدعنوانیوں کا سارا ریکارڈ دستاویزی ثبوت کے ساتھ جمع کیا جا رہا ہے۔ فائلیں تیار کی جا رہی ہیں تاکہ بدعنوانیوں کے ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے اقدامات کئے جاسکیں۔ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ عوام کو بری طرح نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ملک کی دو تہائی آبادی جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان سے بھی بڑھ کر عوام کو تعلیم کی ضرورت ہے۔

عمران خاں کا اعلان

13 اپریل کو اپنے سابقہ موقف میں تبدیلی کرتے ہوئے عمران خاں نے چکوال میں کہا کہ نظام تبدیل کرنے کے لیے میں جلد میدان میں آؤں گا۔ میں نے ضیاء الحق اور معین قریشی کی پیش کش اس وجہ سے ٹھکرا دی تھی کیونکہ میں موجودہ نظام میں کام نہیں کر سکتا۔ ملک میں

کہ ہماری خواہش ہے کہ گھر، بازار اور گلیاں روشن ہوں اور کارخانے چلتے رہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت نے عوام سے جینے کا حق چھین لیا ہے۔ مسلم لیگ جلد اقتدار میں آ کر ظالموں کا احتساب کرے گی۔

31 اگست کو اسلام آباد میں سپاہ محمد پاکستان کے سربراہ علامہ مرید عباس یزدانی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اُن کے مرکزی دفتر سے اسلحہ بھی برآمد ہوا۔

عبدالستار ایدھی کا انٹرویو

31 اگست کو عبدالستار ایدھی نے سعودی عرب کے ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں جلد ہی ایدھی ٹرسٹ سے ریٹائر ہو کر عملی سیاست میں حصہ لوں گا۔ ہم نے 48 برسوں میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل 1420 ایسے خاندان پیدا کئے ہیں جو ہیروئن کی فروخت اور اسلحہ کی اسمگلنگ میں ملوث ہیں۔

چھاپے اور گرفتاریاں

پولیس نے اورنگی ٹاؤن نئی کراچی اور لیاقت آباد میں رات بھر چھاپے مار کر 14 اشتہاری ملزم اور 12 مبینہ قاتل گرفتار کر لئے۔ بڑی تعداد میں اسلحہ بھی برآمد ہوا 3 ستمبر کو پولیس نے دو یونٹ انچارج سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے 5 کارکن گرفتار کر لئے۔ ایک ملزم نے پولیس والوں اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں سمیت 38 افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔ 4 ستمبر کو سہیل کمانڈو کو اس کے دو ساتھیوں سمیت رفاہ عام سوسائٹی سے گرفتار کر لیا گیا۔ اسلحہ فروخت کرنے والا ایک ملزم بھی اپنے ساتھیوں سمیت پکڑا گیا۔

گلشن اقبال میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو کارکن یامین اور بابر پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گئے۔ دونوں قتل کی وارداتوں میں ملوث تھے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کا دوسرا کارکن طارق عرف تیمور سینٹرل جیل کراچی میں پر اسرار طور پر ہلاک ہو گیا اسے 16 اگست کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر نے اس کی ہلاکت کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ طارق تیمور کی والدہ شہناز بیگم نے پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے بیٹے کے قتل کے ذمہ دار بے نظیر، نصیر بابر، عبداللہ شاہ ہیں۔ میرا بیٹا اگر دہشت گرد تھا تو حکومت عدالت میں ثابت کر کے سزا دلواتی۔ ڈاکوؤں کے پاس تو لوٹا ہوا مال ہوتا ہے۔ ہمارے پاس تو کھانے تک کو کچھ نہیں۔ میرا بیٹا گھر کا واحد کفیل تھا۔ نصیر بابر نے کہا طارق کی والدہ کا دعویٰ غلط ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کامیاب کارروائیوں نے الطاف گروپ کی کمر توڑ دی ہے۔ ہمیں ان کے ٹھکانوں اور نیٹ

موجودہ کسی سیاسی جماعت کو میں قابل نہیں سمجھتا تھا کہ اُس میں شمولیت اختیار کرلوں۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت اور عمران خاں میں کوئی سیاسی محاذ آرائی نہیں ہے۔ وہ کوئی سیاسی شخصیت نہیں، حکومت اُنہیں سہولت اور مدد فراہم کر رہی ہے۔

اسپتال میں بم دھماکہ

14 اپریل کو شوکت خانم اسپتال لاہور میں بم کے ایک خوفناک دھماکہ میں سات افراد جاں بحق اور 60 زخمی ہوگئے۔ دو افراد جل کو کوئلہ ہوگئے۔ پوری عمارت لرز اُٹھی۔ بیرونی مریضوں کا شعبہ مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔ گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ عمران خاں کو قتل کرنے کی سازش تھی۔ عمران خاں نے کہا کہ میں ڈروں گا نہیں اور اپنا مشن جاری رکھوں گا۔ ایوان صدر اور وزیراعظم سکرٹریٹ میں کھلبلی مچ گئی۔ حکومت نے فوری تحقیقات کرنے کا حکم دے دیا۔ وزیر داخلہ کو تفصیلی رپورٹ فراہم کرنے کی ہدایت کی گئی۔

بے نظیر دھماکہ کی خبر سن کر پشاور سے لاہور پہنچیں اور سیدھی شوکت خانم اسپتال گئیں۔ عمران خاں اُن کی آمد پر اسپتال سے اپنے گھر چلے گئے۔ وزیراعظم نے ملزمان کی فوری گرفتاری کی ہدایت دی اور کہا کہ کراچی کی طرح لاہور میں بھی دہشت گردی کو کچل دیں گے۔ اُنھوں نے سوگوار خاندانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ بعد میں عمران خاں نے کہا کہ میں منافق نہیں کہ اسپتال میں وزیراعظم کا استقبال کرتا۔ وہ تصویر بنوانے آئی تھیں۔ اُن کے وزراء اسپتال کے خلاف مہم چلا رہے ہیں۔ میں اصلاحات کے لیے تحریک چلانا چاہتا ہوں، سیاسی جماعت بنانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔

نواز شریف نے کہا کہ دھماکہ حکومت کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ اگر وہ مجرموں کو نہیں جانتی تو اقتدار چھوڑ دے۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس کام کے لیے لاہور کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہسپتال میں بم کے دھماکے پر وزیر داخلہ کو گرفتار کیا جائے۔

رابن رافیل کی ملاقات

17 اپریل کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ مسز رابن رافیل نے اسلام آباد میں وزیراعظم بے نظیر سے ملاقات کر کے اُنہیں پاکستان کو اضافی رقم جاری کرنے کے امریکی فیصلے سے آگاہ کیا۔ پاکستان کی جانب سے ایٹمی اور میزائل پروگرام منجمد کرنے کے بارے میں یقین دہانی کے بعد کلنٹن انتظامیہ نے اعلان کیا کہ امریکہ اب پاکستان کو اسلحہ بھی دے گا اور رقم بھی دے گا۔ بعد میں آئی۔ ایم۔ ایف نے پیرس میں کنسورشیم کے اجلاس میں پاکستان کے لیے 78 ملین ڈالر

ورک کا پتہ چل گیا ہے۔ اگر منتخب ارکان سندھ اسمبلی دہشت گردی کی حمایت ترک کر دیں تو انہیں حکومت میں شریک کیا جا سکتا ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم دور آمریت کی یاد گار ہے۔ دسمبر تک کراچی میں امن قائم ہو جائے گا۔ قربانی کی کھالوں کے ڈیڑھ کروڑ روپے میں سے 80 لاکھ الطاف حسین کو بھیج دیئے گئے۔ کراچی کے 75 تھانیدار تبدیل کئے جا رہے ہیں۔ 500 پولیس اہلکار نکال دیئے گئے ہیں سات انسپکٹر جیلوں میں بند ہیں۔ پنجاب سے پولیس کی نئی نفری آ چکی ہے۔ اسٹیل ملز پی۔ آئی۔ اے پورٹ قاسم اور کے۔ پی۔ ٹی میں مہاجر اپنے کوٹے سے زیادہ ہیں فوج میں ان کا ایک سپاہی بھی نہیں سارے کے سارے افسر ہیں۔ وفاقی حکومت میں 17 سے 22 تک کے گریڈ میں وہ اپنے کوٹے سے 600 فی صد زیادہ ہیں۔ الطاف گروپ کے سرگرم کارکنوں نے کئی کئی شناختی کارڈ اور پاسپورٹ بنوا رکھے ہیں انیس قائم خانی کسی اور نام سے ہماری حراست میں ہے۔ عوام اب خود دہشت گردوں کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم، جماعت اسلامی، جے۔ یو۔ آئی سمیت تمام جماعتیں کراچی میں پُرامن سیاسی عمل کا آغاز کر دیں۔

صوبائی اسمبلی کی رکنیت

5 ستمبر کو سندھ اسمبلی کے ڈپٹی، سپیکر نبیل گبول نے کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم کے ممبران اسمبلی مزید دس روز غیر حاضر رہے تو ان کی رکنیت کے خاتمے کے لئے الیکشن کمیشن سے رجوع کیا جائے گا۔ شعیب بخاری نے کہا کہ اگر ہمارے اسیر ارکان کو اسمبلی میں شرکت کے لئے نہیں لایا گیا تو ہمارا اجلاس کا بائیکاٹ جاری رہے گا۔

مذاکرات

بد امنی اور کشیدگی کے باوجود حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان 3 ستمبر اور پھر 7 ستمبر کو گورنر ہاؤس کراچی میں مذاکرات کے دو دور ہوئے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ گھنٹوں تک جاری رہنے والی بات چیت کے باوجود مذاکرات میں ایک انچ کی پیش رفت بھی نہیں ہو سکی۔ البتہ دونوں فریق بات چیت جاری رکھنے پر رضامند ہو گئے۔ مذاکرات کا اگلا دور اسلام آباد میں 13 ستمبر کو ہوا جس میں اجمل دہلوی نے سرکاری ٹیم کو ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک نکاتی فارمولا پیش کر دیا۔ چار گھنٹے طویل مذاکرات کے بعد اجمل دہلوی نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے اپنا ایک نکاتی فارمولا حکومت کے حوالے کر دیا ہے، اب نتیجہ حکومت کے رویہ پر منحصر ہے۔ وزیر داخلہ نے اپنی متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ لیکن ہم اشتعال میں نہیں

قرض کی دوسری قسط جاری کرنے کی منظوری دے دی۔ کنسورشیم نے پاکستانی عہدیداروں کی توجہ دلائی کہ سرکاری اخراجات کنٹرول سے باہر ہوتے جارہے ہیں۔ تجارتی خسارہ بڑھ رہا ہے۔ ٹیکسوں کی وصولی میں کمی ہو رہی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار مشکوک ہیں۔ ملک دیوالیہ پن کی جانب بڑھ رہا ہے۔ وزیر مملکت مخدوم شہاب نے کہا کہ آئی۔ ایم۔ ایف کے مشورے ہمارے لیے مفید ہیں۔ آصف زرداری نے کہا کہ آئی۔ ایم۔ ایف پاکستان کی ترقی چاہتا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے غیر ملکی امداد کی بیساکھیوں کو توڑ کر قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی راہ دکھا دی ہے۔ آئندہ بھی ایسا ہی کریں گے۔

مسز رابن رافیل نے چوہدری شجاعت کی اسلام آباد رہائش گاہ پر نواز شریف سے بھی ملاقات کی۔ رابن رافیل نے کہا کہ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان نارمل تعلقات قائم ہوں۔

یونائیٹڈ بنک کی نجکاری

17 اپریل کو مسلم لیگ کے ممبران قومی اسمبلی خواجہ محمد آصف اور شاہد خاقان عباسی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ حکومت یو۔ بی۔ ایل کو ایک غیر معروف سعودی گروپ کے ہاتھ فروخت کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ اس بنک کی لندن کی ایک برانچ سے وزیراعظم کے خسر حاکم علی زرداری کو ایک ارب روپے کا قرضہ دیا گیا ہے۔ مشکوک حالات میں اس کی نجکاری کا مقصد اس قرضے کو ہڑپ کرنا ہے۔ غیر ملکی فرم کو یہ بنک فروخت کرنے کا سودا منسوخ کیا جائے اور پاکستانی اداروں کو اس کی خرید کا موقع دیا جائے۔

سینٹ کی کمیٹی نے بھی یونائیٹڈ بنک کی فروخت کو غیر شفاف قرار دے دیا۔ بنک نے 1995ء میں 45 کروڑ روپے منافع کمایا لیکن اُس کے اثاثے 36 کروڑ 92 لاکھ روپے ظاہر کئے گئے۔ جبکہ اُن کی مالیت 12 ارب روپے سے زائد ہے۔ بنک کو محض 58 کروڑ روپے میں فروخت کر دیا گیا۔ کمیٹی نے از سر نو پیش کش طلب کرنے کی ہدایت کی۔ بے نظیر نے کہا کہ یو۔ بی۔ ایل کی نجکاری نہ کی جائے۔

کوٹ ادو پروجیکٹ

وفاقی حکومت نے کوٹ ادو پروجیکٹ ایک برطانوی کمپنی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

آئیں گے۔

اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں بھی 26 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس گاڑیوں اور موبائلوں پر حملے ہوئے۔

صوبائی اسمبلی

10 ستمبر کو فاروق ستار کو جیل سے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسمبلی بلڈنگ لایا گیا۔ لیکن وہ ایوان میں نہیں آئے اور کہ کہ جب تک ہمارے دوسرے چھ اسیر ارکان کہ جنہیں اسلام آباد منتقل کر دیا گیا ہے نہیں لایا جاتا ہمارا اسمبلی کا بائیکاٹ جاری رہے گا۔ سندھ اسمبلی نے ایم۔ کیو۔ ایم کے 24 ارکان کی چھٹی کی درخواستیں منظور کر لیں لیکن فاروق ستار نے کہا کہ ہم نے چھٹی کی کوئی درخواست نہیں دی۔

یونس حبیب کی اہلیہ کی ہلاکت

مہران بنک اسکینڈل کے مرکزی کردار اور ممتاز بینکار یونس حبیب کی دوسری اہلیہ زیبا ثنا حبیب کو دن دہاڑے 13 ستمبر کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ وہ اپنے شوہر کو عدالت میں کھانا دینے جا رہی تھیں کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے عقب سے ان کی کار پر فائرنگ کر دی۔ بھائی زخمی ہو گیا۔ یونس حبیب نے کہا کہ میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں۔

11 تا 15 ستمبر کراچی میں 13 افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ بوریوں میں ہاتھ پیر بندھی نعشیں ملیں۔ اغوا کر کے نوجوانوں کو قتل کیا گیا۔

عالمی ہفتہ احتجاج

ایم۔ کیو۔ ایم اوورسیز نے 11 تا 16 ستمبر دنیا کے مختلف ملکوں فن لینڈ، سویڈن، بلجیم، ناروے، جرمنی، فرانس، آسٹریا اور ڈنمارک وغیرہ میں ڈیڑھ سو سے زائد مقامات پر ہفتہ احتجاج کے دوران مصروف بازاروں اور دفاتر میں دس لاکھ ہینڈبل اور لٹریچر تقسیم کیا۔ 52 سفارت خانوں میں یادداشتیں پیش کیں۔ کارکنان نے احتجاجی مظاہرے کیے۔ انہوں نے مخصوص قمیص پہن رکھی تھیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف گروپ نے وزیراعظم اور مسلح افواج کے خلاف شرمناک ہینڈبل تقسیم کر کے غیر ملکی مداخلت کو دعوت دی ہے۔

16 ستمبر کو ٹیکسی میں سوار ایک سب انسپکٹر اور ایک سپاہی کو ان کے تعاقب میں مسلح افراد نے موقع ملتے ہی ان پر فائرنگ کر دی۔ دونوں موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ 17 ستمبر کو پیپلز پارٹی کے

شہباز شریف کی رہائی

17 اپریل کو میاں شہباز شریف کو لاہور ہائی کورٹ کے طبی بنیادوں پر ضمانت پر رہائی کا حکم جاری ہونے پر اڈیالہ جیل سے رہا کر دیا گیا۔ اُن کے جیل سے باہر آتے ہی پر جوش کارکنوں نے جیل پر دھاوا بول دیا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ شہباز شریف نے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم پیپلز پارٹی کو سیاسی طور پر ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں گے۔ نواز شریف پر دباؤ ڈالنے کے لیے مجھے گرفتار کیا گیا۔ نواز شریف نے جو خود اڈیالہ جیل نہیں گئے تھے، فون پر شہباز شریف کو رہائی پر مبارک باد دی۔

نواز شریف نے کہا کہ کراچی سے خیبر تک مسلم لیگ ہی مسلم لیگ ہے۔ بے نظیر میدان میں آکر ہمارا مقابلہ کریں۔ ہم الیکشن میں ہارے نہیں بلکہ بددیانتی سے ہمیں ہرایا گیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم دہشت گردوں کا ساتھ دینے والے لوگ نہیں بلکہ وطن کے لیے خون دینے والے لوگ ہیں۔ پاکستانی پرچم بلند رکھنے کے لیے ہر بچہ اور ہر پاکستانی میرا ساتھ دیتا رہے گا۔

یوم اقبال 20 اپریل کو الحمرا آرٹ کونسل میں یوم اقبال پر ایک تقریب منعقد ہونا تھی۔ جس میں شہباز شریف مہمان خصوصی تھے لیکن آرٹ کونسل نے بجلی کے نظام میں خرابی کا بہانہ کر کے جلسے کی اجازت اچانک منسوخ کر دی۔ شہباز شریف نے کہا کہ یہ تقریب مارشل لاء دور میں بھی ہر سال منعقد ہوتی رہی ہے۔ جلسے کی اچانک منسوخی افکار اقبال کی توہین اور نظریہ پاکستان پر براہ راست حملہ ہے۔

22 اپریل کو وزیر اعظم بے نظیر شام کے تین روزہ دورہ پر دمشق پہنچ گئیں۔ وہ صدر حافظ الاسد سے اہم اُمور پر تبادلہ خیال کریں گی۔

قومی تعمیر نو کا پروگرام

23 اپریل کو نواز شریف نے قومی تعمیر نو کے لیے نظریہ پاکستان کے فروغ، ہارس ٹریڈنگ کا خاتمہ، مہنگائی، قرضوں اور بے روزگاری سے نجات، آزاد عدلیہ، کرپشن کا خاتمہ، جان و مال، عزت و آبرو کا تحفظ، جہالت اور پسماندگی سے چھٹکارا، مستحقین کی امداد میرٹ پر بھرتیاں، کراچی کے مسئلہ کا فوری اور مستقل سیاسی حل، مسئلہ کشمیر کے لیے فیصلہ کن جدوجہد، قومی امنگوں کے مطابق خارجہ پالیسی اور ناقابل تسخیر دفاع پر مشتمل اپنے 14 نکاتی پروگرام کا خاکہ پیش کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ آج صرف زرداری ٹولہ خوش ہے۔ اُن کی جیبوں میں ہر روز کروڑوں روپے پہنچ رہے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ حکمرانوں کی کھال اُدھیڑ دی جائے۔ وزیر اعظم وی۔ آئی۔ پی جھوٹ بولنا بند کر دیں۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے لیے غیر جانبدار حکومت کا قیام ناگزیر

ایک رہنما عثمان غنی اور ان کے محافظ کو کلاایل لے نزدیک فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ 19 ستمبر کو پیر آباد میں پانچ پولیس اہلکار ڈیوٹی پر تھے کہ کالی پہاڑی سے ان پر فائرنگ کی گئی۔ ایک کانسٹیبل نے موقع پر دم توڑ دیا۔ حب چوکی میں مسجد کے اندر فائرنگ سے دس افراد جاں بحق ہو گئے کوٹڑی جامشورد کے علاقے میں مسلح افراد نے تھرمل پاور اسٹیشن کے اندر گھس کر سیکورٹی گارڈز محمد الیاس اور مہر علی کو ہلاک کر دیا۔ حملہ آور ان کی دو کلاشن کوفیں اور 40 گولیاں لے کر فرار ہوگئے۔ مختلف علاقوں میں فائرنگ کی وار داتوں میں مزید 13 افراد ہلاک ہوگئے متاثرہ علاقے کریکر کے دھماکوں سے گونجتے رہے۔ ایک کوچ، پندرہ گاڑیاں اور ایک موٹر سائیکل جلا دی گئی۔ لیاقت آباد تھانے اور رینجرز کی گاڑیوں پر حملے ہوئے۔

الطاف حسین کی سالگرہ

الطاف حسین نے لندن سے کہا کہ 17 ستمبر کو ان کی 42 ویں سالگرہ کے موقع پر کوئی تقریب منعقد نہ کی جائے۔ میں کس دل سے خوشی مناؤں جبکہ مہاجروں کے ساتھ مفتوحہ قوم جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ خوشی اس وقت منائیں گے جب مہاجر قوم کو اس کے حقوق مل جائیں۔ میں سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے اکیلا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔

محاصرے، چھاپے اور پولیس مقابلے

9 ستمبر کو فائرنگ کے تبادلے کے بعد پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے کاشف کمانڈو اور اس کے ایک ساتھی کو زخمی حالت میں گرفتار کر لیا جبکہ اس کے دوسرے ساتھی نعیم چریا، فہیم بھورا اور احمد فرار ہوگئے۔ ایک راہ گیر نوجوان آصف بھی فائرنگ کی زد میں آ کر جاں بحق ہوگیا۔ جب بے گناہ آصف کی نعش گھر پہنچی تو کہرام مچ گیا۔ پولیس نے مختلف مقامات پر چھاپے مار کر 36 مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا۔ اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ گرفتار شدگان کو خفیہ مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ 12 ستمبر کو پولیس نے ارشد کے۔ ٹو کے 8 ساتھیوں کو گرفتار کر لیا جو موسیٰ کالونی کے اجتماعی قتل اور 50 سے زائد سنگین وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 15 ستمبر کو لانڈھی میں پولیس کے مقابلے کے بعد چار دہشت گرد گرفتار کر لئے گئے۔ 16 ستمبر کو رینجرز نے نئی کراچی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ تین ہزار افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ ایک شخص فائرنگ کے تبادلہ میں ہلاک ہوگیا۔ لیاقت آباد میں بھی 12 افراد گرفتار کیا گیا۔ 17 ستمبر کو زماں ٹاؤن سے 6 دہشت گرد اسلحہ سمیت گرفتار کئے گئے۔ دو چھینی ہوئی گاڑیاں بھی برآمد ہوئیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا جو دہشت گرد زیر زمین چلے گئے ہیں وہ بھی جلد گرفتار کر لئے جائیں گے 18 ستمبر کو سعود آباد لیاقت

ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حکومت جمہوری طریقے سے رخصت ہو جائے، صدر اپنا آئینی کردار ادا کریں۔

شہباز شریف نے متناسب نمائندگی کے تحت انتخابات کرانے کی تجویز پیش کر دی۔

تحریک انصاف کا قیام

25 اپریل کو عمران خاں نے تحریک انصاف کے قیام کا اعلان کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ دونوں بڑی پارٹیوں میں مفاد پرستوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہم الیکشن میں حصہ لیں گے اور اسمبلیوں میں نئے چہرے سامنے لائیں گے۔ موجودہ نظام میں تبدیلی کے لیے عوام تحریک انصاف میں شامل ہو جائیں۔ بی۔ بی۔ سی نے اپنے تبصرہ میں کہا کہ سیاسی روایات کے برعکس نہ تو کسی اہم شخصیت نے تحریک انصاف میں اپنی شمولیت کا اعلان کیا اور نہ ہی کوئی نعرہ وضع کیا گیا۔ کسی ڈرامائی اعلان کی توقع رکھنے والوں کو اس کارروائی سے مایوسی ہوئی۔

27 اپریل کو مولانا شاہ احمد نورانی نے لاہور میں نواز شریف سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ دونوں کے درمیان طے پایا کہ اسی سال غیرجانبدار حکومت کے تحت انتخابات کرانے کے لیے مسلم لیگ اور جے۔ یو۔ پی مشترکہ اقدامات کریں گی۔ مولانا نورانی نے کہا کہ ملی یکجہتی کونسل میں شامل جماعتیں کسی دوسری جماعت کے ساتھ اتحاد کر سکتی ہیں۔

پولیس مقابلہ میں تین قتل

یکم اپریل کو پولیس کے مطابق تین مبینہ دہشت گرد محمد احمد، شاکر اور زبیر شریف آباد اور شریف ٹاؤن میں پولیس مقابلوں میں ہلاک ہوگئے۔ وہ بکتر بند گاڑیوں پر حملوں اور فوج کے دو کپتانوں اور پولیس کے کئی اہلکاروں کو اغوا کرکے قتل کرنے میں ملوث بتائے گئے۔

2 اپریل کو الطاف حسین نے کہا کہ پچھلے تین دنوں میں ہمارے 6 کارکن حراست کے دوران قتل کر دیئے گئے ہیں۔ صدر اپنی آئینی ذمہ داری پوری کریں۔ مہاجروں کا خون ہر جگہ ظالموں کا تعاقب کرے گا۔ بے نظیر حکومت جلد ختم ہونے والی ہے۔ الطاف حسین نے نواز شریف کو ٹیلی فون پر اپنے کارکنوں کے قتل سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اس پر پورے ملک میں تشویش پائی جاتی ہے۔ رابطہ کمیٹی نے 3 اپریل کو ہڑتال کا اعلان کر دیا اور کہا کہ اگر ذمہ دار پولیس حکام کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو اگلے دن بھی ہڑتال ہوگی۔ الطاف حسین نے کہا کہ قتل عام بند نہ ہوا تو غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کی جائے گی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ جس واقعہ پر ہڑتال کرائی جا رہی ہے اُس کی تحقیقات کے لیے ایک ٹریبونل پہلے ہی قائم کر دیا گیا

آباد اور بغدادی میں فائرنگ کے تبادلہ کے بعد پولیس نے 16 مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے بھاری تعداد میں اسلحہ اور مسروقہ گاڑیاں برآمد کر لیں۔ 19 ستمبر کو ضلع وسطی میں پولیس نے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اس کے قبضے سے دو کروڑ روپے مالیت کے وائرلیس کے پرزے اور اسلحہ برآمد کر لیا جو تخریب کاری کے لئے استعمال ہوتا تھے۔ اجمیر نگری میں ایک گھر سے نقدی اور زیورات لوٹنے کے الزام میں ایک سب انسپکٹر اور ایک سپاہی کو گرفتار کر لیا گیا۔ گلشن اقبال کے ایک فلیٹ پر چھاپہ مار کر پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک سابق کونسلر عبدالمجید اور ان کے تین رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا۔ کوٹری میں ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک رہنماء کی گرفتاری کے لئے پولیس نے ایک فیکٹری پر چھاپہ مارا۔ اس کے نہ ملنے پر پولیس نے فیکٹری منیجر کو گرفتار کر لیا۔

گرفتاری پر انعام

19 ستمبر کو حکومت سندھ نے ایم۔ کیو۔ ایم کے سابق ممبر اسمبلی اسامہ قادری اور ریحان کانا، ندیم چٹا، مجید منجھلا، یعقوب میڈا، سلیم کنکا، عارف اندھا، مبین ٹنڈا، نعیم شری سمیت سنگین جرائم میں ملوث 60 ملزمان کی گرفتاری کے لئے مجموعی طور پر 5 کروڑ روپے انعام کا اعلان کر دیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ سروں کی قیمت مقرر کر کے حکومت توہین عدالت کی مرتکب ہوئی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو قومی سیاست سے جبراً باہر کیا جا رہا ہے۔

20 ستمبر کو پولیس نے غوثیہ نگر میں چھاپہ مار کر مخبری کے شبہ میں ایک شخص کو اس کے دو بیٹوں اور بیٹیوں سمیت 21 افراد کے قتل میں ملوث ایک مبینہ دہشت گرد محمد حفیظ کو گرفتار کر لیا۔ ارشد کے۔ٹو سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے 8 کارکنوں کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔

مذاکرات

19، 20 اور 21 ستمبر کو اسلام آباد میں حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات کے تین ناکام دور ہوئے۔ 19 ستمبر کو دو گھنٹے تک جاری رہنے والی بات چیت میں حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک نکاتی فارمولا مسترد کر دیا۔ وہ مطالبہ کیا تھا اسے راز میں رکھا گیا۔ 20 ستمبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کی مذاکراتی ٹیم نے رئیس فاطمہ اور شازیہ فاروق کی بازیابی کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔ 18 اور 21 نکات پر بات کی گئی۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی ٹیم نے کہا کہ ایک مخصوص لابی کراچی میں بدامنی کی ذمہ دار ہے۔ 21 ستمبر کو ہڑتال کے باوجود ڈھائی گھنٹے تک مذاکرات جاری رہے لیکن کوئی پیش

ہے۔

چھاپے اور گرفتاریاں

13 اپریل کو مڈنائٹ آپریشن میں پولیس اور رینجرز نے اورنگی، کورنگی، لیاقت آباد، نئی کراچی اور ایئرپورٹ پر چھاپے مار کر تین یونٹ انچارج قیوم انصاری، ارشد بلو اور محمد جاوید کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔ متعدد دوسرے افراد بھی حراست میں لے لیے گئے۔ سابق رکن سندھ اسمبلی قاضی فیض محمد کی رہائش گاہ پر ڈاکٹر عمران فاروق کی تلاش میں چھاپہ مارا گیا۔ 4 اپریل کو مومن آباد میں پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک کارکن ہلاک ہوگیا۔ اُس کے تین ساتھی فرار ہوگئے۔ مقتول 47 افراد کے قتل میں ملوث تھا اور اُس کی گرفتاری پر دس لاکھ روپے کا انعام تھا۔ حیدر آباد میں ایم۔ کیو۔ ایم کے سابق رکن قومی اسمبلی کنور نوید گرفتار کر لیے گئے۔ وہ آپریشن شروع ہونے سے روپوش تھے۔ 6، 7 اور 8 اپریل کو کراچی میں چھاپوں کے دوران 35 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اسلحہ بھی برآمد ہوا۔

سینٹ کی نشست پر کامیابی

9 اپریل کو سندھ سے پیپلز پارٹی کے فدا حسین کے استعفٰی کی وجہ سے خالی ہونے والی نشست پر پیپلز پارٹی کے اُمیدوار شاہنواز جونیجو 74 ووٹ لے کر کامیاب ہوگئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے ممبران، مظفر شاہ، مرتضٰی بھٹو، صبغت اللہ اور ممتاز بھٹو نے ووٹ نہیں ڈالے۔

10 اپریل کو ڈی۔ آئی۔ جی کراچی نے عمران فاروق، سلیم شہزاد اور صفدر باقری سمیت 37 اہم افرد کی فہرست تھانوں کو فراہم کر دی گئی۔ اُن کی گرفتاری پر 5 سے لے کر 15 لاکھ روپے تک انعام مقرر ہے۔

11 اپریل کو حکومت سندھ نے کراچی میں اسلحہ ایکٹ نافذ کر دیا جس کے مطابق ناجائز اسلحہ رکھنے پر عمر قید اور جائیداد کی ضبطی کی سزا ہوگی۔ رضاکارانہ طور پر اسلحہ جمع کرنے والوں کو اسلحہ کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔

فنانشل ٹائمز کی رپورٹ

11 اپریل کو لندن کے اخبار "فنانشل ٹائمز" نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ کراچی میں درجنوں مشتبہ افراد گرفتار کیے جانے کے بعد ہلاک کیے گئے۔ ماورائے عدالت قتل کی یہ ہلاکتیں ردعمل کا سبب بن سکتی ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے افراد بھی فرشتہ نہیں ہیں۔

رفت نہیں ہو سکی۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے کہا کہ اگر ہڑتال کے اسباب دور نہ کیئے گئے تو مذاکرات کا آئندہ دور آخری دور ہو گا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے بطور احتجاج 26 ستمبر کو ہونے والے مذاکرات کا بائیکاٹ کر دیا۔

21 ستمبر کو کراچی، حیدر آباد اور سندھ کے دوسرے شہروں میں ہڑتال ہوئی۔ پرائیویٹ گاڑیاں بھی کم تعداد میں سڑکوں پر آئیں۔ حیدر آباد میں بنک کھلے رہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ کراچی پر ایم۔ کیو۔ ایم کا کنٹرول ختم ہو گیا۔ 21 ستمبر کو گاڑیاں چلیں اور بازار بھی کھلے رہے۔ احتجاج اب موثر نہیں رہا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ظلم بند نہ ہوا تو ہڑتال کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مذاکراتی ٹیم نے کہا کہ ہڑتالیں جمہوریت کا حصہ ہیں۔ حقوق خوشی سے نہ دیئے جائیں تو پھر چھیننا پڑتے ہیں۔

شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی کے باوجود 21 ستمبر کو کراچی میں ایک کم سن بچی اور ایک عورت سمیت 8 افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی کر دیئے گئے۔ 5 گاڑیاں جلا دی گئیں۔ سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹائر جلائے گے۔ ٹریفک اور پولیس موبائلوں پر حملے کیئے گئے۔

21 ستمبر کو بنک منیجر جنہیں حال ہی میں ان کی 30 سالہ خدمات پر گولڈ میڈل دیا گیا تھا لسبیلہ چوک پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ آخر ستمبر تک مزید 46 افراد جاں بحق ہو گئے۔ 24 ستمبر کو لیاقت آباد میں ایک سب انسپکٹر کو گولی مار دی گئی۔ 25 ستمبر کو خواجہ اجمیر نگری میں رینجرز کے ہیڈ کوارٹر پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔ 27 ستمبر کو ایس۔ پی ایسٹ قاضی عبدالمجید اپنے دو بیٹوں اے۔ ایس۔ آئی عدنان رشید اور بنک افسر عمران رشید کے ہمراہ پولیس گارڈ کے ساتھ ڈیوٹی پر جا رہے تھے کہ دہشت گردوں نے اُن کی جیپ پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ جیپ گولیوں سے چھلنی ہو گئی۔ 28 ستمبر کو اے۔ ایس۔ پی اظہر حمید کی کار پر فائرنگ کی گئی لیکن جوابی فائرنگ سے حملہ آور فرار ہو گئے۔ گلبرگ تھانے میں تعینات اے۔ ایس۔ آئی شگفتہ پروین پر مسلح افراد نے اُس وقت فائرنگ کی جب وہ اپنے گھر نارتھ کراچی جا رہی تھیں۔ اسپتال پہنچ کر وہ چل بسیں۔

27 ستمبر کو اوباڑو اور گھوٹکی کی عدالتوں میں پیشی کے بعد سنگین وارداتوں میں ملوث 27 قیدیوں کو جیل واپس لے جایا جا رہا تھا کہ سکھر سے نزدیک قومی شاہراہ پر جدید اسلحہ سے لیس 20 مسلح افراد نے پولیس گاڑی پر اچانک حملہ کر کے 8 پولیس اہلکاروں کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر کے تمام 27 قیدیوں کو چھڑا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اُنہوں نے پولیس سے اسلحہ بھی لوٹ لیا۔ الطاف حسین نے 27 قیدیوں کے چھڑانے کے اس واقعہ کو قتل عام کرانے کی ایک سازش قرار دیا۔

رواں سال کے دوران کراچی میں 113 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ صرف ضلع وسطی میں

یورپین پارلیمنٹ کے ایک رکن مائیکل ہینڈلے نے جنیوا میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک کراچی میں انسانی حقوق کا احترام نہیں کیا جائے گا اور تشدد کو روکا نہیں جائے گا۔ اُس وقت تک کراچی بیروت بنا رہے گا۔ تشدد کے بارے میں ایم۔ کیو۔ ایم کا موقف سنا جائے۔

12 اپریل کو اے۔ این۔ پی کے سربراہ اجمل خٹک نے کہا کہ ہم مسلم لیگ اور ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مل کر ملک کے کو ضمیر فروشوں سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت دہشت گردی سے ہمیں مرعوب نہیں کر سکتی۔ مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ کوٹہ سسٹم ختم کیا جائے اور بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں۔

12 اپریل کو نصیر بابر نے کہا کہ مسلم لیگ، اے۔ این۔ پی اور ایم۔ کیو۔ ایم مل کر دہشت گردی کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ حکومت کمزور نہیں، اُسے سازشوں سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے دہشت گردی کا خاتمہ کر کے امن قائم کر دیا ہے۔

اپریل کے دوسرے ہفتے میں چھاپوں کے دوران 133 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ 11 اپریل کو کراچی بھر میں چھاپے مار کر یونٹ انچارج سمیت 30 افراد کو حراست میں لیا گیا۔ عمران فاروق کی تلاش میں ایک گھر پر چھاپہ مار کر متعدد افراد کو پکڑ لیا گیا۔ یہ اطلاع ملنے پر کہ جاوید لنگڑا ٹیکسی میں گھوم رہا ہے، شہر بھر میں ٹیکسیوں کو روک کر تلاشی لی گئی۔ 13 اپریل کو مڈ نائٹ آپریشن میں چار ٹارچر سیل پکڑے گئے۔ ایک خاندان کے تین بھائی، باپ اور بیٹے اور دو یونٹ انچارج کو گرفتار کیا گیا۔ اجمل پہاڑی، عمران فاروق اور مطلوبہ لیڈی ٹیچر گرفتار نہیں ہو سکے۔

14 اپریل کو سرجانی ٹاؤن کی ناکہ بندی اور فائرنگ کے تبادلہ کے بعد جمیل ٹُنڈا سمیت سات افراد گرفتار کر لیے گئے قمر غالب فرار ہو گیا۔ 15 اپریل کو جاوید لنگڑا کی تلاش میں پولیس نے رات بھر چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کیا گیا۔ 16 اپریل کو جاوید لنگڑا کی تلاش میں پولس نے رات بھر چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کیا گیا۔ 16 اپریل کے چھاپوں میں عمران فاروق، صولت مرزا اور زاہد چشمہ گرفتار نہیں ہو سکے۔

بلدیاتی ترمیمی بل

16 اپریل کو سندھ اسمبلی نے بلدیاتی ترمیمی بل کی منظوری دے دی جس کے مطابق کراچی کو پانچ بلدیاتی اداروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ صوبائی سکریٹری بلدیات ان اداروں کی کنٹرولنگ اتھارٹی ہو گا۔ جبکہ علاقائی بلدیاتی اداروں کی کنٹرولنگ اتھارٹی متعلقہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ہوں گے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات اسی سال کرا دیئے جائیں گے۔ الطاف حسین نے

جو ایم۔ کیو۔ ایم کا گڑھ ہے، 507 افراد لقمہ اجل بنے۔ ستمبر کے دوران صرف 8 دن کام ہوا۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ ہڑتالوں سے آپ ایم۔ کیو۔ ایم کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ صرف دو ماہ میں ڈھائی ارب روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ حکومت سندھ کی ہدایت پر کے۔ ڈی۔ اے اپنے ہزاروں ملازمین کو ستمبر کے پورے مہینے کی تنخواہ کے بجائے 27 دن کی تنخواہ دی۔ تین دن کی تنخواہ ہڑتالوں کے دوران غیر حاضر رہنے کی وجہ سے کاٹ لی گئی۔

آپریشن

23 ستمبر لیاقت آباد گڈاپ اور زمان ٹاؤن سے پولیس مقابلوں کے بعد 19 دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ گرفتار شدگان نے متعدد وارداتوں میں ملوث ہونے کا اعتراف کر لیا۔ 24 ستمبر کو بریگیڈ سے بھی 6 مبینہ دہشت گرد پکڑے گئے۔ گرفتار شدگان نے متعدد وارداتوں میں ملوث ہونے کا اعتراف کر لیا۔ ایک ملزم ایک سپاہی کا بیٹا ہے۔ اورنگی میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو کارکن آصف زیدی اور سعید پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ چھاپوں کی آڑ میں گھر لوٹے جا رہے ہیں اور مہاجروں کی املاک پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ الطاف حسین نے نواز شریف کو کارکنوں کے قتل کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی قیادت نے امریکی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ کراچی میں مہاجر قوم کے ساتھ مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لینے کے لیے اپنا ایک وفد کراچی روانہ کرے۔ آفاق احمد نے کہا کہ 30 ستمبر 1987ء کے سانحہ حیدر آباد کی یاد منانا کسی کو یاد نہیں رہا۔ شہداء کی قربانیوں کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ آپریشن جاری رہے گا۔ دسمبر تک دہشت گردی کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ بھارتی ماہرین لکھنؤ میں دریائے گومتی کے قریب ایک کیمپ میں تخریب کاری کی تربیت دے رہے ہیں۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ عوام ہماری پالیسیوں سے مطمئن ہیں۔ ہم نے ترقیاتی پروگرام کا جال بچھا دیا ہے۔ عوام دعا کریں کہ میری حکومت قائم رہے۔ ہم غربت اور جہالت کے خلاف مہم چلا رہے ہیں۔ کلاشنکوف کلچر برداشت نہیں کیا جائے گا۔

نواز شریف کی تنقید

یکم ستمبر کو نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے 28 کروڑ روپے ڈگڈگی بجانے والوں پر خرچ کر دیئے۔ عوام اور تاجر ناچ گانوں میں اُڑانے کے لیے ٹیکس ادا نہیں کرتے ہیں۔ بے نظیر دشمن کے ایجنڈے پر عمل کر رہی ہیں۔

کہا کہ اس بل کی منظوری سے منتخب نمائندے بیورو کریسی کے تحت کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔ عوام اس بل کو مسترد کر دیں۔ اس کے خلاف 18 اپریل کو کاروبار بند رکھا جائے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بلدیہ کراچی کی تقسیم ایک سازش ہے۔ سیاسی جماعتیں مل کر اسے ناکام بنا دیں۔

18 اپریل کو ایم۔ کیو۔ ایم اور دیگر جماعتوں کی اپیل پر کراچی، حیدر آباد اور سندھ کے شہری علاقوں میں کراچی کی بلدیاتی تقسیم اور انہیں بیورو کریسی کے تابع بنانے کے خلاف ہڑتال ہوئی۔ سیاسی رہنماؤں نے کامیاب ہڑتال کو حکومت کے خلاف ریفرنڈم قرار دیا۔ سینٹ اور قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے کراچی کی بلدیاتی تقسیم کے خلاف احتجاج کیا۔ جماعت اسلامی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات میں طے پایا کہ دونوں جماعتیں ریاستی تشدد اور بلدیاتی تقسیم کے خلاف مل کر مزاحمت کریں گی۔

چھاپوں، گرفتاریوں اور تشدد کی وارداتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

نصیر بابر نے کہا کہ برطانیہ کو ثبوت فراہم کر دیئے ہیں۔ الطاف حسین کی قسمت کا فیصلہ بھی جلد ہو جائے گا۔ وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہوئی ہے۔ دہشت گردی اور جرائم کو کچل دیا جائے گا۔ جبری بھتہ وصول کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گرد ہے تو اُن کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے صدر استعفیٰ دے دیں۔ حالات درست نہ ہوئے تو سات روز کی مسلسل ہڑتال کی جائے گی۔ بے نظیر خود فیصلہ کر لیں کہ وہ قتل عام جاری رکھنا چاہتی ہیں یا مذاکرات کرنا چاہتی ہیں۔

انہی دنوں میں فائرنگ اور تشدد کی وارداتوں میں 27 افراد جاں بحق اور 26 زخمی ہو گئے۔

30 اپریل کو امریکی وزارت خارجہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ کراچی میں قتل و غارت گری اور بم دھماکوں کا سلسلہ عام ہے۔ 1995ء میں کراچی میں ہر ماہ ایک سو افراد ہلاک ہوئے جن میں دو امریکی سفارت کار بھی شامل ہیں۔

ڈیفنس کالج میں تقریر

2 مئی 1996ء کو ڈیفنس کالج اسلام آباد میں تقریر کرتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام یکطرفہ طور پر بند نہیں کر سکتے۔ پاکستان، بھارت کی بلیک میلنگ میں نہیں آئے گا۔ ہم دفاعی اخراجات کا ہر بوجھ بخوشی برداشت کرتے رہیں گے۔

نواز شریف نے اپنے دورہ چین کے دوران بیجنگ میں 6 مئی کو ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایٹمی ٹیکنالوجی ہمارا حق ہے۔ پاکستان اس بارے میں یکطرفہ طرز کی پابندیاں

بے نظیر کی چین روانگی

3 دسمبر کو وزیر اعظم بے نظیر خواتین کانفرنس میں شرکت کے لیے چین روانہ ہو گئیں۔ اس کانفرنس میں 180 ممالک کے مندوبین شرکت کر رہے ہیں۔

مقدمات کی واپسی

14 ستمبر کو وفاقی حکومت کی ہدایت پر پنجاب حکومت نے نواز شریف سمیت 13 افراد کے خلاف بغاوت کا مقدمہ واپس لے لیا۔ نواز شریف نے کہا کہ مجھ پر بغاوت کا مقدمہ بنانے والے خود غدار اور باغی ہیں۔ اب بھاگ کیوں رہے ہیں، آئیں اور مقابلہ کریں۔

نواب خیر بخش مری کی واپسی

16 ستمبر کو نواب خیر بخش مری اپنی خودساختہ جلاوطنی ترک کر کے منظر عام پر آ گئے۔ انہوں نے پہلی مرتبہ جمہوری وطن پارٹی کی بلائی ہوئی ایک قومی کانفرنس میں شرکت کی جو کوئٹہ کے ایک ہوٹل میں ہوئی۔

الیکشن ٹربیونل کا فیصلہ

28 ستمبر کو الیکشن ٹربیونل نے پاکستان مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی اسحٰق ڈار کو پاکستان انوسٹمنٹ بورڈ کے چیئرمین کے عہدہ پر فائز رہنے کے باعث نااہل قرار دے کر قومی اسمبلی کے حلقہ 98 میں دوبارہ الیکشن کرانے کا حکم دے دیا۔

علماء کنونشن سے خطاب

28 ستمبر کو کراچی میں علماء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ لٹیروں سے نجات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ علماء مشائخ اور مذہبی رہنما فسطائی حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور 1977ء کے جذبہ کے ساتھ تحریک چلائیں۔ اپنے معمول سے ہٹ کر ٹی۔ وی نے اپنے خبرنامہ میں مشائخ کانفرنس میں نواز شریف کی تقریر اُن کی تصویر کے ساتھ نشر کی۔ گو اب تک ٹی۔ وی پر اُن کا بلیک آؤٹ کیا جاتا رہا ہے۔ ناظرین اس تبدیلی پر حیران ہو گئے۔ نواز شریف نے اپنے ساتھیوں کو تبدیلی کا سگنل دے دیا۔ مشائخ کانفرنس کی قرارداد میں صدر لغاری

قبول نہیں کرے گا۔ بھارت ہماری سرحدوں پر اشتعال انگیزی کر رہا ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف کا یہ موقف قومی مفاد کے عین مطابق ہے۔

اپوزیشن سے تعاون کی اپیل

5 مئی کو وزیراعظم بے نظیر نے اپوزیشن سے اپیل کی کہ وہ آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لیے حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔ اس کے خاتمے سے آئندہ حکومتیں بھی اپنی آئینی مدت پوری کر سکیں گی۔

بے نظیر کو یہ خدشہ لاحق ہوگیا تھا کہ صدر لغاری آٹھویں ترمیم کے تحت اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے اُن کی حکومت کو قبل از وقت چلتا کر سکتے ہیں، لیکن بے نظیر کی سادگی کی یہ انتہا تھی کہ اپنی حکومت کی مدت مکمل کرنے کے لیے وہ اپوزیشن سے تعاون کی طلبگار تھیں جبکہ نواز شریف اور اپوزیشن کا تو صدر سے مطالبہ ہی یہ تھا کہ وہ اپنا آئینی کردار ادا کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کو ختم کر دیں۔ بے نظیر کی ناقص حکمت عملی کی وجہ سے صدر کے ساتھ اُن کے فاصلے بڑھ رہے تھے جبکہ صدر اور اپوزیشن کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو رہی تھی۔

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ

9 مئی کو "نیویارک ٹائمز" نے بے نظیر حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا کہ پاکستان کے تقریباً تمام اخبارات بے نظیر کی کارکردگی سے مایوس ہو کر اُن کی حمایت ترک کر چکے ہیں۔ بے نظیر حکومت کے اکثر اقدامات صحافت کے ساتھ دشمنی کے مترادف ہیں۔ موجودہ حکومت سے یہ توقع بے سود ہے کہ وہ اسلامی بنیاد پرستی کا مقابلہ کر سکے گی۔ امریکہ نے بے نظیر حکومت کی حمایت کر کے غلط گھوڑے پر رقم لگانے کی غلطی کی ہے۔

13 مئی کو نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ بے نظیر کے دو چہرے ہیں۔ اُنھوں نے ملک کو تباہ کر دیا۔ اس کرپٹ حکومت سے نجات دلانا اب ہماری ذمہ داری ہے۔ حکومت آخری سانس لے رہی ہے۔ کارکن الیکشن کی تیاری کریں۔ 96ء الیکشن کا سال ہے۔ عوام بہت جلد خوشخبری سنیں گے۔ بے نظیر کو اقتدار میں لانے والے اب خود بھی شرمندہ ہیں۔

شہباز شریف نے کہا کہ ہم اسی سال کے اندر پیپلز پارٹی کو ہمیشہ کے لیے زندہ درگور کر دیں گے۔ ملک میں حکومت نام کی کوئی چیز نہیں۔ انصاف، نوکریاں اور تھانے فروخت ہو رہے ہیں۔ افسران اور مالداروں کے نالائق بچے حاکم اور غریبوں کے ذہین بچے غلام بنائے جا رہے ہیں۔ آصف زرداری نے کمیشن کے چکر میں ملکی معیشت تباہ کر دی۔

سے ملک کو بدعنوان حکمرانوں سے نجات دلانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

29 ستمبر کو نواز شریف نے سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے عہدیداروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ عدلیہ کے وقار کی بحالی کے لیے حکمرانوں کے سامنے ڈٹ جائیں۔ آئین اور قانون کی پامالی اور عدلیہ کی تذلیل کے خلاف جدوجہد ہر پاکستانی کی قومی ذمہ داری ہے۔

عرب نیوز کا انکشاف

30 ستمبر کو "عرب نیوز" نے انکشاف کیا کہ امریکہ روانگی سے قبل وزیر اعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے چھ گھنٹے طویل ملاقات کی لیکن دونوں کے درمیان اختلافات ختم نہیں ہو سکے۔ صدر نے بدعنوانی میں ملوث افراد کی ایک فہرست بے نظیر کے حوالے کرتے ہوئے اُن سے 6 وفاقی وزراء اور 300 اعلیٰ حکام کو برطرف کرنے کا مطالبہ کیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ امریکہ میں ہوں اور اُن کی اسی دوران چھٹی ہو جائے۔ اقوام متحدہ کی 50 سالگرہ پر یوم سیاہ منایا جائے۔ اگر صدر لغاری، آرمی چیف اور چیف جسٹس نے کچھ نہ کیا تو ہم اپنا پورا لشکر لے کر انقلاب لائیں گے۔ چند دنوں میں اسلام آباد جا کر حکومت کا تختہ گرا دیں گے۔ اکتوبر کے آخر میں اسلام آباد مارچ کی کال دیں گے۔ ہم اقتدار میں آکر عدل و انصاف قائم کریں گے۔ گرینڈ الائنس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایسی کوئی تجویز ہمارے زیر غور نہیں۔

ججوں کے بارے میں فیصلہ

30 ستمبر کو صدر لغاری نے سپریم کورٹ کے 20 مارچ کے فیصلہ کی روشنی میں وزیر اعظم کے مشورہ سے لاہور، سندھ اور پشاور ہائی کورٹس کے 29 ججوں کو فوری طور پر مستقل کر دیا جبکہ گیارہ ججوں کو فوری طور پر فارغ کر دیا گیا۔ چیف جسٹس، جسٹس سجاد علی شاہ نے اسے عدلیہ کی بڑی فتح قرار دیا۔

قرضوں کی معافی

ایک سوال کے جواب میں وفاقی وزیر مختار احمد نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ دو سال کے دوران بنکوں نے 46 کروڑ روپے کے قرضے معاف کئے ہیں۔ بنکوں کو ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ حکومت نے ان افراد کے نام نہیں بتائے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ اپوزیشن میری کردار کشی کر رہی ہے۔ میں مرد ہوتی تو اس طرح وہ میرے خلاف زہر نہ اگلتی۔ میں مردوں کی طرح تیتروں، بٹیروں اور مرغابیوں کے شکار نہیں کھیل سکتی۔ اپوزیشن کی سوچ اپنے آقاؤں کی طرح آمرانہ ہے۔ میں منافقوں کے عزائم ناکام بنا دوں گی۔ مڈٹرم تو گزر گئی، اب مدت پوری کریں گے۔ ہم اپوزیشن سے مذاکرات چاہتے ہیں لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں۔ ہم بدعنوانی کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ ہم سے جو ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا۔

عدالتی کمیشن کی تجویز

قومی اسمبلی میں اپوزیشن کی جانب سے بدعنوانی کے معاملات کی تحقیقات کے لیے سینئر ججوں پر مشتمل عدالتی کمیشن کے قیام کی تجویز حکومت کی مخالفت کی وجہ سے مسترد ہو گئی۔ اپوزیشن نے اس پر "چور چور شرم کرو، حیا کرو" کے نعرے لگائے۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر ہماری تاریخ کی بدعنوان ترین حکمران کے طور پر بے نقاب ہو چکی ہیں۔ بے نظیر نے سیاسی رشوت کے طور پر 1988ء میں 562 پلاٹ الاٹ کئے۔ پیپلز پارٹی نے تحفوں کی خاطر گوادر کی زمین کا سودا کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ بے نظیر نے دو مرسڈیز کاروں کی درآمد پر ایک کروڑ روپے سے زائد ٹیکس ادا نہیں کیا۔ ہم مراعات یافتہ طبقہ کو نوازنے کے بجائے محروم طبقوں کے حقوق ادا کریں گے۔ عوام سر پر کفن باندھ کر ظالم حکمرانوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔ بے نظیر نے کہا کہ مرسڈیز گاڑی میں نے اپنے پیسوں سے منگوائی۔ اپوزیشن الزام تراش رہی ہے۔

عزیز میمن کی گرفتاری

14 مئی کو پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی عبدالعزیز میمن کو یونائیٹڈ بنک کے دیگر اعلیٰ افسران اور یونین کے رہنماؤں کو کروڑوں روپے دھوکہ دہی سے ہتھیانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ ایف۔ آئی۔ اے کے ترجمان نے کہا کہ جعلی اور فرضی ملازمین کے نام پر کروڑوں روپے کھائے جا رہے تھے۔ کسی استحقاق کے بغیر 19 گاڑیاں اپنی تحویل میں لے رکھی تھیں۔ 70 کروڑ روپے غیر قانونی طور پر خرچ کئے گئے۔ دو دن قبل 20 لاکھ روپے وصول کر کے 150 افراد کو بنک میں بھرتی کیا گیا۔ بے نظیر نے کہا کہ احتساب سے کوئی بھی بالاتر نہیں ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ عزیز میمن جرائم پیشہ شخص ہیں، اُن پر سنگین الزامات ہیں۔

صوبہ پنجاب میں سیاسی بحران

وزیر اعلیٰ منظور وٹو اور پیپلز پارٹی کے درمیان کشیدگی میں اس درجہ اضافہ ہوگیا کہ ستمبر کے آغاز میں پیپلز پارٹی کے 90 ارکان نے وزیر اعلیٰ وٹو کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی لیکن اس کی کامیابی کے لیے وہ مطلوبہ اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ اس کے بعد جونیجو لیگ کے چار اور پیپلز پارٹی کے تمام وزراء اور مشیر یہ کہتے ہوئے اپنے عہدوں سے مستعفی ہوگئے کہ ہمارے لیے اب وٹو کے ساتھ مزید چلنا ممکن نہیں رہا۔ ہم 23 ماہ تک سیاسی مصلحتوں کی بنا پر خاموش رہے۔ وٹو کو اصلاح کے لیے کافی مہلت دی لیکن انہوں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ وٹو کے چار ساتھی عہدیداروں نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ پاکستان کی تاریخ میں وٹو جیسا کرپٹ وزیر اعلیٰ کبھی نہیں آیا۔

گورنر راج کا نفاذ

5 ستمبر کو صدر لغاری نے پنجاب میں فوری طور پر دو ماہ کے لیے گورنر راج نافذ کر دیا۔ اسمبلی اور کابینہ معطل کر دی گئی۔ پولیس نے رات گئے میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ سیاسی بحران پر قابو پانے کے لیے وٹو کو ہٹانا ناگزیر ہوگیا تھا۔ مواقع دینے کے باوجود انہوں نے اپنی اصلاح نہیں کی۔ خود اُن کے ساتھی اُن کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے جبکہ وٹو نے کہا کہ میں نے پیپلز پارٹی کو کرپشن من مانیوں اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی اجازت نہیں دی تھی اس لیے جمہوری عمل کو سبوتاژ کر دیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اسمبلی کی معطلی ایک جمہوری اور سیاسی سانحہ ہے۔ صدر کا کردار بے نظیر سے زیادہ بدتر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آئین سے نہیں بلکہ بے نظیر سے وفاداری کا حلف اُٹھایا ہے۔ سرحد کے عمل کو اب پنجاب میں دہرایا جارہا ہے لیکن بے نظیر کی سیاسی موت کے دن قریب آ گئے ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ 1970ء میں بھی پیپلز پارٹی نے عوامی لیگ کے مینڈیٹ کو تسلیم نہ کر کے ملک میں سیاسی بحران پیدا کر دیا تھا۔

نئے وزیر اعلیٰ کی تلاش

حامد ناصر چٹھہ نے بے نظیر سے ملاقات کر کے اپنی پارٹی کے وزیر اعلیٰ وٹو کی برطرفی قبول کر لیا جونیجو لیگ کے میاں عطا محمد خاں مانیکا کا نام نئے وزیر اعلیٰ کے طور پر زیر غور آیا۔ مانیکا ماضی میں پیپلز پارٹی کے ساتھ تھے۔ بے نظیر وزارت اعلیٰ کے عہدہ کے دوسرے امیدواروں کو باری باری بلا کر اُن سے دریافت کیا کہ وہ کتنے ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ لا سکتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے

احتساب کی نفی

16 مئی کو سوالات کا جواب دیتے ہوئے قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر محمد یوسف تالپور نے انکشاف کیا کہ پارلیمنٹ کے آٹھ ارکان کو آپریٹو کے 16 کروڑ روپے ہضم کر گئے۔ ان آٹھ میں سے سات کا تعلق حکمران جماعت پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ سے ہے۔ پیپلز پارٹی کے سینیٹر گلزار پر 48 کروڑ روپے واجب الادا ہیں۔ اپوزیشن کی جانب سے نادہندگان کی گرفتاری کے مطالبہ پر نصیر بابر نے نہایت معصومی کے ساتھ جواب دیا کہ ان کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج نہیں کرائی گئی، اس لیے گرفتار نہیں کر سکتا۔

منی بجٹ

17 مئی کو مسلم لیگ کے سیکریٹری جنرل سرتاج عزیز نے کہا کہ بے نظیر حکومت نے رواں سال میں 25 ارب روپے کے آٹھ منی بجٹ پیش کئے جن کی قومی اسمبلی سے منظوری نہیں لی گئی۔ مسلم لیگ حکومت کی جانب سے آئین کی اس خلاف ورزی کو اعلیٰ عدالتوں میں چیلنج کرے گی۔

آئی۔ ایم۔ ایف مشن کے سربراہ نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ قرض کی تیسری قسط کے اجراء سے قبل حکومت کو بجٹ خسارہ کم کرنا ہوگا۔ ٹیکسوں میں متعدد مراعات واپس لینا ہوں گی۔ جنرل سیلز ٹیکس اور زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنا ہوگا۔

وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب نے کہا کہ آئندہ بجٹ سخت ہوگا۔ زرعی ٹیکس بھی لگے گا، لیکن وزیر اطلاعات کھرل نے کہا کہ وفاقی کابینہ نے زرعی ٹیکس لگانے پر کبھی غور نہیں کیا۔ اس لیے زرعی ٹیکس نہیں لگے گا۔ سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا کہ پاکستان میں 225 ارب روپے کے ٹیکس سالانہ چوری کئے جاتے ہیں۔ بااثر افراد 110 ارب روپے کے قرضے ہڑپ کر چکے ہیں۔ کسی کو جیل میں نہیں ڈالا گیا۔ بجٹ میں خسارہ وسائل کا نہیں بلکہ بدنیتی کا ہے۔

پاکستانی ثقافت

19 مئی کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں اپوزیشن نے ٹی۔ وی کے ذریعے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے مخلوط ڈانس کرنے اور پاپ میوزک پر مبنی فحاشی پھیلانے والے پروگراموں کے خلاف احتجاج کیا تو وزیر اطلاعات خالد کھرل نے جواب دیا کہ ہم ملکی ثقافت کو جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کر کے اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ بعض لوگ پاکستان کو پندرھویں

رہنماؤں نے جونیجو لیگ کو وزارت اعلیٰ دینے کی مخالفت کی۔ اُن کا موقف تھا کہ بلدیاتی انتخابات میں کامیابی کے لیے صوبے کا کنٹرول پیپلز پارٹی کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔

نواز شریف نے کہا کہ ہم جونیجو لیگ کے ارکان کی واپسی کا خیر مقدم کریں گے۔ پارٹی چھوڑ کر جانے والے مسلم لیگ میں واپس آ جائیں۔ مڈٹرم انتخابات چند ہفتوں یا مہینوں کی بات ہے۔ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی نے چوہدری پرویز الٰہی کو وزارت اعلیٰ کا امیدوار نامزد کر دیا۔ نواز شریف اگر ابتدا میں یہی رویہ اختیار کرتے تو پنجاب میں پیپلز پارٹی کو اقتدار میں حصہ نہیں مل سکتا تھا۔

نواز وٹو ملاقات

7 ستمبر کو منظور وٹو ایک بڑے جلوس کی شکل میں وزیر اعلیٰ ہاؤس سے نواز شریف کی قیام گاہ آئے۔ مسلم لیگی کارکنوں نے اُن کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ وٹو نے اپنے 23 ساتھیوں سمیت نواز شریف سے اتحاد کر لیا اور نواز شریف کی اعلیٰ ظرفی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ہم پُرانی رنجشوں کو بھلا کر ایک نئی جدوجہد کا آغاز کریں نواز شریف نے بھی کہا کہ اب ہم باہم مل کر حکمرانوں کو سبق سکھائیں گے۔ پیپلز پارٹی کو کو ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے حکومت نہیں بنانے دیں گے۔

ملک قاسم نے کہا کہ نواز شریف نے وٹو سے اتحاد کر کے خود ہی اپنے سابقہ موقف کو غلط ثابت کر دیا۔ جونیجو لیگ کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کرنے پر وٹو کو پارٹی سے خارج کر کے صوبائی تنظیم توڑ دی۔

نوابزادہ نصراللہ خاں نے بے نظیر سے ملاقات کر کے وٹو حکومت کے خلاف کارروائی پر احتجاج کیا اور کہا کہ اُن کا بیٹا منصور وٹو کے ساتھ رہے گا۔ اُس کے خلاف فائلیں کھولنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نوابزادہ نے خورشید قصوری اور جمالی سے ملاقاتیں کیں۔

ارکان اسمبلی کے ساتھ سلوک

پیپلز پارٹی نے اپنے 97 اراکین پنجاب اسمبلی کو لاہور سے اسلام آباد منتقل کر دیا۔ انھوں نے شکایت کی کہ ایسا محسوس ہوتا ہے ہم جیل میں ہیں یا نظر بند ہیں۔ افسران کا رویہ ہمارے ساتھ توہین آمیز ہے۔ بے نظیر نے اس شکایت پر ہدایت کی کہ انھیں پُرفضا مقامات پر رکھا جائے۔ اس لیے ملک حاکمین 20 ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ اسلام آباد سے کراچی لے گئے جہاں انھیں آرام اور آسائش کے ساتھ رکھا گیا۔ بقیہ کو گروپوں کی شکل میں مختلف اقامت

صدی کی دقیانوسیت کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں۔ ہلکی پھلکی تفریح پاکستانی ثقافت ہے۔ اس جدید دور میں لڑکوں اور لڑکیوں کو ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر شانہ بشانہ کام کرنا ہوگا۔

مردم شماری

اقوام متحدہ نے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ مردم شماری کے کام میں مزید تاخیر سے کام نہ لیا جائے۔ گزشتہ مردم شماری 1981ء میں ہوئی تھی۔ اس کے دس سال بعد 1991ء میں ہونا تھی لیکن یہ اہم کام مسلسل التوا کا شکار ہے۔

ہلال پاکستان کا انتباہ

مسلح افواج کے جریدے "ہلال پاکستان" نے اپنی اشاعت میں لکھا کہ مفاد پرستوں کا ایک ٹولہ کشمیر اور ایٹمی پروگرام کو ایک تھالی میں سجا کر بھارت کو پیش کرنے کا درس دے رہا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کو بھارت کی ایک ذیلی ریاست میں تبدیل کر دیا جائے۔ "انڈو پاک پیپلز فورم" جس میں پاکستان اور بھارت کے بعض خودغرض افراد شامل ہیں۔ دونوں ممالک کے مختلف شہروں میں اپنے اجلاس منعقد کر کے پاک بھارت دوستی کے پردہ میں یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہمیں یہ حقیقت تسلیم کر لینا چاہیے کہ بھارت ہم سے بڑا ملک ہے "ہلال پاکستان" نے ملک کو اس فورم کے مضر اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ صدر اور وزیراعظم پاکستان نے اب تک اس فورم کی سرگرمیوں کا نوٹس لے کر اُس کی سرزنش کیوں نہیں کی۔

مسلم لیگ کا جلسہ عام

31 مئی کو لاہور میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا میں بدعنوان حکمرانوں کے خلاف میدان میں نکلا ہوں۔ میرے سینے میں تڑپ ہے کہ میں اپنے ملک کے غریب عوام اور اُن کے بچوں کے مستقبل کے لیے کچھ کر سکوں۔ انشاء اللہ وہ دن آئے گا۔ جب غریبوں کی قسمت بدل جائے گی۔ مقروض ٹھیکدار آصف زرداری آج ارب پتی کس طرح بن گیا۔

مسلم لیگ (جونیجو) کے حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ اگر نواز شریف مناسب رویہ اختیار کریں تو مسلم لیگ کا اتحاد ہو سکتا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ 1972ء میں نواز شریف کے پاس ایک فیکٹری تھی۔ آج 22 کہاں سے آگئیں۔ اُن پر 616 کروڑ روپے کے قرضے ہیں۔ بڑا چور خود سب سے

گاہوں پر ٹھہرایا گیا۔ وفاقی وزراء اُن کی میزبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے لیکن اب بھی اُن سے ملاقاتوں پر پابندی برقرار رہی۔

دوسری جانب ایف۔ آئی۔ اے اور ایکسائز کے اہلکاروں نے مسلم لیگی رہنماؤں کے گھروں پر چھاپے مارے۔ صوبائی اسمبلی کے رکن محمد اسلم کی گرفتاری کے لیے اُن کے بیٹے محمود علی کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا گیا۔ راولپنڈی میں پولیس نے پنجاب اسمبلی کے رکن بادشاہ میرخاں آفریدی کے والد سید میرخاں آفریدی کو گرفتار کرلیا۔ انتظامیہ نے کہا کہ بادشاہ میرخاں جو وزیر اعلیٰ ہاؤس لاہور میں رہائش پذیر ہیں، خود کو ہمارے حوالے کر دیں تو اُن کے والد کو رہا کر دیا جائے گا۔ یہ ہے جمہوریت کی وہ بالادستی جس کے لیے پنجاب میں گورنر راج نافذ کیا گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ کی نامزدگی

وزارت اعلیٰ کے لیے چٹھہ کو 30 ارکان کا ٹارگٹ دیا گیا تھا لیکن اُن کے حامیوں کی تعداد 20 سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ اُن کے ٹکٹ پر 18 افراد کامیاب ہوئے تھے۔ بے نظیر نے چٹھہ سے کہا کہ وہ پیپلز پارٹی کے مخدوم الطاف کو وزیر اعلیٰ بنانے پر اتفاق کرلیں تو صوبے میں ان کی پارٹی کو مزید وزارتیں دینے کے علاوہ خود انہیں نائب وزیر اعلیٰ بنا دیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہ ہمیں 135 ارکان کی حمایت حاصل ہے۔ ہم پنجاب میں اپنی حکومت بنا سکتے ہیں لیکن اتحاد مضبوط کرنے کے لیے ہماری خواہش ہے کہ پی۔ ڈی۔ ایف کی حکومت بنے لیکن چٹھہ یہ بات جانتے تھے کہ بے نظیر کا یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔ پیپلز پارٹی کو فروری 97ء کے الیکشن میں 94 نشستیں ملی تھیں اور وہ اُن کے تعاون کے بغیر حکومت نہیں بنا سکتیں۔ اس لیے چٹھہ نے 10 ستمبر کو پی۔ ڈی۔ ایف۔ کے اجلاس میں کہا کہ وزارت اعلیٰ پر پہلے کی طرح اب بھی ہمارا حق بدستور قائم ہے۔ اگر یہ حق تسلیم نہیں کیا گیا تو علیحدگی کا راستہ موجود ہے۔ اجلاس کوئی فیصلہ کئے بغیر ختم ہوگیا۔

دوسرے دن 11 ستمبر کو بھی پی۔ ڈی۔ ایف کے اجلاس میں بے نظیر اور چٹھہ کے درمیان بھی مشترکہ اُمیدوار پر اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ پیپلز پارٹی نے کسی دوسری پارٹی کے وزیر اعلیٰ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چٹھہ نے اُسی روز راولپنڈی میں اپنے 24 ارکان اسمبلی کے ساتھ صلاح مشورہ کیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر وزارت اعلیٰ ہمیں نہیں دی گئی تو ہم فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں گے۔ اسی دوران مسلم لیگ (نواز) کے اسد جونیجو نے چٹھہ سے ملاقات کر کے دونوں مسلم لیگیوں کے اتحاد کے بارے میں بات چیت کی۔ نواز شریف نے چٹھہ کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ اگر وہ کسی مسلم لیگی کو وزیر اعلیٰ کا امیدوار نامزد کر دیں تو ہم اُس کی حمایت کریں

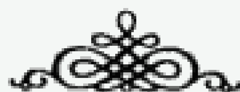
زیادہ شور مچا رہا ہے۔

بھارت میں عام انتخابات

مئی میں ہونے والے بھارت کے گیارہویں انتخابات میں لوک سبھا میں ہندو فرقہ پرست جماعت بھارتیا جنتا پارٹی سب سے بڑی پارٹی بن کر اُبھری۔ کانگریس کا پچاس سالہ راج ختم ہوگیا۔ اُس کے کئی وزراء شکست کھا گئے۔ نرسہا راؤ اور اُن کی کابینہ نے استعفیٰ دے دیا۔ بی۔ جے۔ پی کے اٹل بہاری واجپائی بھارت کے آئندہ وزیراعظم ہوں گے۔ واجپائی نے کہا کہ آزاد کشمیر پر قبضہ ہماری اولین ترجیح ہے۔ وہ بھارت کا حصہ ہے۔ ہم ایٹم بم بنائیں گے۔ بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کریں گے۔ 16 مئی کو واجپائی نے بھارت کے وزیراعظم کے عہدہ کا حلف اُٹھالیا۔ 69 سالہ واجپائی غیر شادی شدہ ہیں۔ 29 مئی کو واجپائی لوک سبھا میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکام ہوگئے۔ اس طرح ان کی تیرہ روزہ حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ صدر نے سیکولر پارٹیوں کے نامزد کئے ہوئے دیوگوڑا کو نیا وزیراعظم نامزد کر دیا۔ کانگریس نے بھی اُن کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ دیوگوڑا اور اُن کی 120 رکنی کابینہ نے اپنے عہدوں کا حلف اُٹھالیا۔ دیوگوڑا نے کہا کہ پاکستان، چین اور سری لنکا کے ساتھ نرسہا راؤ کی پالیسی جاری رہے گی۔ مقبوضہ کشمیر کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری دیں گے۔ ایٹمی آپشن کھلا رہے گا۔

مقبوضہ کشمیر میں انتخابی ڈرامہ

مقبوضہ کشمیر میں بھی الیکشن کا ڈھونگ رچایا گیا۔ زبردستی ووٹ ڈلوائے گئے، لیکن جبرو تشدد کے باوجود دو فیصد ووٹ پڑے۔ آل انڈیا ریڈیو نے کہا کہ دس فیصد ووٹ ڈالے گئے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ الیکشن کا بھارتی ڈرامہ ناکام ہوگیا۔ امریکی ترجمان نے کہا کہ کشمیریوں سے زبردستی ووٹ ڈلوائے گئے۔ اس انتخابی ڈرامے کے خلاف پاکستان اور آزاد کشمیر میں یوم سیاہ منایا گیا۔ بے نظیر نے کہا کہ الیکشن استصواب رائے کا بدل نہیں ہوسکتے۔ نواز شریف نے کہا کہ کشمیریوں نے بہادری اور جرأت کے ساتھ بھارتی انتخابی ڈرامہ کو ناکام بنا دیا۔ 87 لاکھ بھارتی فوج اب بھی اُن کے جذبہ حریت کو شکست نہیں دے سکتی۔ قومی اسمبلی میں اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا کہ بھارت کشمیری مجاہدین کا قتل عام بند کرے۔ انتخابات استصواب رائے کا متبادل نہیں ہوسکتے، تحریک آزادی کی حمایت جاری رکھی جائے گی۔



گے۔ نواز لیگ کے 106 اور چٹھہ لیگ کے حامیوں سمیت 24 ارکان 248 کے ایوان میں اکثریتی پارٹی بن جاتے ہیں۔

بے نظیر کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتی تھیں کہ ملک کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں نواز شریف کی حامی حکومت تشکیل پا جائے۔ انہوں نے ارکان اسمبلی کی وفاداریاں حاصل کرنے کے لیے لالچ اور دھمکی دونوں طریقے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ بعض ذرائع نے بتایا کہ وفاداری تبدیل کرنے کے لیے ارکان اسمبلی کو دو کروڑ دینے کی پیشکش کی جا رہی ہے۔ مسلم لیگ نے کہا کہ اُن کے دو ارکان اسمبلی گرفتار کر لیے گئے ہیں اور اُن پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ اُن کے ایک رکن اسمبلی کی فلور مل اور 150 ایکڑ اراضی پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ ایک اقلیتی رکن کو اغوا کر لیا گیا۔ منظور وٹو کے داماد کے گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ پرویز الٰہی نے کہا کہ چیف سیکرٹری کی ہدایت پر ارکان اسمبلی کو اغوا کیا جا رہا ہے۔ نواز شریف نے 11 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ اگر یہی کچھ ہونا ہے تو صدر ایک آرڈی ننس کے ذریعے جمہوریت کا خاتمہ کر دیں۔ پریس کانفرنس کے دوران ایک رکن اسمبلی صابر قادری نے کہا کہ آصف زرداری نے مجھ پر دباؤ ڈالا کہ میں اُن کا ساتھ دوں۔ میرے انکار پر وہ دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے اور غصہ میں اپنا یہ موبائل فون بھی ساتھ لے جانا بھول گئے۔ نواز شریف نے کہا کہ وفاداریاں خریدنے کے لیے بے نظیر نے قومی خزانے کا منہ کھول دیا ہے اور دولت پانی کی طرح بہائی جا رہی ہے۔ کراچی میں قتل و غارت گری سے بے نیاز ہو کر بے نظیر خود ہارس ٹریڈنگ میں مصروف ہیں۔ میں نوٹوں کے بھرے بریف کیسوں کو ٹھکرانے والے ممبران اسمبلی کو سلام کرتا ہوں۔ اپنی تجوریاں بھرنے والے ممبران اسمبلی جب اپنے حلقوں میں جائیں گے تو عوام اُن کی زندگی اجیرن کر دیں گے۔

پنجاب اسمبلی کا اجلاس

پنجاب کے گورنر راجہ سروپ نے صوبائی اسمبلی کا اجلاس 12 ستمبر کو دوپہر دو بجے طلب کر لیا جس میں وزیر اعلیٰ وٹو سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے کہا جائے گا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو 13 ستمبر کے اجلاس میں وزیر اعلیٰ کے عہدہ کے لیے انتخاب ہو گا۔

منظور وٹو نے اپنے فیکس کے ذریعے صدر، گورنر اور اسپیکر کو آگاہ کیا کہ معطل وزیر اعلیٰ سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے 12 ستمبر کو طلب کیا جانے والا اجلاس غیر قانونی ہے۔

12 ستمبر کو میاں منظور وٹو پنجاب اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ایوان میں اپوزیشن کے صرف 22 ارکان موجود تھے۔ اسپیکر محمد

باب 18

بے نظیر بھٹو زوال کی طرف

2 جون کو لندن کے جریدے "دی اکنامسٹ" نے پاکستان کے بارے میں اپنی رپورٹ میں لکھا کہ فوج بے نظیر حکومت سے خوش نہیں ہے۔ مڈٹرم الیکشن کا امکان ہے۔ نواز شریف دوبارہ اقتدار کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ اسلامی بنیاد پرستوں کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اگر جمہوری عناصر بدعنوانی سے پاک حکومت نہیں بناتے تو بنیاد پرست اقتدار پر قابض ہو جائیں گے۔

4 جون کو خلیج کے اخبار "گلف نیوز" نے انکشاف کیا کہ امریکہ نے نواز شریف کو یقین دلایا ہے کہ عام انتخابات آئندہ سال ہو جائیں گے۔ اخبار کے مطابق نواز شریف کو اُن کے امریکہ کے قیام کے دوران نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے 1997ء میں انتخابات کا یقین دلایا تھا تاہم اُن سے کہا گیا کہ وہ بے نظیر حکومت کے خلاف احتجاجی مہم شروع نہ کریں۔ رابن رافیل کی یقین دہانی پر نواز شریف نے تحریک نہ چلانے کا وعدہ کر لیا تھا۔

سرے محل کی خریداری

برطانوی اخبار "سنڈے ایکسپریس" نے خبر شائع کی کہ بے نظیر اور آصف زرداری نے لندن میں ایک بہت قیمتی عمارت خریدی ہے لیکن وزیراعظم کے ترجمان نے کہا کہ یہ خبر بے بنیاد ہے۔ بے نظیر نے برطانیہ میں کوئی جائیداد نہیں خریدی۔ بے نظیر بھٹو نے خود بھی کہا کہ لندن میں مکان خریدنے کا الزام جھوٹا ہے۔ برطانیہ، فرانس یا امریکہ میں میری کوئی جائیداد نہیں۔ نواز شریف کے میڈیا سیل نے میرے خلاف گندی مہم چلا رکھی ہے۔ میری کردار کشی

حنیف رامے نے قرار دیا کہ منظور وٹو اعتماد کا ووٹ لینے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ ان پر عدم اعتماد ہو گیا۔ وزیر اعلیٰ کا انتخاب 15 ستمبر کے اجلاس میں ہو گا۔

چٹھہ، ناہید خاں، کھرل اور سیکورٹی کے عملے کے ساتھ ارکان اسمبلی اسلام آباد سے لاہور پہنچائے گئے۔ بے نظیر خود بھی لاہور پہنچ گئیں۔ پنجاب اسمبلی کے رکن سردار سکندر حیات خاں کو نیویارک سے لاہور لانے کے لئے پی۔ آئی۔ اے کی پرواز دو گھنٹے تاخیر سے روانہ ہوئی۔ مسافروں کی اذیت کے علاوہ اس تاخیر پر پی۔ آئی۔ اے کو 6 لاکھ 20 ہزار روپے معاوضہ بھی ادا کرنا پڑا۔ آصف زرداری نے نوابزادہ کو منانے کی کوشش کی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر کی ہارس ٹریڈنگ جمہوریت کے لئے نقصان دہ ہے ہم مسلم لیگ سے تعاون پر تیار ہیں مسائل کا حل مڈٹرم انتخابات ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم پنجاب کے مسئلہ پر غیر جانبدار ہیں۔

کاغذات نامزدگی

پیپلز پارٹی کے مخدوم الطاف، مسلم لیگ کے پرویز الٰہی اور ملک مشتاق احمد اعوان، عطا محمد خاں مانیکا، خوش اختر سبحانی اور سردار محمد عارف نکئی سمیت 6 افراد نے وزارت اعلیٰ کے امیدواروں کی حیثیت سے کاغذات نامزدگی جمع کرا دیئے۔ وزارت اعلیٰ کے عہدہ کے لئے پیپلز پارٹی اور چٹھہ لیگ کے درمیان رسہ کشی جاری رہی۔ چٹھہ نے کہا کہ اگر ہمارا فیصلہ نہ مانا گیا تو ہماری راہیں کھلی ہیں۔ بے نظیر نے اپنی پارٹی کو اعتماد میں لئے بغیر چٹھہ کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔

ڈرامائی انتخاب

بدھ 13 ستمبر کو پنجاب اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں ڈرامائی طور پر جونیجو گروپ کے عارف نکئی کو بلا مقابلہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ منتخب کر لیا گیا۔ اجلاس شروع ہونے پر پیپلز پارٹی کے مخدوم الطاف اور جونیجو گروپ کے تین امیدواروں نے اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لئے۔ پانچواں امیدوار پرویز الٰہی نے کہا کہ میں بھی اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے رہا ہوں۔ اس طرح واحد امیدوار نکئی متفقہ طور پر منتخب کر لئے گئے۔ اس پر پورا ایوان مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ پیپلز پارٹی کی بنچوں پر خاموشی طاری رہی۔ ان کے کسی رکن نے نکئی کی کامیابی پر خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اسمبلی کے باہر پیپلز پارٹی کے کارکنان بڑی تعداد میں جمع تھے۔ ان کو یقین تھا کہ وزیر اعلیٰ کا تعلق ان کی پارٹی سے ہو گا۔ لیکن یہ اطلاع ملنے پر وہ اپنے جھنڈے لپیٹ کر مایوسی کے ساتھ واپس ہو گئے۔ صدر نے اسمبلی کی معطلی کے

کے لیے ناجائز دولت استعمال کی جا رہی ہے۔ میری حکومت مارچ 97ء سے قبل ختم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم اخبار کے خلاف عدالتی چارہ جوئی پر غور کر رہے ہیں۔ "سنڈے ایکسپریس" نے لکھا کہ محل کی خریداری کے بارے میں ہم پر مقدمہ قائم کیا گیا تو ہم عدالت میں اس کا ثبوت پیش کر دیں گے۔ سرے محل پہلے کسی عرب شہزادہ کی ملکیت تھا۔ اب خریداری کے بعد اسے نئے فرنیچر سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر بتائیں کہ لندن میں 355 ایکڑ پر محیط جائیداد خریدنے کے لیے دولت اُن کے پاس کہاں سے آئی۔ وزیراعظم عدالت میں جائیں یا پھر استعفیٰ دے دیں۔ عوام بھوکے مریں یا بسوں سے گر کر مرجائیں، حکومت کو کوئی پروا نہیں۔ وہ تو محل خریدنے، ڈیوٹی فری کاریں منگوانے اور لوٹ مار میں مصروف ہیں۔

لندن کے ہفت روزہ "اکنامسٹ" اور روزنامے "سنڈے ایکسپریس" نے بے نظیر بھٹو کے خلاف خبر کی اشاعت پر پاکستان میں اُٹھنے والے طوفان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ بے نظیر کے جوابی دلائل اور زبانی تردید اُن کے خلاف کرپشن کے الزام کو جھٹلانے کے لیے کافی نہیں۔ حکومت کے حامی بھی اُسے کرپشن سے پاک قرار نہیں دے سکتے۔

طیاروں کی خریداری پر کمیشن

گوہر ایوب نے قومی اسمبلی میں طیاروں کی خریداری پر کمیشن کی وصولیابی کے مسئلہ پر ایک تحریک التوا پیش کی۔ 10 جون کو اس کے جواب میں وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ فرانس کے میراج طیاروں کی خریداری پر کئی کروڑ ڈالر کمیشن وصول کرنے کے معاملہ میں تحقیقات جاری ہیں۔ پہلے قدم کے طور پر ڈائریکٹر جنرل ڈیفنس پرچیز کو فوری طور پر ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے حکم عدولی کرتے ہوئے میراج طیاروں کی رقم ادا کر دی تھی۔

بری فوج کے سربراہ جہانگیر کرامت نے صدر لغاری سے 14 جون کو ملاقات کر کے طیاروں کی خریداری پر کمیشن کے بارے میں ڈھائی گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ ملاقات میں میراج طیاروں کی خرید کا سودا ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اہم ملاقات میں ملک کی سلامتی، داخلی صورت حال، امن و امان، بدعنوانی کے بڑھتے ہوئے رجحان، حکومت اور اپوزیشن کے درمیان محاذ آرائی اور معاشی صورت حال پر بھی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات میں وزیراعظم بے نظیر شامل نہیں تھیں۔

احکامات واپس لے لئے۔

14 ستمبر کو عارف نکئی نے پنجاب اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔ 141 ارکان نے ان کی حمایت کی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہارس ٹریڈنگ شکست کھا گئی۔ 18 سال بعد پنجاب میں اپنا وزیر اعلیٰ لانے کا پیپلز پارٹی کا خواب بکھر گیا۔ ہم نے انہیں ناکوں چنے چبوائے۔ بے نظیر نے کہا کہ مرکز اور سرحد کو بچانے کے لئے ہمیں پنجاب کی وزارت اعلیٰ قربان کرنا پڑی۔ ہمارے مخالفین کوشش کے باوجود پی۔ ڈی۔ ایف میں دراڑیں نہیں ڈال سکے۔ چٹھہ نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کے اختیارات میں ہم کسی مداخلت کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم اپنے وفاقی وزراء کے استعفوں اور وفاق اور سرحد میں عدم اعتماد کی تحریک لانے کے لئے تیار تھے۔ نکئی نے کہا کہ وٹو میرے محسن ہیں۔ میں ان کی حکومت کی معطلی کے بعد بھی ان کے ساتھ تھا۔ وٹو نے کہا کہ مجھے مسلم لیگی وزیر اعلیٰ کے منتخب ہونے پر خوشی ہوئی۔ نصیر بابر نے کہا کہ وٹو کے خلاف تحقیقات جاری رہے گی۔

وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے بعد بھی پیپلز پارٹی اور چٹھہ لیگ کے درمیان اختیارات کی تقسیم کا مسئلہ خاصا پیچیدہ رہا۔ حامد ناصر چٹھہ اس مسئلہ پر بے نظیر کے ساتھ مذاکرات کے لئے اسلام آباد روانہ ہوگئے۔ چٹھہ کو یہ شکایت بھی تھی کہ پیپلز پارٹی نے ان کی جماعت کے چار افراد کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ نواز گروپ کے پانچ ارکان کو بھی اسی طرح توڑ لیا گیا تھا۔

مسلم لیگ اور چٹھہ گروپ کے درمیان اتحاد کی کوشش جاری رہیں چٹھہ نے کہا کہ اتحاد کی راہ ہموار کرنے کے لئے پہلے ان غلطیوں کی نشان دہی کی جائے جن کے باعث مسلم لیگ تقسیم ہوئی۔ مسلم لیگ کے نائب صدر خورشید قصوری، میاں اظہر اور جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، فرید پراچہ اور احسان اللہ وقاص کے درمیان مذاکرات میں بھی پیپلز پارٹی کے حکومت سے نجات حاصل کرنے کے لئے تعاون کرنے پر اتفاق ہوا۔

16 ستمبر کو نواز شریف نے کوئٹہ میں کہا کہ پنجاب اور سرحد کے بعد اب بے نظیر نے بلوچستان کی مضبوط حکومت کو بھی غیر مستحکم کرنے کی سازش شروع کر دی ہے۔

کلرکوں پر لاٹھی چارج

20 ستمبر کو کلرک اپنے مطالبات منوانے کے لئے پارلیمنٹ ہاؤس، اسلام آباد کی طرف مارچ کرنا چاہتے تھے کہ پولیس نے وحشیانہ لاٹھی چارج کر کے اور آنسو گیس کا بے دریغ استعمال کر کے ان کا احتجاج کرش کر دیا۔ ایک کلرک کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ کئی لہولہان ہوگئے اور ان کے کپڑے پھٹ گئے۔

سزائے موت کی تنسیخ

10 جون کو وفاقی کابینہ نے خواتین کو سزائے موت نہ دینے کا بل منظور کر لیا اور فیصلہ کیا کہ خواتین کہ سزائے موت کے بجائے عمر قید کی سزا دی جائے۔

ہردلعزیز رہنما

10 جون کو آسٹریلیا کے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ میں پاکستان کی ہر دلعزیز لیڈر ہوں۔ عوام مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ مجھے اُن کا بھرپور اعتماد حاصل ہے۔ ہم نے جمہوری نظام کو مستحکم کیا ہے۔ ہمارا ملک جدید مسلم جمہوریت کا بہترین نمونہ ہے۔ احتساب کا موثر نظام موجود ہے۔ سیاسی پارٹیاں اور پریس آزاد ہے۔ ہم محاذ آرائی پر یقین نہیں رکھتے۔ میرا خیال ہے کہ یہ انٹرویو دیتے وقت بے نظیر کا اپنا دل بھی اُن کی زبان کا ساتھ نہیں دے رہا ہوگا۔

12 جون کو قومی اسمبلی کے رکن اعجاز شفیع نے یہ سوال دریافت کیا کہ بھٹو مرحوم اور بیگم بھٹو پر جو 34 لاکھ 80 ہزار روپے کا انکم ٹیکس واجب الادا تھا کیا اُس کی ادائیگی ہوگئی۔ وزیر مملکت مخدوم شہاب نے کہا کہ ٹیکس کے بارے میں تفصیلات کسی غیر متعلقہ شخص کو نہیں دی جا سکتیں۔ جس پر اعجاز شفیع نے کہا اپوزیشن اور اُن کے اہل خانہ کے متعلق تو یہ تفصیلات روزانہ ایوان میں پیش کی جا رہی ہیں۔

قومی بجٹ

13 جون کو وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی میں نئے سال کا خسارہ کا بجٹ پیش کر دیا۔ بجٹ میں 41 ارب روپے کے نئے ٹیکس عائد کئے گئے ہیں۔ سیلز ٹیکس کا دائرہ وسیع کر دیا گیا۔ اشیائے صرف پر 5 فیصد ٹیکس لگا دیا گیا۔ ٹیلی فون کالز، سیمنٹ، مشروبات اور سگریٹ پر ڈیوٹی بڑھا دی گئی۔ مکانوں اور پلاٹوں پر رقبہ کے لحاظ سے 2 ہزار سے لے کر 10 ہزار روپے تک کا دولت ٹیکس لگا دیا گیا۔ صدر، وزیر اعظم، چیئرمین سینٹ، ڈپٹی چیئرمین، ارکان اسمبلی اور قائم کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کیا گیا۔ صدر کو عمر بھر کے لیے ایک ڈرائیور اور خانساماں کی خدمات، علاج کی مفت سہولت اور رہائش گاہ کی مراعات حاصل رہیں گی، لیکن سرکاری ملازمین پھر محروم رہ گئے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ اس بجٹ نے غریبوں کی بڑی خدمت کی ہے۔ معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے قوم کو قربانی دینا ہوگی۔

بجٹ تقریر کے دوران اپوزیشن کے ممبران شور کرتے رہے۔ اُنہوں نے "سنڈے ایکسپریس" کی

وائیں کی برسی

30 ستمبر کو میاں چنوں میں وائیں کی دوسری برسی کے موقع پر نواز شریف نے کہا کہ پنجاب کی صوبائی خودمختاری کو مذاق بنا دیا گیا ہے۔ میں وزارت عظمیٰ کے حصول کے لئے نہیں ملک بچانے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہا ہوں۔

یکم اکتوبر کو میاں منظور وٹو نے صوبے میں گورنر راج کے نفاذ کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ اپنی درخواست میں انہوں نے کہا کہ پنجاب میں ایسی صورت حال نہیں تھی کہ ان کی حکومت کو ختم کر دیا جاتا۔ عدالت عالیہ نے درخواست باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کر لی۔

وزیراعظم بے نظیر نے 18 اکتوبر کو ملک مشتاق اعوان کو پنجاب کا سینئر وزیر نامزد کر دیا۔

عمرہ کے لئے روانگی

12 اکتوبر 1995 کو وزیراعظم بے نظیر، آصف زرداری اور عبداللہ شاہ عمرہ کی ادائیگی اور روضۂ رسول پر حاضری کے لئے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ اسی روز وفاقی کابینہ نے "حدود" کے علاوہ دوسرے تمام فوجداری مقدمات میں کوڑوں کی سزا ختم کرنے کی منظوری دے دی۔

15 اکتوبر کو پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن کارپوریشن کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کی حمایت یافتہ یونین پیپلز پارٹی کی عوامی یونین کے مقابلہ میں چھ ہزار ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہو گئی۔

یوم سیاہ

مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے بے نظیر حکومت کی دوسری سالگرہ کے موقع پر 19 اکتوبر کو یوم سیاہ منانے کا اعلان کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ موجودہ حکومت سے نجات حاصل کرنا تمام مسائل کا واحد حل ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن کا یوم سیاہ عوام دشمنی ہے۔ نواز شریف نے اپنے دور اقتدار میں اپنا گھر بھرا ہم قومی خزانہ بھر رہے ہیں۔

بی۔ بی۔ سی نے پیپلز پارٹی کی حکومت کی دو سالہ کارکردگی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے بدعنوانی اور رشوت کے خاتمے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے۔ اس دوران سیاست میں لوٹا کلچر کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ نظریاتی عنصر ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ برطانوی جریدے دی اکانومسٹ، نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ بے نظیر کے سیاسی دشمنوں میں اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان میں سیاست اور معیشت دونوں خطرہ میں ہیں۔

کاپیاں ایوان میں لہرائیں۔ وزیراعظم بیٹھی تسبیح پڑھتی رہیں۔ اپوزیشن کو نکتہ اعتراض پر بولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ہنگامہ آرائی کے بعد اپوزیشن نے بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔

پاکستانی اخبارات اور جرائد کی نمائندہ تنظیم نے اخبارات پر عائد سیلز ٹیکس اور ڈیوٹی کو مسترد کر دیا اور کہا کہ اس سے بہت سے اخبارات اور جرائد بند ہو سکتے ہیں اور سینکڑوں صحافی بے روزگار ہو سکتے ہیں۔ اخبارات ان حکومتی حربوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ تاجر برادری نے بھی نئے بجٹ کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ اقتصادی بقاء و سلامتی کے لیے خطرناک ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ یہ ٹیکسیشن نہیں بلکہ کرپشن ہے۔ ہم اس کے خلاف بھرپور احتجاج کریں گے۔ اپوزیشن نے بجٹ کے خلاف ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔ مخدوم شہاب نے کہا کہ بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیے نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ اپوزیشن تحریک چلا کر دیکھ لے۔ بے نظیر نے کہا کہ سابقہ حکومت کی شاہ خرچیوں کی وجہ سے 41 ارب روپے کے ٹیکس لگانا پڑے۔ آئی۔ ایم۔ ایف کو خدا حافظ کہنے کا مشورہ دینے والے بے روزگار نوجوانوں کے دشمن ہیں۔

17 جون کو فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز نے بھی بجٹ مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس نے صنعت، برآمدات اور ملازمین کا بیڑہ غرق کر دیا۔ ہم بجٹ کو تبدیل کرانے کے لیے راست اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ملز ایسوسی ایشن نے کہا کہ بجٹ جاگیرداران، وڈیروں اور آئی۔ ایم۔ ایف کو خوش کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ ٹیکسٹائل پروسیسنگ نے بجٹ کے خلاف یکم جولائی سے ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ وزیراعظم کے مشیر جعفری نے کہا کہ اس بہترین اور متوازن بجٹ پر آئی۔ ایم۔ ایف نے بھی اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اس پر نہ کوئی نظر ثانی ہو گی اور نہ ہی کوئی ٹیکس واپس لیا جائے گا۔

17 جون کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہم حکومت کو یہ ظالمانہ بجٹ واپس لینے پر مجبور کر دیں گے۔ 24 جون کو ظالمانہ بجٹ اور کرپشن کے خلاف دھرنا دیں گے۔ قاضی صاحب نے مطالبہ کیا کہ موجودہ حکومت کو برطرف کر کے ملک کا نظام عبوری طور پر چیف جسٹس کمیٹی کے سپرد کر کے 1985ء سے اب تک برسر اقتدار رہنے والے تمام لوگوں کا احتساب کیا جائے۔ کرپشن میں ملوث افراد کو انتخابات میں حصہ لینے کا نااہل قرار دیا جائے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ٹیکسوں کا بم غریب کی جھونپڑیوں پر گرا ہے۔ ہم بجٹ کو مسترد کرتے ہیں۔ 28 جون کو بجٹ کے خلاف ملک گیر ہڑتال ہو گی۔ بے نظیر نے کہا کہ عوام باشعور ہیں اور ہڑتال کو مسترد کر دیں۔

متحدہ اپوزیشن نے اسمبلیوں سے اجتماعی استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ نواز شریف کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ جب چاہیں اُن کے استعفے اسپیکر کے حوالے کر دیں۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن نے استعفے دیئے تو پھر ہم ضمنی الیکشن کرا دیں گے۔ عوامی عدالت کا سامنا کوئی خالہ

ٹیکس چوری

10 اکتوبر کو نصیر بابر نے کہا کہ نواز شریف خاندان کی 40 کروڑ روپے ٹیکس چوری کا پتہ چلا ہے۔ بنکوں کے 661 کروڑ روپے ان پر واجب الادا ہیں سرکاری ذرائع نے بتایا کہ ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ضبط کی جاسکتی ہے اور نادہندگان کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔

نیویارک میں خطاب

15 اکتوبر کو نیویارک میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر ہماری حکومت باقی رہتی تو پاکستان ایشیا کا ٹائیگر بن چکا ہوتا۔ آج غریب کو روٹی بھی میسر نہیں۔ پاکستان کو نان بھٹو اور میڈ ان پاکستان وزیراعظم کی ضرورت ہے۔

گوہر ایوب کی چارج شیٹ

18 اکتوبر کو اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر گوہر ایوب نے پارلیمنٹ میں بے نظیر کی دو سالہ کارکردگی پر چارج شیٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس نے ادارے تباہ کر دیئے۔ پارلیمنٹ کہ غیر موثر بنا دیا۔ اپوزیشن لیڈر نواز شریف کے خلاف 150 جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے۔ پریس کی آزادی کو سلب کیا گیا۔ پاکستان کا ایٹمی پروگرام کیپ کر دیا گیا۔ کشمیر کے مسئلہ پر پسپائی اختیار کی۔ خارجہ محاذ پر پاکستان کو تنہا کر دیا۔ سرحد اور پنجاب کی حکومتوں کا تختہ الٹ دیا گیا۔ کراچی خانہ جنگی کی لپیٹ میں ہے۔ اپوزیشن کے 51 ممبران جیلوں میں پڑے ہیں۔ بجلی گیس اور ٹیلی فون کے نرخ بڑھا کر تمام بوجھ عام آدمی پر ڈال دیا گیا۔ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔

فوجی افسران کی گرفتاری

فوجی افسران کی گرفتاری کے بارے میں ملک میں افواہیں گشت کر رہی تھیں لیکن حکومت نے اس بارے میں کوئی بیان جاری نہیں کیا۔ 14 اکتوبر کو پہلی مرتبہ وزیراعظم بے نظیر نے فوجی افسران کی گرفتاری کی تصدیق کر دی اور کہا کہ میں صحیح تعداد تو نہیں جانتی۔ البتہ متعلقہ اداروں نے اب تک تیس سے زائد فوجی افسران کو گرفتار کیا ہے، اُن سے پوچھ گچھ جاری ہے۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد قوم کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ صدر لغاری نے بھی کہا کہ اس بارے میں رپورٹ مجھے مل گئی ہے۔ عوام سے کوئی بات چھپائی نہیں جائے گی۔ جائنٹ

جی کا گھر نہیں۔ ہمارے خلاف بے سروپا خبریں شائع کی جا رہی ہیں کہ ہم بلاول ہاؤس فروخت کر رہے ہیں۔ لندن میں رہائش کے لیے سرے محل خرید لیا ہے۔ ہم پاکستان چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ میں پاکستان چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

آزاد گروپ کا قیام

18 جون کو حکومت کے ممتاز ساتھی سیاست دانوں نوابزادہ نصراللہ خاں، غلام مصطفیٰ جتوئی، بلخ شیرازی، محمود اچکزئی، میر ظفراللہ جمالی اور مولانا فضل الرحمٰن نے قومی اسمبلی میں اپنا آزاد گروپ قائم کر لیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جتوئی اور بلخ شیر مزاری نے تو نواز شریف کی حمایت کا بھی اعلان کر دیا۔ آزاد گروپ نے وزیراعظم بے نظیر کے نام اپنے مشترکہ خط میں لکھا کہ آئین کے منافی اُن کے اقدامات کے نتیجے میں ملکی مفادات کو شدید خدشہ لاحق ہو گیا ہے۔ بے نظیر کے حلیف رہنماؤں کے رویہ میں یہ نمایاں تبدیلی سیاسی حلقوں میں بحث کا موضوع بن گئی۔

19 جون کو ملک بھر کے اخبارات اور جرائد کی مشترکہ کونسل کے اجلاس میں کہا گیا کہ حکومت پریس کو آزادی سے محروم کر دینا چاہتی ہے۔ جنرل سیلز ٹیکس میں اضافہ اور نیوز پرنٹ درآمدی ڈیوٹی کی تجاویز آزادیِ صحافت کے منافی ہیں۔ کونسل کو غیر معینہ مدت کی ہڑتال کی کال دینے کا اختیار دے دیا گیا۔

19 جون کو آئل کمپنیوں نے موبل آئل کی قیمتوں میں دس فیصد تک اضافہ کر دیا۔ پورے ملک میں اس پر احتجاج کیا گیا۔

بجٹ کے خلاف ہڑتال

نواز شریف نے اتوار 23 جون کو بجٹ کے خلاف ملک گیر ہڑتال کی کال دے دی اور مطالبہ کیا کہ حکومت یہ ظالمانہ بجٹ واپس لے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہڑتال کی سیاست کرنے والوں کو قوم مسترد کر دے گی۔ نصیر بابر نے کہا کہ اپوزیشن نے قانون ہاتھ میں لیا تو حکومت بھی حرکت میں آئے گی۔

قاضی حسین احمد نے 23 جون کی ہڑتال کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا اور کہا کہ نواز شریف بھی 24 جون کے گھیراؤ کی مکمل حمایت کا اعلان کریں تاکہ 23 جون کی ہڑتال کامیاب ہو سکے۔ جماعت اسلامی کے سکریٹری جنرل سید منور حسن نے رحیم یار خاں میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہم پیپلز پارٹی کی حکومت کے خاتمے کے لیے 23 جون کی ہڑتال کی مکمل تائید کا اعلان کرتے ہیں۔ وہ دوسری اپوزیشن جماعتوں سے بھی رابطہ کر کے اُنھیں اعتماد میں لیں۔

چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین فاروق فیروز خاں نے کہا کہ اس بارے میں وزیراعظم نے قوم کو اعتماد میں لینے جو وعدہ کیا ہے، وہ اُسے ضرور پورا کریں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ تمام حقائق قوم کے سامنے لائے جائیں۔ کسی کو مفروضہ سازش کا بہانہ بنا کر افواج کے وقار کو مجروح نہ کیا جائے۔

یہ گرفتاریاں ستمبر میں ایک بریگیڈیئر کی کار سے اسلحہ برآمد ہونے پر شروع ہوئیں۔ میجر جنرل ظہیرالاسلام عباسی سمیت جن فوجی افسران کو 20 ستمبر95ء کو علی الصباح راولپنڈی سے گرفتار کیا گیا تھا اُنہیں پوچھ گچھ کے لیے 14 اکتوبر کو کوئٹہ منتقل کر دیا گیا۔ اُن پر اسلامی انقلاب برپا کرنے کا الزام ہے۔ ایک ہفت روزہ نے اپنی 19 اکتوبر کی اشاعت میں لکھا کہ 40 فوجی افسران کے ساتھ دس سویلین بھی گرفتار کیئے گئے ہیں۔ جریدہ کے مطابق بریگیڈیئر مستنصر نے ایک پلاٹ 25 لاکھ روپے میں فروخت کیا تھا جس میں سے دس لاکھ روپے اُنھوں نے کشمیر فنڈ میں دے دیئے، یہی نیکی اُن کے گلے پڑ گئی۔

وزیر دفاع کا بیان

14 نومبر کو وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے سینٹ میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ گرفتار فوجی افسر فوجی قیادت کا صفایا کر کے اور اقتدار پر قبضہ جما کر خودساختہ شریعت نافذ کرنا چاہتے تھے۔ اُن کے تحریری منصوبہ کے مطابق 30 ستمبر کو کور کمانڈروں کے اجلاس پر حملہ کر کے کور کمانڈروں سمیت پوری عسکری قیادت کو ختم کر کے فوجی کمان پر قبضہ کرنے کا پروگرام تھا۔ فوجی انقلاب کے بعد ریڈیو اور ٹی۔ وی سے نشر کی جانے والی تقریر کا مسودہ بھی تیار کر لیا گیا تھا۔ صدر اور وزیراعظم کو قتل کرنا بھی اُن کے منصوبے میں شامل تھا۔ ایک میجر جنرل، ایک بریگیڈیئر، تین کرنل، سات دیگر افسران اور چند سویلین افراد نے مل کر یہ سازش تیار کی تھی۔ اُن سے 47 رائفلیں راکٹ لانچر، 5 راکٹ، 50 دستی بم، 5 پستول، 13 کمانڈو یونیفارم اور سات واکی ٹاکی سمیت فوجی سامان برآمد کیا گیا۔ سازش میں کوئی سیاسی یا مذہبی جماعت ملوث نہیں ہے۔ سازش میں ملوث افسران پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلے گا۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ جی۔ ایچ۔ کیو میں اعلیٰ فوجی افسروں کی تلاشی نہیں لی جاتی۔ سازش کا بروقت پتہ چل جانے سے ملک افراتفری سے بچ گیا۔ گرفتار افسروں کا سرغنہ ہینڈ گرینڈ سے فوجی قیادت کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ ان کے پروگرام میں میرے بچوں کو قتل کرنا بھی شامل تھا۔ نواز شریف نے کہا کہ وزیراعظم کو اپنے بچوں کی فکر ہے۔ کیا انہیں اُن بچوں کی بھی کوئی فکر ہے جو کراچی میں یتیم کر دیئے گئے ہیں اور جنہیں روٹی کپڑا بھی میسر نہیں۔

15 نومبر کو حزب اختلاف کے لیڈر راجہ ظفرالحق نے سینٹ میں کہا کہ حکومت کی ان

نواز شریف نے جماعت اسلامی کی دھرنا کال کی حمایت کر دی اور کہا کہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ شیخ رشید نے کہا کہ ہم قاضی کا ساتھ دیں گے۔ بے نظیر چاہتی ہیں کہ انہیں دھکے دے کر نکالا جائے۔

عوامی نیشنل پارٹی نے بھی ہڑتال کی حمایت کر دی۔ موجودہ عوام دشمن بجٹ سے غریبوں کے چولہے بجھ گئے۔ بے نظیر اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ ملی یکجہتی کونسل، ایم۔ کیو۔ ایم اور کراچی ٹرانسپورٹرز نے بھی ہڑتال کی حمایت کر دی۔ مولانا نورانی نے اسے آدم خور بجٹ قرار دیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے کہا کہ عوام دشمن بجٹ کے خلاف بھرپور احتجاج کریں گے۔

تاجر اور صنعت کاروں نے بھی بجٹ کے خلاف ملک گیر ہڑتال کرنے اور 78 ارب روپے کے ٹیکس ادا نہ کرنے کی دھمکی دے دی۔ انہوں نے کہا کہ سیلز ٹیکس کے نفاذ سے ہزاروں کارخانے بند ہو جائیں گے۔

بجٹ کی منظوری

26 جون کو اپوزیشن کی غیر موجودگی میں 41 ارب روپے کے اضافی ٹیکسوں کا بجٹ 60 منٹ میں منظور کر لیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بجٹ کی پہلی، دوسری اور تیسری خواندگی اس مختصر مدت میں مکمل کر لی گئی۔ بجٹ کی منظوری کے موقع پر حکمران پارٹی کے بھی صرف 45 ارکان ایوان میں موجود تھے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ خسارہ ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ اپوزیشن ملک کا جمہوری نظام سبوتاژ کرنا چاہتی ہے۔ ہم اس کی سازش کو ناکام بنا دیں گے، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت نے اس ظالمانہ بجٹ کو اس طرح منظور کرا کے پورے ملک کو اپنے خلاف صف آراء کر کے اپنے ہی ہاتھوں اپنی تباہی کا انتظام کر لیا ہے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر بجٹ کی منظوری دینے سے گریز کریں۔ نوابزادہ نصراللہ خاں نے کہا کہ آزاد پارلیمانی گروپ بجٹ کی منظوری میں فریق نہیں ہے۔ ہم نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ متحدہ اپوزیشن نے بجٹ کے خلاف عملی جدوجہد شروع کرنے اور عوام کی اسمبلی میں جانے کا اعلان کر دیا۔

بھارت سے تجارتی تعلقات

وفاقی وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا کہ بھارت سے تجارت کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس سے پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے بغیر بھارت سے تجارتی تعلقات استوار کرنے میں عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے لیکن حکومت اس ضمن میں بھی عوامی جذبات

باتوں سے شک و شبہات میں اضافہ ہوگیا ہے۔ 12 پستولوں، ایک راکٹ لانچر اور 13 کمانڈو وردیوں سے حکومت کا تختہ کس طرح الٹا جا سکتا تھا۔ یہ باتیں ناقابل فہم اور منطق سے بالاتر ہیں۔ یہ حساس اور نازک مسئلہ سینٹ کی دفاعی کمیٹی میں زیر غور لایا جائے۔ مبینہ فوجی بغاوت میں ملوث افسران پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ سینیٹر حافظ حسین احمد نے بھی وزیر دفاع کے بیان کو تضادات کا مجموعہ قرار دیا۔

20 دسمبر کو بغاوت کے الزام میں گرفتار ہونے والے چار فوجی افسروں میجر جنرل عباسی، بریگیڈیئر مستنصر، کرنل منہاس اور کرنل عنایت کو آرمی ایکٹ کے تحت چارج شیٹ کر دیا گیا۔ اُن پر فوجی نظم و نسق کی خلاف ورزی اور سول حکومت کو ہٹانے کا الزام ہے۔ 30 دسمبر سے ان افسران کا کورٹ مارشل شروع ہوگیا۔

یوم تشکر

19 اکتوبر کو اپنی حکومت کے دو سال مکمل ہونے پر پیپلز پارٹی نے ملک بھر میں یوم تشکر منایا۔ کراچی میں کلفٹن سے مزار قائد تک ایک ریلی نکالی گئی، جس میں نواز شریف اور الطاف حسین کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ اندرون سندھ بھی جلسے جلوس ہوئے اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔

بیگم بھٹو کا انٹرویو

25 اکتوبر بیگم بھٹو نے ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ سیاست بے نظیر نہیں بلکہ "کوئی اور" کر رہا ہے۔ اُسے تو صرف اقتدار کا لالچ ہے۔ اُس کے ساتھی ملک کے اربوں روپے لوٹ رہے ہیں۔ ابھی تو بے نظیر شادیوں کے کھانے کھا کھا کر موٹی ہو رہی ہیں لیکن میں اُس وقت سے ڈرتی ہوں جب اپنی حکومت ختم ہونے کے بعد اُسے حساب دینا پڑے گا۔ نصیر بابر کے حواس تو 60 برس کی عمر سے پہلے ہی جواب دے چکے ہیں۔ بے نظیر اور مرتضیٰ کے درمیان جائیداد کا کوئی جھگڑا نہیں۔ بے نظیر چاہتی ہے کہ مرتضیٰ اُس کے لیے کوئی سیاسی چیلنج نہ بنے۔ مرتضیٰ نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر نے باپ کے خون اور ماں اور بھائی کے ساتھ وفا نہیں کی تو وہ عوام سے کیا وفا کریں گی۔ اگر یہ حکومت مزید چلی تو لوگوں کو روٹی تو کیا پیاز تک کھانے کو نہیں ملے گا۔

کو نظر انداز کر رہی ہے۔

سرے محل

24 جون کو مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر، افتخار گیلانی نے لندن میں سرے محل کی خریداری سے متعلق بے نظیر اور آصف زرداری کے خلاف نااہلی کا ریفرنس جس پر مسلم لیگ اور اُس کی اتحادی جماعتوں کے ارکان اسمبلی کے دستخط میں قومی اسمبلی کے اسپیکر کے حوالے کر کے اُن سے مطالبہ کیا گیا کہ اسے فوراً چیف الیکشن کمشنر کو بھجوا دیا جائے۔

حکومت کی بدحواسی

جماعت اسلامی کے 24 جون کے وزیراعظم سکریٹریٹ کے سامنے پُرامن احتجاجی دھرنے کو ناکام بنانے کے لیے حکومت نے 22 جون ہی سے احمقانہ انتقامی کارروائیاں شروع کر دیں۔ انتظامیہ نے راولپنڈی شہر میں اُن استقبالیہ کیمپوں کو اکھاڑ پھینکا جو دوسرے شہر سے آنے والوں کا خیر مقدم کرنے کے لیے لگائے گئے تھے۔ درجنوں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ 24 جون کو حکومت اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی۔ راولپنڈی، اسلام آباد اور صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کے تقریباً ایک ہزار کارکن اور مرکزی رہنما گرفتار کر لیے گئے۔ جماعت اسلامی کے ارکان قومی اسمبلی مظفر ہاشمی، مولانا عبدالرحیم چترالی اور صاحبزادہ فتح اللہ اور سابق ارکان اسمبلی میاں عثمان، جاوید چیمہ، ڈاکٹر عنایت، نذیر ورک اور ڈاکٹر یعقوب چار چار کی ٹولیوں میں اسلام آباد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ پولیس نے راستہ روک کر اُنھیں گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر پہنچا دیا۔ پنڈی میں لیاقت چوک جانے والے تمام راستے سیل کر دیے گئے۔ ہزارہا افراد کو راستوں میں یا پنڈی پہنچنے پر گرفتار کر لیا گیا۔ قرب و جوار کے شہروں میں بڑے پیمانہ پر گرفتاریاں کی گئیں اور تشدد کیا گیا۔ حد تو یہ ہے کہ محض اس شبہ میں اس ادارہ کے اساتذہ اور طلبہ دھرنے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ انتظامیہ نے مردان کی ایک معروف دینی درسگاہ پر جو سابق قومی اسمبلی اور جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا گوہر رحمٰن کے زیراہتمام قائم ہے، پولیس نے اچانک بول کر آنسو گیس شیلوں کی بارش کر دی اور الزام لگایا کہ وہاں افغان باشندے موجود تھے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہم نے بار بار یقین دہانی کرائی ہے کہ بجٹ اور منگائی کے خلاف ہمارا دھرنا پُرامن ہو گا لیکن حکومت اسے سبوتاژ کرنے کے لیے اشتعال انگیز اقدامات اور کارروائیاں کر رہی ہے۔

پولیس کی بندشوں کے باوجود کارکنان جماعت اسلامی کلمہ طیبہ والا پرچم لہراتے ہوئے اور

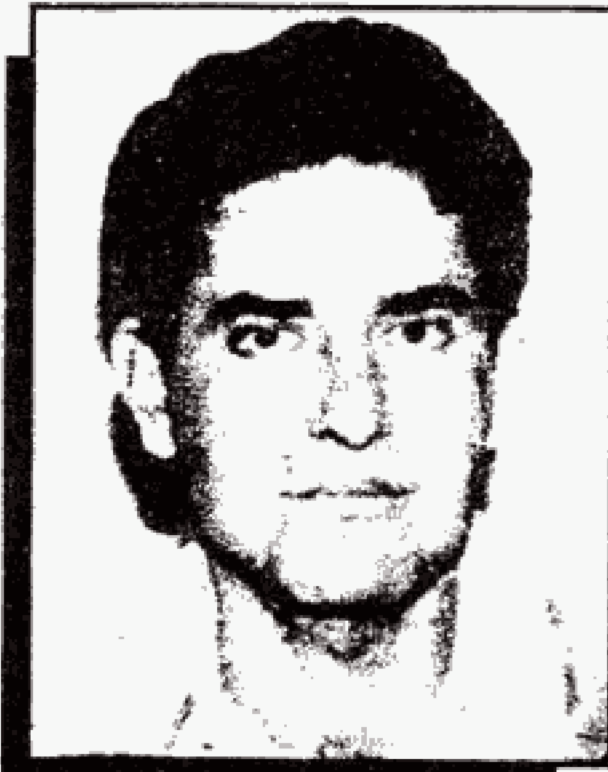
انعام

20 لاکھ امریکی ڈالر تک

ایسی اطلاع فراہم کرنے والے کو دیا جائے گا جس کی بنیاد پر، 1993 میں امریکہ میں ایک ظالمانہ حملے میں دو افراد کو ہلاک اور تین دیگر افراد کو شدید زخمی کرنے کے ملزم عامل کانسی کو گرفتار کر کے سزا دلائی جا سکے۔

باور کیا جاتا ہے کہ عامل کانسی پاکستان میں مقیم ہے۔

انعام کے علاوہ اطلاع فراہم کرنے والے کو بشرط ضرورت، امریکہ منتقل ہونے کی پیشکش بھی کی جا سکتی ہے۔



عامل کانسی

اس شخص کے بارے میں اطلاع دینے کیلئے ٹیلیفون ایکسچینج کے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیجئے

اسلام آباد	(051) - 826161
کراچی	(021) - 5685170
پشاور	(0521) - 279801-3
لاہور	(042) - 6365530

"المدد المدد۔ یا خدا المدد" کے نعرے لگاتے ہوئے وزیراعظم سکریٹریٹ کی جانب بڑھ رہے تھے۔ قاضی صاحب کی قیادت میں قافلے کو میلوڈی چوک پر روک دیا گیا۔ پولیس نے قاضی صاحب کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور پُرامن مظاہرین پر ہلہ بول دیا۔ اندھادھند گولیاں برسائیں اور آنسو گیس کے شیل پھینکے۔ مظاہرین آس پاس کی گلیوں میں منتشر ہوگئے۔ پولیس اُن کے تعاقب میں گلیوں میں داخل ہوگئی اور زبردست شیلنگ کی جس سے متعدد خواتین بے ہوش ہوگئیں۔ راولپنڈی کی سڑکیں میدان جنگ کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ پولیس کی اندھا دھند فائرنگ سے جماعت کے تین کارکنان سمیت چار افراد جاں بحق ہوگئے۔ لاشیں سڑکوں پر تڑپتی رہیں۔ پولیس نے ایک بس پر بھی گولیاں برسادیں۔ کئی گھنٹے تک محاذ آرائی جاری رہی۔ نصیر بابر اس آپریشن کی خود نگرانی کرتے رہے۔ انتظامیہ نے اپنی مدد کے لیے فوج بھی طلب کرلی۔ تمام پابندیوں کے باوجود جماعت اسلامی کے 20 کارکن وزیراعظم سکریٹریٹ پہنچنے میں کامیاب ہوگئے، جہاں اُن سب کو گرفتار کرلیا گیا۔ قاضی صاحب سمیت 200 افراد زخمی ہوگئے۔

جماعت اسلامی کے ڈپٹی سکریٹری جنرل اعجاز چودھری نے بتایا کہ پولیس فائرنگ سے شہید ہونے والے کارکنوں کے قتل کا مقدمہ وزیراعظم اور وزیرداخلہ کے خلاف درج کرنے کے لیے پولیس تھانہ میں درخواست دے دی گئی ہے۔ اس سے انکار پر جماعت نے عدالت عالیہ سے رجوع کیا جس پر ہائی کورٹ کی راولپنڈی بنچ نے وزیراعظم، وزیر داخلہ اور دیگر کے خلاف جماعت کی رٹ درخواست متعلقہ ایس۔ ایچ۔ او کو اس ہدایت کے ساتھ روانہ کر دی کہ وہ قانون کے مطابق اپنی ذمہ داری ادا کریں۔

قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے ارکان نے انتظامیہ کی جانب سے بے گناہ افراد کی ہلاکت اور راولپنڈی اور اسلام آباد کو مکمل طور پر سیل کرنے کے خلاف احتجاج کیا۔ ان ممبران اسمبلی نے اسمبلی میں لاٹھی چارج اور فائرنگ کی تصاویر دکھائیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ جماعت اسلامی محاذ آرائی سے باز نہ آئی تو مزید سختی برتیں گے۔ قاضی صاحب کے ساتھ چار ہزار مسلح افراد تھے۔ قائد حزب اختلاف بھی مری سے مسلح افراد لے کر آئے۔ جماعت اسلامی کو اسلام آباد کا گھیراؤ کرنے کا حق حاصل نہیں۔ دو مرتبہ فوج بلانا پڑی۔ لوگ مظاہرین کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے۔ اس پر ایوان جھوٹ جھوٹ کے نعروں سے گونج اٹھا۔

نواز شریف نے قومی اسمبلی میں کہا کہ وزیر داخلہ جھوٹ بولتے ہیں۔ حکومت کو ان ہلاکتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ معصوموں کا خون بے نظیر کی گردن پر ہے۔ جماعت اسلامی کے پُرامن جلوس پر فائرنگ کی گئی۔ سرکاری ممبران نے مطالبہ کیا کہ جماعت اسلامی پر پابندی لگائی جائے لیکن نصیر بابر نے کہا کہ ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ اس سانحہ کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا۔ اپوزیشن کے ممبران بطور احتجاج ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ لاشوں کی سیاست کرنے والوں کو بے نقاب کریں گے۔

منی بجٹ کا اعلان

28 اکتوبر کو وزیراعظم کے مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے 20 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگانے کا اعلان کر دیا۔ پاکستانی روپے کی قیمت میں سات فیصد کمی کر دی گئی۔ پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں سات فیصد اضافہ کیا گیا۔ درآمدی ڈیوٹی میں دس فیصد اضافہ کر دیا گیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ منی بجٹ لا کر غریبوں کو زندہ درگور کر دیا گیا۔ سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ روپے کی قدر میں کمی حکومتی پالیسیوں کی ناکامی کا اعتراف ہے۔ یہ فیصلہ آئی۔ ایم۔ ایف کے دباؤ میں کیا گیا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے وعدہ کیا تھا کہ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا لیکن اُس کی جگہ قاتل بجٹ آگیا۔ 20 ارب روپے سے زیادہ ٹیکس لگانے میں قومی اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ ہم اسے مسترد کرتے ہیں۔ میں عوام سے کہوں گا کہ وہ نہ بجلی کے بل ادا کریں اور نہ اضافی ٹیکس دیں۔ آصف زرداری کے گھوڑوں کا خرچ عوام اپنی جیب سے ادا نہیں کریں گے۔ حکمرانوں کو اپنی تجوریاں بھر کر فرانس میں جائیدادیں خریدنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ الطاف حسین نے کہا کہ منی بجٹ حکمرانوں کی بدعنوانیوں کا نتیجہ ہے۔

عامل کانسی کی گرفتاری

29 اکتوبر کو امریکی سفارت خانے نے پاکستانی روزناموں میں ایک اشتہار شائع کرایا کہ عامل کانسی جو امریکہ میں ایک ظالمانہ حملے میں دو افراد کو ہلاک اور تین کو شدید زخمی کرنے میں ملوث ہے، اُس کے بارے میں اطلاع دینے والے کو 20 لاکھ ڈالر انعام اور امریکہ منتقل ہونے کی سہولت دی جاسکتی ہے۔ اشتہار منسلک ہے۔

صدر لغاری کا خطاب

29 اکتوبر کو صدر لغاری نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا، لیکن اس موقع پر بھی تین اسیر ارکان پارلیمنٹ سعید قادر، شیخ رشید اور طاہر رشید کو نہیں لایا گیا۔ خطاب سے قبل نواز شریف نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن، سپیکر نے اجازت نہیں دی۔ راجہ ظفرالحق، گوہر ایوب، مولانا نیازی، مجید ملک ساجد میر اور خواجہ آصف علی نے بھی بیک وقت کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے لگے۔ اسپیکر نے انکار کر دیا جس پر اپوزیشن کے تمام ارکان شیم شیم کے نعرے لگاتے ہوئے ایوان سے باہر چلے گئے۔





پولیس جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کو جلوس کی قیادت کرتے ہوئے
اسلام آباد جانے سے روک رہی ہے۔

مصطفیٰ کھر کی برہمی

30 اکتوبر کو وفاقی وزیر غلام مصطفیٰ کھر نے واپڈا کے چیئرمین، ڈائریکٹروں اور ممبر پاور کو ان سے مشورہ کے بغیر تبادلوں پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے صدر کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ کھر کا خیال تھا کہ موجودہ حالات میں بے نظیر ان کی ناراضگی برداشت نہ کر سکیں گی اور انہیں منانے کی کوشش کریں گی۔ لیکن بے نظیر نے ان کے استعفے پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کھر سے فوری طور پر ملنے سے بھی انکار کر دیا۔ 31 اکتوبر کو بے نظیر نے دو گھنٹے تک انتظار کرانے کے بعد کھر سے ملاقات کی اور کہا کہ واپڈا کے چیئرمین کو بحال نہیں کیا جا سکتا۔ جو کچھ کیا گیا ہے وہ عوام کی بھلائی میں کیا گیا ہے۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے اور میں آپ سے بھی ایسی ہی امید رکھتی ہوں۔ کھر کی ناراضگی دور ہو گئی۔

ہائی کورٹ کے سامنے احتجاج

31 اکتوبر کو نواز شریف کیس کی سماعت کے موقع پر سینکڑوں مسلم لیگی کارکنوں نے لاہور ہائی کورٹ کے احاطہ کے اندر حکومت کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ کارکنوں نے سینہ کوبی کی نعرے لگائے اور بے نظیر کا پتلا جلایا۔

31 اکتوبر کو پاکستان کے دورہ پر آئی ہوئی امریکی نائب وزیر خارجہ مسز رابن رافیل نے نواز شریف سے ان کی مری کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کر کے مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

شوکت کاظمی کا انٹرویو

31 اکتوبر کو الائیڈ بنک کے صدر شوکت کاظمی نے کراچی میں اپنے دفتر میں ایک روزنامے کے نمائندے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 1990 کے انتخابات سے قبل میاں نواز شریف نے الائیڈ بنک سے پانچ کروڑ روپے مانگے تھے جب میں نے یہ رقم دینے سے انکار کیا تو مجھے دھمکیاں دی گئیں۔

صدر کی کراچی آمد

یکم اکتوبر کو صدر لغاری نے کراچی میں ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایم۔کیو۔ایم دہشت گردی سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کر دے تو اسے اقتدار میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ بحالی امن کے لئے شہری حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔ میں نے وزیر داخلہ سے کہا کہ

انتظامیہ قصوروار ہوئی تو سزا دیں گے۔ وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ جماعت اسلامی نے کبھی بھی دل سے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ اُس کے جلوس میں افغان باشندے شامل تھے۔ کارکنوں نے بلااشتعال اندھا دھند فائرنگ کی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب وٹو نے بھی کہا کہ جماعت اسلامی کے کارکن اپنے ساتھیوں کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے۔

نوابزادہ نصراللہ خاں، بلخ شیر مزاری، جتوئی، مولانا فضل الرحمٰن، اچکزئی، حافظ حسین احمد، چوہدری شیر علی، عمران خاں، غلام دستگیر، بیگم نسیم ولی اور شہباز شریف نے کہا کہ پُرامن جلوس پر پولیس کی فائرنگ سے حکومت کا سیاہ چہرہ بے نقاب ہوگیا ہے۔ بے نظیر ظلم و تشدد میں اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ اُن کا حشر اپنے باپ سے بھی برا ہوگا۔ الطاف حسین نے کہا کہ دھرنا دینے والوں پر ریاستی طاقت کا استعمال فسطائیت ہے۔ جماعت اسلامی کے شہداء کے قاتل بے نظیر اور نصیر اللہ بابر ہیں۔ حکومت کو ہٹانے کے لیے تمام جماعتیں متحد ہو جائیں۔

24 جون کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسلح افغانوں کو لانے کی بات بکواس ہے۔ ہم پاکستان کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ شہادت میری آرزو ہے۔ میرے اوپر پستول تانا گیا۔ گاڑی پر گولیاں برسائی گئیں۔ فوج براہ راست ملک کے حالات ٹھیک نہیں کر سکتی۔ ہم فساد برپا کرنے کے لیے نہیں، فساد مٹانے کے لیے اُٹھے ہیں۔ پانچ ہزار گوریلے ہمارے ساتھ تھے تو اُن میں سے کوئی ایک بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ ہمارے کارکنوں کی سو سے زیادہ بسوں کو راستوں میں روک کر تلاشی لی گئی، کسی کے پاس چاقو بھی نہیں ملا۔ کسی اہلکار کو ایک خراش تک نہ آئی۔ موجودہ حکومت کا خاتمہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ جماعت اسلامی پورے ملک میں 25 جون کو یوم احتجاج منائے گی۔

مولانا نورانی نے کہا کہ سانحہ راولپنڈی پر جمعہ کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا جائے گا۔

غائبانہ نمازجنازہ

25 جون کو لیاقت باغ راولپنڈی میں 24 جون کو پولیس کے ہاتھوں شہید ہونے والے جماعت اسلامی کے کارکنوں کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں راجہ ظفرالحق، شیخ رشید، تحریک جعفریہ کے سینیٹر جواد ہادی اور سیاسی اور دینی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ قاضی صاحب نے پڑھائی۔

25 جون کو پورے ملک میں یوم احتجاج منایا گیا۔ راولپنڈی میں مظاہرین پر فائرنگ اور لاہور میں شیلنگ کی گئی۔ متعدد افراد زخمی ہوگئے۔

25 جون کو بے نظیر نے اسلام آباد میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ رجعت پسند فوج اور صدر کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کر سکیں گے۔ گرفتار ہونے والوں نے

محاصرے ختم کر دیئے جائیں۔ بے نظیر نے کہا کہ الطاف گروپ دہشت گردی چھوڑ دے تو مطالبات منظور کرلیں گے۔ کراچی میں دہشت گردی کے لئے پیسہ بھارت سے آ رہا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کا صفایا کر دوں گا۔

یکم اکتوبر کو عبداللہ شاہ نے صدر لغاری کے اعزاز میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سبزہ زار میں ایک پُر تکلف عشائیہ دیا جس میں بڑی تعداد میں حکام اور سیاسی رہنماؤں نے شرکت کی عشائیہ کے دوران جب سرکاری بینڈ نے یہ دھن بجائی کہ "آئے موسم رنگیلے سہانے...... تُو چھٹی لے کے آ جا بالما" تو مہمان حیران رہ گئے۔ کراچی میں خون کی ارزانی اور وزیر اعلیٰ ہاؤس میں رنگیلے موسم کی آمد، کیسا تضاد ہے۔

یکم اکتوبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر کراچی اور اندرون سندھ ہڑتال ہوئی۔ کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں دو افراد ہلاک ہوگئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ یکم اکتوبر کی ہڑتال ناکام رہی۔ اب ایم۔ کیو۔ ایم ہڑتالیں کرانے کی پوزیشن میں نہیں رہی، عوام ان سے تنگ آ چکے ہیں۔

2 اکتوبر کو صدر لغاری نے مختلف وفود سے بات کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کا نیٹ ورک ٹوٹا ہے۔ ملزمان کو اسلام آباد منتقل کرنا خلاف قانون نہیں۔ رشوت ختم کرنے میں وقت لگے گا۔ تھانوں کی، فروخت، قابل مذمت ہے۔ پولیس اور رینجرز کو گرفتاریوں میں وحشیانہ انداز اختیار نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ایجنسیوں کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں ہے۔

اکتوبر کے پہلے ہفتے میں 30 افراد دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ اجمیر نگری کے تھانے پر راکٹ سے حملہ کیا گیا۔

یکم اکتوبر کو پولیس نے بم دھماکوں میں ملوث چار دہشت گردوں کو گرفتار کرلیا جن میں سے ایک بھارت کا تربیت یافتہ ہے۔ 14 اکتوبر کو سعید آباد کی سڑکوں اور گلیوں کی ناکہ بندی اور محاصرہ کر کے گھر گھر کی تلاشی لی گئی۔ دو ہزار افراد حراست میں لے لئے گئے۔ کوئی دہشت گرد نہیں پکڑا جاسکا اور اسلحہ بھی برآمد ہوا۔

چوہدری ظہور الٰہی کیس

3 اکتوبر کو دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے عدم ثبوت کی بناء پر میر مرتضیٰ بھٹو کو چوہدری ظہور الٰہی کے قتل کیس میں بری کر دیا۔

سندھ سیکرٹیریٹ پر حملہ

9 اکتوبر کو نیو سندھ سیکرٹیریٹ کی عمارت پر دوپہر بارہ بج کر بارہ منٹ پر روسی ساختہ

اعتراف کیا ہے کہ وہ افغان کمانڈر تھے۔ بعض عناصر بنیاد پرستی پر مبنی آمریت قائم کرنا چاہتے ہیں، لیکن ہم بنیاد پرستی اور دہشت گردی کو کچل کر رکھ دیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ پولیس نے اپنے دفاع میں گولی چلائی۔ جماعت اسلامی کے مظاہرے میں اکثریت ایسے افراد کی تھی جنھوں نے افغانستان میں جہاد کی تربیت حاصل کی ہے۔ جماعت اسلامی کے احتجاج سے حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔ اب کوئی جنرل ضیاء الحق نہیں آئے گا۔

دھرنا پروگرام کے نتائج

قاضی صاحب نے بار بار یقین دلایا تھا کہ ہمارا دھرنا پروگرام مکمل طور پر پُرامن ہوگا لیکن بے نظیر حکومت جس نے کئی محاذوں پر جنگ چھیڑ کر خود کو کمزور کر لیا ہے۔ اس سے بری طرح خوفزدہ ہوگئی۔ اس پروگرام کو ناکام بنانے کے لیے غیر معمولی تشدد سے کام لیا گیا۔ اندھا دھند فائرنگ سے چار افراد جاں بحق ہوگئے۔ حکومت نے دھرنے کو ناکام بنانے کے لیے ہر ممکن حربہ ظلم و جبر اور ریاستی تشدد کو استعمال کیا، لیکن ان تمام رکاوٹوں کے باوجود دھرنے کو ممکن ہی نہیں بلکہ کامیاب بنا کر جماعت اسلامی نے اپنی زبردست تنظیمی صلاحیت، کارکنوں میں سمع و طاعت کے مثالی جذبے اور بڑی سے بڑی قربانی دینے کے عزم کا عملی مظاہرہ کر دیا۔ اس مظاہرے نے حکومت کی چولیں ہلا دیں۔ صاف طور پر نظر آنے لگا کہ حکومت کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ اس سے قبل نواز شریف نے جو احتجاجی تحریک چلائی تھی۔ اُس سے متوقع نتائج پیدا نہیں ہو سکے تھے۔ 23 جون کی ہڑتال بھی جزوی طور پر کامیاب ہوئی تھی۔ ممبران اسمبلی کے استعفوں کی پیش کش کے باوجود بے نظیر حکومت کو کوئی حقیقی خطرہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لیے بے نظیر کا کہنا تھا کہ اپوزیشن نے احتجاج کر کے اور ہڑتال کی کال دے کر اپنے شوق پورے کر لیے، اب مذاکرات کرے، لیکن دھرنے نے اس صورت حال کو بالکل بدل کر رکھ دیا۔ سیاسی مبصرین کا کہنا تھا کہ اب بے نظیر حکومت زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔

قاضی صاحب کا چار نکاتی مطالبہ

اس سیاسی صورت حال میں قاضی صاحب نے صدر مملکت کے سامنے اپنے چار مطالبات رکھے۔ پہلے تو یہ کہ وہ اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کو رخصت کر دیں۔ دوسرے یہ کہ چیف جسٹس پر مشتمل عبوری حکومت قائم کی جائے۔ تیسرے یہ کہ عبوری حکومت سب کا بے لاگ احتساب کرے اور چوتھے یہ کہ احتساب کے بعد منصفانہ الیکشن کرائے جائیں جن میں صرف ایسے اُمیدوار حصہ لے سکیں جو آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر

راکٹوں سے دو جانب سے حملہ کیا گیا۔ یکے بعد دیگر 6 راکٹ داغے گئے۔ خوفناک دھماکوں سے پورا علاقہ گونج اٹھا۔ عمارت لرز گئی۔ عملہ میں بھگدڑ مچ گئی۔ انہوں نے سیڑھیوں کے نیچے لیٹ کر جان بچائی۔ راکٹ لال رنگ کی کار سے عمارت کی عقبی گلی اور مغرب کی سمت سے ایسے وقت داغے گئے جب وزراء اور سیکرٹری کام میں مصروف تھے۔ ایک راکٹ دیوار کو توڑ کر چھت سے ٹکرا کر پھٹ گیا۔ سندھ کے تین سابق وزرائے اعلیٰ کی تصاویر کے فریموں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ چار افراد زخمی ہو گئے۔ 15 منٹ تک کارروائی کرنے کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گردوں نے سیکریٹریٹ کی پانچویں، چھٹی اور ساتویں منزل پر راکٹ مارے۔ ان کا ٹارگٹ وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء تھے۔ وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ ہمیں دہشت گردی سے مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس بزدلانہ کارروائی پر سزا دیں گے۔ نصیربابر نے سندھ سیکریٹریٹ کا دورہ کیا اور راکٹ داغنے والوں کی فوری گرفتاری کا حکم دیا۔ اگلے دن کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نصیربابر نے کہا کہ سندھ سیکریٹریٹ پر حملہ تعیم شری گروپ نے کیا ہے۔ حملہ آور تربیت یافتہ تھے۔ یہ سندھ حکومت کی لائف لائن پر حملہ ہے۔ اب تک 102 دہشت گرد مارے جا چکے ہیں۔ 600 کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اب کوئی اے۔ کلاس دہشت گرد سرگرم عمل نہیں رہا۔

الطاف حسین نے کہا کہ سندھ سیکریٹریٹ پر حملہ وزیر داخلہ کی نااہلی کا ثبوت ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ اس میں ایم۔ کیو۔ ایم کو ملوث کرنا شرمناک فعل ہے۔ اس واقعہ کے بعد کراچی اسٹاک ایکسچینج میں مندی کے باعث 4 ارب 46 کروڑ روپے ڈوب گئے۔ پولیس نے سیکریٹریٹ پر حملہ کے ملزمان کو پکڑنے کے لئے ٹی۔ اینڈ ٹی کالونی، کالونی، کورنگی، ملیر، لائنز ایریا، نارتھ کراچی اور بزنس روڈ وغیرہ پر چھاپے مار کر 200 مشتبہ افراد کو گرفتار کر لیا۔

اکتوبر کے پہلے دس دنوں میں 54 افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ 10 اکتوبر کو صرف ایک دن میں ایک پولیس افسر اور ایک فوجی سمیت 14 افراد ہلاک ہو گئے۔ اورنگی ٹاؤن میں ایک کوچ پر مسلح افراد کی فائرنگ سے ڈرائیور اور کئی مسافر جاں بحق ہو گئے۔

فہیم کمانڈو کی ہلاکت

10 اکتوبر کو پولیس ذرائع نے بتایا کہ فہیم کمانڈو اور اس کے دو ساتھی ذیشان اور یوسف رحمان فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ انہیں 6 اگست کو حراست میں لیا گیا تھا۔ ملزمان کی نشان دہی کے لئے انہیں ناظم آباد لایا گیا۔ جہاں پہلے سے چھپے ہوئے دہشت گردوں نے گھات لگا کر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں یہ تینوں ہلاک ہو گئے۔ ایک نامعلوم شخص بھی گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ دو افراد مکان کے نیچے، تیسرا سیڑھیوں اور چوتھا پہلی منزل پر ہلاک ہوا۔ یہ بات باعث تعجب تھی

پورے اُترے ہوں۔

آئین کے تحت صدر کو قبل از مدت مرکزی حکومت کو برطرف کرنے اور قومی اسمبلی کو تحلیل کرنے کا حق حاصل ہے۔ صدر لغاری کئی مواقع پر حکومت کی کارکردگی پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہہ بھی چکے ہیں کہ ضرورت پڑی تو وہ اپنا آئینی حق استعمال کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس لیے پہلے مطالبہ کی تکمیل تو جلد ہی متوقع ہے۔ اسمبلی کی تحلیل کے بعد عبوری حکومت کی تشکیل کا اختیار بھی صدر ہی کو حاصل ہے' لیکن سپریم جوڈیشل کونسل کا آئینی دارہ کار صرف عدلیہ کے اُمور تک محدود ہے۔ اس لیے صدر کی جانب سے چیف جسٹز کمیٹی کو عبوری حکومت بنانے کی دعوت دینا ممکن نظر نہیں آتا۔ پھر بے نظیر نے اس کی پیش بندی کرتے ہوئے کہا کہ بعض عناصر ججوں کو اقتدار کا دانہ ڈال کر اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کرانا چاہتے ہیں۔ اُنھیں عبوری حکومت بنانے کا لالچ دیا جا رہا ہے۔ عدلیہ کی عزت اسی میں ہے کہ وہ غیر جانبدار رہے۔ تیسرے عبوری حکومت جن افراد پر بھی مشتمل ہو' اُس کی جانب سے احتساب کے عمل کو یقینی بنانا بھی مشکوک ہے۔ آئین کے مطابق عبوری حکومت کے لیے نوے دن کے اندر الیکشن کرانا ضروری ہے۔ اس لیے کوئی عبوری حکومت اگر چاہے بھی تب بھی اس مدت میں الیکشن کے اُمور کے ساتھ حقیقی احتساب کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چوتھے اُمیدواروں کی اہلیت اور نااہلی کے بارے میں دستور کے آرٹیکل 62 اور 63 بہت جامع ہیں لیکن آئین میں ان پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے کوئی نظام تجویز نہیں کیا گیا ہے' اس لیے ان دفعات کے اندراج کے بعد ہونے والے انتخاب میں ان پر کبھی عمل نہیں ہو سکا اور نہ آئندہ اس کی توقع ہے۔

قاضی صاحب نے بے نظیر حکومت کے خاتمہ کے بعد عبوری حکومت کے قیام' احتساب اور انتخابات کے بارے میں جو تجاویز دیں ہیں' اُن کا پورا ہونا مشکوک ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ اسمبلی کے خاتمے کے بعد بقیہ تین مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں بھی پہلے ہی سے کوئی ایسا طریقہ کار وضع کیا جاتا کہ ایسی صورت حال میں بھی جماعت کی مساعی اور قربانیوں کا ثمرہ جماعت کو حاصل ہو سکتا اور ملک و ملت کو ایک بحران سے نکل کر دوسرے بحران میں داخل ہونے کے امکان سے بچایا جا سکتا۔

دینی جماعتوں کا اتحاد

28 جون کو چھ دینی جماعتوں جماعت اسلامی جے۔ یو۔ پی (ف)' جے۔ یو۔ آئی (س) جے۔ یو پی' تحریک جعفریہ اور جماعت اہلحدیث نے انتخابی اتحاد کا اعلان کر دیا۔ آئندہ انتخابات کے لیے مشترکہ منشور اور انتخابی پیکج تیار کیا جائے گا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک پریس کانفرنس

کہ یہ چار افراد ایک مکان کی مختلف جگہوں پر کس طرح حملہ آوروں کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ فہیم کمانڈو اور اس کے ساتھی 50 افراد کے قتل اور راکٹوں کے حملوں میں ملوث تھے۔ الطاف حسین نے کہا کہ مہاجر قوم اپنے جواں سال کارکنوں کی سفاکانہ ہلاکت پر سوگوار ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہمارے کارکنوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کمیشن پاکستان نے اپنی ابتدائی رپورٹ میں کہا کہ فہیم کمانڈو کیس قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارروائی کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت خود دہشت گردی میں ملوث ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ہلاک ہونے والا شخص فہیم کمانڈو نہیں بلکہ اس کا بھائی تھا۔

10 اکتوبر کو گلبہار ہنگامہ آرائی، پولیس پر فائرنگ اور حقیقی کے ایک کارکن کو ہلاک کرنے کے الزام میں الطاف حسین، اجمل دہلوی، شعیب بخاری اور دیگر کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔

یوم سوگ کا اعلان

رابطہ کمیٹی نے 12 اکتوبر کو یوم سوگ منانے کا اعلان کر دیا۔

بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں حالات خراب کرنے والوں کو معاف نہیں کریں گے۔ ہڑتال کے دوران دکانیں بند کرانے والوں، آگ لگانے اور امن عامہ کو نقصان پہنچانے والوں کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں سے ہماری کھلی جنگ ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے بھارت اور دوسرے پاکستان دشمن ممالک سے امداد وصول کی ہے۔

نواز شریف کی روانگی

10 اکتوبر کو نواز شریف لندن روانہ ہو گئے جہاں وہ الطاف حسین سے ملاقات کریں گے۔ گورنر سندھ کمال اظفر نے کہا کہ نواز شریف اور الطاف حسین مل کر حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔

صدر لغاری کا خط

11 اکتوبر کو صدر لغاری نے وزیر اعظم بے نظیر کو ایک خط ارسال کیا جس میں انہوں نے کراچی کی صورت حال پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور معاملات کو افہام و تفہیم کے ساتھ طے



مسلم لیگ کے صدر نواز شریف اور جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد
منصورہ میں بات چیت کرتے ہوئے۔

کرنے پر زور دیا سیاست اور دہشت گردی کو ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کرنے کے رجحان کے مضر اثرات سے خبردار کیا۔ صدر نے کرپشن کے خاتمے کے لئے منتخب نمائندوں، اعلیٰ حکام اور بااثر افراد کے خلاف بلاامتیاز محاسبہ کرنے کی ہدایت بھی دی۔

صدر نے اپنے اس خط میں وزیراعظم پر واضح کر دیا کہ حکومت کراچی میں امن کے قیام اور بے لاگ محاسبہ کرنے دونوں اہم محاذوں پر ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ صدر کا یہ انتباہ اپوزیشن کی حکومت مخالفانہ تحریک سے کہیں زیادہ سنگین نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔

یوم سوگ

12 اکتوبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر کراچی اور اندرون سندھ یوم سوگ منایا گیا۔ گزری، ملیر، لانڈھی اور کیماڑی میں دکانیں نہیں کھلی۔ ٹرانسپورٹ کم چلی۔ فائرنگ کے واقعات میں دو افراد ہلاک ہوگئے۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ لیاقت آباد دھماکوں سے گونجتا رہا۔ 5 گاڑیاں جلا دی گئیں گلزار ہجری میں تھانے اور رینجرز کے ہیڈ کوارٹر میں راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔

کورنگی کا محاصرہ کر کے پولیس نے گھر گھر تلاشی لی اور 200 افراد کو حراست میں لے لیا۔

پارک کالونی میں پولیس نے چار دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے ڈی۔ ایس۔ پی کے گن مین اور حقیقی کے چار کارکنوں سمیت 22 افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔ ان کی نشان دہی پر تین پولیس والے بھی گرفتار کر لئے گئے جنہوں نے سرکاری ایمبولینس دہشت گردوں کے حوالے کر دی تھی لیکن تھانہ میں یہ رپورٹ درج کرائی کہ ایمبولینس اسلحہ کے زور پر چھین لی گئی۔ گلبرگ سے بھی 6 دہشت گرد کو گرفتار کر لئے گئے۔ ان سے راکٹ لانچر اور اسلحہ برآمد ہوا۔

ناصر حسین کی گرفتاری

15 اکتوبر کو وزیراعظم کی بہن صنم بھٹو کے شوہر ناصر حسین کو کراچی ائرپورٹ پر اس وقت گرفتار کر لیا گیا۔ جب وہ امارات ایئرلائن کی پرواز سے روانہ ہونے والے تھے۔ صنم بھٹو اور بچے لندن میں ہیں معلوم ہوا کہ ان کی گرفتاری احمد علی سومرو کے قتل کے سلسلہ میں تفتیش کے لئے عمل میں آئی ہے۔ صنم بھٹو اپنے زیر حراست شوہر سے ملنے کے لئے کراچی پہنچ گئیں۔

سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طے پا گیا ہے کہ یہ جماعتیں مشترکہ طور پر جدوجہد کریں گی۔

28 مئی کو جماعت اسلامی کے سینیٹروں اور ارکان اسمبلی نے اپنے استعفے امیر جماعت قاضی حسین کے حوالے کر دیئے۔ امیر جماعت مجلس عاملہ سے مشورے کے بعد انھیں مناسب وقت پر اسپیکر کے حوالے کر دیں گے۔

29 جون کو وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر نے نواز شریف کے خلاف نااہلی کا ریفرنس دائر کر دیا جس کی بنیاد نواز شریف کا وہ بیان ہے جس میں انھوں نے قاضی حسین احمد کو سیاسی مقاصد کے لیے دس کروڑ روپے فراہم کرنے کا اعتراف کیا تھا۔

نواز شریف نورانی ملاقات

29 جون کو نواز شریف اور مولانا نورانی کے درمیان ایک تفصیلی ملاقات ہوئی۔ جس میں دو نکات پر مشتمل ایک سمجھوتہ کو حتمی شکل دے دی گئی۔ پہلے یہ کہ مسلم لیگ اور ملی یکجہتی کونسل میں شامل جماعتیں موجودہ حکومت کے خاتمے کے لیے مشترکہ جدوجہد کریں گی۔ دوسرے یہ کہ انتخابات کے موقع پر پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں کے خلاف مشترکہ امیدوار لانے کے لیے نشستوں پر ایڈجسٹمنٹ کے طریق پر عمل کیا جائے گا۔ مولانا نورانی کو کونسل نے اختیار نہیں دیا تھا کہ وہ اس کی جانب سے مسلم لیگ سے کوئی معاہدہ کرلیں۔ اس سے صرف ایک دن قبل تو خود مولانا نورانی نے ایک پریس کانفرنس میں چھ دینی جماعتوں پر مشتمل ایک انتخابی اتحاد کا اعلان کیا تھا۔

29 جون کو نواز شریف نے صدر سے پھر مطالبہ کیا کہ وہ حکومت کو بلاتاخیر برطرف کر دیں ورنہ ظلم و ستم سے تنگ آ کر عوام سڑکوں پر نکل آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ میرے خلاف کرپشن کا کوئی الزام ثابت ہو جائے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔

نواز شریف قاضی حسین احمد ملاقات

30 جون کو نواز شریف جماعت اسلامی کے دفتر منصورہ تشریف لائے اور انھوں نے قاضی حسین احمد سے تفصیلی مذاکرات کئے۔ ملاقات کے بعد دونوں رہنماؤں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میں نے میاں نواز شریف کو ناشتہ کی دعوت دی تھی، وہ تشریف لائے۔ شہدائے راولپنڈی کے لیے تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔ انشاء اللہ جانوں کو اس پاکیزہ قربانی سے ایک عظیم اسلامی انقلاب رونما ہو گا۔ موجودہ حکومت سے جان چھڑانے کے لیے ہم نے باہمی تعاون اور رابطوں پر اتفاق کیا ہے۔ ایک کمیٹی تشکیل

لندن میں مظاہرہ

15 اکتوبر کو پیپلز پارٹی برطانیہ کے کارکنوں نے لندن میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دفتر کے باہر تین گھنٹے تک الطاف حسین کے خلاف احتجاجی مظاہر کیا۔ مظاہرین میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے۔ وہ الطاف حسین کو پاکستان بھیجنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔

17 اکتوبر کو الطاف حسین نے لندن سے نیویارک میں اپنے ٹیلی فونک خطاب میں کہا کہ وزیر اعظم اور وزیر داخلہ مہاجروں کے قتل کے ذمہ دار ہیں کیا پاکستان ہماری نسل کشی کے لئے بنا تھا۔ مہاجروں کے قتل کا بدلہ قصاص اور دیت کے تحت لیں گے۔ بے نظیر اپنے سیاسی مخالفین کو نیست و نابود کرنے کے لئے پولیس فورس استعمال کر رہی ہیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف حسین نے نیویارک میں اپنے خطاب کے دوران پاکستان کے خلاف نعرے لگوائے وہ بھارت کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ الطاف حسین سے بے گناہوں کے خون کا حساب شریعت کے مطابق لیا جائے گا۔

نواز شریف کا خطاب

17 اکتوبر کو نیویارک میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ریاستی تشدد کے ذریعے کراچی میں بنگلہ دیش جیسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ بے نظیر بھارت کے ساتھ کئے گئے عہد و پیاں نبھا رہی ہیں۔ کراچی کا مسئلہ سیاسی ہے۔ مذاکرات کے ذریعے حل ہو سکتا ہے۔

یوم سوگ

18 اکتوبر کو اپنے کارکن حفیظ فاروقی کی پولیس کے ہاتھوں ہلاکت کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایم۔ کیو۔ ایم نے یوم سوگ منایا۔ کراچی اور اندرون سندھ کاروبار بند رہا۔ کراچی کے بعض علاقوں میں ٹرانسپورٹ چلتی رہی اور تین اضلاع میں بنک کھلے رہے۔ ہڑتال کے دوران پانچ افراد جاں بحق ہو گئے اور تین گاڑیاں جلا دی گئیں۔ شریف آباد میں پولیس موبائلوں پر حملہ کیا گیا۔ اگلے دن کراچی میں دو کانسٹیبلوں سمیت سات افراد جاں بحق ہو گئے۔ خواجہ اجمیر نگری میں راکٹ سے زخمی کیپٹن افتخار زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے۔ دو ماہ بعد ان کی شادی ہونے والی تھی۔ 20 اکتوبر کو ایک کانسٹیبل سمیت تین افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ 21 اکتوبر کو ایک ہوٹل سے چار افراد کو اغوا کر کے کلاشن کوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو مستقبل کے نظام کے بارے میں بھی اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ اپنے اپنے پلیٹ فارم سے کی جانے والی جدوجہد میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہماری بات چیت مفید رہی ہے۔ عوام کی حمایت سے دو ماہ کے اندر اندر اس بدعنوان اور غیر جمہوری حکومت کا دھڑن تختہ کر دیں گے۔

صوبہ پنجاب

4 جون کو پنجاب کے وزیراعلیٰ سردار محمد عارف نکئی نے وزیراعظم بے نظیر کو پنجاب کی محسن اعظم کے خطاب سے نوازا۔ نکئی نے کہا کہ نواز شریف حکومت نے پنجاب کو صرف 26 ارب روپے دیئے تھے جبکہ بے نظیر نے 71 ارب روپے دیئے۔

بلدیاتی ادارے

26 جون کو سپریم کورٹ نے پنجاب کے تمام بلدیاتی ادارے بحال کر دیئے اور لاہور ہائی کورٹ کا 19 فروری 96ء کا وہ فیصلہ کالعدم قرار دے دیا جس میں بلدیاتی اداروں کے الیکشن کرانے کا حکم دیا گیا تھا۔

پنجاب حکومت نے اس عدالتی فیصلہ پر عمل کرنے کے بجائے اسے غیر موثر بنانے کے لیے فوراً ایک ہی نیا قانون منظور کر لیا جس کی رو سے تمام بلدیاتی اداروں کے ارکان کی رکنیت ختم کر دی گئی۔ اور بلدیاتی اداروں کے تمام اختیارات ایڈمنسٹریٹروں کے حوالے کر دیئے گئے۔ اپوزیشن نے اس پر شدید احتجاج کیا لیکن صوبائی وزیر نے کہا کہ ہم نے قانون سازی کی ہے سپریم کورٹ کے فیصلے کو چیلنج نہیں کیا ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ بلدیاتی اداروں کے ارکان اور عہدیدار تالے توڑ کر دفاتر پر قبضہ کر لیں۔ حکومت بدمعاشی اور غنڈہ گردی پر اتر آئی ہے۔ اسے اسی زبان میں جواب دیا جائے۔ حکومت پارلیمنٹ، عدلیہ اور جمہوری اداروں کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے دو گھنٹے طویل ملاقات کر کے بلدیاتی اداروں کی بحالی اور اس کے بعد اسمبلی میں قانون کی منظوری کے بارے میں صدر کو حکومت کے موقف سے آگاہ کیا۔

چیف جسٹس کا خطاب

30 جون کو اسلام آباد میں فل کورٹ ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چیف جسٹس سجاد

نواز الطاف ملاقات

19 اکتوبر کو لندن میں الطاف حسین نے نواز شریف سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی نواز شریف، شہباز شریف، حمزہ شریف، چوہدری نثار، اسحٰق ڈار نے الطاف حسین اور ان کے ساتھیوں کا خیر مقدم کیا۔ نواز شریف نے الطاف حسین سے تنہائی میں بھی ایک گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم کراچی کے عوام کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

21 اکتوبر کو کراچی واپس آکر نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین نے مجھے لندن میں مہاجروں پر مظالم کے بارے میں ٹھوس شواہد فراہم کئے ہیں۔ مسلم لیگ اس ظلم کے خلاف جدوجہد کرتی رہے گی۔

20 اکتوبر کو قاضی خالد اور شعیب بخاری کو لندن جانے سے روک دیا گیا۔ وہ الطاف حسین سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے کہ ایرپورٹ پر انہیں بتایا گیا کہ مذاکراتی ٹیم کے پانچویں ممبران کے نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل ہیں لیکن وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ ان کے پاس سفری دستاویزات مکمل نہیں تھیں ورنہ ان کے بیرون ملک جانے پر کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ یہ لوگ بلاوجہ عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ دو دن بعد وہ دونوں لندن روانہ ہو گئے۔

22 اکتوبر کو پولیس نے کورنگی، نارتھ کراچی، لیاقت آباد اور اورنگی میں چھاپے مار کر 27 دہشت گردوں کو گرفتار کر کے بڑی مقدار میں ان سے اسلحہ برآمد کر لیا۔ سات دہشت گردوں نے 17 افراد کو اغوا کر کے ہلاک کرنے کا اعتراف کر لیا۔ تین دہشت گرد کورنگی میں خندقیں کھودتے ہوئے پکڑے گئے۔ 25 اکتوبر کو کورنگی میں مسلح افراد رینجرز اور فرنٹیر کانسٹیبلری کے جوانوں کو ہلاک کر کے ان کی نعشیں پھینکنے جا رہے تھے کہ پولیس مقابلہ ہو گیا۔ تین ملزمان مارے گئے اسلحہ بھی برآمد ہوا 27 اکتوبر کو لیاقت آباد میں پولیس مقابلہ میں دو دہشت گرد ہلاک ہو گئے۔ لیاقت آباد اور گلشن اقبال میں ریحان کانا، نعیم شری اور فہیم بھورا کی گرفتاری کے لئے محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ مطلوبہ افراد نہ ملنے پر پولیس نے دوسرے 20 افراد کو حراست میں لے لیا۔ شریف آباد میں پولیس اور رینجرز نے ایک فلیٹ پر چھاپہ مارا جو ٹارچر سیل کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ تین ملزمان گرفتار کر لئے گئے۔ تشدد کا سامان بھی پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ چار ٹکڑوں میں کٹی ہوئی ایک نعش بھی ملی جس کا سر غائب تھا۔ الطاف حسین نے پھر کہا کہ پولیس مقابلوں میں مہاجروں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔

علی شاہ نے کہا کہ آج عدلیہ مشکل ترین حالات میں اپنا فرض ادا کر رہی ہے۔ بلدیاتی اداروں کی بحالی کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے بجائے قانون سازی کرنے سے حکومت بے نقاب ہو گئی ہے۔ حکومت، مقننہ اور عدلیہ کو ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

صوبہ سندھ

یکم جون کو ایک غیر ملکی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے گورنر کمال اظفر نے کہا کہ ایم کیو ایم ایک دہشت گرد جماعت ہے۔ ہٹلر اور مسولینی کی طرح اسے بھی مڈل کلاس کی حمایت حاصل ہے۔ برطانیہ نے الطاف حسین کو پناہ لے کر کوئی اچھی مثال قائم نہیں کی ہے۔ اگر ہم بھی پاکستان میں آئرلینڈ کے کسی لیڈر کو پناہ دے دیں تو برطانیہ کیا محسوس کرے گا۔ وفاقی وزیر این ڈی خان نے کہا کہ ماضی میں حکومتوں نے دہشت گردی سے چشم پوشی کی، ہم نے کراچی میں امن قائم کر دیا۔

محاصرے اور گرفتاریاں

حکومت نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن میں مزید شدت پیدا کر دی۔ جون کے پہلے ہفتے میں گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، افغان بستی، الکرم سکوائر، اورنگی، کورنگی، لائنز ایریا، کلفٹن، اقبال، تیموریہ، بفر زون، لیاقت آباد، سرجانی ٹاؤن، فیڈرل بی ایریا اور سعود آباد میں چھاپے مار کر یونٹ انچارج سمیت تقریباً 150 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ گلبرگ میں ایک ہسپتال پر چھاپہ مار کر دو افراد کو پکڑا گیا۔ ماڈل ٹاؤن میں تین مسلح افراد کو حراست میں لیا گیا جو پولیس کے مطابق ٹارچر سیل چلاتے تھے۔ افغان بستی سے تین دہشت گرد پکڑے گئے جن سے بڑی تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ 2 جون کو الکرم سکوائر سے ایک یونٹ انچارج کو گرفتار کیا گیا جو قتل اور پولیس مقابلوں میں ملوث بتایا گیا۔ 3 جون کو چھاپوں کے دوران تیرہ کم سن بچے بھی حراست میں لے لیے گئے۔ پولیس دروازے توڑ کر اور سیڑھیاں لگا کر گھروں کے اندر کود گئی۔ ایک بچہ اور اس کا والد زخمی ہو گیا۔ 4 جون کو پولیس نے عمران فاروق اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں مختلف بستیوں میں رات بھر چھاپے مارے۔ عمران فاروق کے تین رشتہ دار گرفتار کر لیے گئے۔ لیاقت آباد میں پولیس مقابلہ میں ایم کیو ایم کا ایک نوجوان ہلاک ہو گیا۔ پولیس کے مطابق اس کے ساتھی فرار ہو گئے۔ 5 جون کو پولیس نے سرجانی ٹاؤن میں ایک ٹیچر کے گھر پر ایک نوجوان کی تلاش میں چھاپہ مارا۔ ملزم نہ ملنے پر اس کے باپ اور بھائی کو حراست میں لے لیا گیا۔ 5 جون کو جاوید لنگڑا

سردار اکبر بگٹی کی شکایت

5 اکتوبر کو نواب اکبر بگٹی نے کہا کہ وفاقی حکومت کی سرپرستی میں ہمارے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ ہم اپنے گھر میں مہاجر بن گئے ہیں۔ اب تک 80 خاندان اپنے گھروں سے بے دخل کر دیئے گئے ہیں۔ صدر ہماری فریاد پر ہوں ہاں کر دیتے ہیں۔ حکومتی ایکشن کے خلاف ہم نے بین الاقوامی اداروں سے امداد طلب کر لی ہے۔ ریاستی دہشت گردی سے متعلق دنیا کو آگاہ کرنا کوئی جرم نہیں۔ الطاف حسین نے اکبر بگٹی سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ مہاجروں کے بعد اب بلوچوں کو بھی اپنے گھروں میں رہنا محال بنایا جا رہا ہے۔ ہماری ہمدردیاں بلوچ بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ سوئی کے حالات خراب کرنے کی ذمہ داری بھی جنرل بابر کو سونپ دی گئی ہے۔ ڈیرہ بگٹی میں فوجی آپریشن کا جواز پیدا کیا جا رہا ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ اکبر بگٹی حکومت کو بلیک میل کرتے ہیں۔ وہ رائلٹی کے نام پر کبھی ایک کروڑ اور کبھی دو کروڑ روپے کا تقاضا کرتے ہیں۔

ہائی کورٹ میں مظاہرہ

یکم نومبر 95 کو لاہور ہائی کورٹ میں مسلم لیگی کارکنوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا اور حکومت کا جنازہ نکالا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ چار خواتین سمیت چھ افراد گرفتار کر لیے گئے۔ نواز شریف نے کہا کہ 15 نومبر سے بے نظیر حکومت کے خلاف بھرپور تحریک شروع کی جائے گی۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ”بے نظیر ہٹاؤ، نواز شریف لاؤ“ کی روایتی سیاست میں حصہ دار نہیں۔

یوم سیاہ

3 نومبر کو ملی یک جہتی کونسل کی اپیل پر حکومت کی عوام دشمن پالیسیوں، مہنگائی، فحاشی اور عریانی کے خلاف ملک بھر میں یوم سیاہ منایا گیا۔ علماء نے کہا کہ حکومت نے آنے والی نسلوں کو بھی آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بنک کے ہاتھوں گروی رکھ دیا ہے۔

3 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے امریکی ٹی۔ وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔ پریس آزاد ہے۔ پاکستان میں فوجی بغاوت کا سرے سے کوئی خطرہ نہیں۔

کی تلاش میں پولیس نے اورنگی میں چھاپے مار کر چار سگے بھائیوں سمیت چوبیس افراد کو گرفتار کر لیا۔ 7 جون کو بلدیہ تھانے کے حوالات میں ایک نوجوان پراسرار طور پر ہلاک ہوگیا۔ پولیس نے کہا کہ دل کا دورہ پڑنے سے اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ 8 جون کو پولیس نے سعود آباد میں چھاپہ مار کر سلیم شہزاد کے گن مین سمیت چودہ افراد کو گرفتار کر لیا۔ عمران فاروق پھر بچ نکلے۔

وزیراعظم کی کراچی آمد

5 جون کو وزیراعظم بے نظیر کی کراچی آمد پر ایئرپورٹ سے بلاول ہاؤس تک ٹریفک جام ہوگیا۔ ایئرپورٹ پر جب پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے بے نظیر سے ملنے کی کوشش کی تو پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا۔ جیالوں نے کہا کہ ضیاء دور میں ہم نے کوڑے کھائے اور اب اپنی حکومت میں لاٹھیاں کھا رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے وزیراعظم کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی پر قابو پالیا گیا ہے۔ انہوں نے بھٹو کے مزار کی تعمیر کے لیے ایک کروڑ روپے عطیہ دینے کا اعلان کیا۔

بے نظیر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں نواز شریف کی پیدا کردہ خانہ جنگی پر قابو پالیا ہے۔ دہشت گردی کرنے والے عوام کے دوست نہیں ہو سکتے۔ ہم کراچی میں امن چاہتے ہیں۔ حکومت اپوزیشن اور ایم کیو ایم سے بات کرنا چاہتی ہے۔ اپوزیشن لیڈر ملک کو متحد نہیں رکھ سکتے۔ مجھے کرسی کی پروا نہیں۔ ہم قائداعظم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ بلدیاتی انتخابات میں لاہور بھی فتح کرلیں گے۔ انہوں نے سندھ کی صوبائی حکومت کو ہدایت دی کہ دیہی علاقوں کو بلدیہ کراچی کا حصہ بنایا جائے۔ اس طرح بے نظیر شہر کراچی کو بھی فتح کرنا چاہتی تھیں۔

نواز شریف نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات میں ہم پیپلز پارٹی کو عبرت ناک شکست دیں گے۔ مظلوموں کے بیدار ہوتے ہی ظالم بھاگ کھڑے ہوں گے۔ بے نظیر ظلم و تشدد کے ذریعے عوام کو اپنا غلام بنانے کا خیال دل سے نکال دیں۔

آئینی درخواست مسترد

9 جون کو سندھ ہائی کورٹ نے الطاف حسین کی جانب سے اپنے بھائی اور بھتیجے کے قتل کے الزام میں صدر، وزیراعظم، وزیراعلیٰ سندھ اور وزیر داخلہ کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی آئینی درخواست مسترد کردی۔

اسرائیلی وزیر اعظم کا قتل

4 نومبر کو یونیورسٹی کے ایک 27 سالہ یہودی طالب علم نے 73 سالہ اسرائیلی وزیر اعظم رابن کو قتل کر دیا۔ اسرائیلی ریڈیو اگر یہ وضاحت نہ کرتا کہ رابن کا قاتل بھی ایک یہودی نوجوان ہے تو نہ جانے کتنے بے گناہ فلسطینی مسلمان اُن کے مظالم کا شکار ہو جاتے۔

شہباز شریف کی گرفتاری

4 نومبر کو جب میاں شہباز شریف ڈیڑھ سال بعد جدہ سے وطن واپس پہنچے تو لاہور ایئرپورٹ پر طیارہ کو ایف۔ آئی۔ اے اور دیگر اہلکاروں نے گھیرے میں لے لیا اور اُترتے ہی اُنہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اُن پر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے، دس کروڑ روپے قرضہ منظور کرانے کا الزام ہے۔ اُن کا استقبال کرنے کے لیے آنے والے مسلم لیگی کارکنوں میں اشتعال پھیل گیا۔ پولیس کی تین گاڑیوں سمیت پانچ گاڑیوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ چار کلومیٹر کا علاقہ میدان جنگ میں تبدیل ہو گیا۔ پولیس نے اندھا دھند لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ درجنوں کارکن زخمی ہو گئے۔ شہباز شریف کو گورنر پنجاب کے خصوصی طیارہ کے ذریعہ اسلام آباد پہنچا دیا گیا۔ شہباز شریف نے کہا کہ میں جھوٹے مقدمات کا سامنا کروں گا۔ میں کوئی لندن پلان لے کر واپس نہیں آیا ہوں۔ غیر جانبدار عدالتی کمیشن بنائیں جس کی کارروائی براہ راست ٹی۔ وی پر دکھائی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ مسلم لیگی کارکنوں پر وحشیانہ تشدد حکمرانوں کی بوکھلاہٹ کا کھلا ثبوت ہے۔ عوام جلد ہی اُنہیں اسلام آباد سے نکال دیں گے۔ الطاف حسین نے کہا کہ شہباز شریف کی گرفتاری سیاسی انتقام کی بدترین مثال ہے۔

5 نومبر کو حدیبیہ پیپر کے مقدمہ میں جعلی دستاویزات کی تیاری اور غبن کے الزامات میں شہباز شریف کا سات روز کا ریمانڈ اسلام آباد کے اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت سے حاصل کر لیا گیا۔ اُنہیں عدالتی اوقات سے قبل صبح سات بجے ضلع کچہری لایا گیا۔ اسسٹنٹ کمشنر خود بھی ناشتہ کئے بغیر عدالت میں آ گئے۔ چوکیدار کو تلاش کر کے کمرہ کھلوایا گیا۔ کارروائی سات منٹ میں مکمل ہو گئی۔ مسلم لیگی کارکنوں کی آمد سے قبل شہباز شریف کو واپس بھیج دیا گیا۔ اُن کی ضمانت پر رہائی کے لیے چار درخواستیں ہائی کورٹ میں دائر کی گئیں لیکن 27 ستمبر کو ہائی کورٹ نے یہ درخواستیں مسترد کرتے ہوئے عدالت سے رجوع کرنے کی ہدایت کی۔

6 نومبر کو نواز شریف نے اسلام آباد میں کہا کہ قومی حکومت کی نہیں، قومی مفاہمت کی ضرورت ہے۔ حکومت ہمارے آئینی پیکج پر بات کرے۔ نواز شریف کی جانب سے حکومت کو مفاہمت کی پیش کش بحث کا موضوع بن گئی ہے۔ پنجاب اسمبلی کے اسپیکر حنیف رامے نے

سابق جج نظام احمد کا قتل

10 جون کو سندھ ہائی کورٹ کے سابق جج نظام احمد اور ان کے اکلوتے بیٹے ندیم احمد نظام کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ دونوں باپ بیٹے عدالت سے فارغ ہو کر جیسے ہی گھر کے گیٹ پر پہنچے تو فوراً ہی دو مسلح موٹر سائیکل سواروں نے ان کی کار پر عقب سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ نظام احمد موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے جبکہ ان کا بیٹا ہسپتال میں چل بسا۔ ملزمان بلوچ کالونی کی طرف فرار ہو گئے۔ دہشت گرد سیکنڈوں کے اندر کارروائی مکمل کر کے فرار ہو گئے۔ موٹر سائیکل کا نمبر اور قاتلوں کا حلیہ نوٹ نہیں کیا جا سکا۔ چوکیدار نے بتایا کہ جیسے ہی صاحب کی گاڑی گیٹ پر پہنچی تو ملزم نے ڈھائی تین فٹ کے فاصلے سے برسٹ مارا۔ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ سندھ نے چند روز قبل ہی دعویٰ کیا تھا کہ دہشت گردی کا خاتمہ کر کے کراچی میں امن قائم کر دیا گیا ہے۔

جون کے دوسرے ہفتے میں بھی پولیس مقابلوں میں ہلاکتوں کے علاوہ چھاپوں کے دوران ڈھائی سو سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

17 جون کو دہشت گردوں نے ریلوے پھاٹک اور پلیٹ فارم پر سوئے ہوئے ایک بچے سمیت پانچ افراد کے سر کچل دیئے۔ دہشت گردوں نے کلہاڑی، چاقوؤں اور وزنی پتھروں سے حملہ کے بعد فائرنگ بھی کی۔ آنکھوں میں کوئی نوکیلی چیز بھی ماری۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ ہم نے دہشت گردوں کی کمر توڑ دی ہے۔ مسلم لیگ کی سندھ میں کوئی سیاسی حیثیت نہیں۔ این ڈی خان نے کہا کہ الطاف حسین کی دہشت گردی کے ثبوت برطانوی حکومت کو فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ سیاسی عمل کی بحالی کے لیے سیاسی قوتوں سے ہماری بات چیت جاری ہے۔ اجمل دہلوی نے لندن میں کہا کہ ہم مذاکرات کے ذریعے مسائل کا تصفیہ چاہتے ہیں۔

احتجاجی تحریک

3 جولائی کو قاضی صاحب کی کال پر "مہنگائی مٹاؤ، حکومت ہٹاؤ" تحریک کے دوسرے مرحلے میں صوبائی دارالحکومتوں، ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر دھرنے دیئے گئے۔ مختلف شہروں میں چھاپے مار کر پولیس نے جماعت اسلامی کے متعدد رہنماؤں کو گرفتار کر لیا۔ قاضی صاحب نے لاہور میں احتجاجی دھرنے کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر اور آرمی چیف اپنا کردار ادا کریں۔ "حکومت کی آخری رسوم کے لیے اسلام آباد چلو" کی کال دوبارہ دیں گے۔ حکومت کے خلاف تحریک میں فوج، پولیس، کلرک، اساتذہ، تاجر اور تمام طبقے شامل ہوں

حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ اس پیش کش پر تاخیری حربے استعمال نہ کرے۔

6 نومبر کو شہباز شریف سے سی۔ آئی۔ اے سینیٹر اسلام آباد میں تین گھنٹے تک پوچھ گچھ کی گئی۔ اُن سے بیرون ملک اکاؤنٹس کے بارے میں پوچھا گیا۔ شہباز شریف نے تمام الزامات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جماعت اسلامی کا کل پاکستان اجتماع

8 نومبر کو قاضی حسین احمد نے لاہور میں مینار پاکستان کے سائے تلے سہ روزہ اجتماع عام کا افتتاح کیا جس میں پورے ملک سے خواتین سمیت لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ اس میں شرکت کے لیے مختلف مسلم ممالک کے اسلامی تحریکوں کے رہنماء بھی بڑی تعداد میں پاکستان آئے۔

10 نومبر کو سالانہ اجتماع کے آخری اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین نے کہا کہ تمام ادارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ ملک میں قانون کی حکمرانی کے بجائے حکمرانوں کا قانون چل رہا ہے۔ آئین پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ملک پر لٹیرے مسلط ہیں۔ جرائم پیشہ عناصر کو پولیس اور انتظامیہ کے علاوہ اکثر ارکان پارلیمنٹ کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔ حکمران خود چور ہیں۔ پارلیمنٹ میں بھی چور بیٹھے ہیں۔ سیاست دان غنڈوں اور بدمعاشوں کے سرپرست بن گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں لٹیرے اور آزمودہ ہیں۔ دو جماعتی نظام قوم کو دیانت اور قیادت اور اسلامی انقلاب سے محروم کرنے کی سازش ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی امریکی احکامات کے تابع ہے۔ آئی۔ ایم۔ الیف اور ورلڈ بنک کے ذریعے اسلامی دنیا کے گرد حصار قائم کیا جا رہا ہے۔ قوم دونوں بڑے گروپوں سے ناراض ہے۔ پاکستان کا استحکام اور بقاء اسلامی نظام کے قیام سے مشروط ہے۔ اس کے لیے دیانت دار، محب اسلام اور مخلص قیادت کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے جماعت اسلامی اُمید کی کرن ہے۔ جماعت اسلامی کے کارکن علماء اور عوام کو متحد کر کے ملک کو لٹیروں اور ڈاکوؤں کی لوٹ مار سے بچا کر پورے ملک کو مدینۃ الھدیٰ میں تبدیل کر دیں گے۔

مسلم لیگ کے رہنماء گوہر ایوب نے کہا کہ قاضی صاحب ملک دشمنوں کی راگنی الاپ رہے ہیں۔ وہ پہلے ٹھنڈے دل سے اپنے کردار کا جائزہ لیں جن کے باعث 1993ء کے الیکشن میں اُنھیں ذلت اور خواری کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر ہم پچاس نشستیں اُنھیں دے دیں تو پاک و صاف ہیں۔ ورنہ قاضی صاحب کا ڈاکو اور چور قرار دینے کا فتویٰ آ جاتا ہے۔ سینیٹر جاوید اقبال نے کہا کہ جماعت اسلامی کبھی تو مسلم لیگ سے معاہدہ کرتی ہے اور کبھی اُسے چور اور ڈاکو کہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ مسلم لیگ سے معاہدہ کر کے اپنی قوت سے زیادہ نشستیں حاصل کر لے۔

گے۔ بے نظیر اور زرداری تنہا رہ جائیں گے۔ دو ماہ کے اندر بے نظیر حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ نئی انتخابی فہرستوں، احتساب اور آرٹیکل 62 کے بغیر انتخابات قبول نہیں۔ عبوری حکومت میں کوئی بدکار شامل کیا گیا تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

4 جولائی کو قاضی صاحب نے کہا کہ ہم فوج کو اقتدار میں لانا نہیں چاہتے۔ سینٹ میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں ایک دینی اور سیاسی جماعت کا قائد ہوں، لیکن ہمارے پرامن جلوس کا راستہ روکنے کے لیے مجھ پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ حکومت کو اسلام آباد میں سیل کرنے کا کیا حق پہنچتا تھا۔ وزیر قانون این ڈی خان نے کہا کہ جماعت اسلامی 24 جون کو طاقت کے زور پر حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی تھی۔ اس نے سبق سیکھ لیا۔ اسلامی انقلاب کے لیے قاضی صاحب کا ایجنڈا ناقابل عمل ہے۔ لوگ اب ثقافتی ترقی کے لیے یورپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ملک کی سیاست میں مذہبی جماعتوں کا کوئی کردار نہیں ہوگا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہماری منزل اسلام کا نفاذ ہے۔ بدعنوان حکمرانوں کے خلاف احتجاج کرنا ہمارا جمہوری حق ہے۔ وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ موجودہ حکومت کو مزید مہلت نہیں دی جا سکتی۔ اسے اب زمین بوس کرنا ہی ہوگا۔ ملک کے اداروں کو تباہ اور وسائل کو لٹتا دیکھ کر میں خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔

نواز شریف کا خطاب

4 جولائی کو شیخوپورہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بدعنوان حکومت کا دور ختم ہونے والا ہے۔ ہماری قربانیاں رنگ لانے والی ہیں، حکمرانوں کی جائیداد اور سرے محل فروخت کر کے قرضے ادا کریں گے۔

بے نظیر کا خطاب

4 جولائی کو اورنگی کراچی میں زبردست حفاظتی انتظامات کے تحت بے نظیر نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قاضی صاحب مجھ سے استعفے کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ بتائیں کہ پچھلے الیکشن میں ان کو کتنے ووٹ ملے تھے۔ یہ بھی بتائیں کہ نواز شریف سے جو دس کروڑ روپے لیے تھے وہ کہاں خرچ کیے۔ عوام کا استحصال کرنے والے پھر متحرک ہوگئے ہیں۔ وہ کبھی اسلام کا نام لیتے ہیں اور کبھی احتساب کا اور کبھی کہتے ہیں کہ بے نظیر ملک چھوڑ کر سرے محل جا رہی ہے۔ نواز شریف اگر غریبوں کے ہمدرد ہیں تو اپنے کارخانے انہیں دے دیں۔ ہسپتال کے نام پر چندہ بٹورنے والے لاڈلے نے بھی سیاست شروع کر دی ہے۔ سیاست کا جواب سیاست

اعجاز الحق نے کہا کہ مسلم لیگ قاضی حسین احمد سے کوئی سودے بازی نہیں کرے گی۔ دین کے نام پر سیاست کرنے والوں نے مسلم لیگ کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ سودے بازی میں اپنی پوزیشن بہتر بنانے کے لیے ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل دی گئی ہے۔

نصیر بابر کی معذرت

13 نومبر کو نصیر بابر نے کہا کہ شہباز شریف نے جعلی بنک اکاؤنٹ کھولے اور فراڈ کیا تھا۔ انہوں نے غیر قانونی قرضوں کے 6 ارب 8 کروڑ روپے سوئٹزر لینڈ کے بنکوں میں منتقل کئے ہیں۔ امریکی ایف۔ آئی۔ اے اُن کے خلاف تحقیقات کر رہی ہے۔ شریف خاندان کے بنکوں سے غیر قانونی طور پر 15 ارب روپے حاصل کئے ہیں۔ انہوں نے اپنی سرکاری پوزیشن استعمال کر کے اپنی صنعتی سلطنت کو ترقی دی اور بیس صنعتی یونٹ قائم کر لیے۔ اُن کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جانا چاہیے۔ میں اُن کے خلاف الزامات ثابت نہ کر سکا تو مستعفی ہو جاؤں گا۔

شہباز شریف نے نصیر بابر کو جھوٹے الزامات عائد کرنے پر 24 گھنٹے کے اندر معافی مانگنے کا نوٹس دے دیا اور کہا کہ نصیر بابر نے مجھے مجرم قرار دے کر عدالتوں کا اختیار غصب کیا ہے۔

14 نومبر کو شہباز شریف نے لاہور ہائی کورٹ میں توہین عدالت کی درخواست دائر کر دی۔ جس میں کہا گیا نصیر بابر نے زیر سماعت مقدمہ پر تبصرہ کر کے توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ عدالت کے حکم کے باوجود دواؤں اور کھانا فراہم کرنے کی سہولت بھی واپس لے لی ہے۔ نصیر بابر نے شہباز شریف سے معذرت کر لی اور کہا کہ جرم ثابت ہونے سے قبل اُنہیں مجرم کہہ کر پکارنا میری غلطی تھی۔

13 نومبر کو قاضی حسین احمد نے جی۔ ایچ۔ کیو راولپنڈی میں بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید کاکڑ سے ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹے جاری رہی۔ ملاقات کے بعد قاضی صاحب نے کہا کہ میری اس ملاقات پر کسی کو تشویش نہیں ہونا چاہیے۔ ہم سیاسی اُمور میں فوجی مداخلت کے خلاف ہیں۔

15 نومبر کو اتفاق گروپ کے جنرل منیجر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کراچی کے ایک جریدہ کی رپورٹ اخبار نویسوں میں تقسیم کی جس کے مطابق صدر لغاری، نصیر بابر، این۔ ڈی۔ خاں اور عبداللہ شاہ کی اکتوبر 95 تک ٹیکس کی ادائیگی صفر تھی۔

مصری سفارت خانہ پر حملہ

اتوار 19 نومبر کو صبح دس بج کر 40 منٹ پر اسلام آباد میں مصری سفارت خانے میں یکے

سے اور گولی کا جواب گولی سے دیا جائے گا۔ ایٹمی پروگرام کی خاطر اقتدار چھوڑ سکتی ہوں۔ عدلیہ سے میرا کوئی جھگڑا نہیں۔ تقریر کے دوران لوگ، ''جھوٹ جھوٹ'' کے نعرے لگاتے رہے۔ سٹیج کی طرف جوتے پھینکے گئے، بے قابو ہجوم پر بار بار پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔

بیرونی اخبارات کی رپورٹیں

لندن کے اخبار ''اکنامسٹ'' نے لکھا ہے کہ جماعت اسلامی کی تحریک نے حکومت کے خلاف عوامی ناراضگی کو آواز فراہم کی ہے۔ بے نظیر حکومت کی مدت مکمل ہونے کے امکانات معدوم ہوگئے ہیں۔ ''فار ایسٹرن اکنامک ریویو'' نے لکھا کہ قومی بجٹ نے حکومت کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ آئی ایم ایف کی جانب سے قرضے منظور کرنے کے انکار سے بھی حکومت کی دشواریوں میں اضافہ ہوا ہے۔ بے نظیر حکومت کے خلاف بدعنوانیوں کے الزامات سے اس کی رہی سہی ساکھ بھی جاتی رہی فوج اور عدلیہ کو بیک وقت ناراض کرنا بھی بے نظیر کو مہنگا پڑ سکتا ہے۔ جماعت اسلامی کے مظاہرے اور مسلم لیگ کی ہڑتال میں تشدد کے استعمال سے حکومت پر برے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

7 جولائی کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ موجودہ حکومت کا خاتمہ ملک کے مفاد میں ضروری ہوگیا ہے۔ نواز شریف چاہتے ہیں کہ حکومت کے خاتمے کے بعد وہ برسر اقتدار آجائیں۔ وہ ہمارے ساتھ مل کر چلنے کی خواہش کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن جماعت کو پچیس تیس نشستیں دینے کے لیے بھی آمادہ نہیں۔ برملا کہتے ہیں کہ اتنی نشستیں لے کر آپ چاہتے ہیں جب چاہیں ہمیں نکال دیں۔ مسلم لیگ کے ساتھ آنکھیں بند کر کے تعاون کی بات جماعت کے اندر کوئی قبول نہیں کرے گا۔ پیپلز پارٹی کے ساتھ کسی تعاون اور اتحاد کی بات بھی قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ حکومت کو جانا چاہیے۔ اسی فریم ورک میں فیصلے کیے جائیں گے، بڑے بڑے احتجاجی پروگرام کر کے ہم صدر اور فوج پر دباؤ ڈال سکتے ہیں اور اپنی قیادت بھی منوا سکتے ہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد میں کہا کہ اپنے تین سالہ دور اقتدار میں اس حکومت نے عوام کو معاشی بدحالی، مہنگائی، فحاشی، عریانی، بے روزگاری اور بدامنی کے سوا کچھ نہیں دیا۔ موجودہ حکومت اور ملک ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ دینی اور سیاسی جماعتیں حکومت کے خلاف جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیں۔

بعد دیگرے بموں کے دو دھماکوں سے سفارت خانہ کی عمارت تباہ ہو گئی۔ چند افراد سفید رنگ کی ایک پک اپ میں آئے۔ ایک نے اُتر کر ایک طاقتور دستی بم پھینکا جس میں سکیورٹی گارڈ اور بیرونی گیٹ پر کھڑے اسلام آباد پولیس کے دو کانسٹیبلوں سمیت ایک درجن افراد کے چیتھڑے اُڑ گئے۔ گیٹ ٹوٹتے ہی وہی گاڑی سفارت خانے کی عمارت کے احاطے میں داخل ہو گئی اور اُس کے ساتھ ہی دوسرا طاقتور بم پھٹ گیا جو ایک ہزار پونڈ وزنی تھا۔ کار میں سوار دہشت گرد کے پرخچے اُڑ گئے۔ اس سانحہ میں 17 افراد جاں بحق اور 60 افراد زخمی ہو گئے۔ مصر کے سفیر معجزانہ طور پر بچ گئے جبکہ ڈپٹی چیف اور قونصلر جاں بحق ہو گئے۔ قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔ ہر طرف انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے، ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ پارکنگ میں کھڑی کاریں تباہ ہو گئیں۔ پاک فوج نے تباہ شدہ مصری سفارت خانے کا کنٹرول سنبھال لیا۔ امدادی کام فوری شروع کر دیا گیا۔ مصری سفارت کاروں کی نعشیں قاہرہ روانہ کر دی گئیں۔ دھماکہ کی تحقیقات کے لیے ایک مصری ٹیم بھی قاہرہ سے اسلام آباد پہنچ گئی۔ مصر کے خلاف بیرون ملک تخریب کاری کا یہ چوتھا واقعہ تھا۔ مصر کی تین تنظیموں نے دھماکہ کی ذمہ داری قبول کر لی۔ مصری سفارت خانے نے 12 نومبر کو وزارت خارجہ کے نام اپنے خط میں پہلے سے آگاہ کر دیا تھا کہ سفارت خانہ پر حملہ ہو سکتا ہے، لیکن اس سلسلہ میں کوئی کارروائی نہ ہونے پر تحقیقات کا حکم دے دیا گیا۔

صدر فاروق لغاری نے ٹیلی فون پر مصر کے صدر حسنی مبارک سے اس سانحہ پر اپنے دلی رنج و الم کا اظہار کیا۔ وزیراعظم بے نظیر نے بھی کہا کہ مصر کو پہنچنے والے دکھ اور نقصان میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ مصری سفیر نے متاثرہ افراد کی فوری امداد پر اظہار تشکر کیا۔

19 نومبر کو سینٹ میں بیان دیتے ہوئے نصیر بابر نے کہا کہ مصری سفارت خانہ کے حفاظتی انتظامات میں ناکامی کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ میرا سر شرمندگی سے جھکا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو ایک ہفتے کے اندر اپنی رپورٹ پیش کر دے گی لیکن 20 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ مصری سفارت خانہ پر بم دھماکہ سابق حکمرانوں کے کلچر کا نتیجہ ہیں۔ ہم دہشت گردی کی سیاست کا خاتمہ کر کے دم لیں گے۔ بے نظیر نے بیان دے کر ثابت کر دیا کہ وہ اپوزیشن کے خلاف الزام تراشی میں تمام حدود کو پامال اور ملکی مفادات کو قربان کر سکتی ہیں۔

جاپانی وفد کی آمد ملتوی

مصری سفارت خانہ پر بموں کے دھماکے کے بعد جاپانی وزارت خارجہ نے حکومت پاکستان کو مطلع کیا کہ ہمارے جس وفد کو 20 نومبر کو اسلام آباد پہنچنا تھا، اُس کے استقبال کے لیے ہمارا اسلام آباد کا سفارت خانہ پوری طرح تیار نہیں ہے، اس لیے مجوزہ دورہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ وفد کی پاکستان آمد کی نئی تاریخ کا اعلان بھی نہیں کیا گیا۔

شوریٰ کے اجلاس کے بعد صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ قومی وسائل لوٹنے والا ایک محدود طبقہ ملک پر مسلط ہے۔ پارلیمنٹ میں اندھے اور بہرے لوگ بیٹھے ہیں، ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے سیاسی جماعتوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم سیٹوں کا کوٹہ یا ڈرائیونگ سیٹ نہیں مانگتے۔ مسلم لیگ اور جماعت اسلامی مل کر ایک کمیٹی بنالیں جو ایسے امیدواروں کو ٹکٹ دے جو آرٹیکل 62 اور 63 پر پورے اترتے ہوں۔ میں اپنے کارکنوں سے یہ کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ وہ شراب کی دکانیں اور جوئے کے اڈے چلانے والوں اور عوام کا پیسہ لوٹنے والوں کو ووٹ دیں۔ انتخابات سے قبل احتساب ضروری ہے۔ عدلیہ کی نگرانی میں عبوری حکومت قائم کی جائے۔ میں بے نظیر حکومت یا کسی معین قریشی کی حکومت میں ہونے والے انتخابات کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ صدر کرپٹ حکومت کو توڑ دیں، لٹیروں کو بھاگنے کا موقع نہیں دیں گے۔ سارا نقشہ ہمارے ذہن میں ہے۔

مشترکہ جدوجہد پر اتفاق

7 جولائی کو اسلام آباد میں نواز شریف، اجمل خٹک، مولانا نورانی اور ساجد نقوی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جماعتوں مسلم لیگ، اے این پی، جے یو پی اور تحریک جعفریہ نے موجودہ حکومت سے نجات کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنے پر اتفاق کرلیا ہے۔ ہم نے ملک سے یزدیت کے نشانات مٹانے کا عزم کرلیا ہے۔ نگران حکومت کے تحت اسی سال کے دوران وسط مدتی انتخابات کرائے جائیں۔

7 جولائی کو سینٹ میں مختلف سیاسی جماعتوں اے این پی، جے یو پی، پختونخواہ پارٹی، این ڈی اے، پی پی پی (شہید بھٹو گروپ)، تحریک جعفریہ اور پی این پی کے سینٹروں نے سینٹ میں ایک آزاد پارلیمانی گروپ قائم کرلیا۔ یہ گروپ اپوزیشن کے جائز مطالبات کی حمایت اور حکومت کے جمہوریت کش اقدام کی مخالفت کرے گا۔

نظر ثانی کی درخواست

7 جولائی کو ججوں کی تقرری کے بارے میں نظر ثانی کی درخواست کے موقع پر وفاقی حکومت کے وکیل چودھری اعتزاز احسن نے بنچ میں چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی شمولیت پر اعتراض کرتے ہوئے بنچ دوبارہ تشکیل دینے کی استدعا کی، جسے قبول نہیں کیا گیا۔ اعتراض منظور نہ ہونے پر حکومت نے نظر ثانی کی درخواست واپس لے لی۔ فل بنچ نے درخواست واپس لینے کی بنا پر اسے مسترد کردیا۔

21 نومبر کو نصیر بابر نے کہا کہ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد دہشت گردی کی آماجگاہ بن چکی ہے۔ رمزی یوسف سمیت بہت سے دہشت گرد اس یونیورسٹی کا حصہ رہے ہیں۔ دوسرے دینی مدارس کے طلباء اور کارکن بھی دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ اس بیان کے ساتھ ہی اسلامی یونیورسٹی کے پنجاب بھر میں سینکڑوں دینی مدارس کے طالب علم گرفتار کر لیے گئے۔ پولیس ان گرفتاریوں کے لیے طلبہ سمیت ملک بھر میں رات بھر چھاپے مارتی رہی۔ غلہ منڈی میں پولیس جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو گئی۔ گرفتار شدگان میں سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور تحریک جعفریہ سے متعلق افراد شامل ہیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ امن و امان کے حوالے سے 200 افراد کو حراست میں لیا گیا ہے۔

اسلامی یونیورسٹی کے طلباء نے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کر کے گرفتار طلبا کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ وہ نصیر بابر کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اسلامی یونیورسٹی کے خلاف وزیر داخلہ کا بیان قابل مذمت ہے۔ وہ امریکہ کے ترجمان بن گئے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ اسلامی یونیورسٹی دہشت گردی کا مرکز نہیں بلکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نشان ہے۔

اسلامی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر معراج خالد نے کہا کہ یونیورسٹی کا کوئی طالب علم دہشت گردی میں ملوث نہیں۔ وزیر داخلہ کا بیان انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور بے خبری کا نتیجہ ہے۔ سینیٹر خورشید احمد نے کہا کہ وزیر داخلہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ جس یونیورسٹی کا چانسلر صدر لغاری اور ڈائریکٹر معراج خالد ہوں، اُسے دہشت گردوں کا گڑھ قرار دینا افسوس ناک ہے۔ اسلام آباد کے ایس۔ پی نے کہا کہ مصری سفارت خانہ میں بم دھماکہ کی تحقیقات کرنے والی ٹیم کے سربراہ کی حیثیت سے مجھے کوئی ایسی شہادت نہیں کہ اسلامی یونیورسٹی کا کوئی طالب علم اس دہشت گردی میں ملوث ہے۔

صدر لغاری نے بھی کہا کہ مجھے ایسی رپورٹ نہیں ملی جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اسلامی یونیورسٹی کا کوئی طالب علم بم دھماکہ میں ملوث ہے۔ اس سے پھر یہ ظاہر ہو گیا کہ حکومت صدر کے اعتماد سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ نصیر بابر نے بغیر کسی ثبوت اور جواز کے تمام دینی جماعتوں اور مدارس کے خلاف ایک نیا محاذ کھول کر حکومت کے مسائل میں مزید اضافہ کر دیا۔

اپنے طرز عمل میں اصلاح کرنے کے بجائے حکومت پنجاب نے کراچی اور اندرون سندھ بھی چھاپے مار کر بڑے پیمانہ پر دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر کے نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا۔ سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور تحریک جعفریہ کے دفاتر سیل کر دیئے گئے۔ مولانا نورانی، سید منور حسن، مولانا سلفی، مولانا شیر افضل، پروفیسر خورشید، مولانا جان محمد عباسی، سلیم قادری اور طارق محبوب نے ان گرفتاریوں کی خدمت کی۔ مولانا نیازی نے کہا کہ حکومت

چیف جسٹس کو مشورہ

وزیراعظم بے نظیر نے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ سے اپنی ملاقات کے دوران کہا کہ جو کچھ ہوا اسے آپ بھول جائیں اور اپنی ضد چھوڑ دیں۔ آپ دل کے مریض ہیں، بیرون ملک چلے جائیں، علاج کرائیں اور آرام کریں۔ چیف جسٹس نے کہا کہ میں ضد نہیں کر رہا۔ عدالت نے آئین اور قانون کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔ اس پر عملدر آمد کیا جانا ملک و قوم کے مفاد میں ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ عدلیہ کی بالادستی کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔ بے نظیر نے آئینی جرم کیے ہیں۔ صدر اسمبلی توڑیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ عدلیہ کے خلاف بے نظیر کا طرز عمل غداری کے مترادف ہے۔ اس کا نوٹس لیا جائے۔ صدر لغاری نے کہا کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں اپنے کچھ تحفظات کے باوجود حکومت عدالتی فیصلے پر عملدر آمد کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔

بے نظیر مرتضیٰ ملاقات

7 جولائی کو بے نظیر کی دعوت پر میر مرتضیٰ بھٹو نے ان سے وزیراعظم ہاؤس میں ملاقات کی۔ اس ملاقات کے بعد مرتضیٰ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہمارے درمیان اختلافات کی خلیج مزید وسیع ہوگئی ہے۔ بے نظیر کا اقتدار میں رہنا ملک و قوم کے لیے نقصان دہ ہے۔ بے نظیر کو حالات کی سنگینی کا احساس نہیں۔ وہ "سب اچھا ہے" کی رٹ لگا رہی ہیں۔ مڈٹرم الیکشن ہوں یا قومی حکومت کا قیام عمل میں آئے ہم خوش آمدید کہیں گے۔

نااہلی کے ریفرنس

9 جولائی کو مسلم لیگ (جونیجو) کے سینیٹر محمد طارق چودھری نے اعلیٰ عدالتوں سے ججوں کے خلاف ریمارکس پاس کرنے پر بے نظیر کے خلاف نا اہلی کا ریفرنس سینٹ کے چیئرمین کے حوالے کر دیا۔ پیپلز پارٹی کے سینیٹر قادر چانڈیو نے اعلیٰ عدالتوں کا مذاق اڑانے پر نواز شریف کے خلاف ایک ریفرنس دائر کر دیا۔ وسیم سجاد نے یہ دونوں ریفرنس یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ بے نظیر اور نواز شریف قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اس لیے ریفرنس وہیں دائر کیا جا سکتا۔ اس پر طارق چودھری نے اپنا ریفرنس قومی اسمبلی کے سپیکر کے حوالے کر دیا۔

10 جولائی کو نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا کہ نئے انتخابات سے محاذ آرائی میں اضافہ ہوگا۔ اس وقت مفاہمت کی ضرورت ہے۔ حکومت کو مدت مکمل کرنے دی جائے۔ بے نظیر نے کہا کہ

اپنی خودکشی کا سامان کر رہی ہے۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ نصیر بابر نے دینی قوتوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم حکومت کا وہی حشر کریں گے جو طالبان ربانی کا کر رہے ہیں، ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ "نہ چھیڑ ملنگاں نوں۔" مولانا سمیع الحق نے کہا کہ علماء کی گرفتاری کے خلاف 24 نومبر کو یوم احتجاج منایا جائے گا۔ دینی رہنماؤں کی گرفتاری کے خلاف اپوزیشن نے سینٹ سے واک آؤٹ کیا۔ جے۔ یو۔ آئی (الف) نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ نصیر بابر اپنے ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے۔ انہوں نے کہا کہ میں باعمل مسلمان ہوں اور کھل کر بات کرتا ہوں۔ اسلامی یونیورسٹی کے خلاف شواہد موجود ہیں۔ اصل مجرم ملنے تک علماء حفاظتی تحویل میں رہیں گے۔ نصیر بابر بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے پوری اپوزیشن سے کہیں زیادہ موثر کردار ادا کر رہے ہیں۔

جلوس پر حملہ

25 نومبر کو نواز شریف شام کے وقت حافظ آباد میں ایک جلوس کے ہمراہ جلسہ گاہ کی طرف جا رہے تھے کہ پیپلز پارٹی کے رہنما ملک محمد وزیر اعوان کی رہائش گاہ سے جلوس کے شرکاء پر پتھراؤ اور نواز شریف کی کار پر فائرنگ کی گئی۔ میاں صاحب کے باڈی گارڈ نے کلاشن کوف سے جوابی فائرنگ کی۔

26 نومبر کو گجرات میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ قوم اگر نہ جاگی تو بے نظیر ملک کا بیڑا غرق کر دے گی۔ غریب دال روٹی کھانے اور علاج کے لیے ترس رہے ہیں جبکہ آصف زرداری کے گھوڑے سرکاری گاڑیوں میں مری میں گھاس چرنے کے لیے جاتے ہیں۔ بے نظیر کی جلد چھٹی ہو جائے گی۔ میں جلد کال دوں گا۔ جلسہ میں اسٹیج کے قریب ہوائی فائرنگ کرنے والے کے ہاتھ سے خود کار گن گر گئی جس سے دو افراد ہلاک اور تین زخمی ہو گئے۔

ناکامی کا اعتراف

وزیر اعظم کے مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے اعتراف کیا کہ حکومت اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکی ہے۔ اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملاوٹ کا رجحان بھی بڑھ گیا ہے۔

27 نومبر کو لاہور میں مسلم لیگ کی خواتین نے مہنگائی کے خلاف جلوس نکالا۔ خواتین "عوام دشمن بے نظیر، وطن دشمن بے نظیر" کے نعرے لگا رہی تھیں۔ پولیس نے وحشیانہ لاٹھی

بزرگ سیاست دان جمہوریت کے عدم استحکام میں فریق نہیں بن سکتے۔ میں عدلیہ اور اپوزیشن دونوں کی عزت کرتی ہوں۔ نواز شریف سے مذاکرات کے لیے تیار ہوں، اپوزیشن نے مذاکرات کی تجویز پھر مسترد کر دی۔

نواز، قاضی ملاقات

10 جولائی کو نواز شریف اور قاضی صاحب کے درمیان دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کی موجودگی میں ڈیڑھ گھنٹے تک مذاکرات ہوئے، دونوں نے آدھ گھنٹے تک تنہائی میں بھی ملاقات کی۔ اس بات پر اتفاق رائے ہوا کہ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

دھرنے کا آغاز

10 جولائی کو لاہور میں قاضی صاحب کی اپیل پر اسمبلی ہال کے سامنے دھرنے کا آغاز ہو گیا۔ جو یکم اگست تک جاری رہے گا۔ پشاور میں سرحد اسمبلی کے باہر دھرنے سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ صدر کا آئینی فرض ہے کہ وہ حکومت کو فی الفور برطرف کریں۔ دیمک زدہ حکومت کو آخری دھکا دینے کی ضرورت ہے۔

ٹائم کا تجزیہ

10 جولائی کو ہفت روزہ "ٹائم" نے اپنی اشاعت میں لکھا کہ ماضی کی طرح اب پھر بے نظیر بھٹو نے اس خطرہ کا اظہار کیا ہے کہ ان کی مقابل قوتیں ملک کو اسلامی بنیاد پرستی کی راہ پر لے جانا چاہتی ہیں۔ لیکن ان کا یہ نعرہ اب بے نظیر کی گلو خلاصی نہیں کرا سکتا کیونکہ وہ کسی محاذ پر بھی صحیح حکمت عملی اپنانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ صرف آئی ایم ایف ہی نہیں بلکہ ملک کا تاجر طبقہ بھی ان سے نالاں ہے۔ اس لیے بے نظیر حکومت اپنی مدت پوری کرتی نظر نہیں آتی۔ لوگ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت کتنی دیر اور برسراقتدار رہ سکے گی۔

امریکی سفیر کی ملاقات

15 جولائی کو بھارت میں متعین امریکی سفیر نے اسلام آباد میں نواز شریف سے ایک طویل ملاقات کر کے پاک بھارت تعلقات اور کشمیر کی صورتحال پر بات چیت کی۔ امریکی سفیر نے بتایا کہ نئی بھارتی حکومت مسئلہ کشمیر سمیت تمام مسائل پر پاکستان سے مذاکرات کے لیے مثبت

چارج کر کے متعدد خواتین کو زخمی کر دیا۔ مشتعل خواتین نے چوک میں لگے ہوئے بے نظیر کے پورٹریٹ پر ڈنڈوں اور جوتیوں کی بارش کر دی۔

28 نومبر کو مختلف مقامات پر اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک کو لوٹنے والی حکومت اب صرف چند دنوں کی مہمان ہے۔ قوم ان سے پائی پائی کا حساب لے گی۔

کانفرنس سے خطاب

30 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں ادیبوں اور دانشوروں کی بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں مکمل طور پر سیاسی استحکام ہے۔ ورلڈ بنک یا کہیں اور سے کوئی نیا وزیراعظم بننے کے لیے نہیں آ رہا ہے۔ حکومت اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرے گی۔ میراج 2000 طیاروں کی خریداری کا معاہدہ ہونے سے قبل ہی آصف زرداری پر کمیشن لینے کا الزام لگا دیا گیا۔ فرانس میں نہ تو میرا کوئی محل ہے اور نہ ہی آصف زرداری نے 6 ڈالر کے گھوڑے خریدے ہیں۔ اخبارات من گھڑت خبریں شائع کر کے اقتصادی خوف پھیلا رہے ہیں۔ آج کے صحافی اپنے قلم کا بندوق سے بھی بدتر استعمال کر رہے ہیں۔ اخبارات والے حکومت بنانے اور گرانے والے کون ہوتے ہیں۔ ملک میں کوئی اقتصادی بحران نہیں۔ اسٹیٹ بنک کس طرح دیوالیہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ جتنے چاہے، نئے کرنسی نوٹ چھاپ لے۔ حکومت کو کسی سرکاری ادارے کی سازش کا سامنا نہیں۔

مسلم لیگ کے سیکریٹری اطلاعات مشاہد حسین نے کہا کہ بے نظیر اپنی ناکامیوں کا غصہ اخبارات پر نکال رہی ہیں۔ پریس حکمرانوں کی بدعنوانی، ظلم و تشدد اور جمہوریت دشمنی کو بے نقاب کر کے اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ ملک مالیاتی بحران سے دوچار ہے لیکن بے نظیر کے منہ سے الٹی سیدھی باتیں نکل رہی ہیں۔ ملک نہیں، وزیراعظم بے نظیر اقتصادی ترقی کر رہی ہیں۔ انتخابات نہ ہوئے تو کوئی حادثہ ہو سکتا ہے۔ مڈٹرم الیکشن ہو جائیں تو جو رہا سہا ہے، وہ بچ سکتا ہے۔ مجھے دوبارہ اقتدار میں لانا قوم کی مجبوری ہے۔ مولانا جان محمد عباسی نے کہا کہ حکومت کو کسی خفیہ معاہدہ کے تحت اقتدار میں لایا گیا ہے۔ سید منور حسین نے کہا کہ مڈٹرم انتخابات ملک کے مسائل کا حقیقی حل نہیں ہیں۔ لوگ حکومت اور اپوزیشن دونوں سے بیزار ہیں۔ دینی جماعتیں پکاریں تو بڑی تحریک چل پڑے گی۔

30 نومبر کو لاہور پریس کلب میں "فیس دی پریس" میں بات چیت کرتے ہوئے وفاقی وزیر خالد احمد کھرل نے کہا کہ نواز شریف "را" کے ایجنٹ ہیں۔ اہل پنجاب کسی بزدل کے سر پر

رویہ رکھتی ہے۔ بے نظیر نے اس ملاقات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کے مسئلہ پر خفیہ سفارت کاری قبول نہیں۔ سری نگر میں بہنے والے خون سے غداری نہیں کی جا سکتی۔
سیاسی حلقوں میں یہ بات بحث کا موضوع بن گئی کہ بھارت میں متعین امریکی سفیر نے کشمیر کے مسئلہ پر حکومت پاکستان کے بجائے اپوزیشن لیڈر نواز شریف سے بات چیت کیوں کی؟ وہ حکومت اور عوام کو اس کے ذریعہ کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟

روپے کی قدر میں کمی

16 جولائی کو حکومت نے ڈالر کے مقابلہ میں چودھویں بار روپے کی قیمت میں آٹھ پیسے کی مزید کمی کر دی۔ اس سے غیر ملکی قرضوں کی مد میں تیرہ ارب روپے کا اضافہ ہوگیا۔ 24 جولائی کو پھر پندرہویں بار روپے کی قیمت میں کمی کی گئی۔ اس طرح گزشتہ آٹھ مہینوں میں روپے کی قدر میں سولہ فی صد کمی کی جا چکی ہے۔ اس سے پاکستان کو پچاس ارب روپے سالانہ کا نقصان ہوگا۔ آئندہ آٹھ ہفتوں میں پاکستان کو ایک ارب ڈالر قرض اور سود کی مد میں ادا کرنا ہیں جن کی ادائیگی کے لیے پچاس کروڑ ڈالر فوراً ہی درکار ہیں۔ پاکستان اپنی تاریخ کے بدترین اقتصادی بحران کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کے لیے کسی عزم اور ارادے کے اظہار کے بجائے اقتصادی امور کے مشیر جعفری نے کہا کہ روپے کی قیمت میں سارے سال کمی ہوتی رہے گی۔ بجلی کے نرخوں میں بھی جب چاہیں گے اضافہ کر لیں گے۔ ایسے مشیر اور وزیر جس حکومت کو میسر ہوں اسے گرنے سے کون بچا سکتا ہے۔

ٹرین مارچ کا پروگرام

17 جولائی کو قاضی صاحب نے اعلان کیا کہ احتجاجی ٹرین مارچ 20 جولائی کو لاہور سے شروع ہو کر 22 جولائی کو حیدر آباد میں اختتام پذیر ہوگا۔ نواز شریف آئیں اور ہمارے ساتھ مہم میں شریک ہو جائیں۔ عبوری حکومت کی نشان دہی ہم کریں گے، صدر نے اپنا آئینی کردار ادا نہ کیا تو انہیں بھی جانا ہوگا۔
بے نظیر نے کہا کہ ہم لانگ مارچ، دھرنوں، ٹرین مارچ اور گھیراؤ سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ حکومت کے خاتمے کا خواب دیکھنے والے ناکام رہیں گے۔ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی، یہ لوگ 1998ء تک انتظار کریں۔
20 جولائی سے جماعت اسلامی کراچی نے ایمپریس مارکیٹ میں اپنے دھرنے پروگرام کا آغاز کر دیا۔ اس میں ہزاروں کارکنوں نے شرکت کی۔

پگ نہیں رکھیں گے۔

30 نومبر کو وزیر اعظم کے مشیر وی۔ اے جعفری نے ٹی۔ وی پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی بنیاد پر اقتصادی بحران کی افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں حالانکہ ملک کی معیشت مضبوط اور زرمبادلہ کے ذخائر تسلی بخش ہیں۔ مالی بحران پیدا کرنے کی سازش میں ایک ایسا کاروباری گروہ ملوث ہے جس کے بعض سیاست دانوں سے رابطے ہیں۔ افواہیں پھیلا کر ڈالر کی مصنوعی قلت پیدا کر کے اسی گروہ نے اربوں روپے کما لیے۔ وزیر اعظم نے اس سازش کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ وزیر خزانہ مخدوم شہاب الدین نے بھی کہا کہ کوئی اقتصادی بحران سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ بجٹ خسارہ کم ہوا ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں ایک ارب 80 کروڑ ڈالر موجود ہیں۔ لیکن گورنر اسٹیٹ بنک ڈاکٹر یعقوب نے کہا کہ تجارتی خسارہ میں اضافے اور غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے باعث حکومت اپنے اخراجات میں کمی اور قرضے محدود کرے۔ حکومت سے متعلق ذمہ دار افراد کے یہ متضاد بیانات اُس کی بوکھلاہٹ کا ثبوت تھے۔

پندرہ افراد کی ہلاکت

2 نومبر کو رات کے تقریباً سوا دو بجے 15 افراد کو دہشت گردوں نے گلبرگ کے ایک مکان میں انتہائی سفاکانہ طور پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ سات افراد تو مکان کے اندر موجود تھے، دوسرے آٹھ مختلف مقامات سے اغوا کر کے یہاں لائے گئے۔ پھر ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ ہلاک شدگان کا تعلق پنجاب سے ہے۔ ایک مقتول کی چند روز بعد شادی ہونے والی تھی۔ ایک زخمی نعشوں کے نیچے دب جانے کی وجہ سے بچ گیا۔ وہ دم سادھے پڑا رہا۔ اس واحد عینی گواہ نھو خاں نے کہا کہ دہشت گرد جن کی تعداد 8 یا 10 تھی۔ وہ کافی دیر تک مکان کے اندر رہے۔ اُن میں سے کسی نے ریڈی کہا اور فائرنگ شروع ہو گئی۔ دہشت گرد دو تحریریں چھوڑ گئے۔ ایک پر درج تھا "وزیر داخلہ جنرل بابر کے لیے مہاجر ٹائیگر فورس کا تحفہ" اور دوسری پر لکھا تھا "وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ کے نام مہاجر ٹائیگر فورس کا تحفہ۔" پولیس کو صبح 8 بجے اس واقعہ کا علم ہوا۔ سندھ کے دو وزراء عبدالحکیم بلوچ اور خواجہ احمد اعوان 9 نعشوں کے ہمراہ رحیم یار خان اور علی پور گئے۔ انہوں نے نعشیں ورثاء کے حوالے کیں اور وارثوں کو دو دو لاکھ روپے کے چیک بھی دیئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ الطاف گروپ کے دہشت گرد ان 15 افراد کی ہلاکت کے ذمہ دار ہیں۔ یہ بات نواز شریف سے پوچھیں کہ یہ دہشت گرد پنجابیوں اور پٹھانوں کو کیوں مارتے ہیں؟ نواز شریف نے کہا قتل کی اس واردات کو پنجابیوں پر حملہ قرار دینا حکومتی سازش ہے۔ مقتول پنجابی نہیں، پاکستانی تھے۔ وزیر داخلہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں لاشوں کے تحفے آئے ہیں، ہم بھی لاشوں کے تحفے دیں گے۔ یہ ریاستی تشدد کی انتہا ہے۔ عوام سازش کا شکار نہ

فیصلہ ۴۹۴' حکومت کی برہمی ۴۹۵' صدر کے نام خط ۴۹۶' نااہل قرار دینے کا ریفرنس ۴۹۶' بے نظیر کا موقف ۴۹۶' سپریم کورٹ کا فیکس ۴۹۷' ججوں کی لاہور آمد ۴۹۷' مملکت کا چوتھا ستون ۴۹۸' صوبہ پنجاب ۴۹۹' صوبہ سندھ ۴۹۹' محاصرے ۵۰۰' نعیم شری کی ہلاکت ۵۰۰' نواز شریف کا دورہ ۵۰۲' بے نظیر کا خطاب ۵۰۲' ٹمڈ نائٹ آپریشن ۵۰۲' علیم الدین کا اقبال جرم ۵۰۳' پولیس مقابلوں میں ہلاکت ۵۰۳' سید پرویز علی شاہ کی درخواست ۵۰۴' سبک مجید کے خلاف کارروائی ۵۰۴' ضمانت پر رہائی ۵۰۴' ہلاکتیں اور اسلحہ کی بازیابی ۵۰۵' پارلیمنٹ کے حق پر ڈاکہ ۵۰۵' سپریم کورٹ کا تفصیلی فیصلہ ۵۰۶' جسٹس کھوسو کا اختلافی نوٹ ۵۰۶' صدر سے مشورہ ۵۰۶' نیویارک ٹائمز کی رپورٹ ۵۰۷' سیمینار میں تقاریر ۵۰۸' چیف جسٹس کی علالت ۵۰۹' سپریم کورٹ میں ریفرنس ۵۰۹' فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست ۵۱۰' کالا باغ ڈیم ۵۱۱' پاکستان پوسٹ کا انکشاف ۵۱۱' بھٹو کی برسی ۵۱۱' مسلم لیگ کے جلوس پر فائرنگ ۵۱۲' بھارتی آلو کی آمد ۵۱۳' مردم شماری ۵۱۳' سیلز ٹیکس کا نفاذ ۵۱۳' ایوان صدر میں خصوصی سیل ۵۱۴' عمران خان کا اعلان ۵۱۴' اسپتال میں بم دھماکہ ۵۱۵' رابن رافیل کی ملاقات ۵۱۵' یونائیٹڈ بنک کی نجکاری ۵۱۶' کوٹ ادو پراجیکٹ ۵۱۶' شہباز شریف کی رہائی ۵۱۷' قومی تعمیر نو کا پروگرام ۵۱۷' تحریک انصاف کا قیام ۵۱۸' پولیس مقابلہ میں تین قتل ۵۱۸' چھاپے اور گرفتاریاں ۵۱۹' سینٹ کی نشست پر کامیابی ۵۱۹' فنانشل ٹائمز کی رپورٹ ۵۱۹' بلدیاتی ترمیمی بل ۵۲۰' ڈیفنس کالج میں تقریر ۵۲۱' اپوزیشن سے تعاون کی اپیل ۵۲۲' نیویارک ٹائمز کی رپورٹ ۵۲۲' عدالتی کمیشن کی تجویز ۵۲۳' عزیز میمن کی گرفتاری ۵۲۳' احتساب کی نفی ۵۲۴' منی بجٹ ۵۲۴' پاکستانی ثقافت ۵۲۴' مردم شماری ۵۲۵' ہلال پاکستان کا انتباہ ۵۲۵' مسلم لیگ کا جلسہ عام ۵۲۵' بھارت میں عام انتخابات ۵۲۶' مقبوضہ کشمیر میں انتخابی ڈرامہ ۵۲۶

باب:۱۸ بے نظیر بھٹو زوال کی طرف ———— ۵۲۷

سرے محل کی خریداری ۵۲۷' طیاروں کی خریداری ۵۲۸' سزائے موت کی تنسیخ ۵۲۹' ہر دل عزیز رہنما ۵۲۹' قومی بجٹ ۵۲۹' آزاد گروپ کا قیام ۵۳۱' بجٹ کے خلاف ہڑتال ۵۳۱' بجٹ کی منظوری ۵۳۲' بھارت سے تجارتی تعلقات ۵۳۲' سرے محل ۵۳۳' حکومت کی بدحواسی ۵۳۳' غائبانہ نماز جنازہ ۵۳۶' دھرنا پروگرام کے نتائج ۵۳۷' قاضی صاحب کا چار نکاتی مطالبہ ۵۳۷' دینی جماعتوں کا اتحاد ۵۳۸' نواز شریف نورانی ملاقات ۵۴۰' نواز شریف قاضی حسین احمد ملاقات ۵۴۰' صوبہ پنجاب ۵۴۱' بلدیاتی

ٹرین مارچ

20 جولائی کو قاضی حسین احمد کی قیادت میں لاہور سے ٹرین مارچ کا آغاز ہوگیا۔ لاہور سٹیشن "بے نظیر الوداع" کے نعروں سے گونج اٹھا۔ قاضی صاحب نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ٹرین مارچ اور دھرنا ظالم حکمرانوں کا دھڑن تختہ کر دیں گے۔ ہم عوامی طاقت کے ذریعے دیانت دار لوگوں کو برسر اقتدار لانا چاہتے ہیں۔ 3 اگست کو بے نظیر حکومت ختم ہو جائے گی۔ اعجاز الحق نے بھی شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم قاضی صاحب کی تحریک ہائی جیک نہیں کریں گے۔ ان کے پیچھے چلیں گے اب اسلامی انقلاب آئے گا۔ صدر حکومت کو برطرف کریں اور آرٹیکل 62 کے مطابق انتخابات کرائیں۔ قوم کا سودا ہوا تو فوجی جرنیل بھی ذمہ دار ہوں گے۔ لاہور سے حیدر آباد تک ہر سٹیشن پر کارکنان اپنی اپنی جماعتوں کے پرچم لہرائے ہوئے گاڑی کی آمد سے قبل ہی بڑی تعداد میں جمع ہوتے رہے۔ گاڑی کے سٹیشن کی حدود میں پہنچتے ہی فضا "الوداع الوداع بے نظیر الوداع" "راشہ راشہ قاضی راشہ" "وزیراعظم نواز شریف" اور ضیا الحق زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ مظاہرین سے جگہ جگہ اعجاز الحق، جاوید ہاشمی اور حافظ محمد ادریس نے بھی خطاب کیا۔

پہیہ جام ہڑتال

21 جولائی کو اپوزیشن کی اپیل پر ملک بھر میں پہیہ جام ہڑتال ہوئی۔ سڑکیں اور شاہرائیں سنسان پڑی رہیں، سینما گھروں میں تالے ڈال دیئے گئے، کئی پروازیں منسوخ کر دی گئیں، مختلف علاقوں میں ہوائی فائرنگ اور دھماکے ہوئے۔ اسی روز ٹرانسپورٹروں نے بھی ہڑتال کی اور کہا کہ اگر ہمارے مطالبات منظور نہ کیے گئے تو 30 جولائی سے غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کی جائے گی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ٹرانسپورٹرز پر عائد ٹیکس واپس لیے جائیں۔ اور پولس کے ماہانہ بھتے بند کیے جائیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حکومت نے ٹرانسپورٹرز کے ساتھ مذاکرات میں ٹیکسوں پر نظر ثانی کرنے کا وعدہ کیا اور فوری طور پر پٹرول کی قیمت میں معمولی سی کمی کا بھی اعلان کر دیا۔

خصوصی عدالتیں

21 جولائی کو لاہور میں ہائی کورٹ کے پانچ رکنی بنچ نے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کو غیر آئینی قرار دے دیا اور وفاقی حکومت کو ہدایت کی کہ وہ ان عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کو عام عدالتوں میں منتقل کر دے۔ البتہ عدالتیں جو فیصلے کر چکی ہیں ان کی قانونی

ادارے ۵۴۱' چیف جسٹس کا خطاب ۵۴۱' صوبہ سندھ ۵۴۲' محاصرے اور گرفتاریاں ۵۴۲' وزیراعظم کی کراچی آمد ۵۴۳' آئینی درخواست مسترد ۵۴۳' سابق جج نظام احمد کا قتل ۵۴۴' احتجاجی تحریک ۵۴۴' نواز شریف کا خطاب ۵۴۵' بے نظیر کا خطاب ۵۴۵' بیرونی اخبارات کی رپورٹیں ۵۴۶' مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۵۴۶' مشترکہ جدوجہد پر اتفاق ۵۴۷' نظر ثانی درخواست ۵۴۷' چیف جسٹس کو مشورہ ۵۴۸' بے نظیر مرتضیٰ ملاقات ۵۴۸' نااہلی کے ریفرنس ۵۴۸' نواز قاضی ملاقات ۵۴۹' دھرنے کا آغاز ۵۴۹' ٹائم کا تجزیہ ۵۴۹' امریکی سفیر کی ملاقات ۵۴۹' روپے کی قدر میں کمی ۵۵۰' ٹرین مارچ کا پروگرام ۵۵۰' ٹرین مارچ ۵۵۱' پہیہ جام ہڑتال ۵۵۱' خصوصی عدالتیں ۵۵۱' بریگیڈیئر امتیاز کی رہائی ۵۵۲' اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس ۵۵۲' جماعت اسلامی کو مذاکرات کی دعوت ۵۵۳' جلسہ عام سے خطاب ۵۵۳' کابینہ میں توسیع ۵۵۴' خلیج ٹائمز کا تبصرہ ۵۵۴' لاہور ایئرپورٹ پر دھماکہ ۵۵۵' صوبہ سندھ ۵۵۶' بے نظیر کا خطاب ۵۵۶' خطرناک قیدیوں کا فرار ۵۵۷' کراچی میں قتل و غارتگری ۵۵۷' صوبہ کا مطالبہ ۵۵۷' جاوید لنگڑا کی گرفتاری ۵۵۸' صوبہ سرحد ۵۵۸' صوبہ بلوچستان ۵۵۹' آزاد کشمیر ۵۵۹' اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس ۵۵۹' صدر لغاری کا انتباہ ۵۶۰' ملک گیر ہڑتال ۵۶۰' امریکی سینیٹر کی آمد ۵۶۱' فوجی حکام کا اجلاس ۵۶۱' کرپشن کا کینسر ۵۶۱' جاوید جبار کا استعفیٰ ۵۶۲' قاضی صاحب کا سینٹ سے استعفیٰ ۵۶۲' ترکی کے وزیراعظم کا دورہ ۵۶۲' مسلم لیگ کا صدارتی انتخاب ۵۶۳' صدر ضیاء الحق کی برسی ۵۶۳' سرے محل کی خرید ۵۶۴' قاضی حسین احمد کا سینٹ سے استعفیٰ ۵۶۵' اپوزیشن کا جلسہ عام ۵۶۶' میٹ دی پریس سے خطاب ۵۶۸' صوبہ سندھ ۵۶۸' سپاہ صحابہ ریلی پر فائرنگ ۵۶۹' بلدیاتی انتخابات ۵۷۰' مسئلہ کشمیر ۵۷۰' قاضی صاحب پر الزامات ۵۷۱' ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا بیان ۵۷۲' یوسف ہارون اور معین قریشی کی آمد ۵۷۲' زرداری کے بارے میں انکشاف ۵۷۲' این۔ ڈی خاں کی شہریت ۵۷۳' بابا تنکہ کے ہاں حاضری ۵۷۳' نادہندگان کی فہرست ۵۷۴' قیمتوں میں اضافے ۵۷۵' کالا باغ ڈیم ۵۷۵' صدر لغاری کا انٹرویو ۵۷۵' صدر لغاری کا بیرونی دورہ ۵۷۶' علامہ یزدانی کا قتل ۵۷۶' ہائی کورٹ کا فیصلہ ۵۷۸' ملک قاسم کی رحلت ۵۷۸' عالمی بینک کے صدر کا دورہ ۵۷۸' محمد علی ستارا کی گرفتاری ۵۸۰' مرتضیٰ بھٹو کی پریس کانفرنس ۵۸۰' میر مرتضیٰ بھٹو کی پولیس فائرنگ سے ہلاکت ۵۸۰' تحقیقاتی ٹریبونل ۵۸۴' حق نواز سیال ۵۸۴' آصف زرداری کی مونچھیں ۵۸۵' صدر لغاری کے اقدامات ۵۸۵' صدر سے ملاقات ۵۸۶' کراچی میں ملین مارچ ۵۸۶' لغاری بے نظیر ملاقات ۵۸۸' بے نظیر کی چیف جسٹس سے

حیثیت متاثر نہیں ہوگی۔ 24 جولائی کو وفاقی حکومت کی درخواست پر سپریم کورٹ نے لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ معطل کر دیا۔ حکومت کی اپیل کی سماعت سپریم کورٹ کی فل بنچ کے روبرو ہوگی۔

نواز شریف نے کہا کہ عوام کی قربانی جاگیرداروں اور حکمرانوں کے روشن مستقبل کے کام آرہی ہے۔ ہم عوامی قوت سے بے نظیر حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔ حکومت کے کرتوت سامنے ہیں۔ صدر اسے برطرف کریں، شہباز شریف نے کہا کہ حاکم علی زرداری نے اربوں روپے بیرون ملک بھجوا دیئے۔ لندن میں دو ملین ڈالر سے اپارٹمنٹ اور پیرس میں قیمتی ولاز خریدے ہیں۔ لوٹ مار کے اس عمل پر صدر نیرو کی طرح بانسری بجا رہے ہیں۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ اگر صدر کو بے نظیر اور زرداری کے کرپشن کا علم نہیں تو یہ ان کی نا اہلی ہے۔ ہم ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے میدان میں نکل آئے ہیں۔ حکمران ٹولے کو اقتدار سے الگ کر کے دم لیں گے۔ حکومت اقتدار سے علیحدہ ہو جائے۔ ججوں پر مشتمل عبوری حکومت تشکیل دی جائے جو آئین اور قانون کے مطابق انتخابات کرائے۔ 24 جولائی کو سیاسی رہنما حکومت کے خلاف مشترکہ اعلامیہ پر غور کریں گے۔

بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف احتجاجی سیاست کا راستہ ترک کر کے مذاکرات کریں۔ عدالتیں اور پوری قوم اسمبلی توڑنے کے صدارتی اختیار کو مسترد کر چکی ہیں۔ اپوزیشن جو چاہے سو کرلے لیکن صدر اسمبلیاں نہیں توڑیں گے۔ کسی بڑے اتحاد کی کوشش، تحریک عدم اعتماد کی تیاری، اجتماعی استعفوں کی بات، ملک گیر کامیاب ہڑتالیں، احتجاجی تحریک، سندھ میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال، گرانی، بے روزگاری، عدلیہ سے محاذ آرائی اور صدر لغاری کا حکومت کی کارکردگی سے مایوسی کا اظہار حکومت کے چل چلاؤ کے واضح مظاہر ہیں لیکن ان سب کے باوجود بے نظیر حقائق کو جھٹلا کر اپنی ضد پر قائم ہیں اور کسی اصلاح پر آمادہ نہیں۔

بریگیڈیئر امتیاز کی رہائی

23 جولائی کو ہائی کورٹ کی راولپنڈی بنچ نے انٹیلی جنس بیورو کے سابق سربراہ بریگیڈیئر ریٹائرڈ امتیاز احمد کی آخری مقدمہ میں بھی ضمانت منظور کر کے ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔ 28 جولائی کو دو سال سے زائد عرصے تک حراست میں رہنے کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔

اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس

24 جولائی کو لاہور میں نواز شریف کی دعوت پر پندرہ سیاسی جماعتوں مسلم لیگ، جماعت

ملاقات ۵۸۸' ٹنڈو بہاول کیس ۵۸۹' مسئلہ کشمیر ۵۹۰' افغانستان ۵۹۰' بے نظیر کا دورہ امریکہ ۵۹۰' احتساب کمیشن کا قیام ۵۹۱' صدر سے ملاقاتیں ۵۹۱' پاکستان بچاؤ ریلی ۵۹۳' بے نظیر کا پیغام ۵۹۴' صدر سے ملاقاتیں ۵۹۴' مرتضیٰ بھٹو قتل کیس ۵۹۵' ٹربیونل کی تقرری ۵۹۶' بے نظیر کی تعزیت ۵۹۶' مرتضیٰ کا چہلم ۵۹۷' آئی ایم ایف سے مذاکرات ۵۹۷' صدر لغاری کا خط ۵۹۹' زرداری کی پراسرار روانگی ۶۰۰' بینظیر کا انٹرویو ۶۰۰

باب: ۱۹ جماعت اسلامی دھرنا مہم اور حکومت ______ ۶۰۱

اسلامی نظام کا نفاذ ۶۰۱' صدر لغاری کا اعتراض ۶۰۲' بے نظیر کی ملاقاتیں ۶۰۲' دھرنے کے خلاف اقدامات ۶۰۳' منی بجٹ ۶۰۴' سالانہ رپورٹ ۶۰۴' ہڑتال کی کال ۶۰۴' صدر سے قاضی کی ملاقات ۶۰۵' آصف زرداری کے گھوڑے ۶۰۵' ٹرینوں پر پابندی ۶۰۶' ہڑتال ۶۰۶' وسیم سجاد کا اظہار خیال ۶۰۷' لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ ۶۰۷' دھرنا ۶۰۸' اسلام آباد میں مظاہرہ ۶۱۰' جلسہ عام سے خطاب ۶۱۱' بیرونی تبصرے ۶۱۱' جماعت اسلامی کے کارکن کی شہادت ۶۱۲' قومی اسمبلی کی کارکردگی ۶۱۲' صدر اور عدلیہ سے محاذ آرائی ۶۱۳' عدلیہ کی خود مختاری ۶۱۳' فوجی افسران کو سزائیں ۶۱۴' وٹو کی درخواست کی سماعت ۶۱۴' صوبہ سندھ ۶۱۵' بے نظیر کی صدر لغاری سے ملاقات ۶۱۵' وٹو کا صدر لغاری کے نام خط ۶۱۶' منظور وٹو حکومت کی بحالی ۶۱۷' عدم اعتماد کی تحریک ۶۱۷' گارڈین کا تبصرہ ۶۱۸' بے نظیر کی صدر سے ملاقات ۶۱۸

باب: ۲۰ اور اسمبلی ٹوٹ گئی ______ ۶۱۹

حفاظتی انتظامات ۶۲۰' نگران وزیر اعظم ۶۲۰' صدارتی فرمان ۶۲۲' صدر لغاری کا خطاب ۶۲۳' نواز شریف کی پریس کانفرنس ۶۲۴' مجلس شوریٰ کی قرارداد ۶۲۵' بے نظیر اور آصف زرداری کی نظر بندی ۶۲۵' عدلیہ سے رجوع ۶۲۶' پیپلز پارٹی فارورڈ بلاک ۶۲۶' پیپلز پارٹی کا احتجاج ۶۲۷' بے نظیر کا بیان ۶۲۷' آصف زرداری سے ملاقات ۶۲۸' نگران وزیر اعظم ۶۲۸' صوبوں میں نگران حکومتوں کا قیام ۶۲۹' صوبہ سندھ ۶۳۰' صوبہ سرحد ۶۳۱' صوبہ بلوچستان ۶۳۲' صدر لغاری سے ملاقاتیں ۶۳۲' ایگزٹ کنٹرول لسٹ ۶۳۳

باب: ۲۱ بے نظیر حکومت عدالت میں ______ ۶۳۵

سپریم کورٹ میں رٹ ۶۳۵' گرفتاریوں کا آغاز ۶۳۷' بے نظیر کی کراچی آمد ۶۳۸' زرداری کے گھوڑے ۶۳۸' احتساب آرڈی ننس ۶۳۹' زرداری سے ملاقات ۶۳۹

اسلامی، جے یو پی (نورانی)، تحریک جعفریہ، اے این پی، جے یو پی (نیازی)، جمعیت اہلحدیث، جمہوری وطن پارٹی، ایم کیو ایم (الطاف)، جے یو آئی (س)، قومی محاذ آزادی، پاکستان نیشنل پارٹی، سندھ نیشنل الائنس، جماعت اہلحدیث اور آزاد گروپ کا ایک سربراہی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں منظور کیے جانے والے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ حکومت ریاست کے بنیادی اداروں اور عوام کے خلاف جنگ میں مصروف ہے۔ اس لیے اسے اقتدار سے ہٹانا ضروری ہوگیا ہے۔ بے لاگ احتساب کے لیے مستقل کمیشن بنایا جائے، غیر جانبدار حکومت اور خود مختار الیکشن کمشن کے تحت انتخابات کرائے جائیں۔ امیدواران آرٹیکل 62 اور 63 پر پورے اترتے ہوں۔ اجلاس میں ایک پندرہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جو بے نظیر حکومت کو ہٹانے کے لیے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

جماعت اسلامی کو مذاکرات کی دعوت

25 جولائی کو وفاقی وزیر این ڈی خان نے جماعت کے سیکرٹری جنرل سید منور حسن سے ملاقات کر کے باضابطہ دعوت دی اور کہا کہ اس مقصد کے لیے جماعت اپنی ٹیم مقرر کر دے۔ انہوں نے کہا کہ اب اقتدار میں نہ غلام اسحٰق خان ہیں اور نہ ہی جنرل اسلم بیگ۔ ہماری حکومت کو کوئی خطرہ درپیش نہیں پھر بھی ہم سیاسی مسائل بات چیت کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن منور حسن نے این ڈی خان پر واضح کر دیا کہ جماعت حکومت کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار نہیں۔ مذاکرات بااختیار لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ بے نظیر عوامی مینڈیٹ کھو چکی ہیں۔

مذاکرات کی پیش کش مسترد ہونے پر برہم ہو کر نصیر بابر نے امیر جماعت پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے کہا کہ قاضی صاحب بتائیں کہ کیا اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم سے انتخابی مہم میں کروڑوں روپے کا خرچ قانون شکنی نہیں تھی۔ وہ بتائیں کہ افغان جہاد کے دوران ادویات کی فراہمی کا ٹھیکہ کس نے لیا تھا اور نوشہرہ میں کس کا پلازہ تعمیر ہو رہا ہے۔

قاضی صاحب نے کہا کہ سب جانتے ہیں کہ نوشہرہ میں میرا کوئی پلازہ نہیں۔ 1976ء میں پشاور میں ایک مکان بنایا تھا اب کئی سال سے منصورہ میں چار کمروں کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہائش پذیر ہوں۔

جلسہ عام سے خطاب

25 جولائی کو موچی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف

نے کہا کہ بے نظیر اور زرداری نے بلاول ہاؤس فروخت کر کے سامان باہر بھجوا دیا ہے لیکن میں انہیں بھاگنے نہیں دوں گا۔ ہم نے امپورٹڈ حکمرانوں کے سومنات کو ڈھانے کا عہد کر رکھا ہے۔ صدر کو نظر نہیں آ رہا کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنا آئینی کردار ادا کریں۔

26 جولائی کو قاضی صاحب نے شہدائے راولپنڈی کی یاد میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم شہداء کے خون سے غداری نہیں کریں گے۔ ہمیں اپنی منزل تک جانے کا راستہ معلوم ہے۔ ایک چور کو اتار کر دوسرے کو لانا نہیں چاہتے۔ صدر نے قاتل حکمرانوں کا ساتھ نہ چھوڑا تو ان کی نمازیں اور روزے کس کام آئیں گے۔ 27 مارچ کو خواتین کے احتجاجی دھرنے سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ حکومت کے دن پورے ہو گئے ہیں۔ اسے ہر صورت میں جانا ہو گا۔ آئندہ نسلوں کے بہتر مستقبل اور ملک کی ترقی کے لیے خواتین جہاد کبیر کے لیے تیار ہو جائیں۔ مظلوم طبقات کو ظلم سے نجات دلائیں گے۔

28 جولائی کو گلف نیوز نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ صدر لغاری نے قاضی حسین احمد سے رابطہ کر کے مسائل کے حل کے لیے انہیں بے نظیر بھٹو سے ملاقات کرنے کی تجویز پیش کی جسے قاضی صاحب نے مسترد کر دیا۔

کابینہ میں توسیع

30 جولائی کو وزیر اعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے انہیں وفاقی کابینہ میں توسیع کے بارے میں اعتماد میں لیا۔ 31 جولائی کو وفاقی کابینہ میں توسیع کے دوسرے مرحلہ میں آٹھ وفاقی وزراء آصف زرداری، نواز کھوکھر، ارباب جہانگیر، اقبال حیدر، جہانگیر بدر، نوید قمر، راؤ سکندر اور چودھری عبدالستار اور سات وزرائے مملکت نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھا لیا۔ مرتضیٰ پویا کو وزیر اعظم کا خصوصی معاون بنا دیا گیا۔ اس موقع پر وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ کابینہ میں تمام قابل ذکر جماعتوں جونیجو لیگ، نواز لیگ، بی این ایم اور مینگل گروپ کو نمائندگی دی گئی ہے۔ میری حکومت صحیح معنوں میں قومی حکومت ہے۔ کابینہ میں مزید توسیع مارچ 97ء میں ہو گی۔ عام انتخابات مقررہ وقت پر 98ء میں ہوں گے۔

خلیج ٹائمز کا تبصرہ

دبئی کے کثیر الاشاعت اخبار "خلیج ٹائمز" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ یہ توسیع ایک ایسے وقت کی گئی ہے جبکہ حکومت پر ہر جانب سے غیر ترقیاتی اخراجات کم کرنے کے لیے دباؤ ہے۔ نواز کھوکھر کو بھی کابینہ میں شامل کیا گیا ہے جبکہ بے نظیر حکومت ہی نے انہیں

بدعنوانی کے الزامات میں گرفتار کیا تھا۔ معلوم نہیں کہ ان پر عائد مقدمات واپس لیے گئے یا برقرار ہیں۔ کابینہ میں ان کی شمولیت حیران کن ہے۔ آصف زرداری کو بھی وفاقی وزیر بنانے پر بے نظیر کو تنقید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

31 جولائی کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ملک غنڈوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ عوام "حکومت ہٹاؤ" تحریک میں ہمارا ساتھ دیں۔ ہمارے کارکن ثابت کر چکے ہیں کہ وہ تحریک چلانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ ہم اس تحریک کو شاندار اسلامی انقلاب برپا ہونے تک جاری رکھیں گے۔ موجودہ افراتفری، بے چینی اور مصیبت کے باوجود اگر صدر خاموش تماشائی بنے رہے تو انہیں بھی ظلم میں برابر کا شریک سمجھا جائے گا۔

31 جولائی کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے پھر کہا کہ حکومت ججوں کی تقرری کے بارے میں عمل کرنے سے گریز کر رہی ہے۔ جن ججوں کو ہٹانا تھا ان کے بارے میں کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ چیف جسٹس بلوچستان کی سپریم کورٹ میں مستقل تقرری کی سفارش کی مگر اس پر بھی عمل نہیں کیا گیا۔

لاہور ایئر پورٹ پر بم دھماکہ

22 جولائی کو لاہور ایئر پورٹ پر ساڑھے بارہ بجے دن بم کے خوفناک دھماکہ میں چھ افراد ہلاک اور 65 زخمی ہو گئے۔ ہلاک شدگان کے اعضاء دور دور تک بکھر گئے۔ چاروں طرف خون ہی خون تھا۔ ایئر پورٹ پر تخریب کاری کی یہ پہلی واردات تھی۔ اسی روز سرگودھا میں بھی بم دھماکے میں بارہ افراد شدید زخمی ہو گئے۔ صدر لغاری نے کہا کہ پاکستان میں بم دھماکوں میں بھارت کے ملوث ہونے کے شواہد ملے ہیں۔ ہم بھارت سے اس پر احتجاج کریں گے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایسی بزدلانہ کارروائیوں سے عوام اور حکومت کو مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔ وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کی تربیت کے لیے زیر زمین ادارے بن گئے ہیں۔ الکرم سکوائر کراچی ان کا گڑھ ہے۔ بعض مذہبی جماعتیں بھی تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ جہاد کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ 137 دہشت گردوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ امریکی ماہرین سے تحقیقات کرائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت ہوائی اڈوں جیسے حساس مقامات کی حفاظت میں بھی ناکام ہو چکی ہے۔ آج تک کوئی ایک مجرم بھی گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ حکومت خود مستعفی ہو جائے۔

30 جولائی کو بے نظیر نے کہا کہ پنجاب میں بم دھماکوں میں ملوث جن دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے انہوں نے ان واقعات میں غیر ملکی ہاتھ کے ملوث ہونے کا اعتراف کر لیا ہے۔ ایس ایس پی لاہور نے بھی بتایا کہ گرفتار ہونے والے ملزمان میں سے ایک نے اعتراف کیا ہے

کہ وہ بم بنانے کی تربیت حاصل کرنے کے لیے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھارت گیا تھا اور ہم نے "را" کے کہنے پر پاکستان میں بموں کے دھماکے کیے ہیں۔

30 جولائی کو عید میلاد النبی کی شب لاہور میں داتا دربار کے باہر دو گروپوں کے خونریز تصادم میں دس بے گناہ افراد گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ اور 34 شدید زخمی ہو گئے۔ بچے پاؤں تلے روندے گئے، پولیس نے متعدد افراد کو حراست میں لے لیا۔

صوبہ سندھ

یکم جولائی کو پولیس نے اورنگی کا محاصرہ کر کے تلاشی لی۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایم کیو ایم کا ایک نوجوان ہلاک ہو گیا۔ جس کے متعلق پولیس نے کہا کہ وہ دس مقدمات میں ملوث تھا۔ 3 جولائی کو بھی ایک ملزم پولیس مقابلہ میں مار ڈالا گیا۔ تقریباً دو سو افراد حراست میں لے لیے گئے۔ 4 جولائی کو پولیس نے ایم کیو ایم کے ناظم آباد دفتر پر چھاپہ مار کر ملزم افضال سمیت چار دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا۔ ان سے اسلحہ اور دستی بم برآمد ہوئے۔ افضال کی گرفتاری پر دس لاکھ روپے کا انعام مقرر تھا۔ 5 جولائی کو ٹارگٹ آپریشن میں گلشن اقبال اور اورنگی میں چھاپے مار کر پولیس نے ایم کیو ایم کے سیکٹر انچارج سمیت درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا۔ تین نوعمر لڑکوں کو زمین پر لٹا کر پولیس نے ان پر ڈنڈوں کی بارش کر دی اسی دوران مختلف علاقوں میں فائرنگ کی وارداتوں میں ایک عورت سمیت پانچ افراد ہلاک ہو گئے۔ 4 جولائی کو پیپلز پارٹی کے ایک کارکن عمران کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا گھر بھی لوٹ لیا گیا۔

بے نظیر کا خطاب

3 جولائی کو کراچی میں جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ اگر الطاف حسین تشدد اور ہڑتال کی سیاست ختم کر دیں تو وہ پاکستان واپس آ سکتے ہیں۔ الطاف حسین کی ایماء پر غلطیاں کرنے والے نوجوان آئندہ تشدد نہ کرنے کی ضمانت دیں تو انہیں رہا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ غوث علی شاہ کے دور حکومت میں ایجنسیوں نے ایم کیو ایم بنائی۔ انہوں نے الطاف حسین سے کہا کہ تم ٹیکسی چلا رہے ہو ہم تمہیں بندوق دیتے ہیں۔ تم بندوق چلاؤ۔ میری ماں مہاجر ہے، وہ بمبئی میں رہتی تھیں۔ میں ہجرت کرنے والوں کے دکھ کو سمجھتی ہوں۔ کسی کے گھر میں ماتم دیکھنا نہیں چاہتی۔ مجھے فہیم کمانڈو کے مرنے پر بھی دکھ ہوا تھا۔ میں مہاجروں کے لیے امن کا پیغام لے کر آئی ہوں۔ الطاف حسین نے کہا کہ مفتوحہ بستیوں پر ریاستی طاقت کا استعمال کر کے مہاجروں سے جھوٹی محبت کے دعوے کیے جا رہے ہیں۔ مہاجر نوجوانوں کا قتل ہی

بے نظیر کا اصل کراچی پیکج ہے۔

خطرناک قیدیوں کا فرار

6 جولائی کو کرنٹ والی دیوار میں ایک چوڑا شگاف ڈال کر سات خطرناک ڈاکو جو بیڑیوں کے بغیر وارڈ میں رکھے گئے تھے، ڈسٹرکٹ جیل سکھر سے فرار ہو گئے۔ ڈیوٹی افسر کو گرفتار کر لیا گیا اور جیل کے حکام سمیت 27 افراد کو معطل کر دیا گیا۔

کراچی میں قتل و غارت گری

6 جولائی سے 17 جولائی تک کراچی میں چھاپوں کے دوران 160 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ پانچ افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک ہو گئے۔ اور دس لوگ فائرنگ کی مختلف وارداتوں میں قتل ہو گئے۔ 6 جولائی کو پولیس نے جاوید لنگڑا کی تلاش میں چھاپے مارے۔ جاوید بچ نکلا لیکن مجیدا سپیڈ کا گن مین گرفتار کر لیا گیا۔ پاپوش نگر کے قبرستان میں چھپے ہوئے پانچ دہشت گردوں کو گرفتار کر کے ان سے اسلحہ اور لوٹا ہوا مال برآمد ہوا۔

صدر لغاری نے کہا کہ حکومت کی کوششوں سے کراچی میں دہشت گردی کی وارداتوں میں کمی ہوئی ہے۔ مستقل امن کے لیے سیاسی مفاہمت ضروری ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں امن قائم کر دیا۔ ہم کراچی کو پاکستان کا ترقی یافتہ اور مثالی شہر بنا دیں گے۔ یہاں ایشیا کا سب سے بڑا پل تعمیر کیا جا رہا ہے۔ بلدیاتی انتخابات اسی سال ہوں گے۔ عام انتخابات اپنے مقررہ وقت پر ہوں گے۔ وفاقی وزیر این ڈی خان نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کے عوامی مینڈیٹ کا احترام کرتے ہیں۔ ہم مل بیٹھ کر معاملات طے کرنا چاہتے ہیں۔ اجمل دہلوی کراچی شہر کے بڑے بھائی ہیں۔ وہ ہماری طرف محبت سے دیکھیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ مذاکرات میں غیر جانبدار مبصرین کو شامل کیا جائے اور طے شدہ امور پر عمل کو یقینی بنانے کے لیے کمیٹی بنائی جائے۔

صوبہ کا مطالبہ

19 جولائی کو حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد نے نشتر پارک کراچی میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے جنوبی سندھ کا قیام ناگزیر ہو گیا ہے۔ جو کراچی، حیدر آباد اور سکھر کے ان علاقوں پر مشتمل ہو گا جن کا تعین بھٹو نے کوٹہ کی بنیاد پر کیا تھا۔ آئین کے آرٹیکل 239 کے تحت نئے صوبے کا مطالبہ غداری نہیں۔ سندھ اسمبلی کے 109 ممبران کے ایوان میں شہری علاقوں کے 27 ارکان اپنے مفادات کے حق

میں کوئی فیصلہ اسمبلی سے نہیں کرا سکتے۔

سندھ اتحاد تحریک کے کارکنوں نے نئے صوبے کے قیام کے خلاف احتجاج کیا، سڑکوں پر ٹائر جلائے اور دکانیں بند کرانے کی کوشش کی۔ پولیس نے اٹھارہ افراد کو گرفتار کر لیا۔

جاوید لنگڑا کی گرفتاری

17 جولائی کو پولیس نے دعویٰ کیا اس نے جاوید لنگڑا کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ گرفتاری اس کے ساتھی ٹونی کی نشان دہی پر عمل میں آئی جو اس کے ساتھ بھارت سے واپس آیا تھا۔ فاروق دادا کے جن ساتھیوں کو چند دن قبل گرفتار کیا گیا تھا انہوں نے 100 سے زائد وارداتوں کا اعتراف کر لیا۔ ایک ملزم نے پولیس کے ساتھ 43 قتل سمیت 57 سنگین وارداتوں کا اعتراف کر لیا۔

جولائی کے آخری دنوں میں بھی چھاپوں کے دوران تقریباً 250 افراد گرفتار کر لیے گئے اور متعدد فائرنگ کی وارداتوں میں ہلاک ہوگئے۔ 20 جولائی کو رضا اسکوائر کا پانچویں مرتبہ محاصرہ کر کے 210 فلیٹوں کی تلاشی لی گئی جو رات گئے تک جاری رہی۔ 150 افراد حراست میں لے لیے گئے، کوئی اسلحہ نہیں ملا۔ تلاشی کے دوران بجلی بند رہی۔ 22 جولائی کو فاروق دادا کے گن مین سمیت 14 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ 25 جولائی کو چھاپے مار کر یونٹ انچارج اور سرگرم کارکن سمیت 8 افراد کو پکڑ لیا گیا۔ یونٹ انچارج پولیس پر فائرنگ اور کئی دوسری سنگین وارداتوں میں ملوث بتایا گیا۔ 27 جولائی کو اورنگی میں۔ دس دہشت گرد اسلحہ سمیت گرفتار کر لیے گئے۔ 27 جولائی کو ملیر میں حقیقی کے سیکٹر انچارج آفاق حسین اور یونٹ انچارج اکرم حسین کو کلاشن کوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ آفاق احمد نے کہا کہ نئے صوبہ کی تحریک کو کچلنے کے لے دہشت گردی کا آغاز ہوگیا۔ 30 جولائی کو کورنگی میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک کارکن مبینہ پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیا گیا۔ وہ قتل، اقدام قتل اور فائرنگ کے 40 سے زائد مقدمات میں ملوث بتایا گیا۔

30 جولائی کو وزیر اعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ شرپسند عناصر کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔ سیاسی جدوجہد کی آڑ میں تشدد کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

صوبہ سرحد

15 جولائی کو اے۔این۔ پی کی رہنما بیگم نسیم ولی نے صوبے کے وزیر اعلیٰ آفتاب شیرپاؤ کے بطور رکن صوبائی اسمبلی نااہل قرار دینے اور سابق وزیر اعلیٰ صابر شاہ کی حکومت کی بحالی کے

لیے ایک آئینی درخواست سپریم کورٹ میں دائر کر دی۔ درخواست میں کہا گیا کہ شیرپاؤ نے مہران بنک سے 12 کروڑ روپے حاصل کر کے ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کی مخلوط حکومت گرائی۔

صوبہ بلوچستان

12 جولائی کو آواران شہر میں ایک اسپتال کو وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کے خلاف مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے خصدار کے قریب ڈپٹی کمشنر کے دفتر پر ہلہ بول دیا اور کئی گاڑیوں کو آگ لگا دی۔ لیویز سے مقابلہ میں 12 افراد ہلاک اور 25 زخمی ہوگئے۔ 13 جولائی کو مزاری اور بگٹی قبائل میں خونریز تصادم کے نتیجے میں 8 افراد ہلاک اور 35 زخمی ہوگئے۔

آزاد کشمیر

30 جولائی کو مظفر آباد میں آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے 38 نو منتخب ارکان نے حلف اٹھا لیا۔ مسلم کانفرنس کے 9 ارکان اسمبلی تقریب سے غیر حاضر رہے۔ پیپلز پارٹی کے بیرسٹر سلطان محمود بلامقابلہ وزیر اعظم، ممتاز حسین راٹھور اسپیکر اور اسرار عباسی ڈپٹی اسپیکر منتخب کر لیے گئے۔ یہ دونوں بھی بلامقابلہ کامیاب ہوئے۔ بیرسٹر سلطان نے سردار قیوم کو مل جل کر کام کرنے کی دعوت دی۔ بے نظیر نے کہا کہ آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی کی کامیابی ہماری کشمیر پالیسی پر عوامی اعتماد کا اظہار ہے۔ سردار قیوم کی حکومت بدعنوانی میں ملوث تھی۔

12 اگست کو مسلم کانفرنس کے سکندر حیات کو آزاد کشمیر کی صدارت سے ہٹا دیا گیا۔ اسمبلی کے 55 میں سے 39 ارکان نے تحریک عدم اعتماد کے حق میں ووٹ دیا۔ ووٹنگ کے موقع پر مسلم کانفرنس اور جماعت اسلامی کے ارکان اجلاس میں نہیں آئے۔ اس سے قبل سکندر حیات نے خود اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اسمبلی کے اسپیکر قائم مقام صدر ہوگئے۔ 25 اگست کو سردار محمد ابراہیم خاں 39 ووٹ لے کر آزاد جموں و کشمیر کے تیسری بار صدر منتخب کر لیے گئے۔ جماعت اسلامی نے اُن کے حق میں ووٹ دیا جبکہ مسلم کانفرنس کے 13 ارکان نے پولنگ کا بائیکاٹ کیا۔

اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس

6 اگست کو لاہور میں نواز شریف کی صدارت میں پندرہ اپوزیشن جماعتوں کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا جس میں بے نظیر حکومت کے خلاف تحریک کو "پاکستان بچاؤ تحریک" کا نام دیا

گیا۔ 10 اگست کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا اور حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی پر دستخط قبول نہیں کئے جائیں گے۔ بے نظیر حکومت کے جرائم پر مبنی ایک وہائٹ پیپر بھی شائع کیا جائے گا۔

سرتاج عزیز نے پریس کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کرنے اور اسمبلیوں سے استعفے دینے کا اصولی فیصلہ ہو چکا ہے۔ جب اُن سے دریافت کیا گیا کہ کیا جماعت اسلامی کے مطالبہ کے مطابق عبوری حکومت دو سال کے لیے ہوگی اور وہ الیکشن سے قبل احتساب کرے گی تو سرتاج عزیز نے کہا کہ یہ دونوں باتیں 24 جولائی کے مشترکہ اعلامیہ میں شامل نہیں ہیں جس پر جماعت اسلامی نے بھی دستخط کئے ہیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ "پاکستان بچاؤ تحریک" کا قائد کون ہوگا تو اُنھوں نے کہا کہ آج کے اجلاس کی صدارت نواز شریف نے کی ہے اور آئندہ اجلاسوں کی صدارت بھی وہی کریں گے۔ 6 اگست کو نوابزادہ نصراللہ خاں نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے ملک کی سیاسی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔

صدر لغاری کا انتباہ

6 اگست کو صدر لغاری نے کہا کہ اسمبلیوں کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں ہے۔ قانون سازی کے بجائے آرڈی نینس جاری کرنا پڑتے ہیں۔ ملک و قوم کے مفاد میں ہوا تو میں اسمبلی توڑنے کا آئینی اختیار استعمال کر سکتا ہوں۔ خواہ اسے کوئی پسند کرے یا نہ کرے۔ اپوزیشن لیڈروں سے میرا رابطہ ہے۔ میں محاذ آرائی کے خاتمے کے لیے جو کچھ ہو سکتا ہے، کروں گا۔

ملک گیر ہڑتال

10 اگست کو اپوزیشن، تاجروں اور ڈاکٹروں کی کال پر کراچی سے پشاور تک مکمل ہڑتال ہوئی۔ چاروں صوبوں میں کاروبار زندگی معطل رہا۔ ٹرانسپورٹ اور تعلیمی ادارے بند رہے۔ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کی اپیل پر ڈاکٹروں نے بھی ملک گیر ہڑتال کی سرکاری اور نجی اسپتالوں میں کام بند رہا۔ تاجروں نے اگلے روز بھی ہڑتال جاری رکھی اور کہا کہ اگر انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس کے بارے میں اُن کے مطالبات منظور نہ کئے گئے تو پھر سول نافرمانی کے ساتھ غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کی جائے گی۔ وزیر مملکت مخدوم شہاب الدین نے کہا کہ ہڑتالوں سے کام نہیں چلے گا۔ سیلز ٹیکس دینا پڑے گا ورنہ تاجروں کو 5 سال قید اور 50 ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

نواز شریف نے کہا کہ کامیاب ہڑتال حکمرانوں کی سیاسی موت ہے۔ اب وقت آ گیا ہے

کہ صدر اپنا آئینی کردار ادا کریں۔ غیر جانبدار نگراں حکومت قائم کر کے انتخابات کر دیئے جائیں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہڑتال ریفرنڈم ہے۔ عوام نے فیصلہ دے دیا۔ بے نظیر حکومت کا خاتمہ اسی سال ہو گا۔ صدر اسلام اور ملک دشمن حکومت کو برطرف کریں۔ پھر اسلامی انقلاب کا سفر شروع ہو گا۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا شکنجہ توڑنے کے بعد انتخابات ہوں گے۔ نواز شریف گندے انڈوں کو نکال باہر کریں۔ مولانا نورانی نے کہا کہ صدر آئین کے مطابق نگران حکومت تشکیل دیں۔ شیخ رشید نے کہا کہ تبدیلی ایوان کے اندر ہو یا وسط مدتی انتخابات ہوں۔ آئندہ وزیر اعظم نواز شریف ہی ہوں گے۔

امریکی سینیٹر کی آمد

10 اگست کو پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے امریکی سینیٹر براؤن نے وزیر اعظم بے نظیر سے طویل ملاقات کی۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارت کے جارحانہ عزائم اور مقبوضہ کشمیر میں مظالم علاقائی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ سینیٹر براؤن نے بری فوج کے سربراہ جہانگیر کرامت سے بھی ملاقات کی۔ جہانگیر کرامت نے کہا کہ ہمارے عزائم جارحانہ نہیں لیکن ہم اپنے دفاع سے غافل نہیں رہ سکتے۔

فوجی حکام کا اجلاس

12 اگست کو آرمی چیف کی صدارت میں کور کمانڈروں کا پانچ گھنٹے طویل اجلاس ہوا جس میں ملک کی سلامتی اور دفاع کے بارے میں اہم صلاح مشورے ہوئے۔ بعد میں جہانگیر کرامت نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے کور کمانڈروں کے اجلاس کی کارروائی کے بارے میں بتایا اور دیگر اہم اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔

کرپشن کا کینسر

13 اگست کو عالمی بنک کے نائب صدر شاہد جاوید برکی نے نے کہا کہ پاکستان میں کرپشن کا کینسر ہر ادارے میں پھیل چکا ہے۔ کرپشن کرنے والوں میں قانون کا کوئی خوف نہیں رہا۔ معیشت کو مکمل تباہی سے بچانے کے لیے سخت مالیاتی ڈسپلن کی ضرورت ہے۔ ہر سطح پر احتساب کا عمل بروئے کار لایا جائے۔

وفاقی حکومت نے گزشتہ 9 ماہ کی مدت میں سترہویں بار ڈالر کے مقابلہ میں روپے کی قیمت میں مزید 12 پیسے کی کمی کر دی۔ وزارت پٹرولیم نے اچانک پٹرول اور فرنس آئل کی قیمتوں

میں اضافہ کر دیا حالانکہ عالمی منڈی میں ان کی قیمتوں میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔

جاوید جبار کا استعفیٰ

13 اگست کو سابق سینیٹر اور اطلاعات و نشریات کے سابق وزیر مملکت جاوید جبار نے پیپلز پارٹی کی بنیادی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا اور کہا کہ وہ آزادی کی گولڈن جوبلی کے موقع پر پارٹی رکنیت سے مستعفی ہو رہے ہیں۔

مسلم لیگ نے وفاقی وزیر نواز کھوکھر کے خلاف نااہلی کا ریفرنس دائر کر دیا۔ وہ پارٹی سے بے وفائی کے مرتکب ہوئے ہیں اس لیے اُنہیں نااہل قرار دے کر اُن کی نشست خالی قرار دی جائے۔

قاضی صاحب کا سینٹ سے استعفیٰ

14 اگست کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ میں سب سے پہلے سینٹ سے مستعفی ہو رہا ہوں۔ جماعت کے دوسرے ارکان اپوزیشن کے ساتھ استعفے دیں گے۔ اگر اپوزیشن نے تمام ممبران فوراً مستعفی ہو جائیں تو کھیل ختم ہو جائے گا اور سول نافرمانی کی نوبت نہیں آئے گی۔ جماعت اسلامی کی مجلس عاملہ نے بعد میں قاضی صاحب کے سینٹ سے مستعفی ہونے کی منظوری دے دی۔

ترکی کے وزیر اعظم کا دورہ

ترکی کے وزیر اعظم نجم الدین اربکان جب 12 اگست کو پاکستان کے دو روزہ سرکاری دورہ پر اسلام آباد پہنچے تو اُن کا پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اربکان نے کہا کہ ترکی مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی حمایت کرتا ہے۔ وزیر اعظم بے نظیر نے اربکان سے کہا کہ وہ پاکستان کی مذہبی جماعتوں کو قومی دھارے میں شامل ہونے کا مشورہ دیں اور اُنہیں حکومت کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ کریں۔

16 اگست کو کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ میں نے سینٹ سے استعفیٰ دے کر پہل کر دی ہے۔ مسلم لیگ اور دوسری جماعتیں بھی مستعفی ہو کر میدان میں آ جائیں۔ پارلیمنٹ کے اندر سے کسی چیز کی توقع نہیں۔ صدر حکومت کو برطرف کر دیں ورنہ اُنہیں خود بھی جانا ہو گا۔ کسی معین قریشی کو مسلط نہیں ہونے دیں گے۔ بعد میں لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں قاضی صاحب نے کہا کہ اگر میرا دامن صاف نہ ہوتا تو میں کرپٹ افراد کے خلاف زبان کھولنے کی جرات نہ کرتا۔ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ارکان نے

قومی بنکوں کے دو سو ارب روپے کے قرضے ہڑپ کر لیے ہیں۔ این۔ ڈی۔ خاں کا بیٹا اُن کی وزارت میں ایک لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازم ہے۔

16 اگست کو لاہور میں پنجاب مسلم لیگ کی جنرل کونسل سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک کو بچانے کے لیے میں نے سر پر کفن باندھ لیا ہے۔ مجھے کشکول توڑنے کی سزا دی گئی۔ ہم اقتدار میں آکر تیس دن میں خلفائے راشدین کا نظام نافذ کر دیں گے۔ نائب قاصد سے صدر تک سب کا احتساب ہو گا۔ ایسا نظام عدل لائیں گے کہ لوگ حکمرانوں سے پوچھ سکیں کہ قمیص کا کپڑا کہاں سے آیا۔ ناجائز جائیدادیں بحق سرکار ضبط کر لی جائیں گی۔ ظالم بہت جلد کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔

بے نظیر نے نواز شریف سے دریافت کیا کہ انہوں نے ضیاء الحق کے اور اپنے پہلے دور میں خلافت راشدہ کا نظام کیوں نافذ نہیں کیا۔ وہ بنیاد پرستوں کو خوش کرنے کے لیے یہ نعرہ لگا رہے ہیں۔ اسمبلی کے خلاف سازش کی جا رہی ہے لیکن مجھے کرسی کی پروا نہیں۔ حکومت کی تبدیلی محض ایک خواب ہے۔ اپوزیشن تین سال سے اسمبلیوں سے مستعفی ہونے کی بات کر رہی ہے۔ انہیں استعفے دینے ہیں تو ابھی دے دیں۔ ہمیں موقع ملے گا کہ ضمنی انتخابات کرا کے پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت حاصل کر لیں۔ اپوزیشن وہ حربے استعمال نہ کرے جو میں کر چکی ہوں۔ ایک دھکا اور دو کے نعروں کا وقت گزر گیا۔

مسلم لیگ کا صدارتی انتخاب

17 اگست کو اسلام آباد میں مسلم لیگ کے جنرل کونسل کے اجلاس میں نواز شریف کو دوسری بار تین سال کے لیے بلامقابلہ مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ صدر منتخب ہونے پر نواز شریف نے کہا کہ وی۔ آئی۔ پی کلچر ختم کرایا جائے گا۔ برائیوں کے خاتمے کے لیے انقلابی اقدامات کریں گے۔ "پاکستان بچاؤ تحریک" کا نتیجہ نئے انتخابات کی صورت میں نکلے گا جس میں 90 فیصد نتائج ہمارے حق میں آئیں گے۔ برسر اقتدار آکر 1947ء سے اب تک جائیداد بنانے والوں کا احتساب کریں گے۔ بعد میں کوئٹہ میں ایک جلسہ عام میں نواز شریف نے کہا کہ 25 اگست سے بے نظیر کے خلاف تحریک شروع ہو جائے گی۔ بے نظیر کو ہٹا کر دم لیں گے۔

صدر ضیاء الحق کی برسی

17 اگست کو جنرل ضیاء الحق کی برسی کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کو ہٹانے کے لیے محب وطن جماعتیں میدان میں اُتر چکی ہیں۔ حکومت نے

پوری قوم کو کنگال کر دیا۔ عوام کے منہ سے نوالہ چھین لیا۔ حکومت نے استعفیٰ نہیں دیا۔ تو سول فرمانی کی تحریک چلا کر اُس سے چھین لیا جائے گا۔ وزیراعظم ہاؤس کی طرف مارچ کریں گے۔ قاضی حسین احمد اور سمیع الحق کو ساتھ رکھیں گے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ مسلم لیگ اور جماعت اسلامی میں کوئی اختلاف نہیں۔ سمیع الحق نے کہا کہ عالم اسلام کو ضیاء الحق جیسے قائدین کی ضرورت ہے۔ اعجاز الحق نے کہا کہ اب بے نظیر کے جانے کا وقت قریب آگیا ہے۔

سرے محل کی خرید

21 اگست کو نواز شریف نے برطانیہ میں سرے کے مقام پر 335 ایکڑ پر مشتمل وسیع و عریض محل کی خریداری کے دستاویزی ثبوت قومی اسمبلی میں پیش کر دیئے۔ بے نظیر اور آصف زرداری نے اسے اپنے دوست جاوید پاشا کے توسط سے 25 لاکھ اسٹرلنگ پونڈ میں خریدا ہے۔ محل کی آرائش کے لیے قیمتی سامان اور نوادرات بلاول ہاؤس سے پال نامی پُراسرار شخص کو بھیجے گئے۔ جائیداد کی خریداری کے بارے میں جھوٹ بول کر بے نظیر نے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ انہیں نااہل قرار دے کر اُن کی اسمبلی کی رکنیت ختم کی جائے۔ صدر مملکت پاکستان کی تاریخ کے اس بڑے اسکینڈل میں اپنی خاموشی ترک کریں اور بے نظیر سے استعفیٰ طلب کریں۔

رضا ربانی نے کہا کہ نواز شریف سرے محل کے بارے میں کوئی ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ خود بھی بتائیں کہ لندن میں جس فلیٹ میں اُن کے صاحبزادے رہتے ہیں، وہ کس کی ملکیت ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر نواز شریف، عمران اور اعجاز الحق کے لندن میں گھر ہوسکتے ہیں تو ہمارے کیوں نہیں۔

24 اگست کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کی باری آنے والی ہے۔ عوام تیار رہیں۔ سرکاری ملازمین بھی مارچ کے ساتھ چلیں گے۔ "پاکستان بچاؤ تحریک" نواز شریف کو وزیراعظم بنانے کی تحریک نہیں ہے۔

اپوزیشن کے جلسوں کے اشتہارات ملک کے تمام روزناموں میں 25 اگست کو شائع ہوئے۔ اشتہار کے وسط میں دوسرے قائدین کے ناموں سے اوپر "قائد پاکستان جناب محمد نواز شریف" درج تھا۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری اطلاعات امیر العظیم نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ نواز شریف دولت کے بل پر اپنی لیڈر شپ ابھارنے کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم استعمال کر رہے ہیں اور خود کو قائد کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں؟ آئندہ وہ اس سے گریز کریں۔ آئندہ اشتہارات میں اس کی اصلاح کر لی گئی۔ دونوں اشتہارات کی نقول منسلک ہیں۔

قاضی حسین احمد کا سینٹ سے استعفیٰ

25 اگست کو قاضی صاحب نے سینٹ سے اپنا استعفیٰ سینٹ کے چیئرمین کو اپنے ایک خط کے ساتھ ارسال کر دیا۔ حالات کی اصلاح کے لیے قاضی صاحب نے اپنے خط میں ایک آٹھ نکاتی فارمولا پیش کیا جس کے مطابق موجودہ اسمبلیوں کو توڑ دیا جائے۔ بعد میں ایسے افراد پر مشتمل عبوری حکومت قائم کی جائے جو پہلے خود کو احتساب کے لیے پیش کریں، اپنے اور اپنی اولاد کے اثاثوں کا اعلان کریں، ان کا جواز فراہم کریں اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اپنے اثاثوں میں کوئی اضافہ نہ کرنے کا بھی عہد کریں۔ یہ عبوری حکومت مردم شماری کرائے تاکہ نشستوں کا تعین اور وسائل کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے ہو سکے۔ انتخابی فہرستوں کو درست کیا جائے۔ ایک آزاد اور خود مختار الیکشن قائم کیا جائے اور اس کے ساتھ ایک ایسا مستقل ادارہ بھی تشکیل دیا جائے جو آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت امیدواروں کی جانچ پڑتال کا حق ادا کر سکے۔ مناسب طریقہ انتخاب اختیار کیا جائے، پھر عبوری حکومت آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کر کے اقتدار منتخب، امین وار دیانت دار حکومت کے سپرد کر دے جو خود کو عوام اور عدلیہ کے احتساب سے بالاتر نہ سمجھے۔ اعلیٰ عدالتیں اس پورے عمل کی براہ راست نگرانی کریں۔ بعد میں قاضی صاحب نے کراچی میں کہا کہ جاگیرداروں اور جرنیلوں کے پاس ہمارے مسائل کا حل نہیں۔ صدر لغاری کو اپنی مرضی نہیں بلکہ ملکی مفاد بے میں بے نظیر حکومت کو برطرف کرنا ہوگا۔ چیئرمین کے نام خط کا مقصد یہ تھا کہ قاضی صاحب عوام کو اپنے فارمولے سے آگاہ کر سکیں کیونکہ ان آٹھ نکاتی مطالبات کی منظوری کا تو کوئی حق چیئرمین کو حاصل نہیں تھا۔ 26 اگست کو نواز شریف نے ان تجاویز سے اپنے اختلافات کا اظہار کر دیا اور کہا کہ عبوری حکومت کو قانون سازی کا کوئی اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ اُس کا کام نوے دن کے اندر انتخابات کرانا ہے۔ اس سے زائد کوئی مینڈیٹ ہمیں قبول نہیں۔ جماعت اسلامی کی قیادت خواہ کوئی بیان بھی دے، ہمیں اُس کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ ہمارے قومی مفاد میں اور ملک بچانے کے لیے بے نظیر کو ہٹانا ہماری اولین ترجیح ہے۔ نواز شریف نے عمران خان کو تحریک میں شمولیت کی دعوت دی۔ رانی پور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت جلد ہی دھڑام سے گرنے والی ہے۔ حکمرانوں کو مسلم لیگی سیلاب بہا کر لے جائے گا۔ اُن کا حشر فرعون جیسا ہوگا۔ اس موقع پر پیر آف رانی پور نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔

قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف مجھے اور میں نواز شریف کو قائد نہیں مانتا۔ "بے نظیر ہٹاؤ" کے ایک نکتے پر اتفاق ہے۔ اس کے بعد ہمارا راستہ الگ اور اُن کا راستہ الگ ہے۔

"پاکستان بچاؤ تحریک" کی ریلیوں میں خود میں شریک نہیں ہو رہا ہوں لیکن اُن میں جماعت کی نمائندگی ہوتی ہے۔ نواز شریف نے قاضی صاحب کے بیان پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اپوزیشن کا جلسہ عام

25 اگست کو اپوزیشن کا پہلا احتجاجی جلسہ پشاور میں منعقد ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پاکستان کو بچانے کے لیے بے نظیر کو بھگانا ہوگا۔ لاکھوں پٹھان ایک ایک پتھر بھی ماریں تو پیپلز پارٹی دوبارہ اقتدار میں نہیں آسکے گی۔ جلسے سے اجمل خٹک، پیر زکوڑی، قاضی خالد اور غفور احمد نے بھی خطاب کیا اور سرحد مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کے 28 ارکان اسمبلی نے اپنے استعفے نواز شریف کے سپرد کر کے اُنہیں جب چاہیں پیش کرنے کا اختیار دے دیا۔

28 اگست کو کراچی میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام نے تبدیلی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اسلام آباد جائیں گے تو فیصلہ کئے بغیر واپس نہیں آئیں گے۔ ہم سرے محل کی ویڈیو فلم عوام کو دکھائیں گے۔ حکمرانوں کی کشتی ڈوب رہی ہے۔ اسے کوئی بچا نہیں سکتا۔ مسلم لیگی کارکن نعرے لگاتے رہے "پاکستان کو بچانا ہے، نواز شریف کو لانا ہے۔" نصیر بابر نے کہا کہ ہم پُرامن ریلیوں میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ اپوزیشن سول نافرمانی کی تحریک نہیں چلا سکتی۔

29 اگست کو قاضی صاحب نے پشاور میں نے کہا کہ چاروں صوبوں کے لاکھوں افراد اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے اور حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیں گے۔ کرپٹ حکمرانوں کو فرار ہونے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

بے نظیر نے کہا کہ سازشی عناصر کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ حکومت کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں لیکن عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمارے نزدیک سیاست عبادت ہے۔ علماء کی پگڑی اچھالنے والے آج اُنہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب اپنا دامن دیکھ کر ہمارے اوپر الزام لگائیں۔ 29 اگست کو چکوال میں ارکان اسمبلی سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مجھے دھمکیوں کی پروا نہیں، حکومت ہر حال میں اپنی مدت پوری کرے گی۔ عوام خود حکومت کی حفاظت کریں گے۔ ہم قرضے ہڑپ کرنے والوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ 1996ء بلدیاتی انتخابات کا سال ہے۔

جو نچے ہیں سنگ سمیٹ لو کہ وطن تمہارا تو لٹ چکا

کرپٹ اور بدعنوان حکمرانوں پر

عوام کی فیصلہ کن یلغار

پشاور میں 25 اگست 1996ء بروز اتوار پہلا احتجاجی جلوس





قائد پاکستان جناب **محمد نواز شریف**

● جناب قاضی حسین احمد ● جناب اجمل خٹک ● جناب پروفیسر ساجد میر ● جناب صاحبزادہ فضل کریم ● جناب ساجد نقوی ● جناب مولانا شاہ احمد نورانی ● جناب میر عبدالجبار ● جناب اجمل دہلوی ● جناب مولانا سمیع الحق ● جناب ظفراللہ خان جمالی ● جناب حاصل بزنجو ● جناب معراج محمد خان ● جناب ممتاز علی بھٹو ● پیر صاحب زکوڑی شریف ● جناب صاحبزادہ عارف رضا ہبڑی۔

عوام کے انقلابی کارواں کی قیادت کریں گے اور اسلام کی سربلندی، ملک کی سلامتی، جمہوریت کی بقا، عوام کی خوشحالی، انصاف وانسانی حقوق کے حصول اور تباہ شدہ معیشت کی بحالی کیلئے ان تمام قائدین اور ان کی جماعت نے ایک ساتھ آگے بڑھنے کا عزم کرلیا ہے

پروگرام

تاریخ	شہر	مقام اجتماع	وقت روانگی	دن
25 اگست 1996ء	پشاور	جناح پارک	10 بجے صبح	اتوار
28 اگست 1996ء	کراچی	ایمپریس مارکیٹ	2 بجے بعد از دوپہر	بدھ
3 ستمبر 1996ء	کوئٹہ	شاہراہ جناح	3 بجے سہ پہر	منگل
5 ستمبر 1996ء	لاہور	نیلا گنبد	بعد نماز ظہر	جمعرات

پاکستان بچاؤ تحریک

میٹ دی پریس سے خطاب

30 اگست کو مردان میں "میٹ دی پریس" پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ پارلیمنٹ گندگی کا ڈھیر ہے۔ گندگی کے مکمل خاتمے کے بغیر میں وہاں دوبارہ نہیں جاؤں گا۔ ہم موجودہ حکومت کے خاتمے کے بعد عبوری حکومت اور احتساب کے بارے میں اپنا ایجنڈا رکھتے ہیں۔ اس میں جو ہمارا ساتھ نہیں دیتا' اُس کا راستہ الگ اور ہمارا راستہ الگ ہے۔ کرپشن نے ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ صدر ہمت سے کام لے کر حکومت کو چلتا کردیں۔ عوامی تحریک اور صالح قیادت ہی ملک کو بچا سکتی ہے۔ بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے ہم ہر ایک سے تعاون کریں گے۔

31 اگست کو قاضی صاحب نے عوام کے نام اپنے کھلے خط میں سینٹ سے مستعفی ہونے اور حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اپنی غیر آئینی جمہوری روش کے باعث بے نظیر حکومت حکمرانی کا حق کھو چکی ہے۔ عوام پارلیمنٹ سے مایوس ہو چکے ہیں۔

31 اگست کو چکلالہ ایئربیس پر وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ 1988ء میں اقتدار میں آکر میں نے امریکہ سے پچاس ایف 16 طیارے خریدنے کا سودا کیا تھا لیکن 1990ء میں ہماری حکومت رخصت کردی گئی۔ جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑا۔ ہم جوہری پروگرام کی قیمت پر ایف 16 طیارے قبول نہیں کریں گے۔ براؤن ترمیم کے تحت پاکستان کو 370 ملین ڈالر کا فوجی سامان فراہم کیا جائے گا۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا کمیشن کھانے کے معاملہ کی وجہ سے میراج 2000 طیاروں کی خریداری متاثر ہوگئی ہے' بے نظیر نے کہا کہ یہ سودا بہت چھان پھٹک کے بعد ہوا تھا۔ ویسے تو یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ دفاعی سامان کی خریداری کے سودوں میں کمیشن کوئی نہ کوئی تو ضرور وصول کرتا ہے' اس لیے میں چاہتی ہوں کہ یہاں بھی امریکی نظام اپنایا جائے جس میں دفاعی سودوں میں اوپن کنسلٹنٹس (Open Consultants) ہوتے ہیں اور سب کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس نے کتنا کمیشن وصول کیا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم مٹھی بھر عوام کو قوم کے مستقبل سے نہیں کھیلنے دیں گے۔

صوبہ سندھ

اگست کا آغاز کراچی میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو کارکنوں کی پولیس مقابلہ میں ہلاکت سے ہوا۔ پولیس کے مطابق کلاکوٹ میں ہلاک کارکن مقبول دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث تھا۔ 14 اگست تک ایم۔ کیو۔ ایم کے 8 افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک کیے گئے اور 110 کو

حراست میں لیا گیا۔ 5 اگست کو مڈنائٹ آپریشن میں دولہا سمیت 35 افراد گرفتار کر لیے گئے جن میں ایم۔ کیو۔ ایم کے اسمٰعیل اور یعقوب کالیا بھی شامل ہیں جو پولیس کو متعدد وارداتوں میں مطلوب تھے۔ 7 اگست کو شاداب اور بابو ڈکیٹ ہلاک ہوگئے جن کی پولیس کو تلاش تھی۔ 10 اگست کو پولیس نے حقیقی کے دو دفاتر کی تلاشی لینے کے بعد انہیں سیل کر دیا۔ کوئی قابل اعتراض مواد نہیں ملا۔ 11 اگست کو پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا سرگرم کارکن شہباز کوبرا مارا گیا۔ پولیس نے بتایا کہ وہ بھارت سے تربیت لے کر آیا تھا۔ 12 اگست کو پولیس مقابلہ میں تین افراد ہلاک ہوگئے۔ 13 اگست کی رات کو پولیس نے چھاپے مار کر ایم۔ کیو۔ ایم کے درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ مہاجر نوجوانوں کا قتل عام یوم آزادی پر مہاجروں کے لیے حکومت کا تحفہ ہے۔ اشتیاق اظہر کو صلاح مشورہ کے لیے لندن طلب کر لیا۔ نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ ہم کراچی میں عوام پر زیادتیاں کرنے والوں اور گولیاں برسانے والے پولیس اہلکاروں کا احتساب کریں گے۔ محترمہ نے کراچی کو تباہ' سندھ کو برباد اور پاکستان کو ویران کر رکھا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی کا قلع قمع کیا جا چکا ہے۔ رینجرز وہاں مستقل طور پر رہیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ دہشت گرد مہاجر نہیں بلکہ نصیر بابر ہیں۔ کوئی مائی کا لعل مہاجروں کو دہشت گرد قرار نہیں دے سکتا۔ 7 اگست کو حیدر آباد میں عوامی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے مطالبہ کیا کہ محصورین پاکستان کو فوری طور پر وطن واپس لایا جائے۔ اس موقع پر اداکار محمد علی نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ حکومت پاکستان کے ترجمان نے کہا کہ بہاریوں کو پاکستان میں نہیں لایا جائے گا۔

سپاہ صحابہ ریلی پر فائرنگ

14 اگست کو سپاہ صحابہ پاکستان کی ریلی مزار قائد پر حاضری دینے کے لیے مارٹن روڈ سے گزر رہی تھی کہ دو کاروں میں سوار دس دہشت گردوں نے دو اطراف سے اچانک ایک کھلی پک اپ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے 13 افراد ہلاک اور 15 شدید زخمی ہوگئے۔ صوبائی حکومت نے ملزمان کی گرفتاری کے لیے 20 لاکھ روپے انعام کا اعلان کر دیا لیکن یہ حکومت کی نااہلی تھی کہ اُس نے ریلی کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں کیا جو اجازت لے کر نکالی گئی تھی۔

16 تا 31 اگست ایم۔ کیو۔ ایم۔ کے 6 افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک اور 273 گرفتار کر لیے گئے۔ 17 اگست کو گلشن اقبال میں چھاپہ مار کر دولہا سمیت 13 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ فاروق دادا کے ایک ساتھی اور دو سیکٹر انچارج بھی پکڑے گئے۔ 21 اگست کو پولیس نے آدھی رات کے وقت نارتھ کراچی میں ایک مکان پر چھاپہ مار کر چار سال سے روپوش سندھ اسمبلی کے سابق رکن اُسامہ قادری کو گرفتار کر کے کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا۔ اُن سے اسلحہ بھی

برآمد ہوا۔ الطاف حسین نے کہا کہ حراست کے دوران اُسامہ قادری پر تشدد کیا جا رہا ہے، لیکن پولیس نے اُسامہ قادری کو گلبرگ تھانہ میں صحافیوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اُسامہ نے صحافیوں سے کہا کہ تشدد سے متعلق الطاف حسین کا بیان خدشات پر مبنی ہے۔ میری والدہ روزانہ مجھ سے ملاقات کرتی ہیں۔ اُسامہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی تھی اور اُن کی ایک انگلی مڑی ہوئی تھی۔ 25 اگست کو ڈمڈائٹ آپریشن میں ایک سیکٹر انچارج فاروق دادا اور طارق چمبر کے ساتھی سمیت 105 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 31 اگست کو آصف چکلا کے ساتھی سمیت گیارہ افراد گرفتار کیے گئے۔

بلدیاتی انتخابات

وزیراعظم بے نظیر نے اعلان کیا کہ بلدیاتی انتخابات دسمبر میں ہوں گے۔ متحدہ اپوزیشن نے ان انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت کی نگرانی میں کوئی انتخابات منصفانہ نہیں ہو سکتے۔

مذاکراتی ٹیم کے سربراہ اجمل دہلوی نے کہا کہ مذاکرات اور مفاہمت کا مرحلہ ختم ہوگیا۔ پاکستان کو بچانے کے لیے موجودہ حکومت کو ہٹانا ضروری ہے۔ اب صرف حکومت کے خاتمے، نگران حکومت کے قیام اور آزادانہ انتخابات کے لیے بات ہو سکتی ہے۔

نواز شریف نے کہ بے نظیر نے کراچی کی رونقیں برباد کیں۔ ہزاروں گھر تباہ کر دیئے۔ ہزاروں ماؤں کی گودیں اجاڑ دیں۔ ہزاروں بچوں کو یتیم بنا دیا۔ ہم کراچی اور سندھ کو آباد کریں گے۔ اُن کی رونقیں بحال کریں گے۔ لٹیرے حکمرانوں سے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب لیں گے۔ کراچی والوں کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، پوری قوم اُن کے ساتھ ہے اور خود کراچی بھی جاگ اُٹھا ہے۔

مسئلہ کشمیر

17 اگست کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے کشمیر کے مسئلہ کو اپنے ایجنڈے سے خارج کر دیا کیونکہ اس معاملہ پر سلامتی کونسل میں گزشتہ پانچ برسوں میں سرے سے کوئی بحث ہی نہیں ہوئی۔ پاکستانی مشن کئی دنوں تک اخراج کی اس کارروائی سے بے خبر رہا۔ بعد میں مشن نے سلامتی کونسل کے صدر کو اس پر ایک احتجاجی مراسلہ ارسال کیا۔ 25 اگست کو پاکستان اور عرب ممالک کے مطالبہ پر سلامتی کونسل کے ورکنگ گروپ نے کشمیر اور فلسطین کے مسائل کو سلامتی کونسل کیے ایجنڈے میں شامل کرنے پر اتفاق کر لیا۔

یکم ستمبر 96ء کو نواز شریف نے مسلم لیگ ہاؤس میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چودہ جماعتوں کے ہمراہ بے نظیر کو ہٹا کر ملک کو بچائیں گے۔ "پاکستان بچاؤ تحریک" ہی سول نافرمانی کی تحریک ہے۔ انتخابات اسی سال ہوں گے اور ہم دو تہائی اکثریت سے جیتیں گے۔ 3 ستمبر کو کوئٹہ میں ایک بڑی ریلی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکمران ٹولہ صرف چند دنوں کا مہمان ہے۔ ہم انہیں اسلام آباد سے باہر پھینک دیں گے۔ بے نظیر نے ملک کو تباہ کر دیا۔ قومی دولت لوٹنے والوں کو ہم چوراہوں پر پھانسی دیں گے۔ مہنگائی، بے روزگاری اور بے حیائی پھیلانے والی حکومت کو ہٹانے میں حصہ لینا جہاد ہے۔ ریلی میں شریک کارکنان نے بے نظیر کے پتلے پر جسے کالے کپڑے پہنائے گئے تھے اور گلے میں کشکول تھا، ڈنڈوں کی بارش کی۔ بے نظیر بھٹو نے کراچی میں کہا کہ صدر، عدلیہ اور فوج سے میرے مثالی تعلقات ہیں۔ اس عوامی دور میں کسی جرنیل کی مرضی نہیں چلے گی۔ میری حکومت نہیں جا رہی، کوئی معین قریشی نہیں آئے گا۔ میں ہر حال میں سیاسی میدان میں رہوں گی۔ نواز شریف میرے دوست اور بھائی ہیں۔ وزارت عظمیٰ میرے پاس رہے گی یا اُن کے پاس رہے گی۔ قاضی صاحب منافقت کی سیاست چھوڑ دیں۔ ہم دونوں کی چھٹی کرا کے اُس کے اقتدار میں آنے کا خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔

قاضی صاحب پر الزامات

یکم ستمبر کو نصیر بابر نے پھر قاضی صاحب کے بھائی پر ایک پلازہ تعمیر کرنے، اُس کی دکانیں پگڑی پر دینے اور جائیداد ٹیکس ادا نہ کرنے کے الزامات لگائے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ بے نظیر نے ریٹائرڈ بوڑھے جرنیل نصیر بابر کو عمر کے آخری حصے میں دوسروں پر گندگی اچھالنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا ہے۔ پیپلز پارٹی سرے سے پاؤں تک غلاظت اور گندگی میں دھنسی ہوئی ہے۔ اُسے ملک میں کوئی ایماندار نظر نہیں آتا۔ میں امین ہوں اور ضمیر کی آواز میرا سرمایہ ہے۔ میرے بھائی نے اگر کوئی بے قاعدگی کی ہے تو وزیر داخلہ عدالت میں کیوں نہیں جاتے۔ میری جائیداد کی تفصیل ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی جائیداد اور ثابت ہو جائے تو سزا بھگتنے کو تیار ہوں۔ قاضی صاحب کے بھائی قاضی عطاء الرحمٰن نے کہا کہ وزیر داخلہ نے جھوٹ بولا ہے۔ میرے بھائی پر کیچڑ اچھالنے کے لیے مجھے نشانہ بنایا گیا۔ قاضی حسین احمد بطور ممبر پارلیمنٹ اپنے جائیداد اور واجبات کا گوشوارہ چیف الیکشن کمشنر کے پاس جمع کرا چکے ہیں جبکہ جملہ 787 ممبران میں سے 563 ممبران نے جن میں قومی اسمبلی کے اسپیکر، مرکزی اور صوبائی وزراء بھی شامل ہیں یہ گوشوارے جمع نہیں کرائے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا بیان

یکم ستمبر کو ممتاز ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر قدیر نے کہا کہ کہوٹہ لیبارٹری میں ہم مسلح افواج کے لیے جدید ترین سسٹم تیار کر رہے ہیں۔ سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی (جوہری ہتھیاروں کی آزمائش پر پابندی کا جامع منصوبہ) پر دستخط کرنے سے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت متاثر نہیں ہوگی۔

امریکی سفیر نے امریکن سینٹر میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی پر دستخط کر دے تو اُس کے لیے اقتصادی ترقی اور خوشحالی کے دو دروازے کھل سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب منیر اکرم نے کہا کہ ہم اس معاہدہ پر دستخط اُسی وقت کریں گے۔ جب بھارت بھی کر دے گا۔ صدر لغاری نے کہا کہ بھارت 120 ایٹم بم بنا سکتا ہے تو پاکستان بھی ایٹمی صلاحیت رکھتا ہے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہمارا ایٹمی پروگرام پُرامن ہے۔

یوسف ہارون اور معین قریشی کی آمد

بزرگ سیاست دان یوسف ہارون نے امریکہ سے پاکستان پہنچ کر سیاست دانوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سابق نگران وزیراعظم معین قریشی بھی کراچی پہنچ گئے۔ عام طور پر ایسے حضرات کی آمد کو کسی تبدیلی کا پیش خیمہ قرار دیا جاتا رہا ہے۔ معین قریشی نے بلاول ہاؤس کراچی میں بے نظیر سے ملاقات کر کے مختلف اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ معین قریشی نے اسلام آباد میں کہا کہ حکومت کی میعاد مکمل کرنے کا انحصار عوام پر ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت میں تبدیلی کی افواہیں بالکل بے بنیاد ہیں۔ ہم اپنی مدت پوری کریں گے۔ اقتدار میں آنے کے چور دروازے بند کیے جا چکے ہیں۔ ہر طرف امن و امان ہے۔ کوئی تحریک یا دھرنا حکومت کو نہیں ہٹا سکتا۔ عوام کی مرضی سے اقتدار میں آئے ہیں، اُن کی مرضی ہی سے جائیں گے۔ نواز شریف کسی دباؤ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دے کر انہوں نے غلطی کی تھی۔ ہم ایسی غلطی نہیں دہرائیں گے۔ میں اپوزیشن کے ساتھ بامقصد مذاکرات کے لیے تیار ہوں۔

زرداری کے بارے میں انکشاف

یکم ستمبر کو آل انڈیا ریڈیو نے بتایا کہ آصف زرداری کی وفاقی کابینہ میں شمولیت آرمی چیف جہانگیر کرامت کی خفگی کا باعث ہوئی۔ کابینہ کی وفاقی اُمور سے متعلق کمیٹی کے اجلاس میں جہانگیر کرامت نے زرداری کی شمولیت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کابینہ کے رکن نہیں ہیں، اس لیے زرداری کو اجلاس سے اُٹھ کر جانا پڑ گیا۔ اس کے بعد وزیراعظم نے

زرداری کو وفاقی وزیر بنا کر کابینہ کا رکن بنا لیا تاکہ وہ بلا روک ٹوک تمام اجلاسوں میں شرکت کر سکیں۔ ریڈیو نے کہا کہ ہتھیاروں کی خریداری میں زرداری اربوں ڈالرز سے کھیل چکے ہیں۔

مسلم لیگ کے سیکریٹری اطلاعات بنیامین رضوی نے لندن میں سرے محل کے گیٹ پر ایک گھنٹے تک دھرنا دیا۔ بنیامین نے کہا کہ سرے محل کی ایک ایک اینٹ قومی خزانے کو لوٹ کر خریدی گئی ہے۔ وہاں موجود درجنوں افراد نے بے نظیر کے خلاف اور نواز شریف کے حق میں نعرے لگائے۔

اٹک میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے عمران خاں نے کہا کہ زرداری نے لندن میں 20 کروڑ کی جائیداد خریدی ہے، جس کے دستاویزی ثبوت میرے پاس موجود ہیں۔ عوام بھوک اور مہنگائی سے مر رہے ہیں اور زرداری لندن میں محل خرید رہے ہیں۔

"سنڈے ایکسپریس" لندن نے بھی انکشاف کیا کہ آصف زرداری نے لندن کے مہنگے ترین علاقے میں دو لگزری فلیٹ خریدے ہیں۔ ایک فلیٹ میں حاکم علی زرداری اپنی اہلیہ کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ اس علاقے میں چھوٹے فلیٹ کی قیمت بھی پانچ لاکھ پاؤنڈ سے کم نہیں۔

زرداری نے کہا کہ ہمارے خلاف مہم کا مقصد ہمیں تنگ کرنا ہے۔ اگر امریکہ، برطانیہ یا فرانس میں ہماری جائیدادیں ہوتیں تو کیا ہم صرف ایک ہفتہ وہاں قیام کرتے۔ دنیا بھر کے لوگ تو پاکستان میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں تو پھر ہم سرمایہ ملک سے باہر کیوں منتقل کرنے لگے۔ جیل میں مجھے عبادت کرنے کا موقع ملا ہے۔ بچے سیاست میں آنا چاہیں گے تو اُنہیں منع نہیں کروں گا۔

این۔ڈی۔خاں کی شہریت

2 ستمبر کو ڈپٹی اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب نے قومی اسمبلی میں کہا کہ وزیر قانون این۔ ڈی۔ خاں نے پاکستان آ کر ابھی تک شہری بننے کی درخواست نہیں دی ہے۔ اُنہیں فوری طور پر ملک بدر کر کے بھارت دھکیل دیا جائے۔ اسپیکر نے کہا کہ کوئی غیر پاکستانی الیکشن نہیں لڑ سکتا۔ این۔ ڈی۔ خاں تو کئی بار پاکستان میں الیکشن لڑ چکے ہیں۔

بابا تنکہ کے ہاں حاضری

5 ستمبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب شیرپاؤ، وفاقی وزیر محمد افضل خاں اور مس ناہید کے ہمراہ مانسہرہ میں بابا تنکہ کے ہاں حاضری دی۔ وہ سفید رنگ کے لباس میں ملبوس

تھیں اور ایک بڑی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ہاتھ میں تسبیح تھی۔ وہ زائرین کے لیے بنائی گئی جگہ پر بیٹھ گئیں اور بابا سے دعا کرانے کے بعد ہیلی کاپٹر کی طرف چل دیں۔ بے نظیر کو احساس ہوگیا تھا کہ اُن کے اقتدار کی کشتی بھنور میں پھنس چکی ہے۔ اُس کو بچانے کے لیے اب وہ تنکوں کا سہارا لینا چاہتی ہیں۔

نادہندگان کی فہرست

وزیر داخلہ نے قومی اسمبلی میں قرض نادہندگان کی ایک فہرست پیش کر دی۔ اس کے مطابق 35 مالیاتی اداروں سے قرضے وصولی جن میں اتفاق فاؤنڈری اور اُس کے ڈائریکٹران سرفہرست ہیں۔ شجاعت برادران دوسرے نمبر پر ہیں۔ فہرست میں جتوئی، خالد کھرل، طارق رحیم، امین فہیم اور گوہر ایوب کے نام بھی شامل ہیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ شریف فیملی نادہندہ اور چور ہے۔ اُس نے قوم کو لوٹا۔ اتفاق فاؤنڈری کے علاوہ اپنے دوسرے اداروں کے لیے چار ارب 59 کروڑ روپے کے قرضے حاصل کیے۔ ہم نادہندگان سے بلاامتیاز قرضے وصول کریں گے۔ اگر نواز شریف نے لوٹی ہوئی دولت واپس نہیں کی تو میں اُن کا پیٹ چاک کر کے یہ رقم نکلوا لوں گا۔ سول نافرمانی کرنے والوں کو اپنی زندگی جیل میں گزارنا پڑے گی۔ ہم دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوں گے۔

گورنر اسٹیٹ بنک ڈاکٹر محمد یعقوب نے کہا کہ پانچ سو خاندان ستر فیصد قرضوں کے نادہندہ ہیں۔ آئین اور قانون میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ نادہندگان کے خلاف مقدمات کا تیزی سے فیصلہ ہو سکے اور انہیں سزا مل سکے۔ مرتضٰی بھٹو نے کہا کہ حکمران طبقہ کا محاسبہ بھی ضروری ہے۔

نواز شریف نے قومی اسمبلی میں کہا کہ اعلیٰ ججوں پر مشتمل ایک احتسابی کمیشن مقرر کر کے اُسے یہ اختیار دیا جائے کہ وہ نادہندگان اور خیانت کرنے والوں پر سیاست میں حصہ لینے پر پابندی لگا دے۔ بے نظیر بتائیں کہ انہوں نے 15 کروڑ کا سرے محل کہاں سے خریدا۔ آصف زرداری نے ایک دن میں 30 کروڑ برطانیہ بھیجے۔ سیکرٹ فنڈ سے بے نظیر نے دو کروڑ اور نصیر بابر نے سات کروڑ روپے لیے۔ ملک کو دیوالیہ بنانے والوں کا یوم حساب قریب ہے۔ بے نظیر کو اقتدار میں لانے والی قوتوں نے بھی اُن کے سر سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے۔ اُن کی حکومت کے خاتمہ کی تیاریاں مکمل ہوگئی ہیں۔

آئی۔ ایم۔ ایف نے 600 ملین ڈالر کی قسط روک لی۔ غیر ملکی بنکوں نے حکومت پاکستان سے لین دین روک دیا۔ ملکی معیشت کو تباہی سے بچانے کے لیے صدر لغاری نے آئین کے آرٹیکل 235 کے تحت مالیاتی ایمرجنسی نافذ کرنے کے لیے صلاح مشورے شروع کر دیے،

لیکن بے نظیر نے کہا کہ مالیاتی ایمر جنسی کے نفاذ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

قیمتوں میں اضافے

5 ستمبر کو ریلوے کے کرایوں میں مزید دس فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ بجٹ کے بعد سے اب تک 25 فیصد اضافہ کیا جا چکا ہے۔ پٹرول، ڈیزل، مٹی کے تیل، شکر اور گھی کی قیمتوں میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ حکومت نے روپے کی قیمت میں بھی مزید ساڑھے تین فیصد کمی کا اعلان کر دیا اور کہا کہ یہ قوم کے مفاد میں ہے۔ اس سے برآمدات میں اضافہ ہوگا۔ سٹہ بازی کی حوصلہ شکنی ہوگی اور سمندر پار پاکستانیوں کی رقوم کی آمد شروع ہو جائے گی۔ پورے ملک اور بالخصوص تاجر برادری اور صنعت کاروں نے ان اقدامات کے خلاف احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ یہ اضافے اور سیلز ٹیکس واپس لیا جائے جس پر اقتصادی اُمور کے مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے کہا کہ سیلز ٹیکس واپس نہیں لیا جائے گا۔ ایسا کرنا آئی۔ ایم۔ ایف کے ساتھ جو سمجھوتہ کیا گیا ہے، اُس کی خلاف ورزی ہوگی۔ نمائندہ تنظیموں نے کہا کہ اس شخص نے ملکی معیشت کا ستیاناس کر دیا، ہم اُسے تسلیم نہیں کرتے۔

کالاباغ ڈیم

6 ستمبر کو صدر لغاری نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے صوبہ سندھ کا پانی کم نہیں ہوگا۔ اس بارے میں جلد ہی چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ سے ملاقاتیں کر کے انہیں ڈیم بنانے کی طرف مائل کروں گا۔ لیکن صدر کے اس اظہار خیال کے بعد وفاقی حکومت نے کالاباغ ڈیم کے منصوبہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور کہا کہ کالاباغ ڈیم کے بجائے چاروں صوبوں میں چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں گے۔ وفاقی حکومت کا یہ بیان صدر کی سبکی کا سبب بنا۔

صدر لغاری کا انٹرویو

7 ستمبر کو ایک ہفت روزہ کو انٹرویو دیتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ کرپشن سے نجات کے لیے ایک انقلابی پروگرام کی ضرورت ہے۔ میں آرڈیننس کے ذریعے قانون سازی کا مخالف ہوں۔ اپوزیشن کو آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے۔ حکومت اور اپوزیشن مل کر مڈٹرم الیکشن کے مطالبہ کا جائزہ لیں۔ اگر میں نے ضروری سمجھا تو حکومت کو برطرف کر دوں گا۔

صدر لغاری کے اس دوٹوک بیان کے بعد تو بے نظیر کی یہ خوش فہمی ختم ہو جانا چاہیے

تھی کہ صدر ان کے بندے ہیں اور وہ کبھی ان کی حکومت کو برطرف نہیں کریں گے۔ صدر کو یہ آئینی حق حاصل ہے اور وزیراعظم بے نظیر آئین میں ترمیم کرا کے ان کے اس اختیار کو سلب کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ صدر نے بہرحال اپنا یہ عندیہ ظاہر کر دیا کہ حکومت وسط مدتی انتخابات کرانے پر آمادہ ہو جائے ورنہ اسے خود چلتا کر دیں گے۔

8 ستمبر کو قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں میں ان پر معذرت خواہ ہوں۔ میں تمام امور میں نواز شریف کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہوں۔ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ نواز شریف اور بے نظیر اقتدار میں نہ ہوں۔ لیکن ہم طالع آزماؤں کو اقتدار میں نہیں آنے دیں گے۔

لیکن بے نظیر کے اس مصالحانہ رویہ کے جواب میں نواز شریف نے کہا کہ اصل قصور بے نظیر اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔ بے نظیر حکومت کی رخصتی، غیر جانبدار نگران اور حکومت کے قیام اور نئے انتخابات کی تاریخ پر مذاکرات ہو سکتے ہیں۔

8 ستمبر کو ہفت روزہ "ٹائم" کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ میں اقتدار نہیں چھوڑوں گی اور نہ ہی کسی نگران حکومت کو آنے دوں گی۔ عوام میوزیکل چیئر گیم سے عاجز آ چکے ہیں۔ ہمارے اوپر کرپشن کا کوئی الزام ثابت نہیں کیا جا سکا ہے۔ ایسے الزامات لگانا کوئی نئی بات نہیں۔

صدر لغاری کا بیرونی دورہ

10 ستمبر کو صدر لغاری اسلام آباد ایئرپورٹ سے یوگنڈا کے سرکاری دورے پر روانہ ہو گئے۔ خلاف معمول وزیراعظم بے نظیر یا وفاقی کابینہ کا کوئی رکن خدا حافظ کہنے ایئرپورٹ پر موجود نہیں تھا۔ بے نظیر نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا کہ میں مصروفیات کے باعث صدر کو خدا حافظ نہیں کہہ سکی۔ صدر کے ساتھ میرے کوئی اختلاف نہیں ہیں۔ ہمارے درمیان کوئی بے اعتمادی، غلط فہمی یا جھگڑا نہیں۔ بیوروکریٹس ایسی خبریں دیتے ہیں۔ افسر شاہی کو منتخب حکومت کے ساتھ تعاون نہ کرنے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ صدر کے ساتھ میرے اختلافات کی افواہیں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ ملک اقتصادی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ فوج نے جمہوری نظام میں مداخلت کے امکان کو مسترد کر دیا ہے۔ ایرانی انقلاب سے مذہبی انتہا پسندوں کو شہ ملی ہے۔

علامہ یزدانی کا قتل

12 ستمبر کو سپاہ محمد کے سربراہ علامہ حیدر عباس یزدانی کو اسلام آباد میں ان کی رہائش گاہ

میں عصر اور مغرب کے درمیان نامعلوم حملہ آوروں نے گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ ان کی والدہ گولیوں کی آواز سن کر بالائی منزل سے نیچے آئیں تو وہ خون میں لت پت پڑے تھے۔ انہوں نے دوڑ کر قریبی امام بارگاہ میں اطلاع دی لیکن ان کی واپسی تک علامہ کی روح پرواز کر چکی تھی۔ ان کی نماز جنازہ میں شیعہ اور سنی علماء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ علامہ ساجد نقوی نے پڑھائی۔ آغا پویا نے کہا کہ علامہ یزدانی کے قتل میں عراق اور بھارت ملوث ہیں۔

وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ اکتوبر میں حکومت کا نہیں قاضی حسین احمد کا دھڑن تختہ ہو گا۔ وہ ملک میں مارشل لا لگوانے کا خیال اپنے دل سے نکال دیں۔

15 ستمبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ بے نظیر نے پیپلز پارٹی کو مسلم لیگ بنا دیا ہے۔ بے نظیر کا اپنا کوئی ووٹ بینک نہیں۔ وہ اپنے باپ کے خون پر سیاست کر رہی ہیں۔ بھٹو کے قاتلوں کو اپنی حکومت میں وزیر اور گورنر بنا دیا ہے۔ وہ اپنے مفاد کی خاطر بھٹو کی سزائے موت کو بھی ایک تاریخی فیصلہ قرار دے سکتی ہیں۔ ملکی دولت اور عوامی سرمایہ لوٹنے والوں میں سے آج تک کوئی بھی جیل نہیں گیا۔ زرداری دس پرسنٹ سے نوے پرسنٹ بن چکا ہے۔ وزیر اعظم کی سیکرٹری ناہید خاں رشوت کے عوض پارٹی ٹکٹ دیتی ہے۔ ملک میں روٹی مہنگی اور ہیروئن سستی ہو رہی ہے۔ ہم بے نظیر کو بے نقاب کرتے رہیں گے۔

15 ستمبر کو تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے اسلام آباد میں کہا کہ آصف زرداری نے دو کروڑ روپے کی شاپنگ کی۔ لیکن انکم ٹیکس کی مد میں انہوں نے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔ ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس پر سالانہ ایک ارب ستر کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں۔

15 ستمبر کو بے نظیر نے کہا کہ لغاری، اسحٰق خاں نہیں کہ اسمبلی توڑ دیں۔ میرے اور صدر کے درمیان تعلقات میں ہم آہنگی ہے۔ انہوں نے مشکل وقت میں ہمارے ساتھ لاٹھیاں کھائیں اگر وہ اس وقت نہیں بھاگے تو اب وہ ہمارا ساتھ کیوں چھوڑیں گے۔ صدر لغاری سے ایسا اقدام کرنے کی توقع رکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ وہ چور دروازے سے اقتدار میں آنا چاہتے ہیں ہم پروپیگنڈے سے نہیں ڈرتے۔ ہم نے ٹیکس چوروں اور نادہندگان کو پہلی مرتبہ قابو میں کیا ہے۔ انہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ نواز شریف نے مذاکرات کی دعوت قبول نہ کی تو سیاسی عدم استحکام کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ ہمارے جذبہ خیر سگالی کو ہماری کمزوری نہ سمجھا جائے۔ بے نظیر نے مولانا فضل الرحمٰن سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن میرے اور صدر کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ میں صدر کا دل سے احترام کرتی ہوں۔

شہباز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے خود چور دروازے سے اقتدار میں آنے کے لیے

اسمبلی تڑوائی تھی۔ محترمہ اگر مذاکرات کی دعوت دیتی ہیں تو پہلے نگران حکومت کے تحت انتخابات کرانے کا اعلان کریں۔

16 ستمبر کو نواز شریف نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں صدر کلنٹن کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستانی عوام نے بے نظیر کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا مینڈیٹ نہیں دیا ہے۔ حکمران ٹولے کا سرے محل کے علاوہ بیرون ملک جائیداد کی خرید کا ایک مزید سکینڈل سامنے آگیا ہے۔

ہائی کورٹ کا فیصلہ

17 ستمبر کو لاہور میں ہائی کورٹ کی راولپنڈی بنچ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی برسی کے موقع پر محکمہ ڈاک کی طرف بھٹو کا یوم شہادت لکھنا توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آتا۔ علم دین کو لاہور ہائی کورٹ نے پھانسی کی سزا دی لیکن آج بھی انہیں غازی اور شہید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ملک قاسم کی رحلت

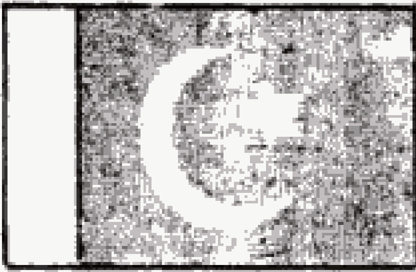
17 ستمبر کو پاکستان مسلم لیگ (قاسم گروپ) کے سربراہ وفاقی انٹی کرپشن کمیٹی کے چیئرمین اور سینٹ میں قائد ایوان ملک محمد قاسم طویل علالت کے بعد لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ وہ پھیپھڑوں کے کینسر میں مبتلا تھے اور حال ہی میں امریکہ سے علاج کرا کے واپس آئے تھے۔

عالمی بینک کے صدر کا دورہ

عالمی بینک کے صدر جیمز ولفنسن پاکستان کے دورہ پر آنے والے تھے۔ لیکن بینک کے نائب صدر شاہد برکی نے اپنی تحریری رپورٹ میں کہا کہ اس وقت پاکستان میں سیاسی عدم استحکام ہے۔ بے نظیر حکومت ڈگمگا رہی ہے اور تباہی کے کنارے پر ہے، ان حالات میں بینک کے صدر کا دورہ پاکستان وزیراعظم بے نظیر کے لیے "جھوٹا اعتماد" ثابت ہوگا۔ 18 ستمبر کو واشنگٹن سے اعلان کیا گیا کہ عالمی بینک کے صدر نے اپنا دورہ پاکستان منسوخ کر دیا ہے۔ عالمی بینک کے صدر کے دورہ کی منسوخی سے یہ یقین پختہ ہوگیا کہ بے نظیر حکومت کے خاتمے کا آخری فیصلہ ہوچکا ہے۔

نااہل اور بدعنوان حکمران ٹولے سے پاکستان کو بچانے کیلئے

عوام کی فیصلہ کُن یلغار



28 اگست کو کراچی میں
لسبیلہ چوک سے
3 بجے سہ پہر



دوسرا احتجاجی جلوس

جس کی قیادت
قائدین پاکستان

- میاں محمد نواز شریف
- قاضی حسین احمد
- محمد اجمل خٹک
- پروفیسر ساجد میر
- صاحبزادہ فضل کریم
- علامہ ساجد نقوی
- مولانا شاہ احمد نورانی
- میر عبدالجبار
- اجمل دھلوی
- مولانا سمیع الحق
- میر ظفر اللہ خان جمالی
- یوسف مستی خان
- معراج محمد خان
- میر ممتاز علی بھٹو
- مولانا معین الدین لکھوی

پیر صاحب زکوڑی شریف اور صاحبزادہ عارف روپڑی کریں گے

... اسلام کی سربلندی، ملک کی سلامتی، جمہوریت کی بقا، عوام کی خوشحالی بے لاگ انصاف کے حصول اور تباہ شدہ معیشت کی بحالی کیلئے اپنے قائدین کے قدم سے قدم ملا کر چلیئے۔ فتح انشاءاللہ آپ کی ہو گی

آئندہ پروگرام کے مطابق

تیسرا احتجاجی جلوس	3 ستمبر کو لیاقت پارک کوئٹہ سے 3 بجے سہ پہر نکالا جائیگا
چوتھا احتجاجی جلوس	5 ستمبر کو نیلا گنبد لاہور سے 3 بجے سہ پہر نکالا جائے گا

پاکستان بچاؤ تحریک

محمد علی سنارا کی گرفتاری

مرتضٰی بھٹو پارٹی کے ایک رہنما محمد علی سنارا کو کراچی میں بم دھماکوں کے الزام میں پولیس نے گرفتار کر کے نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا- گرفتاری کی یہ خبر سن کر مرتضٰی بھٹو ان کی تلاش میں کئی تھانوں اور سی آئی اے سنٹر گئے جہاں پولیس کے مطابق انہوں نے اپنے مسلح ساتھیوں کی مدد سے ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکاروں سے اسلحہ چھینا اور افسران کو دھمکیاں دیں- 19 ستمبر کو ڈی آئی جی کراچی ڈاکٹر شعیب سڈل نے کہا کہ مرتضٰی بھٹو کے خلاف کراچی پولیس سے سرکاری اسلحہ چھیننے، پولیس افسران کو دھمکیاں دینے اور سرکاری ڈیوٹی میں مداخلت کرنے کے الزام میں گارڈن تھانے میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے- تاہم مرتضٰی بھٹو کو فوری طور پر گرفتار نہیں کیا گیا ہے- البتہ ان کی پارٹی کے ایک سو سے زائد کارکن گرفتار کر لیے گئے ہیں-

مرتضٰی بھٹو کی پریس کانفرنس

20 ستمبر کو پیپلز پارٹی (شہید بھٹو) کے چیئرمین میر مرتضٰی بھٹو نے 70 کلفٹن میں ایک ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بم دھماکے حکومت نے خود اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے کرائے ہیں- میری جماعت ایک سیاسی جماعت ہے جو آئین اور قانون کی پابندی پر یقین رکھتی ہے- لیکن میری جماعت کے خلاف آپریشن کیا جا رہا ہے- جس کا مقصد شہر کے امن و امان کو تباہ کرنا ہے- کراچی پولیس محمد علی سنارا کی گرفتاری کا انکار کر رہی ہے جبکہ وزیر داخلہ اس کا اقرار کر رہے ہیں- وزیر داخلہ نصیر بابر اور وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ کراچی میں امن و امان کے نام پر سیکرٹ فنڈ سے کروڑوں روپے کھا رہے ہیں- میں حکومت کے منفی ہتھکنڈوں کے سامنے جھکوں گا نہیں بلکہ حالات کا مقابلہ کروں گا- ہمارے کارکن بھی روپوش نہیں ہوں گے- میں ضمانت قبل از گرفتاری بھی نہیں کراؤں گا- میں گرفتاری دینے کے لیے تیار ہوں- لیکن مجھے زبردستی گرفتار کرنے کی کوشش کی گی تو پھر شدید مزاحمت کروں گا اور نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی- ایک سوال کے جواب میں میر مرتضٰی بھٹو نے کہا کہ میری جماعت اپوزیشن کی تحریک میں شامل نہیں ہوگی- ہم نہیں چاہتے کہ پرانے کرپٹ لوگ اور ضیاء الحق کی باقیات دوبارہ اقتدار میں آ جائیں-

میر مرتضٰی بھٹو کی پولیس فائرنگ سے ہلاکت

20 ستمبر کی شب مرتضٰی بھٹو یوسف گوٹھ سرجانی ٹاؤن میں ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے کہ ان کی رہائش گاہ 70 کلفٹن کے نزدیک پولیس اور دیگر ایجنسیوں

کی بھاری تعداد نے ان کی گاڑی کو گھیر کر روک لیا اور انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ اسی دوران مرتضٰی کے محافظوں اور پولیس میں تلخ کلامی کے بعد فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوگیا جو نصف گھنٹے تک جاری رہا۔ پولیس نے کہا کہ اپنے تحفظ کے لیے ہمیں جوابی کارروائی کرنا پڑی۔ فائرنگ کے نتیجے میں مرتضٰی بھٹو شدید زخمی ہوگئے۔ ان کے سینے میں پانچ گولیاں لگیں اور ایک گولی گلے کے پار ہوگئی۔ ان کی گاڑی بھی گولیوں سے چھلنی ہوگئی۔ کار کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ زخمی ہونے کے 55 منٹ کے بعد مرتضٰی کو مڈ ایسٹ ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہ تین گھنٹے تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہے۔ اسی دوران آغا خان ہسپتال سے ایک ایمبولینس انہیں لینے کے لیے آئی لیکن انہیں منتقل کرنے کی اجازت نہیں مل سکی۔ غنوئی بھٹو اور بچوں کو ڈیڑھ گھنٹے بعد اطلاع مل سکی۔ وہ ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹر مصنوعی تنفس کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں خون کی بارہ بوتلیں لگائی گئیں لیکن جسم خون قبول نہیں کر رہا تھا۔ ان کی اہلیہ اور بیٹی مرتضٰی کے پاؤں کی مالش کرتی رہیں کمسن فاطمہ بلکتی رہی۔ "میرا خون لے لو، میرے بابا کو بچالو۔" غنوئی بھی آہ و فغاں کرتی رہیں۔ "واپس آجاؤ، میر صاحب واپس آجاؤ۔" گیارہ بج کر چالیس منٹ پر انہیں سرجری کے لیے لایا گیا لیکن آپریشن کے دوران سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے آخری بیٹے میر مرتضٰی بھٹو نے رات بارہ بجے زخموں کی تاب نہ لا کر دم توڑ دیا اور ان کی جان بچانے کی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں۔ دس منٹ کے بعد ان کے انتقال کی تصدیق کر دی گئی۔ ہسپتال کی بالائی منزل پر ان کی بیوی، بیٹی اور دیگر خواتین دھاڑیں مار کر رو رہی تھیں۔

مرتضٰی بھٹو کے علاوہ ان کے قریبی ساتھی عاشق جتوئی سمیت چھ افراد بھی فائرنگ کے نتیجے میں جاں بحق ہوگئے۔ ان کی نعشیں رات گئے تک جائے وقوعہ پر پڑی رہیں۔ تقریباً دس دوسرے افراد بھی خون میں لت پت پڑے زخموں سے کراہ رہے تھے۔ ایک زخمی نے کہا کہ میر صاحب پولیس سے باتیں کر رہے تھے کہ فائرنگ شروع ہوگئی۔ رینجرز اور پولیس کی بھاری تعداد نے 70 کلفٹن کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ پولیس نے صحافیوں اور فوٹو گرافروں کو زدو کوب کر کے ان کے کیمرے اور بیگ چھین لیے۔ پولیس نے بتایا کہ اے ایس پی کلفٹن محمد شاہد اور ایس ایچ او کلفٹن حق نواز سیال بھی زخمی ہونے والوں میں شامل ہیں۔

وزیراعظم بے نظیر خصوصی طیارہ کے ذریعے رات بارہ بجے اسلام آباد سے کراچی کے لیے روانہ ہوئیں۔ 21 ستمبر کی صبح وہ مڈ ایسٹ ہسپتال میں اپنے بھائی مرتضٰی کا سر اپنے ہاتھوں میں لیے مسلسل روتی رہیں۔ میت کے پاس سپارہ پڑھا۔ وہ ایک گھنٹہ ہسپتال میں رہیں۔ بے نظیر وزیراعلیٰ پر برس پڑیں کہ فائرنگ کا حکم کس نے دیا۔ انہیں بتایا گیا کہ مرتضٰی حفاظتی فائرنگ کی لپیٹ میں آگئے۔ عبداللہ شاہ نے فائرنگ میں ملوث افسران اور ملازمین کو معطل کرنے کا حکم دے دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ اب ہمارے خاندان میں صرف تین خواتین بچی ہیں۔ یہ مرتضٰی کے مرنے کے دن نہیں تھے۔ ہمارا راستہ مختلف لیکن خون ایک تھا۔ ہم نے ایک گود میں آنکھیں

کھولیں۔ 18 ستمبر کو میں نے مرتضیٰ کو سالگرہ کی مبارکباد دی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ دو دن بعد وہ ہم سے جدا ہو جائیں گے۔ مرتضیٰ کی ہلاکت کی خبر سن کر نصرت بھٹو بھی لندن سے کراچی کے لیے روانہ ہو گئیں۔

21 ستمبر کی شام کو مرتضیٰ بھٹو کو ان کے آبائی قبرستان گڑھی خدا بخش میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین میں غنویٰ کے سوا کوئی اور موجود نہ تھا۔ بے نظیر بھی اپنے بھائی کا آخری دیدار نہیں کر سکیں۔ آصف زرداری اور کسی دوسرے وزیر نے بھی جنازے میں شرکت نہیں کی۔ پورے سندھ میں سوگ اور احتجاج منایا گیا۔ کاروبار بند رہا۔ لیاری کراچی میں دوسرے دن بھی احتجاج جاری رہا۔ مشتعل ہجوم نے دو پولیس چوکیوں کو آگ لگا دی۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے اور پتھراؤ کیا۔ مرتضیٰ بھٹو کو طیارہ کے اغوا کیس میں شہرت ملی تھی۔ ضیاء الحق کے دور حکومت میں وہ اپنے بھائی شاہنواز بھٹو کے ساتھ جلاوطن رہے۔ بے نظیر کے دور حکومت میں ان کی مرضی کے خلاف واپس آئے تو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ عدالت سے ضمانتوں پر رہائی ملی۔ بے نظیر کے ساتھ ان کے اختلافات میں اضافہ ہوتا رہا۔

21 ستمبر کو وزیر داخلہ نے اسلام آباد میں کہا کہ مرتضیٰ سے سیاسی اختلاف ہو سکتا ہے لیکن وہ بہادر اور اصول پسند تھے۔ مرتضیٰ قتل کیس کے مکمل حقائق میرے پاس ہیں۔ میں جلد ایوان کو اعتماد میں لوں گا۔ ڈاکٹر شعیب سڈل نے کراچی میں کہا کہ پولیس نے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے کارروائی کی تفتیش کے دوران ستارا سے معلوم ہوا تھا کہ "را" کے تربیت یافتہ افراد مرتضیٰ کے ساتھ چلتے ہیں۔ انہیں مطلوبہ افراد کی گرفتاری اور اسلحہ کی بازیابی کے لیے روکا تھا۔ ہمیں ان کی جانب سے مزاحمت کی توقع نہیں تھی۔

22 ستمبر کو مصطفیٰ جتوئی امریکہ سے کراچی پہنچ گئے۔ انہوں نے عاشق جتوئی کی موت کو جتوئی خاندان کے لیے ایک سانحہ قرار دیا۔ گاؤں جا کر انہوں نے عاشق جتوئی کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔

22 ستمبر کو صوبائی حکومت نے سندھ ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس محمد علی بلوچ کی سربراہی میں ایک انکوائری ٹریبونل قائم کر دیا۔ جو مرتضیٰ بھٹو کیس کی تحقیقات کرے گا۔ اسی دن انسداد دہشت گردی کی عدالت نے مرتضیٰ کے آٹھ کارکنوں کو ریمانڈ پر پولیس کی تحویل میں دے دیا۔ ایف آئی اے کے مطابق ملزمان چار گاڑیوں میں سوار تھے۔ روکنے پر ٹھہرنے کے بجائے انہوں نے پولیس پر فائرنگ شروع کر دی۔

22 ستمبر کو بے نظیر بھٹو نے لاڑکانہ میں اپنے خاندان کے آبائی رہائش گاہ "المرتضیٰ" میں جانے کی کوشش کی تو وہاں موجود ہزاروں مشتعل افراد نے وزیر اعظم کی گاڑی پر پتھراؤ کیا اور انہیں المرتضیٰ میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ وزیر اعظم، آصف زرداری، گورنر اور وزیر اعلیٰ

سندھ اور وفاقی وزراء انتظامیہ کے مشورہ پر نوڈیرو واپس چلے گئے۔ سکیورٹی گارڈ کے کلیرنس دینے سے انکار کی وجہ سے صدر بھی المرتضیٰ جا کر بیگم نصرت بھٹو اور غنویٰ سے تعزیت نہیں کر سکے۔ سوگواران مرتضیٰ کے قتل کا الزام بے نظیر اور آصف زرداری پر لگا رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پولیس کی یہ مجال نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ ان کے اشارے کے بغیر مرتضیٰ کو مار ڈالتے۔ نواز شریف نے فون پر نصرت بھٹو اور غنویٰ سے اظہار تعزیت کیا۔

وائس آف جرمنی نے کہا کہ مرتضیٰ کی ہلاکت سے بے نظیر کی سیاست پر سنگین نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ پولیس کے ہاتھوں ان کے قتل نے خوفناک ہلچل پیدا کر دی ہے۔ اس قتل میں حکمرانوں کو ملوث کیا جا رہا ہے۔ رسالہ "ٹائم" نے لکھا کہ مرتضیٰ نے اپنے قتل سے چند گھنٹے قبل بے نظیر سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا تھا۔ پولیس کو بدعنوان قرار دیتے ہوئے اس پر عدالت سے ماورا ہلاکتوں میں ملوث ہونے کے الزامات لگائے تھے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ بھٹو خاندان کا چراغ گل کرنے میں ان کی اپنی فیملی شامل ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ پولیس کے ہاتھوں مرتضیٰ کا قتل قومی سانحہ ہے۔ شیخ رشید نے کہا کہ مرتضیٰ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں کی گئی۔ نصرت بھٹو نے کہا کہ مرتضیٰ کا قتل گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ غنویٰ نے بھی اسے سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ میں مقدمہ درج کراؤں گی۔ آصف زرداری نے کہا کہ سازشیوں نے بڑی سوچ بچار کے بعد بے نظیر کے بجائے مرتضیٰ کو قتل کیا۔

23 ستمبر کو کراچی میں قرآن خوانی کے موقع پر بے نظیر مسلسل روتی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ دو ماہ قبل مرتضیٰ مجھ سے خوشی خوشی ملا تھا۔ ہمارے دشمن اس ملاقات پر خوش نہیں تھے۔ غم کا سیلاب ہماری خوشیاں بہا کر لے گیا۔ قتل کی سازش کو منظرعام پر لاؤں گی۔ مرتضیٰ کی موت اتفاقی نہیں نشانہ بنا کر گولی ماری گئی۔ آئی جی اور ڈی آئی جی کا موقف درست نہیں۔ فائرنگ کا تبادلہ نہیں ہوا۔ ایم کیو ایم سے وابستہ قاتل شہر میں کھلے عام گھوم رہے ہیں۔ پولیس کو صرف میرا بھائی ہی نظر آیا۔ قاتلوں کی سزا تک چین سے نہیں بیٹھوں گی۔ بھٹو خاندان کے باقی افراد کے خلاف بھی سازشیں ہو رہی ہیں۔ میرے قتل کی سازش بھی تیار ہے۔ میں بھٹو خاندان کو ملکی سیاست سے نکال باہر کرنے کی ہر سازش کا ہمت اور جرات سے جواب دوں گی۔ اپوزیشن رہنماؤں کو تحفظ فراہم کرنے کے چکر میں اپنے بھائی سے محروم ہو گئی۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ وزیراعلیٰ سندھ اور ڈی آئی جی کراچی کو ہٹایا نہیں جا رہا ہے۔ آصف زرداری پر قتل کا الزام لگانے کا کوئی جواز نہیں۔ میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔ لیکن پیپلز پارٹی (شہید بھٹو) کے سیکرٹری جنرل راؤ رشید نے کہا کہ مرتضیٰ بھٹو کے قتل میں وزیراعلیٰ سندھ اور وزیر داخلہ ملوث ہیں۔

تحقیقاتی ٹریبونل

24 ستمبر کو مرتضیٰ بھٹو فائرنگ تحقیقاتی ٹریبونل میں سندھ ہائی کورٹ کے مزید دو ججوں کا اضافہ کر دیا گیا۔ ٹریبونل ایک ماہ میں اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ غنویٰ نے اسے مسترد کر کے مطالبہ کیا کہ ٹریبونل کی نگرانی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس خود کریں۔ مرتضیٰ، عاشق جتوئی اور ان کے ساتھیوں کو حکومت نے قتل کر دیا ہے۔ قتل کی ایف آئی آر بھی درج نہیں کی جا رہی ہے۔ اس کے لیے بھی ہائی کورٹ سے رجوع کرنا پڑا ہے۔ میرے 42 سالہ بھنوئی عاشق جتوئی کو مرتضیٰ کے ساتھ پولیس مقابلہ کا ڈرامہ رچا کر مارا گیا۔ اگر عاشق جتوئی کو بروقت طبی امداد مہیا کر دی جاتی تو انہیں بچا لیا جا سکتا تھا۔ سات گھنٹے تک ان کی میت نہیں دی گئی۔ اس واقعہ کے پانچ چشم دید گواہوں کو پولیس نے مسلسل حراست میں رکھا ہوا ہے تاکہ وہ کہیں وہ حقائق سے پردہ نہ اٹھا دیں۔ زیر حراست افراد پر دباؤ ڈال کر اپنی مرضی کے بیانات حاصل کیے جا رہے ہیں۔ نامزد ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

26 ستمبر کو مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے خلاف کراچی سمیت پورے سندھ میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ تمام تجارتی مراکز اور تعلیمی ادارے بند رہے۔ ٹرانسپورٹ بھی غائب رہی۔ سرکاری دفاتر میں حاضری نہ ہونے کے برابر تھی۔ کراچی میں پراسرار دھماکے ہوئے، پولیس موبائلوں پر حملے کیے گئے، لاڑکانہ بھی کریکر کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔

حق نواز سیال

پولیس ذرائع نے بتایا کہ 20 ستمبر کو فائرنگ کے تبادلہ میں کلفٹن تھانے کے انچارج حق نواز سیال بھی زخمی ہوئے۔ غنویٰ نے مطالبہ کیا کہ میڈیکل بورڈ ان کے زخموں کا معائنہ کرے۔ ان کی درخواست پر قائم میڈیکل بورڈ نے معائنہ کے بعد سیال کے زخم کو خود ساختہ قرار دے دیا۔ بورڈ نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ زخم قریب سے چلائے گئے آتشیں اسلحہ سے لگا ہے۔ مرتضیٰ کیس کے اس اہم کردار حق نواز سیال کو 28 ستمبر کی شب 2 بج کر 5 منٹ پر ان کے کوارٹر میں پراسرار طور پر ہلاک کر دیا گیا۔ ان کی بیوہ کنیز فاطمہ نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں پانی پینے کے لیے اٹھی تو دیکھا کہ میرے شوہر کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے سفید شلوار قمیص پہنے ہوئے دو افراد کو دیوار پھاندتے ہوئے دیکھا۔ سیال کی پراسرار ہلاکت نے مرتضیٰ قتل کو اور بھی پیچیدہ بنا دیا۔

غنویٰ نے کہا کہ پولیس کے ساتھ اور انٹیلی جنس بیورو کا ایک افسر مرتضیٰ کے قتل کا ذمہ دار ہے۔ پہلے سے پوزیشن لیے ہوئے خودکار اسلحہ سے لیس پولیس افسران نے مرتضیٰ کو 70

کلفٹن کے نزدیک روکا۔ جب مرتضیٰ نے گاڑی کی کھڑکی سے جھانکا تو نشانہ بنا کر پولیس نے ان پر گولیاں چلا دیں۔ وفاقی اور صوبائی حکومت مرتضیٰ کی مقبولیت سے خائف تھی۔

آصف زرداری کی مونچھیں

ملک بھر میں یہ بات گفتگو کا موضوع بنی ہوئی تھی کہ مرتضیٰ کے قتل سے قبل آصف زرداری نے اپنی مونچھیں کیوں صاف کرا دیں اور چشمہ کا استعمال ترک کر کے اپنا حلیہ کیوں تبدیل کیا ہے۔ یہ افواہ گرم تھی کہ ایک حالیہ ملاقات کے دوران زرداری اور مرتضیٰ کے درمیان سخت کلامی ہوئی جس کے دوران زرداری کی ایک طرف کی مونچ صاف کر دی گئی۔ اس لیے مجبوراً نہیں دوسری طرف کی مونچھ بھی صاف کرنا پڑ گئی۔ لیکن آصف زرداری نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ مونچھیں بچوں کو پسند نہیں تھیں، وہ بار بار ضد کرتے تھے کہ میں مونچھیں نہ رکھوں۔ اس لیے میں نے اپنی مونچھیں صاف کرا دیں۔ یہ محض اتفاق ہے کہ ادھر میں نے مونچھیں صاف کرائیں اور ادھر مرتضیٰ کا قتل ہو گیا۔ اس کا مرتضیٰ کی ہلاکت سے کوئی تعلق نہیں۔ حال ہی میں لندن میں آنکھ کا آپریشن کرایا ہے اس لیے لینز کے استعمال کی وجہ سے چشمہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ مرتضیٰ اور میرے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا۔ جہاز میں ان سے ملاقات ضرور ہوئی تھی لیکن کوئی تلخ کلامی نہیں ہوئی۔ میں نے کبھی ان کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا۔ مجھے بھٹو خاندان کی وجہ سے عزت ملی ہے۔ مرتضیٰ کا قتل ایک فیملی ٹریجڈی ہے۔

وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے اعلان کیا کہ میر مرتضیٰ بھٹو کی ہلاکت سے متعلق حقائق کی نشاندہی کرنے والوں کو پچاس لاکھ روپے کا انعام دیا جائے گا۔ ان کے قتل کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ گورنر کمال اظفر نے سانحہ کلفٹن پر ایک جامع رپورٹ صدر لغاری کو ارسال کر دی جس میں کہا گیا ہے کہ انتظامیہ نے غلط طریقہ اختیار کیا۔

صدر لغاری کے اقدامات

مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے دوسرے ہفتہ 21 ستمبر کو صدر لغاری نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ میں ایک ریفرنس دائر کر دیا جس میں صدر نے عدالت عظمیٰ سے یہ دریافت کیا کہ کیا ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر، وزیر اعظم کے مشورے کا پابند ہے۔ وفاقی حکومت سپریم کورٹ کے 20 مارچ 96ء کے فیصلے پر عملدرآمد کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہی تھی اور وزیر اعظم بے نظیر کا اصرار تھا کہ اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر ان کے مشورہ کے پابند ہیں۔ اس ریفرنس سے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان

اختلافات کی شدت ابھر کر سامنے آگئی۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر شریف اور فرض شناس شخصیت کے حامل ہیں۔ سپریم کورٹ سے وضاحت طلب کر کے انہوں نے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔ صدر اپنے آئینی اختیارات استعمال کر کے حکومت کو برطرف کریں اور ملک کو بحران سے نکالیں۔ مرتضیٰ کے قتل کے بعد پیپلز پارٹی ختم ہوگئی۔ اب نواز شریف ڈھیل نہ دیں اسمبلیوں سے باہر آئیں اور ساتھ مل کر تحریک چلائیں۔ نواز شریف اور ان کے ساتھی اسمبلیوں سے مستعفی نہ ہوئے تو جماعت اسلامی کے ارکان اپنے استعفے دے دیں گے۔ ہماری جدوجہد ظالم اور مظلوم کے درمیان جنگ ہے۔ ہم ایک ڈاکو کو ہٹا کر دوسرے کو لانا نہیں چاہتے۔

صدر سے ملاقات

26 ستمبر کو نواز شریف نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل ملاقات کی۔ بعد میں نواز شریف نے کہا کہ صدر نے ہماری اس بات سے اتفاق کر لیا ہے کہ ملک میں معاملات آئین کے مطابق نہیں چل رہے ہیں۔ اقتصادی بحران شدید ہوچکا ہے۔ بحران کے خاتمے کے لیے قوم سے نیا مینڈیٹ لینا ضروری ہوگیا ہے۔ صدر نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو اپنے آئینی اختیارات استعمال کر کے اسمبلیاں توڑ دوں گا۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ صدر لغاری نے میرے کالے دوپٹہ کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ میری حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ پہلے ہی سے کہا جا رہا تھا کہ ستمبر یا اکتوبر میں بحران پیدا ہوگا۔ یہ لوگ جمہوری حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ میرے بھائی مرتضیٰ کا قتل، سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس اور صدر نواز شریف ملاقات ایک ہی سازش کی کڑیاں ہیں۔ صدارتی ترجمان نے اپنے بیان میں کہا کہ وزیراعظم بے نظیر ایسے غیر ذمہ دارانہ بیانات دینے سے گریز کریں۔

کراچی میں ملین مارچ

جمعہ 27 ستمبر کو جماعت اسلامی کراچی کے زیر اہتمام مزار قائداعظم سے ٹاور تک ملین مارچ کا اہتمام کیا گیا۔ مارچ کے شرکاء ایک سرا نمائش کے پاس اور دوسرا میلوں دور ٹاور پر تھا۔ لوگوں نے سروں اور بازوؤں پر اللہ اکبر کی پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ خواتین اور بچے بھی بڑی تعداد میں شامل تھے۔ حکومت کے خلاف فلک شگاف نعرے لگائے گئے، کارکنوں نے کچھ دیر گرو مندر کے نزدیک دھرنا بھی دیا۔ قاضی حسین احمد نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کراچی



پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر دھرنے کے شرکاء منور حسن کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔



قاضی حسین احمد اور مولانا نورانی شیلنگ سے بچنے کے لئے آنکھوں پر رومال رکھے'
ساتھ میں حافظ ادریس

کے ملین مارچ نے بے نظیر حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ حکمران اگر خود مستعفی نہ ہوں تو صدر بے نظیر کو برطرف کر دیں ورنہ اکتوبر میں ملک بھر کے عوام اسلام آباد کی طرف مارچ کر کے اس ملین مارچ سے بھی بڑا مظاہرہ کریں گے آئین کے آرٹیکل 62 کے تحت صوم و صلوٰۃ کے پابند وزیراعظم اور وزراء پر مشتمل عبوری حکومت بنائی جائے۔ متناسب نمائندگی کے تحت انتخابات کرائے جائیں، مکمل اسلامی انقلاب سے کم کوئی چیز قابل قبول نہیں ہوگی۔ لٹیروں سے قومی دولت کی پائی پائی وصول کی جائے گی۔ بے نظیر اور آصف زرداری کا احتساب ہوگا۔ صدر نے عوامی خواہشات کو نظر انداز کیا تو زبردست انقلاب برپا ہوگا۔

لغاری، بے نظیر ملاقات

28 ستمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے چھ گھنٹے طویل ملاقات کی۔ اس دوران بار بار تعطل ہوتا رہا۔ صدر نے حکومت کی خامیوں کی نشاندہی کی گلہ شکوؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ صدر نے کہا کہ نواز شریف سے ان کی ملاقات حکومت کے خلاف سازش نہیں تھی۔ اسے قومی تناظر میں لیں، بے نظیر نے صدر کو یقین دلایا کہ وہ انہیں شکایت کا کوئی موقع نہیں دیں گی۔ سرکاری پریس نوٹ میں کہا گیا کہ وزیراعظم امریکہ سے واپسی پر دوبارہ صدر سے ملاقات کریں گی۔ آصف زرداری نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم میں اختلاف رائے کو باہمی تلخی نہیں کہا جاسکتا۔

بری فوج کے سربراہ جنرل جہانگیر کرامت نے بھی صدر اور وزیراعظم سے اہم ملاقاتیں کیں۔

باوثوق ذرائع نے بتایا کہ اس ملاقات میں صدر نے بے نظیر کو قبل از انتخابات کرانے کا اشارہ دے دیا۔ اپوزیشن سینٹ کے انتخابات سے قبل مارچ میں 97ء میں اور حکومت 97ء میں انتخابات کرانا چاہتی ہے۔ بے نظیر امریکہ سے واپسی پر اپوزیشن کے سامنے اپنی تجویز رکھیں گی۔

بے نظیر کی چیف جسٹس سے ملاقات

28 ستمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے چیف جسٹس سجاد علی شاہ سے ملاقات کر کے چوبیس گھنٹے کے اندر 20 مارچ کے عدالتی فیصلے پر عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی کرا دی۔ 30 ستمبر کو ججوں کی تقرری سے متعلق فیصلے پر عمل کرنے کے لیے صدر نے وزیراعظم کے مشورہ سے ایک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جس کے مطابق ہائی کورٹ کے 29 جج مستقل اور گیارہ کو سبکدوش کر دیا گیا۔ اس طرح فیصلے کے 194 دن کے بعد اس پر عمل کیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے سبکدوش

ہونے والے بعض ججوں نے کہا کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

30 ستمبر کو حکم کے اجراء کے بعد بھی صدارتی ذرائع نے کہا کہ سپریم کورٹ میں دائر کردہ ریفرنس اس کے باوجود واپس نہیں لیا جائے گا۔ صدر کی خواہش ہے کہ سپریم کورٹ کی رائے سے یہ ہمیشہ کے لیے طے پا جائے کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر، وزیراعظم کے مشورہ کا پابند ہے یا نہیں ہے۔

30 ستمبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر ریفرنسز کے چکر میں پڑ کر ہمیں فریب نہ دیں۔ حکومت اور ایوانوں میں اگر چور اور بدمعاش براجمان ہوں تو اصلاح کون کرے گا؟ ہم آئین کے مطابق سسٹم کی بحالی کے لیے میدان میں نکلے ہیں۔ بے نظیر حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ امریکہ میں ہوں اور ان کی چھٹی ہو جائے۔ اس صورت میں ہم آصف زرداری کو یرغمال بنا کر رکھیں گے تاکہ بے نظیر واپس آئیں اور ان سے حساب لیا جائے۔ عبوری حکومت نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو اس کے خلاف بھی تحریک چلائیں گے۔ راستہ میں لندن میں قیام کے دوران بے نظیر نے کہا کہ میں نے منشیات کے سمگلروں اور غیر ملکی دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کر کے اپنے بہت سے دشمن بنا لیے ہیں۔ مرتضیٰ کے قتل کے بعد میں تنہا ہو گئی ہوں۔ ماضی میں کرپشن کے خاتمے کے لیے آمریت کے قیام کے لیے جواز پیدا کیا گیا لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ ایٹمی معاملے پر یکطرفہ پابندی قبول نہیں۔

ٹنڈو بہاول کیس

1992ء میں کیپٹن راشد جمیل کی ٹیم نے ٹنڈو بہاول کے نو دیہاتیوں کو "را" کا ایجنٹ قرار دے کر ہلاک کر دیا تھا۔ اصل حقیقت کے انکشاف کے بعد فوجی عدالت نے سرعت کے ساتھ مقدمہ کی سماعت کر کے راشد جمیل کو سزائے موت اور تیرہ کو عمر قید کی سزا سنا دی۔ لیکن بڑے ملزم راشد کو پھانسی دینے میں تاخیر پر ۱۱ ستمبر کو مقتولین کی تین رشتہ دار خواتین نے خود کو گیارہ بجے دن خصوصی عدالت کے سامنے پٹرول چھڑک کر آگ لگا لی۔ لوگوں نے بچانے کی کوشش کی شدید زخمی حالت میں انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ دو خواتین زیب النساء اور حاکم زادی جانبر نہ ہو سکیں اور انہوں نے دم توڑ دیا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ انصاف کے حصول میں تاخیر کے باعث ہاری خواتین نے خود سوزی کی۔ 16 اکتوبر کو سپریم کورٹ نے فوجی عدالت کے فیصلے کے خلاف حق اپیل کی درخواست مسترد کرتے ہوئے سزائے موت برقرار رکھی۔ 28 اکتوبر کو سنٹرل جیل حیدر آباد میں راشد جمیل کو پھانسی دے دی گئی۔

مسئلہ کشمیر

5 ستمبر کو صدر کلنٹن نے واشنگٹن میں کہا کہ اگر وہ دوبارہ منتخب ہو گئے تو مسئلہ کشمیر حل کرا دیں گے۔ 13 ستمبر کو فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے اسلام آباد میں صدر لغاری اور وزیر اعظم بے نظیر سے ملاقاتوں کے موقع پر کہا کہ کشمیر کے مسئلہ پر وہ پاکستان کے موقف کی حمایت کرتے ہیں اور ثالث کا کردار ادا کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ پاکستان کے دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ امریکہ کی خواہش کے مطابق پاکستان بھارت کے ساتھ مذاکرات کرنے پر تیار ہے۔

19 ستمبر کو جماعت اسلامی کے نائب امیر سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ حکومت نے مسئلہ کشمیر پر امریکہ سے سودا کر لیا۔ امریکہ نے کشمیر کو خود مختار اور نیم خود مختار حصوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے۔ بھارت کی ملی بھگت سے اس منصوبہ کے مطابق شمالی علاقے پاکستان کا حصہ بن جائیں گے۔ آزاد کشمیر کو نیم خود مختار ریاست کی حیثیت دے دی جائے گی اور کنٹرول لائن کو معمولی ردوبدل کے ساتھ بین الاقوامی سرحد کا درجہ دیا جائے گا۔

افغانستان

26 ستمبر 96ء کو طالبان افغانستان کے دارالحکومت کابل میں داخل ہو گئے۔ اہم مقامات پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے۔ ربانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کابل سے چلے گئے۔ 27 ستمبر کو طالبان نے ملا محمد ربانی کی قیادت میں سولہ رکنی حکمران کونسل قائم کر دی۔ ملک بھر میں شریعت کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا۔ بیرون ملک تمام سفیر معطل کر دیئے گئے۔ طالبان حکومت نے سفارتی مشنوں کو مکمل تحفظ کی یقین دہانی کرائی۔ افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ، ان کے بھائی شاہ پور احمد زئی اور دوسرے دو ساتھیوں کی اقوام متحدہ کے دفتر سے نکال کر آریانہ سکوائر میں سرعام پھانسی دے دی گئی۔

28 ستمبر کو آرمی چیف جہانگیر کرامت نے وزیر اعظم بے نظیر سے ملاقات کر کے افغانستان کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ 29 ستمبر کو حکومت پاکستان نے افغانستان میں طالبان حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس طرح طالبان حکومت کو تسلیم کرنے والا پاکستان پہلا ملک بن گیا۔

بے نظیر کا دورہ امریکہ

یکم اکتوبر 96ء کو جب بے نظیر براستہ لندن نیویارک پہنچیں تو ایئر پورٹ پر پاکستانی حکام نے ان کا استقبال کیا۔ بیگم نصرت بھٹو بھی ان کے ہمراہ تھیں، ان کی حالت غیر تھی۔ وہ بیگم

شمیم این ڈی خان سے گلے لگ کر کافی دیر تک روتی رہیں، ان کی بیٹی صنم انہیں سہارا دے کر گاڑی تک لے گئیں۔

3 اکتوبر کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ گزشتہ سات برسوں کے دوران چالیس ہزار کشمیری بھارتی تسلط کے خلاف اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ اقوام متحدہ اپنی قراردادوں پر عمل کرائے۔ بے نظیر نے سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان اور جرمنی اور جاپان پر مشتمل ایک کثیر القومی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی جس میں پاک بھارت تنازعات کے حل، ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ اور جنوبی ایشیا میں امن اور خوشحالی کے لیے مذاکرات کا فریم ورک بنایا جا سکے۔ امریکہ اور بھارت نے یہ تجویز مسترد کر دی اور کہا کہ کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان دو طرفہ مذاکرات کے ذریعہ حل کیا جائے۔

احتساب کمیشن کا قیام

یکم اکتوبر کو نواز شریف نے احتساب کمیشن کے قیام کے لیے ایک پرائیویٹ بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا۔ حکمران پارٹی کے ارکان نے کہا کہ یہ بل غور کے لیے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اپوزیشن نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطلب اسے سرد خانے میں ڈالنا ہوگا۔ اس پر ایوان میں رائے شماری کرائی گئی۔ حکومت کو 87 اور اپوزیشن کو 52 ووٹ ملے۔ جتوئی، جمالی، اچکزئی، بلخ مزاری نے اپوزیشن کا ساتھ دیا لیکن اس کے باوجود حکومت نے قومی اسمبلی میں اپنی نمایاں برتری ثابت کر دی۔ بے نظیر نے کہا کہ ہمیں ایوان میں اکثریت حاصل ہے اگر کسی کو اس میں شک ہے تو عدم اعتماد کی تحریک لے آئے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت ملک کو درپیش بحران سے نہیں نکال سکتی۔ نئے مینڈیٹ کی ضرورت ہے۔ صدر نے اپنا آئینی کردار ادا نہ کیا تو وہ بھی ملکی تباہی کے ذمہ دار ہوں گے۔

یکم اکتوبر کو صدارتی ذرائع نے بتایا کہ ایوان صدر کے دروازے وزیراعظم اور قائد حزب اختلاف دونوں کے لیے مساوی طور پر کھلے ہیں۔ ایوان صدر ہر اس اقدام کی حوصلہ افزائی کرے گا جو ملک کے اعلیٰ ترین مفاد میں ہو۔

صدر سے ملاقاتیں

یکم اکتوبر کو جنرل جہانگیر کرامت نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے ملک کی سیاسی صورتحال اور قومی سلامتی کے بارے میں صلاح مشورے کیے۔ حامد ناصر چٹھہ نے بھی صدر سے ملاقات کی۔ 2 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے صدر سے ملاقات ایک گھنٹے تک

ملاقات کی۔ انہوں نے صدر سے اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ کیا۔

2 اکتوبر کو صدر سے ملاقات کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ 24 اکتوبر کو لاکھوں عوام اسلام آباد میں دھرنا دیں گے۔ صدر کے سامنے اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا ہے۔ ہم صدر کے اقدام کا انتظار کیے بغیر عوامی قوت سے تبدیلی لائیں گے۔ بے نظیر حکومت چند دنوں کی مہمان ہے، ہماری تحریک کسی کو وزیراعظم کے عہدہ سے ہٹا کر دوسرے کو وزیراعظم بنانے کے لیے نہیں بلکہ اسلامی انقلاب کے لیے ہے۔ ہم پرامن عددی قوت سے برائیوں کے گھر "House Of Evils" کو گرا دیں گے۔ مولانا نورانی، سمیع الحق، ساجد نقوی، حمید گل، اعجاز الحق اور عمران خان دھرنے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ نواز شریف آگے نہ بڑھیں ہمارا ساتھ دیں۔

2 اکتوبر کو نواز شریف نے کراچی میں مرتضیٰ بھٹو کی بیوہ غنویٰ بھٹو سے ان کے شوہر کی شہادت پر اظہار تعزیت کیا بعد میں وہ عاشق جتوئی کے مکان پر گئے جہاں ان کے والد پیر محمد جتوئی سے تعزیت کی اور مطالبہ کیا کہ ایف آئی آر میں درج ملزمان گرفتار کیے جائیں۔

5 اکتوبر کو اجمل خٹک نے چٹھہ سے ملاقات کر کے تبدیلی کے متبادل طریقوں پر بات چیت کی۔ ایوان میں تبدیلی کے لیے چٹھہ نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ نواز شریف خود بھی "ان ہاؤس" تبدیلی کے لیے رابطے کرتے رہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ "ان ہاؤس" تبدیلی لاحاصل ہے۔ چٹھہ کو وزیراعظم بنانے سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اصلاح کا کام انگریزوں کے شاگردوں سے نہیں ہوگا۔ مکمل اسلامی انقلاب لانا ہوگا۔ عوام بڑی تبدیلی چاہتے ہیں۔ 24 اکتوبر کو ہم پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ہوں گے۔ پورا علاقہ احتجاج کرنے والوں سے بھر جائے گا۔ حکومت لاکھوں افراد کے سمندر میں بہہ جائے گی۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے بندوبست کر لیا ہے۔ قاضی صاحب اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتے۔

اس دوران پورے ملک میں حکومت کی تبدیلی کی افواہیں گشت کرتی رہیں۔ نگران وزیراعظم کے طور پر مختلف نام سامنے آتے رہے۔ سابق وزیر داخلہ صاحبزادہ یعقوب نے کہا کہ ان کا نام نگران وزیراعظم کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔

5 اکتوبر کو سٹیٹ بینک کے ڈپٹی گورنر نے قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ سو ارب 28 کروڑ روپے سے زائد کے قرضے ڈوب گئے ہیں۔ اس کی وجوہات میں حکومت کی آئے دن کی بدلتی ہوئی مالی پالیسیاں، سیاسی تقرریاں اور دباؤ شامل ہیں۔ متعلقہ قوانین بھی نادہندگان کے حق میں ہے۔ کابینہ نے نادہندگان کی شناخت اور وصولیابی کے لیے ایک کمیشن کے قیام کی منظوری دے دی۔

وزیراعظم کی صدارت میں اقتصادی ماہرین کا اجلاس رات گئے تک جاری رہا۔ آٹھ

کروڑ ڈالر کی امداد کے حصول کے لیے بے نظیر نے آئی ایم ایف کے پیکج پر عملدرآمد کرنے کی ہدایت دے دی۔ بجلی، گیس اور پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کیا جائے گا۔ جنرل سیلز ٹیکس کا دائرہ وسیع کیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ آئی ایم ایف سے اتفاق رائے ہوگیا ہے۔ ملک میں کوئی بحران نہیں۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ حکومت نے پہلے ہی 120 ارب روپے کے ٹیکس لگا کر ملک میں بحران پیدا کر دیا ہے۔ عوامی ریلی اس بحران اور بے چینی کا خاتمہ کر دے گی۔

پاکستان بچاؤ ریلی

7 اکتوبر کو "پاکستان بچاؤ، بے نظیر ہٹاؤ" ریلی میں 15 سیاسی جماعتوں کے زیر اہتمام لاکھوں افراد نے لاہور میں نیلا گنبد سے اسمبلی چوک تک احتجاجی مارچ کیا۔ خواتین کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام کے بے مثال مارچ نے فیصلہ دے دیا کہ بے نظیر کی چھٹی ہوگئی۔ بے نظیر کا دورہ امریکہ بھی بے مقصد اور ناکام رہا۔ کلنٹن نے بھی کہہ دیا کہ محترمہ اب چلی جاؤ۔ بے نظیر انتخابات کا اعلان کر دیں۔ فائدہ میں رہیں گی۔ منتخب ہو کر قائد حزب اختلاف بن سکتی ہیں۔ میں اپنی جان نچھاور کر دوں گا لیکن قوم پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ قوم تبدیلی چاہتی ہے۔ تاخیر ہوئی تو عوامی طوفان کو کوئی روک نہیں سکے گا۔

ریلی کے موقع پر کچھ لوگوں نے پنجاب اسمبلی کی عمارت پر حملہ کر کے اس کا مرکزی دروازہ اور بالکونی توڑ ڈالی، اندر گھس کر توڑ پھوڑ کی۔ سابق وزیراعظم جونیجو اور سابق صدر ضیاء الحق کی تصاویر کے شیشے توڑ ڈالے۔ قائداعظم کی تصویر کو کھینچ کر نیچے گرا دیا۔ اسی دوران پر یہ افواہ پھیل گئی کہ پولیس نے چار کارکنوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس پر مشتعل ہجوم نے اسمبلی کے دروازے کو آگ لگا دی، جنگلے اور لائٹیں توڑ دیں۔ پولیس نے زبردست شیلنگ کی جس کی شدت سے متعدد افراد بے ہوش ہوگئے۔ کچھ ہجوم میں کچلے گئے، ایک شخص پیٹ میں گولی لگنے سے زخمی ہوگیا۔

8 اکتوبر کو قائداعظم کی تصویر کی بے حرمتی کے واقعہ پر سینٹ میں زبردست ہنگامہ آرائی ہوئی۔ حکومت نے کہا کہ اس سے اپوزیشن کا چہرہ بے نقاب ہوگیا جبکہ اپوزیشن نے الزام لگایا کہ عوامی ردعمل کا رخ موڑنے کے لیے حکومت نے ایجنسیوں کے ذریعہ بابائے قوم کی تصویر کی بے حرمتی کا قابل مذمت واقعہ کرایا۔ وزیراعظم نے پنجاب اسمبلی جا کر قائداعظم کی تصویر آویزاں کی۔

بے نظیر کا پیغام

وزیراعظم سیکرٹریٹ کے ایک سینئر افسر نے نواز شریف سے ملاقات کر کے بے نظیر کا ایک پیغام پہنچایا اور مارچ 1997ء میں انتخابات کرانے کا عندیہ دے دیا لیکن نواز شریف نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ جب تک بے نظیر 96ء میں انتخابات کرانے کا اعلان نہیں کرتیں ان سے کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ شہباز شریف نے کہا کہ سب کو مل کر بے نظیر کی گرتی ہوئی دیوار کو دھکا دینا ہو گا۔

باوثوق ذرائع کے مطابق صدر لغاری نے وفاقی وزراء، مشیر اور بیوروکریٹس پر مشتمل 29 ناپسندیدہ افراد کی ایک فہرست وزیراعظم کو فراہم کر دی۔

صدر سے ملاقاتیں

18 اکتوبر کو مولانا نورانی، مولانا فضل الرحمٰن اور جتوئی نے صدر سے ملاقاتیں کیں۔ جتوئی سے بات کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ اگر حکومت نے میرا خط سنجیدگی سے نہیں لیا تو اسے پچھتانا ہو گا۔ مولانا نورانی نے کہا کہ صدر پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔ مارچ سے قبل کچھ ہو جائے گا۔ ایوان صدر کے ایک پریس ریلیز میں کہا گیا کہ سیاست دان صدر کی جانب سے بیانات دینے سے گریز کریں۔ صدر کسی سازش کے تحت نہیں بلکہ قومی مفاد میں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

19 اکتوبر کو صدر لغاری نے 70 کلفٹن جا کر غنویٰ بھٹو سے ملاقات کر کے تعزیت کی۔ انہوں نے مرتضیٰ کے قاتلوں کے خلاف کارروائی کی یقین دہانی کرائی اور کہا کہ مرتضیٰ کے اہل خاندان کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

10 اکتوبر کو یوتھ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر تسبیح کے دانوں پر اپنے اقتدار کے دن گن رہی ہیں۔ مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، جے یو آئی اور دوسری جماعتوں کے مظلوم طبقات کے بھی ہم ترجمان ہیں۔ ہمارا جھگڑا لٹیروں، ڈاکوؤں اور ظالموں سے ہے۔ موجودہ اسمبلیوں سے کسی خیر کی توقع عبث ہے۔ ہمارا دھرنا پاکستان کو کرپٹ حکومت سے نجات دلا دے گا۔ احتجاج کے نتیجہ میں فوج نہیں آئے گی۔ اس نے ماضی سے سبق سیکھا ہے، جماعت اسلامی کے ترجمان نے کہا کہ اب دھرنا 24 اکتوبر کے بجائے 27 اکتوبر کو ہو گا۔

ملک میں بدلتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر نواز شریف نے اپنا بیرونی دورہ منسوخ کر دیا۔ انہیں 11 اکتوبر کو لندن روانہ ہونا تھا جہاں الطاف حسین سے ملاقات کے بعد وہ امریکہ روانہ

ہوتے۔

صدر سے ملاقات

10 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے پانچ گھنٹے طویل ملاقات کی۔ صدر نے بگڑتی ہوئی معاشی صورتحال، بدامنی اور کرپشن کے واقعات پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ صدر نے مشورہ دیا کہ حکومت اپوزیشن کے تعاون سے احتسابی نظام کے بارے میں قانون سازی کرے۔ ملک میں تبدیلی کا مطالبہ شدت اختیار کرچکا ہے۔ حکومت کو مزید اقتدار میں رہنے کے لیے اس دباؤ کو ریلز کرنا ہوگا۔ دونوں کے درمیان نصف گھنٹے تک ون ٹو ون ملاقات بھی ہوئی۔

ملاقات کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہماری ملاقات کامیاب رہی۔ صدر کے ساتھ جو معمولی غلط فہمیاں تھیں، وہ بھی دور ہوگئیں۔ اب ہر ہفتہ صدر سے ملاقات ہوا کرے گی۔ ان سے صلاح مشورہ کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جائے گا۔ میں اکثریتی ووٹوں کی بنیاد پر وزیراعظم منتخب ہوئی ہوں۔ اپوزیشن کے پاس طاقت ہے تو عدم اعتماد کی تحریک لے آئے۔ ہم سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، میں استعفیٰ نہیں دوں گی۔

اس ملاقات کے بعد بی بی سی نے کہا کہ صدر کے ذہن میں کیا ہے اس کا پتا تو نہیں چلتا لیکن قرائن اور حالات سے یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ اب دونوں کے درمیان کسی مفاہمت کا امکان باقی نہیں بچا ہے۔ صدر لغاری اسمبلی توڑنے کا فیصلہ کرچکے ہیں، اب انہیں محض مناسب وقت اور حالات کا انتظار ہے۔

مرتضیٰ بھٹو قتل کیس

12 اکتوبر کو پیپلزپارٹی (شہید بھٹو) پنجاب کے صدر ملک ساجد پرویز اور سیکرٹری اطلاعات نوید چودھری نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ مرتضیٰ کے قتل کا منصوبہ نصیربابر اور آئی بی کے سربراہ مسعود شریف نے مل کر تیار کیا تھا۔ اس ضمن میں ہمارا ایک وفد جلد ہی صدر، چیف جسٹس آف پاکستان اور آرمی چیف سے ملاقاتیں کرے گا۔

13 اکتوبر کو سندھ نیشنل فرنٹ کے چیئرمین ممتاز علی بھٹو نے 70 کلفٹن میں غنویٰ بھٹو سے تعزیت کرنے کے بعد اخبار نویسوں سے کہا کہ بھٹو کے نام پر حکمرانی کرنے والوں نے مرتضیٰ کو قتل کرایا ہے۔

15 اکتوبر کو غنویٰ بھٹو نے وزیراعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ کا تعزیتی خط یہ کہتے ہوئے قبول

کرنے سے انکار کر دیا کہ صوبائی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے میں آپ کو مرتضیٰ اور ان کے ساتھیوں کے قتل سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتی۔

حکومت سندھ نے سانحہ کلفٹن کے اہم کردار پولیس افسر واجد علی درانی کو فوری طور پر معطل کر دیا۔ وہ 20 ستمبر کے واقعہ کے وقت 70 کلفٹن سے چند سو گز کے فاصلے پر موجود تھے۔

17 اکتوبر کو پولیس نے غنویٰ بھٹو اور عاشق جتوئی کی بیوہ بدر النساء کو کرائم برانچ میں بیان دینے کے لیے طلب کیا۔ دونوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔

ٹریبونل کی تقرری

17 اکتوبر کو وفاقی حکومت کی درخواست پر چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے مرتضیٰ بھٹو اور دیگر سات افراد کے قتل کی تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے جج ناصر اسلم زاہد، سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس علی محمد بلوچ اور جسٹس ڈاکٹر غوث محمد پر مشتمل ایک تحقیقاتی ٹریبونل مقرر کر دیا۔

بھٹو گروپ کے رہنما مجیب پیرزادہ نے کہا کہ ہمارے دل میں جج اسلم زاہد کی بہت عزت ہے۔ لیکن ٹریبونل کے اختیارات بہت محدود ہوتے ہیں۔ ٹریبونل نہ ایف آئی آر درج کر سکتا ہے نہ قتل کا مقدمہ چلا سکتا ہے اور نہ ہی سزا دے سکتا ہے۔ ہمارے چار زخمی گواہ ابھی تک جیل میں ہیں۔

بے نظیر کی تعزیت

18 اکتوبر کو بے نظیر اپنے بھائی مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے 28 روز بعد تعزیت کے لیے کسی پروٹوکول کے بغیر 70 کلفٹن گئیں۔ بے نظیر نے ایک گھنٹے تک بیگم نصرت بھٹو اور غنویٰ بھٹو سے علیحدگی میں بات چیت کی اور یقین دہانی کرائی کہ اصل مجرموں کو جلد بے نقاب کیا جائے گا۔ انہوں نے یہ درخواست بھی کی کہ چہلم کے موقع پر کوئی سیاسی بیان نہ دیا جائے۔

20 اکتوبر کو صدر لغاری کی ہدایت پر 70 کلفٹن کو رینجرز کی تحویل میں دے دیا گیا۔ چار بکتر بند گاڑیاں اور آٹھ موبائلیں اردگرد پہرہ دیں گی۔ صدر سے ملاقات کے موقع پر غنویٰ نے پولیس پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا۔

20 اکتوبر کو عمران خان نے 70 کلفٹن جا کر غنویٰ سے تعزیت کی اور کہا کہ اصل مجرم نہیں پکڑے جا رہے ہیں۔ مرتضیٰ کے قتل پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

22 اکتوبر کو غنوئ نے کہا کہ جب تک اصل قاتل آزاد ہیں میں بے نظیر سے صلح نہیں کروں گی۔ وہ اپنی والدہ سے ملنے آئی تھیں۔ وہ مرتضیٰ کے قتل میں ڈاکٹروں کی غفلت کو مورد الزام ٹھہرا رہی تھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ایسا نہیں ہے۔
22 اکتوبر کو جج جسٹس ناصر اسلم زاہد کی سربراہی میں تحقیقاتی ٹریبونل نے کارروائی کا آغاز کر دیا۔ 24 اکتوبر کو سندھ پولیس نے مرتضیٰ قتل کیس میں مرتضیٰ کے ذاتی ملازم اصغر علی کی طرف سے درج کیے گئے مقدمہ کی بنا پر اے ایس آئی سمیت گیارہ پولیس اہلکاروں کو گرفتار کر لیا۔

مرتضیٰ کا چہلم

25 اکتوبر کو المرتضیٰ لاڑکانہ میں مرتضیٰ بھٹو اور ان کے ساتھیوں کی رسم چہلم کا آغاز صبح آٹھ بجے قرآن خوانی سے ہوا۔ میونسپل سٹیڈیم میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کرنے کے لیے جب غنوئ قرآن کے سائے میں جلسہ گاہ آئیں تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ انہوں نے دس منٹ تک اردو میں تقریر کر کے لوگوں کو حیران کر دیا۔ غنوئ نے کہا کہ میں مرتضیٰ بھٹو کے مشن کی تکمیل کے لیے سیاست میں حصہ لوں گی۔ مرتضیٰ کے قتل میں آصف زرداری، عبداللہ شاہ اور جنرل بابر ملوث ہیں۔ ٹریبونل کو مکمل اختیارات نہیں۔ بی بی سی نے کہا کہ پہلی مرتبہ آصف زرداری کو مرتضیٰ قتل میں ملوث قرار دیا گیا ہے۔
25 اکتوبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں مرتضیٰ کے رسم چہلم کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ کے قتل کی تحقیقات کے لیے برطانوی ماہرین کی ایک ٹیم جلد ہی پاکستان آ رہی ہے۔ مرتضیٰ سے آخری ملاقات میں نصرت بھٹو کو پارٹی کا سربراہ بنانے پر اتفاق ہو گیا تھا۔ خدا دل کے راز فاش کرنے پر مجبور نہ کرے۔ جمہوریت کے دشمنوں نے میرے باپ اور بھائیوں کا خون کیا۔ حقائق سامنے آ جائیں پھر بھی مرتضیٰ نہیں ملے گا۔ اس واقعہ سے فورسز کی بدنامی ہوئی ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا دباؤ مجھے استعفیٰ دینے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ قاضی صاحب نے بے نظیر کی تقریر کو غیر ذمہ دارانہ طرز فکر کا نتیجہ قرار دیا اور کہا کہ اپنے بھائی کے قتل کو انہیں اپنی کرسی مستحکم کرنے کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

آئی ایم ایف سے مذاکرات

13 اکتوبر کو وزیراعظم کے خصوصی معاون شاہد حسن اور ڈاکٹر یعقوب آئی ایم ایف سے مذاکرات کے لیے واشنگٹن روانہ ہو گئے۔ نیویارک میں سابق وزیراعظم معین قریشی اور

دوسرے ماہرین نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ حکومت کو آئی ایم ایف کی شرائط تسلیم کرنا پڑیں گی۔ ورنہ پاکستان میں بڑی سیاسی تبدیلی آسکتی ہے۔ وزیراعظم کے اقتصادی مشیر وی اے جعفری اور منصوبہ بندی کے ڈپٹی چیئرمین قاضی علیم کو ان کی ذمہ داریوں سے فارغ کردیا گیا۔ اسی لیے وہ مذاکراتی ٹیم میں شامل نہیں تھے۔

13 اکتوبر کو اسلام آباد میں صدر لغاری کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں وزیراعظم، چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور اقتصادی مشیروں نے شرکت کی۔ صدر لغاری نے ملک میں امن و امان کی صورتحال پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ اجلاس میں زرعی ٹیکس لگانے اور آئی ایم ایف کی شرائط منظور کرنے کے بارے میں جرات مندانہ فیصلوں کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

14 اکتوبر کو وفاقی کابینہ زرعی ٹیکس لگانے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکی۔ نواز شریف کی صدارت میں اپوزیشن کے اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ آئی ایم ایف پیکج کے بارے میں حکومت پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے۔ نواز شریف نے کہا کہ اسمبلیوں سے استعفوں کا فیصلہ نومبر میں کیا جائے گا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ جماعت اسلامی کے تمام ارکان پارلیمنٹ اور اسمبلی ہمارے دھرنا پروگرام سے قبل مستعفی ہو جائیں گے۔ "ان ہاؤس" تبدیلی کا مطلب ہے "آدھا تمہارا، آدھا ہمارا، عوام جائیں بھاڑ میں" نظام کی تبدیلی کی جدوجہد میں صدر لغاری ہمارا ساتھ دیں۔ وہ پیپلزپارٹی کے مخصوص کلچر کے آدمی نہیں ہیں، اسمبلیاں ہر حال میں ٹوٹیں گی۔

14 اکتوبر کو جنرل جہانگیر کرامت نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے تازہ سیاسی صورتحال، کرپشن کے خاتمے اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا۔

15 اکتوبر کو وفاقی وزیر این ڈی خان نے کہا کہ قاضی حسین احمد پر یہ الزام کہ وہ جمہوری نظام کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں، درست نہیں ہے۔ 27 اکتوبر کا دھرنا ان کا جمہوری حق ہے۔ امید ہے یہ پرامن ہوگا۔ میں اس ضمن میں پروفیسر خورشید احمد سے ملاقات کرچکا ہوں، دوسروں سے بھی رابطہ ہو رہا ہے۔

15 اکتوبر کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے سپیکر یوسف رضا گیلانی کی رہائش گاہ پر ان سے سوا گھنٹے کی ون ٹو ون ملاقات میں قومی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ اس سے قبل وہ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد سے بھی ملاقات کرچکے ہیں۔

15 اکتوبر کو اسلام آباد میں ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ موجودہ حالات افسوس ناک ہیں۔ ملکی معیشت تباہی کے کنارے پہنچ گئی ہے۔ عدالت قرضے معاف کرانے والے قوانین کا جائزہ لے گی اور نئی قانون سازی کے لیے رہنما لائن فراہم کریں گی تاکہ قرضے معاف کرانے کے راستے بند ہوسکیں۔

17 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ایک اور ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹے جاری رہی۔ لیکن خلاف معمول اس ملاقات کے بعد کوئی بیان جاری نہیں ہوا۔

صدر لغاری کا خط

17 اکتوبر کو صدر لغاری نے وزیراعظم کے نام اپنے خط میں اس جانب ان کی توجہ مبذول کرائی کہ بعض وفاقی وزراء اور حکومتی ارکان پارلیمنٹ مملکت کے انتظامی معاملات میں بے جا مداخلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وزیراعظم اس بات کو یقینی بنائیں کہ آئندہ سرکاری افسران کی تقرریوں، تبادلوں اور دیگر امور میں بے جا مداخلت نہیں ہوگی۔

وزیر اعظم ہاؤس میں اس خط نے تہلکہ مچا دیا۔ اب بے نظیر میں پہلے جیسے دم خم نہیں رہے تھے۔ انہوں نے اپنے جوابی خط میں صدر کا شکریہ ادا کیا اور خلوص دل کے ساتھ ان کی تجاویز پر عمل کرنے کی یقین دہانی کرائی اور کہا کہ تقرریوں اور تبادلوں کے بارے میں آئندہ کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ تاہم ایسی مداخلت کی ذمہ داری صرف ارکان پارلیمنٹ پر نہیں ڈالی جا سکتی۔

صدر اور وزیراعظم کے درمیان ملاقاتوں اور خطوط کے تبادلوں کے باوجود ان کے درمیان اختلافات ختم نہیں ہوسکے۔ ایک سرکاری اہلکار نے کہا کہ صدر اور جی ایچ کیو کا موقف بے نظیر سے مختلف ہے۔ اس وقت سرکاری اور کاروباری سرگرمیاں جمود کا شکار ہیں۔ یہ تشویش ناک صورتحال کسی وقت بھی کوئی فیصلہ کن موڑ لے سکتی ہے۔

برطانوی جریدے "اکنامسٹ" نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ اگلا نومبر کا مہینہ بے نظیر کے لیے فیصلہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ سارے مسائل خود ان کے پیدا کردہ ہیں۔ افراط زر بیس فیصد تک پہنچ گیا ہے، اپنی حکومت بچانے کے لیے بے نظیر کو صدر، عدلیہ، فوج اور آئی ایم ایف کو مطمئن کرنا ہوگا۔

ایک حالیہ سروے کے مطابق وزیراعظم بے نظیر کے تین سالہ دور اقتدار میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں پچاس فیصد اضافہ ہوا ہے۔

17 اکتوبر کو ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے عمران خان نے کہا کہ ملک کی باگ ڈور ہمیں دے دی جائے تو تین سال کے اندر ملک کو ایشیا کا ٹائیگر بنا دیں گے۔ بے نظیر اور نواز شریف کے بارے میں قاضی صاحب کا موقف درست ہے۔

لاہور میں ایک امریکی سفارت کار نے کہا کہ پاکستان کی سیاسی تبدیلیوں میں امریکی کردار کا تاثر درست نہیں ہے۔ ہم بے نظیر یا نواز شریف میں کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے۔

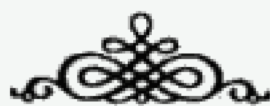
زرداری کی پُراسرار روانگی

17 اکتوبر کو اچانک آصف زرداری لاہور سے دبئی کے راستے لندن کے لیے روانہ ہوگئے۔ ان کے ایک دوست شیرازی ان کے ہمراہ ہیں۔ وہ اچانک اسلام آباد سے لاہور آئے۔ ڈھائی گھنٹے گورنر ہاؤس میں رہے۔ ان کے چار بریف کیس ایئرپورٹ لے جائے گئے، لاہور سے دبئی جانے والی پی آئی اے کی پرواز میں ان کا سامان بک کیا گیا۔ دو بورڈنگ کارڈ گورنر ہاؤس لائے گئے، جہاز کی روانگی کے وقت وہ ایئرپورٹ پہنچے، زرداری اور شیرازی جہاز میں سوار ہونے والے آخری مسافر تھے۔ ان کی آمد کے انتظار میں پرواز میں پندرہ منٹ تاخیر ہوئی۔ ان کے دورے اور اس کے مقاصد کو بالکل خفیہ رکھا گیا۔ 22 اکتوبر کو زرداری کے ایک دوسرے قریبی دوست فوزی کاظمی بھی کراچی سے دبئی کے لیے روانہ ہوگئے۔ شہباز شریف نے کہا کہ وفاقی وزیر زرداری کا چوروں کی طرح ملک سے فرار ہونا باعث شرم ہے۔ انہیں واپس لایا جائے۔ عمران خان نے کہا کہ آصف زرداری ملک کی سب سے بڑی بیماری ہے، وہ کرپٹ ترین شخص ہے۔

بے نظیر کا انٹرویو

18 اکتوبر کو ایک انگریزی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ مجھے صدر، فوج یا مغربی ممالک نے وزیراعظم نہیں بنایا ہے۔ جب تک عوام چاہیں گے میں وزیراعظم رہوں گی۔ صدر مجھ سے مشورہ کیے بغیر پارلیمنٹ کو خط اور سپریم کورٹ کو ریفرنس نہیں بھیج سکتے۔ صدر کو فنی اعتبار سے اس بارے میں غلط مشورہ دیا گیا ہے۔

حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ آئینی طور پر حکومت تبدیل نہیں کی جاسکتی۔ اگر عدالتوں کے ذریعے پارلیمانی نظام کو صدارتی نظام میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ وزیراعظم ہاؤس میں آکر استعفیٰ نہیں دیں گی۔



باب 19

جماعت اسلامی کی دھرنا مہم اور حکومت

جماعت اسلامی نے دھرنا مہم میں دو دن کی توسیع کر دی۔ اب یہ 27 سے 29 اکتوبر تک مسلسل تین روز جاری رہے گا۔ قاضی صاحب نے خواتین سے اپیل کی کہ وہ 28 اکتوبر کو اس میں بچوں سمیت شامل ہو جائیں تاکہ 29 اکتوبر کو بے نظیر حکومت کے ساتھ دھرنا ختم ہو۔ صدر تذبذب سے نکل کر فوری طور پر حکومت کو چلتا کر دیں۔ انتخابات سے قبل احتساب کا عمل ضروری ہے۔ جو دو سال سے کم عرصے میں بھی مکمل ہو سکتا ہے۔ راجہ ظفر الحق نے قاضی صاحب سے ملاقات کر کے بتایا کہ اپوزیشن جماعتیں دھرنے میں بھرپور شرکت کریں گی۔ اکبر بگتی کی جمہوری وطن پارٹی نے بھی دھرنے میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ جنرل حمید گل نے کہا کہ وہ بھی اس میں شرکت کریں گے۔ عبدالستار ایدھی نے بھی تعاون کی پیش کش کر دی۔ عمران خان نے کہا کہ ہم دھرنے میں جماعت کا ساتھ دیں گے۔ حامد ناصر چٹھہ نے شرکت سے معذرت کر لی۔

اسلامی نظام کا نفاذ

18 اکتوبر کو لاہور میں مینار پاکستان کے سائے میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام ایک بڑے اجتماع سے بطور مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر میں دوبارہ وزیراعظم بنا تو سب سے پہلے اسلامی نظام نافذ کروں گا۔ جو پوری قوم کی خواہش ہے۔ جمعیت کے سربراہ پروفیسر ساجد میر نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ موجودہ حکومت فحاشی، عریانی، بدعنوانی اور لادینیت کو فروغ دے رہی ہے۔ نواز شریف اقتدار میں آ کر ملک کو ان سے

نجات دلائیں گے۔

صدر لغاری کا اعتراض

صدر لغاری نے وزیر اعظم کو ایک خط ارسال کیا جس میں انہوں نے کہا کہ حکومت نے احتساب بل کے مسودہ کی کابینہ میں منظوری لینے اور اسے اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل صدر کو باضابطہ طور پر اس کی اطلاع نہ دے کر آئین کے آرٹیکل 46 کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس آرٹیکل کے مطابق وزیر اعظم کا فرض ہے کہ وہ صدر کو کابینہ کے فیصلوں اور قانون سازی کے بارے میں تجاویز سے مطلع رکھیں۔ صدر نے سپیکر قومی اسمبلی سے احتساب کے بارے میں قانون سازی کی تفصیل طلب کر لی۔

نواز شریف نے کہا کہ یہ بل عدلیہ کو یرغمال بنانے اور آئینی اداروں کو اپنا تابع بنانے کی ایک سازش ہے۔ سرکاری بل میں 32 ارکان اسمبلی کو یہ اختیار دینا تجویز کیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی جج کو جبری چھٹی پر بھیج سکتے ہیں۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے احتساب کا اختیار آصف زرداری اور نواز کھوکھر کو نہیں دیا جا سکتا۔ بل کسی صورت میں منظور نہیں ہونے دیا جائے گا۔ بے نظیر، ان کے شوہر اور کرپٹ ساتھی احتساب سے نہیں بچ سکتے۔ بے نظیر بتائیں کہ آصف زرداری کسی خفیہ مشن پر باہر گئے ہیں۔ وہ مستعفی ہو کر اپنی جان بچا لیں ورنہ انہیں زبردستی الگ کر دیا جائے گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ وزیر اعظم احتساب کے بارے میں مخلص ہیں تو مستعفی ہو کر خود کو احتساب کے لیے پیش کریں۔ عمران خان نے کہا کہ صدر کرپٹ حکومت کو ہٹا کر نئی ٹیم کو موقع دیں۔ نواز شریف کرپٹ نظام کو بچانے کے لیے کوشاں ہیں۔

بے نظیر کی ملاقاتیں

21 اکتوبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے احتساب بل کے بارے میں اپنا موقف بیان کیا۔ لیکن اس ملاقات میں بھی تعلقات میں کسی بہتری کے بجائے مزید تلخیوں ہی میں اضافہ ہوا۔ اسی روز بے نظیر نے وزیر اعظم ہاؤس میں آرمی چیف سے دو گھنٹے تک مذاکرات کیے اور آئی ایم ایف سے معاہدہ سے متعلق تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر نے انہیں یقین دلایا کہ دفاعی بجٹ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور ملک کی موجودہ صورتحال میں بری فوج کے سربراہ کی غیر جانبداری پر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔

اپنے غیر دانشمندانہ اور غیر حکیمانہ اقدامات کے باوجود بے نظیر اس خام خیالی میں مبتلا تھیں کہ ملاقاتیں انہیں بحران سے نکال سکتی ہیں۔ پارلیمنٹ میں مطلوبہ اکثریت نہ رکھنے کے

باوجود انہوں نے آئین میں ترمیم کا 13 واں بل قومی اسمبلی میں پیش کر کے خود اپنی شامت کو دعوت دی اور صدر مملکت سے مخالفت میں مزید اضافہ کر لیا۔ صدر سے اپنی بے نتیجہ ملاقات کے بعد پھر کہا کہ میں استعفیٰ نہیں دوں گی۔ صدر نے کہا کہ جب بھی ملک و قوم کے مفاد میں ہو گا وہ اپنا آئینی اختیار استعمال کریں گے۔ ان حالات میں بے نظیر اپنی برطرفی کو تو نہیں روک سکتیں۔ ملک بھر میں تبدیلی کی قیاس آرائیاں عام ہو گئیں، سیاسی ذرائع کے مطابق تبدیلی کا "کاؤنٹ ڈاؤن" شروع ہو چکا ہے۔ اکتوبر کے آخری یا نومبر کے پہلے ہفتے میں فیصلہ کن اقدام متوقع ہے۔ اس کے باوجود بے نظیر نے پھر کہا کہ اسمبلیاں ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں، نئے انتخابات کی باتیں کرنے والے غلط فہمی کا شکار ہیں۔

دھرنے کے خلاف اقدامات

وفاقی حکومت نے دھرنا روکنے کے لیے طاقت کا استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ قافلے راستے میں روک لیے جائیں گے۔ سرگرم کارکنوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دھرنا دینے والوں کو اسلام آباد میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ 22 اکتوبر کو راولپنڈی میں راجہ امتیاز، ملک عبدالرؤف اور شبیر احمد کو گرفتار کر کے نامعلوم جگہ منتقل کر دیا گیا۔ 23 اکتوبر کو ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، گجرات، جہلم، منڈی بہاء الدین، سیالکوٹ، شیخوپورہ، ہزارہ اور نوشہرہ میں جماعت کے کارکنوں کے گھروں پر چھاپے مار کر سینکڑوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ پشاور میں پولیس نے ریلی پر شیلنگ اور لاٹھی چارج کر کے صوبہ سرحد کے امیر پروفیسر ابراہیم، پارلیمانی لیڈر عنایت الحق اور سراج الحق کو گرفتار کر لیا۔ اسلام آباد اور چارسدہ میں بھی ریلی پر لاٹھی چارج کر کے متعدد رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔ راولپنڈی میں جیلیں اور تھانے جماعت کے کارکنوں سے بھر گئے۔ دھرنا کو ناکام بنانے کے لیے انتظامیہ کو فری ہینڈ دے دیا گیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ یہ گرفتاریاں دھرنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔ کارکنان 27 اکتوبر کو اسلام آباد کی شاہراہوں پر خون کی طرح دوڑ جائیں اور کسی رکاوٹ کو خاطر میں نہ لائیں۔ ہم دھرنے کے دوران اسلام آباد میں امن و امان کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ لیکن حکومت نے طاقت کا استعمال کیا تو نتائج کی وہ خود ذمہ دار ہو گی۔ ہمارے پرامن قافلے پارلیمنٹ ہاؤس پہنچ کر دم لیں گے۔ قاضی صاحب نے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ درود شریف پڑھتے ہوئے آئیں اور قرآن پاک کا نسخہ اپنے ہمراہ لائیں۔ جمعیت علماء پاکستان نے بھی دھرنے میں شرکت کا اعلان کر دیا۔ مولانا نورانی، جنرل (ر) اظہر اور حامد سعید کاظمی بھی موجود ہوں گے۔ شیخ رشید نے کہا کہ میں دھرنے میں شرکت کروں گا۔ قوم جماعت اسلامی اور مسلم لیگ میں اتحاد کی خواہاں ہے۔

منی بجٹ

22 اکتوبر کو سٹیٹ بینک کے گورنر ڈاکٹر محمد یعقوب نے ایک پریس کانفرنس میں تیرہ ارب روپے کے نئے ٹیکس لگانے کا اعلان کر دیا- روپے کی قیمت میں ساڑھے آٹھ فیصد مزید کمی کر دی گئی- پٹرول اور گیس کی قیمتوں میں دس فیصد اضافہ کیا گیا' درآمدات پر تین فیصد سروس چارجز عائد کر دیئے گئے' غیر ملکی سفر کے کرایوں' پاسپورٹ فیس اور ایئرپورٹ ٹیکس کی شرح میں بھی اضافہ کر دیا گیا- ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ منی بجٹ کا اعلان گورنر سٹیٹ بینک سے کرایا گیا- بے نظیر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ صوبوں کو مرکز سے کوئی اضافی یا ہنگامی گرانٹ نہیں ملے گی- وہ اپنا بجٹ خسارہ زرعی ٹیکس لگا کر پورا کریں-

نواز شریف نے کہا کہ ٹیکسوں میں اضافہ اور روپے کی قدر میں کمی کا فیصلہ قوم کی کمر توڑ دے گا- اس طرح دفاعی بجٹ خود بخود پانچ فیصد کم ہو گیا- قاضی صاحب نے کہا کہ مہنگائی میں 25 فیصد اضافہ ہو جائے گا- پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ مالی بل کے اعلان کا کوئی اختیار سٹیٹ بینک کو حاصل نہیں ہے-

سالانہ رپورٹ

24 اکتوبر کو سٹیٹ بینک نے 96-1995 کی سالانہ رپورٹ جاری کر دی- رپورٹ کے مطابق دوران سال حکومت اپنے اقتصادی اہداف حاصل نہیں کر سکی- ناقص کارکردگی کی وجہ سے بجٹ خسارے میں اضافہ ہوا- حکومت نے ہدف سے 26 ارب روپے کے اضافی قرضے لیے- برآمدات اپنے ہدف سے آدھی رہ گئیں جبکہ درآمدات میں چھ فیصد اضافہ ہو گیا- افراط زر کی شرح میں بھی اضافہ ہوا ہے- رپورٹ میں حکومت کو مالیاتی شعبوں کی اصلاح پر متوجہ کیا گیا-

ہڑتال کی کال

23 اکتوبر کو اپوزیشن جماعتوں کے اجلاس کے بعد اسلام آباد میں ایک پریس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے منی بجٹ کے خلاف 26 اکتوبر کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کر دیا- وزیر اعظم نے اپنی یقین دہانیوں کے باوجود صرف چار ماہ بعد پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر منی بجٹ پیش کر دیا- عوام کی خوشحالی کے وعدے کیے گئے' بے نظیر کو سازش کے ذریعے اقتدار میں لانے والے اب قوم کو جواب کیوں نہیں دیتے- موجودہ حکومت کو ختم کر کے فوری طور پر نئے انتخابات کرائے جائیں- تاجروں نے ہڑتال کی حمایت کا اعلان کر دیا- آج تک وزیر خزانہ کے

ہوتے ہوئے سٹیٹ بینک کے گورنر نے ٹیکسوں کے نفاذ کا اعلان نہیں کیا۔ جماعت اسلامی اور ایم کیو ایم نے بھی ہڑتال کی بھرپور حمایت کا اعلان کر دیا۔ بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری نے کہا کہ ہڑتال ملک کے خلاف سازش ہے۔

وفاقی حکومت نے وزیر خزانہ مخدوم شہاب الدین کی جگہ نوید قمر کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔

صدر سے قاضی صاحب کی ملاقات

24 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کی۔ اس دوران بیشتر وقت نصیر بابر بھی موجود رہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ دھرنے کے پرامن رکھنے کی ضمانت دینے کے باوجود حکومت تصادم کا راستہ اختیار کر رہی ہے۔ ہم بدمزگی نہیں چاہتے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وزیراعظم لاشیں گرانا چاہتی ہیں۔ صدر نے وزیر داخلہ سے کہا کہ وہ پارلیمنٹ کے علاوہ اسلام آباد کے بجائے راولپنڈی میں اپنا مظاہرہ کرے۔ اس کے کارکن اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ نصیر بابر نے صدر لغاری کی تجویز کو مسترد کر کے ثابت کر دیا کہ حکومت سیاسی حالات کے رخ کا اندازہ کرنے میں قطعی طور پر ناکام اور اپنے انجام سے بے خبر ہے۔ دوسروں کو اسلام آباد میں داخل ہونے کی دھمکی دینے والے اس حقیقت سے لاعلم تھے کہ اسلام آباد سے ان کی اپنی بے دخلی بہت نزدیک ہو سکتی ہے۔

قاضی صاحب نے کہا کہ ہم ہر صورت میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کریں گے۔ یہ ہمارا آئینی حق ہے۔

25 اکتوبر کو نواز شریف نے کہا کہ ہم قاضی صاحب کے دھرنے کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ 1996ء تبدیلی کا سال ہے۔ سردار شیرباز خان مزاری نے کہا کہ دھرنا قوم کی آواز ہے، حکومت بوکھلا گئی ہے۔

آصف زرداری کے گھوڑے

آصف زرداری کے گھوڑوں کا پورے ملک میں چرچا ہے۔ وزیراعظم ہاؤس میں ان کے گھوڑوں کے لیے خصوصی اصطبل تعمیر کیے گئے ہیں۔ 13 سے 15 اکتوبر کے دوران دو دن کے اندر انتہائی قیمتی 28 گھوڑے مر گئے تھے۔ 24 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ نے زرداری کو ہدایت دی کہ وہ 25 نومبر کو عدالت میں آ کر ان گھوڑوں کے مرنے کے اسباب کی وضاحت کریں اور یہ بتائیں کہ ان گھوڑوں کو ملک میں لانے سے قبل ان کے ڈاکٹری معائنہ سمیت تمام ضروری

تقاضے پورے کیے گئے تھے یا نہیں۔

ٹرینوں پر پابندی

25 اکتوبر حکومت پاکستان نے ایکسپریس ٹرینوں کی راولپنڈی داخلے پر پابندی عائد کر دی اور ان کے روٹ تبدیل کر دیئے، ہزاروں مسافروں کو اس بناء پر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام آباد کے تمام تعلیمی ادارے تین دن کے لیے بند کر دیئے گئے۔ جماعت کے کارکنوں کی گرفتاریوں اور چھاپوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ بے نظیر نادان دوستوں کی بے بنیاد رپورٹوں پر احمقانہ کارروائیاں نہ کریں۔

25 اکتوبر کو پولیس نے جماعت اسلامی صوبہ سرحد کے مرکزی دفتر پر چھاپہ مار کر تیرہ افراد کو گرفتار کر لیا اور دعویٰ کیا کہ اس نے دفتر سے ڈائنا مائٹ، اسلحہ، کارتوس اور دھماکہ خیز مواد برآمد کیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے اسے سفید جھوٹ اور عوام کو گمراہ کرنے کی سازش قرار دیا اور کہا کہ گرفتاریاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتیں۔ حکومت اس درجہ خوفزدہ ہے کہ بسیں روک کر تلاشیاں لی جا رہی ہیں، داڑھی والوں اور قرآن مجید رکھنے والوں کو اتار دیا جاتا ہے۔ لیکن ان تمام رکاوٹوں کے باوجود ہمارے قافلے اسلام آباد پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ جماعت اسلامی کے انتہا پسندوں کے ہاتھوں میں قرآن اور پیچھے کلاشنکوف اور بم ہوں گے۔ یہ اسلام آباد میں دہشت گردی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں اسلام آباد میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ وہ اپنی سیاسی قوت کا مظاہرہ لیاقت باغ پنڈی میں کریں۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر حکمت یار کے حامیوں نے دھرنے میں شرکت کی تو ان کے حامیوں اور اہل خانہ کو فوری طور پر پاکستان بدر کر دیا جائے گا۔

ہڑتال

26 اکتوبر کو متحدہ اپوزیشن، تاجر برادری اور ٹرانسپورٹروں کی اپیل پر منی بجٹ اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کے خلاف پورے ملک میں مکمل ہڑتال ہوئی، احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ وزیراعظم کے پتلے جلائے گئے، پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا اور گرفتاریاں کیں۔ بی بی سی اور دیگر عالمی نشریاتی اداروں نے کہا کہ ہڑتال ہر لحاظ سے کامیاب رہی، نظام زندگی مفلوج ہو گیا۔

نواز شریف نے کہا کہ تاریخی ہڑتال کے ذریعہ قوم نے بے نظیر حکومت پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ بے نظیر فوری طور پر مستعفی ہو جائیں۔ بحران کا واحد حل عبوری حکومت کے تحت فوری انتخابات ہیں، اپوزیشن عوام کی توقعات پر پوری اترے گی۔ 96ء کو تبدیلی کا سال

بنانے کا ہمارا عزم رنگ لا رہا ہے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ عوام نے اپوزیشن کی ہڑتال مسترد کر دی۔ اسی طرح دھرنا بھی ناکام بنا دیں گے۔

وسیم سجاد کا اظہار خیال

26 اکتوبر کو قائم مقام صدر وسیم سجاد نے کہا کہ صدر لغاری نے بیرون ملک روانگی کے وقت جو پیغام مجھے دیا ہے وہ ایک قومی راز ہے۔ اس وقت عوام صرف کرپشن ہی سے نہیں بلکہ دیگر کئی مسائل سے بھی پریشان ہیں۔ اگر اسمبلی توڑنے کے حالات پیدا ہوئے تو اس بارے میں سوچوں گا۔ آئینی ماہرین نے کہا کہ قائم مقام صدر کو صدر کے مکمل اختیارات حاصل ہوتے ہیں، وہ بھی اسمبلی توڑ سکتے ہیں۔

لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ

26 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے جماعت اسلامی کی رٹ درخواست پر اپنے فیصلے میں کہا کہ شہریوں کی نقل و حرکت پر پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ کارکن پرامن طور پر پارلیمنٹ ہاؤس تک جا سکتے ہیں۔ حکومت سفارت خانوں کی حفاظت کے لیے رینجرز متعین کر سکتی ہے۔ جماعت کے نائب امیر اسلم سلیمی نے عدالت کو یقین دلایا کہ ہم پارلیمنٹ کے جنگلے سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ شرکاء قاضی صاحب کے خطاب کے بعد پرامن طور پر منتشر ہو جائیں گے۔

لیاقت بلوچ نے کہا کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے باوجود ہمارے متعدد جلوسوں کو اسلام آباد جانے سے زبردستی روک دیا گیا، ہمارے سینکڑوں کارکن گرفتار کر لیے گئے، عدلیہ لاہور انتظامیہ کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی کرے۔ جماعت اسلامی کے صدر دفتر منصورہ لاہور کی تمام ٹیلی فون لائنیں اور فیکس کاٹ دیئے گئے۔ مینار پاکستان کے قریب دھرنا پروگرام میں شرکت کے لیے جانے والے کارکنوں پر رات بارہ بجے پولیس نے دھاوا بول دیا اور زبردست شیلنگ کی۔ کئی افراد زخمی ہوگئے۔ نائب امیر لیاقت بلوچ کو اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ دوسرے مقامات پر بھی ہزاروں کارکنان گرفتار کر لیے گئے۔ لیاقت بلوچ کو 28 ساتھیوں سمیت ریمانڈ پر جیل بھیج دیا گیا۔ فیصل آباد، لاہور، لالہ موسیٰ، وزیر آباد اور چکوال ریلوے سٹیشنوں پر ٹرینوں کو روک کر تلاشی لی گئی، ہزاروں کارکنوں کو اتار لیا گیا۔ فیصل آباد میں چناب ایکسپریس کی بوگیاں علیحدہ کر دی گئیں۔ پنڈی پہنچنے میں کامیاب ہونے والے ڈھائی ہزار کارکنان کو گرفتار کر کے اڈیالہ

جیل لے جایا گیا۔

26 اکتوبر کو سینکڑوں اہلکاروں نے صوبہ سرحد کے سابق امیر مولانا گوہر رحمٰن کی گرفتاری کے لیے دارالعلوم پر چھاپہ مارا لیکن مولانا وہاں موجود نہیں تھے۔ قاضی حسین احمد اور دوسرے متعدد رہنما گرفتاری سے بچنے کے لیے کسی محفوظ مقام پر منتقل ہوگئے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہمارے کارکن کبھی قانون ہاتھ میں نہیں لیتے۔ حکومت عدلیہ کے احکام کی پابندی کرے۔

27 اکتوبر کو حکومت نے راولپنڈی اور اسلام آباد کی مکمل ناکہ بندی کردی۔ اسلام آباد ایک قلعہ بند شہر میں تبدیل ہوگیا۔ شہر پر ہیلی کاپٹر پرواز کرتے رہے۔ تمام داخلی راستوں کو بند کرکے خاردار تار لگا دیئے گئے۔ پنڈی شہر کا پورے ملک سے سڑک اور ریل کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ صرف فضائی سروس بحال رہی۔ راوی، جہلم اور چناب کے تمام پل بند کر دیئے گئے، لوگوں نے کشتیوں پر دریا عبور کیے۔

دھرنا

چاروں طرف سے ناکہ بندی کے باوجود ہزاروں افراد دھرنا پروگرام میں شرکت کے لیے مری روڈ راولپنڈی پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ قاضی صاحب اچانک ایک گلی سے نکل کر مری روڈ پر آئے تو کارکنوں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ قاضی صاحب، مولانا نورانی، اعجاز الحق، شیخ رشید، جاوید ہاشمی، کے ایم اظہر، سید منور حسن، حافظ ادریس میاں مقصود، ڈاکٹر کمال، مولانا عبدالجلیل، تحریک جعفریہ کے کارکنان اور دوسرے رہنما جب گیارہ بجے دن کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جلوس کو لے کر اسلام آباد کی طرف بڑھے تو زبردست شیلنگ شروع ہوگئی۔ فیض آباد چوک سے لیاقت باغ تک آٹھ کلومیٹر کا علاقہ دن بھر میدان جنگ بنا رہا۔ راولپنڈی کی تاریخ کی سب سے زیادہ شدید شیلنگ کی گئی۔ متعدد افراد بے ہوش ہوگئے، آنسو گیس سے گھریلو خواتین اور سکولوں کے معصوم طلباء بھی متاثر ہوئے، پولیس نے آنسو گیس کے وہ شیل استعمال کیے جن کا سول آبادی پر استعمال ممنوع ہے۔ اس سے متاثرہ شخص کی آدھے گھنٹے کے لیے بینائی ختم ہو جاتی ہے اور اسے ٹھیک ہونے میں تین گھنٹے لگتے ہیں۔ فائرنگ اور شیلنگ سے سینکڑوں کارکن زخمی ہوگئے۔ انہیں راولپنڈی کے جنرل ہسپتال لے جایا گیا۔ انتظامیہ نے مری روڈ پر رکاوٹیں ہٹانے اور شرکاء کو اسلام آباد جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے۔ اس کے باوجود قاضی صاحب، مولانا نورانی اور دوسرے رہنما ٹرک پر بیٹھے رہے۔ قاضی صاحب نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم لاٹھی اور گولی سے خوفزدہ نہیں۔ وزیراعظم ہاؤس خالی کرائیں گے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ ہم حکومت کو گرا کر دم لیں گے۔ اعجاز الحق نے کہا کہ آج انقلاب کا آغاز ہوگیا۔ جاوید

بدعنوان، ظالم، خون چوسنے والی
حکومت کے خلاف

قرآن پاک کا نسخہ ہمراہ لائیں
درود شریف پڑھتے آئیں

احتجاجی دھرنا

27 اکتوبر
اسلام آباد

زیر قیادت قاضی حسین احمد
امیر جماعت اسلامی پاک

ہاشمی نے کہا کہ پوری قوم کی نظریں اس مارچ پر ہیں۔ شیخ رشید نے کہا کہ مل کر نہیں بیٹھیں گے تو انقلاب نہیں آئے گا۔ منور حسن نے کہا کہ ظلم کا نظام ختم کر کے رہیں گے۔ آنسو گیس کے بادلوں میں جلوس نے مولانا نورانی کی قیادت میں نماز ظہر ادا کی۔ اعجاز الحق شیل لگنے سے زخمی ہوگئے۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ جاوید ہاشمی کے کندھے پر شیل لگا' مظاہرین مری روڈ کے ساتھ ملحقہ گلیوں میں پھیل گئے۔ عوام نے بھرپور تعاون کیا۔ پانی اور گیلے کپڑے فراہم کیے' اپنے گھروں اور دفاتر میں پناہ دی۔

اسلام آباد میں مظاہرہ

اسلام آباد میں بھی آبپارہ کے علاقے میں تقریباً بارہ بجے جماعت کے سینکڑوں کارکن حکومت کی تمام رکاوٹوں کو ناکام بناتے ہوئے مختلف گلیوں اور بازاروں سے شاہراہ پر آگئے اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف بڑھنے لگے۔ پولیس کی بھاری نفری نے جلوس پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے متعدد کارکن زخمی اور بے ہوش ہوگئے جنہیں ایمبولینس میں ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا۔ لاٹھی چارج اور شیلنگ کے باوجود کارکن قرآن پاک اٹھائے ہوئے "الوداع، الوداع، بے نظیر! الوداع" کے نعرے لگاتے رہے۔ نصیر یا بر دھرنا کا جائزہ لینے کے لیے بار بار فضا میں چکر لگاتے رہے۔

قاضی صاحب نے کہا کہ غیور عوام نے آٹھ گھنٹے تک ریاستی جبر کا مقابلہ کر کے اپنی فتح ثابت کر دی۔ انہوں نے مظاہرین پر ممنوعہ گیس کے استعمال کی مذمت کی۔ اور دھرنے میں شرکت پر مولانا نورانی، شیخ رشید، اعجاز الحق، جاوید ہاشمی، جنرل اظہر اور تحریک جعفریہ کا شکریہ ادا کیا۔ قاضی صاحب نے اعلان کیا کہ 28 اکتوبر کو بھی دھرنا جلوس نکالے جائیں گے۔ ۱۱ نومبر کو ملک بھر کی خواتین اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گی۔

28 اکتوبر کو رکاوٹوں، وحشیانہ لاٹھی چارج، اندھا دھند شیلنگ اور فائرنگ کے باوجود سید منور حسن کی قیادت میں ہزاروں کارکن پارلیمنٹ ہاؤس پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ کارکنوں کی حکمت عملی نے انتظامیہ کو چکرا دیا۔ مظاہرین نے شکرانے کے نوافل پڑھے اور منور حسن کی امامت میں نماز عصر ادا کی۔ پولیس نے اپنا غصہ نکالنے کے لیے مظاہرین پر آنسو گیس کے گولوں کی بوچھاڑ کر دی۔

قاضی حسین احمد، سید منور حسن، نعمت اللہ خان، غفور احمد اور جماعت کے تقریباً تین ہزار کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ اعجاز الحق کو صبح سویرے ہی حراست میں لے لیا گیا۔ قاضی حسین احمد، منور حسن اور غفور احمد کو بعد میں رہا کر دیا گیا۔ اپنی رہائی کے بعد قاضی صاحب نے ایک پُرہجوم پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ 29 اکتوبر کو راولپنڈی کے جلسہ عام میں اپنے آئندہ لائحہ

عمل کا اعلان کریں گے۔

28 اکتوبر کو نصیر بابر نے کہا کہ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے چالیس، پچاس افراد کے اجتماع کو دھرنا نہیں کہا جا سکتا، دھرنا ناکام ہوگیا۔ جماعت اسلامی جنگ ہار گئی، دھرنوں اور ہڑتالوں سے حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔ حکومت کو عوامی تائید حاصل ہے وہ اپنی آئینی مدت پوری کرے گی۔ حکومت اب بھی مذاکرات کے لیے آمادہ ہے۔

28 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس نذیر بھنڈاری نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے لوگوں کی نقل و حرکت محدود کرنے پر راولپنڈی کے ڈی آئی جی، ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی کو توہین عدالت کا نوٹس جاری کر دیا۔ فاضل جج نے کہا کہ خدانخواستہ غیر ملکی فوج نے تو پنڈی یا اسلام آباد پر حملہ نہیں کر رکھا تھا۔ جسٹس بھنڈاری نے کہا کہ انتظامیہ اور پولیس افسران غیر قانونی احکامات ماننے سے انکار کر دیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر ہائی کورٹ نے مجھے طلب کیا تو کہوں گا کہ وہ خود آ کر صورتحال سنبھال لیں۔

جلسہ عام سے خطاب

29 اکتوبر کو کمیٹی چوک راولپنڈی میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ لغاری کو اگر صدر رہنا ہے تو وہ بے نظیر کو برطرف کر دیں۔ ہماری تحریک ابھی ختم نہیں ہوئی۔ حقیقی عادلانہ اسلامی نظام کے قیام تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ بے نظیر نے کہا تھا کہ لوگوں کے آگے قرآن اور پیچھے کلاشنکوف ہوگی۔ ہمیں کلاشنکوف کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ پر ایمان ہمارا اسلحہ ہے۔ ہم چار دن سے یہاں ہیں اور کسی کا سائن بورڈ تک نہیں ٹوٹا۔

قاضی صاحب نے اسلام آباد کے مختلف تھانوں کا دورہ کر کے زیر حراست کارکنان سے ملاقاتیں کیں۔ ہسپتالوں میں زخمی کارکنان کی عیادت کی، آبپارہ مارکیٹ جا کر وہاں کے دکانداروں اور مکینوں کا شکریہ ادا کیا۔

بیرونی تبصرے

28 اکتوبر کو برطانوی اخبار "فنانشل ٹائمز" نے لکھا کہ بے نظیر اپنی سیاسی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہیں۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے انہیں صدر اور فوج کو مطمئن کرنا ہوگا۔ اپنی وزارت عظمیٰ کے دوران خود بھی کرپشن میں ملوث ہونے کے الزام کی وجہ سے سردست انہیں نواز شریف کی جانب سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بی بی سی نے کہا کہ بے نظیر حکومت شدید دباؤ میں

ہے لیکن فی الحال ان کی حکومت کے جلد رخصت ہونے کے امکانات نہیں ہیں۔

امریکی محکمہ خارجہ کے ایک عہدیدار نے کہا کہ اسلام آباد میں دھرنا، احتجاج اور ہڑتالیں پاکستان کا داخلی معاملہ اور جمہوری عمل کا حصہ ہیں۔ ہمارے سفارت کاروں کو ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ پاکستان میں ہماری کوئی پسندیدہ شخصیت نہیں ہے، ہر منتخب رہنما ہمارے لیے قابل قبول ہے۔

جماعت اسلامی کے کارکن کی شہادت

27 اکتوبر کو جماعت کے مرکزی دفتر منصورہ لاہور کے باہر پولیس کی فائرنگ سے ایک کارکن حافظ محمد سعید شدید زخمی ہو گئے تھے۔ 29 اکتوبر کو زخموں کی تاب نہ لا کر ہسپتال میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ قاضی صاحب نے اسلام آباد سے لاہور واپس پہنچ کر ریگل چوک پر محمد یوسف کے جنازہ میں شریک افراد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیش محلوں میں بیٹھے ہوئے ظالم حکمرانوں کے خلاف ہماری جنگ جاری رہے گی۔ جب تک کہ غریب کو اس کا حق اور مظلوم کو انصاف نہیں مل جاتا۔ نواز شریف نے کہا کہ حافظ محمد یوسف کی شہادت بے نظیر حکومت کی انسان کشی کی بدترین مثال ہے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ حکومت آخری ہچکیاں لے رہی ہے۔ پروفیسر خورشید احمد نے حکومت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔

30 اکتوبر کو اعجاز الحق کو رہا کر دیا گیا۔ انہیں ایک جلوس کی شکل میں ان کی رہائش گاہ تک لایا گیا۔ انہوں نے کہا 12 نومبر کو عوامی ریلی اسلام آباد کی طرف مارچ کر سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے قبل ہی حکومت کا کام تمام ہو جائے۔

وزیر اعظم بے نظیر نے کہاہ سازش کی سیاست کا دور ختم ہو چکا ہے۔ الیکشن کرانا وزیر اعظم کا حق ہے۔ فوج مکمل طور پر غیر جانبدار ہے۔ مخلوط حکومت بن سکتی ہے۔ شہید بھٹو گروپ کی اکثریت بیرونی ممالک کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے۔ ان سے مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ ممتاز بھٹو نے کہا کہ بے نظیر، بھٹو خاندان کا نام استعمال نہ کریں۔ بھٹو خاندان بے نظیر کی حماقتوں کا ذمہ دار نہیں۔ انہوں نے نہ تو خود اپنے والد کی موت کا بدلہ لیا اور نہ ہی لینے دیا۔ آصف زرداری نے کہا کہ اگر میں مرتضیٰ کے قتل کا الزام لگنے پر مستعفی ہو جاؤں تو پھر پوری کابینہ کو استعفیٰ دینا پڑے گا۔

قومی اسمبلی کی کارکردگی

قومی اسمبلی نے نومبر 1995 سے اکتوبر 1996ء تک اپنے پارلیمانی سال کے 365 دنوں

میں صرف 375 گھنٹے کام کیا۔ قومی اسمبلی کا فی گھنٹہ خرچ تین لاکھ بیس ہزار روپے ہے۔ 217 ارکان میں سے چٹھہ سمیت 122 ارکان بالکل خاموش رہے۔ بے نظیر نے صرف 210 منٹ خطاب کیا۔ وزیراعظم کے خلاف پہلی مرتبہ لفظ "کمینہ" استعمال کیا گیا، جس پر تحریک استحقاق پیش کی گئی۔

صدر اور عدلیہ سے محاذ آرائی

صدر لغاری نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ میں دائر ریفرنس واپس لینے کی وزیراعظم بے نظیر کی درخواست مسترد کر دی اور کہا کہ ان کے اقدامات کا مقصد ملکی مفادات کا تحفظ اور آئین کی بالادستی برقرار رکھنا ہے۔

9 اکتوبر کو سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس کی سماعت کے موقع پر وکیل شاہد حامد نے خود کو صدر کے نمائندہ کی حیثیت سے پیش کیا۔ جس پر اٹارنی جنرل قاضی جمیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ صدر اور وفاقی حکومت کا اصل نمائندہ میں ہوں۔ اس پر چیف جسٹس نے صدر مملکت کا وہ خط پڑھ کر سنایا جس میں شاہد حامد کو انہوں نے اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔ اٹارنی جنرل قاضی جمیل نے صدر کی جانب سے ان کے علاوہ کسی اور وکیل کی خدمات حاصل کرنے پر عہدہ سے استعفیٰ دے دیا جسے صدر نے منظور کر لیا اور شاہد حامد کو ایوان صدر کا وکیل بنا دیا۔

ایڈووکیٹ قاضی جمیل کے چیمبر کے ایک وکیل نے پشاور ہائی کورٹ میں جسٹس سجاد علی شاہ کی تقرری کے خلاف رٹ دائر کی تھی جو بعد میں واپس لے لی گئی تھی۔ چیف جسٹس کے قریبی ذرائع نے وزیراعظم کو مشورہ دیا تھا کہ وہ قاضی جمیل کی جگہ کوئی اور وکیل مقرر کر لیں اور قاضی جمیل کو اپنا قانونی مشیر بنا لیں لیکن بے نظیر نے یہ مشورہ ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

18 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے نئے اٹارنی جنرل کے لیے اقبال حیدر کا نام پیش کیا جس سے صدر نے اتفاق کر لیا۔

22 اکتوبر کو صدارتی ریفرنس کی سماعت کے دوران چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے وزیر مملکت رضا ربانی کے اس بیان کا سخت نوٹس لیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ جج مقدس گائے نہیں ہیں، ان کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔ اٹارنی جنرل اقبال حیدر نے معافی مانگی اور کہا کہ وہ اس پر شرمندہ ہیں۔

عدلیہ کی خودمختاری

31 اکتوبر کو چیف جسٹسز کمیٹی کے اجلاس میں جو چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی صدارت میں

منعقد ہوا، عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی میں تاخیر پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے مناسب جوڈیشل مجسٹریٹوں کی تقرری میں غیر معمولی تاخیر سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

31 اکتوبر کو باوثوق ذرائع نے بتایا کہ صدر نے وزیراعظم کی پاور شیئرنگ کی پیش کش مسترد کر دی اور کہا کہ بے نظیر حکومت کرپشن کی تمام حدود عبور کر گئی ہے۔ صدر نے ان کی برطرفی کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ ابھی مناسب وقت کا تعین نہیں ہوا ہے۔

فوجی افسران کو سزائیں

30 اکتوبر کو بے نظیر حکومت کے خلاف سازش کرنے اور فوجی بغاوت کے ذریعے اسلامی انقلاب برپا کرنے کے الزام میں جنرل کورٹ مارشل نے بریگیڈیئر مستنصر کو چودہ سال، میجر جنرل عباسی کو سات سال، کرنل عنایت اللہ کو چار سال اور کرنل آزاد منہاس کو دو سال قید کی سزائیں سنا دیں۔ بری فوج کے سربراہ نے فیصلے کی توثیق کر دی۔ سپریم کورٹ نے رٹ درخواست مسترد کر دی۔ تمام افسران صوفی محمد اقبال کے مرید تھے جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ وہ ٹیکسلا میں اپنے آستانہ پر تبلیغ کرتے تھے اور یہ افسران ان کی تبلیغی نشستوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔

وٹو کی درخواست کی سماعت

20 اکتوبر کو وٹو کی درخواست کی سماعت کے دوران لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے حکومت پنجاب سے دریافت کیا کہ کیا وہ منظور وٹو کو ایوان میں اپنی اکثریت ثابت کرنے کا موقع دے سکتی ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ وہ ہدایت لے کر اس بارے میں کچھ کہہ سکتے ہیں۔ صوبے میں یہ قیاس آرائی کی جا رہی تھی کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ عدالت وٹو حکومت کو بحال کر دے۔

22 اکتوبر کو صدر لغاری نے وفاقی حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ پنجاب میں عدالتی فیصلے کی روشنی میں کسی امکانی تبدیلی کے پیش نظر ہارس ٹریڈنگ کا راستہ اختیار نہ کرے۔ اور نہ ہی ارکان اسمبلی کو دوسرے شہروں میں منتقل کیا جائے۔ صدر نے وزیراعلیٰ نکئی کو بھی ہدایت دی کہ وہ وٹو کی ممکنہ بحالی کی صورت میں جمہوری روایات کا احترام کریں۔ لیکن صدر کی ان ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 29 اکتوبر کو پی ڈی ایف نے اپنے 72 ارکان اسمبلی کو وزراء کی قیادت میں کراچی، پشاور، آزاد کشمیر اور دیگر علاقوں میں بھجوا دیا۔ آصف زرداری ان

کی نگرانی پر مامور ہیں۔

30 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ نے وٹو کیس میں اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو نے عدالت کو یہ تحریری یقین دہانی کرائی کہ اگر عدالت انہیں وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر بحال کرتی ہے تو وہ پنجاب اسمبلی کو نہیں توڑیں گے۔

صوبہ سندھ

کراچی میں مڈنائٹ آپریشن کا سلسلہ جاری رہا۔ یکم تا 7 اکتوبر سی آئی اے اور پولیس نے شب کو شریف آباد، بلدیہ، الکرم، سکوائر، راجپوت کالونی، نیو کراچی، کورنگی، عثمان آباد اور مختلف علاقوں میں چھاپے مار کر بچوں، ایم کیو ایم کے یونٹ انچارج سمیت 69 افراد کو گرفتار کر لیا اور پولیس کے مطابق بھاری تعداد میں اسلحہ اور لوٹا ہوا مال برآمد ہوا۔ اورنگی اور کورنگی میں ہوائی فائرنگ ہوئی۔ پولیس کے ایک گشتی دستے اور تھانیدار پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی۔ پولیس نے دعویٰ کیا کہ ایم کیو ایم کے روپوش سیکٹر انچارج نوید مرتضیٰ کو پندرہ سرکاری اہلکاروں سمیت چالیس افراد کے قتل کے الزام میں مطلوب تھا، فائرنگ کے تبادلہ کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے پاس سے محمد مجتبیٰ نام کا جعلی شناختی کارڈ ملا اور ملزم نے دو فوجیوں اور ایک سپاہی کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔

19 اکتوبر کو نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے سندھ اور کراچی میں دہشت گردوں کا صفایا کر کے امن قائم کر دیا۔ اس لیے آپریشن مڈنائٹ جیکالز اب ختم کیا جا رہا ہے۔ ایم کیو ایم کو چندہ دینے والے پاکستانیوں کو مشرق وسطیٰ سے بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

بے نظیر کی صدر لغاری سے ملاقات

یکم نومبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے اچانک ایوان صدر جا کر صدر لغاری سے ملاقات کر کے منظور وٹو کیس پر تبادلہ خیال کیا۔ عدالت عالیہ نے وٹو کیس میں اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا تھا اور وٹو کی وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر بحالی کے قوی امکان کے پیش نظر حکومت نے پنجاب اسمبلی کے اراکین کو مختلف محفوظ مقامات پر منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ صدر نے عدالتی فیصلے سے قبل ہارس ٹریڈنگ کی اطلاعات پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور ہدایت کی کہ عدالتی فیصلوں پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے اور بدعنوانیوں کی روک تھام کی جائے۔ بے نظیر نے صدر کو ان کی ہدایات پر عمل کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

اس یقین دہانی کے باوجود 2 نومبر کو پنجاب اسمبلی کے متعدد ارکان کو مری، پشاور، مظفر

آباد، سوات اور کراچی منتقل کر دیا گیا۔ دس صوبائی وزراء نگرانی کے لیے ان کے ہمراہ ہیں۔ خفیہ ایجنسیوں کے درجنوں اہلکار ان کی نگرانی پر مامور ہیں۔ کراچی میں پنجاب اسمبلی کے ارکان کی میزبانی کے فرائض دو وفاقی وزراء اور ایک صوبائی وزیر انجام دے رہے ہیں۔ انہیں وڈیروں کے خالی بنگلوں میں رکھا گیا ہے۔ اور ان کی تفریح طبع کے لیے بھی خاطر خواہ انتظامات موجود ہیں۔ بے نظیر اور آصف زرداری جوڑ توڑ کے لیے خود بھی لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ بی بی سی نے کہا کہ اب تک 64 اراکین اسمبلی کو پنجاب سے باہر منتقل کیا جا چکا ہے۔

وٹو کا صدر لغاری کے نام خط

منظور وٹو نے صدر لغاری کے نام اپنے ایک خط میں کہا کہ انہیں سیاسی طور پر ناکام بنانے کے لیے پنجاب اسمبلی کے اراکین کو زبردستی مختلف مقامات پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ وٹو نے صدر سے اپیل کی کہ وہ ان غیر آئینی اقدامات کو رکوائیں۔ شہباز شریف نے کہا کہ اراکین کی آزادانہ نقل و حرکت کو ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ پنجاب میں ہارس ٹریڈنگ جمہوریت کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر یرغمال ارکان اسمبلی کو آزاد کرائیں۔

آصف زرداری نے لاہور میں کہا کہ اگر عدالت نے وٹو کے حق میں فیصلہ دیا تو ہم ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لائیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ وٹو اپنی اکثریت ثابت نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

2 نومبر کو پنجاب اسمبلی میں پارٹی پوزیشن یہ تھی:

پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتیں	114
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	91
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	30
وٹو گروپ	3
دوسری جماعتیں اور آزاد ممبران	10
	248

پارٹی پوزیشن سے ظاہر ہے کہ وٹو عدالت کے ذریعے ممکنہ بحالی کے بعد نواز شریف کی حمایت کے باوجود اسمبلی میں اکثریت حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن بطور وزیراعلیٰ وہ اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس دے کر پنجاب میں نئے انتخابات کے لیے راہ ہموار کر سکتے ہیں۔ پیپلز پارٹی اس امکان کو روکنا چاہے گی۔

منظور وٹو حکومت کی بحالی

3 نومبر کو لاہور ہائی کورٹ کی چیف جسٹس مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن، مسٹر جسٹس منیر اے شیخ اور مسٹر جسٹس ملک محمد قیوم پر مشتمل فل بنچ نے وٹو حکومت بحال کر دی۔ اس طرح وہ چھٹی مرتبہ وزیراعلیٰ بنے۔ عدلیہ نے اپنے متفقہ فیصلے میں کہا کہ گورنر دس روز سے قبل ان سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے نہیں کہیں گے۔ نیز گورنر ارکان اسمبلی کی حاضری اور ایسے ماحول کو یقینی بنائیں جس میں وہ آزادانہ ماحول میں اپنے ووٹ کا حق استعمال کر سکیں۔ ہارس ٹریڈنگ کی روک تھام کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں۔ مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن نے کہا کہ عدلیہ کی حکومت سے کوئی لڑائی نہیں ہے۔ ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ یہ دیکھنا ہمارا کام نہیں ہے کہ فیصلوں کے اثرات کیا ہوں گے۔

صدر لغاری نے میاں منظور وٹو کو وزیراعلیٰ کے منصب پر بحالی پر مبارکباد دی اور امید ظاہر کی کہ وہ آئین اور قانون پر سختی کے ساتھ عمل کریں گے۔ وٹو نے کہا کہ اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے انہیں ساٹھ دن کی مہلت ملنی چاہیے۔ میں اس بارے میں سپریم کورٹ سے رجوع کروں گا۔ وٹو نے لاہور میں مقیم وفاقی وزراء سے تمام سہولتیں واپس لے لیں اور کہا کہ یہ وزراء لاہور میں بیٹھ کر ہارس ٹریڈنگ کر رہے ہیں۔ وٹو نے صدر سے اپیل کی کہ وہ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل (ر) راجہ سروپ خان کو ارکان اسمبلی پر دباؤ ڈالنے سے روکیں۔

عدم اعتماد کی تحریک

وٹو کی بحالی کے فوراً بعد پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں کے 85 ارکان اسمبلی نے ایک بج کر 25 منٹ پر ان کی حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرا دی۔ یہ اس بات کی پیش بندی تھی کہ وٹو اسمبلی توڑنے کی ہدایت نہ دے سکیں۔ آئینی لحاظ سے جس سربراہ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک داخل کرائی جا چکی ہو وہ اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس نہیں دے سکتا۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت وٹو کی بحالی کے فیصلے پر عملدرآمد میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ عدم اعتماد کی تحریک کا مقصد ہارس ٹریڈنگ کا نیا بازار گرم کرنا ہے۔ جس پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ ہم بے نظیر حکومت کو جلد ہی چلتا کر دیں گے۔

3 نومبر کو اسلام آباد میں بے نظیر نے اپنی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم عدالتی فیصلے کا احترام کریں گے لیکن سیاسی اقدامات اور حکمت عملی ہمارا حق ہے۔ بعض عناصر پاکستان میں صدارتی نظام لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں خفیہ مذاکرات پر یقین نہیں رکھتی۔

نواز شریف آئینی ترامیم کرانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں جس میں صدر سے اسمبلی توڑنے کا اختیار واپس لینا بھی شامل ہے تو ہم ان کی مرضی کے مطابق مڈٹرم الیکشن کرا دیں گے۔

گارڈین کا تبصرہ

3 نومبر کو لندن کے اخبار "گارڈین" نے لکھا کہ صدر لغاری نے اپنے قریبی حلقے میں کہا کہ وہ ملک کے با اثر طبقے کا کلین اپ چاہتے ہیں۔ مقتدر حلقوں نے بدعنوان افراد کی ایک فہرست تیار کی ہے۔ صدر ان کے خلاف کرپشن کے الزامات کی تحقیقات کرانا چاہتے ہیں۔ اس فہرست میں با اثر سیاست دانوں اور افسروں کے علاوہ وزیراعظم بے نظیر، آصف زرداری اور نواز شریف کے نام بھی شامل ہیں۔

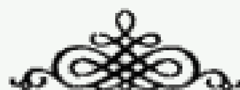
3 نومبر کو سپریم کورٹ کے بنچ کے روبرو ججوں کی تقرری کے حوالے سے صدارتی ریفرنس کی سماعت کے موقع پر صدر کے وکیل شاہد حامد نے کہا کہ آٹھویں آئینی ترمیم سے اختیارات میں توازن آگیا ہے۔ ماضی میں صدر روبوٹ بن گئے تھے۔ اس ترمیم کی وجہ سے پارلیمانی نظام صدارتی نظام میں تبدیل نہیں ہوا ہے۔

3 نومبر کو قاضی حسین احمد نے دیر میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ظالم اور مظلوم کے درمیان معرکہ فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے۔ بے نظیر حکومت کا جلد ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کی کرپٹ حکومت کے خاتمے کے بعد اگر ہماری مرضی کے خلاف عبوری حکومت کا ڈھانچہ تشکیل دیا گیا تو ہم اسے نہیں چلنے دیں گے۔

ممتاز بھٹو نے کہا کہ حکومت خود مستعفی ہو جائے ورنہ بے نظیر کو گھسیٹ کر کرسی سے اتارنا پڑے گا۔ بے نظیر نے خود اعتراف کیا ہے صدر، عدلیہ اور فوج ان کے خلاف ہیں۔

بے نظیر کی صدر سے ملاقات

3 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ایک اہم ملاقات کی۔ بری فوج کے سربراہ بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔ وٹو حکومت کی بحالی کے مضمرات اور پنجاب کے گورنر راجہ سروپ کو سبکدوش کرنے کے معاملات زیر غور آئے۔ بے نظیر نے پھر ہارس ٹریڈنگ میں ملوث نہ ہونے کی یقین دہانی کرائی۔



باب 20

اور اسمبلی ٹوٹ گئی

منگل 5 نومبر کی شب دو بجے آئین کے آرٹیکل 58 (2) بی کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر فاروق لغاری نے قومی اسمبلی کو توڑ دیا۔ جس کے نتیجے میں بے نظیر حکومت برطرف ہوگئی۔ باوثوق ذرائع نے بتایا کہ یہ فرمان جاری کرنے سے قبل صدر اور وزیراعظم کے درمیان چھ گھنٹے طویل ملاقات ہوئی۔ صدر کے اصرار کے باوجود بے نظیر نے اسمبلی توڑنے کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اس ملاقات کے بعد صدر نے اپنے ساتھیوں کو طلب کیا اور اسمبلی برخاست کرنے کا فرمان تیار کرنے کی ہدایت دی۔ بے نظیر نے 20 اکتوبر 1996ء کو اپنی حکومت کے تین سال مکمل کیے تھے۔ صدارتی اختیار کے تحت جو جنرل ضیاء الحق کے دور میں آئین کا حصہ بنے تھے، محمد خان جونیجو، بے نظیر بھٹو، نواز شریف اور اب دوبارہ بے نظیر کا خاتمہ عمل میں آیا۔

بے نظیر بھٹو کو اپنی برطرفی کی اطلاع ایوان صدر کے فیکس سے ملی۔ اس کے موصول ہوتے ہی انہوں نے اپنے عملے کے تمام ارکان کو وزیراعظم ہاؤس طلب کر کے اس صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر بار بار صدر لغاری سے فون پر رابطہ کی کوشش کرتی رہیں لیکن ان سے بات نہیں ہو سکی۔ حکومت کے خاتمے کے وقت آصف زرداری گورنر ہاؤس لاہور میں تھے۔

بے نظیر نے رات سوا دو بجے عبداللہ شاہ کو اسمبلی ٹوٹنے کی اطلاع دی اور انہیں اسلام آباد طلب کر لیا۔ بی بی سی ٹیلی ویژن لندن نے رات تین بجے کی خبروں میں بے نظیر حکومت کے خاتمے کی اطلاع دی۔ یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ خوشی اور اطمینان کی ایک لہر دوڑ گئی۔ لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے رہے، ٹنوں مٹھائی تقسیم کی گئی، شکرانے کے نوافل پڑھے گئے۔ بعض مقامات پر لوگوں نے خوشی میں ہوائی

فائرنگ بھی کی۔ پیپلز پارٹی کے مضبوط گڑھ لیاری اور لاڑکانہ میں بھی جشن کا سماں تھا۔

حفاظتی انتظامات

حکومت کے خاتمے کے اعلان سے قبل ہی تمام ایئرپورٹ سیل کر دیئے گئے تھے، مسلح افواج نے ملک کے اہم مقامات اور حساس تنصیبات پر اپنے فرائض سنبھال لئے۔ پاک فوج نے وزیراعظم ہاؤس کا انتظام سنبھال کر وہاں موجود سکیورٹی کے عملے کو فارغ کر دیا۔ کسی کو وزیراعظم ہاؤس میں داخل ہونے یا باہر آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ فوج نے رات سوا ایک بجے گورنر ہاؤس لاہور کا بھی محاصرہ کر لیا۔ خار دار تاریں بچھا کر اس کا راستہ بند کر دیا گیا۔ کراچی میں بھی گورنر ہاؤس اور وزیراعلیٰ ہاؤس پر رینجرز متعین کر دیئے گئے۔ "خلیج ٹائمز" نے دفاعی مبصرین کے حوالے سے لکھا کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی کے تمام مراحل میں فوج کا مکمل عمل دخل رہا۔ فوج کو اپنے اقدامات کے خلاف کہیں بھی کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

بے نظیر سمیت تمام ارکان اسمبلی پر بیرون ملک جانے پر پابندی لگا دی گئی۔ رات گئے انٹیلی جنس بیورو کے سربراہ مسعود شریف کو لاہور میں گرفتار کر لیا گیا۔ آصف زرداری کے پرنسپل سٹاف آفیسر رائے سکندر بھی گرفتار کر لیے گئے۔ حیدر آباد آئی بی کے سربراہ اختر میمن اور دوسرے دو افسران بھی گرفتار کر لیے گئے۔ مرتضیٰ بھٹو کیس کے اہم کردار معطل ایس ایس پی واجد علی درانی کو حفاظتی تحویل میں لے کر نامعلوم جگہ منتقل کر دیا گیا۔ وفاقی سیکرٹری سلمان فاروقی کو او ایس ڈی بنا دیا گیا۔ احمد صادق اور رعنا شیخ برطرف کر دیئے گئے۔ پلاننگ کمیشن کے چیئرمین قاضی علیم کو سبکدوش کر دیا گیا۔

وزیراعظم سیکرٹریٹ، وزیراعظم ہاؤس، انٹیلی جنس، بیورو، وزیراعظم کا معائنہ کمیشن اور حیدر آباد، کوئٹہ، نوشہرہ اور مردان کے بیورو دفاتر کا ریکارڈ سیل کر دیا گیا۔ کراچی میں آئی بی کے عملے نے ریکارڈ سیل کرنے والے اہلکاروں کی آمد سے قبل اہم ریکارڈ نذر آتش کر دیا۔

نگران وزیراعظم

صدر لغاری نے قومی اسمبلی کے سابق سپیکر ملک معراج خالد کو نگران وزیراعظم مقرر کر دیا۔ منگل 5 نومبر کی شام ایوان صدر میں معراج خالد اور ان کی کابینہ کے نو ارکان صاحبزادہ یعقوب، شاہد حامد، عمر خان آفریدی، عابدہ حسین، شفقت محمود، ارشاد حقانی، جاوید جبار، بریگیڈیئر صادق نواز اعوان اور ڈاکٹر زبیر نے ایک سادہ تقریب میں اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا۔ صدر لغاری نے ان سے حلف لیا۔ معراج خالد 1977ء اور 1988ء میں قومی اسمبلی کے سپیکر اور



صدر فاروق لغاری نگران وزیر اعظم معراج خالد سے حلف لیتے ہوئے



نگران وزیر اعظم معراج خالد مسلم لیگی راہنما میاں نواز شریف اور
میاں شہباز شریف کے ہمراہ

پنجاب کے وزیراعلیٰ کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ اگلے دن وفاقی کابینہ میں تین مزید وزراء فخر الدین، جی ابراہیم، فرید اللہ خان اور عبداللہ جے میمن کا اضافہ ہوگیا۔ چند روز بعد مزید تین وفاقی وزراء افضل خان، ڈاکٹر غفار جتوئی اور ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا۔

ملک معراج خالد نے کہا کہ قوم سنگین مسائل سے دوچار ہے۔ میں ملک میں آزادانہ، منصفانہ انتخابات کراؤں گا۔ میں تمام سیاست دانوں کو اعتماد میں لوں گا۔ انہوں نے نوابزادہ نصر اللہ خان کے گھر جا کر ان سے ملاقات کی۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نگران وزیراعظم اور ان کی کابینہ کی تقریب حلف برداری کے موقع پر صحافیوں کو اس میں شرکت سے روک دیا گیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ عبوری کابینہ میں ایک خاص طبقے کی شمولیت پر ہم مطمئن نہیں ہیں۔ امیدواروں کی اہلیت کے بارے میں ہمارا مطالبہ نہیں مانا گیا تو ہم بے نظیر حکومت کی طرح عبوری حکومت کو بھی تخت سے اتار سکتے ہیں۔ نواز شریف نے معراج خالد کو نگران وزیراعظم بننے کی مبارکباد دی۔

صدارتی فرمان

5 نومبر کو جاری ہونے والے بے نظیر حکومت کی برطرفی سے متعلق صدارتی فرمان میں کہا گیا کہ ملک میں ایسی صورتحال پیدا ہو چکی ہے جس میں وفاقی حکومت کو آئین کے مطابق چلانا ممکن نہیں رہا تھا اور عوام سے رجوع کرنا لازمی ہوگیا تھا۔ سابق وزیراعظم بے نظیر نے میر مرتضیٰ بھٹو اور ان کے ساتھیوں کے قتل کا الزام صدر مملکت اور بعض حکومتی اداروں پر عائد کیا جبکہ مرتضیٰ کی بیوہ نے سازش کا الزام آصف زرداری، عبداللہ شاہ اور آئی بی کے سربراہ مسعود شریف اور بعض اعلیٰ سرکاری حکام پر عائد کیا ہے۔ وزیراعظم نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کی توہین کی اور اس کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں۔ صدر مملکت کو اطلاع دیئے بغیر کرپشن کے خاتمہ کا بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جس میں بائیس ارکان قومی اسمبلی کو یہ اختیار دیا جا رہا تھا کہ ان کی شکایت پر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے کسی بھی جج کو جبری رخصت پر بھیجا جا سکے گا۔ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کی آئینی مدت ختم ہونے کے باوجود اس پر مکمل طور پر عمل نہیں کیا گیا۔ آئین کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے ججوں، اعلیٰ فوجی اور سول حکام کے ٹیلی فون ٹیپ کیے گئے اور ان کی گفتگو سنی گئی۔ رشوت ستانی اس حد تک بڑھ گئی کہ اس سے قومی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوگیا۔ وزیر داخلہ اپنے اعلان کے باوجود مستعفی نہیں ہوئے۔ جن کے خلاف کرپشن کے فوجداری مقدمات درج تھے انہیں وفاقی کابینہ میں شامل کر لیا گیا اور یہ کہ پاکستان پٹرولیم اور برما کیسٹرول کے حصص کابینہ اور صدر کی اجازت کے بغیر کم قیمت پر فروخت کر کے قومی خزانہ کو کئی ارب روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔

صدر لغاری کا خطاب

5 نومبر کی شام کو صدر فاروق لغاری نے قوم سے اپنے خطاب میں کہا کہ میری سب سے بڑی وفاداری اللہ تعالیٰ کے ساتھ پھر مادر وطن اور پھر آئین کے ساتھ ہے۔ میں آئین کی پاسداری کروں گا۔ گزشتہ تین برسوں میں کراچی اور ملک کے دوسرے حصوں میں آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پولیس مقابلوں اور حراست کے دوران ہزاروں افراد کو ان کی زندگیوں سے محروم کیا گیا۔ معمول کی اطمینان بخش صورتحال جلد بحال ہو جائے گی۔ لاقانونیت اور بدنظمی کا بحران جلد ختم ہو جائے گا۔ ملک کی معیشت کو سنبھالا دیا جائے گا۔ امن و امان بحال ہوگا۔ کرپشن کا خاتمہ کیا جائے گا۔ ناقص کارکردگی کیا اصلاح کی جائے گی، ملکی خزانہ کی ایک ایک پائی پوری احتیاط کے ساتھ خرچ کی جائے گی۔ وی آئی پی سہولتیں فوری طور پر ختم کردی جائیں گی، ٹیکسوں کی وصولیابی کی مشینری کی اصلاح کی جائے گی۔ ہرحال میں الیکشن آئینی مدت کے اندر انشاء اللہ 3 فروری 1997ء کو کرائے جائیں گے جو آزادانہ اور منصفانہ ہوں گے۔

5 نومبر کو واشنگٹن میں ایک سینئر امریکی اہلکار نے کہا کہ بظاہر بے نظیر حکومت کی برطرفی آئین کے مطابق ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی کے دن 5 نومبر کو ڈیمو کریٹک پارٹی کے امیدوار بل کلنٹن ریپبلیکن پارٹی کے باب ڈول کو شکست دے کر دوسری مدت کے لیے امریکہ کے صدر منتخب ہوگئے۔

معزول وزیراعظم کے شوہر آصف زرداری شادی سے قبل کراچی کے ایک معمولی بلڈر تھے۔ 1979ء میں زرداری خاندان نے سات لاکھ روپے کے اثاثوں کا اعلان کیا تھا۔ اب ان کے اثاثے اربوں روپے تک جا پہنچے ہیں۔ آصف زرداری پر سودوں، معاہدوں اور کنٹریکٹ پر کمیشن لینے کا الزام عام ہے۔ ایک اندازے کے مطابق بے نظیر حکومت کے دوران 500 ارب روپے کرپشن کی بھینٹ چڑھ گئے۔ زرداری کے علاوہ ناہید خان، مسعود شریف، احمد صادق اور نصیر بابر نے کرپشن، لوٹ مار اور اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔ زرداری کے بیشتر ساتھی روپوش ہوگئے۔ پیپلز پارٹی کے بعض کارکنوں کا یہ کہنا سچ ثابت ہوگیا کہ آصف زرداری بے نظیر کو لے ڈوبیں گے۔

بے نظیر حکومت کے خاتمے کے بعد یہ توقع کی جارہی تھی کہ صدر لغاری قوم کو بے لاگ احتساب کرنے، لوٹی ہوئی دولت واپس لینے اور کرپٹ عناصر کو عبرت ناک سزائیں دینے کی یقین دہانی کرائیں گے لیکن صدارتی فرمان اور صدر لغاری کا قومی خطاب اس لحاظ سے مایوس کن تھا۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انتہائی اقدام بغیر ضروری تیاری کے عجلت میں اٹھایا گیا ہے وہ نہ تو اپنے اقدام کے حق میں مضبوط، مدلل اور تسلی بخش وجوہات بیان کرسکے اور نہ

ہی کوئی ایسا مربوط لائحہ عمل پیش کر سکے جس کی روشنی میں فی الحقیقت یہ یقین پیدا ہوتا کہ آئندہ قوم کو کرپشن، بدعنوانی، ناانصافی سے نجات مل سکے گی اور انتخابات کے نتیجہ میں ایک ایسی معقول، محبت وطن اور محب عوام حکومت برسراقتدار آسکے گی۔ جو ملک کو اس دلدل سے نکال سکے۔

نواز شریف کی پریس کانفرنس

5 نومبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت کی رخصتی کا فیصلہ قوم کی امنگوں کا ترجمان ہے۔ عوام جیت گئے، کرپٹ حکمران ہار گئے۔ معاشی بحران اور کرپشن کے باعث عوام بے نظیر حکومت سے نالاں تھے۔ قوم کی دعاؤں سے اللہ نے ایک بڑے عذاب سے نجات دے دی۔ ہم صدر لغاری کے اقدام کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ معراج خالد ہمیں قبول ہیں۔ ہم دیانت دار افراد کو منتخب کرائیں گے۔ اپنی اصلاح کریں گے۔ جو کہیں گے وہ کر کے دکھائیں گے، ہم اقتدار میں آکر آئی ایم ایف کے معاہدہ پر نظر ثانی کریں گے۔ آندھی آئے یا طوفان انتخابات نہیں رکنے چاہئیں۔ احتساب عبوری حکومت نہیں کمیشن کرے گا۔ بے نظیر کہتی تھیں کہ میں 1998ء تک وزیراعظم رہوں گی۔ اللہ کو ان کا غرور پسند نہیں آیا اور وہ گھر چلی گئیں۔ آصف زرداری پر جب مصیبت پڑی تو طیارہ تیار رکھنے کے باوجود فرار نہیں ہو سکے۔ 1997ء مسلم لیگ کا سال ہو گا۔ بے نظیر حکومت کا خاتمہ ہماری تین سالہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ ہمارے کارکنوں نے اس جدوجہد میں اپنا خون دیا ہے۔ احتساب کا نعرہ لگا کر انتخابات روکنا دستور کی خلاف ورزی ہے۔ احتساب کے بعد انتخابات کی بات کرنے والے مفاد پرست ہیں۔ حکومت الیکشن کے علاوہ دوسرے کاموں میں خود کو ملوث نہ کرے۔ مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ صدر اور نگران حکومت بروقت انتخابات کرائیں۔ الیکشن کو سبوتاژ کرنے والے عناصر کی مزاحمت کی جائے گی۔

بے نظیر حکومت کے خاتمے کا تمام تر کریڈٹ نواز شریف نے اپنی جھولی میں ڈال لیا۔ انہوں نے جماعت اسلامی کی مثالی تحریک اور اس کے مخلص کارکنوں کی جانی قربانیوں کو بھی یکسر فراموش کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ احتساب کا مطالبہ کرنے کے "جرم" نے اسے مفاد پرست ٹولے کے لقب سے بھی نواز دیا۔ نواز شریف، بے نظیر حکومت کی برطرفی اس لیے زیادہ ہی خوش تھے۔ کہ انہیں اقتدار بالکل قریب نظر آرہا تھا۔ احتساب اور اصلاحات کا عمل ان کے اقتدار میں آنے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا تھا۔

مجلس شوریٰ کی قرارداد

7 نومبر کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد میں مطالبہ کیا کہ سابقہ حکومتوں کے کرپٹ افراد کے احتساب کو اولیت دی جائے۔ نااہل افراد کو الیکشن میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ غیر جانبدار آزاد الیکشن کمیشن قائم کیا جائے۔ فوج کی نگرانی میں مردم شماری کرائی جائے، بوگس شناختی کارڈ منسوخ کیے جائیں، متناسب نمائندگی کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ قاضی حسین احمد نے صدارتی اقدام کو درست قرار دیتے ہوئے کہا کہ بہتر مستقبل کے لیے سب کا بلا امتیاز احتساب کیا جائے۔

جماعت اسلامی نے بے نظیر کی کرپٹ حکومت کے خاتمے کے لیے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کے مطالبات معقول ہونے کے باوجود اس کا امکان بہت کم ہے کہ ان پر عمل کیا جاسکے۔ ایسی صورت میں جماعت کا لائحہ عمل کیا ہوگا اس پر پوری طرح سوچ بچار نہیں کیا گیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ پہلے احتساب اور پھر انتخابات جمہوری عمل کے منافی ہے۔ 1973ء کے آئین میں احتساب کے طریقے موجود ہیں۔

الطاف حسین نے صدر کے فیصلے کو جرات مندانہ قرار دیا۔ صدر اور نگران وزیراعظم ہمارے ساتھ انصاف کریں۔ آرمی چیف مہاجروں کو گلے لگائیں۔ قاتلوں اور ظالموں کا احتساب کیا جائے۔ ہم ملکی بقاء کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ عوام 8 نومبر کو یوم تشکر منائیں اور شکرانے کے نوافل ادا کریں۔ کارکن روپوشی برقرار رکھیں۔ احتساب کے بغیر بے نظیر حکومت کی برطرفی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

برطانوی جریدے "اکنامسٹ" نے لکھا کہ احتساب کے بغیر انتخابات پاکستان کے موجودہ بحران کا حل نہیں ہوسکتے۔ بے نظیر اور نواز شریف دونوں پر عائد الزامات کی تحقیقات کرائی جائے۔ ملک کو نئے چہرے کی نہیں بلکہ نظام کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

بے نظیر اور آصف زرداری کی نظر بندی

5 نومبر کو بے نظیر کو وزیراعظم ہاؤس میں نظر بند رکھا گیا۔ انہیں کسی سے ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ناہید خان اور سابق وزراء نواز کھوکھر اور شیر افگن نے بے نظیر سے ملاقات کے لیے وزیراعظم ہاؤس جانے کی کوشش کی لیکن انہیں راستے ہی میں روک دیا گیا۔ البتہ بے نظیر نے ٹیلی فون پر ناہید خان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ عوامی مینڈیٹ پر شب خون مارا گیا ہے۔ صدر سازشی عناصر کے ٹریپ میں آگئے۔ ہم صدارتی اقدام کو سپریم کورٹ میں چیلنج کریں گے۔ آصف زرداری حساس ادارے کے عملے کی تحویل میں ہیں۔ 5 نومبر کو دوپہر تک

انہیں گورنر ہاؤس لاہور میں رکھا گیا اور شام کے وقت ایک خصوصی طیارہ کے ذریعے انہیں اسلام آباد میں ایک محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز نے اس بات پر اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ سرکاری طور پر ابھی تک یہ نہیں بتایا گیا کہ بے نظیر حفاظتی تحویل میں ہیں یا زیر حراست ہیں۔

عدلیہ سے رجوع

6 نومبر کو لاہور ہائی کورٹ میں بے نظیر' ان کے بچوں اور آصف زرداری کی نظر بندی کے خلاف رٹ درخواستیں دائر کر دی گئیں۔ بے نظیر کو حبس بے جا میں رکھنے کی رٹ درخواست کی سماعت کے موقع پر حکومت نے عدالت میں داخل کیے گئے اپنے تحریری جواب میں کہا کہ سابق وزیراعظم بے نظیر حراست میں نہیں بلکہ حفاظت میں ہیں۔ اسمبلی کی تحلیل کے بعد وزیراعظم ہاؤس پر تحفظ کی فراہمی کے لیے پولیس دستہ متعین کیا گیا ہے۔

لاہور ہائی کورٹ نے آصف زرداری کی درخواست پر اٹارنی جنرل اور ایڈووکیٹ جنرل کو نوٹس جاری کر دیئے کہ وہ متعلقہ حکام سے بات کر کے جمعرات 7 نومبر کو عدالت میں پیش ہوں۔ 7 نومبر کو ڈپٹی اٹارنی جنرل نے عدالت کو بتایا کہ آصف زرداری کو تحفظ امن عامہ کے تحت نظر بند کیا گیا ہے۔ ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔ عدالت نے کہا کہ نظر بندی کا حکم نامہ 14 نومبر کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

پیپلز پارٹی فارورڈ بلاک

6 نومبر کو پیپلز پارٹی میں فارورڈ بلاک قائم کر دیا گیا جو زرداری مخالف گروپ کے ارکان پر مشتمل ہے۔ پیپلز پارٹی کے ذرائع نے بتایا کہ بے نظیر پہلے ہی اس بات سے واقف تھیں کہ صدر لغاری پیپلز پارٹی میں اپنا گروپ بنا رہے ہیں۔ فارورڈ بلاک کو صدر کی پشت پناہی حاصل ہے۔ سابق تجربات اس بات پر شاہد ہیں کہ اس طرح کی کوشش کبھی کامیاب ثابت نہیں ہوتیں۔

پیپلز پارٹی کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن اور سابق وفاقی وزیر صالح حیات نے کہا کہ بے نظیر نے اپنی ذات سے بالاتر ہو کر عوام کے لیے قربانیاں نہیں دیں۔ پارٹی کی ہائی کمان نے پنجاب کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں کیا۔ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے صوبے کے معاملات چلائے گئے۔ حکومت کے خاتمے میں بے نظیر کا اپنا قصور ہے۔

پیپلز پارٹی کا احتجاج

6 نومبر کو اسلام آباد میں پیپلز پارٹی کے مرکزی دفتر سے بے نظیر حکومت کی بے رخی پر صدر لغاری کے خلاف سیکرٹری جنرل شیخ رفیق احمد کی قیادت میں ایک جلوس نکالا گیا۔ جلوس میں شریک مرد اور خواتین صدر کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے پارلیمنٹ ہاؤس کی جانب بڑھے۔ پولیس نے انہیں روک دیا اور کہا کہ اسلام آباد میں دفعہ 144 نافذ ہے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کر دیا جس پر انہوں نے پولیس پر پتھراؤ کیا جس سے دو پولیس والے زخمی ہوگئے۔ ایک کار میں سوار چند مظاہرین پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ کار سے اتر کر انہوں نے بے نظیر حکومت کی برطرفی کے خلاف نعرے بازی کی۔ پولیس نے انہیں فوری طور پر گرفتار کر لیا۔ جماعت اسلامی کے پُرامن اجلاس کے لیے اسلام آباد کو سیل کرنے والوں پر اتنی جلد خود بھی اسلام آباد سیل کر دیا گیا۔

بے نظیر کا بیان

6 نومبر کو برطرف وزیراعظم بے نظیر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ صدر نے میری حکومت کو برطرف کرنے کے لیے جو الزامات لگائے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ لغاری نے اقتدار کی ہوس میں اسمبلی توڑ کر ہم سے وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کی ہے۔ لغاری کو صدر پی ڈی ایف نے بنوایا۔ انہوں نے اسی پی ڈی ایف کی حکومت کو برطرف کر کے جمہوری عمل کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ وہ میرے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو ضیاء الحق نے میرے والد کے ساتھ کیا۔ وہ امیرالمومنین بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا بدلہ انہیں خدا کی عدالت میں ملے گا۔ آصف زرداری کو آئی ایس آئی کے ذریعہ اغوا کرایا گیا۔ معاشی بحران صدر لغاری نے خود پیدا کیا۔ اپنے چند آدمیوں کے ذریعے انہوں نے ملک میں معاشی بحران کی افواہیں پھیلائیں۔ میری حکومت کی برطرفی میں ضیاء دور کے سابق فوجیوں کا ہاتھ ہے۔ عوام میری کال کے منتظر ہیں۔ میں اس راز اور سازش سے پردہ ضرور اٹھاؤں گی۔ صدر لغاری منصفانہ انتخابات نہیں کرائیں گے۔ وہ مستعفی ہو کر اپنا منصب چیئرمین سینٹ کے حوالے کر دیں۔ اسمبلیاں توڑنے کے خلاف میں عدالت میں جاؤں گی اور دیکھوں گی کہ کیا عدالتیں ایک صوبے اور دوسرے صوبے کے وزیراعظم کے بارے میں ایک ہی قانون پر عمل کرتی ہیں۔ امید ہے عدالتیں ہم سے بھی انصاف کریں گی۔ سبکدوشی کے بعد مجھے سکون ملا ہے۔ میرا ضمیر مطمئن اور ذہن صاف ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ سندھ اور پنجاب کے وزیراعظم کی بات کرنا بے نظیر کو زیب نہیں

دیتا۔

آصف زرداری سے ملاقات

7 نومبر کو بے نظیر بھٹو، نصیر بابر، ناہید خاں اور تینوں بچوں نے سہالہ ریسٹ ہاؤس میں آصف زرداری سے ملاقات کی۔

نگران وزیراعظم

7 نومبر کو ملک معراج خالد پی۔ آئی۔ اے کی پرواز سے اکانومی کلاس میں سفر کر کے اسلام آباد سے لاہور پہنچے۔ ٹریفک اشاروں پر اُن کی گاڑی رکتی رہی۔ راستہ میں انہوں نے اخبار بھی خریدا۔ لاہور میں اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے ملک معراج نے کہا کہ آصف زرداری کے خلاف الزامات موجود ہیں جو بہت جلد سامنے آ جائیں گے۔ سیاست دانوں کے احتساب کے لیے قانون بہت جلد آ رہا ہے جو اس کی زد میں آئیں گے، وہ انتخابات میں حصہ لینے کے نااہل ہو جائیں گے۔ پہلے احتساب ہوگا، پھر انتخاب ہوگا۔ عام انتخابات ہر صورت میں 3 فروری کو ہوں گے۔ ہم مردم شماری انتخابی اصلاحات، حلقہ بندیوں اور الیکشن کمیشن کی تقرری جیسے معاملات میں نہیں پڑیں گے۔ ان سے انتخابی عمل معرض خطر میں پڑ سکتا ہے۔ بعد میں اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملک معراج خالد نے کہا کہ چند روز میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ آصف زرداری کے خلاف کیا الزامات ہیں۔ مسروقہ مال ضرور برآمد کیا جائے گا۔ بے نظیر اور نواز شریف سمیت سب کا احتساب ہوگا لیکن احتساب کے نام پر ہم اپنی مدت میں توسیع کے لیے سپریم کورٹ سے رجوع نہیں کریں گے۔ انتخابات لازماً وقت پر ہوں گے۔ انہیں آزادانہ اور منصفانہ بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیئے جائیں گے۔ نگران کابینہ میں شامل کوئی شخص انتخابات میں حصہ نہیں لے گا۔ کابینہ نے اپنے اجلاس میں انتخابات کو غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بنانے کے لیے اہم اقدامات کی منظوری دے دی۔ کابینہ کے ارکان نے اپنی تنخواہوں میں پچاس فیصد کمی کا اعلان کر دیا۔

8 نومبر کو معراج خالد نے لاہور میں نواز شریف سے اُن کی رہائش گاہ پر 35 منٹ تک بند کمرے میں ملاقات کی۔ بعد میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ وہ دوسرے سیاسی رہنماؤں سے بھی ملاقاتیں کریں گے۔ نواز شریف نے مانسہرہ میں کہا کہ انتخابات میں بھاری مینڈیٹ کے ساتھ جیت کر مسلم لیگ مرکز اور چاروں صوبوں میں اپنی حکومتیں بنائے گی۔ بے نظیر کو عوام نے ہمیشہ کے لیے سیاست سے نکال دیا ہے۔ اب وہ اپنے تین سالہ دور حکومت کا

حساب دیں گی۔ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں کا اتحاد موجود ہے۔ ہم مزید اتحادوں میں نہیں پڑیں گے۔ پہلے احتساب اور پھر انتخابات کا نعرہ لگانے والے آمریت کے خواہش مند ہیں۔ احتساب کی بنیاد پر الیکشن کا التوا غیر آئینی عمل ہوگا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ احتساب سے ڈرنے والے خود لٹیرے ہیں۔ احتساب کے بغیر دکھوں کا مداوا نہیں ہو سکتا۔ پانچ مذہبی جماعتوں جماعت اسلامی، ج۔ یو۔ پی، ج۔ یو۔ آئی (س) تحریک جعفریہ اور جماعت اہلحدیث نے مطالبہ کیا کہ نگران حکومت کا بھی احتساب کیا جائے۔ چہرے بدل کر ایک بار پھر کرپٹ لوگوں کو قوم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ معراج خالد نے کہا کہ بے رحم احتساب ہوگا۔ بڑی مچھلیوں کو سزا دیں گے۔ وفاقی وزارت داخلہ کی جانب سے بتایا گیا کہ چھ وفاقی وزراء بشمول آصف زرداری، انور سیف اللہ، سید نوید قمر، یوسف تالپور اور سابق خصوصی مشیر شاہد حسن اور ناہید خاں کے علاوہ پچاس سے زائد سینئر سرکاری افسران اور ارکان اسمبلی کے خلاف اربوں روپے کے سرکاری وسائل خورد برد کرنے کے الزامات کے حوالے سے اہم دستاویزات اور ثبوت اکٹھے کر لیے گئے ہیں۔ چند روز میں اہم رپورٹ صدر اور نگران وزیر اعظم کے حوالے کر دی جائے گی۔ وفاقی کابینہ نے ارکان پارلیمنٹ کو الاٹ کئے گئے۔ 192 پلاٹ منسوخ کر دیئے۔ کابینہ نے سیاست دانوں اور بدعنوان عناصر کے احتساب کے خلاف احتساب آرڈی نینس کی منظوری دے دی۔ شہباز شریف نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے احتساب آرڈی نینس کے بارے میں بات چیت کی۔ صدر نے انہیں یقین دلایا کہ انتخابات ہر حال میں 3 فروری ہی کو ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ آصف زرداری کے خلاف کرپشن کے ایسے ٹھوس الزامات ہیں جن کا مہذب معاشرہ میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اقتدار میں آ کر برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ معراج خالد نے کہا کہ مردم شماری، حلقہ بندیوں اور نئی انتخابی فہرستوں کا کام تین ماہ میں مکمل نہیں ہو سکتا۔ سیاسی پارٹیاں خود دفعہ 62 اور 63 پر پورے اترنے والے اُمیدواروں کو میدان میں لائیں۔ عوام خود بھی پاک وامن افراد کو منتخب کریں۔ اصغر خاں نے کہا کہ انتخابات سے قبل مردم شماری ہونا چاہیے، لیکن نواز شریف نے کہا کہ یہ کام آئندہ حکومت پر چھوڑ دیا جائے۔

8 نومبر کو وفاقی حکومت نے بے نظیر بھٹو کو وزیر اعظم ہاؤس خالی کرنے کی ہدایت کر دی۔ وہ اپنی والدہ اور تینوں بچوں کے ہمراہ وزیر اعظم ہاؤس کو خیرباد کہہ کر گلزار ہاؤس منتقل ہو گئیں۔ حکمرانوں کو اپنے دور اقتدار میں اس حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا کہ حالات کا ایک ہی پلٹا انہیں عرش سے فرش پر لا سکتا ہے۔

صوبوں میں نگران حکومتوں کا قیام

قومی اسمبلی کی تحلیل اور وفاقی حکومت کی برطرفی کے بعد چاروں صوبوں میں بھی نگران

حکومتوں کا قیام ناگزیر تھا۔ سندھ، سرحد اور بلوچستان میں اس کی تکمیل ہوگئی، لیکن صوبہ پنجاب میں قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوگئی۔ 11 نومبر کو صدر لغاری نے پیپلزپارٹی کے رہنماء اور سابق وزیر خواجہ طارق رحیم کو پنجاب کا گورنر بنا دیا۔ 16 نومبر کو وزیر اعلیٰ وٹو سمیت پنجاب اسمبلی کے پیپلزپارٹی، جونیجو لیگ، دوسری جماعتوں اور اپوزیشن کے 138 ارکان اسمبلی نے اپنے استعفے پیش کر دیئے۔ وٹو نے کہا کہ تین صوبائی اسمبلیاں تحلیل ہو چکی ہیں۔ قوم ذہنی طور پر نئے انتخابات کے لیے تیار ہے، میں اس عمل میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتا۔ گو عدم اعتماد کی تحریک نمٹانے کے لیے سپریم کورٹ نے حکم دیا تھا کہ وہ 17 نومبر کو اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ وہ اس سے ایک دن قبل خود ہی مستعفی ہوگئے۔

17 نومبر کو گورنر خواجہ طارق رحیم نے پنجاب اسمبلی توڑ دی۔ گورنر نے اپنے فرمان میں کہا کہ وزیر اعلیٰ اور ارکان اسمبلی کی اکثریت مستعفی ہو چکی ہے۔ لہٰذا اسمبلی اور حکومت کے باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ گورنر نے پیپلزپارٹی کے میاں افضل حیات کو پنجاب کا نگران وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ وزیر اعلیٰ اور اُن کی دو رکنی کابینہ اظہار الحق اور ثریا بانو نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ بعد میں کابینہ میں توسیع کی جائے گی۔

صوبہ سندھ

دو روز تک تعطل اور غیر یقینی کے بعد 7 نومبر کو سوا بارہ بجے دن گورنر کمال الدین اظفر نے سندھ اسمبلی تحلیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ گورنر کی جانب سے جاری کردہ چارج شیٹ میں زیر حراست سینکڑوں افراد کو جعلی پولیس مقابلوں میں ہلاک کرنے اور مرتضیٰ بھٹو، عاشق جتوئی اور اُن کے چھ حامیوں کو ہلاک کرنے کے الزامات شامل تھے۔ بڑے پیمانے پر غیر قانونی اقدامات آپریشن اور اقرباپروری کے باعث اسمبلی تحلیل کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

7 نومبر کو صدر لغاری نے سندھ نیشنل فرنٹ کے سربراہ ممتاز بھٹو کو سندھ کا وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

ممتاز بھٹو کنفیڈریشن کے حامی ہیں۔ وہ صدر لغاری کے شکار کے ساتھی ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ممتاز بھٹو پیپلزپارٹی کے دشمن ہیں، اُن کی موجودگی میں منصفانہ انتخابات کا کوئی امکان نہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ حکومت پر ماورائے عدالت ہلاکتوں کا الزام غلط ہے۔ ممتاز بھٹو ہمیں قبول نہیں۔ صدر اور گورنر دونوں جمہوریت کے قاتل ہیں، وہ مستعفی ہو جائیں۔

8 نومبر کو ممتاز بھٹو نے غنویٰ بھٹو سے ملاقات کر کے اُنھیں یقین دلایا کہ انصاف فراہم کیا جائے گا۔ 9 نومبر کو سندھ ہائی کورٹ کے حکم پر کلفٹن تھانے میں مرتضیٰ بھٹو کیس کی ایف۔ آئی۔ آر درج کر دی گئی۔ مرتضیٰ کے قتل کے الزام میں شعیب سڈل، واجد درانی، مسعود

شریف، نواز سیال، ذیشان کاظمی اور دیگر کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا۔ واجد درانی اور مسعود شریف گرفتار کر لیے گئے۔ سڈل نے ضمانت قبل از گرفتاری کرالی۔

12 نومبر کو سندھ کی 9 رکنی کابینہ کنور ادریس، نبی بخش، بھرگڑی، اللہ ودایو سومرو، عبدالرزاق جیلانی، درشن پیچو سھو، مقبول رحمت اللہ، انیتا غلام علی، مظفر صادق بھٹی اور جام کرم علی نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھالیا۔ پانچ وزراء کا تعلق ممتاز بھٹو کی پارٹی سے ہے۔ جام کرم علی نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر انتخاب لڑا تھا۔ بعد میں آغا مسعود حسین کو بھی کابینہ میں شامل کر لیا گیا۔ ممتاز بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی ڈاکوؤں کی پارٹی ہے۔ اگلے انتخاب میں میرا بیٹا بے نظیر کا مقابلہ کرے گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ وزیر اعلیٰ سندھ کی تقرری میں ایم۔ کیو۔ ایم کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ حقیقی نے کہا کہ سندھ کابینہ میں ایک مہاجر بھی شامل نہیں ہے۔

سندھ حکومت نے موبائل ٹیلی فون پر سے پابندی اٹھالی جو جون 95 میں عائد کی گئی تھی۔

17 نومبر کو حیدر آباد میں نگران وزیر اعلیٰ ممتاز بھٹو کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ اُن پر الزام ہے کہ انہوں نے 1986ء میں جی۔ ایم سید کی سالگرہ کی تقریب میں پاکستان کے خلاف نعرے لگائے تھے۔ 19 نومبر کو سپریم کورٹ کی فل بینچ نے ممتاز بھٹو کی اپیل پر سندھ ہائی کورٹ کے بغاوت کے مقدمہ میں ممتاز بھٹو کو اشتہاری ملزم قرار دینے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے کر انہیں گرفتار نہ کرنے کی ہدایت دے دی۔

21 نومبر کو سید عبداللہ شاہ اور نثار کھوڑو نے سندھ اسمبلی توڑنے کے حکم کو سندھ ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ درخواست میں استدعا کی گئی کہ ایک مقدمہ میں مفرور ملزم کو بطور وزیر اعلیٰ کی تقرری کو کالعدم قرار دیا جائے۔

صوبہ سرحد

صوبہ سرحد کے گورنر میجر جنرل (ر) خورشید علی خاں نے استعفیٰ دے دیا۔ صدر لغاری نے اُن کی جگہ سرحد کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس ابن علی کو گورنر مقرر کر دیا۔ 8 نومبر کو صوبہ سرحد کے قائم مقام گورنر جسٹس ابن علی نے سرحد اسمبلی توڑنے سے انکار کر دیا۔ جس پر صدر لغاری نے 11 نومبر کو لیفٹیننٹ جنرل (ر) عارف بنگش کو سرحد کا گورنر بنا دیا۔ اپنے عہدہ کا حلف اٹھانے کے 21 گھنٹے بعد 12 نومبر کو نئے گورنر عارف بنگش نے صوبائی اسمبلی تحلیل کر کے شیرپاؤ حکومت اور کابینہ کو برطرف کر دیا۔ فرمان میں کہا گیا کہ شیرپاؤ حکومت کو بدعنوانی اور بدانتظامی کے الزامات کے باعث برطرف کیا گیا ہے۔ راجہ سکندر زماں نگران وزیر اعلیٰ مقرر کئے کر دیئے گئے۔ 14 نومبر کو بیرسٹر ظہور الحق، جسٹس ولی محمد، کرنل غفار، مفتی محمد ادریس، بابر نسیم، محب

کیانی، محمد علی جان، پیر ہدایت اللہ زکوڑی اور مخدوم عطاء الرحمٰن پر مشتمل 9 رکنی کابینہ نے حلف اُٹھالیا۔

صوبہ بلوچستان

سندھ کی طرح بلوچستان کے وزیراعلیٰ نواز ذوالفقار علی مگسی نے بھی اسمبلی توڑنے سے انکار کردیا۔ 8 نومبر کو گورنر بلوچستان لیفٹیننٹ جنرل (ر) عمران اللہ خاں نے بلوچستان اسمبلی توڑ دی اور صوبائی کابینہ کو برطرف کردیا۔ گورنر نے اپنے فرمان میں صوبائی حکومت پر اقرباپروری، رشوت ستانی، قانون اور آئین کی خلاف ورزی قبائلی تنازعات اور قتل عام پر قابو نہ پانے، صوبہ میں اسلحہ، گولہ بارود اور منشیات کی اسمگلنگ روکنے میں ناکامی کے الزامات عائد کیے۔

سابق صوبائی وزیر صادق عمرانی نے بلوچستان ہائی کورٹ میں اسمبلی توڑنے کے خلاف درخواست دائر کردی، جسے سماعت کے لیے منظور کرلیا گیا۔ اس کے علاوہ دو سابق وزراء عبدالقادر اور عبداللہ جان نے بھی براہ راست سپریم کورٹ میں بلوچستان اسمبلی کی تحلیل کو چیلنج کردیا۔ اُن کا موقف تھا کہ صدر کی خواہش پر گورنر نے بے بنیاد الزام لگا کر اسمبلی توڑی ہے۔

صدر لغاری سے ملاقاتیں

10 نومبر کو بری فوج کے سربراہ جنرل جہانگیر کرامت نے صدر لغاری سے دو گھنٹے طویل ملاقات کرکے مختلف اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ اسی روز مسلم لیگ کے چوہدری نثار نے صدر سے ملاقات کرکے نواز شریف کا ایک اہم پیغام پہنچایا۔ ملاقات کے بعد چوہدری نثار نے کہا کہ وہ مطمئن ہیں اور اس ملاقات کے بعد الیکشن کے بروقت ہونے میں تمام شکوک کا ازالہ ہوگیا۔

قاضی حسین احمد نے بھی صدر سے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ صدر نے ہمیں نگران حکومت میں شرکت کی دعوت دی، جس پر ہم نے معذرت کرلی۔ صدر نے یقین دلایا ہے کہ نگران حکومت کا کوئی فرد آئندہ انتخابات میں حصہ نہیں لے گا۔ قاضی صاحب نے تجویز پیش کی کہ انتخابی اخراجات کی حد مقرر کرکے اس سے تجاوز کرنے والوں کو نااہل قرار دیا جائے۔ پیشہ ور سیاست دان پیسہ کے بل پر کامیاب ہو جاتے ہیں۔

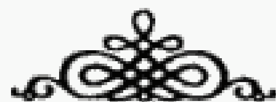
12 نومبر کو سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے چار رکنی وفد نے صدر سے ملاقات کرکے اسمبلیاں توڑنے کا خیرمقدم کیا۔ وفد نے مہاجروں کو جائز سیاسی اور معاشی حقوق دینے، شہری علاقوں کے خلاف قوانین واپس لینے اور کراچی میں پولیس مقابلوں اور حراست میں

ہلاکتوں کی تحقیقات کے لیے خصوصی کمیشن کے قیام کا مطالبہ کیا۔ صدر نے زیادتی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی یقین دہانی کرائی۔

ایگزٹ کنٹرول لسٹ

11 نومبر کو وفاقی حکومت نے بے نظیر بھٹو، آصف زرداری، نصیر بابر اور اعلیٰ افسران سمیت ایک سو سے زائد افراد کے ملک چھوڑنے پر پابندی عائد کر دی۔ ملک کے تمام ہوائی اڈوں کو یہ فہرست جاری کر دی گئی جس میں مسلم لیگ کے شہباز شریف، پرویز الٰہی، سعید قادر اور اختر رسول کے نام بھی شامل ہیں۔

نگران وفاقی حکومت نے اعلان کیا کہ 3 فروری کو قومی اسمبلی کے انتخابات ہوں گے۔ حسب سابق دو دن کے وقفہ کے بعد 5 فروری کو صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوں گے۔



باب 21

بے نظیر حکومت عدالت میں

بے نظیر نے آصف زرداری کی حراست کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ رٹ میں کہا گیا کہ آصف زرداری ایک قانون پسند اور باعزت شہری ہیں۔ وہ 25 اکتوبر کو سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لیے لاہور گئے تھے۔ گورنر ہاؤس لاہور سے مسلح وردی پوش افراد اُنھیں غیر قانونی طور پر گرفتار کر کے راولپنڈی لے گئے۔ زرداری کو غیر قانونی طور پر نظر بند کیا گیا ہے۔ اُن کی رہائی کا حکم جاری کیا جائے۔

11 نومبر کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ صدر لغاری نے احتسابی عمل کے خوف سے ہماری حکومت برطرف کی ہے۔ اُنھیں اپنے محاسبہ کا خوف تھا۔ صدر کے بیٹے اور برادر نسبتی پر بھی الزامات ہیں۔ مرتضٰی کے قتل میں بھی وہ ملوث ہیں۔ اسمبلی کو توڑنا اسی سازش کا حصہ ہے۔ صدر لغاری پیپلز پارٹی کو توڑنا چاہتے ہیں۔ کنفیڈریشن کے حامیوں اور نادہندگان کو حکومت میں شامل کیا گیا ہے۔ اُن کے ہاتھ صاف نہیں۔ گندے ہاتھ منصفانہ الیکشن نہیں کرا سکتے۔ آصف زرداری اور مرتضٰی بھٹو میں کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ آخری بار دونوں نے جہاز میں اکٹھے سفر بھی کیا۔ لیکن بھٹو گروپ کے ترجمان نے کہا کہ بے نظیر اور زرداری لاشوں کے تاجر ہیں۔ شاہنواز بھٹو کی لاش پر سودے بازی کے بعد اب بے نظیر، مرتضٰی کا لہو فروخت کرنا چاہتی ہیں۔

سپریم کورٹ میں رٹ

11 نومبر کو قومی اسمبلی کے اسپیکر سید یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی توڑنے کے صدارتی فرمان کو سپریم کورٹ اسلام آباد میں چیلنج کر دیا۔ یہ رٹ درخواست مسلم لیگ کے نائب

صدر افتخار گیلانی نے دائر کی۔ درخواست میں کہا گیا کہ حکومت معمول کے مطابق چل رہی تھی، کوئی بحران نہیں تھا جو اسمبلی توڑنے کا جواز بنتا۔ صدر نے آئین اور اپنے حلف کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جلدبازی میں یہ فرمان جاری کیا۔ درخواست میں قومی اسمبلی بحال کرنے کر استدعا کی گئی۔

19 نومبر کو سپریم کورٹ کے رجسٹرار نے بے نظیر کی رٹ اس اعتراض کے ساتھ واپس کر دی کہ درخواست میں توہین آمیز اور عامیانہ زبان استعمال کی گئی ہے۔ قانونی معاملے کو اسکینڈلائز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ضروری تبدیلیوں کے بعد درخواست دوبارہ دائر کی جا سکتی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اُن کی درخواست کی واپسی امتیازی سلوک کے مترادف ہے۔ رجسٹرار خود عدالت بن گئے ہیں۔ 21 فروری کو بے نظیر نے ترمیم شدہ رٹ دوبارہ دائر کر دی تھی جس میں قابل اعتراض پیراگراف حذف کر دیئے گئے۔ 23 نومبر کو ترمیم شدہ آئینی درخواست کو ایک بار پھر واپس کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے کہا کہ اگر کوئی مقدمہ اسکینڈلائز کرنے والا ہے تو رجسٹرار کو درخواست واپس کرنے کا اختیار ہے۔ اعتراضات قانون کی نظر میں حتمی ہیں۔ 24 نومبر کو بے نظیر تیسری بار ترمیم رٹ سپریم کورٹ میں دائر کر دی جس میں وہ پیرگراف حذف کر دیئے گئے جن پر رجسٹرار نے اعتراض کیا تھا۔ بے نظیر کے وکیل اعتزاز احسن نے رجسٹرار کو لکھا ہوا خط بھی واپس لے لیا۔

بے نظیر نے کہا کہ میری حکومت کی برطرفی کا فیصلہ بدنیتی پر مبنی تھا۔ صدر کے الزامات حقائق کے منافی ہیں۔ اس سے قبل بھی 1990ء میں میری حکومت کرپشن اور بدعنوانی کے الزامات لگا کر برطرف کی گئی تھی، لیکن میرے اور زرداری کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکا۔ میری حکومت اپنے منشور پر عمل کر رہی تھی لیکن مجھے عوام کی خدمت کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ نواز شریف کی حکومت 25 دن میں بحال ہو سکتی ہے تو میری حکومت بھی بحال کی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت بحال نہیں ہو سکے گی۔ ہم نے پیپلز پارٹی کی حکومت کی غلطیوں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہمارے ووٹ بنک میں اضافہ ہوا ہے۔

13 نومبر کو نواز شریف نے معراج خالد سے ملاقات کر کے غیرجانبدار الیکشن کے لیے اپنی تجاویز پیش کر دیں جن میں الیکشن کمیشن کی تشکیل نو، شناختی کارڈ کو لازمی قرار دینا اور 93ء کی حدبندیاں برقرار رکھنا اور بینرز اور پوسٹرز پر پابندی لگانا شامل ہیں۔ معراج خالد نے کہا کہ بے رحم احتساب ہوگا۔ بڑی مچھلیوں کو سزا دیں گے۔ مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے اصل مجرم جلد سامنے آ جائیں گے۔ اُن کے قتل سازش کے تانے بانے ایک طرف جاتے ہیں۔ کرپشن میں ملوث افراد کو سزا ملے گی۔ اُن کی جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔ وہ انتخابات میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ لوٹی ہوئی دولت باہر سے واپس لائی جائے گی۔ یکم جنوری 1986ء سے 4 نومبر 1996ء تک تمام ارکان پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اور گریڈ 20 سے 22 تک کے تمام افسران کا محاسبہ

کیا جائے گا۔ سلمان فاروقی جیسے افراد کو ضرور گرفتار کیا جائے گا۔ حرام کا مال کھانے والوں سے پائی پائی کا حساب لیں گے۔ سیاسی جماعتیں اہل، باکردار اور دیانت دار اُمیدواروں کو سامنے لائیں۔ عوام آئندہ انتخابات میں بدعنوان لوگوں کا احتساب کریں۔ انتخابات میں دولت کے بے جا استعمال کی اجازت نہیں ہوگی۔ 14 نومبر کو لاہور میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ پہلے احتساب ہوگا اور پھر انتخاب۔ غاصبوں کا پیٹ چیر کر عوام کا ایک ایک پیسہ واپس لائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم ہنگامی احتساب کے بجائے مستقل احتساب کی بات کرتے ہیں۔ شہباز شریف نے کہا کہ انتخابات کے بجائے احتساب کا نعرہ لگانے والے چور دروازوں سے اقتدار میں آنا چاہتے ہیں۔ 15 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ نگران حکومت نہ احتساب کر سکے گی اور نہ مقررہ مدت میں آزادانہ انتخابات کرائے گی۔ ایوان صدر پیپلز پارٹی کے خلاف سازشوں کا ہیڈ کوارٹر بن چکا ہے۔ نگران حکومتوں میں جو لوگ لائے گئے ہیں، وہ خود احتساب کی زد میں آتے ہیں۔ عوام صدر لغاری کا بھی احتساب کریں گے۔

گرفتاریوں کا آغاز

15 نومبر کو اے۔ پی۔ پی کے سابق ڈائریکٹر جنرل اظہر سہیل، نیشنل بنک کے سابق صدر ایم۔ عباسی، بے نظیر کے پرسنل سکریٹری احمد صادق، سی۔ ڈی۔ اے کے سابق چیئرمین شفیع سہوانی، الائیڈ بنک کے سابق صدر شوکت کاظمی، او جی۔ ڈی۔ سی کے سابق چیئرمین رفعت عسکری گرفتار کر لیے گئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ میں گرفتاری کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ صدر نے بار بار مجھے کراچی میں دہشت گردی کے خلاف اس سے بھی زیادہ سخت رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ شعیب سڈل کو صدر کی خواہش پر کراچی کا ڈی۔ آئی۔ جی بنا کر بھیجا گیا۔ میری وجہ سے کراچی میں امن قائم ہوا۔ میرے خلاف کوئی کارروائی ہوئی تو صدر لغاری بھی نہیں بچ نہیں سکیں گے۔

17 نومبر کو نواز کھوکھر کو حراست میں لے کر اُنھیں اڈیالہ جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ کھوکھر نے اُنھیں حراست میں نہ لینے کے بارے میں ہائی کورٹ کا حکم نامہ بھی دکھایا، لیکن الف۔ آئی۔ اے کے افسران نے اس کے باوجود اُنھیں حراست میں لے لیا۔ 19 نومبر کو جیسے ہی ناہید خاں، بے نظیر کے ہمراہ کراچی سے راولپنڈی پہنچیں، اُنھیں جہاز سے اُترتے ہی حراست میں لے کر ایک ماہ کے لیے اڈیالہ جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ 21 نومبر کو ہائی کورٹ نے حاجی نواز کھوکھر اور ناہید خاں کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن اڈیالہ جیل سے رہا ہونے کے بعد فوراً دونوں کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ ناہید خاں نے کہا کہ میں مضبوط اعصاب کی عورت ہوں، کسی حال میں بھی وعدہ معاف گواہ نہیں بنوں گی۔ برطانیہ میں پاکستان کے سابق ہائی کمشنر واجد شمس

الحسن کو بھی کراچی میں گرفتار کر لیا گیا۔ اُن پر دو لاکھ پونڈ خورد برد کرنے کا الزام ہے۔

بے نظیر کی کراچی آمد

16 نومبر کو بے نظیر بھٹو کا کراچی آمد پر زبردست استقبال کیا گیا۔ وہ کراچی ایئرپورٹ سے پانچ سو کاروں پر مشتمل جلوس کے ہمراہ 9 گھنٹے میں کلفٹن پہنچیں۔ شرکاء پورے راستے میں "وزیراعظم بے نظیر" کے نعرے لگاتے رہے۔ جلوس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم کسی آمر کو قبول نہیں کریں گے۔ ہمارے ہاتھ صاف ہیں۔ ہمارا ضمیر مطمئن ہے۔ ہم نے پاکستان کو بچایا اور ملک کی سلامتی کو مستحکم کیا۔ میری ماں میری حکومت کی بحالی کے لیے رات دن دعائیں مانگ رہی ہیں۔ اُن کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ میں لغاری کو اپنا بھائی سمجھ کر اُن کے ساتھ برتاؤ کرتی تھی۔ میں لیڈر تھی اور وہ کارکن تھے۔ لغاری کہتے تھے کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ اگر کوئی مجھ پر بندوق اُٹھائے گا تو وہ اُسے ختم کر دیں گے۔ صدر ہمارے اقدام کی تعریف کرتے تھے اور "ویل ڈن" کہتے لیکن میں اب خراب ہوں اور صدر فرشتہ ہیں۔ مرتضیٰ کو اُس کی بہن کی حکومت ختم کرنے کے لیے قتل کیا گیا۔ صدر لغاری مرتضیٰ کے خون کا حساب دیں۔ ایک فرد قوم کے مقدر کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ میں آج بھی وزیراعظم ہوں اور قومی اسمبلی میں اپنا وجود رکھتی ہے۔ تاوقتیکہ سپریم کورٹ اس کے برعکس فیصلہ نہ دے دے۔ میری حکومت بحال ہو جائے تو میں اپوزشن کے ساتھ آئینی سمجھوتہ کر کے خود اسمبلی توڑ دوں گی اور غیر جانبدار انتظامیہ کے تحت انتخابات کرائے جائیں گے۔ صدر "کنگز پارٹی" قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مجھے اور نواز شریف کو سیاست سے آؤٹ کر کے کٹھ پتلی وزیراعظم اور کابینہ کے ذریعے اپنی حکومت قائم کرنے کے خواہش مند ہیں۔ احتساب کا نعرہ محض ایک فریب ہے، لیکن ہم اُن کا خفیہ ایجنڈا کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

زرداری کے گھوڑے

بے نظیر حکومت اور آصف زرداری کی بدعنوانیوں کے بارے میں مختلف باتیں منظرعام پر آنے لگیں۔ بتایا گیا کہ زرداری کے گھوڑوں کے لیے اصطبل کروڑوں روپے کی لاگت سے سی۔ ڈی۔ اے سے تعمیر کرائے گئے۔ اصطبل میں ایئر کنڈیشنز نصب تھے۔ اصطبل میں سیب کے مربے اور پھل کھانے والے گھوڑے ہیں۔ ان گھوڑوں کے لیے مرگلہ کی پہاڑیوں میں خصوصی ٹریک بنائے گئے۔ وزیراعظم ہاؤس میں اونٹ اور کتوں کے لیے بھی علیحدہ علیحدہ کمرے تھے۔ بے نظیر نے کہا کہ گھوڑوں کا خرچہ آصف زرداری خود برداشت کرتے تھے۔ صدر اس بات کا

جواب دیں کہ انھوں نے ایوان صدر میں سوئمنگ پول اور شوٹنگ رینج سرکاری خرچ پر کیوں تعمیر کرائے۔ مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ میں لغاری کو صدر بنوا کر غلطی کی تھی۔ کاش میں ناہید خاں کو صدر بنا دیتی وہ کم از کم میری حکومت کو برطرف تو نہیں کرتیں۔ بے نظیر کے خسر حاکم علی زرداری نے کہا کہ بے نظیر اور آصف زرداری دونوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہے۔ مرتضیٰ کے قتل میں آصف زرداری کو ملوث کرنے کی سوچ غیر مرئی حکومت کی ہے۔ آصف اور مرتضیٰ کے درمیان کوئی اختلافات نہیں تھے۔ میں نے کبھی بنکوں سے پیسہ نہیں لیا۔ نواز شریف متبادل قیادت ہیں۔ نگران حکومت کو محاسبہ کا اختیار حاصل نہیں ہے۔

18 نومبر کو صدر لغاری نے کہا کہ اگر قومی اسمبلی نہ توڑی جاتی تو حالات مزید خراب ہو سکتے تھے اور ملک تباہ ہو جاتا۔ البتہ انھوں نے بے نظیر حکومت کی خارجہ پالیسی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اُس دوران کشمیر پر بہت کام ہوا۔ صدر نے کہا کہ وہ 3 فروری کو الیکشن کرانے کے اپنے عہد پر قائم ہیں۔

احتساب آرڈی نینس

18 نومبر کو صدر نے احتساب آرڈی نینس 1996ء جاری کر دیا جس کے تحت کرپٹ افراد کے لیے سات سال قید تمام جائیداد کی ضبطی، سرکاری عہدہ سے برطرفی اور عوامی نمائندگی کے لیے پانچ سال تک نااہل قرار دیا جانا شامل ہے۔ صدر مملکت، گورنروں اور مسلح افواج کے سربراہوں کو احتساب سے استثنیٰ حاصل رہے گا۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ خود کو احتساب کے عمل سے مستثنیٰ کرنے کے بعد صدر لغاری اپنے عہدہ پر قائم رہنے کی اہل نہیں رہے۔ وہ کرسی چھوڑ کر ٹربیونل کے سامنے پیش ہوں اور کسی غیر جانبدار شخص کو قائم مقام صدر بنایا جائے۔

زرداری سے ملاقات

19 نومبر کو بے نظیر نے اپنے بچوں کے ہمراہ سہالہ ریسٹ ہاؤس میں آصف زرداری سے طویل ملاقات کی۔ 21 نومبر کو وہ آصف زرداری سے دوبارہ ملیں۔ 25 نومبر کو زرداری کو مرتضیٰ قتل کیس میں لانڈھی جیل سے منتقل کر دیا۔

20 نومبر کو مرتضیٰ کی بیوہ غنویٰ کو پاکستان کی شہریت مل گئی۔ توقع ہے کہ وہ قومی اسمبلی کا الیکشن لڑیں گی۔ حاکم زرداری نے کہا کہ غنویٰ پیپلز پارٹی کے ووٹ خراب کریں گی۔ 23 نومبر کو لاڑکانہ میں ایک پریس کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے غنویٰ نے کہا کہ مرتضیٰ کے قتل میں صدر لغاری کو ملوث کرنا بے نظیر کا دیوالیہ پن ہے۔ میں نے سابق وزیر اعظم بے نظیر کی دھمکیوں

کی وجہ سے ایف- آئی- آر میں آصف زرداری کا نام درج نہیں کرایا- انتخاب کے ساتھ احتساب بھی ضروری ہے-

23 نومبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ فوج سمیت سب کا بے رحمانہ احتساب ہونا چاہیے- غیر جانبدار احتسابی کمیشن تشکیل دیا جائے- جس میں نڈر اور بہادر افراد شامل ہوں- معراج خالد ہمت کر کے وزیراعظم ہاؤس کو خواتین یونیورسٹی بنا دیں- حکومت کے خاتمے کے بعد ہمارا سفر جاری ہے- قوم جب سڑکوں پر آئے گی تو ظالم بلوں میں گھس جائیں گے- آئندہ نواز شریف یا بے نظیر وزیراعظم نہیں بنیں گے بلکہ وزیراعظم جماعت اسلامی کی مرضی سے بنے گا- اسلامی انقلاب کا سورج جلد طلوع ہوگا- پانچ دینی جماعتوں نے مشترکہ اُمیدواروں اور نشستوں کی تقسیم پر اصولی اتفاق کر لیا- ان جماعتوں نے مطالبہ کیا کہ انتخاب متناسب نمائندگی کے اصول پر کرائے جائیں- قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن ہوں- احتساب کے بغیر انتخابات ہوئے تو بدکردار افراد پہلے کی طرح دوبارہ کامیاب ہو جائیں گے-

نگران وزیراعظم معراج خالد نے کہا کہ گیارہ سو افراد کراچی میں احرام باندھے اجازت ناموں کے ساتھ حج پر روانگی کے لیے تیار بیٹھے تھے لیکن سابقہ حکومت کو اللہ اور رسول کی شرم بھی نہیں آئی کہ اُس نے آخری وقت میں اُن کی جگہ مالدار افراد کو سرکاری خرچ پر حج کے لیے روانہ کر دیا- اور محروم افراد کی کوئی فریاد نہیں سنی گئی-

معراج خالد نے اسلام آباد میں کہا کہ مٹھی بھر "سیاسی برہمن" وزارت عظمیٰ کے عہدہ کو اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں- ہم قوم کو ان سیاسی برہمنوں سے نجات دلائیں گے- احتساب نہ ہوا تو حالات جوں کے توں رہیں گے اور پھر وہی لوگ اسمبلیوں میں آ جائیں گے- احتساب کے لیے دس ہزار افراد کی فہرست تیار کر گئی ہے- ٹھوس مواد اکٹھا کیا جا رہا ہے- کرپٹ افراد نااہل قرار دے دیئے جائیں گے، لیکن ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ستر روز میں احتساب کا یہ عمل مکمل نہیں کیا جا سکتا- اس کے لیے تو دو ڈھائی سال کا عرصہ درکار ہے- احتسابی عمل کی تکمیل کے لیے انتخابات میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے- اگر 3 فروری کو انتخابات نہیں ہوئے تو میں وزیراعظم نہیں رہوں گا- پھر 29 نومبر کو معراج خالد نے لاہور میں کہا کہ قوم دیکھے گی کہ 20 دن کے اندر احتساب کے عمل میں انقلابی تبدیلی آئے گی- احتساب میں کسی کو بخشا نہیں جائے گا-

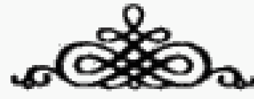
نگران وزیراعظم کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود معراج خالد کے سامنے کوئی واضح طریق کار نہیں- وہ تضاد بیانی اور فکری انتشار کا شکار ہیں- اُن کے بیانات اور اعلانات میں یکسوئی مفقود ہے- کبھی وہ احتساب کو ناگزیر قرار دیتے ہوئے انقلابی تبدیلیاں کر کے بے لاگ احتساب کرنے، قوم کو سیاسی برہمنوں سے نجات دلانے اور کرپٹ افراد کو نااہل قرار دینے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن اگلی ہی سانس میں کہتے ہیں کہ اس کام کے لیے تو دو ڈھائی سال کا عرصہ

درکار ہے جبکہ اُن کے پاس تو صرف ستر دن باقی بچے ہیں۔ ابتدائی تین ہفتے نگران حکومت نے بالکل ضائع کر دیئے۔ اگلے ستر دنوں میں بھی اُس سے کسی مثبت کارکردگی کی توقع عبث ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نگران حکومت کسی واضح مقاصد کے حصول کے لیے نہیں، بلکہ محض خانہ پری کے لیے ترتیب دی گئی تھی۔

بے نظیر حکومت کے خاتمے کے بعد ملک ایک نئے سیاسی دور میں داخل ہوگیا۔ 5 نومبر کے صدارتی اقدام کو بڑے پیمانے پر سراہا گیا۔ ایک مرتبہ پھر یہ اُمید پیدا ہوگئی کہ اب ملک کو ایک بہتر اور عوام دوست حکومت میسر آسکے گی۔ صدر لغاری نے خود بھی عوام کے جذبات کے پیش نظر اپنے پہلے قومی خطاب میں آئین کی پاسداری کرنے، لاقانونیت کو ختم کرنے، معیشت کو سنبھالا دینے، امن و امان بحال کرنے، کرپشن کا خاتمہ کرنے، ناقص کارکردگی کی اصلاح کرنے اور شفاف انتخابات کے ذریعے اہل اور ایماندار حکومت فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ صدر لغاری نے بے نظیر حکومت پر تنقید کرتے ہوئے فوجداری مقدمات میں ملوث شخص کو حکومت میں شامل کرنے کا تذکرہ بھی کیا۔ صدر لغاری بہتر شہرت کے حامل رہے ہیں۔ عمومی خیال تھا کہ وہ اپنے وعدوں کی پاسداری کریں گے، لیکن قومی اسمبلی کی تحلیل اور بے نظیر حکومت کی برطرفی کے بعد اپنے پہلے ہی اقدام میں مرکز میں مشکوک، مشتبہ، نااہل حتیٰ کہ فوجداری مقدمات میں ملوث شخص کو نگران حکومتوں میں شامل کر کے صدر لغاری نے قوم کو مایوس کر دیا۔ اس طرح اپنی نیک نیتی کی خود نفی کر دی۔ اُن کی بیس روزہ کارکردگی سے یہ ثابت ہوگیا کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی کے اصل اسباب وہ نہیں تھے جن کا تذکرہ صدر نے اپنے فرمان اور خطاب میں کیا بلکہ کچھ اور ہی تھے۔ سب کا بے لاگ اور بے رحمانہ احتساب کرنے کے بجائے صدر کے جانبدار اقدامات نے احتساب کے پورے عمل کو مشکوک اور بے معنی بنا دیا۔ احتسابی آرڈی نینس میں اُنھوں نے حکومت کو احتساب سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اس صورت حال میں بے نظیر نے صدر لغاری کے خلاف ایک جارحانہ رویہ اختیار کر کے اُن پر الزامات کی یلغار کر دی، جبکہ صدر اپنا معقول دفاع کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں تھے۔ اس پوری صورت حال میں میاں نواز شریف خوش اور مطمئن تھے۔ صدر لغاری سے اُن کے تین سالہ اختلافات ختم ہوگئے اور دونوں کے درمیان نزدیکی رابطہ قائم ہوگیا۔ نواز شریف کا موقف تھا کہ نگران حکومت کا کام صرف انتخابات کرانا ہے نہ کہ احتساب کرنا۔ صدر کے یکطرفہ اور غیر مستحکم طرز عمل اور نگران حکومتوں کی ساخت اور اُن کی اہلیت کے پیش نظر اس بات کی کوئی توقع دور دور نظر نہیں آتی کہ بدعنوان عناصر کا احتساب ہو سکے اور یہ کہ آئندہ انتخابات میں کرپٹ، بددیانت، بدعنوان اور ظالم افراد کے بجائے اہل، دیانت دار، معقول اور نیک افراد منتخب ہو سکیں گے۔ اس بات کا شدید خدشہ موجود ہے کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی اور نئے انتخابات کا پورا عمل مثبت نتائج

حاصل کرنے میں ناکام رہے اور ملک پر پھر پہلے سے کہیں زیادہ کرپٹ، بدعنوان، ظالم اور عوام دشمن حکومت مسلط ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری پر لغاری پر عائد ہوگی اور وہ خود بھی مکافات عمل سے بچ نہیں سکیں گے۔ بہرحال پوری قوم کی نگاہیں گزشتہ بارہ برسوں میں ہونے والے اگلے پانچویں انتخابات پر مرتکز ہیں۔ خدا کرے کہ یہ انتخابات ملک و ملت کو بحرانوں کی دلدل سے نکال کر ترقی اور خوش حالی کی شاہراہ پر گامزن کر سکیں اور قوم ایک عذاب سے نجات حاصل کر کے کسی دوسرے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!





فہرست

ابتدائیہ

باب:۱ ملکی سیاست ایک نئے مرحلے میں ________ ۲۳

قائم مقام صدر ۲۵، نگران وزیراعظم ۲۵، صوبائی حکومتیں ۲۶، مسلح افواج کا اجلاس ۲۷، بیرونی ردعمل ۲۷، انتخابی مہم ۲۷، قائمقام صدر ۲۷، نگران وزیراعظم ۲۸، الیکشن کمیشن ۲۸، روپے کی قدر میں کمی ۲۸

باب:۲ سیاسی جماعتیں ________ ۲۹

پاکستان مسلم لیگ ۲۹، قاضی حسین احمد سے ملاقات ۳۰، پاکستان پیپلز پارٹی ۳۱، خورشید قصوری کا استعفیٰ ۳۲، جماعت اسلامی پاکستان ۳۳، اسلامی جمہوری محاذ ۳۵، عوامی نیشنل پارٹی ۳۵، نیشنل پیپلز پارٹی ۳۵، میر مرتضیٰ بھٹو ۳۵، عمران خان ۳۶، مہاجر قومی موومنٹ ۳۶، بیرونی تجزیے ۳۷، فاطمہ جناح کا صد سالہ جشن ۳۷

باب:۳ احتساب قبل از انتخاب ________ ۳۹

نگران حکومت ۳۹، وفاقی کابینہ کا اجلاس ۴۰، بلدیاتی ادارے ۴۰، قومی خطاب ۴۱، نادہندگان کی فہرست کا اجراء ۴۲، سابق صدر ۴۳، انتخابی مہم ۴۳، پاکستان مسلم لیگ ۴۳، اعجاز الحق کا بیان ۴۳، مسلم لیگ سے علیحدگی ۴۴، نواز شریف کی کراچی آمد ۴۴، جنرل ضیاء الحق کی برسی ۴۵، انتخابی منشور ۴۵، اتحاد کے لیے مذاکرات ۴۶، پاکستان پیپلز پارٹی ۴۶، انتخابی تعاون ۴۷، مولانا کوثر نیازی کی شمولیت ۴۷، پیپلز پارٹی کے عہدیدار کا قتل ۴۷، پاکستان اسلامک فرنٹ ۴۸، اتحاد کے لیے مذاکرات ۴۸، فرنٹ کا پہلا جلسہ عام ۵۰، قاضی حسین احمد کی گرفتاری ۵۰، مرزا اسلم بیگ کی سیاست میں آمد ۵۴، میر مرتضیٰ بھٹو کی واپسی ۵۴، غنوئ بھٹو کی آمد ۵۶

باب۴ انتخابی سرگرمیاں ________ ۵۷

الیکشن پروگرام ۵۷، آرڈی ننس کا اجراء ۵۸، شناختی کارڈ ۵۸، انتخابی عمل کا آغاز ۵۸، آرٹیکل (۶۳) ۵۹، بدامنی کے واقعات ۶۰، پاکستان مسلم لیگ ۶۱، صوبہ سندھ میں

مہم ۶۱' خواتین یونیورسٹی ۶۲' بیگم عابدہ کی اپیل مسترد ۶۲' مسلم لیگ جونیجو گروپ ۶۳' غلام حیدر وائیں کا قتل ۶۳' قاضی جواب دیں ۶۴' کراچی کا جلسہ عام ۶۴' پاکستان پیپلز پارٹی ۶۶' جتوئی اور ممتاز بھٹو کی رائے ۶۸' پیپلز پارٹی چٹھہ لیگ اتحاد ۶۹' لیاقت باغ کا جلسہ عام ۷۰' پاکستان اسلامک فرنٹ ۷۰' شہباز شریف کی ملاقات ۷۱' نوید فتح کانفرنس ۷۲' کراچی میں استقبال ۷۲' ٹی وی پر تقریر ۷۳' حکومت ایم کیو ایم مذاکرات ۷۴' الطاف حسین کا خطاب ۷۴' آفاق کی پریس کانفرنس ۷۴' اسلامی جمہوری محاذ ۷۶' مشترکہ اجلاس ۷۶' انتخاب سے دستبرداری ۷۷' فنکشنل مسلم لیگ ۷۷' نئی سیاسی جماعت ۷۷' میر مرتضیٰ بھٹو ۷۷' منشور کا اجراء ۷۸' سندھ کا وزیر اعلیٰ ۷۸' انتخابی مہم کا آغاز ۷۹' نگران وزیر اعظم کا خطاب ۸۰' لاہور ہائیکورٹ فیصلہ ۸۱' معین قریشی کے بیانات ۸۲' کاغذات نامزدگی مسترد ۸۲' منشیات کے بارے تحقیقات ۸۲' قرض نادہندگان ۸۳' سابق صدر کے لیے مراعات ۸۳' ایٹمی پروگرام ۸۳' انتخابی نتائج سے متعلق تجزیے ۸۴' انتخابی مہم کے آخری چار دن ۸۵' سپاہ صحابہ کی حمایت ۸۶' نواز شریف کا کھلا خط ۸۶' آخری جلسہ ۸۶' پیر پگاڑا کی پیشینگوئی ۸۸' پریس کانفرنس ۸۸' پاکستان پیپلز پارٹی ۸۸' اخباری اشتہار ۸۹' پاکستان اسلامک فرنٹ ۸۹' نواز شریف کے کھلے خط کا جواب ۹۲' ایم کیو ایم ۹۳' عدالت عالیہ کا فیصلہ ۹۴' الیکشن کمیشن کی وضاحت ۹۵' اسلامی جمہوری محاذ ۹۶' متحدہ دینی محاذ ۹۶' میر مرتضیٰ بھٹو ۹۶' تحریک استقلال ۹۶' فلور کراسنگ ۹۷' شناختی کارڈ ۹۷' وزیر اعظم کا خصوصی طیارہ ۹۷' قائم مقام صدر کا خطاب ۹۷' سروے رپورٹ ۹۸

باب: ۵ فیصلہ کا دن ______ ۹۹

قومی اسمبلی ۹۹' کل آبادی اور ووٹرز کی تعداد ۱۰۰' مسلم اور غیر مسلم ووٹرز ۱۰۰' مرد اور خواتین ووٹرز ۱۰۱' قومی اسمبلی کے لیے انتخابات ۱۰۱' قومی اسمبلی کے انتخابی نتائج پر ایک نظر ۱۰۲' مرکز میں حکومت سازی ۱۰۶' صوبائی انتخابات ۱۰۷' صوبہ پنجاب ۱۰۸' صوبہ سندھ ۱۰۹' سندھ اسمبلی کے انتخابی نتائج ۱۱۰' سرحد اسمبلی کے انتخابی نتائج ۱۱۱' بلوچستان اسمبلی کے نتائج ۱۱۲' آرڈیننس کا اجراء ۱۱۳' ۶ اور ۹ اکتوبر کے انتخابی نتائج ایک نظر میں ۱۱۳' وفاقی حکومت کی تشکیل ۱۱۴' قومی اسمبلی کا اجلاس ۱۱۶' اقتدار میں شرکت کا فارمولا ۱۱۷' قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس ۱۱۸' نواز شریف کی پریس کانفرنس ۱۱۸' علماء کی مشترکہ اپیل ۱۱۹' اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب ۱۲۰' معین قریشی کا الوداعی پیغام ۱۲۱

باب:۶ قائد ایوان کا خطاب ______ ۱۲۳

صوبائی حکومتیں ۱۲۴، پنجاب اسمبلی ۱۲۵، سندھ اسمبلی ۱۲۵، سرحد اسمبلی ۱۲۷، بلوچستان اسمبلی ۱۲۷، بے نظیر کا پہلا قومی خطاب ۱۲۸، وفاقی کابینہ ۱۲۸، امریکی سفیر کا بیان ۱۲۹، نواز شریف کا بیان ۱۳۰، میاں طفیل محمد کا انٹرویو ۱۳۰، اعتماد کا ووٹ ۱۳۰، ایم کیو ایم کا وفد ۱۳۱، میر مرتضیٰ بھٹو ۱۳۶، سینٹ کا انتخاب ۱۳۶، قائم مقام صدر کا انتخاب ۱۳۶، صدارتی امیدوار ۱۳۳

باب:۷ صدارتی انتخاب ______ ۱۳۵

سینیٹ کا ضمنی انتخاب ۱۳۷، بہن بھائی کا رشتہ ۱۳۷، نواز شریف کی سیاسی بے تدبیری ۱۳۸، پولنگ ۱۳۹، بے نظیر کا خطاب ۱۴۱، تقریب حلف برداری ۱۴۱، وفاقی حکومت ۱۴۲، آٹھویں ترمیم ۱۴۲، پارلیمنٹ ہاؤس میں آتش زدگی ۱۴۲، ایٹمی پروگرام ۱۴۳، وفاقی کابینہ میں توسیع ۱۴۳، صدر لغاری سے ملاقات ۱۴۳، وزیراعظم بینظیر بھٹو کا خط ۱۴۴، مسئلہ کشمیر ۱۴۴، وائیں کا چہلم ۱۴۵، صوبائی حکومت میں حصہ ۱۴۶، صوبائی کابینہ میں توسیع ۱۴۷، قومی اسمبلی کے انتخابات ۱۴۸، میر مرتضیٰ بھٹو کی واپسی ۱۴۸، بے نظیر سے خفیہ ملاقات ۱۴۹، ارکینت کا حلف ۱۵۰، صوبہ سرحد ۱۵۰، صوبہ بلوچستان ۱۵۰

باب:۸ بے نظیر کا ابتدائی دور حکومت ______ ۱۵۱

قومی اسمبلی کا اجلاس ۱۵۱، مذاکرات کی دعوت ۱۵۱، ضمنی انتخابات ۱۵۲، فیصل صالح حیات پر حملہ ۱۵۲، انتخابی نتائج ۱۵۳، اخبارات سے شکایات ۱۵۳، نواز شریف کا خطاب ۱۵۴، چارج شیٹ ۱۵۴، بیگم بھٹو کی چھٹی ۱۵۴، بے نظیر کا خطاب ۱۵۵، جنرل آصف نواز کے قتل کی تحقیقات ۱۵۵، اسلامی نظریاتی کونسل ۱۵۶، احتساب ۱۵۶، پاکستان کا ایٹمی پروگرام ۱۵۷، انہڑ کیس میں عدالتی فیصلہ ۱۵۷، حاکم علی زرداری کی تقریر ۱۵۸، ڈیفنس کمیٹی کا اجلاس ۱۵۸، کشمیر کمیٹی ۱۵۸، وزیراعظم کا دورۂ چین ۱۵۹، قاضی حسین احمد کا دورۂ سوڈان اور سعودی عرب ۱۵۹، تحریک استقلال سے علیحدگی ۱۵۹، صدر سے ملاقات ۱۵۹، الطاف حسین کا خطاب ۱۶۰، صوبہ سرحد ۱۶۰، صوبہ بلوچستان ۱۶۰، نواز شریف کی لندن آمد ۱۶۱، بھٹو کا یوم ولادت ۱۶۱، 'را' کے ایجنٹ کا اقبالی بیان ۱۶۳، بھٹو کا مقبرہ ۱۶۳، نواز شریف کا گھریلو تنازعہ ۱۶۴، صدر کی مصروفیات ۱۶۴، سابق صدر کے داماد کے خلاف تحقیقات ۱۶۴، بدعنوانیوں کی روک تھام ۱۶۶، منشیات ۱۶۶، اسمبلی میں ہنگامہ آرائی ۱۶۶، وفاقی کابینہ میں توسیع ۱۶۷، بے

نظیر کا غیر ملکی دورہ ۱۶۷' جماعت اسلامی ۱۶۷' عبدالستار ایدھی ۱۶۹' صوبہ پنجاب ۱۷۰'
بلدیاتی ادارے ۱۷۰' صوبہ سندھ ۱۷۰' مسلم لیگی ارکان اسمبلی کی پریس کانفرنس ۱۷۱'
صدر سے ملاقات ۱۷۱' سمیع مروت کی گرفتاری ۱۷۲' جی ایم سید کی سالگرہ ۱۷۲' فوج
اور رینجرز کے چھاپے ۱۷۲' سندھ کے نئے گورنر ۱۷۲' امریکی قونصل جنرل کی
ملاقات ۱۷۳' وزیر داخلہ کو نوٹس ۱۷۳' صوبہ سرحد ۱۷۳' پی پی حکومت کے ابتدائی سو
دن ۱۷۳' نصرت بھٹو کی پریس کانفرنس ۱۷۴' سینیٹ میں ہنگامہ ۱۷۴' حکومت کی
کارکردگی ۱۷۴' راجیو گاندھی کی مدد کا اعتراف ۱۷۵' بے نظیر کا خطاب ۱۷۶' مسلم لیگ
میں شمولیت ۱۷۶' نواز شریف کا خط بے نظیر کے نام ۱۷۶' بے نظیر کا جواب ۱۷۷'
ریفرنسوں کی سماعت ۱۷۷' مسلم کنونشن سے خطاب ۱۷۸' قاضی حسین احمد کا
انتخاب ۱۷۸' ملک گیر ہڑتال ۱۷۹' وائیں کے قاتلوں کو سزائے موت ۱۷۹' اسمبلی میں
ہنگامہ ۱۷۹' الطاف حسین کا خطاب ۱۸۰

باب ۹: سرحد اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد ________ 181

تحریک عدم اعتماد ۱۸۱' ارکان اسمبلی کی منتقلی ۱۸۲' مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی ۱۸۳' باہمی
صلاح مشورے ۱۸۴' صدر کی جانب سے مذاکرات کی دعوت ۱۸۴' تحریک عدم اعتماد ۱۸۴'
تحریک پر رائے شماری ۱۸۵' گورنر سرحد کا اقدام ۱۸۶' ہائی کورٹ میں درخواست ۱۸۶'
گورنر راج کا نفاذ ۱۸۷' مشترکہ پریس کانفرنس ۱۸۸' صوبہ بلوچستان ۱۸۸' نواز شریف کا
موقف ۱۸۹' ایم کیو ایم سے رابطہ ۱۸۹' خارجہ کمیٹی ۱۹۰' صدر کے خصوصی مشیر ۱۹۰' احتجاجی
مظاہرہ ۱۹۰' سندھ اسمبلی میں ہنگامہ آرائی ۱۹۱' سینٹ کے انتخابات ۱۹۱' سینٹ کے
چیئرمین کا انتخاب ۱۹۲' مشاہد حسین کے گھر پر چھاپہ ۱۹۲' شیخ رفیق کی منصورہ آمد ۱۹۳'
ییلو کیب ۱۹۳' مردم شماری کا التوا ۱۹۳' ایف ۱۶ طیاروں کی فراہمی ۱۹۴' جماعت اسلامی پر
پابندی ختم ۱۹۴' ایس ایم ظفر کا استعفیٰ ۱۹۴' مولانا کوثر نیازی کی رحلت ۱۹۵' یونس حبیب کی
گرفتاری ۱۹۵' یوم پاکستان پر خطاب ۱۹۵' اسلم بیگ کی مسلم لیگ میں شمولیت ۱۹۵'
بینظیر کے خلاف ریفرنس ۱۹۶' قبائلی دربار سے خطاب ۱۹۶' مسئلہ کشمیر ۱۹۷' جونیجو لیگ
میں شمولیت ۱۹۷' صوبہ سندھ ۱۹۸' بریگیڈیر محمد سلیم خان کا بیاں ۱۹۸' ممتاز بھٹو کی ملاقات
۱۹۹' رینجرز پر فائرنگ ۲۰۰' شمیم احمد کے خلاف ریفرنس ۲۰۰' الطاف حسین کا کھلا خط ۲۰۰'
صوبہ سرحد ۲۰۱' پشاور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۲۰۱

باب: ۱۰ ملک کی داخلی صورت حال ———— ۲۰۳

آٹا مہنگا' دھمکی عام ۲۰۳' بھارتی صحافی کا مضمون ۲۰۳' اٹارنی جنرل کا استعفیٰ ۲۰۴' بھٹو کی برسی ۲۰۴' رولز رائس اور مرسیڈیز کاریں ۲۰۵' منشیات اور سمگلنگ ۲۰۵' ایٹمی پروگرام ۲۰۶' حلف امارت ۲۰۷' قرضوں کے نادہندگان ۲۰۸' حقائق نامہ ۲۰۸' توبہ توبہ یا اللہ توبہ ۲۰۸' مسلم لیگ میں شمولیت ۲۰۹' مہران بنک سکینڈل ۲۰۹' یونس حبیب کا انٹرویو ۲۰۹' امن عامہ کی صورت حال ۲۱۰' گورنر پنجاب ۲۱۰' قاضی حسین احمد کا مشورہ ۲۱۱' لیاقت جتوئی کی ضمانت ۲۱۱' ریحان عمر کی ہلاکت ۲۱۱' عدالت کے روبرو پیشی ۲۱۱' میر مرتضیٰ بھٹو ۲۱۲' میجر کلیم کیس ۲۱۲' صابر شاہ کی بحالی ۲۱۲' اسمبلی کا خصوصی اجلاس ۲۱۳' قومی اسمبلی کا احتجاج ۲۱۴' صوبائی کابینہ ۲۱۴

باب: ۱۱ بے نظیر حکومت کی ناکامیوں کا آغاز ———— ۲۱۵

بے بس وزیر اعظم ۲۱۵' اپوزیشن کی ملک گیر مہم ۲۱۵' مسلم لیگ میں شمولیت ۲۱۶' ایک سکے کے دو رخ ۲۱۶' کمانڈو آپریشن ۲۱۶' ایٹمی تنصیبات کا معائنہ ۲۱۷' صدر لغاری کا دورہ امریکہ ۲۱۷' سینٹ میں حکومت کی شکست ۲۱۸' بجٹ سیشن ۲۱۸' قومی اسمبلی کا بائیکاٹ ۲۱۹' نواز شریف کی پریس کانفرنس ۲۱۹' کراچی میں ہنگامہ ۲۲۰' الطاف حسین کا بیان ۲۲۱' نائن زیرو پر چھاپہ ۲۲۲' کراچی فوج کے سپرد ۲۲۳' نائن زیرو پر چھاپے ۲۲۳' اعلیٰ سطحی اجلاس ۲۲۴' مذاکرات کی دعوت ۲۲۴' دیواروں سے مذاکرات ۲۲۵' فوجی قیادت میں تبدیلی ۲۲۵' ہاؤس آف کامنز میں تحریک ۲۲۵' الطاف حسین کے نام آفاق کا خط ۲۲۶' پولیس پارٹی پر فائرنگ ۲۲۶' منحرف ارکان کی رکنیت کی بحالی ۲۲۷' ضمنی انتخاب میں اے۔این۔پی کی جیت ۲۲۷' مستقل گورنر ۲۲۸' سرحد اسمبلی کے اسپیکر ۲۲۸' بلوچستان میں گورنر کی تقرری ۲۲۸' قومی بجٹ ۲۲۹' تاجروں کا اجتماع ۲۲۹' ملک گیر ہڑتال ۲۳۰' بجٹ کی منظوری ۲۳۰' چیف جسٹس آف پاکستان کی تقرری ۲۳۱' سینٹ کے لیے انتخاب ۲۳۱' اراضی کی فروخت کا سکینڈل ۲۳۲' عدالتی کمیشن کا قیام ۲۳۲' ایدھی ٹرسٹ کا دورہ ۲۳۲' کراچی کے لیے خصوصی پیکج ۲۳۳' ایم کیو ایم کے مطالبات ۲۳۳' مرتضیٰ بھٹو کی رہائی ۲۳۳' میجر کلیم اغوا کیس ۲۳۴' سینیٹر محسن صدیقی قتل کیس ۲۳۵' بدامنی کے واقعات ۲۳۵' مرتضیٰ کا جلسہ عام سے خطاب ۲۳۵' توہین رسالت کا قانون ۲۳۶' شریف گروپ کو قرضوں کی فراہمی ۲۳۷' اہم افراد کے ٹیکس گوشوارے ۲۳۷' گھوڑے کی

ہلاکت ۲۳۸' یوم سیاہ ۲۳۸' نواز شریف کا خطاب ۲۳۸' گھی کی قیمت میں اضافہ ۲۳۹' علماء دین کو بینظیر کا مشورہ ۲۳۹' نواز شریف کے جلسے ۲۴۰' قاضی حسین احمد کا خطاب ۲۴۱' بریگیڈیئر امتیاز کی گرفتاری ۲۴۱' وزیر اعلیٰ وٹو مشکلات میں ۲۴۲' کیپٹن فرخ پر فائرنگ ۲۴۳' بے نظیر کی صدر سے ملاقات ۲۴۴' ایف ۱۶ طیارے ۲۴۴' چونسہ آم کے تحائف ۲۴۵' بریگیڈیئر امتیاز کیس ۲۴۵' عدلیہ میں جیالوں کی تقرری ۲۴۵' یوم آزادی ۲۴۶' کمیٹیوں سے استعفیٰ ۲۴۶' بھارتی وزیر اعظم کی دھمکی ۲۴۷' جنرل ضیاء الحق کی برسی ۲۴۷' تحریک نجات ۲۴۷' مشترکہ خصوصی کمیٹی ۲۴۸' ایٹم بم ۲۴۸' اتفاق گروپ کے خلاف اقدامات ۲۵۰' امریکی قونصل جنرل کی وضاحت ۲۵۰' بھارتی قونصل خانہ ۲۵۰' کور کمانڈر سے ملاقات ۲۵۱' جنرل وحید کے نام خط ۲۵۱' یوم آزادی پر دہشت گردی ۲۵۲' نواز الطاف مذاکرات ۲۵۳' جنرل سیلز ٹیکس ۲۵۴' نواز شریف کے خلاف ریفرنس ۲۵۴' قاہرہ کانفرنس ۲۵۴' بے نظیر کا انٹرویو ۲۵۵' کاروان نجات کی روانگی ۲۵۵' کاروان نجات کا دوسرا دور ۲۵۶' ملک گیر ہڑتال ۲۵۷' واشنگٹن پوسٹ میں نواز شریف کا انٹرویو ۲۵۷' نواز شریف کی تردید ۲۵۸' ہرجانہ کا نوٹس ۲۶۰' شریعت کانفرنس ۲۶۰' صدر کا نجی دورہ ۲۶۰' ملک گیر ہڑتال ۲۶۱' نواز شریف کے خلاف ریفرنس ۲۶۲' بے نظیر کے خلاف ریفرنس ۲۶۲' دعائے نجات ۲۶۲' نواز شریف کو نوٹس ۲۶۴' سندھ میں داخلے پر پابندی ۲۶۴' مردم شماری ۲۶۵' مرتضیٰ بھٹو کا الزام ۲۶۵' ایم۔ کیو۔ ایم کارکنوں کی سپاہ صحابہ میں شمولیت ۲۶۶' مذاکرات کا آغاز ۲۶۶' الطاف حسین کا اسلم بیگ پر الزام ۲۶۶' الطاف حسین کی سالگرہ ۲۶۶' علیحدہ صوبے کا قیام ۲۶۷' آپریشن کلین اپ ۲۶۷' پہیہ جام ہڑتال ۲۶۸' وائیں کی برسی ۲۶۸' صدر سے ملاقات ۲۶۸' بینظیر کی پیش کش ۲۶۹' نواز شریف کا آئینی پیکج ۲۶۹' نواز شریف کو پروٹوکول کی فراہمی ۲۷۰' اپوزیشن کی وقتی پسپائی ۲۷۱' بے نظیر کے نام خط ۲۷۱' شباب ملی کونسل سے خطاب ۲۷۲' افواج پاکستان میں تقرریاں ۲۷۴' قومی اسمبلی میں ہنگامہ آرائی ۲۷۴' بھارتی ہائی کمشنر کی ملاقات ۲۷۵' ہنی مون پریڈ ۲۷۵' برطانوی روزنامے کا تجزیہ ۲۷۶' عوام کا دائمی دکھ ۲۷۶' کالا باغ ڈیم ۲۷۷' پنجاب اسمبلی میں ہنگامہ ۲۷۷' بیگم وائیں کا اجتماع ۲۷۷' بدامنی کے واقعات ۲۷۸' مذاکرات کا آغاز ۲۷۸' فوجی آپریشن ۲۷۹' دس نکاتی معاہدہ ۲۷۹' مقدمات کی واپسی اور اندراج ۲۸۱' امریکی فوجی دستہ کی آمد ۲۸۱

باب:۱۲ قومی اسمبلی میں بدنظمی ______ ۲۸۳

اسیر کارکنان کی اسمبلی میں شرکت ۲۸۳' شیخ رشید سے ملاقات ۲۸۳' بھارتی ہائیڈروجن بم ۲۸۴' مسئلہ کشمیر پر قرارداد ۲۸۴' نئے چیف الیکشن کمشنر ۲۸۴' میاں محمد شریف کی گرفتاری اور رہائی ۲۸۴' صدر کا پارلیمنٹ سے خطاب ۲۸۷' رابن رافیل کی ملاقات ۲۸۸' سینیٹ کے اجلاس میں ہنگامہ ۲۸۹' چودھری شجاعت کی گرفتاری ۲۸۹' بھٹو کا مقبرہ ۲۹۰' چیئرمین سینیٹ کی رولنگ ۲۹۰' قومی اسمبلی کو شکست ۲۹۰' چودھری شجاعت کی رہائی ۲۹۱' نواز شریف کی منصورہ آمد ۲۹۱' کھرل کا مشورہ ۲۹۲' مسئلہ کشمیر ۲۹۲

باب:۱۳ بدامنی اور ہنگامے ______ ۲۹۳

پنجاب اسمبلی میں ہنگامے ۲۹۳' بدامنی کے واقعات ۲۹۳' صوبہ سندھ گھپ اندھیرے میں ۲۹۴' اعلیٰ سطحی اجلاس ۲۹۵' رابن رافیل سے ملاقاتیں ۲۹۵' صوبہ سرحد ۲۹۷' شیخ رشید کی نظربندی ۲۹۸' تکبیر کے مدیر اعلیٰ کا قتل ۲۹۹' نواز شریف کی لندن روانگی ۳۰۰' چودھری شجاعت کی دوبارہ گرفتاری ۳۰۰' ایدھی کی عارضی ہجرت ۳۰۰' چودھری شجاعت کی سینیٹ میں شرکت ۳۰۱' اسلامی سربراہ کانفرنس ۳۰۱' سقوط مشرقی پاکستان کی برسی ۳۰۲' شادی کی سالگرہ ۳۰۲' اقبال حیدر کی سبکدوشی ۳۰۲' صدر سے ملاقات ۳۰۳' نواز شریف کی وطن واپسی ۳۰۳' شیخ رشید کی اجلاس میں شرکت ۳۰۳' صدر اور وزیر اعظم کی تردید ۳۰۴' فوج کی بیرکوں میں واپسی ۳۰۴

باب:۱۴ ایم کیو ایم اور حکومت کے درمیان رسہ کشی ______ ۳۰۷

الطاف حسین کا چوتھا خط کھلا خط ۳۰۷' صدر کی سندھ آمد ۳۰۸' اعلیٰ سطحی اجلاس ۳۰۸' بے نظیر کا انٹرویو ۳۰۹' صدر سے ملاقات ۳۱۰' بھارتی قونصل خانہ بند ۳۱۱' ایم کیو ایم کی رٹ درخواست ۳۱۲' ایم کیو ایم سے مذاکرات ۳۱۳' وفاقی کابینہ کے فیصلے ۳۱۵' رولنگ کی خلاف ورزی ۳۱۵' عدلیہ کی آزادی ۳۱۵' نواز کھوکھر کی گرفتاری ۳۱۵' رائے ونڈ کا محاصرہ ۳۱۶' اشتہاری ملزم ۳۱۶' بھٹو کی سالگرہ ۳۱۶' مرغابیوں کا شکار ۳۱۶' ایدھی کی واپسی ۳۱۶' برطانوی وزیر کی پاکستان آمد ۳۱۷' صدر لغاری کا دعویٰ ۳۱۷' گوادر کی اراضی کا مسئلہ ۳۱۸' گرین ٹیلیفون میں دخل اندازی ۳۱۹' ہرجانہ کا دعویٰ ۳۲۰' ارکان اسمبلی کی نااہلی کا بل ۳۲۰' اسپیکر کی رولنگ ۳۲۰' دینی مدارس پر پابندیاں ۳۲۱' صدر لغاری کی وارننگ ۳۲۱' عمران خان کی شکایت ۳۲۲' سپیکر کا

احتجاج ۳۲۲' احتساب یا انتقام ۳۲۲' جماعت اسلامی کے خلاف مقدمات ۳۲۳' سعید قادر کی گرفتاری ۳۲۳' رہائی کے احکام ۳۲۳' قاضی حسین احمد سے ملاقات ۳۲۳' سال نو کا جشن ۳۲۴' پرویز الٰہی کی گرفتاری ۳۲۴' صوبہ سندھ کے حالات ۳۲۴' لیاقت جتوئی کی ضمانت ۳۲۴' سروں کی قیمت ۳۲۵' بھارتی قونصل خانہ ۳۲۵' ایم کیو ایم کی رٹ درخواست ۳۲۶' مذاکرات کا تیسرا دور ۳۲۶' باچا خان کی برسی ۳۲۷' نواز کھوکھر کی رہائی ۳۲۷' چودھری شجاعت کی رہائی اور گرفتاری ۳۲۸' شیخ رشید کا صدر کے نام خط ۳۲۸' احتساب کا عمل ۳۲۸' چکوال مانیٹرنگ سینٹر ۳۲۹' شیخ رشید کے خلاف عدالتی فیصلہ ۳۲۹' توہین رسالت مقدمہ کا فیصلہ ۳۳۰' یوسف رمزی امریکہ کے حوالے ۳۳۱' ہارس ٹریڈنگ ۳۳۲' سپیکر کا احتجاج ۳۳۲' قاضی حسین احمد کا افطار ڈنر ۳۳۲' سینیٹر خورشید کا خط ۳۳۳' گرفتاریوں کے خلاف احتجاج ۳۳۳' اعجاز الحق کی گرفتاری اور رہائی ۳۳۳' چوہدری شجاعت کی رہائی ۳۳۴' یونس حبیب کو سزا ۳۳۴' ایٹمی پروگرام پر خفیہ مذاکرات ۳۳۵' بلدیاتی انتخابات ۳۳۵' بدامنی کے واقعات ۳۳۵' مذاکرات کا آغاز ۳۳۶' قتل وغارت میں شدت ۳۳۶' نوائے وقت کے دفتر پر حملہ ۳۳۸' بھتوں کی لعنت ۳۳۸' مذاکرات کی دعوت ۳۳۹' اتفاق فیملی کا اشتہار ۳۴۰' امریکی سفارت کاروں کی ہلاکت ۳۴۰' جنرل وحید سے ملاقات ۳۴۲' واجبات کی وصول یابی ۳۴۲' بے نظیر کا دورہ امریکہ ۳۴۳' صدر لغاری سے ملاقات ۳۴۳' دفتر پر چھاپہ ۳۴۴' کرنل قذافی کا انٹرویو ۳۴۴' لاہور میں آپریشن ۳۴۴' عید کے تین دن ۳۴۵' پیر پگاڑا کے بنگلہ پر فائرنگ ۳۴۶' حقیقی کے دفتر پر حملہ ۳۴۶' امریکی حکومت کی ہدایت ۳۴۷' محاصرے اور چھاپے ۳۴۷' نواز شریف الطاف حسین مذاکرات ۳۴۷' اعلیٰ سطحی اجلاس ۳۴۸' جی ایم سید کی رہائی ۳۴۹' سندھ میں ہڑتال ۳۴۹

باب:۱۵ سندھ میں گرینڈ آپریشن ______ ۳۵۱

ارکان اسمبلی کے مشاہروں میں اضافہ ۳۵۲' اعلیٰ سطحی صلاح مشورہ ۳۵۲' صدر کے ساتھ مذاکرات ۳۵۲' جلسہ عام سے خطاب ۳۵۳' اسمگلر امریکہ کے حوالے ۳۵۳' بھٹو مرحوم کی برسی ۳۵۳' بے نظیر کا دورہ امریکہ ۳۵۴' طلبہ سے خطاب ۳۵۵' صدر کلنٹن سے ملاقات ۳۵۶' وطن واپسی ۳۵۷' پریس کانفرنس سے خطاب ۳۵۷' نواز شریف کی لندن روانگی ۳۵۷' قانون شہادت میں ترمیم ۳۵۸' ملی یکجہتی کونسل ۳۵۸' تحریک عدم اعتماد ۳۵۹' فوجی کمانڈروں کا اجلاس ۳۵۹' آئی ایم ایف کے اختیارات ۳۵۹'

ایرانی صدر کا دورۂ بھارت ۳۶۰' قومی اسمبلی کا اجلاس ۳۶۰' پرویز الٰہی کی رہائی ۳۶۰' کراچی میں خون کی ہولی ۳۶۱' مرتضیٰ کی اپیل پر ہڑتال ۳۶۱' حیدر آباد بھی بدامنی کی لپیٹ میں ۳۶۲' وسیع تر اتحاد ۳۶۳' سارک کانفرنس ۳۶۳' رحمت مسیح، سلامت مسیح کا انٹرویو ۳۶۴' عمران خان کی شادی ۳۶۴' سینیٹ سے واک آؤٹ ۳۶۵' حمید گل کی جماعت ۳۶۵' نواز شریف کی واپسی ۳۶۵' خصوصی عدالت میں طلبی ۳۶۵' حکومت کی عدم کارکردگی ۳۶۶' گورنر پنجاب کی وفات ۳۶۶' صوبہ سندھ کے حالات ۳۶۶' امریکی ویزا آفس ۳۶۷' غوث علی شاہ کی وضاحت ۳۶۸' گورنر سندھ کا استعفیٰ ۳۶۸' قومی اسمبلی کا اجلاس ۳۶۹' نواز شریف کے خلاف مقدمات ۳۷۰' سابق کونسلر کا قتل ۳۷۰' نواز شریف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ ۳۷۰' عدالت سے رہائی ۳۷۱' نئے مالی سال کا بجٹ ۳۷۱' میاں ممتاز دولتانہ کی رحلت ۳۷۲' بموں کے دھماکے ۳۷۳' ایم کیو ایم کے دفتر پر چھاپہ ۳۷۳' اجمل دہلوی کی ملاقات ۳۷۴

باب ۱۶: ایم کیو ایم اعتراف جرم کرتی ہے ______ ۳۷۵

اعلیٰ سطحی اجلاس ۳۷۶' سندھ اسمبلی کا بائیکاٹ ۳۷۷' دہشت گردی کی لرزہ خیز واردات ۳۷۸' کراچی کے نئے ڈی۔ آئی۔ جی ۳۷۸' صدر لغاری کی کراچی آمد ۳۷۹' سپریم کورٹ میں سماعت ۳۸۰' سینیٹر زاہد اختر بھی پریس کے سامنے ۳۸۰' الطاف حسین کی گرفتاری ۳۸۱' شام کے اخبارات پر پابندی ۳۸۲' یوم احتجاج ۳۸۲' حمید گل کی ملاقات ۳۸۳' موبائل فون بند ۳۸۳' جماعت اسلامی کی تجاویز ۳۸۴' اخبارات کے خلاف کارروائی ۳۸۴' سپریم کورٹ میں درخواست ۳۸۵' بلوچستان میں پناہ ۳۸۵' اورنگی کا محاصرہ ۳۸۵' نصیر بابر کی کراچی آمد ۳۸۵' مذاکرات پر آمادگی ۳۸۶' دفاعی کمیٹی کا اجلاس ۳۸۶' سعید الدین کا اعتراف جرم ۳۸۷' یوم سیاہ ۳۸۸' دوروزہ ہڑتال ۳۸۸' اسلم سبزواری کی ہلاکت ۳۸۸' اورنگی کا محاصرہ ۳۸۹' قاضی حسین احمد کی صدر سے ملاقات ۳۸۹' بھارتی سفیر کو ظہرانہ ۳۹۰' یوم سوگ ۳۹۰' مذاکرات کا آغاز ۳۹۱' مذاکرات کا دوسرا دور ۳۹۲' وزیراعظم کی کراچی آمد ۳۹۳' پولیس مقابلے میں ہلاکت ۳۹۴' برطانوی حکومت کا فیصلہ ۳۹۴' گلبہار کا محاصرہ ۳۹۵' عقوبت خانوں کا دورہ ۳۹۵' محاصرے اور چھاپے ۳۹۷' مذاکرات ۳۹۸' عمران خان کی سیاست میں آمد ۳۹۸' لاہور ہائیکورٹ کے سامنے مظاہرہ ۳۹۹' محاصرے اور چھاپے ۴۰۰' فاروق دادا کی ہلاکت ۴۰۰' آپریشن ۴۰۳' انچاسواں یوم آزادی ۴۰۳

باب:۱۷ سندھ آتش فشاں کے دہانے پر ——— ۴۰۵
ایم کیو ایم کی مذاکرات پر آمادگی ۴۰۷، مختار حسن کی رحلت ۴۰۷، بی بی سی کے دفتر پر حملہ ۴۰۷، مذاکرات کی دعوت ۴۰۸، ریٹائرڈ میجر کا قتل ۴۰۹، محاصرے ۴۰۹، اخبارات کا احتجاج ۴۱۰، مذاکرات کا آغاز ۴۱۰، محاصرے اور گرفتاریاں ۴۱۱، عبدالستار ایدھی کا انٹرویو ۴۱۲، چھاپے اور گرفتاریاں ۴۱۲، صوبائی اسمبلی کی رکنیت ۴۱۳، مذاکرات ۴۱۳، صوبائی اسمبلی ۴۱۴، یونس حبیب کی اہلیہ کی ہلاکت ۴۱۴، عالمی ہفتہ احتجاج ۴۱۴، الطاف حسین کی سالگرہ ۴۱۵، محاصرے، چھاپے اور پولیس مقابلے ۴۱۵، گرفتاری پر انعام ۴۱۶، مذاکرات ۴۱۶، آپریشن ۴۱۸، نواز شریف کی تنقید ۴۱۸، بے نظیر کی چین روانگی ۴۱۹، مقدمات کی واپسی ۴۱۹، نواب خیر بخش مری کی واپسی ۴۱۹، الیکشن ٹریبونل کا فیصلہ ۴۱۹، علماء کنونشن سے خطاب ۴۱۹، عرب نیوز کا انکشاف ۴۲۰، ججوں کے بارے میں فیصلہ ۴۲۰، قرضوں کی معافی ۴۲۰، صوبہ پنجاب میں سیاسی بحران ۴۲۱، گورنر راج کا نفاذ ۴۲۱، نئے وزیر اعلیٰ کی تلاش ۴۲۱، نواز وٹو ملاقات ۴۲۲، ارکان اسمبلی کے ساتھ سلوک ۴۲۲، وزیر اعلیٰ کی نامزدگی ۴۲۳، پنجاب اسمبلی کا اجلاس ۴۲۴، کاغذات نامزدگی ۴۲۵، ڈرامائی انتخاب ۴۲۵، کلرکوں پر لاٹھی چارج ۴۲۶، وائیں کی برسی ۴۲۷، عمرہ کے لیے روانگی ۴۲۷، یوم سیاہ ۴۲۷، ٹیکس چوری ۴۲۸، نیویارک میں خطاب ۴۲۸، گوہر ایوب کی چارج شیٹ ۴۲۸، فوجی افسران کی گرفتاری ۴۲۸، وزیر دفاع کا بیان ۴۲۹، یوم تشکر ۴۳۰، بیگم بھٹو کا انٹرویو ۴۳۰، منی بجٹ کا اعلان ۴۳۲، عامل کانسی کی گرفتاری ۴۳۲، صدر لغاری کا خطاب ۴۳۲، مصطفےٰ کھر کی برہمی ۴۳۳، ہائیکورٹ کے سامنے احتجاج ۴۳۳، شوکت کاظمی کا انٹرویو ۴۳۳، صدر کی کراچی آمد ۴۳۳، چوہدری ظہور الٰہی کیس ۴۳۴، سندھ سیکرٹریٹ پر حملہ ۴۳۴، فہیم کمانڈو کی ہلاکت ۴۳۵، یوم سوگ کا اعلان ۴۳۶، نواز شریف کی روانگی ۴۳۶، صدر لغاری کا خط ۴۳۶، یوم سوگ ۴۳۷، ناصر حسین کی گرفتاری ۴۳۷، لندن میں مظاہرہ ۴۳۸، نواز شریف کا خطاب ۴۳۸، نواز الطاف ملاقات ۴۳۹، سردار اکبر بگٹی کی شکایت ۴۴۰، ہائیکورٹ میں مظاہرہ ۴۴۰، یوم سیاہ ۴۴۰، اسرائیلی وزیر اعظم کا قتل ۴۴۱، شہباز شریف کی گرفتاری ۴۴۱، جماعت اسلامی کا کل پاکستان اجتماع ۴۴۲، نصیر بابر کی معذرت ۴۴۳، مصری سفارت خانہ پر حملہ ۴۴۳، جاپانی وفد کی آمد ملتوی ۴۴۴، جلوس پر حملہ ۴۴۶، ناکامی کا اعتراف ۴۴۶، کانفرنس سے خطاب ۴۴۷، پندرہ افراد کی ہلاکت ۴۴۸، حنیف بھنوری کی پریس کانفرنس ۴۴۹، بھتوں کی وصولیابی ۴۵۰، شادی ہال کا محاصرہ ۴۵۰، محاصرے اور

تلاشی ۴۵۱، وزیراعلیٰ کے بھائی کا قتل ۴۵۱، نعیم کی ہلاکت ۴۵۲، اکبر بگٹی کا انکشاف ۴۵۲، نواز شریف کے خطاب ۴۵۳، بے نظیر کا موقف ۴۵۳، پاکستان سٹیل مل ۴۵۴، رابن رافیل کا بیان ۴۵۴، بھارت سے تجارتی تعلقات ۴۵۴، ماجد سلطان کی گرفتاری ۴۵۵، بھارت کا ایٹمی دھماکہ ۴۵۵، کالاباغ ڈیم ۴۵۶، بری فوج کے نئے سربراہ ۴۵۶، غیر ملکی قرضوں کا حصول ۴۵۶، ملک گیر ہڑتال ۴۵۶، سال رفتہ ۴۵۷، اگلا سال ۴۵۷، مرتضیٰ بھٹو کا بیان ۴۵۷، الطاف حسین کا خطاب ۴۵۸، دینی درسگاہ کی تالا بندی ۴۵۸، افواہوں کا گشت ۴۵۹، محاصرے اور چھاپے ۴۵۹، معین قریشی کا بیان ۴۵۹، الطاف حسین کے بھائی کا قتل ۴۶۰، یوم سوگ ۴۶۱، کلنٹن انتظامیہ کی تشویش ۴۶۱، اخبارات کے خلاف کارروائی ۴۶۲، مڈنائٹ آپریشن ۴۶۳، محاصرے اور قتل وغارت ۴۶۴، سال نو کا جشن ۴۶۵، صوبہ سرحد میں تخریب کاری ۴۶۶، صوبہ بلوچستان ۴۶۶، سونے کا تاج ۴۶۶، بیگم شفیقہ کی رحلت ۴۶۷، نواز شریف کے جلوس پر حملہ ۴۶۷، بری فوج کے نئے سربراہ ۴۶۷، دعوت ولیمہ ۴۶۸، حاکم علی زرداری کا بیان ۴۶۸، بے نظیر کا خطاب ۴۶۹، امریکی پابندیوں میں نرمی ۴۶۹، آزاد کشمیر پر حملہ ۴۶۹، صوبوں کا مطالبہ ۴۷۰، پنجاب میں دھماکے ۴۷۰، صوبہ سندھ ۴۷۰، گرفتاری پر انعام ۴۷۲، نواز الطاف مذاکرات ۴۷۲، بھٹو کی سالگرہ ۴۷۲، بس میں دھماکہ ۴۷۳، مرتضیٰ بھٹو کا خطاب ۴۷۴، ریحان سمیت ۵ افراد کی ہلاکت ۴۷۴، محاصرے ۴۷۵، فہیم بھورا کی ہلاکت ۴۷۶، جمیل کمانڈو کی ہلاکت ۴۷۷، عطاءاللہ مینگل کی وطن واپسی ۴۷۷، امریکی سفیر کی ملاقات ۴۷۷، بھارتی میزائلوں کی تنصیب ۴۷۸، نواز شریف کا خطاب ۴۷۸، افطار پارٹی سے قاضی صاحب کا خطاب ۴۷۹، آئی ایم ایف کا اظہار خیال ۴۸۰، وائس آف جرمنی کا انکشاف ۴۸۰، عمران خان کا انٹرویو ۴۸۱، انتخابی اصلاحات ۴۸۲، یونائیٹڈ بنک کی نجکاری ۴۸۲، عدلیہ سے برہمی ۴۸۳، امریکی سفیر کا انتباہ ۴۸۳، صوبہ سندھ ۴۸۴، ضیاءاللہ کی پریس کانفرنس ۴۸۴، محاصرے اور چھاپے ۴۸۴، صدر کی تقریر ۴۸۵، اعجاز شفیع کی رکنیت بحال ۴۸۵، بلدیاتی انتخابات ۴۸۶، امریکی سفیر کی کراچی آمد ۴۸۷، امریکی قونصل خانہ میں پناہ ۴۸۷، یوم دعا ۴۸۷، یوم سوگ ۴۸۸، یورپی پارلیمنٹ کی تشویش ۴۸۸، وزیراعظم کی کراچی آمد ۴۸۹، ڈبل سواری پر پابندی ختم ۴۸۹، انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ ۴۸۹، شیخ رشید کی رہائی ۴۹۰، وزیر مملکت کا بیان ۴۹۱، اپوزیشن کے الزامات ۴۹۱، ملی یکجہتی کونسل کا احتجاج ۴۹۲، تحریک عدم اعتماد ۴۹۲، اگلا بجٹ ۴۹۲، حکومت بالمقابل عدلیہ ۴۹۳، سپریم کورٹ میں درخواست ۴۹۳، سپریم کورٹ کا تاریخی